ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ مالاصی ٹولہ نمبر ۵

انوار الاصفیا

(ترجمہ)

تذکرۃ الاولیا

باہتمام کمترین حقیر ازلی محمد احمد علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الحنفی والجلی

مطبع محمدی فی اپی کولوٹولہ

عاجز کے کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بہ نرخ تاجرانہ جلد بکفایت ویلیو پی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمسۂ محراب رواقِ قدیم

مترجمہ

حمد و ثنا میں اُس خدا کی کہ جسکی صفت یگانگی و یکتائی ہے اور خاصیت عظمت و جلال و کبریائی بھلا
عامۂ خلائق کو زبان کشائی کیسے زیبا ہو جبکہ اخص الخواص سرورِ کائنات مفخر موجودات امام رُسل
پیشواے سُبل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کہ جنکی بدولت
ہژدہ ہزار عالم خلوتخانۂ عدم سے شہرستانِ ظہور میں جلوہ گر ہوا معترف بعجز ہوں
پس ناچار یہ بندۂ خاکسار ہیچمیرز ہیچمدان محمد میرزا جان عفی عنہ السبحان دہلوی مدعای
ضروری الاظہار کو پیشکش ناظرینِ با تمکین کرتا ہے اِن دنوں میرے کرم فرماے اکرم جناب
حاجی حرمین شریفین مولوی محمد سعید صاحب دام اقبالہ مالک مطابع و تاجر کتب کلکتہ نے کہ جنکو اوصاف
حمیدہ و خصائل محمودہ کے لکھنے سے قلم قاصر ہے فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر تذکرۃ الاولیا کا
ترجمہ بامحاورہ زبانِ اُردو میں ہو جاتا کیونکہ اگرچہ وہ ترجمے جو اس نسخے کے زبان ماضی میں
ہوئے ہیں اب بھی موجود ہیں لیکن میں خلائق کو اُنکی طرف کم راغب پاتا ہوں اور گویا کہ اُسکے
حال سے یہ نمایاں ہوتا ہے کہ اگلے ترجموں کو مطالعہ کرتے کرتے سیر ہو گئی ہیں اور یہ چاہتے ہیں

کہ اگر کوئی ترجمہ صاف اور سلیس اردو مین بامحاورہ ہو تو اسکو مطالعہ کرین حالانکہ اس بے بضاعت کو بوجہ مشغولی کاروبار مرجوعہ فرصت بہت کم ہو لیکن تو بھی ایسے کرم فرما کے فرمانے سے پہلو تہی کرنا مناسب نہ جان کر اہتمام اس کار عظیم کا اپنے ذمے لیا اور موسوم بہ انوار الاذکیا ترجمۂ تذکرۃ الاولیا کیا خدا کے فضل و کرم سے امید واثق ہو کہ بہت جلد اختتام پذیر ہو کر طالبان حق کو انوار فیض الٰہی سے منور کرے اور راغبان لے اللہ کو مخزن عرفان الٰہی بنادے اور ہر شیخ و شاب کو علی قدر درجاتہم نفع کثیر بخشے اور مقبول خواص و عوام ہو

واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین

سب تعریف اللہ ہی کے واسطے لائق ہو جو طرح طرح کی بہتر نعمتون سے بڑی بخشش کرنے والا قسم قسم کی بزرگ بخششون سے بڑا احسان کرنیوالا احد کیا گیا بلند مرتبہ والون مین کہ بزرگی اور بڑائی کے صاحب ہاین عبادت کیا گیا ہو زمین اور آسمان کے طبقون مین ساتھ بہترین جنس عبادات سے عزت اور بزرگی و خوبی کا صاحب ہے جلال اور بادشاہی اور تعریف کا۔ کہ بلند تر ہو۔ بالک ہو صاحبانِ بینائی کی بصارت اور دیکھنے والون کی آنکھون سے پاکی اور بزرگی کی روشنیون مین۔ پوشیدہ ہے ایسے چلنے والون کی بصیرت سے کہ جنکی آنکھین رنج کی سوزش مین ہین نزدیک اور اقرب ہے آسنے ایسے لوگون کے کنارہ بقا کو کہ اسکی توحید کے سمندرون مین غوطہ لگانے والے ہین فنا اور نیستی کے ساتھ ملایا ہو اور ان لوگون کے شرف فنا کو جو اسکی بزرگی کے قرب کی گہرائی مین تہ تک پہونچنے والے ہین بقائے خالص سے پیوستہ کیا ہو اور انکو فقر کی بزرگی عطا کرکے اختیار کی احتیاج کی ذلت سے بے پروا بنایا ہو اور انکو ان نعمتون کے حمد و شکر کی کہ اسکے احسانات کے خزانون مین ہین توفیق بخشی ہو اور انکو فنا کے سبب بقا سے اور بقا کے سبب فنا سے غنی کیا ہے پس وہ فناء الفنا کی روشنی کے سبب سے نفسانی خواہشون اور انسانی موت کے خطرون سے

آزاد ہوگئے اور ریا کی کے استغنا کے سبب سے فنا الفنا کے حریص ہوئے اور پوری پوری نور حقیقی کے
حاصل ہونے کی برکت سے سایون کے تخیلات اور پرچھائیون کے تصورات سے کہ نو پیدا انبلقت
اور حضور علیہ حق تعالی مین علیحدگی اختیار کی ہم اسکا شکر کرتے ہین جسنے دشمنون کے مکر سے ہمکو
اپنے سایے مین بچایا اور ہمسے اسکی شر و برائی کو کہ دل سے ہمارا قصد کرتا تھا اور منھ سے ہماری
ایذا رسانی پر آمادہ تھا دور کیا اور ہمکو اس چیز سے کہ اس سے یعنی خدا سے باز رکھنے والی تھی علیحدہ
وجدا رکھا اور درمیان ہمارے اور اس چیز کے کہ ہمارے اور اسکے درمیان الفت دینے والی تھی
الفت ڈالی اور ہمکو اپنا خادم اور پرستش کرنیوالا بنایا اور ہمکو اپنے بزرگ خطاب اور بزرگ کتاب سے
بزرگی عطا کی اور ہمکو اپنے دوست کا پیروی کرنیوالا بنا کر اپنے دوستون مین شامل کیا اور ہم گواہی
دیتے ہین کہ نہین ہے کوئی لائق پرستش کے سواے اللہ کے کہ وہ واحد ہے اور نہین ہے
کوئی شریک اسکا کہ اسکے مقابل ہو اور نہین ہے کوئی مثل اسکا کہ اس سے مانند اور مشابہ ہو
پس اگر ہم اسکی الوہیت کی صفتون پر نظر کرتے ہین تو نہین ہے پرستش کے لائق سوا ہے اسکے
اور اگر ہم اسکے وجود پر غور کرتے ہین تو نہین ہے کوئی اس جیسا مگر وہ خود ہی ہے اور ہم گواہی دیتے ہین
کہ محمد اسکے بندے ہین اور اسکے رسول اور اسکے نبی اور اسکے برگزیدہ ہین اور اسنے انکو سچا کلام عطا
صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲
فرما کے گروہ خلائق کی طرف بھیجا ہے اور انکے مرتبے کی بلندی کے سبب سے سرکشون اور گمراہونکو
پست کیا ہے اور ذلت وخواری کی جماعتون کا شمار کمتر پایا جاتا ہے اور گمراہی کی آگ کو انکی روشنی
سے سرد کیا ہے اور انکے مددگارون کو ہدایت کے مکان مین جگہ دی ہے اور دین کے جواہر کی
روشنیون کی ہدایت سے ہدایت پانیوالون کے دلون کو روشن کیا ہے اور انکو یقین کے
ذخیرون کی بزرگیون کی نگاہداشت کی توفیق دی ہے اور انکو انبیا کے اسرار کی باریکیون کی
بصارت عطا کی ہے اور خاص کیا متقیون اور برگزیدون کو کہ انکی پیروی کی برکت سے
دونون جہان سے دست بردار ہوئے اور انھون نے دونون جہان کی نعمتون کی خواہش کو
مشاہدات غیبی کے سبب سے کہ خلقت انکو کی بینائیان نہین دیکھ سکتین اور جن تک عقلون کی پہونچ

اور گمانون کے گمان نہین پہونچتے اپنی دلون سے نکال ڈالا اور اُنکے دل مکاشفے کے سبب سے
مطالب کی نہایت اور غم و درد کی انتہا تک پہونچے اور اُنکے دلون کو اُس چیز سے کہ نہایت
مقاصد اور غایات غم سے دکھائی اسرار پر ماہر کیا اور اُنکی روحون کو اُس چیز کی برکت
یعنی انوار پاک کی تجلی سے کہ تاریکیون کی تیرگیون اور وسوسون کی کثافت سے پاک کرتی ہے
مُصفّا اور روشن کیا۔ اللہ کی رحمت کاملہ اُنپر اور اُنکی اولاد پر اور اُنکے دوستون پر جب تک کہ
لطف کا آفتاب فضل کے مشرق سے تابان رہے اور جب تک کرامات کا سائبان قائم رہے اور
جب تک کہ عاشق دوری مین مبتلا رہین اور جب تک کہ ہدایت کا کوندا عنایت کے ابر سے چمکے۔
اور جب تک کہ عشق کے کلمات عاشقانِ صادق کی زبان پر جاری ہین اور جب تک کہ شوق کا چرچا
ذوق کے میدان مین رہے نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار سلامتیان اُن پر ہون۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

بعد حمد خدا اور نعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ کے واضح ہو کہ قرآن اور احادیث کے بعد کوئی کلام مشائخ طریقت یعنی بزرگانِ دین کے
کلام سے بالا نہین ہے خدا کی رحمت ہو اُن سب پر کیونکہ اُنکا کلام کوششون اور ذوق و شوق کا نتیجہ ہے
نہ حفظ و قال کا ثمرہ۔ اور عیان سے ہے نہ بیان سے۔ اور اسرار سے ہے نہ تکرار سے۔ اور جوشش سے ہے
نہ کوشش سے۔ اور علمِ لدنی سے ہے نہ علم کسبی سے۔ اور عالم اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ سے ہے نہ جہان عَلَّمَنِیْ
اَبِیْ سے۔ اسلیے کہ اولیاء اللہ انبیا کے وارث ہین خدا کی رحمت کاملہ اُنپر ہو اور مین اپنے
دوستون سے ایک جماعت کو اُن بزرگون کے کلام پر بہت راغب دیکھتا تھا اور مجھے بھی حد درجے کا
شوق اُنکے کلام کے مطالعے کا تھا اور کلام بہت تھا اگر مین سب کو جمع کرتا تو کتاب بڑھ جاتی
ناچار مینے اپنے اور اپنے دوستون کیواسطے خلاصہ کیا اور اگر تو بھی اُنہین سے یعنی شائقون سے ہے
تو تیرے واسطے بھی اور اگر کوئی اس سے زیادہ چاہے تو اگلون اور پچھلون کی کتابون مین
اِس جماعت اولیاء اللہ کے احوال و کلمات بہت سے موجود ہین وہان سے مطالعہ کرے اور اگر کوئی

طالب اس جماعت کے کلمات کی شرح طلب کرے تو کتاب شرح القلب اور کتاب کشف الاسرار اور کتاب
معرفۃ النفس و الرب مطالعہ کرے اور ان معانی و مطالب پر مطلع ہووے اور جسنے ان تینوں کتابوں
(مذکورہ بالا) کو معلوم کیا گمان وہ ہے کہ اس جماعت کی کوئی بات اسپر پوشیدہ نرہیگی دیگر جسکو اللہ نے
چاہا) اور اگر میں یہاں ان کلمات کی شرح کرتا تو یہ کتاب ایک ہزار ورق کی ہوجاتی لیکن ایجاز اور اختصار
کی راہ چلنا سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ نے (اللہ کی رحمت اُنپر ہو اور سلام) فخر کیا ہے کہ مجھے جوامع الکلم عطا
کیا گیا ہے اور مختصر کیا گیا ہے واسطے میری کلام اور بعضی باتیں ایسی تھیں کہ ایک کتاب میں ایک بزرگ سے نقل
تھیں اور دوسری کتاب میں اس (کتاب اوّل) کے برخلاف یعنی دوسرے بزرگ سے نقل تھیں اور
حالات اور حکایتوں کی نسبت کرنے میں بھی اختلاف تھا جہانتک خبرداری کہ مجھسے ہوسکی بیننے کی
مگر شرح نہ کرنے کا اول سبب تھا کہ میں اپنے آپکو انکے کلام کے درمیان لانا خوب نہ دیکھا اور مناسب نہ سمجھا
اور اپنی کلام کو ایسے بزرگوں کے کلام سے ملانا پسند نہ آیا مگر چند جگہ کچھ اشارہ نامحرموں اور نااہلوں کے
دفع خیال کے واسطے کیا گیا اور دوسرا سبب یہ تھا کہ جس کسی کو انکے کلام کی شرح کی ضرورت ہو بہتر ہے
کہ وہ انکے کلام پر نظر کرے اور پھر شرح کو مطالعہ کرے اور تیسرا سبب یہ تھا کہ اولیاء اللہ مختلف طور کے ہیں
بعضے اہلِ معرفت ہیں اور بعضے اہل معاملت اور بعضے اہل محبت اور بعضے اہل توحید اور بعضے بہمہ صفات
(مذکورہ بالا) موصوف اور بعضے اوپر انمیں سے متصف اور بعضے بے صفت اور اگر میں ہر ایک کا حال مفصل طور پر
جدا جدا لکھتا تو کتاب شرط اختصار سے خارج ہوجاتی اور اگر میں انبیا اور صحابہؓ اور اہل بیت کا ذکر کرتا
تو ایک اور کتاب کی علیحدہ ضرورت ہوتی اور بھلا ایسی جماعت کے حالات کی شرح زبان سے کیونکر ادا
ہوسکتی ہے کہ جنکا ذکر خدا تعالیٰ اور رسول نے کیا ہے اور قرآن اور احادیث میں سراہے گئے ہیں اور وہ
عالم عالم دوسرا ہے اور جہان دوسرا۔ واضح ہو کہ انبیا اور صحابہؓ اور اہل بیت تینوں قسم کے ہیں اگر خدا نے
چاہا تو انکے احوال میں ایک کتاب جمع کرونگا تاکہ اس جماعت کے احوال میں عطار یعنی مجھسے ایک
منقبت یادگار رہے اور مجھے اس کتاب کے جمع کرنے میں چند باتیں باعث ہوئیں۔ اوّل یہ کہ مجھسے
یادگار رہیگی اور جو شخص کہ اس کتاب کو پڑھیگا اور اسکی برکت سے کشایش پائیگا مجکو دعاء خیر میں یاد کریگا

اور شاید کہ اسکی گشایش کے سبب سے میری قبر مین بھی گشایش بخشین جیسا کہ یحیئے عمار کو کہ امام ہروی ح
اور استاد شیخ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے وفات کے بعد لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ
خدای تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ ای یحیی مین تیرے ساتھ
سخت بازپرس کرتا تھا لیکن تو ایکروز ایک مجلس مین ہماری تعریف کر رہا تھا ہمارے دوستون سے ایک
دوست وہان گذرا اسنے سنا اور خوشوقت ہوا مینے تجھکو اسکے کام مین شریک کیا ورنہ تو وہ تھا کہ تو
دیکھتا کہ تیرے ساتھ ہمارے کارکن کیا کرتے دوسرا سبب یہ تھا کہ لوگون نے شیخ بو علی دقاق سے کہا
کہ مردانِ راہِ خدا کے ذکر سننے مین کچھ فائدہ ہے جبکہ ہم اُسپر عمل نہ کرسکین۔ فرمایا ہان اُسمین دو فائدے ہین
اول یہ کہ اگر مرد طالب ہوگا تو اُسکی ہمت قوی ہوگی اور اُسکی طلب بڑھیگی دوسری یہ کہ اگر کوئی شخص
متکبر ہوگا تو اسکا تکبر گھٹے گا اور غرور کے دعوی کو سر سے باہر کریگا اور اپنی بھلائی اُسکو برائی
دکھائی دیگی اور اگر کور باطن نہوگا تو خود معائنہ کریگا جیسا کہ شیخ محفوظ نے (اللہ کی رحمت اُنپر ہو) فرمایا
کہ خلق کو اپنی ترازو مین مت تول لیکن اپنے آپ کو مردانِ راہِ خدا کی ترازو مین تول تاکہ تو اُن کی
بزرگی اور تو انگری اور اپنے افلاس کو جانے تیسرا سبب تھا کہ لوگون نے حضرت جنیدؒ سے کہا کہ مرید کے
واسطے اِن حکایتون اور روایتون مین کیا فائدہ ہے فرمایا کہ خدا کی راہ کے مردون کا ذکر خدای تعالےٰ کے
لشکرون سے ایسا لشکر ہے کہ اُسکے طفیل سے اگر مرید کا دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے تو مضبوط ہوجاتا ہے اور اُس لشکر سے
کمک پاتا ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اے محمد اگلون کا قصہ ہم تیرے سامنے
بیان کرتے ہین تاکہ تیرا دل اُس سے آرام حاصل کرے اور قوی تر ہووے چوتھا سبب یہ تھا کہ
نبیون کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ نے (اللہ کی رحمت اُنپر ہو اور سلام) فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کے
ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص ایسا دسترخوان بچھاوے کہ اُس
دسترخوان پر رحمتِ الٰہی برسے ضرور ہے کہ اُسکو بھی کارکنانِ الٰہی اُس دسترخوان سے بے بہرہ
نہ رکھینگے پانچوان سبب تھا کہ ان بزرگون کی ارواح پاک سے فیض اِس پریشان زمانہ کو پہونچے
اور اُسکی برکت سے موت سے پیشتر دولت سعادت اسکو نصیب ہو چھٹا سبب یہ تھا کہ جب سے مینے دیکھا

کہ قرآن اور احادیث نبوی کے بعد انکا کلام سارے کلامون سے بہترین ہے اور مینے انکا تمامی
کلام احادیث اور قرآن کے مطابق دیکھا تو مین نے آپ کو اس شغل مین مشغول کیا اس خیال سے
کہ اگرچہ مین ان بزرگون سے نہین ہون بہرحال آپ کو انکی صورت مین تو بناؤن کہ وارد ہے
جسنے صورت بنائی کسی قوم کی پس وہ ہوا ایک انمین سے اور جیسا کہ جنید نے فرمایا کہ صوفیہ کو نیک سمجھو
اسلیے کہ درستے تحقیق کرنیوالون کی صورت مین ہین اور انکے پانون چومو کیونکہ اگر ہمت بلند
نرکھتے ہوتے تو دوسری کسی چیز کا دعوی کرتے۔ ساتوان سبب یہ تھا کہ چونکہ قرآن اور احادیث
کے واسطے لغت اور صرف ونحو کی ضرورت ہے اور اکثر خلق اسکے معانی ومطالب سے حصہ نہین
پاسکتے ان اقوال وحالات مین کہ قرآن واحادیث کی گویا شرح ہین خاص اور عام کے واسطے
حصہ ہے اگرچہ پہلے عربی مین تھے فارسی زبان مین لکھے گئے تا کہ سب کو فائدہ حاصل ہو
آٹھوان سبب یہ تھا کہ مین ظاہر دیکھتا ہون کہ اگر کوئی شخص تیرے برخلاف کوئی بات
کہتا ہے تو تو اس شخص کے قتل کرنے مین کوشش کرتا ہے اور برسون اس ایک بات پر کینہ
رکھتا ہے جبکہ جھوٹی ناشایستہ بات کا تیرے دل مین اسقدر اثر ہوتا ہے ضرور ہے کہ سچی شایستہ
بات کا اثر بھی تیرے دل مین ضرور ہوگا بلکہ ہزار درجے اس سے بڑھکر اثر ہوگا اگرچہ تو اس سے
بےخبر ہو جیسا کہ شیخ عبدالرحمن اسکاف رح سے لوگون نے پوچھا کہ کوئی شخص قرآن پڑھے اور نہ جانے
کہ کیا پڑھتا ہے اسکو کچھ اثر ہوتا ہے یا نہین فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوا پیے اور نجانے کہ وہ کیا پیتا ہے
اسکو دوا کچھ اثر کرتی ہے یا نہین مطلب یہ ہے کہ ضرور کرتی ہے پھر جانو کہ قرآن کیسے اثر نہ کریگا
بلکہ بہت بڑا اثر کریگا اور جس حالت مین کہ خود جانے کہ کیا پڑھتا ہے ظاہر ہے کہ اسکا اثر بہت بڑا
اثر ہوگا۔ نوان سبب یہ تھا کہ میرا یہ ارادہ تھا کہ سواے اولیاء اللہ کے ذکر کے نہ کہون اور نہ سنون
مگر ناپسندی اور ضرورت اور ناچاری سے یعنی اگر کوئی بات سواے اولیاء اللہ کے ذکر کے کرون
تو ناچاری سے کرون نہ بخوشی خاطر۔ اسلیے مینے انکے کلام کا وظیفہ بنایا تا کہ اہل زمانہ
اس دسترخوان پر میرے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہون جیسا کہ شیخ بو علی سینا نے (اللہ کی

رحمت اُسپر ہو) کہا کہ مجھے دو آرزوئین ہین ایک وہ کہ جب سنون (خدا کا) ذکر سنون - دوسرے وہ کہ جسکو دیکھون وہ خدا کے دوستون ہی سے ایک ہو - اور چونکہ مین بے پڑھا لکھا شخص ہون نہ تو کچھ لکھ سکتا ہون نہ کچھ پڑھ سکتا ہون پس مجھے ایسے شخص کی ضرورت ہے کہ اُسکا ذکر کرے اور مین سنون یا مین کہون اور وہ شخص سنے اور اگر بہشت مین اسکا ذکر نہوگا تو بو علی کے واسطے ضرور ہے کہ ایسی بہشت کو بھی ترک کرے - دسوان سبب یہ تھا کہ لوگون نے امام یوسف ہمدانی سے (اللہ کی رحمت اُن پر ہو) پوچھا کہ جب یہ بزرگان دین کا زمانہ گذر جاوے اور یہ جماعت پوشیدگی کا پردہ منھ پر ڈال لیوے تو ہم کیا کرین تاکہ ہم مکروہات دنیوی سے سلامت رہین فرمایا کہ ہر روز آٹھ ورق اُنکے کلام سے پڑھتے رہو پس مین نے غافلون کے واسطے وظیفہ بنانا فرض عین سمجھا - گیارھوان سبب یہ تھا کہ خود بخود لڑکپن کے زمانے سے اس جماعت کی دوستی میری جان مین موج مارتی تھی اور ہر وقت میرے دل کو فرحت اُنکے کلام و ذکر سے حاصل ہوتی تھی اسلیئے مین نے موافق اسکے کہ ہر ایک کا حشر اُسکے ساتھ ہوگا جسکو وہ دوست رکھتا ہے اپنے حوصلے کے موافق اُنکے کلام کو ظاہر کیا اور آراستہ کیا اسلیئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ اسطرح کے کلام نے بالکل منھ پردے مین چھپایا ہے اور مدعی اہل حقیقت کے لباس مین نکل پڑے ہین اور صاحب دل سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوے ہین جیساکہ جنید رح نے شبلی رح سے فرمایا کہ اگر تو سارے جہان مین ایسا شخص پاوے کہ ایک کلمے مین جو کچھ کہ تو کہتا ہے تجھسے موافق ہو تو تو اُسکا دامن مضبوط پکڑ اور ہرگز مت چھوڑ کیونکہ تیری مقصد براری اُسی سے ہوگی - بارھوان سبب یہ تھا کہ جب مین نے دیکھا کہ ایسا زمانہ ظاہر ہوا ہے کہ بدکار لوگ نیکوکار لوگون کو بھول گئے ہین مین نے اولیا اللہ کا تذکرہ بنایا اور اس کتاب کا نام تذکرۃ الاولیاء رکھا تاکہ زمانہ کے زیان کار اُن صاحبان دولت کو فراموش نکرین اور گوشہ نشینون اور خلوت گزینون کو تلاش کرین اور اُنپر مائل ہون تاکہ اُنکی دولت سعادت کی نرم ہوا کے جھونکے مین دائمی سعادت پاوین - تیرھوان سبب یہ تھا کہ یہ کلام سارے کلامون سے بہتر ہے کئی وجہ سے - اول وجہ یہ ہے کہ دنیا کو لوگون کے دل پر سرد کرتا ہے - دوسری

وہ یہ ہے کہ آخرت کو یاد دلاتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ خدا کی دوستی آدمی کے دل مین پیدا کرتا ہے
چوتھی وجہ یہ ہو کہ جب آدمی اس کلام کو سنیگا تو آخرت کی راہ کا توشہ طیار کرنے مین مشغول ہوگا پس ایسی
باتون کا جمع کرنا واجبات سے تھا اور کہہ سکتے ہین کہ دنیا مین اس سے بہتر کتاب نہین ہے
اسلیے کہ اولیا اللہ کا کلام قرآن اور احادیث کی (کہ جو بہترین کلام ہے) شرح ہے اور کہہ سکتے ہین
کہ ایسی کتاب ہے کہ مخنثون کو مرد کرتی ہے اور مردون کو شیر مرد کرتی ہے اور شیر مردون کو مرد فرد کرتی ہے
اور فردون کو صاحب درد کرتی ہے اور کیونکر ذات درد نہ ہووے اسلیے کہ جو شخص اس کتاب کے
پڑھنے کی شرط سے پڑھیگا خوب واقف ہوگا کہ درد کیا چیز ہے اور کہان سے انکی جانون
مین پیدا ہوا جسکے سبب سے یہ افعال اور اقوال اُنکے دل سے نکل کر میدان ظہور مین آئے یعنی
جسکی وجہ سے یہ قول اور فعل اُنسے صادر ہوا اور مین ایک روز امام مجد الدین خوارزمی کی خدمت مین گیا تو کیا
دیکھتا ہون کہ رو رہے ہین مین نے کہا خیر ہو فرمایا عجب سپہ سالار تھے جو امت مین گذرے کہ مثل انبیا
علیہم السلام کے تھے جیسا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے
انبیا کے مثل ہونگے پھر فرمایا کہ مین اسلیئے رو رہا ہون کہ کل مین نے دعا مانگی کہ اے خداوند تیرا کوئی
کام بے سبب نہین ہے یا تو مجھکو اس قوم سے کر - یا اس قوم کے دیکھنے والون سے کر اسلیے
کہ مین دوسرے قسم کی طاقت نہین رکھتا ہون اب مین نہین کہہ سکتا کہ میری دعا مقبول ہوئی
یا نہین پھر دوسرا سبب یہ تھا کہ کل قیامت کو نظر شفاعت اس عاجز کے کام مین کرینگے
اور مجھے اصحاب کہف کے کتے کی طرح محروم نہ رکھینگے اگرچہ مین بالکل کتا نا چیز ہون نقل
ہے کہ جمال موصلی رحمۃ نے اسی امید مین عمر بھر خون دل پیا اور جان کو ہلاکی مین ڈالا اور جاہ و مال اپنا
خرچ کیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ (اللہ کی رحمت ہو انپر اور سلام) کے روضہ مبارک کے قرب مین
ایک قبر کی جگہ پاؤن جب وہان جگہ مل گئی تو اسوقت وصیت کی کہ میری قبر پر لکھنا کہ آپ کا کتا دہلیز
پر پڑا ہے ای خداوند ایک کتا چند قدم تیرے دوستون کے ساتھ چلا تو نے اسکو انکے کام مین شریک کیا
مین بھی تیرے دوستون کی دوستی کا دعوی کرتا ہون کہ تو مجھ غریب عاجز کو بھی

اپنی علماؒ اور اولیاؒ اور انبیاؑ کی جان پاک کے طفیل سے اس قوم سے شرمندہ مت کیجیو اور اس خاص رحمت سے کہ ابر تیری ہے بے نصیب نہ فرمائیو اور اس کتاب کو درجہ قرب کا ذریعہ کیجیو نہ سبب دوری کا اور بیشک تو مالک قبولیت کا ہے۔ اور اب ہم ان بزرگوں کے نام کہ اس کتاب میں ہیں۔ چھیاسٹھ باب میں بیان کرتے ہیں۔ اللہ کے احسان سے اور اسکی بخشش سے

فہرست ابواب

پہلا باب

حضرت امام جعفر صادق کے ذکر میں راضی ہو اللہ ان سے

حضرت عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وہ شان ہے کہ اگر آپ کو ملت مصطفوی کا سلطان حجت نبوی کی برہان عامل صدیق عالم تحقیق میوۂ دل اولیاء جگر گوشۂ سید انبیاء نائب علی رض وارث نبی اللہ کی رحمت ہو ان پر اور سلام کہا جائے تو سزاوار بجا ہے ۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ اگر ہم انبیاء اور صحابہ رض اور اہل بیت رض کا ذکر کریں تو ایک کتاب علیحدہ چاہیے اور اس کتاب میں ان اولیاء اللہ کے حال کی شرح ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں لیکن اب ہم تبرکاً حضرت امام جعفر صادق رض کے احوال سے شروع کرتے ہیں اس لئے کہ وہ بھی بعد ان کی ہوئے ہیں اور چونکہ اہل بیت رض سے تھے طریقت کی باتیں

بہت کچھ آپ نے فرمائی ہیں اور اکثر روایات آپ سے ہیں ہم چند کلمے آپ کے حالات میں بیان کرتے ہیں جو کچھ
وہ سب ایک ہیں جب ایک کا ذکر کیا جائیگا تو گویا سب کا ذکر ہو جائیگا تو نہیں دیکھتا ہے کہ جو قوم آپ کا
مذہب رکھتی ہے گویا بارہ امام کا مذہب رکھتی ہے یعنی یک مثل بارہ کے ہے اور بارہ مثل ایک کے
اور اگر میں صرف آپ ہی کے اوصاف لکھوں تو بھی میرے بیان و زبان سے باہر ہوں اس لیئے
کہ آپ کا ہر علم و اشارت میں حد درجہ کا کمال حاصل تھا اور آپ پیشوا تمامی مشائخ کے تھے اور سب کا
اعتماد آپ پر تھا اور آپ پیشوائے مطلق تھے انہوں کے بھی شیخ تھے اور محمدیوں کے بھی امام تھے اور
اہل ذوق کے بھی پیشیرو تھے اور صاحبان عشق کے بھی پیشوا عابدوں کے بھی مقتدا تھے اور زاہدوں
کے بھی مخدوم و مکرم۔ صاحب تصنیف حقائق بھی تھے اور کاشف لطائف تفسیر اور اسرار
تنزیل بھی بلکہ اسمیں بے مثل تھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے بہت باتیں نقل کی ہیں اور
میں تعجب رکھتا ہوں اس قوم سے جنکو یہ خیال آوے کہ اہل سنت والجماعت کو اہل بیت کے ساتھ کچھ
عداوت ہے اسلیئے کہ اہل سنت والجماعت درحقیقت محب اہل بیت ہیں اور ہر فرد بشر پر لازم ہے
کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے تو انکی اولاد اطہار کو بھی دل و جان سے مانے اور
دوست رکھے چنانچہ حضرت امام شافعی کو رضی اللہ عنہ ان سے اہل بیت رضی کی دوستی میں رافضی بتایا
اور انکو قید کیا اور خود انھوں نے اس بارے میں چند شعر کہے اور انمیں سے ایک بیت کے معنی
یہ ہیں کہ اگر دوستی حضرت محمد رسول اللہ کی (اللہ کی رحمت ان پر ہو اور سلام) اولاد کی رفض سے ہے
تو تمامی جن اور انسان میرے رفض پر گواہی دو اور اگر رسول کی آل رض اور اصحاب رض کا جاننا اصول ایمان
سے نہ بھی ہو تو بھی جاننا چاہیئے کیونکہ جس حالت میں کہ تو بہت سی فضول باتوں کو جانتا ہے
اگر انکو بھی جانے گا تو تیرا کچھ نقصان نہ ہوگا بلکہ انصاف یہ ہی ہے کہ جیسے تو دنیا اور آخرت کا بادشاہ حضرت
محمد رسول اللہ کو (اللہ کی رحمت ان پر ہو اور سلام) جانتا ہے اسیطرح انکی وزیروں کو انکے مرتبوں
کے موافق پہچانے اور صحابہ کو انکے رتبہ کے موافق جانے اور انکی اولاد کو انکے درجے
کے موافق پہچانے تاکہ تو سچا سنی ہو جاوے اور بادشاہ کے علاقہ داروں سے

کسی کے ساتھ الکا ذکر نکرے جیسا کہ لوگون نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو پوچھا پیغمبر خدا اللہ کی رحمت انپر ہو اسکے علاقہ دارون سے کون فضیلت مین زیادہ ہی آپ نے فرمایا کہ بوڑھون مین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور جوانون مین حضرت عثمان اور حضرت علی مرتضی ہین اور عورتون مین حضرت عائشہ رضی ہین اور لڑکیون مین حضرت فاطمہ رضی ہین اللہ تعالے ان سب سے راضی ہو

نقل ہے خلیفہ منصور نے ایک رات اپنے وزیر سے کہا کہ جا کر صادق رضی کو بلا لا تا کہ مین اسکو قتل کرون وزیر نے کہا کہ ایسے شخص کو جو ایک گوشہ مین بیٹھا ہی اور خلوت اختیار کئے ہوئے ہے اور عبادت الہی مین مشغول ہے اور ملک دنیا سے ہاتھ سمیٹے ہی تو قتل کرنا چاہتا ہی خلیفہ اس سے ناخوش ہوا اور کہا کہ جا اسکو لا تا کہ مین قتل کرون وزیر نے ہر چند بار بار کہنا چاہا مفید نہوا ناچار وزیر بلانے کو گیا اور خلیفہ نے غلامون کو حکم دیا کہ جب آئے اور مین تاج کو اپنے سر سے اتارون تم اسی دم اسکو قتل کر ڈالنا جب حضرت صادق رضی کو لائے جھٹ منصور اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت عاجزی کے ساتھ حضرت صادق رضی کے استقبال کو دوڑا اور مقام صدر پر انکو بٹھایا اور آپ مودب انکے سامنے بیٹھا غلامون کو تعجب معلوم ہوا منصور نے کہا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین حضرت صادق رضی نے فرمایا کہ مجھے تو دوسری بار اپنے حضور مین نہ طلب کرے اور مجھ سے مواخذہ نکرے تا کہ مین خدائے تعالی کی عبادت مین مشغول رہون منصور نے آپ کو اجازت دی اور بڑی عزت سے انکو رخصت کیا اور اسوقت منصور کا بدن کانپنے لگا اور بیہوش ہو گیا اور تین روز تک اسی حالت مین رہا اور بعض نے لکھا ہی کہ اتنی دیر بیہوش رہا کہ تین نمازین اسکی قضا ہو گئین جب ہوش مین آیا وزیر نے اس سے پوچھا کہ کیا حال تھا کہا کہ جب حضرت صادق رضی دروازے سے داخل ہوئے مین نے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا آپ کے ہمراہ تھا جسکا ایک لب چبوترے کے نیچے اور دوسرا اوپر تھا اور مجھ سے زبان حال سے کہتا تھا کہ تو نے اگر اسکو ستایا تو مین تجھکو مع اس چبوترے کے نگل گیا مین نے اس اژدہے کے خوف سے نہ جانا کہ مین کیا کہہ رہا ہون مین نے ان سے معذرت کی اور ایسا بیہوش ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک بار داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صادق رضی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ای

رسول خدا کے بیٹے مجھے کچھ نصیحت کرو کہ میرا دل کالا ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ ای ابو سلیمان آپ خود زاہد وقت ہیں
آپ کو میری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے امام داؤد نے کہا کہ ای پیغمبر صاحب کے فرزند خدا نے آپ کو
سب پر بزرگی عطا کی ہے اور آپ پر واجب ہے کہ سب کو نصیحت کریں آپ نے فرمایا کہ یا ابو سلیمان میں اس سے
ڈرتا ہوں کہ قیامت کو میرے دادا مجھے پکڑ کر کہیں کہ تو نے کیوں میری فرمانبرداری کا حق ادا نہ کیا یہ کار نسب سے
ٹھیک نہیں ہے بلکہ یہ کار خدائے تعالیٰ کے یہاں معاملے سے شائستہ ہے امام داؤد رو دیئے اور کہا
کہ ای خداوندا وہ شخص کہ جسکی طینت کا خمیر نبوت کے پانی سے ہے اور جسکی طبیعت کی بناوٹ
صاحبان برہان و حجت سے ہے اور جسکے دادا رسول ہیں اور جسکی والدہ بتول ہیں وہ اسقدر حیران
و تنگ ہے داؤد بیچارہ کون ہے کہ اپنے معاملے پر مغرور و خود بین ہو۔ **نقل ہے**
کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنی غلاموں سے فرمایا کہ آؤ تاکہ
ہم بیعت کریں اور آپس میں عہد و پیمان باندھیں کہ جو ہم میں سے روز قیامت کو نجات پاوے سب کی
شفاعت کرے انھوں نے کہا ای ابن رسول اللہ آپکو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے اسلیئے کہ
آپ کے دادا تمام مخلوق کے شفیع ہیں حضرت جعفر صادق نے فرمایا میں اپنے ان فعلوں سے شرم
رکھتا ہوں کہ قیامت کے روز اپنے دادا کے چہرے کی طرف دیکھوں۔ **نقل ہے** کہ جب حضرت
امام جعفر صادق نے خلوت اختیار کی اور باہر نکلنا ترک کیا حضرت سفیان ثوری (اللہ کی رحمت
اُنپر ہو) اُنکے پاس گئے اور کہا ای ابن رسول اللہ لوگ آپ کی برکتوں سے محروم ہیں آپ نے کیوں گوشہ نشینی
اختیار کی ہے حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ اب میں نے یہی مناسب سمجھا اور یہ دو بیتیں اپنے حال
کے موافق پڑھیں (ترجمہ ابیات) وفا جانیوالے کے مثل جاتی رہی + اور لوگ اپنے خیالات و توہمات میں
محو ہیں + ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا اظہار تو کرتا ہے مگر انکے دل بچھوؤں سے بھرے ہیں + **نقل ہے**
کہ لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق کو دیکھا کہ بیش قیمت لباس پہنے تھے لوگوں نے کہا کہ ای ابن
رسول اللہ یہ لباس اہل بیت کو زیبا نہیں ہے آپ نے اُس شخص کا ہاتھ پکڑا اور آستین کے اندر کھینچا
ایسا ٹاٹ پہنے تھے کہ ہاتھ کو چھیلتا تھا اور فرمایا کہ یہ خلق کے واسطے ہے اور وہ خالق کے واسطے

نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے حضرت امام ابو حنیفہ (اللہ کی رحمت اُنپر ہو) سے پوچھا کہ عاقل کون ہے آپنے فرمایا وہ کہ نیکی اور بدی مین فرق کرے حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا کہ یہ تو چوپائے بھی کر سکتے ہین اسلیے کہ جو اُنکو مارتے ہین یا چمکارتے ہین اُنکو خوب پہچانتے ہین حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ آپکے نزدیک عاقل کون ہے آپنے فرمایا کہ وہ جو درمیان دو خیر اور دو شر کے تمیز کرے تاکہ دو خیرون سے بہترین خیر کو اختیار کرے اور دو شرون سے بہتر شر کو چنے۔ نقل ہے کہ حضرت جعفر صادقؓ سے لوگون نے کہا کہ آپ مین سارے ہنر موجود ہین زاہدی اور کرم باطنی اور آپ خاندان مصطفویؐ کی آنکھ کی ٹھنڈک ہین لیکن آپ کو تکبر زیادہ ہے آپنے فرمایا کہ مین متکبر نہین ہون لیکن میرا خالق ایسا کبریا ہے کہ جب مینے غرور اور کبر کو ترک کیا تو اُسکی کبریائی میری طرف آئی اور میرے کبر کی جگہ سمائی اپنے کبر پر تکبر نکرنا چاہیے لیکن اسکی کبریائی پر کبر کرنا روا ہے۔ نقل ہے کہ کسی شخص کے دینارون کی تھیلی گم ہوگئی اُس شخص نے حضرت جعفر صادقؓ کو پکڑ کر کہا کہ تونے لی ہے اور آپ کو نہ پہچانا حضرت جعفر صادق رضنے پوچھا کتنے تھے اُسنے کہا ایکہزار دینار۔ آپ اُسکو گھر مین لے گئے اور ہزار دینار اُسکو دیدیے بعد اسکے اُس مرد نے اپنا زر دوسری جگہ پایا حضرت جعفر صادقؓ کا زر اُنکے پاس واپس لایا اور کہا مین نے غلطی کی تھی حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا کہ جو چیز ہمنے دیدی واپس نہین لیتے اُسکے بعد اُسنے ایک سے پوچھا کہ یہ کون ہین لوگون نے کہا کہ حضرت جعفر صادق ہین (راضی ہو اللہ اُنسے) وہ مرد بہت شرمندہ ہوا اور چلا گیا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ تنہا راہ مین اللہ اللہ کہتے چلے جاتے تھے ایک درویش سوختہ بھی آپکے پیچھے اللہ اللہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا یا اللہ میری پاس جامہ نہین ہے اے اللہ میرے پاس جبہ نہین ہے اُسیدم ایک پاکیزہ لباس کا جوڑا نمود ہوا حضرت جعفر صادق رضنے پہن لیا وہ سوختہ سامنے آیا اور کہا اے خواجہ مین بھی اللہ اللہ کہنے مین آپکے ساتھ شریک تھا اب آپ اپنا پرانا لباس مجھے دیدیجیے حضرت جعفر صادقؓ کو یہ بات پسند آئی وہ پرانا لباس اُسکو دیدیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت جعفر صادقؓ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھے خدا کا دیدار دکھلائیے

آپ نے فرمایا کیا تو نے نہین سنا کہ موسیٰ سے کہا کہ تو نہ دیکھ سکیگا اُسنے کہا ہان مینے سنا ہی لیکن یہ ملت تو ملت
محمدی ہی کہ ایک فریاد کرتا ہی کہ میرے پروردگار کو میرے دل نے دیکھا دوسرا چلاتا ہی کہ مین ایسے رب کی
عبادت نکرونگا کہ جسکو نہ دیکھون حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا کہ اُسکے ہاتھ پانون باندھکر دجلے مین ڈالدو
پانی نے اُسکو جھکولا دیا اور پھر اوپر کو اُچھالا- اُسنے کہا ای ابن رسول اللہ فریاد ہی فریاد ہی حضرت جعفر
صادق رضنے فرمایا کہ ای پانی اُسکو اپنے مین چھپالے پانی نے اُسکو نیچے جھکولا دیا اور پھر اُبھارا
کئی بار اسیطرح نیچے لیگیا اور پھر اوپر لایا اور وہ یہی پکارتا رہا ای حضرت جعفر صادق رض بچائیے بچائیے
یہانتک کہ تھک گیا اور پھر جب دجلے مین نیچے کیطرف گیا امید خلق سے قطع کردی اس بار کہ پانی نے اُسکو
اوپر کو اُچھالا تو اُسنے کہا یا اللہ میری فریاد کو پہونچ میری فریاد کو پہونچ حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا
کہ اُسکو نکال لاؤ لوگ نکال لائے اور تھوڑی دیر بیٹھا رہنے دیا تو اپنے حواس مین آیا پھر فرمایا کہ تونے
حق تعالیٰ کو دیکھا اُسنے کہا کہ جبتک مین غیرون کو پکارتا رہا پردہ تھا اور جب مین نے بالکل اسی سے
پناہ مانگی اور مین بیچین ہوگیا تو میرے دل مین ایک روزن کھل گیا تب مین نے نظر کی اور دیکھا اور
جبتک بیقراری اور جوش نہ تھا وہ نہ تھا جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے کہ کون ہی کہ جواب دے حاجتمند کو
جبکہ وہ پکارے اُسکو حضرت جعفر صادق رضنے فرمایا کہ جبتک تو صادق رض کو پکار رہا تھا کاذب تھا
اب اس روشندان کی حفاظت کرتا رہ اور فرمایا کہ جو کہ کہتا ہی خدا چیز پر ہے یا چیز سے ہے وہ کافر
ہوجاتا ہی اور فرمایا کہ جو گناہ کہ اوّل اُسکے خوف ہو اور آخر اُسکے توبہ بندے کو خدا کے نزدیک
کرتا ہی اور جو عبادت کہ اُسکے اوّل مین امن ہو اور آخر مین خود بینی اور غرور بندے کو خدا سے جدا
کرتی ہی عبادت پر ناز کرنے والا گنہگار ہی اور گناہ پر عذر لانے والا فرمانبردار ہے لوگون نے
حضرت جعفر صادق رض سے پوچھا کہ درویش صابر زیادہ فضیلت رکھتا ہی یا تونگر شاکر آپ نے فرمایا
کہ صابر درویش- اسلیے کہ تونگر کا دل تھیلی پر لگا ہوتا ہی اور درویش کا خدای تعالیٰ کے ساتھ اور
فرمایا کہ عبادت بغیر توبہ کے صحیح نہین کیونکہ خدای تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہی جیسا کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ توبہ کرنیوالے عبادت کرنیوالے ہین اور فرمایا کہ دیکھو آیت قرآنی مین ذکر توبہ

مقدم ہی ذکر طاعت پر اور درحقیقت یادِ خدا وہ ہی کہ خدای تعالی کے ذکر کے مقابل مین تمام چیزون کو بھول جاوے اسلیے کہ خدای تعالی اُسکے واسطے عوض ہوتا ہی تمام چیزون کے اور آپ نے فرمایا کہ دیکھو اس آیہ و یختص برحمتہ من یشاء کے معنی مین کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ مین خاص کرتا ہون اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہون۔ پس یعنی وسیلے اور اسباب درمیان سے اُٹھادیے گئے ہین تاکہ جانین کہ عطا بلا واسطہ ہی نہ بالواسطہ اور فرمایا مومن وہ ہی کہ اپنے نفس امّارہ کے مقابلے مین کھڑا رہے اور عارف وہ ہی کہ اپنے خداوند کے حضور مین کھڑا رہے اور فرمایا جو کہ اپنے نفس امّارہ سی جنگ و جدل کرتا ہی اپنی ذات کی واسطے وہ صاحب کرامات ہوتا ہی اور جو کہ نفس امّارہ سی جنگ کرتا ہی خدای تعالی کے واسطے وہ خدا کو پاتا ہی اور فرمایا کہ الہام مقبولون کے اوصاف مین سے ہے اور اس بات کو دلیل سے ثابت کرنا کہ الہام کچھ چیز نہین ہے علامت بیدینون کی ہی اور فرمایا کہ خدای تعالی بندے مین زیادہ پوشیدہ ہی اندھیری رات مین سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے اور فرمایا کہ عشق خدا کا نہ اچھا ہی نہ برا۔ اور فرمایا کہ راز حقیقی مجھپر اُسوقت کھلا کہ جب مجھے دیوانہ بنادیا اور فرمایا کہ مرد کی نیکبختی ایک وہ ہی کہ اُسکا دشمن عاقل ہو اور فرمایا کہ پانچ شخصون کی صحبت سے پرہیز کر ایک جھوٹ بولنے والا کہ تو ہمیشہ اُسکی وجہ سے دھوکے مین رہیگا دوسرے احمق کہ ہر چند تیرا نفع چاہی گا تیرا نقصان ہی ہوگا اور وہ نہ جانے گا کہ مین کیا کر رہا ہون جس سے نقصان ہے یا فائدہ تیسرے بخیل کہ تیرے اچھے وقتون کو برباد کریگا۔ چوتھے ڈرپوک کہ ضرورت کے وقت تجکو تباہی مین چھوڑ دیگا پانچوین فاسق کہ تجھکو ایک لقمے پر بیچڈالے گا بلکہ طمع کیوجہ سے اس سے بھی کم پر تجھکو آفت مین ڈالے گا اور فرمایا کہ حق تعالے کی بہشت اور دوزخ اس دنیا مین بھی ہی بہشت جبکہ عافیت ہو اور دوزخ جبکہ عافیت نہ ہو۔ بہشت وہ ہی کہ اپنے کام خدا کو سونپے اور دوزخ وہ کہ اپنے کام نفس امّارہ کے حوالے کرے۔ اور فرمایا من لم یکن بہ ستر فہو مضر اگر اعدا کی صحبت اولیا کے لیے مضر ہوتی تو ضرور آسیہ کو فرعون سے ضرر پہونچتا اور اگر اولیا کی صحبت اعدا کے لیے نافع ہوتی تو ضرور حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیوی کو نفع ہوتا لیکن قبض اور بسط کے علاوہ کچھ نہین ہوتا اور آپ کا کلام بہت ہے۔

میں نے مختصر طور پر چند کلمے آپ کے لکھے اور ختم کیا۔

دوسرا باب حضرت اویس قرنی کے ذکر میں راضی ہو اللہ اُن سے

وہ تابعین کے قبلہ وہ اربعین کے پیشوا وہ آفتاب پنہان وہ ہم نفس رحمٰن وہ سُہیل یمنی یعنی اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اویس القرنی خیر التابعین باحسان ایسے شخص کی تعریف جسکی تعریف حضرت رحمۃ للعالمین فرماویں میری زبان سے کیونکر ادا ہو سکتی ہے کبھی کبھی جہان کے سردار یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روے مبارک یمن کی طرف کرتے اور فرماتے تحقیق میں پاتا ہوں محبت کی نسیم یمن کی جانب سے اور حضرت خواجۂ انبیا نے (اللہ کی رحمت اُنپر ہو اور سلام) فرمایا کہ کل قیامت کو حق تعالےٰ ستر ہزار فرشتے پیدا کرے گا اُویس کی صورت میں تاکہ اُویس اُنکے درمیان میدان قیامت میں آوے اور بہشت میں جاوے اور کوئی مخلوق اُسکو نہ پہچانے مگر جسکو اللہ چاہے کہ اُنمیں اُویس کونسا ہے اسلیے کہ وہ دُنیا کے مسافر خانے میں حق تعالےٰ کی عبادت پوشیدگی کے گنبد کے نیچے کرتا تھا اور آپ کو لوگوں سے دور رکھتا تھا آخرت میں بھی غیروں کی نظر دن سے محفوظ رہیگا جیسا کہ وارد ہو کہ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں اسلیے اُنکو سوا میرے اور کوئی نہیں پہچان سکتا اور احادیث غریبہ میں آیا ہو کہ کل قیامت کو خواجۂ انبیا (اللہ کی رحمت اُنپر ہو اور سلام) بہشت میں اپنے محل سے باہر تشریف لاوینگے اور فرماوینگے کہ اُویس کہاں ہے تاکہ میں دیکھوں آواز آئیگی کہ آپ تکلیف نہ اُٹھائیے جیسے کہ آپ نے دُنیا میں اُسکو نہیں دیکھا یہاں بھی نہیں دیکھینگے پھر حضرت خواجۂ انبیا نے (اللہ کی رحمت اُنپر ہو اور سلام) فرمایا کہ میری اُمت میں ایک ایسا مرد ہو کہ قبیلۂ ربیعہ اور مُضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر اُسکی شفاعت قبول ہوگی اور یہ دو قبیلے تھے عرب میں کہ اُنکے یہاں بھیڑیں بکثرت و بے نہایت تھیں صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ

یہ کون شخص ہوگا آپ نے فرمایا کہ خدا کے بندون سے ایک بندہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم سب خدا کے بندے ہین اُسکا نام کیا ہی آپ نے فرمایا کہ اُویس قرنی صحابہؓ نے کہا کہ وہ کہان ہی آپ نے فرمایا کہ قرن مین ہے صحابہؓ نے کہا کہ اُسنے آپ کو دیکھا ہی آپ نے فرمایا ظاہر کی آنکھ سے نہین دیکھا ہی لیکن دل کی آنکھون سے دیکھا ہی صحابہؓ نے کہا کہ ایسا عاشق اور آپ کی صحبت مین نہ آیا آپ نے فرمایا کہ دو سبب سے نہین آیا ایک تو غلبۂ حال اور دوسرے میری شریعت کی عظمت کے خیال سے کیونکہ اُسکی ماں مومنہ ضعیفہ ہے اور اندھی اور وہ خود شتربانی کرتا ہی اور اپنی ماں کے لیے روٹی کپڑا اُس سے حاصل کرتا ہی صحابہؓ نے کہا ہم اُسکو دیکھ سکتے ہین آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم اُسکو نہ دیکھ سکوگے مگر عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ اُسکو دیکھینگے اور اُس مرد کے سارے بدن پر بال ہین اور اُسکی ہاتھ کی ہتھیلی اور بائین پہلو پر درم کے برابر ایک سفید داغ ہے اور وہ کوڑھ کا داغ نہین ہے جب تم اُس سے ملو میرا سلام اُسکو پہونچانا اور کہنا کہ میری اُمت کے واسطے دعا کرے پھر حضرت خواجۂ عالم نے (اللہ کی رحمت ہو اُنپر اور سلام) فرمایا کہ اولیاؤن مین جو اتقیای اخفیا ہین اُنمین وہ بزرگتر ہے صحابہؓ نے کہا ہم اُسکو کہان پائینگے آپ نے فرمایا شہر یمن مین ایک ساربان اُویس نامی ہے تمکو چاہیے کہ اُسکے قدم بقدم چلو۔ **نقل ہے** کہ جب حضرت رسول علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کا مرقع ہم کسکو دیوین آپ نے فرمایا کہ اُویس قرنی کو حضرت رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کوفے مین آئے تو حضرت عمر فاروقؓ نے خطبے مین کہا کہ ای اہلِ نجد اُٹھ کھڑے ہو سب اُٹھ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ تم مین قرن کا کوئی شخص ہے اُنھون نے کہا ہان ہی حضرت عمر فاروقؓ نے اُویس قرنی کی خبر پوچھی اُنھون نے کہا کہ ہم اُس سے شناسا نہین ہین ہان البتہ ایک دیوانہ ہے کہ خلق سے وحشی ہوگیا ہی اور لوگون کی صحبت سے بھاگتا ہی حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا وہ کہان ہی اُنھون نے کہا کہ وادی عرنہ مین اونٹ چرایا کرتا ہی اور رات کو سوکھی روٹی کھاتا ہے اور آبادی مین نہین آتا اور کسی کے ساتھ بات چیت نہین کرتا اور جو چیز کہ آدمی کھاتے ہین وہ

نہیں کہتا تا اور غم اور خوشی کو نہیں جانتا تا اور جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب روتے ہیں تو وہ
ہنستا ہے پھر حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت علیؓ مرتضیٰ اس وادی میں گئے انکو نماز پڑھتے پایا اور
حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم کیا تھا کہ انکے اونٹوں کو چرا رہے تھے جب آدمی کی آہٹ پائی نماز کو
ختم کیا اور سلام علیک کہا حضرت عمرؓ فاروق نے وعلیکم السلام کہا اور بعد اسکے پوچھا کہ آپ کا نام
کیا ہے آپ نے فرمایا بندۂ خدا حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ ہم سب خدا کے بندے ہیں میں آپ کا
خاص نام پوچھتا ہوں کہا اویس ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ دکھاؤ
آپ نے دکھایا وہ علامت کہ رسول علیہ السلام نے فرمائی تھی دیکھی انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا
رسولؐ خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور اپنا مرقع آپ کے واسطے بھیجا ہے اور وصیت کی ہے
کہ میری امت کے واسطے دعا کیجیے حضرت اویسؓ نے فرمایا کہ آپ دعا کرنے میں زیادہ اولیٰ ہیں
کیونکہ آپ سے زیادہ عزیز کوئی نہیں ہے حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا میں یہی کار کرتا ہوں آپ
بھی رسولؐ خدا کی وصیت پر عمل کیجیے حضرت اویسؓ نے فرمایا اے حضرت عمرؓ فاروق آپ بغور دیکھیے
شاید کہ وہ اور کوئی شخص سوائے میرے ہو حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے آپ کے
نشان جو فرمائے تھے وہ ہم سب آپ میں پاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ پیغمبر صاحب کا مرقع مجھکو عطا کیجیے
تا کہ میں دعا کروں حضرت عمرؓ فاروق نے مرقع آپ کو دیا آپ نے لیکر فرمایا کہ آپ یہاں ٹھہریے
اور خود انسے فاصلے پر چلے گئے اور منہ خاک پر رکھا اور فرمایا کہ یا اللہ میں اس مرقع کو نہ پہنونگا
جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو میری سفارش سے نہ بخشے اسلیے کہ پیغمبر صاحب نے
یہاں حوالہ کی ہے اور رسولؐ اور فاروقؓ اور مرتضیٰؓ سب نے اپنا اپنا کام کیا اب تیرا کام رہا ہے
آواز آئی کہ ہمنے چند شخصوں کو تیری سفارش سے بخشدیا آپ نے فرمایا کہ جب تک سب کو تو
نہ بخشے گا میں نہ پہنونگا ندا آئی کہ اور میں نے کئی ہزار بخشدیے فرمایا کہ میں تو سب کو
چاہتا ہوں اسی طرح سے آپ کہہ سن رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت فاروقؓ و
حضرت مرتضیٰؓ آپ کے سامنے گئے آپ نے انکو دیکھکر کہا کہ آپ کیوں آگئے میں ہرگز

یہ مرقع نہ پہنتا جب تک کہ حق تعالیٰ ساری اُمت محمدیہ کو میری سفارش سے بخش نہ دیتا جب حضرت
فاروق رضی نے اُویس رض کو دیکھا تو کمل کا لباس پہنے تھے اور اس کمل کے نیچے اٹھارہ ہزار عالم کی
تو انگری تھی حضرت فاروق رضی کا دل ہٹ گیا اور اپنی خلافت سے رنجیدہ و ملول ہوا اور فرمایا کہ کوئی ہی
کہ اس خلافت کو مجھ سے روٹی کی ایک پرت کے عوض خرید لیوے حضرت اُویس نے کہا کہ جسکو
عقل ہو وہ خرید ے بیچئے کیا ہو پھینکدو تا کہ جو چاہے اٹھالیوے خرید و فروخت کا درمیان میں کیا
کام ہی پھر حضرت اُویس رض نے مرقع کو پہنا اور کہا کہ بنی ربیعہ اور مُضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر
محمد علیہ السلام کی اُمت سے میری شفاعت اور اس مرقع کی برکتوں سے بخشدیے گئے اور حضرت
علی رض مرتضیٰ خاموش بیٹھے تھے حضرت عمر فاروق نے کہا ای اُویس رح آپنے رسول خدا سے کیوں
ملاقات نہیں کی حضرت اُویس رح نے کہا کہ آپنے حضرت کو دیکھا ہی حضرت فاروق رض نے فرمایا
کہ ہاں دیکھا ہی حضرت اُویس رح نے کہا کہ شاید آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک بھی دیکھی ہو گی اگر
اُسکو دیکھا ہی تو فرمایئے کہ آنحضرت کی بھوین جُٹی تھین یا پھیلی ہوئی عجب یہ ہی کہ وہ نہ بتا سکے
پھر حضرت اُویس رح نے کہا کہ آپ محمد صاحب کے دوست ہین اُنھون نے کہا ہان کہا اگر آپ
دوستی مین ثابت قدم تھے تو اُس روز کہ دندان مبارک شہید ہوئے آپنے موافقت کے
لحاظ سے کیون اپنے دانت شہید نہین کیے کیونکہ شرط موافقت یہی تھی اور اپنے دانت دکھائی سارے
دانت شہید ہوئی تھے فرمایا کہ مین نے آنحضرت کی صورت مبارک بغیر دیکھے توڑ ڈالے اور اپنے سارے
دانت آپ کی موافقت کے لیے توڑے اسلیے جو دانت کہ مین توڑتا تھا میرا دل قرار نہین پاتا تھا
اس خیال سے کہ شاید یہ وہ دانت نہین یہ دانت ہو جتی کہ مینے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے۔ حضرت
عمر فاروق رض اور حضرت علی رض مرتضیٰ کو رقت ہوئی اور سمجھے کہ منصب اوس منصب دیگر ہے حالانکہ
رسول کو نہین دیکھا اور یہ موافقت کی پس ادب آپ سے سیکھنا چاہیے پھر حضرت فاروق رض نے
فرمایا ای اُویس میرے لیے دعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ ایمان مین کچھ خواہش اور آرزو نچاہیے مین نے
دعا مانگ دی ہے اور ہر نماز کے تشہد مین کہتا ہون ای اللہ جملہ ایماندار مرد اور عورتون پر

رحم فرما اور بخشدے — اگر آپ سلامتی ایمان کے ساتھ قبر مین جاؤ گے بیشک تم میری دعا کو پاؤ گے
وگرنہ مین اپنی دعا کو برباد نکرونگا پھر حضرت فاروقؓ نے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے
آپ نے فرمایا یا عمرؓ آپ خدای تعالی کو پہچانتے ہین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہان پہچانتا ہون آپ نے فرمایا
کہ اگر آپ سوائے خدای تعالی کے کسی اور کو نہ پہچانین تو آپکے واسطے بہتر ہے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا
کہ اور کچھ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ ای عمرؓ خدای تعالی آپ کو جانتا ہی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جانتا ہی آپ نے
فرمایا کہ اُسکے سوا اگر اور کوئی آپ کو نجانے تو آپکے لیے بہتر ہی پھر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ
آپ ذرا ٹھہر لیے تا کہ مین کوئی چیز آپکے واسطے لاؤن حضرت اویسؒ نے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو درم
نکالے اور فرمایا کہ میری ساربانی کی کمائی ہی اگر آپ ضمانت کر لینگے کہ جب تک جیتا رہونگا کہ ان
درہمون کو کھا لونگا تو مین اُسوقت اور کو قبول کرونگا ورنہ کچھ حاجت نہین پھر فرمایا کہ آپ
دونون صاحبونکو تکلیف ہوئی کہ یہانتک تشریف لائے اب آپ لوٹ جائیے کہ قیامت قریب ہی
وہان آپسے ایسی ملاقات ہوگی کہ پھر جدائی نہوگی اور اب اسوقت مجھے فرصت نہین ہی کیونکہ
اسوقت مین قیامت کی راہ کی توشے کی طیاری مین مشغول ہون جب حضرت عمر فاروقؓ اور
حضرت علی مرتضیٰؓ وہان سے واپس چلے آئے تو حضرت اویسؒ کی لوگ بہت تعظیم وتکریم کرنے لگے اور
آپ کو کچھ اِس بات کا خیال نہ تھا آخرکار آپ وہانسے بھاگے اور کوفے مین تشریف لائے
اور اُسکے بعد کسی نے آپ کو نہ دیکھا مگر حیان کے بیٹے ہرم نے (اللہ کی رحمت اُسپر ہو) کہا کہ جب
مین نے اویسؒ کی شفاعت کے درجے کو سُنا تو اُنکے دیدار کی آرزو مجھپر غالب ہوئی مین کوفے مین آیا
اور اُنکو تلاش کیا اتفاق سے مینے فرات کے کنارے پایا کہ وضو کر رہے تھے اور کپڑے دھو
رہے تھے اُس صفت سے جو مینے سُنی تھی اُنکو پہچانا مینے سلام علیکم کہا اُنھون نے وعلیکم السلام کہا
اور میری طرف بغور دیکھا مینے چاہا کہ مصافحہ کرون ہاتھ نہ دیا مینے کہا اے اویسؒ اللہ تعالے
آپ پر رحم کرے اور آپ کو بخشے مین نے اُنکی دوستی اور رحم سے جو مجھکو اُنکے ناتوان حال پر آیا
بہت رویا۔ اویسؒ بھی رو دیئے اور کہا ای ہرم بن حیان اللہ تعالے تجھکو نیک بدلہ دیوے

تجھے یہاں کیا چیز لائی ہے اور کس نے مجھ تک راہ دکھائی میں نے کہا کہ آپ نے میرا نام اور میرے باپ کا نام
کیونکر جانا اور کس طرح پہچانا حالانکہ اس سے پہلے آپ نے مجھکو کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے فرمایا اس نے
مجھے خبر دی کہ جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اور میری روح نے تیری روح کو پہچانا کیونکہ ایمانداروں
کی روحیں آپس میں آشنا ہوتی ہیں میں نے کہا کہ میرے سامنے کوئی حدیث رسول علیہ السلام کی بیان کیجیے
کہا کہ میں نے آنحضرت سے ملاقات نہیں کی لیکن آپ کے اوصاف دوسروں سے سنے ہیں اور میں نہیں چاہتا
کہ محدث یا مفتی یا مذکر بنوں کیونکہ مجھے خود بہت شغل اشتغال درپیش ہیں پھر میں نے کہا کہ کوئی
آیت میرے سامنے پڑھیے تاکہ آپ کی زبان مبارک سے سنوں آپ نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
پڑھا اور بیقرار ہو کر روئے پھر فرمایا خداوند جل جلالہ یوں فرماتا ہے کہ وما خلقت الجن والانس سے
لیکر آپ نے ہو العزیز الرحیم تک پڑھا اور پھر ایک ایسی بانگ کی کہ میں نے خیال کیا کہ اب وہ مجنون ہو گئے
پھر کہا اے حیان کے بیٹے کیا چیز تجھکو یہاں لائی میں نے کہا وہ کہ آپ سے دوستی کروں اور آپ کی
بدولت آسودہ ہوں آپ نے فرمایا کہ میں ہرگز خیال نہیں کر سکتا کہ جس نے خدا کو پہچانا اسکے سوا
دوسرے سے محبت و انس کر سکے اور اسکے سوا دوسرے سے آرام و سکھ پاوے میں نے کہا کہ مجھے کچھ
وصیت کیجیے کہا موت کو تکیے کے نیچے رکھکر سویا کر اور جب اٹھے تو زیادہ امید مت رکھ اور
گناہ کو چھوٹا مت سمجھ مگر اسکو بڑا جان کیونکہ اگر تو گناہ کو چھوٹا سمجھے گا تو گویا خدا کو چھوٹا سمجھے گا
اور اس وجہ سے گنہگار ٹھہرے گا میں نے کہا کہ آپ میرے ٹھہرنے کے واسطے کہاں حکم فرماتے ہیں کہا شام
میں قیام کر میں نے کہا کہ وہاں گذارے کا سامان کس طرح پر کروں آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے ایسے دلوں پر
کہ شک و شبہ انپر غالب ہوا ہے اور نصیحت نہیں مانتے میں نے کہا کہ آپ مجھے اور کچھ وصیت فرمائیے فرمایا کہ اے
پسر حیان تیرا باپ مر گیا اور آدم اور حوا اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد علیہم السلام سب مر گئے اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات کر گئے اور ابوبکر جو آپ کے خلیفہ اول تھے انتقال کر گئے اور میرے بھائی عمر رضی
اس جہان سے رحلت فرما گئے اور پھر آپ نے فرمایا آہ عمر آہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے
حضرت عمر رضی نے ابھی رحلت نہیں کی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھکو انکی موت کی خبر دی ہے

پھر فرمایا کہ میں اور تو دونوں فردوں میں اور درود پڑھا اور مجھے دعا کی اور فرمایا کہ میری وصیت
یہ ہی کہ تو کتاب خدا اور راہ صلاح کو اختیار کرے اور ایکدم موت کی یاد سے بیخبر نہو اور جب تو
اپنی قوم کے پاس پہونچے تو انکو تو نصیحت کریو اور خلق خدا سے نصیحت دریغ نکریو اور ایک قدم بھی اُمت
محمدی کی جماعت کی موافقت سے کھینچا نہ رکھیو کہ خدا نکرے کہ تو بیدین ہو جاوے اور نجانے اور دوزخ میں
پڑے اور پھر چند دعائیں تھیں کہیں اور فرمایا اویسر حیان جا اور اب اسکے بعد نہ تو مجھکو دیکھے گا
نہ میں تجھکو دیکھونگا اور دیکھ تو مجھکو دعائیں یاد رکھیو کیونکہ میں بھی تجھے دعائیں یاد رکھونگا اور تو
اس طرف سے جا کہ میں اُس طرف سے جاؤں حیان کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ ایک ساعت اُنکے ساتھ
چلوں اجازت ندی اور روئے اور مجھکو بھی رلایا اور میں اُنکے پیچھے دیکھتا رہا یہاں تک کہ
میری نظر وں سے گم ہو گئے اور اُسکے بعد انکی خبر نہ ملی آور حیان کہتے ہیں کہ پہلے جو بات کہ مجھسے کہی
چاروں صحابہ کا ذکر تھا رضی اللہ عنہم اور ربیع کہتے ہیں کہ میں اویس کے دیدار کی آرزو میں گیا
میں نے انکو صبح کی نماز پڑھتے پایا جب نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیح میں مشغول ہوئے یہانتک کہ ظہر کی
نماز کا وقت آگیا بعد اُسکے دوسری نماز تک وظیفہ پڑھتے رہے اور اسیطرح صبح کردی غرض یہ کہ
تین روز تک نہ کچھ کھایا اور نہ سوئے چوتھی رات کو میں نے دیکھا کہ آپ ذرا دیر سوئے اور اپنی جگہ سے
اُچھلے اور مناجات شروع کی اور فرمایا الٰہی میں تجھسے پناہ مانگتا ہوں چشم پرخواب اور پیٹ بھرے سے
میں یہ سمجھ کر کہ میرے لیے یہی کافی ہے واپس آیا اور کہتے ہیں کہ کبھی رات کو نہ سوتے تھے اور
کہتے تھے یہ وہ رات ہے کہ جسمیں سجدہ کرنا چاہیے اور یہ وہ رات ہے کہ جسمیں رکوع کرنا چاہیے اور
یہ وہ رات ہے کہ جسمیں قیام کرنا چاہیے اور ہر رات کو دوسری طرح سے زندہ رکھتے تھے لوگوں نے
حضرت اویس سے کہا کہ نماز کس طرح پڑھنا چاہیے کہا میں چاہتا ہوں کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلےٰ
نہ کہنے پاؤں کہ صبح نکل آئی ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ عبادت آسمانوں فرشتوں کی عبادت کے
مثل کروں لوگوں نے اُنسے پوچھا کہ نماز میں خشوع کیا ہے آپ نے فرمایا وہ کہ نیزہ اسپر ماریں اور
اُسکو خبر نہو۔ تو لوگوں نے اُنسے کہا آپ کسطرح ہیں آپنے فرمایا کہ کس طرح ہوگا وہ شخص کہ صبح کو

اُٹھے اور بچانے کہ موت رات تک مُسکو مہلت دیگی یا نہین لوگون نے کہا کہ آپ کا کام کسطرح پر
ہی آپنے فرمایا کہ ہائے ہے توشگی اور راہ کی درازی نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگرچہ تو
خدای تعالی کی عبادت آسمانون اور زمینیون کی عبادت کے برابر کرے لیکن وہ تجھسے قبول نہ کریگا
جب تک کہ تو اُسکا یقین نرکھتا ہوگا پوچھنے والے نے پوچھا کہ کسطرح یقین رکھنا چاہیے آپنے فرمایا
کہ اُس چیز سے کہ تیرے واسطے مقرر فرمائی ہی بیفکر و فارغ ہوجا تاکہ اُسکی عبادت کے وقت تو
دوسری چیز کے ساتھ مشغول نہووے اور فرمایا جو شخص کہ تین چیزون کو دوست رکھتا ہی دوزخ
اُسکی گردن کی رگ سے اُسکے زیادہ نزدیک ہوتی ہی کہ اول اچھا کھانا اور دوسرے لباس عمدہ پہنتا
اور تیسرے دولتمندون کی صحبت مین بیٹھنا حضرت اویس رح سے لوگون نے کہا یہانسے قریب ایک مرد ہے
کہ تیس برس سے قبر مین بیٹھا ہی اور کفن گردن کو لپیٹے ہی اور روتا ہی آپنے فرمایا کہ مجھے وہان لیچلو
تاکہ مین اُسکو دیکھون لوگ آپ کو اُسکے پاس لے گئے دیکھا کہ زار ونزار ہوگیا ہی اور روتے روتے
خشک ہوگیا ہی آپ نے فرمایا کہ اے فلان گور اور کفن نے تجھے خدا سے رُوگردان کیا ہی۔ اور ان
دونون کی وجہ سے تو خدا سے باز رہا ہی اور یہ دونون چیزین تیری راہ کا پردہ ہوئی ہین اُس مرد
نے آپ کی روشنی سے یہ بلا اپنے مین دیکھی اور اپنی حالت اُسپر ظاہر ہوگئی ایک چیخ ماری اور
اُسی قبر مین سرد ہوگیا اگر گور اور کفن پردہ ہوگا تو اِسی پر خیال کرو کہ اور چیزین کیا بلا و پردہ
ہونگی۔ نقل ہے کہ آپنے تین روز سے کھانا اور پانی نہ کھایا تھا چوتھے روز باہر نکلے
ایک دینار زر راہ مین دیکھا آپنے اِس خیال سے کہ کسیکا گر پڑا ہے نہ اُٹھایا اور آگے بڑھے
تاکہ گھاس وغیرہ کھاوین ایک بھیڑ کو دیکھا کہ گرم روٹی مُنھ مین لیے آئی اور آپ کے سامنے
دھردی حضرت اویس رح نے کہا کہ شاید کسی کی ملک ہے اُس بھیڑ نے دبانِ حال سے عرض کی
اور کہا مین اُسی خدا کی بندی ہون جسکا تو بندہ ہی جب آپنے روٹی اُٹھالی وہ بھیڑ گُم ہوگئی
آپ کی تعریفین و فضیلتین بہت اور بیشمار ہین شروع مین شیخ ابوالقاسم گُورگانی اویسی تھے
اور حضرت اویس رح کا مقولہ ہے کہ جسنے خدا کو پہچانا کوئی چیز اُسپر پوشیدہ نہین رہتی یعنی خدا کو

خدا ہی سے پہچان سکتے ہین جو شخص کہ خدا کو خدا سے جان جاتا ہی ہر چیز کو جان لیتا ہے اور فرمایا کہ سلامتی تنہائی مین ہی اور تنہا وہ ہووی کہ فرد ہووے اور وحدت وہ ہی کہ غیر کے خیال کی دل مین گنجایش نہووی تاکہ سلامت ہووے کیونکہ خلوت دوسرون کے خیال کے ساتھ ٹھیک نہین۔ اسلیے کہ شیطان بھاگتا ہی دو شخصون سے یعنی جس جگہ کہ دو آدمی جمع ہوتے ہین شیطان وہان نہین جاتا کیونکہ وہ جانتا ہی کہ انکو بہکانے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ خود ایک دوسرے کے ساتھ مشغول ہین اور خدا کو بھولے ہوئے ہین اور آپ ہی کا مقولہ ہی کہ علیک بقلبک تجھپر ہی تیری دل پر یعنی دل کو حاضر رکھ تاکہ غیر اسمین پر اد نیاوی اور فرمایا مینے طلب کیا بلندی و رفعت کو پس پایا فروتنی اور تواضع مین اور مینے طلب کیا سرداری اور ریاست کو پس پایا خلق کی نصیحت مین اور مینے طلب کیا مروت و مردمی کو پس پایا صدق و راستی مین اور مینے طلب کیا فخر و بزرگی کو پس پایا فقر و محتاجی مین اور مینے طلب کیا نسبت کو پس پایا پرہیزگاری اور تقوی مین اور مینے طلب کیا شرف کو پس پایا قناعت مین اور مینے طلب کیا راحت کو پس پایا زہد مین اور مینے طلب کیا بے پروائی و استغنا کو پس پایا توکل مین نقل ہی کہ حضرت اویس کے ہمسائے کے لوگون نے کہا کہ ہم آپ کو دیوانہ سمجھتے تھے ہمنے چندہ کر کے ایک مکان آپ کے واسطے تیار کرا دیا آپ اسمین رہنے سہنے لگے آپ اسقدر بے سامان تھے کہ آپکے پاس اتنا بھی نہ تھا کہ آپ اُس سے روزہ کھولتے اور آپکی وجہ معاش یہ تھی کہ کھجور کی گٹھلیان چنتے تھے اور بیچتے تھے اور اُسکی قیمت کا کھانا خریدتے اور روزہ افطار کرتے اور اگر کھجورین ملجاتین تو انکو بیچتے اور قیمت اُسکی خیرات و صدقہ مین صرف کرتے اور آپ کا لباس پھٹا پرانا تھا جو گھوڑی کے چیتھڑون کو چنکر اور پاک کر کے سیا تھا اور صبح کی نماز کے وقت آپ باہر نکلتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد داخل ہوتے تھے اور جس جگہ کہ جاتے تھے لڑکے انکو پتھر مارتے تھے آپ فرماتے تھے چھوٹے پتھرون سے مارو تاکہ خون نہ بہے اور میرا وضو نہ ٹوٹے کیونکہ مجھے اپنی نماز کا غم ہی پاؤن کا غم نہین کہتے ہین کہ اپنی عمر کے آخر مین حضرت امیر المومنین علیؓ کے پاس آئے اور اُنکے ساتھ صفین کی جنگ مین شریک ہوے یہانتک کہ شہید ہوگئے اور واضح ہو کہ ایک قوم ہی کہ اُسکو اویسیہ کہتے ہین اس لیے کہ اُنکو پیر کی

حاجت نہیں ہوتی اور وہ بغیر کسی کے واسطے کے حضرت اویس کیطرح فیض حق سے معمور ہوتے ہیں حالانکہ حضرت اویس نے اگرچہ ظاہر میں خواجہ انبیا کو علیہ السلام ہوا نہیں دیکھا لیکن پرورش و تربیت آنحضرت سے باطنی طور پر پائی اور یہ حقیقت ہی اور مقام بہت بزرگ ہی اس درجے کو حاصل کرنا اور اس سعادت سے مشرف ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار مین ہی جسکو عطا فرما دے والسلام۔

تیسرا باب حضرت حسن بصری کے ذکر مین اللہ کی رحمت اُن پر ہو

وہ خاندان نبوت کے پرورش یافتہ وہ فتوت و جوانمردی کے خوگرفتہ وہ علم و عمل کے کعبہ وہ پرہیزگاری اور حلم کے قبلہ و سنت رسول اللہ کی صدر کی صاحب صدری مین سبقت بردہ حضرت حسن بصری ہین آپ کے اوصاف بہت ہین اور آپ کے محامد بیشمار ہین آپ صاحب علم اور معاملہ تھے اور ہمیشہ خدا کے عشق و محبت کے غم اور جلال الٰہی کے خوف مین چھپے رہتے اور آپ کی والدہ شریفہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی مین سے تھین جبکہ آپ کی والدہ کسی کام مین مشغول ہوتین تو حسن رو تے حضرت ام سلمہ رضا اپنی پستان مبارک آپ کے منھ مین دیتین آپ چوسنے لگتے اور چند دودھ کی بوندین نکل آتین اتنی ہزار برکتین کہ حق تعالیٰ نے آپ مین پیدا کین ساری خاتون مصطفیٰ کے اثر سے تھین نقل ہے کہ حسن لڑکے تھے آپ ایک روز رسول علیہ السلام کے آبخورے سے پانی پی کر ام سلمہ کے گھر مین آئے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ پانی کون پی گیا حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ حسن بصری آنحضرت نے فرمایا کہ جسقدر کہ اس آبخورے سے پانی پیا ہی اسیقدر میرا علم اسمین سرایت اور اثر کریگا اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر علیہ السلام حضرت اُم سلمہ کے گھر مین تشریف لائے حضرت ام سلمہ نے حسن کو آپ کی گود مین ڈالدیا آنحضرت نے دعا کی جو کچھ کہ حضرت حسن بصری کو حاصل ہوا اُسی دعا کی برکت سے حاصل ہوا نقل ہے کہ جب حسن بصری پیدا ہوئے

تو انکو حضرت عمرؓ کی خدمت مین لائے آپ نے فرمایا سموہ حسنًا فانہ حسن الوجہ یعنی اسکا نام حسن
رکھو کیونکہ خوبصورت ہے حضرت اُم سلمہ (اللہ اُن سے راضی ہو) اُنکی پرورش اور کفالت
کرتی تھین اور اُس شفقت کے سبب سے کہ اُنپر فرماتی تھین اُنکے دودھ اُتر آیا اور تہنیہ فرماتی
تھین اے خدا اسکو پیشوائے خلق کیجیو ایسا ہی ہوا کہ آپنے ایک سو تیس صحابہؓ سے ملاقات
کی کہ ستر اُن مین سے بدر والے تھے اور آپ حسن بن علیؓ کے مرید تھے اور علوم بھی اُن ہی سے
تحصیل کیے اور تحفہ مین لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری مرید حضرت علیؓ کے تھے اور خرقہ اُن سے
حاصل کیا اور اُنکی توبہ کا آغاز یہ ہوا کہ وہ جوہری تھے اور لوگ اُنکو حسن لولوی کہتے تھے
ایک مرتبہ روم مین گئے اور وزیر کے پاس حاضر ہوئے ایک گھڑی تک اُسکے روبرو کھڑے
رہے وزیر نے کہا ہم ایک جگہ چلتے ہین آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے اور حکم دیا تو ایک گھوڑا
حسنؒ کے واسطے آراستہ کیا اور دونون ایک جنگل مین گئے حسنؒ نے دیکھا کہ ایک خیمہ دیباے
رومی کا استادہ ہے اور اُسکی طنابین ریشم کی اور میخین سونے کی ہین اور دیکھا ایک بڑی فوج
کہ ہتھیار جنگ سے مسلح تھی خیمے کے ارد گرد پھری اور کچھ کہا اور چلدیے اور اُسکے بعد چند شوکت
والے بوڑھون کو دیکھا کہ اُنھون نے بھی ایسا ہی کیا اسکے بعد حکما اور دبیر و منشی کہ قریب
چار سو کے تھے نظر آئے کہ خیمے کے آس پاس پھرے اور ایسا ہی کیا پھر چاند سی صورت کی لونڈیان
کہ قریب دو سو کے تھین اور ہر ایک کے پاس زر و جواہر کا بھرا تھال تھا خیمے کے گرد پھرین اور کچھ کہا
اور چلدین پھر قیصر اور وزیر خیمے مین گئے اور باہر نکلے اور چلدیے حسنؒ کہتے ہین کہ مین دنگ و
حیران ہوا اور جی نے کہا نہین معلوم کہ یہ کیا بات ہے پھر مینے وزیر سے پوچھا اُسنے کہا کہ قیصر کا ایک
صاحب جمال لڑکا جو ہر نوع علم مین کامل اور میدان معرکہ مین بے مثل تھا اور باپ ہزار دل سے
عاشق تھا یکایک بیمار پڑا حاذق طبیب اُسکے معالجے سے عاجز ہوئے آخر کار مر گیا اسکو اس خیمے
مین دفن کیا ہے ہر سال ایکبار اُسکی زیارت کو آتے ہین اول وہ بڑی فوج کہ تو نے دیکھی
اس خیمے کے گرد پھرتی ہے اور کہتی ہے اے ہمارے شہزادے اگر یہ حالت کہ تجھے پیش آئی

جنگ و جدال سے دفع ہوتی تو ہم سب اپنی جانین تجھپر قربان کرتے تا کہ تجھکو جنگ دشمن سے چھڑاتے لیکن یہ حال ایسے شخص سے ہی کہ اُسکے ساتھ کسی طرح اور صورت سے جنگ نہین کر سکتے بعد اُسکے فیلسوف اور دبیر آتے ہین اور کہتے ہین کہ ای شہزادے اگر ہم دانش و فیلسوفی او حکمت اور خردہ شناسی سے اس بلا کو دفع کر سکتے تو ہم کرتے یہ کہتے ہین اور لوٹ جاتے ہین بعد اُنکے مغز بوڑھے آتے ہین اور کہتے ہین ای شہزادے اگر ہم شفاعت اور زاری سے تیری بلا کو دفع کر سکتے تو کوشش کرتے لیکن یہ بلا ایسے شخص کی بھیجی ہوئی ہو کہ مال اور جمال اُسکے روبرو بیقدر ہی پھر قیصر مع وزیر کے خیمے مین جاتا ہو اور دونون کہتے ہین ای جانِ پدر بابا کے قبضۂ قدرت مین کیا ہے کچھ بھی نہین ہو اسلیے کہ مین تیرے واسطے بڑی بھاری فوج لایا اور اپنے حکیمون اور بزرگون اور شفیقون اور مدبرون اور صاحب جمالون اور توانگرون اور نعمتہای الوان کے ساتھ آیا اگر ان تدبیرون سے اس حادثے کا دفع کرنا ممکن ہوتا تو مین سب کو تیرے لیے صرف کرتا اور جو کچھ کر سکتا عمل مین لاتا لیکن یہ کار ایسے شخص کا ہی کہ تیرا باپ اور جو کچھ کہ جہان مین ہی سب اُسکی قدرت کی مٹھی مین عاجز و ناچیز ہین ہمارا اسلام دوسرے برس تک کے لیے تجھپر ہو یہ کہتا ہی اور لوٹ جاتا ہے اس بات نے حسن کے دل مین ایسا اثر کیا کہ جملہ کار دنیوی سے بیکار ہو گئے اور اس فکر مین پڑے کہ آخرت کا زاد راہ مہیا کرین اور بصری مین آئے اور قسم کھائی کہ دوسری بار اس دنیا مین نہ ہنسونگا وقت مرگ تک۔ اور ایسا اپنے آپ کو عبادت اور مجاہدے مین مشغول کیا کہ اس زمانے مین کوئی ویسا نہ تھا اور ستر برس تک اپنی مدت عمر مین بے وضو نہ رہے اور گوشۂ تنہائی مین بسر کی اور سب سے بڑھ گئے جیسا کہ ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ حسن کو بہبر بزرگی اور بہتری کیون ہی ایک بزرگ نے کہا اس وجہ سے کہ جملہ خلق کو اُسکے علم کی حاجت ہی اور اُسکو خدا کے سوا کسی کی حاجت نہین اور دین مین سب اُسکے محتاج ہین اور وہ اس سبب سے ہمارا سردار ہی نقل ہی کہ آپ ہفتے مین ایکبار وعظ کہتے اور جب مجلس مین حضرت رابعہؒ کو نہ دیکھتے تھے تو ترک کرتے لوگ کہتے کہ اتنے بزرگ اور خواجہ آ گئے ہین اگر ایک بڑھیا نہین آئی تو کیا ہوا فرماتے ہان تم سچ کہتے ہو

لیکن ایسا شربت جو میٹھے عاشقون کے نشے کے لیے بنایا ہو جیو تیلیون کے برتن مین نہین بھر سکتے
اور جب وعظ مین جوش مین آتے تو اپنا منھ حضرت رابعہ کیطرف کرتے اور کہتے یہ گرمی و جوش تیری ہی گرمی کا
گرمی و جوش سے ہے لوگون نے آپ سے پوچھا کہ بڑی کثیر جماعت کہ آپ کے وعظ مین حاضر ہوتی ہے آپ
اس سے خوش ہوتے ہین فرمایا کہ ہم کثرت سے خوش نہین ہوتے ہان البتہ اگر کوئی درویش محبت
الٰہی کا سوختہ حاضر ہوتا ہے تو ہم اس سے خوش ہوتے ہین لوگون نے پوچھا کہ مسلمانی کیا ہے اور
مسلمان کون ہے آپنے فرمایا کہ مسلمانی کتابون مین ہے اور مسلمان خاک کے نیچے قبرون مین لوگون نے کہا
کہ اصل دین کیا ہے آپنے فرمایا کہ ورع و پرہیزگاری لوگون نے کہا وہ کیا شے ہے کہ ورع و پرہیزگاری کو
تباہ کرتی ہے آپنے فرمایا کہ طمع و لالچ لوگون نے کہا کہ عدن کے باغات کیسے ہین آپنے فرمایا کہ سونے کا
ایک محل ہے کہ اسمین سوا پیغمبر و اصحاب صدیق و شہید و سلطان عادل کے کوئی داخل نہ ہوگا
لوگون نے کہا کہ بیمار طبیب دوسرونکا علاج کیسے کرے آپنے فرمایا کہ اول علاج اپنا کرے پھر علاج دوسرونکا
اور آپنے فرمایا کہ میرا کلام سنو کیونکہ میرا علم تمکو مفید ہوگا اور میری بے علمی تمکو نقصان نہ کرے گی
لوگون نے سوال کیا کہ ہمارے دل سوئے ہوئے ہین اسلیے آپ کا کلام اثر نہین کرتا ہم کیا کرین آپنے فرمایا
تمہارے دل مردہ ہین اسلیے کہ سویا ہوا ہلانے سے بیدار ہو جاتا ہے مگر مردہ بیدار نہین ہوتا لوگون
نے سوال کیا کہ ایک قوم باتون سے ہمکو ایسا ڈراتی ہے کہ ہمارا دل خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے
آپنے فرمایا بہتر ہے کہ تم آج ڈرانے والون کی ہم صحبت ہو تاکہ کل قیامت کو امید رحمت حق ہو
لوگون نے کہا کہ ایک قوم آپکے کلام کو یاد رکھتی ہے تاکہ اسپر اعتراض کرے اور عیب لگاوے آپنے فرمایا
کہ مین خود آپ کو عیب دار پاتا ہون اسلیے کہ بہشت بریں کی حرص رکھتا ہون اور طالب قرب
حق تعالی ہون حالانکہ ایک دوسرے کے خلاف ہے اور دوسرے یہ کہ مین سلامتی کی امید ہرگز
لوگون سے نہین کرتا اسلیے کہ پیدا کرنیوالا انکی زبان سے نہین چھوٹا ہے کیونکہ اکثر لوگون نے
خدا پر کہ واحد مطلق ہے الزام دوئی کا لگایا پس انسان کیسے چھوٹ سکتے ہین لوگون نے کہا کہ
بعضے کہتے ہین کہ خلق کو پند و نصیحت اسوقت کرنا چاہیے کہ اپنی ذات کو پاک و صاف بنالیا ہو

آپ نے فرمایا کہ شیطان اس آرزو میں ہے کہ دروازہ امر معروف اور نہی منکر احکام حق تعالیٰ کا بند ہو جاوے
لوگوں نے کہا کہ ایا ندارو مومن کو حسد کرنا روا ہے آپ نے فرمایا کیا تم قصۂ حضرت یوسف علیہ السلام کے
بھائیوں کا بھول گئے لیکن جب رنج سینے سے نکال ڈالے تو کچھ نقصان نہیں رکھتا نقل ہے کہ حضرت حسن رح کا
ایک مرید تھا جبکہ وہ آیت قرآن سنتا تھا زمین پر بیخود ہو کر گر پڑتا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ کام
کیوں کرتا ہے اگر لیکن جہانتک ہو سکے آواز نکر ایسا نہو کہ اس سے تجھکو ریا پیدا ہو جاوے اور اپنے آپ کو تو
ہلاکی میں ڈالے اور پھر تیری اگر ایسی حالت بھی نہو وے تو بھی تو آپ کو بتکلف سے بیخود بنا وے اور ہمکو
اور ہماری پند و نصیحت و تربیت کو بیٹھ کے پیچھے دس منزل کے فاصلے پر پھینکدیوے پھر فرمایا
کہ جو آواز کرتا ہے اسکا قاصد نہیں ہے مگر شیطان نقل ہے کہ ایک روز آپ مجلس میں وعظ
فرما رہے تھے ناگاہ حجاج مع اپنی فوج شمشیر برہنہ کے آیا ایک بزرگ وہاں موجود تھے انھوں
نے اپنے دل میں کہا کہ آج حسن رح کا امتحان کیجیے یعنی دیکھیں کہ حجاج کے سامنے بھی پند و نصیحت
کرتا ہے یا خوشامد کی گفتگو کرتا ہے حجاج بیٹھ گیا حسن رح نے ذرا بھی اسکی پروا نکی اور نظر اُٹھا کر بھی
نہ دیکھا اس بزرگ نے کہا کہ حسن حسن ہے یعنی مثل اپنے نام کے صفت حسن رکھتا ہے کہ کسی کی
پاسداری و رعایت احکام خدا میں نہیں کرتا جب مجلس برخاست ہوئی تو حجاج حضرت حسن رح کے
پاس گیا اور آپکے ہاتھ کو چوما اور کہا اگر تم چاہتے ہو کہ مرد دیکھو تو حسن رح کو دیکھو لوگوں نے حجاج کو
بعد مرگ خواب میں دیکھا میدان قیامت میں لوگوں نے پوچھا کہ کیا تلاش ہے کہا اُسکو ڈھونڈھتا ہوں
جسکو موحد ڈھونڈھتے ہیں یعنی طالب جمال حق تعالیٰ ہوں اور کہتے ہیں کہ جب حجاج حالت جانکنی میں تھا
تو اسکی زبان پر یہ کلمات جاری تھے کہ ای خداوند تو غفار ہے اور ساری بزرگوں سے زیادہ بزرگ۔
اپنی غفاری کا اظہار اس کم حوصلہ مٹھی بھر خاک پر کر یعنی مجھے اپنی فضل سے بخشدے کیونکہ سارے لوگ
ایک دل اور ایک زبان ہیں کہ میں قابل عفو و رحم نہیں ہوں اور عذاب میں گرفتار ہونگا پس تو اُنکے
خلاف مجکو بخشدے اور اُنکو دکھا کہ فعال لما یرید میں ہوں لوگوں نے یہ بات حضرت حسن رح سے
بیان کی آپ نے فرمایا کہ یہ بدکار آخرت کو بھی زبان درازی سے حاصل کیا چاہتا ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ مین آئے اور تین روز تک قیام فرما ہوئے آپ کے حکم سے سارے منبر توڑ ڈالے اور واعظونکو منع کیا لیکن جب حضرت حسن کی مجلس مین تشریف لیگئے تو حسن کچھ وعظ کہہ رہے تھے حضرت علی نے سوال کیا کہ تو عالم ہے یا طالب العلم حضرت حسن نے کہا کہ مین کوئی بھی نہین ہون البتہ جو کلام کہ پیغمبر کا مینے سنا ہے اسکو بیان کرتا ہون حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کو منع نکیا اور فرمایا کہ یہ جوان وعظ کہنے کے لائق ہے اور پھر چلے گئے جب حضرت حسن کو خبر ہوئی کہ وہ حضرت علی تھین آپ منبر سے اُترکر انکے پیچھے روانہ ہوئے جب اُن تک پہونچے تو کہا کہ آپ خدا کے واسطے مجھکو وضو کرنا سکھلائیے پس طشت لایا گیا اور حضرت علی نے آپ کو وضو کرنا سکھلایا اسلیے اب وہ مقام باب الطشت کے نام سے مشہور ہے اور حضرت علی تشریف لیگئے نقل ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ مین خشک سال ہوا دو لاکھ آدمی استسقا کی نماز کے واسطے گئے اور ایک منبر رکھا گیا اور حضرت حسن کو منبر پر بٹھایا کہ دعا کرین حضرت حسن نے کہا کہ تم چاہتے ہو کہ مینھ برسے تو مجھے بصرہ سے نکالدو۔ اور اسطرح نقل کی ہے کہ اسقدر خوف خدا حضرت حسن پر غالب تھا کہ اگر تم آپ کو بیٹھا ہوا دیکھتے تو کہتے کہ شاید جلاد کے سامنے بیٹھے ہین اور کبھی کسی نے آپ کو ہنستا نہین دیکھا ہمیشہ دردمند رہتے تھے نقل ہے کہ ایک روز آپ نے ایک مرد کو دیکھا جو رو رہا تھا پوچھا کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مین محمد کعب قرظی کی مجلس وعظ مین حاضر تھا اُنھون نے بیان کیا کہ مومنون سے ایک مرد ہوگا کہ اپنی گناہونکی نحوست و شومی سے کئی برس تک دوزخ مین رہیگا آپنے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ حسن اُسکے عوض دوزخ مین ڈالا جاتا اسلیے کہ اُسکو یعنی مجکو ہزار برس کے بعد آگ سے باہر نکالین گے پس اُسکے عوض بھی اور چند سال آگ مین رہتا اور وہ نجات پاتا نقل ہے کہ ایک روز یہ حدیث پڑھی جاتی تھی کہ سب کے آخر مین اِس اُمّت کا جو شخص کہ دوزخ سے باہر نکلیگا بعد اسّی برس کے ہنّاد ہوگا حضرت حسن نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ حسن وہ فرد ہوتا نقل ہے کہ حضرت حسن ایک رات گھر مین رو رہے تھے لوگون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین اسلیے کہ جیسے آپ ہین عابد و متقی اور دوسرا کوئی نہین آپنے فرمایا اسلیے روتا ہون کہ خدا کرے کہ میری نادانستگی اور بھول تین

کوئی ایسا کار ہو گیا ہو یا کوئی قدم غلطی سے تیرا ایسی جگہ مین رکھا ہو کہ وہ خدا کی درگاہ مین پسندیدہ نہو پس حسنؓ کو کہا ہو کہ جا تیرا ہماری درگاہ مین کچھ مرتبہ نہ رہا اور اِسکے بعد ہم تیری کسی عبادت کو قبول نہ کرینگے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ عبادت خانے کے بالاخانے پر اسقدر روئے کہ آپ کے آنسو پرنالے سے بہ نکلے ایک شخص وہان سے گذرتا تھا اُسپر ٹپکے اُسنے کہا کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ بھائی وضو ڈالو اسلیے کہ ایک گنہگار بندے کی آنکھ کے آنسو ہین۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ جنازے کی نماز کو گئے جب لوگ مردے کو دفن کر چکے اور قبر درست کر دی تو حضرت حسنؓ اُس قبر پر بیٹھ گئے اور اِسقدر روئے کہ خاک کیچڑ ہو گئی پھر فرمایا کہ اے لوگو اول اور آخر لحد ہے دُنیا کے آخر گور ہے اور آخرت کے اوّل گور ہے کہ وارد ہے القبر منزلٌ من منازلِ الآخرۃ یعنے قبر منزل ہے آخرت کی منزلون سے۔ کیا فخر کرتے ہو ایسے عالم پر جسکے آخر یہ ہے اور کیون نہین ڈرتے ہو ایسے عالم سے جسکا اوّل یہ ہے اور جب اوّل ور آخر تمھارا یہ ہے تو اے غافلو اوّل اور آخر کا کام درست کرو یہ باتین سُنکر جماعت جو حاضر تھی اِسقدر روئی کہ سب بیخود ہو گئے۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت حسنؓ ایک قبرستان مین ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے آپنے فرمایا کہ اس قبرستان مین ایسے مرد مدفون ہین کہ اُنکی ہمّت کا سر آٹھون بہشتون کی ناز و نعمت پر نہین جھکا ہے اور اُنھون نے توجہ نہین کی ہے لیکن اِسقدر حسرت اُنکی خاک کے ساتھ ملی ہے کہ اگر اُس حسرت کا ایک ذرہ آسمانون کے سامنے پیش کیا جاوے تو سب تف کے مارے گر پڑین۔ نقل ہے کہ لڑکپن کے زمانے مین کوئی نافرمانی آپ سے ہو گئی تھی جبکہ آپ نیا کُرتا سیتے تھے اُس گناہ کو اُس کُرتے کے گریبان پر لکھتے تھے پھر اِسقدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے ایکمرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے (اللہ اُنسے راضی ہو) آپ کو ایک نامہ لکھا اور درخواست کی کہ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیے کہ جسکو مین ہمیشہ یاد رکھون اور اُسکو اپنا پیشوا بناؤن یعنی ہر کام مین عمل مین لاؤن حضرت حسنؓ نے یہ لکھا کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو تو خوف کس سے رکھتا ہے اور اگر خدا تیرے ساتھ نہین ہے تو تو امید کس سے رکھتا ہے

اور دوسرے وقت حضرت حسنؓ نے انکو نامہ لکھا کہ اس روز کو آیا ہوا جان کہ جس روز کے بعد کوئی نہ جیے گا
عمر بن عبد العزیزؒ نے جواب میں لکھا کہ اس روز کو آیا ہوا جان کہ دنیا ہی خود نہ ہوگی اور آخرت ہی ہوگی
ایک مرتبہ ثابت بنانی نے (اللہ کی رحمت اسپر ہو) حضرت حسنؓ کو نامہ لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حج کو
جائینگے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ رکاب ہوں آپ نے فرمایا کہ ہمیں معاف رکھ تاکہ ہم خدای تعالے
کی ستاری کے پردہ میں زندگانی کریں کیونکہ اکٹھا ہونے سے ایک کو دوسرے کا عیب معلوم ہوگا
اور پھر ہم ایک دوسرے کو برا خیال کرینگے نقل ہے کہ حضرت حسنؓ نے ایک مرتبہ سعید بن جبیرؒ کو بطور
نصیحت فرمایا کہ تین کام مت کیجیو ایک تو یہ کہ بادشاہوں کے بچھونے پر قدم مت رکھیو اگرچہ کسی قدر
تیرے حال پر مہربانی فرماویں دوسرے یہ کہ کسی سے پوشیدہ راز خلوت میں بھی ظاہر نہ کیجیو اگرچہ رابعہ
وقت ہو اور تو نے اسکو کتاب خدا سکھائی ہو اور پڑھائی ہو تیسرے یہ کہ ہرگز راگ گانا
مت سنیو اگرچہ تو مردوں میں مردانگی کا درجہ رکھتا ہو اسلیے کہ آفت سے خالی نہیں اور آخر کار
اپنا اثر پیدا کرتا ہے مالک بن دینارؒ نے نقل کی کہ میں نے حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ لوگوں کی خرابی
کس چیز میں ہے آپ نے فرمایا کہ دل کے مرنے میں کہا کہ دل کا مرنا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ دنیا کی
محبت عبد اللہؒ نے نقل کی کہ میں علی الصباح اٹھا کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھوں میں حضرت حسنؓ
کی مسجد کے دروازے پر آیا دروازہ بند تھا اور حضرت حسنؓ دعا مانگ رہے تھے اور لوگ
آمین کہہ رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید حضرت حسنؓ کے احباب یہاں موجود ہیں میں تھوڑی
دیر ٹھہر رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے دروازے پر ہاتھ رکھا دروازہ کھل گیا میں اندر گیا
حضرت حسنؓ کو اکیلا پایا میں حیرت میں رہا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ قصہ ان سے
بیان کیا اور میں نے کہا کہ خدا کے واسطے مجھے اس حال سے خبردار کیجیے آپ نے فرمایا کہ کسی سے مت
کہنا ہر جمعے کی رات کو جن پریاں یہاں آتے ہیں میں انکے سامنے وعظ کہتا ہوں اور پھر دعا
کرتا ہوں اور وہ آمین کہتے ہیں۔ نقل ہے کہ جب حضرت حسنؓ دعا مانگتے تو حبیب عجمیؒ
دامن پھیلاتے اور کہتے کہ میں قبولیت کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک بزرگ نے نقل کی کہ ہم لوگ

حضرت حسنؒ کے ہمراہ حج کو گئے ہمکو پیاس لگی ہم ایک کوئین کی جگت پر پہونچے ہمنے ڈول اور رسی
نہ دیکھا کہ جس سے بھر کر پانی پیئین حضرت حسنؒ نے کہا کہ جب مین نماز پڑھون تو تم پانی پیو پھر آپ نماز
پڑھنے لگے ہم کوئین کی جگت پر گئے دیکھا کہ پانی کوئین کی جگت پر جوش مار رہا ہے ہم سب نے پانی
خوب پیا ایک نے ہماری ساتھیون مین سے تھوڑا چھپا کر بھر لیا پانی کوئین مین اتر گیا جب حضرت حسنؒ
نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے خدا پر یقین نہ رکھا اسلیے پانی کوئین مین اتر گیا بعد اسکے
ہم وہان سے روانہ ہوئے حضرت حسنؒ نے راہ مین کھجورین پائین اٹھالین اور ہمکو دین ہمنے
کھائین اُن کھجورون کی گٹھلیان سونے کی تھین ہم اُن گٹھلیون کو مدینے مین لے گئے اور انکی
عوض کھانا لیا اور خیرات کی کہتے ہین کہ ابو عمروؒ امام قرآن پڑھایا کرتے تھے ایکبار ایک بے داڑھی
مونچھ کا خوبصورت لڑکا اُنکے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھے بھی قرآن پڑھایئے ابو عمروؒ نے
اسمین خیانت کی نظر سے نگاہ کی الف الحمد سے لیکر سین مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاس تک یعنی تمام کلام مجید
بھول گیا ایک طرح کا جوش اسمین پیدا ہوا اور بیقرار ہوا حضرت حسنؒ کے پاس گیا آپ نے فرمایا
کہ اب حج کا زمانہ قریب ہے جا کر حج کر اور جب حج کر چکے تو تجھے مسجد خیف مین ایک بوڑھے
شخص ملینگے محراب مین بیٹھے ہوئے تو اُنکے وقت کو تباہ نہ کیجیو اور ٹھہرا رہیو جب تک کہ
اوراد و وظائف سے فارغ ہون پھر اُنسے کہیو تا کہ دعا فرماوین ابو عمروؒ نے ایسا ہی کیا اور مسجد کے
ایک کونے مین جا بیٹھا ایک شوکت دار بوڑھے کو دیکھا کہ بہت لوگ اُسکے گرد بیٹھے ہین جب تھوڑی
دیر گذری ایک مرد وہان سفید پاکیزہ لباس پہنے آیا لوگ اُسکے سامنے گئے اور سلام کیا اور آپسمین
بات چیت کرتے رہے جب نماز کا وقت آیا تو وہ مرد چلا گیا اور لوگ بھی اُسکے ہمراہ چلے گئے
اور وہ بوڑھے شخص تنہا رہ گئے ابو عمروؒ کہتا ہے کہ مین اُنکے پاس گیا اور بیٹھا اُنکو سلام کیا اور
کہا کہ خدا کے واسطے میری فریاد کو پہونچیے اور اپنا حال مفصل بیان کیا وہ شخص غمناک ہوئے
اور کن انکھیون سے آسمان کیطرف نظر کی ابھی اُس بزرگ نے سر آگے کیطرف نہ جھکایا تھا کہ سارا قرآن
مجھپر کشف ہو گیا ابو عمروؒ کہتا ہے کہ مین خوشی کے مارے اُنکے قدمون پر گر پڑا اُس بزرگ نے کہا

تجھے میرا ایک نے دیا تینے کہا کہ حضرت حسن بصری تو اُنھون نے کہا کہ حسنؒ نے ہمکو رُسوا کیا ہم اُسکو بھی
رُسوا کرینگے اُسنے ہمارا پردہ پھاڑا ہم اُسکا بھی پردہ پھاڑینگے پھر کہا تو نے اُس بزرگ کو دیکھا جو
ظہر کی نماز کے پہلے یہان آئے اور سب سے پہلے چلے گئے اور سفید پاکیزہ لباس پہنے تھے اور ہم سب
لوگون نے اُنکی تعظیم کی تھی تینے کہا کہ ہان تینے دیکھا اُس بزرگ نے فرمایا کہ وہ حسن بصریؒ تھے
ہر روز ظہر کی نماز بصرہ مین پڑھکر یہان آتے ہین اور ہمسے بات چیت کرتے ہین اور دوسری نماز
کے وقت بصرہ چلے جاتے ہین پھر فرمایا کہ جسکا امام حسنؒ جیسا ہو اُسکو ہماری دُعا کی کیا
حاجت ہے۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ کے زمانے مین ایک مرد کا گھوڑا عیبدار ہو گیا وہ مرد
نہایت حیران و عاجز ہوا اور اپنا حال حضرت حسنؒ سے بیان کیا حضرت حسنؒ نے اُس گھوڑے کو
چار سَو درم کے عوض اُس سے خرید لیا رات کو اُس مرد نے ایک سبزہ زار بہشت کے اندر
خواب مین دیکھا کہ ایک گھوڑا مع چار سَو بچھیڑون کے کہ سب مُشکی تھے اُس مین چر رہا ہے
پوچھا کہ ان گھوڑون کا مالک کون ہے فرشتون نے کہا کہ یہ سب تیرے نام تھے اب حسنؒ کے
نام کر دیے گئے جب وہ مرد جاگا تو حضرت حسنؒ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امام بیع کو واپس کر
کیونکہ مین اُسکو بیچکر پشیمان ہوا ہون حضرت حسنؒ نے کہا کہ چلا جا کہ وہ خواب جو تو نے دیکھا ہے
مینے تجھسے پہلے دیکھا تھا وہ مرد غمگین ہوا اور لوٹ گیا دوسری رات کو حضرت حسنؒ نے محل اور
بالاخانے دیکھے پوچھا کہ انکا مالک کون ہے فرشتون نے کہا یہ اُسکے واسطے ہین جو بخوشنودی بیع کو
فسخ کرے حضرت حسنؒ نے علی الصباح اُس مرد کو بلایا اور بیع اوّل کو بدل کر لیا یعنی درم لے لیے
اور گھوڑا دیدیا۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ کے ہمسائے مین ایک آتش پرست شمعون نامی رہتا تھا
بیمار پڑا اور قریب مرگ ہوا ایک شخص آیا اور حضرت حسنؒ سے کہا کہ ہمسائے کی خبر لے حضرت حسنؒ
اُسکے سرہانے گئے اُسکو دیکھا کہ آگ کے دھوئین سے کالا پڑ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈر کیونکہ تو نے
ساری عمر آگ اور دھوئین کی پرستش مین بسر کی اب بھی اسلام کو آزما شاید کہ تجھپر رحمت خدا نازل ہو
شمعون نے کہا کہ مجھے تین چیزین اسلام سے پھیرے ہوئے ہین ایک یہ کہ تم دُنیا کو بُرا کہتے ہو

اور پھر رات دن دنیا کی تلاش مین ہو دوسرے وہ کہ تم کہتے ہو کہ موت برحق ہے اور کچھ بھی سامان مرگ تیار نہین کرتے ہو تیسرے وہ کہ کہتے ہو کہ خدا کا دیدار دیکھنے کے قابل ہے اور آج وہ کام کرتے ہو کہ سب اُسکی مرضی کے خلاف ہون حضرت حسنؓ نے فرمایا یہ علامت حق شناسونکی ہے اور یہ تو بتا کہ اگر مومن ایسا کرتے ہین تو تو کیا کرتا ہے تو نے تو اپنی ساری عمر آتش پرستی مین صرف کردی اور مومن جو ایماندار اور کچھ نہین تو اُسکی یگانگی کے تو مقر ہین اور دیکھ تو نے ستّر برس آگ کی پرستش کی اور مینے بالکل نہین پوجا اگر ہم تم دونون اُسمین گرین تو مجھے تجھے دونونکو برابر جلاویگی اور تیرے حق کا کہ ستّر برس پرستش کی ذرا بھی لحاظ نکریگی لیکن اگر میرا خدا چاہے تو آگ کی کیا مجال ہے کہ میرے تن پر ایک بال کو تو جلا دیوے اب آتا کہ مین اپنے ہاتھونکو آگ مین کرون تاکہ تو آگ کی کمزوری اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھے آپ نے یہ فرمایا اور اپنے ہاتھ آگ پر رکھدیے اور دیر تک رکھے رہے ذرا بھی آنچ نہ لگی اور خدا کی قدرت سے نہ جلے شمعون نے جب یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو گیا اور خدا کی محبت کا نور اُسکی پیشانی مین چمکنے لگا حضرت حسنؓ سے کہا اب تک پورے ستّر برس ہوے کہ مینے آگ کی پوجا کی اب چند سانس باقی ہین تو اُسمین کیا تدبیر کرسکتا ہون حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ تیری تدبیر آسان ہے کہ مسلمان ہوجا شمعون نے کہا اگر تو ایک اقرار نامہ لکھدیوے کہ حق تعالیٰ مجھکو عذاب نکریگا تو مین ایمان لے آؤن حضرت حسنؓ نے ایک اقرار نامہ لکھا شمعون نے کہا کہ آپ حکم دیجیے کہ بصرہ کے عادل لوگ اسپر گواہی لکھین چنانچہ سب نے گواہی لکھدی تب حضرت حسنؓ نے وہ خط شمعون کو دیا شمعون بیقرار ہو کر رویا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت حسنؓ کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو غسل دینے کے بعد آپ مجھے قبر مین اتارنا اور یہ خط میرے ہاتھ مین رکھنا کہ میرے مسلمان ہونے کا ثبوت کل قیامت کو یہ خط ہوگا پھر کلمہ شہادت پڑھا اور مر گیا حضرت حسنؓ نے اُسکی وصیت کے موافق کیا اور اُسکو دفن کیا اور بہت لوگون نے اُسکے جنازے کی نماز پڑھی حضرت حسنؓ کو اُس رات فکر کے سبب نیند نہ آئی تمام رات نماز پڑھتے رہے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ یہ مینے کیا کیا مین تو خود ڈوبتا ہون مین ڈوبا ہوا ہون اور ڈوبا ہوا دوسرے کا ہاتھ کیونکر پکڑ سکتا ہے مجھکو اپنی جان پر کچھ قدرت نہین ہے بھلا خدا کی ملک پر مینے کس طرح مہر کردی

اسی خیال میں محو گئے شمعون کو دیکھا کہ شمع کی طرح تاج سر پر اور مکلف لباس پہنے بہشت کے
باغوں میں ٹہل رہا ہے حضرت حسنؒ نے کہا کہ اے شمعون کیا حال ہے اسنے کہا کہ آپ کیا
پوچھتے ہیں اسطرح ہے کہ آپ دیکھتے ہیں حق تعالیٰ اپنے مجکو اپنی فضل سے اپنی محل میں اتارا
اور اپنے کرم سے اپنا دیدار دکھایا اور جو مہربانیاں اور انعام کہ مجھپر فرمائے مجھ میں تو قدرت
نہیں کہ انکو بیان کر سکوں اب آپکے ذمے کچھ بوجھ نہ رہا اور آپ سبکدوش ہوگئے لیجیے اپنا اقرار نامہ
کیونکہ اب اسکی ضرورت نہیں ہے جب حضرت حسنؒ خواب سے بیدار ہوئے تو اس خط کو اپنے ہاتھ
میں دیکھا اور کہا کہ اے خداوند ظاہر ہے کہ تیرے کام بے سبب ہیں اور کل کام بالکل تیرے فضل پر
ہیں تیرے دروازے پر کون نقصان اٹھاویگا جبکہ یہ حال ہے کہ آتش پرست جسنے ستر برس آگ کو
پوجا تو نے ایک کلمے میں اپنا قرب عطا فرمایا پس تو مومن کو کہ جسنے ستر برس تیری عبادت
کی ہو کسطرح بے نصیب چھوڑ دیگا۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ میں اسقدر فروتنی اور عاجزی تھی
کہ جسکو دیکھتے تھے اسکو اپنے سے بہتر جانتے تھے ایک روز دجلے کے کنارے جارہے تھے
ایک حبشی کو دیکھا کہ ایک عورت کے ساتھ شراب پی رہا ہے اور شراب کا شیشہ آگے دھرا ہے
حضرت حسنؒ کے دل میں گذرا کہ کیا یہ آدمی مجھ سے بہتر ہے اور پھر کہا کہ یہ مرد مجھسے بہتر نہیں ہو سکتا
کیونکہ عورت کے ساتھ شراب پی رہا ہے اور شراب کی بوتل آگے دھری ہے اسی فکر و خیال میں
تھے کہ ایک کشتی اسباب سے بھری دجلے میں پہونچی اور چکر کھا کر ڈوب گئی سات آدمی پانی میں
ڈبکی کھانے لگے وہ حبشی پانی میں کود پڑا اور چھ آدمیوں کو باہر نکال لایا پھر حضرت حسنؒ کیطرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بہتر ہیں تو اٹھیے میں نے تو چھ آدمیوں کو بچایا ہے آپ اس ایک ہی کو
بچائیے اے مسلمانوں کے امام وہ عورت کہ آپنے دیکھی میری ماں ہے اور اس شیشے میں پانی ہے
کہ جو میں آپکا امتحان کرنے کے لیے پی رہا تھا تاکہ معلوم کروں کہ آپ بینا ہیں یا کور پس معلوم
ہوا کہ کور ہیں حضرت حسنؒ اسکے قدموں پر گر پڑے اور معذرت کی اور سمجھے کہ وہ خدا کا
موکل ہے اور آپنے فرمایا کہ اے حبشی جس طرح کہ تو نے ان لوگوں کو دریا سے نجات دی ہے

مجھے بھی خودبینی اور غرور کے دریا سے رہائی دے آپنے کہا کہ اللہ آپ کی آنکھیں روشن کرے اُسکی دعا کی برکت سے ایسا ہی ہوا کہ کبھی آپنے اپنے کو بہتر کسی سے خیال نکیا یہانتک کہ ایک مرتبہ ایک کُتّے کو دیکھا آپنے فرمایا کہ یا اللہ مجھکو اس کُتّے کے طفیل سے قبول کرلے ایک شخص نے حضرت حسنؓ سے سوال کیا کہ آپ بہتر ہین یا کُتّا آپنے فرمایا کہ اگر خدا کے عذاب سے نجات پا جاؤنگا تو مین بہتر ہون اور اگر گرفتار ہونگا خدا کے عذاب مین تو قسم ہے خدا کی بزرگی اور عزت کی کہ کُتّا مجھ ایسے سَو سے بہتر ہے۔ نقل ہے کہ لوگون نے حضرت حسنؓ کے کان مین پہونچایا کہ فلان شخص نے آپ کی غیبت کی ہے آپ نے تازے چھوہارون کا ایک تھال بھر کر اُس مرد کو بطور تحفہ بھیجا اور معذرت کہلا بھیجی اور فرمایا کہ مینے سُنا ہے کہ تو نے اپنی نیکیونکو میرے اعمال کے دفتر مین نقل کیا پس مینے چاہا کہ اُسکا عوض کرون معاف کرلو اسلیے کہ بدلا اُسکی خیرات کا یہ تحفہ ہرگز نہین ہو سکتا۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ مجھے چار شخصون کے کلام سے تعجب آتا ہے جب یاد آتا ہے ایک تو لڑکے دوسرے مست تیسرے مخنث چوتھے عورت لوگون نے پوچھا کیا ہوا تھا آپنے فرمایا کہ مینے ایک روز ایک مخنث کے کپڑے چھین لیے اُسنے کہا اے صاحب ہمارا حال ابتک ظاہر نہین ہوا ہے آپ میرا جامہ نہ کھینچیے کیونکہ روز آخرت کے معاملے کو خدا جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ اور ایک مست کو دیکھا کہ کیچڑ مین لڑکھڑاتا چلا جا رہا ہے مینے کہا کہ پاؤن جما کر رکھتا کہ نہ گرے اُسنے کہا کہ آپ ثابت قدم رہیے کیونکہ آپ کو دعوی ہے اور دوسرے یہ کہ اگر مین گر پڑونگا تو کچھ پروا نہین کہ مست ہون اور اگر مٹی مین لتھڑ بھی جاؤنگا تو اُٹھ کر دھو ڈالونگا اور یہ بات بہت آسان ہے لیکن آپ اپنے گرنے سے ڈریے کیونکہ آپکی لغزش سے ساری قوم پھسل جائیگی اور ایک نقصان عظیم وقوع مین آئیگا اس بات نے بھی میرے دل مین اثر کیا اور اسیطرح ایک لڑکا اپنے ہاتھ مین چراغ لیے جاتا تھا مینے کہا کہ یہ روشنائی کہاں سے لایا ہے اُسنے اُسیوقت چراغ کو گل کردیا اور کہا کہ آپ بتائیے کہ روشنی کہان گئی تا کہ مین بتاؤن کہ کہان سے لایا ہون اسیطرح مینے ایک عورت کو دیکھا کہ ننگے سر اور مُنھ اور آستین چڑھائے غصے مین بھری تھی اور چالاکہ

خوبصورت تھی اپنے خاوند کی شکایت مجھسے کرنے لگی مینے کہا اے عورت اپنا منھ اور ہاتھ ڈھانک لے
اُسنے کہا کہ ایک مخلوق کی محبت مین میرا یہ حال ہے کہ میری عقل جاتی رہی ہے اور ایسی دیوانی
ہون کہ اگر تو نہ کہتا کہ تیرا منھ اور سر برہنہ ہے تو مین اسیطرح اُسکے ذوق و شوق مین بازار
چلی جاتی اگر تو ساتھ اس دعوے کے کہ خدا کی دوستی کا رکھتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر میرے منھ کو
کھلا نہ دیکھتا۔ نقل ہے کہ جب حسنؒ منبر سے اُترتے تو حاضرین مجلس سے چند شخصونکو روک لیتے
اور فرماتے کہ آؤ تا کہ مین تمپر نور بکھیرون یعنی اپنی توجہ خاص تمپر کرون۔ ایک روز ایک
شخص جو اس جماعت سے نہ تھا آپ کے ساتھ چلنے لگا آپ نے فرمایا کہ تو لوٹ جا۔
نقل ہے کہ ایک روز حضرت حسنؒ نے اپنی یارون سے فرمایا کہ تم رسول اللہ علیہ السلام کے
صحابہؓ کے مثل ہو سب یار بہت خوش ہوے آپ نے فرمایا کہ تم صورت و شکل مین مشابہ ہو
نہ افعال و کردار مین اسلیے کہ اگر تم انکو دیکھتے تو سب کو دیوانہ سمجھتے اور اگر اُن کو یعنے
صحابہؓ کرام کو تمھاری حالت پر آگاہی ہوتی تو وہ تم مین سے کسی کو مسلمان نہ کہتے اس لیے
کہ وہ ایسے پیشوا تھے کہ گھوڑون پر سوار گئے اور مثل پرندون کے اُڑتے ہوئے اور مثل ہوا
کے تیز چلتے ہوے گئے اور ہم وہ لوگ ہین کہ ایسے گدھون پر سوار ہین کہ جنکی پیٹھین
زخمی ہین بس چلانے اور چلنے سے مجبور ہین۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک بدوی حضرت حسنؒ
کے پاس آیا اور سوال کیا کہ صبر کسکو کہتے ہین آپنے فرمایا کہ صبر دو طرح پر ہے ایک بلا اور مصیبت پر
اور دوسرے اُن چیزون پر کہ ہمکو خدا تعالی نے اُنسے منع فرمایا ہے اور جیسا کہ حق صبر کا ہے
آپنے بیان کیا اُس بدوی نے کہا کہ اے حضرت مینے آپکے مثل زاہد ہرگز نہین دیکھا ہے اور نہ
آپسے زیادہ کوئی صابر سنا ہے حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ اے بدوی میرا زہد تمامی خواہش اور رغبت
آخرت کے سبب سے ہے اور میرا صبر بے صبری کے سبب سے اُس بدوی نے کہا حضرت آپ اس بات کا
صاف صاف مطلب فرمائیے کیونکہ میرا دل متردد ہو گیا آپنے فرمایا کہ میرا صبر بلا اور مصیبت یا طاعت
الٰہی پر جو ہے وہ اپنے منھ سے بول رہا ہے کہ مین دوزخ کی آگ سے ڈر رہا ہون اور یہی کو جزع

کہتے ہیں اور میری پرہیزگاری و زہد جو اس دنیا میں ہے وہ آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور یہ عین حصہ طلبی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ صبر اس شخص کا قوی ہے کہ اپنے حصے پر راضی ہو اور آخرت کی نعمتوں کا آرزومند نہو تاکہ اسکا صبر خدا کے واسطے ہو نہ اپنے تن کے بچاؤ کے لیے عذاب دوزخ سے اور اسکا زہد خدا کے واسطے ہو نہ بہشت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے اور یہ علامت و نشان اخلاص کا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مرد کو علم چاہیے نافع اور عمل چاہیے کامل اور ساتھ اسکے اخلاص خالص اور قناعت پوری اور صبر جمیل اور جب یہ تینوں حاصل ہوں پھر میں نہیں جانتا کہ قیامت کے روز اسکے ساتھ کیا معاملہ کرینگے اور آپ نے فرمایا کہ بھیڑ آدمی سے زیادہ آگاہی رکھتی ہے اسلیے کہ چرواہے کی آواز اسکو چرنے سے باز رکھتی ہے اور آدمی خدا کا حکم اپنی مراد کے مقابلے میں ترک کرتا ہے اور فرمایا کہ بدوں کی ہمنشینی مرد کو بدگمان کرتی ہے نیکوں کی طرف سے اور فرمایا کہ اگر کوئی مجھے شراب پینے کو بلاوے تو میں بہتر زیادہ سمجھتا ہوں دنیا کی طلب سے اور فرمایا کہ معرفت وہ ہے کہ تو اپنے میں ذرہ بھر نفسانیت اور خصومت نپاوے اور فرمایا بہشت کہ جاودانی اور دائمی ہے ان چند روز کے عمل پر حاصل نہوگی بلکہ نیک نیتی سے حاصل ہوگی۔ اور فرمایا کہ جب بہشتی بہشت کی طرف دیکھینگے تو سات سو ہزار سال تک بیہوش ہو جاوینگے کیونکہ حق تعالی انپر تجلی کریگا اگر اسکے جلال کو دیکھینگے تو مست ہیبت ہونگے اور اگر اسکے جمال کو دیکھینگے تو غرق وحدت ہونگے اور فرمایا کہ فکر آدمی کے واسطے ایک ایسا آئینہ ہے کہ جسمیں برائیاں اور بھلائیاں اس کی اسکو نظر آتی ہیں اور فرمایا کہ جسکا کلام نصیحت آمیزی سے خالی ہے وہ بالکل شر و فساد ہے اور جسکی کہ خاموشی فکر کے خیال سے نہیں ہے وہ تمامی خواہش نفس اور غفلت ہے اور جو نظر نصیحت و عبرت لینے کے خیال سے نہیں ہے وہ تمامی لہو و بازی و ذلت ہے اور فرمایا کہ توریت میں ہے کہ جسنے قناعت کی خلق سے بے پروا و بے نیاز ہوا اور جسنے کہ لوگوں سے گوشۂ عزلت اختیار کیا سلامتی پائی اور جسنے کہ خواہش نفسانی کو پاؤں کے نیچے کیا آزاد ہوا اور جسنے کہ حسد کو ترک کیا اسپر دوستی و مودت ظاہر ہوئی اور جسنے کہ چند روز یعنی ایسی مدت الغرض کہ قلیل ہے صبر کیا بر خورداری

جاوید پائی اور فرمایا کہ عقلمند ہمیشہ خاموشی کی عادت کرتے ہین یہانتک کہ اسکی برکت سے اُنکے دل گویا و ناطق ہو جاتے ہین پس اسکا اثر زبان پر پڑتا ہے اور فرمایا کہ ورع و پرہیزگاری کے تین درجے ہین ایک وہ کہ بات نہ کہے مگر راست و حق خواہ غضب مین ہو خواہ خوشنودی مین دوسرے وہ کہ اپنے تمام اعضا کو نگاہ رکھے ہر چیز سے کہ خدا کا غصہ اسمین ہو تیسرے وہ کہ اسکا قصد و ارادہ ایسی چیز کیطرف ہو کہ خدای تعالی نے اپنی مرضی اسمین ظاہر کی ہو اور فرمایا کہ ذرہ بھر پرہیزگاری و ورع ہزار سال کے نماز و روزے سے بہتر ہوا اور پھر فرمایا کہ اعمال مین سب سے زیادہ بزرگ فکر اور ورع و پرہیزگاری ہو اور فرمایا کہ اگر مین جان جاتا کہ مجھ مین نفاق و دوروئی نہین ہو تو اپنی ذات کو ہر چیز سے کہ روی زمین مین ہو زیادہ دوست رکھتا اور فرمایا کہ ظاہر اور باطن کا خلاف نفاق و دوروئی ہی سے ہو اور فرمایا کہ کوئی مومن و ایماندار گذری ہو ون سو ایسا نہین ہوا ہو اور نہو گا کہ اپنے اوپر نہ کانپتا ہوا اس خوف سے کہ ایسا ہو کہ مین منافق ہون اور فرمایا جو شخص کہتا ہو مین مومن و ایماندار ہون خدا کی قسم وہ مومن نہین مین یقیناً کہتا ہون اور فرمایا کہ مومن وہ ہو کہ اسمین آہستگی ہو وقار اور جب کوئی نہو وے جو کچھ عبادت و ریاضت کہ کر سکے کرے اور تنہائی مین جو کچھ کہ زیادہ آدمی کے اور فرمایا کہ تین شخصون کی غیبت منع نہین ہو صاحب حرص و ہوا کی اور فاسق کی اور ظالم بادشاہ و پیشوا کی اور فرمایا کہ غیبت کا کفارہ استغفار کافی ہو اگر تو چاہتا ہے کہ چھٹکارا ہو اور فرمایا کہ بیچارہ آدمی راضی ہوا ہو ایسے مکان اور سرا سے پر کہ جسکے حلال کا حساب دینا ہوگا۔ اور جسکے حرام کا عذاب سہنا ہوگا اور فرمایا کہ آدمی اگرچہ کسی حال مین ہو لیکن دنیا سے جدائی کے وقت تین حسرتون کے ساتھ جدا ہوتا ہو ایک وہ کہ اسودہ نہوا تھا جمع کرنے سے دوسرے وہ کہ وہ چیز حاصل نہین کی تھی جسکا آرزومند و امیدوار تھا تیسرے وہ کہ سامان تیار نہین کیا تھا اس راستے کا جو اُسکے درپیش تھا ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص جانکنی مین ہو آپنے فرمایا کہ تو ایسا مت کہہ کیونکہ وہ ستر برس ہو جانکندنی اور حالت نزع مین ہے اب اس جانکنی سے چھوٹ جائیگا اور فرمایا کہ ہلکا بوجھ رکھنے والون یعنی نکو کار جو دنیا سے کچھ

دلبستگی نہ رکھتے تھے اُن یارون نے نجات پائی اور بھاری بوجھ رکھنے والے دُنیا دار ہلاک ہوئے
اور فرمایا کہ حق تعالیٰ ایسے لوگونکو بخشے کہ جنکے خیال مین دُنیا امانت تھی یعنی نعمتو نپر دُنیا کی نازان
نہ تھے کیونکہ اُسکو امانت سمجھتے تھے اور امانت کو واپس دیا اور سبکبار گئے اور فرمایا کہ میرے نزدیک
عاقل اور دانا وہ ہے کہ دُنیا کو اُجاڑا کرتا ہے اور اُسکے ویرانے مین آخرت کی عمارت تعمیر کرتا ہے اور
فرمایا کہ جسنے خدا کو پہچانا وہ اُسکو دوست رکھتا ہے اور جسنے کہ دُنیا کو پہچانا وہ اُسکو دشمن سمجھتا ہے
اور فرمایا کہ کوئی سرکش جانور دُنیا مین تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام کے لائق نہین ہے اور فرمایا اگر تو
چاہتا ہے کہ دُنیا کو دیکھے کہ تیرے بعد کسطرح ہوگی تو دیکھ لے کہ دوسرونکی موت کے بعد کسطرح ہے
اور فرمایا کہ خدا کی قسم لوگون نے نہین پوجا بُتون کو مگر دُنیا کی محبت و دوستی ہین اور فرمایا جو لوگ
کہ تمسے پہلے تھے اُنھون نے اُس کتاب کی قدر و مرتبہ جانا جو خدای تعالیٰ سے اُنکو پہونچی تھی کہ رات کو
اُسکے مطالب پر غور کرتے تھے اور دن کو اُسپر عمل کرتے تھے اور تمنے اُسکو درست کیا اور
عمل کرنا اُسپر چھوڑ دیا اور حالانکہ تمنے اُسکے اعراب زیر و زبر و پیش اور حروف درست کیے ہین
اور پھر دُنیا کی کتاب کی درستی مین مشغول ہو اور فرمایا کہ خدا کی قسم کہ چاندی اور سونے کو
کوئی شخص عزیز نہین رکھتا کہ خدای تعالیٰ اُسکو ذلیل و خوار نہین کرتا اور فرمایا کہ جس احمق نے کہ
لوگونکو اپنا پیرو دیکھا اور خیال کیا کہ مین پیشوائے قوم ہون اُسکا دل درست نہ رہا
یعنے گمراہ ہوگیا اور فرمایا کہ جس بات کی تو کسیکو نصیحت کرنا چاہے چاہیے کہ پہلے خود اُس پر
عمل کرے اور فرمایا جو شخص کہ لوگونکا ذکر تیرے آگے کرتا ہے تیری باتین بھی ضرور لوگون کے
پاس لیجائیگا اور فرمایا کہ دینی بھائی ہمکو بیوی اور بچون سے زیادہ عزیز ہین اسلیے کہ وہ
دین کے یار ہین اور بیوی بچے دُنیا کے یار اور دین کے دشمن اور فرمایا آدمی جو کچھ اپنے
اور اپنی مان باپ کے کھانے کپڑے مین خرچ کرتا ہے اُسکا حساب دینا ہوگا مگر جو کھانا کہ
مہمانون اور دوستون کے آگے رکھتا ہے اُسکا حساب نہوگا اور فرمایا کہ جس نماز مین کہ دل حاضر
نہین ہوتا وہ نماز عذاب سے ملی ہوئی ہے لوگون نے کہا کہ خشوع کیا ہے آپنے فرمایا کہ خوف

جو ہر دم دل میں جاگیر ہو لوگوں نے کہا ایک مرد ہے کہ وہ بیس برس سے جماعت کی نماز میں نہیں آیا ہے
اور کسی سے ملتا جلتا نہیں ہے حضرت حسنؒ اسکے پاس گئے اور فرمایا کہ اے فلاں تو نماز میں کیوں نہیں آتا
اور لوگوں سے نہیں ملتا جلتا اُسنے کہا کہ آپ مجھے معاف فرمائیں کہ میں مشغول ہوں آپ نے فرمایا
کس کام میں اُسنے کہا میں کوئی سانس نہیں لیتا کہ ایک نعمت اس سے مجھکو حاصل نہیں ہوتی اور کوئی
نافرمانی مجھ سے ظہور میں نہیں آتی کہ میں اس نعمت کے شکر اور اس نافرمانی کے عذر میں مشغول
ہوں حضرت حسنؒ نے کہا اسیطرح کرتا رہ کیونکہ تو مجھ سے بہتر ہے لوگوں نے پوچھا کہ کسی وقت
کبھی آپ کو خوشی بھی حاصل ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک روز جب میں کوٹھے پر تھا تو ایک پڑوسن
اپنے خاوند سے کہتی تھی کہ پچاس برس کے قریب ہوئے کہ میں تیرے گھر میں ہوں اس مدت میں اگر
کوئی چیز ہوئی تو اور اگر نہ ہوئی تو میں نے صبر کیا جاڑے میں بھی اور گرمی میں بھی اور میں نے
زیادہ طلبی تجھ سے نہیں کی اور تیرے نام و نمود کا خیال رکھا اور تیری شکایت کسی سے نہیں کی لیکن میں
اس بات پر ہرگز راضی نہ ہونگی کہ تو میرے سر پر دوسری بیوی اختیار کرے اور یہ سب مصیبتیں میں نے
اسلیے اٹھائی ہیں کہ میں تجھکو دیکھوں اور تو مجھکو نہ اسلیے کہ تو دوسری کسی عورت کو دیکھے اور
آج کے روز کہ تو دوسری عورت کیطرف توجہ کرتا ہے اب میں مسلمانوں کے امام کا دامن پکڑ کر تیری
شکایت اس سے کرونگی حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر بڑی خوشی ہوئی اور آنسو میری
آنکھوں سے بہنے لگے میں نے قرآن میں تلاش کیا کہ کوئی آیت اس امر کی مطابقت کے لیے پاؤں میں نے
یہ آیت پائی۔ آیہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی تیری
ساری خطائیں معاف کرونگا لیکن اگر تو گوشہ خاطر کو دوسرے کی طرف میل و توجہ کرے گا
ہرگز نہ معاف کرونگا نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت حسنؒ سے پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں
آپ نے فرمایا ان لوگوں کی حالت کیسی ہوگی کہ دریا میں ہوں اور کشتی ٹوٹ جائے
اور ہر شخص تختے کے ٹکڑے پر بیچارہ رہ جائے اُسنے کہا کہ ایک سخت حالت ہوگی آپ نے فرمایا
کہ میری حالت ایسی ہی ہے نقل ہے کہ حضرت حسنؒ عید کے روز ایک ایسی جماعت پر

کر ہنس رہی تھی اور کھیل کود کر رہی تھی گذرے آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسے لوگوں سے تعجب آتا ہے کہ ہنستے ہیں اور انکو اپنے حال کی حقیقت کی خبر نہیں نقل ہے کہ حضرت حسنؒ نے ایک شخص کو قبرستان میں روٹی کھاتے دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ شخص منافق ہے لوگوں نے کہا آپ کسطرح یہ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی ان مُردوں کے آگے خواہش نفس جنبش کرے تو تم یہی سمجھو کہ وہ موت اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ہرگز نہیں رکھتا اور یہی علامت منافقوں کی ہے نقل ہے کہ حضرت حسنؒ مناجات میں کہتے تھے الٰہی تو نے مجھکو نعمت دی میں نے شکر نہیں کیا تو نے بلا بھیجی میں نے صبر نہیں کیا اس سبب سے کہ میں نے شکر نہیں کیا تو نے اپنی دی ہوئی نعمت واپس نہ کی اور اس سبب سے کہ میں نے صبر نہیں کیا تو نے بلا کو ہمیشہ کے واسطے مجھپر مسلط نہیں کیا الٰہی تجھ سے سوائے کرم و فضل کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ جب حضرت حسنؒ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ ہنسے حالانکہ کبھی کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا تھا اور فرمایا کہ کونسا گناہ کونسا گناہ اور جان بحق ہوئے ایک بزرگ نے بعد وفات کے آپ کو خواب میں دیکھا کہا کہ آپ زندگی کی حالت میں کبھی نہ ہنسے جان کنی کے وقت ہنسنے کا کیا سبب تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک آواز سُنی کہ ای ملک الموت سختی کر کہ ابھی اُسکا ایک گناہ باقی ہے مجھے اس خوشی سے ہنسی آئی اور میں نے پوچھا کہ کونسا گناہ اور جان دیدی اور کسی بزرگ نے اُسی رات کہ آپ نے وفات کی آپ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھُلے تھے اور منادی آواز لگا رہا تھا کہ حسن بصری خدا کے پاس پہونچا اور خدا اُس سے راضی ہوا۔

چوتھا باب مالک دینار کے ذکر میں اللہ کی رحمت اُنپر ہو

حضرت مالک دینارؒ کہ جنکو اگر سراپا ہدایت اور متوکل و لایت اور راستبازوں کا پیشوا اور دین کی

راہ کا پیشرو اور خدا پرستون اور عارفون کا بادشاہ کہا جاے تو بجا ہی حضرت حسن بصری کی ہم زمانہ اور ان بزرگون صوفیون کی جماعت مین تھے اور آپ کی پیدائش اپنے باپ کے غلامی کے زمانے مین ہوئی اگرچہ آپ غلام زادے تھے لیکن دونون جہان سے آزاد تھے آپ کی کرامتین مشہور اور آپ کی ریاضتین مذکور اور آپ کے والد کا نام دینار تھا بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت مالک کشتی مین سوار تھے جب کشتی دریا کے بیچون بیچ مین پہونچی تو ملاحون نے کرایہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ میری پاس کرایہ نہین ہی ملاحون نے اسقدر آپ کو مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے جب پھر ہوش مین آئے تو کرایہ مانگنے لگے اور دوسری بار آپ کو پھر مارا اور کہا کہ ہم آپ کا پاؤن پکڑ کر دریا مین ڈالدینگے قدرت خدا سے دریا کی مچھلیان پانی کے سطح پر نمودار ہوئین اور ہر ایک کے منھ مین ایک دینار تھا حضرت مالک نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مچھلی سے دینار لیکر ملاحون کو دیا جب انھون نے یہ دیکھا تو آپ کے پاؤن پر گر پڑے آپ نے قدم کشتی سے باہر رکھا اور دریا کی سطح پر روانہ ہوئے اور لوگون کی نظر سے گم ہوگئے اسی سبب سے لوگون نے آپ کا نام مالک دینار رکھا اور آپ کی توبہ کا سبب یہ لکھا ہی کہ آپ بہت خوبصورت اور مالدار تھے اور دمشق مین قیام فرماتے تھے آپ جامع مسجد دمشق مین جسکو حضرت معاویہ نے تیار کرایا تھا اور بہت کچھ اس مسجد کے نام وقف کیا تھا اکثر اعتکاف فرماتے تھے ایک بار آپ کے دل مین یہ طمع پیدا ہوئی کہ ایسا کام کیجیے جسکے سبب سے لوگ اس مسجد کا متولی مجھکو کر دلوین اور یہ تمام مال میرا ہو جاے اس خیال سے آپ نے اعتکاف پر اعتکاف کرنا شروع کیا اور برابر ایکسال تک نماز مین مشغول رہے حتی کہ جب کوئی شخص آتا آپ کو نماز مین پاتا لیکن آپ اپنے دل مین کہا کرتے تھے کہ تو منافق ہوگیا ہی اتفاق سے آپ بعد ایکسال کے ایکبار سیر و تماشے کو مسجد سے باہر نکلے غیب سے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہی کہ اے مالک تجھے کیا ہوگیا ہی کہ تو توبہ نہین کرتا ہی جب آپ نے یہ آواز سنی تو حیران و پریشان مسجد مین واپس آئے اور اپنے دل مین کہا کہ پورا ایکسال ہوگیا کہ مین نے خدا کی عبادت ریا اور نفاق سے کی اب بہتری اسمین ہی کہ اخلاص سے عبادت کرون اور خدا سے شرم کرون پھر آپ فرماتے ہین کہ اسی رات کو مین نے صاف دل سے عبادت کی دوسرے روز کیا دیکھتا ہون

کہ لوگ اس مسجد کے دروازہ پر اکٹھا ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مسجد کے چھجے کا دروازہ بگڑ گئے ہوئی ہیں مناسب ہے کہ ایک شخص کو اس مسجد کا متولی بنا کر اہتمام مسجد اسکے ذمہ کیا جاوے پھر سب نے آپس میں اتفاق کرکے کہا کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص مالکؒ سے زیادہ لائق نہیں ہے پس اُسی کو متولی بنانا چاہیے یہ کہکر سب تیرے پاس آئے میں نماز میں تھا ٹھہرے رہے جبکہ میں نماز سے فارغ ہوا تو کہنے لگے کہ ہم سب آپکے پاس اسواسطے آئے ہیں کہ آپ ہم سب کے کہنے سے اس مسجد کی تولیت قبول فرما دیں جب میں نے یہ سُنا تو کہا الٰہی میں نے تیری برابر ایک سال ریا سے عبادت کی کسی شخص نے میری طرف نظر بھر کر بھی نہ دیکھا اب کہ میں دل سے تیری طرف متوجہ ہوا اور اپنے اعتقاد کو درست کیا کہ بعد اسکے طمع نہ کرونگا تو تُو نے بیس شخصوں کو بھیجا کہ اس کام کی سند ملی میری گردن میں ڈالیں اے خدا تیری عزت کی قسم ہے کہ اب تو میں ہرگز اسکا متولی نہ ہونگا لوگ کہتے ہیں کہ آپنے یہ کلمات کہ اوپر مذکور ہوئے فرمائے اور مسجد سے باہر نکل آئے اور اپنے خدا کی عبادت میں متوجہ ہوئے اور ریاضت اور مجاہدہ کرنے لگے کہتے ہیں کہ شہر بصرہ میں ایک دولتمند تھا جب وہ مر گیا تو اُس سے بہت کچھ مال رہا اسکی ایک بیٹی بہت خوبصورت تھی اپنے باپ کے مال کی وارثہ ہوئی ایکبار ثابت بنانیؒ کے پاس وہ لڑکی آئی اور کہا میں چاہتی ہوں کہ میری شادی مالک دینارؒ کے ساتھ ہو جاوے تا کہ مجھے عبادت خدا اور دوسرے دینی کاروں میں اُن سے مدد ملے ثابتؒ نے مالکؒ سے کہا حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے دُنیا کو تین طلاقیں دی ہیں اور عورت بھی دُنیا ہے پس بتائیے کہ جسکو تین طلاقیں دے چکا ہوں اُس سے نکاح کیسے جائز ہو سکتا ہے نقل ہے کہ حضرت مالکؒ ایک روز ایک دیوار کے سایہ میں سوتے تھے لوگوں نے دیکھا کہ ایک سانپ نرگس کی شاخ منھ میں لیے تھا اور آپ کو ہوا کر رہا تھا نقل ہے کہ حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ کئی سال میں یہی آرزو میں رہا کہ جہاد کو جاؤں جب ایسا موقع آیا کہ جاؤں تو جنگ کے روز مجھے تپ آ گئی اور ایسی شدت سے ہوئی کہ میں جا نہ سکا میں رنج و غم میں یہ کہتا ہوا سو گیا کہ اے مالک اگر تیری خدا کے نزدیک کچھ بھی قدر و منزلت ہوتی تو تجھے یہ تپ نہ آتی میں نے سونے کی ہی حالت میں یہ آواز سُنی کہ ایک ہاتف غیب کہتا ہے

کہ اگر تو آج کے روز جنگ کرتا تو ضرور پکڑا جاتا اور جب پکڑا جاتا تو وہ لوگ تجھکو سور کا گوشت
کھانے کو دیتے اور جب تو سور کا گوشت کھاتا تو وے لوگ تجھکو بے دین بناتے یہ توبہ
تیرے لیے ایک بڑا بھاری تحفہ ہے حضرت مالکؒ کہتے ہیں کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو
خدا کا شکر کیا میں نے نقل ہے کہ ایکبار حضرت مالکؒ کا ایک دہریہ کے ساتھ مباحثہ ہوا گفتگو
بڑھ گئی اور ان دونوں میں ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں حق پر ہوں آخر کار دونوں طرف کے
لوگوں نے اتفاق کر کے کہا کہ ان دونوں کا ایک ایک ہاتھ باہم ملا کر باندھو اور آگ میں کرو جسکا
ہاتھ جل جائے جانو کہ باطل و دروغ گو تھا ایسا ہی کیا خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ دونوں میں سے
کسی کا ہاتھ نہ جلا بلکہ آگ سرد ہو گئی لوگوں نے کہا کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حق پر ہیں
حضرت مالکؒ رنجیدہ خاطر اپنے گھر کو گئے اور جا کر منھ خاک پر رکھا اور مناجات کی کہ الٰہی میں نے
ستر برس تیری عبادت کی اور تو نے آخر کار مجھکو ایک دہریہ کے برابر کر دیا غیب سے آواز آئی
کہ تجھے خبر نہیں ہے کہ تیرے ہی ہاتھ نے دہریے کے ہاتھ کی مدد کی اگر فقط دہریہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا
تو ضرور تھا کہ جل جاتا۔ نقل ہے کہ مالکؒ کہتے ہیں کہ میں ایک بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ میں خود
اپنی زندگی سے مایوس و نا امید ہو گیا جب کہ میں کچھ تندرست ہوا تو مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی
میں بڑی ہی کوشش سے بازار میں گیا اتفاق سے شہر کے سردار کی سواری آ پہونچی نقیب
و چوبدار چلانے لگے کہ ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ چونکہ مجھ میں طاقت نہ تھی آہستہ آہستہ چلتا تھا ایک
چوبدار نے میرے کوڑا مارا میں نے کہا کہ اللہ کرے تیرے ہاتھ کٹ جائیں دوسرے روز میں نے اس مرد کو
دیکھا کہ دونوں ہاتھ کٹا شہر کے چوراہے میں پڑا ہے۔ نقل ہے کہ ایک بڑا شورہ پشت جوان
حضرت مالکؒ کے پڑوس میں رہتا تھا حضرت مالکؒ ہمیشہ اس سے ناخوش رہتے تھے مگر
اسکو کچھ نہیں فرماتے تھے اس خیال سے کہ اگر کوئی اسکی شکایت کرے تو اس جوان کو تنبیہ و
تادیب کروں ایکبار ایک جماعت اس جوان کے ظلم سے تنگ ہو کر آپکے پاس اسکی شکایت لائی
حضرت مالکؒ اٹھکر اسکے پاس گئے وہ جوان نہایت ہی سرکش اور بے باک تھا

حضرت مالکؒ سے کہنے لگا کہ آپ نہیں جانتے کہ میں ملازم شاہی ہوں اور کسیکو یہ قدرت نہیں ہے کہ مجھکو میرے
کام سے باز رکھ سکے حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ میں بادشاہ سے جا کر کہونگا اُس جوان نے کہا کہ بادشاہ میری
مرضی کے خلاف نہیں کرتا ہے اور میری ہر گفتار و کردار کو پسند فرماتا ہے حضرت مالکؒ نے کہا کہ اچھا اگر میں
بادشاہ سے تیری شکایت نہیں کر سکتا تو رحمٰن سے تو کر سکتا ہوں اُس جوان نے کہا کہ وہ خدا ایسا کریم و
رحیم ہے کہ ہرگز میری گرفت نکریگا حضرت مالکؒ لاجواب ہوکر باہر تشریف لائے اسپر چند روز اور
گذرے کہ اُس جوان کا شر و فساد حد سے گذر گیا دوسری بار لوگ شکایت کو آئے حضرت مالکؒ
نے ارادہ کیا کہ اُس جوان کو ادب دیں آپ چلے راہ میں جا رہے تھے کہ ایک آواز سُنی کہ دیکھو
ہمارے دوست کے آزار کے درپے مت ہو حضرت مالکؒ کو تعجب ہوا آپ اُس جوان کے پاس گئے جوان
نے جب آپکو دیکھا تو کہا کہ پھر آئے حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ میں اس مرتبہ اسلیے آیا ہوں تاکہ تجھکو
خبر کردوں کہ میں نے ایک آواز ایسی سُنی ہے جوان نے جب یہ بات سُنی تو کہنے لگا کہ اگر اب یہی
بات ہے تو اچھا جو کچھ میرے پاس ہے سب اُسکے واسطے خیرات کرونگا اور جو کچھ کہ اُسکے پاس مال
اور جائداد تھی سب خیرات کردی اور خود چل دیا اور پھر کسی نے اُسکو نہ دیکھا حضرت مالکؒ کہتے ہیں
کہ تھوڑے مدت کے بعد اُسکو مکے میں اس صورت پر دیکھا کہ سوکھ کر مثل تنکے کے تھا اور جان
لبوں پر تھی اور کہہ رہا تھا کہ اُسنے فرمایا ہے کہ ہمارا دوست ہے پس میں قربان ہوں دوست پر اور
طالب ہوں اُسکا کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ دوست کی مرضی و خوشنودی
اُسکی عبادت و فرمانبرداری میں ہے پس میں توبہ کرتا ہوں کہ کبھی اُسکے حکم کے خلاف نہ کرونگا
یہ کلمے کہے اور سرد ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت مالکؒ نے ایک گھر ایک یہودی کے
پڑوس میں کرایہ پر لیا حضرت مالکؒ کا حجرہ اُس یہودی کے مکان کے دروازے پر تھا
اُس یہودی نے ایک پرنالا بنا یا تھا اور ہمیشہ نجاست حضرت مالکؒ کے گھر میں اُس پرنالے
کی راہ سے پھینکا کرتا تھا اور آپ کی جای نماز کو ناپاک کرتا تھا اُسنے مدت تک ایسا ہی کیا اور
حضرت مالکؒ نے کسی سے نہ کہا ایک روز وہ یہودی آیا اور کہا کہ اے حضرت آپکو میرے پرنالے

سے کچھ تکلیف تو نہین ہی آپنے فرمایا کہ ہی لیکن مینے ایک تغاری اور ایک جھاڑو رکھ چھوڑی ہے
ہین جو نجاست کہ گرتی ہی اسکو جھاڑ ڈالتا ہون اور پانی سے دھو ڈالتا ہون آخر کہا کہ آپ اسقدر
تکلیف اپنے اوپر کیون گوارا کرتے ہین اور یہ غم و غصہ کیون کھاتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہمارے
خدای تعالی کا حکم یون ہی ہی کہ فرمایا ہے جو لوگ کہ غم کھاتے ہین اور غصے کو پیتے ہین اور
لوگون کی خطائین معاف کرتے ہین ہم انکو ثواب دینگے۔ یہودی نے کہا کہ آپ کا دین عجب پسندیدہ
دین ہی کہ خدا کی دوستی کے لیے دشمن کا رنج یون کھینچین اور فریاد نہ کرین اور اس حد تک صبر
کرین اور اسی وقت وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ نقل ہے کہ سالہا سال گذر جاتے تھے
کہ حضرت مالک کوئی ترشی یا شیرینی نہ کھاتے تھے ہر رات کو نانبائی کی دوکان پر جاتے
اور روٹی خرید کر روزہ افطار فرماتے اور روٹی ہی کی گرمی کو سالن یا لگاون خیال کرتے اور
اسی سے سیر ہو جاتے ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور آپکے دل مین گوشت کی آرزو پیدا ہوئی
آپنے صبر کیا جبکہ نہایت درجے چاہا کہ گوشت کھائین تو آپ ایک کلہ فروش کی دوکان پر گئے
اور تین پارچے خرید کیے اور آستین مین رکھ لیے اور چل دیے کلہ فروش نے اپنے شاگرد سے کہا
کہ آپکے پیچھے جا کر دیکھ کہ مالک ان پارچون کو کیا کرتے ہین شاگرد روانہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد
روتا ہوا آیا اور کہا کہ وہ چلتے چلتے ایک سنسان مقام پر پہونچے اُن پارچون کو آستین سے نکالا
اور تین بار سونگھا اور فرمایا کہ اے نفس اس سے زیادہ تیرا حصہ نہین ہی پھر وہ روٹی اور پارچے
ایک فقیر کو دیدیے اور فرمایا کہ اے میرے کمزور تن یہ تکلیف و رنج کہ مین تجھپر رکھتا ہون تو
ایسا خیال نہ کیجیو کہ دشمنی کے سبب سے ہی بلکہ اسلیے ہی کہ تو چند روز صبر کر شاید کہ اس صبر کی برکت
سے یہ رنج و تکلیف بسر ہو جاوے اور تو ایسی نعمت پاوے کہ جسکو کبھی زوال و نیستی نہو اور پھر فرمایا
کہ مین نہین جانتا کہ اس بات کا مطلب کیا ہی کہ کہا ہے کہ جو شخص چالیس روز گوشت
نہین کھاتا اسکی عقل مین نقصان آجاتا ہی اور حالانکہ مین نے بیس برس سے گوشت
نہین کھایا اور میری عقل روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ نقل ہے کہ حضرت مالک

چالیس برس تک بصرہ میں رہے اور کھجور نہ کھائی جب آپ کھجوروں کے پاس پہونچتے فرماتے کہ اے اہل بصرہ دیکھو میرا پیٹ کھجور نہ کھانے کے سبب سے گھٹ نہیں گیا ہے اور تم کہ ہر روز کھجوریں کھاتے ہو تمھارا پیٹ بڑھ نہیں گیا ہے جب چالیس برس گذر گئے تو اُن کا دل کھجور کھانے کو بہت للچایا اور آپ نفس کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے نفس میں ہرگز تیری یہ آرزو پوری نہ کرونگا یہاں تک کہ ایک رات کو آپ کو خواب میں ارشاد ہوا کہ کھجوریں کھا اور نفس سے قید کو دور کر جب آپ نے خواب میں یہ سنا تو نفس فریاد کرنے لگا حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ اے نفس اگر تو ایک ہفتے تک ایسے روزے رکھے کہ جس میں دن و رات دونوں میں نہ کھاوے اور رات کو خدا کی عبادت میں بسر کرے تو میں تیری یہ آرزو پوری کرونگا پس نفس نے موافقت کی اور روزے رکھے بعد تمام ہونے کے حضرت مالکؒ نے کھجوریں خریدیں اور ایک مسجد میں گئے تاکہ کھاویں ایک لڑکے نے اپنے باپ کو پکار کر کہا کہ اے باپ ایک یہودی کھجوریں خرید کر مسجد میں کھانے کے لیے گھسا ہے اُسکے باپ نے کہا کہ یہودی کا مسجد میں کیا کام اور ایک لاٹھی لیکر آیا جب بغور دیکھا تو پہچانا کہ مالکؒ ہیں آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ اے خواجہ معاف فرمائیے کیونکہ ہمارے محلے میں دن کو یہودیوں کے سوا کوئی شخص کچھ نہیں کھاتا اور ہر ایک شخص روزہ رکھتا ہے لڑکے نے آپ کو نادانی کی وجہ سے نہیں پہچانا آپ ہم اسکو معاف فرمائیے حضرت مالکؒ نے جب یہ بات سُنی تو ایک طرح کا جوش و خروش آپ کی جان میں پیدا ہوا اور آپ نے فرمایا کہ بیشک لڑکے کی زبان غیبی زبان ہے اور فرمایا کہ اے خداوندا آپ نے میرا نام بغیر کھجوریں کھائے ایک بیگناہ کی زبان پر یہودی جاری کیا اگر میں کھاؤنگا تو تو ضرور میرا کوئی ایسا نام رکھے گا کہ جو کفر سے بھی بڑھکر ہو بس اے خدا تیری عزت و بزرگی کی قسم ہے کہ میں ہرگز نہ کھاؤنگا نقل ہے کہ ایک رات بڑی آگ شہر بصرہ میں لگی حضرت مالکؒ اپنی لاٹھی اور جوتیاں اُٹھا کر بالاخانے پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھنے لگے اور لوگ رنج و مصیبت میں مبتلا تھے بعض جل رہے تھے اور بعض کود پھاند رہے تھے اور بعضے اپنا اسباب نکال رہے تھے حضرت مالکؒ نے فرمایا کہ نَجَا الْمُخِفُّوْنَ

وہلک المثقلون یعنے ہلکے پھلکوں نے نجات پائی اور بوجھل ہلاک ہوگئے۔ اور ایسا ہی قیامت کو ہوگا۔ نقل ہے کہ ایک روز مالکؒ ایک بیمار کی بیمار پرسی کو گئے آپ فرماتے ہین کہ مینے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی موت کا وقت قریب ہے مینے کلمۂ شہادت اُسکو تلقین کیا ہر چند کوشش کی لیکن وہ سوائے اِسکے اور کچھ نہ کہتا تھا کہ دس گیارہ۔ پھر کہنے لگا کہ اے شیخ میری آنکھون کے سامنے ایک آگ کا پہاڑ ہے جبکہ مین یہ چاہتا ہون کہ کلمۂ شہادت پڑھون آگ مجھے پکڑنے کو دوڑتی ہے آپ فرماتے ہین کہ مینے پوچھا کہ اُسکا عمل کیا تھا لوگون نے کہا کہ یہ شخص بیاج بھی کھاتا تھا اور ناپ تول مین بھی کمی کرتا تھا اور جعفرؒ بن سلیمان نے نقل کی ہے کہ مین مالکؒ کے ساتھ مکۂ معظمہ مین تھا جب کہ آپ نے لبیک اللھم لبیک شروع کی تو بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش مین آگئے تو مین نے بیہوش ہوجانے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف غالب ہوا کہ ایسا نہو کہ اُسکے جواب مین ندا آوے لا لبیک نقل ہے کہ جب مالکؒ ایاک نعبد و ایاک نستعین جسکے معنے ہین کہ ای پروردگار مین خاص تیری ہی عبادت کرتا ہون اور تجھی سے مدد چاہتا ہون پڑھتے تو بیقرار ہوکر روتے پھر فرماتے کہ اگر یہ آیت کلام مجید کی اور سورۂ فاتحہ مین نہوتی تو مین ہرگز نہ پڑھتا یعنے ہم کہتے ہین کہ تجھکو ہم پرستش کرتے ہین اور حالانکہ اپنے نفس کو پوج رہے ہین اور ہم کہتے ہین کہ تجھ سے مدد چاہتے ہین اور حالانکہ ہم اِسکے اُسکے دروازے پر جاتے ہین اور دوسرے لوگون کا شکر یا شکایت کرتے ہین نقل ہے کہ حضرت مالکؒ ساری رات جاگتے رہتے تھے آپ کی ایک صاحبزادی تھی ایک رات کہنے لگی کہ آخر ای باپ تھوڑی دیر تو آرام کرو آپنے فرمایا کہ ای جان پدر تیرا باپ غضب الٰہی کے چھاپے دتاخت سے ڈرتا ہے اور کبھی فرمایا کہ مین اس سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو کہ دولتِ سعادت ظہور کرے اور مجھے سوتا پاوے لوگون نے پوچھا کہ یہ بات کسطرح پر ہے آپنے فرمایا کہ مین خدای تعالی کی نعمت کھاتا ہون اور شیطان کی فرمانبرداری کرتا ہون اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازہ پر ندا کرے

کہ تم سب مین بدتر کون ہی باہر نکلے تو ضرور ہی کہ کوئی سوای میرے باہر نہ نکلیگا عبداللہ بن مبارک رحمہ نے
جب یہ بات سنی تو کہا کہ مالک کی بزرگی اسی بات سے ہی اور اس امر کی سچائی و صداقت کے بارے مین
نقل کی ہی کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت مالکؒ کو کہا کہ ای ریاکار آپ نے کہا کہ بیس برس ہو گئے
کہ کسی نے مجھے میری نام سے نہین پکارا لیکن آفرین ہو تجھپر کہ تو نے خوب جانا کہ مین کون ہون اور فرمایا
کہ جب سے مینے عادت مخلوق کو پہچانا ہی مجھے کچھ اسکی پروا نہی کہ کوئی میری تعریف کری یا برائی کرے
اسلیے کہ نہین دیکھا مینے کوئی تعریف کرنے والا مگر زیادہ گو اور مفرط۔ اور نہین دیکھا مینے کوئی برائی کرنیوالا
مگر اُسکو اسی مفرط اور مفرط کے معنی ہین حد سے بڑھنے والا یعنے جسکو دیکھا مبالغہ کرتے دیکھا۔ اور فرمایا کہ جو کچھ
تو چاہی لے مگر اسقدر کہ قیامت کے روز اُسکا حساب نہو۔ اور فرمایا کہ ایسے مصاحب کی صحبت سے پرہیز کر
جس سے تجھے فائدہ آخرت کا نہو۔ اور فرمایا کہ اہلِ زمانہ دنیا دارون کی دوستی بازاری فالودے کے
مثل ہے کہ خوشرنگ و بدمزہ ہوتا ہی اور فرمایا کہ اس سحر کرنے والی یعنے دنیا سے پرہیز کرو اسلیے
کہ اسنے عالمونکو اپنے تابع کیا ہی۔ اور فرمایا کہ جو شخص لوگون کے ساتھ بات کرنا بہت پسند کرتا ہی
بہ نسبت خدا کی یاد اور مناجات کے اُسکا علم تھوڑا اور اُسکا دل اندھا اور اُسکی عمر برباد۔ اور فرمایا
کہ میری نزدیک سب سے بہتر عمل اخلاص ہے۔ اور فرمایا کہ خدای تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو
وحی کی کہ لوہے کی نعلین اور عصا تیار کر اور زمین کی سطح پر چل اور نئی ظاہر ہونیوالی چیزون اور
عبرت سے بھری اشیا کو تلاش کر اور ہماری نعمتون اور حکمتون کا نظارہ کر یہان تک کہ وہ نعلین
گھس جاوین اور اُس عصا کے ٹکڑے ہو جاوین مطلب اسکا یہ ہی کہ صبر کرنا چاہی جیسا کہ وارد ہے
تحقیق دین روشن و سہل ہے پس مشغول ہو اسمین نرمی و آہستگی کے ساتھ اور فرمایا کہ توریت مین
آیا ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی مینے تمکو اپنا مشتاق بنایا لیکن تم مشتاق نہ بنے اور مینے گیت سنائے
لیکن تم ناچنے والے نہوئے۔ اور فرمایا کہ مینے بعض آسمانی کتابون مین پڑھا ہی کہ حق تعالی نے
اُمت محمدیہ کو دو چیزین دی ہین کہ نہ جبرئیل ع کو دین اور نہ میکائیل ع کو۔ ایک تو یہ ہے کہ فرمایا
فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ یعنے جب تم یاد کرتے ہو مجھکو مین یاد کرتا ہون تمکو۔ دوسرے وہ کہ

اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنے جب تم مجھکو پکارتے ہو مین جواب دیتا ہون اور تمھاری دعا کو مستجاب فرماتا ہون۔ آور آپنے فرمایا کہ مینے توریت مین پڑھا ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے صدیقو تم میرے ذکر سے دنیا مین چین سے بسر کرو اسلیے کہ میرا ذکر دنیا مین ایک بڑی نعمت ہی اور آخرت مین ایک بڑی جزا و ثواب آور آپ نے فرمایا کہ بعض آسمانی کتابون مین ہی کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جو عالم کہ دنیا کو دوست رکھتا ہی سب سے ادنی بات کہ مین اُسکے ساتھ کرتا ہون یہ ہے کہ اپنی مناجات اور ذکر کی لذت اُسکے دل سے لے لیتا ہون آور آپنے فرمایا کہ جو شخص کہ دنیا مین طالب خواہش نفس ہوتا ہی شیطان اُسکی تلاش سے بے فکر ہو جاتا ہی اسلیے کہ وہ خود بے راہ ہی پھر کیا ضرور کہ شیطان اُسکی تلاش کری کہ کہان ہی تاکہ اُسکو بے راہ بنادی آور کہتے ہین کہ ایک شخص نے وقت مرگ آپسے وصیت کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ ہر وقت خدا کی کارسازی پر راضی ہو اسلیے کہ خدا ہمیشہ تیرے لیے وہ سامان مہیا کرتا ہی جنکے ذریعے سے تو عذاب آخرت سے نجات پاوی۔ جب آپنے انتقال فرمایا تو ایک بزرگ نے آپ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدای تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ خداوند جل جلالہ کو مینے باوجود اس گناہگاری کے دیکھا اور حق تعالی نے نیک گمانی کے سبب سے کہ مین اُسکے ساتھ رکھتا تھا میری ساری خطائین معاف کردین۔ ایک دوسرے بزرگ نے آپ کو خواب مین دیکھا اسطرح سے کہ قیامت قائم ہے اور حضرت مالک دینارؒ اور محمد واسعؒ دونون کو فرشتے بہشت مین لیجا رہے ہین وہ بزرگ فرماتے ہین کہ مینے اس خیال سے نظر کی کہ دیکھون بہشت مین پہلے کون جاتا ہی۔ پہلے حضرت مالک دینارؒ کو لے گئے مینے کہا کہ تعجب ہے اسلیے کہ محمد واسعؒ حضرت مالکؒ سے زیادہ عالم اور زیادہ کامل تھے فرشتون نے جواب مین کہا کہ ہان تو سچ کہتا ہی لیکن محمد واسعؒ کے دنیا مین دو پیراہن تھے اور حضرت مالکؒ کا ایک ہی پیراہن تھا یہ فرق اسی وجہ سے ہی کہ مالکؒ کو پہلے بہشت مین داخل کیا۔ اللہ کی بے نہایت و بے حد رحمتین اُن پر ہون۔

پانچواں باب حضرت محمد واسع کے ذکر میں اللہ کی رحمت اُنپر ہو

وہ زاہدون کے پیشوا اور عابدون کے معظم وہ عالم باعمل وہ عارف کامل وہ قناعت کرنیوالے تونگر حضرت محمد واسع اللہ کی رحمت اُنپر ہو اپنے وقت مین اپنا مثل نرکھتے تھے اور آپنے بہت تابعیون کی خدمت کی اور اکثر بزرگ شیخون سے ملاقات کی اور طریقت و شریعت مین ایک بڑا حصہ رکھتے تھے اور ریاضت مین ایسے تھے کہ سوکھی روٹی پانی مین بھگو کر کھاتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص کہ اسپر قناعت کرتا ہے خلق سے بے حاجت ہو جاتا ہے اور مناجات مین فرماتے کہ اے خدای تعالی تو مجکو اپنے دوستون کے مثل ننگا اور بھوکا رکھتا ہے لیکن مین نہین جانتا کہ یہ بات مجکو کس سبب سے نصیب ہوئی کہ میرا حال تیرے دوستون کے حال کے مثل ہوا۔ اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ آپ نہایت بھوک سے حسن بصری رح کے گھر جاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حسن آتے تو اس بات سے خوش ہوتے اور آپ کا مقولہ ہے کہ خوشحال اُس شخص کا کہ صبح کو بھوکا اُٹھے اور رات کو بھوکا سووے اور ایسی حالت مین خدای تعالی کو فراموش نہ کیا ہو کسی شخص نے حضرت واسع رح سے وصیت کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ مین تجھے ایسی وصیت کرتا ہون جسکی بدولت تو دنیا اور آخرت کا بادشاہ بن جاوے یعنے تو دنیا مین زاہدی کو اختیار کرے اور کسی شخص کے ساتھ حرص و طمع نکرے اور تمامی مخلوق کو محتاج خدا سمجھے ضرور ہے کہ تو سب سے بے نیاز اور مستغنی ہو جائیگا اور یہی بادشاہ بننا ہے کہتے ہین کہ ایک روز آپنے مالک دینار رح سے فرمایا کہ خلق کے لیے زبان کا نگاہ رکھنا درم اور دینار کے نگاہ رکھنے سے زیادہ مشکل ہے کہتے ہین کہ آپ ایک روز قتیبہ بن المسلم رح کے پاس آئے اُونی لباس پہنے تھے انھون نے کہا کہ آپنے اُون کیون پہنا ہے آپنے کچھ جواب نہ دیا پھر انھون نے کہا کہ آپ جواب کیون نہین دیتے آپ نے فرمایا کہ مین زہد کا حال بیان کرنا

چاہتا ہوں لیکن اس سبب سے نہیں کہتا کہ شاید اپنی تعریف کی ہو گی یا درویشی کی کیفیت بیان کر کے حق تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کی ہو گی۔ کہتے ہیں کہ ایک روز آپ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ بہت خوش پھر رہا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے کچھ خبر ہے کہ تو کون ہے۔ تیری ماں کو میں نے دو سو درم کے عوض خریدا تھا اور میں جو تیرا باپ ہوں ایسا ہوں کہ بدتر مسلمانوں میں کوئی شخص نہیں ہے پھر جو تو اترا تا ہے کس چیز پر اترا تا ہے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کا حال کس طرح ہو گا کہ جسکی عمر گھٹ رہی ہو اور گناہ اسکے بڑھ رہے ہوں۔ اور معرفت میں آپ کی کیفیت و حالت ایسی تھی کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر خدا تعالیٰ کو اس چیز میں دیکھا۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ خدا تعالیٰ کو پہچانتے ہیں آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے اور فرمایا کہ جس نے خدا کو پہچانا اسکا کلام کم ہوا اور اسکو دائمی حیرت لاحق ہوئی۔ اور فرمایا کہ سزا وار ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے شخص کو کہ کبھی اسکے مشاہدے سے غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور کسیکو اس پر اختیار نہیں کرتا اپنی معرفت کے صاحب نصیب و معزز فرما دے۔ اور فرمایا کہ صادق ہرگز صادق نہیں ہوتا جب تک کہ جس پر کہ امید رکھتا ہے اس سے خوفناک نہ ہووے یعنی خوف اور امید اسکی برابر ہونا چاہیے تاکہ صادق اور مومن حقیقی ہووے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا۔

چھٹا باب حبیب عجمی کے ذکر میں اللہ کی رحمت اُنپر ہو

وہ غیرت کے گنبد کے آقا و متولی وہ وحدت کے پردے کے خاص برگزیدہ وہ صاحب صدق وہ صاحب ہمت وہ صاحب یقین بے گمان وہ خلوت نشین بے نشان وہ فقیر عدمی حبیب عجمی اللہ کی رحمت اُنپر ہو واقعتوں اور ریاضتوں سے خبردار تھے اور شروع میں مالدار تھے اپنا مال سود پر اہل بصرہ کو دیتے تھے اور ہر روز اپنے لین دین کے تقاضے کے واسطے جایا کرتے تھے اور جب تک جنسے لینا ہوتا تھا وصول نہ کر لیتے تھے نہ نکلتے تھے اور اگر وصول نہ ہوتا تو اپنے گھر

وصول نہیں ہوتا تو کہتے کہ اچھا میرے آنے کی مزدوری دو اور اسی سے اپنا گذارا کرتے ایک روز اپنے مال کی طلب کو گئے وہ قرضدار گھر میں نہ تھا اسکی بیوی نے کہا کہ میرا خاوند غیر حاضر ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے صرف ایک بھیڑ ذبح کی تھی اب اسکی گردن بچا اور کچھ نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دیدوں آپ نے کہا کہ اچھا دیدو اور وہ بھیڑ کی گردن لیکر اپنے گھر آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ ہمیں سود میں آئی ہے پکاؤ بیوی نے کہا کہ روٹیاں اور لکڑیاں نہیں ہیں آپ نے کہا کہ میں ابھی جاکر سود میں روٹیاں اور لکڑیاں لاؤنگا گئے اور اسیطرح پر روٹیاں اور لکڑیاں لے آئے بیوی نے ہانڈی چڑھائی جب پک گئی تو چاہا کہ پیالے میں نکالے ایک سائل نے دروازے پر آواز دی اور کہا کہ بابا کچھ موجود ہو تو راہ خدا میں دے حبیبؒ نے فرمایا کہ چل ہٹ کوئی چیز تجھے نہیں ہو سکتی اسلیے جسقدر کہ ہم تجھکو دینگے اُسقدر سے تو امیر نہوگا البتہ ہم فقیر ہو جاینگے بیچارہ مانگنے والا مایوس ہو کر لوٹ گیا حضرت حبیبؒ کی بیوی نے جو ڈوئی ہانڈی میں ڈالی تو کیا دیکھتی ہے کہ اسمیں سب خون ہی خون ہے اپنے خاوند کو آواز دے کر کہا کہ آئیے اور دیکھیے کہ آپ کی بدبختی و شومی سے یہ کیا ہو گیا حضرت حبیب عجمیؒ نے دیکھا تو اسطرح کی آگ اُنکے دل میں لگی کہ کسی طرح سرد نہوتی تھی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیوی تو گواہ رہ کہ میں نے ہر کار بد سے توبہ کی اور دوسرے روز باہر آئے تاکہ قرضداروں کو تلاش کرکے اپنا مال و زر اُنسے واپس لیویں اور پھر سود پر نہ چلاویں جمعے کا روز تھا اور لڑکے کھیل رہے تھے جبکہ حضرت حبیبؒ کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو حبیب بیاج خور آیا الگ ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ اُسکے پاؤں کی گرد ہمپر پڑ جاوے کہ ہم بھی مثل اُسکے بدبخت ہو جاوینگے جب یہ آواز حبیبؒ کے کان میں پڑی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت حسن بصریؒ کی مجلس کی طرف گئے حسن بصریؒ نے کچھ ایسی نصیحت کی کہ جسکی وجہ سے ایکبارگی حبیبؒ کے دل کو بیقرار بنادیا اور آخر کو یہ ہوا کہ توبہ کی اور جب آپ حضرت حسنؒ کی مجلس سے واپس آتے تھے دیکھا کہ ایک قرضدار آپ کو دیکھکر بھاگ رہا ہے آپ نے فرمایا کہ مت بھاگ کیونکہ اب مجھکو تجھ سے بھاگنا چاہیے یہ کہا اور گھر کیطرف لوٹے راہ میں وہی لڑکے ملے آپس میں کہنے لگے کہ الگ ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ

حبیب توبہ کرکے آرہا ہے ہماری گرد اسپر پڑجاوے اور ہم خدا کے سامنے گنہگار ٹھہرین حضرت حبیبؒ
نے اپنے دل مین کہا اے خدا اے تعالیٰ تیری عجب قدرت ہے کہ اسی ایک دن مین کہ تجھسے صلح کی تونے
اسکا اثر اپنے دوستون کے دل مین پہونچایا اور میرا نام نیکنامی کے ساتھ مشہور کیا پھر آپ نے
ندا کی کہ جسپر حبیب کا کچھ لینا ہے وہ آوے اور اپنی رقم واپس لیجاوے سب لوگ جمع ہوئے اور
آپنے جو مال کہ جمع کیا تھا سب لوگونکو بانٹ دیا یہانتک کہ کچھ آپکے پاس باقی نرہا ایک شخص آیا اور
دعوی پیراہن کا کیا آپنے پیراہن اُتار کر اسکو دیدیا اسیطرح دوسرا شخص آیا اور آپکی بیوی صاحبہ کی
چادر کا دعوی کیا آپنے چادر اُتار کر اسکو دیدی اور دونون میان بیوی برہنہ رہگئے آپ نے
فرات کے کنارے ایک عبادت خانہ تیار کیا اور وہان خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے دن کو
حضرت حسن بصریؒ کی خدمت مین علم سیکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے اور آپ کو عجمی
اسوجہ سے کہتے تھے کہ آپ قرآن مجید درست نہ پڑھ سکتے تھے جب ایک مدت گذر گئی تو آپ کی
بیوی کے پاس کچھ سامان نرہا آپ کی بیوی نے کہا کہ کھانے کپڑے کی ضرورت ہے حضرت حبیبؒ
نے کہا کہ مین مزدوری کو جاتا ہون اور دن بھر عبادت خانے مین جاکر عبادت مین مشغول رہے
جب رات کو گھر آئے تو بیوی نے کہا کہ آپ کچھ بھی نہین لائے حضرت حبیبؒ نے کہا کہ جس شخص کی کہ
مینے مزدوری کی تھی وہ کریم ہے مجھے اُسکے کرم کے سبب سے کچھ مانگتے ہوئے شرم آئی وہ خود ہی
جب وقت آجائیگا دیدیگا اور وہ ایسا فرماتا ہے کہ دس روز مین مزدوری دیتا ہون پس آپ
ہر روز عبادت خانے مین جاتے تھے اور عبادت کرتے تھے یہانتک کہ دس روز پورے ہوگئے
دسوین روز آپنے خیال کیا کہ مین آج کے روز کیا چیز گھر لے چلون اور اسی فکر مین مستغرق
ہوگئے حق تعالیٰ نے ایک مزدور کو آپکے گھر کے دروازے پر مع ایک بوری آٹے کے بھیجا
اور ایک مزدور کو ایک صاف ذبح کیا ہوا بکرا دیکر اور ایک مزدور کو گھی اور شہد دے کر
اور ایک خوبصورت جوان اُنکے ساتھ تین سو درہم کی تھیلی لیکر حضرت حبیبؒ کے گھر پر آیا اور
دروازہ کھٹکھٹا کر وہ چیزین حضرت حبیبؒ کی بیوی کو دیدین اور کہا کہ یہ چیزین جسکا

حضرت حبیب کا ذکر کرتے ہین اُسنے بھیجی ہین اور یون فرمایا ہی کہ حضرت حبیبؓ نے کہدو کہ کام مین ترقی کرے
تا کہ مین مزدوری بڑھاؤن یہ کہکر چلا گیا جب رات ہوئی تو حضرت حبیبؓ شرمندہ گھر کے دروازے پر
گئے کھانے کی خوشبو گھر سے آپکے دماغ مین آئی جسوقت گھر مین گئے تو بیوی آپکے سامنے آئی
اور بہت نرمی و آہستگی سے کہا کہ آپ کسکی مزدوری کرتے ہین وہ تو بڑا مہربان اور سخی اور سردار
معلوم ہوتا ہی اور اُسنے آج یہ یہ چیزین بھیجی ہین اور ایسا ایسا کہلا بھیجا ہی حضرت حبیبؓ نے کہا کہ
عجب ہے کہ مینے دس روز مزدوری کی اُسنے میری ساتھ یہ نیکی کی اگر اس سے زیادہ روز کرونگا
تو نہین معلوم کہ میرے ساتھ کیا سلوک کریگا پھر آپنے بالکل دُنیا سے روگردانی کی اور خدا کی عبادت کو
سب پر مقدم کیا یہانتک کہ مستجاب الدعوات بزرگون سے ہوئے اور آپ کی دُعا سے بہت لوگ
اُس زمانے کے بہرہ ور ہوئے ایک روز کا ذکر کرتے ہین کہ ایک عورت بہت روتی ہوئی آئی
اور کہا کہ میرا لڑکا کھو گیا ہی اور مین اُسکی جُدائی مین بیچین ہون خدا کے واسطے آپ دُعا کیجیے تا کہ
آپکی دعا کی برکت سے میرا لڑکا مل جاوے آپنے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ نقد ہی اُسنے کہا کہ ہان دو
درہم ہین آپنے اُس سے لے لیے اور فقیرون کو خیرات کر دیے اور دعا کی اور فرمایا کہ جا تیرا بیٹا آگیا
عورت ابھی گھر تک نہ پہونچی تھی کہ اپنے بیٹے کو دیکھا شور و فریاد کرنے لگی کہ میرا لڑکا یہی ہے
پھر کہا ای بیٹے تیرا کیا حال ہے اُسنے کہا کہ مین شہر کرمان مین تھا اُستاد نے مجھے گوشت
خریدنے کو بازار بھیجا تھا مین گوشت خرید کر گھر لیجا رہا تھا ناگاہ ایک ہوا آئی اور مجھکو اُڑا لے گئی
مینے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہی کہ اے ہوا اُسکو اُسکے گھر پہونچا دے حضرت حبیبؓ کی دُعا کی
برکت سے اور اُن دو درہم کی برکت سے کہ خیرات کیے آگے کا جملہ حضرت فریدالدین عطارؒ کا
مقولہ ہی اگر کسی موقع پر کوئی شخص کہے کہ ہوا اُس لڑکے کو کیونکر اُڑا لائی تو تو کہدے جیسے کہ
جس طرح حضرت سلیمان علیہ السّلام کے تخت کو ایک ماہ کی راہ پر ایک روز مین لیجاتی تھی
یا جس طرح کہ بلقیس کے تخت کو پلک مارنے مین حضرت سلیمان علیہ السّلام کے
روبرو پہونچایا تھا۔ **نقل** ہے کہ لوگون نے حضرت حبیبؓ کو ترویہ کے روز بصرہ مین دیکھا

اور عرفات کے روز عرفات میں دیکھا نقل ہے کہ ایک مرتبہ شہر بصرہ میں قحط عظیم ہوا حضرت حبیبؒ
نے بہت سا کھانا قرض خرید کر فقیروں کو خیرات کیا اور تھیلی سی کر سرہانے رکھی جب قرضخواہ
مانگنے آئے تو اپنی تھیلی سرہانے سے باہر نکالی درہم سے پُر تھی آپ نے سب کا قرض ادا کر دیا
کہتے ہیں کہ آپ کا گھر شہر بصرہ کے چوراہے میں تھا آپ کے پاس ایک پوستین تھا ہمیشہ اُسی کو پہنے
رہتے تھے ایک روز آپ پوستین راستے کے سرے پر رکھکر غسل کرنے کو چلے گئے اتفاق سے
حضرت حسن بصریؒ وہاں پہونچے اس پوستین کو دیکھکر کہا کہ یہ تو عجمی کا پوستین ہے یہاں چھوڑ کر
چلا گیا ہے ایسا نہو کہ کوئی اُٹھا کر لیجاوے وہاں ٹھہرے رہے جبکہ حبیبؒ واپس آئے تو سلام کیا
اور کہا کہ اے مسلمانوں کے امام یہاں آپ کیوں کھڑے ہیں حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ تم نہیں
جانتے کہ پوستین یہاں چھوڑ کر چلے گئے اگر کوئی لیجاتا تو کیا ہوتا تم کسکے بھروسے پر یہاں
چھوڑ گئے تھے حضرت حبیبؒ نے فرمایا کہ میں اُسکے بھروسے پر چھوڑ گیا تھا کہ جسنے آپ کو اسکا نگہبان
بنایا تاکہ حفاظت کریں نقل ہے کہ ایک روز حضرت حسنؒ حضرت حبیبؒ کے پاس آئے حضرت حبیبؒ
کے یہاں ایک جو کی ٹکیا مع چند کنکری نمک کے رکھی تھی حضرت حسنؒ کے سامنے رکھی حضرت حسنؒ نے
اُسکو کھانا شروع کیا اتفاق سے ایک سائل نے آکر سوال کیا حضرت حبیبؒ نے وہ ٹکیا مع نمک کے
حضرت حسنؒ کے آگے سے اُٹھا کر سائل کو دیدی حضرت حسنؒ نے کہا کہ اے حبیبؒ تو لائق مرد ہے
اگر تجھے تھوڑا سا علم ہوتا تو بہت خوب ہوتا اسلیے کہ تو اسقدر نہیں جانتا کہ ساری روٹی مہمان کے
آگے سے اُٹھانا نہیں چاہیے ٹکڑا توڑ کر سائل کو دینا چاہیے اور ٹکڑا مہمان کے آگے
چھوڑ دینا چاہیے حضرت حبیبؒ یہ سنکر خاموش ہو رہے کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر گذری ہوگی
کہ ایک غلام ایک خوان سر پر دھرے جسمیں قورمہ اور حلوا اور بادام اور پانسو درم بھی آیا
اور حضرت حبیبؒ کے سامنے لاکر رکھدیا حضرت حبیبؒ نے نقد فقیروں کو خیرات کر دیا اور
دونوں نے ملکر کھانا تناول کیا بعد فراغ طعام حضرت حبیبؒ نے کہا اے اُستاد حسن بصریؒ
تو نیک مرد ہے لیکن تھوڑا سا یقین رکھتا ہوتا تو بہت خوب ہوتا تاکہ دونوں صفت سے متصف ہوتا

تجھے علم بھی ہوتا اور یقین بھی کہ علم یقین کے ساتھ چاہیے نقل ہے کہ حضرت حسنؒ شام کی نماز کے وقت حضرت حبیبؒ کے عبادت خانہ میں جبکہ وہ تکبیر کہکر نیت نماز باندھ چکے تھے آئے دیکھا کہ حبیبؒ الحمد کی جائے حلّی کو ہائے ہوز سے یعنی الہمد ادا کرتے ہیں حضرت حسنؒ نے سوچا کہ انکے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ کلام مجید غلط پڑھتے ہیں حضرت حسنؒ نے اپنی نماز علیحدہ ادا کی اسی رات کو حضرت حسنؒ نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ ای بزرگ خدای تعالیٰ تیری خوشنودی کس چیز میں ہے خطاب ہوا کہ اے حسنؒ تھنے ہماری مرضی رضا پالی تھی لیکن تو نے اسکا مرتبہ نہ جانا آپنے عرض کی کہ بار خداوندا کیا چیز تھی ارشاد ہوا کہ نماز حبیبؒ کے پیچھے ادا کرنا کہ وہ نماز تیری ساری نمازوں سے افضل و اعلیٰ تھی لیکن تو الحمد کی عبارت کی درستی کے خیال میں رہا اور نیت کی درستی کو خیال کیا بس بڑا فرق ہے زبان کی درستی اور دل کی درستی میں نقل ہے کہ حضرت حسنؒ حجاج کے پیادوں سے بھاگ کر حضرت حبیبؒ کے عبادت خانہ میں جاکر پوشیدہ ہوئے پیادے آئے اور حضرت حبیبؒ سے پوچھا کہ حسنؒ کہاں ہیں آپنے فرمایا کہ اس عبادت خانہ میں ہیں لوگ اندر گھسے لیکن حضرت حسنؒ کو نہ دیکھا حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ اُن پیادوں نے سات بار ہاتھ مجھپر رکھا اور عجب ہے کہ مجھکو نہ دیکھا آخرکار باہر نکلے اور کہا ای حبیبؒ جو کچھ کہ حجاج آپکے ساتھ کریگا بیشک آپ اُسکے لائق ہیں اسلیے کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں حضرت حبیبؒ نے کہا کہ وہ تو میری ساتھ اس عبادت خانے میں داخل ہوئے اگر تم انکو نہ دیکھو تو میری کیا خطا ہے پیادے دوسری بار اندر گھسے اور تلاش کر نہ پایا باہر آئے اور چلے گئے بعد کو حضرت حسنؒ باہر تشریف لائے اور کہا کہ ای حبیبؒ تمنے میری اُستادی کے حق کا لحاظ نہ کیا اور مجھے بتادیا حضرت حبیبؒ نے کہا کہ ای استاد میری سچ بولنے کے سبب آپ بچ گئے خدا نکرے اگر میں جھوٹ بولتا تو میں تم دونوں گرفتار ہو جاتے حضرت حسنؒ سے پوچھا کہ تمنے کیا چیز پڑھی کہ جسکی برکت سے وہ لوگ مجھکو نہ دیکھ سکے آپنے فرمایا کہ دو بار آیۃ الکرسی اور دس بار قل ہو اللہ احد اور دس بار آمن الرسول اور میں نے کہا کہ ای خدای تعالیٰ میں نے حسنؒ کو تیرے سپرد کیا اسکو نگاہ رکھ نقل ہے کہ ایکبار حضرت حسنؒ کہیں کو جارہے تھے

دجلے کے کنارے پر پہونچے اتفاق سے حضرت حبیبؒ بھی وہاں پہونچے اور پوچھا کہ اے امام آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں آپ نے کہا کہ کشتی کا انتظار کر رہا ہوں ذرا دیر میں آئیگی حضرت حبیبؒ نے کہا کہ اے استاد میں نے علم آپ سے سیکھا ہے۔ لوگوں کے ساتھ حسد دل میں نہ رکھیے اور دُنیا کی محبت دل پر سرد کیجیے اور بلاؤں کو غنیمت سمجھیے اور تمام کاموں کو خدا کی طرف سے دیکھیے پھر قدم پانی پر رکھکر پانی سے گذر جائیے اور حضرت حبیبؒ یہ کہکر پانی کی سطح پر قدم دھرتے چلے گئے حضرت حسنؒ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے لوگوں نے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا حضرت حسنؒ نے کہا کہ اُسنے علم مجھسے سیکھا ہے اسوقت مجکو ملامت کی اور خود پانی کے سطح پر قدم دھرتا چلا گیا اگر کل قیامت کو آواز آوے کہ پل صراط سے جو آگ پر واقع ہے گذرو اگر ہم اسی طرح عاجز رہیں گے تو کیا کر سکتے ہیں پھر حضرت حبیبؒ سے کہا کہ تمنے یہ مرتبہ کس طرح سے پایا آپ نے فرمایا کہ میں دل کو سپید کرتا ہوں اور تو کاغذ کو سیاہ کرتا ہے حضرت حسنؒ نے کہا کہ میرے علم نے دوسروں کو نفع دیا اور مجکو کچھ نفع نہ بخشا آگے کے جملے حضرت فریدالدین عطارؒ کا مقولہ ہیں اور شاید کہ کسیکو شک و شبہہ پڑے کہ حضرت حبیبؒ کا درجہ حضرت حسنؒ کے درجے سے بڑھکر ہے ایسا نہیں ہے اسلیے کہ کوئی چیز خدا کی راہ میں علم کے درجے سے بلند و عالی نہیں ہے اور یہی سبب تھا کہ خطاب و فرمان ہوا حضرت محمد مصطفےٰ کو (اللہ کی رحمت ہو اُنپر اور سلام) وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا یعنے تو کہہ کہ اے پروردگار میرے زیادہ کر میرے علم کا درجہ اور جیسا کہ کلام مشائخ میں ہے کہ کرامات چودھویں درجے پر ہے طریقت سے۔ اور اسرار اٹھارھویں درجے میں ہیں اسلیے کہ کرامات بہت عبادت سے حاصل ہوتی ہے اور اسرار بہت غور و فکر کرنے سے۔ اور اسکی مثال حضرت سلیمان علیہ السلام کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ شان و شوکت کہ سلیمانؑ کو حاصل تھی جہان میں کسی کو حاصل نہ تھی دیو اور پری اور ابر اور باد اُنکے فرمان بردار تھے اور وحوش و طیور اُنکے تابع تھے اور آب و آتش اُنکے مطیع تھے اور چالیس فرسنگ کا تخت باوجود اس عظمت کے ہوا میں چلتا تھا اور زبان مرغوں کی اور لغت چیونٹیوں کے سمجھتے تھے اور کتاب

کہ تمام اسرار سے تھی حضرت موسیٰ کو عطا کی تھی (حق تعالیٰ نے) اسی وجہ سے سلیمان علیہ السلام باوجود اس شوکت اور حشمت کے پیرو اور تابع حضرت موسیٰ کے تھے۔ **نقل ہے** کہ حضرت احمد حنبل رح اور حضرت شافعی رح دونوں بیٹھے تھے حضرت حبیب رح وہاں جا نکلے حضرت احمد حنبل رح نے کہا کہ ہم ان سے سوال کرینگے حضرت شافعی رح نے کہا کہ اس قوم سے ایسا نہیں کرنا چاہیے اسلیے کہ یہ لوگ عجب طرح کے لوگ ہیں جب حضرت حبیب رح نزدیک آئے تو حضرت احمد حنبل رح نے کہا کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کہ جسکی پانچ نمازوں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو اور وہ نہیں جانتا ہو کہ وہ کونسی نماز ہے کیا فرماتے ہیں اور اب اسکو کیا کرنا چاہیے حضرت حبیب رح نے کہا کہ ایسے شخص کا دل خدا سے غافل ہے اسکو ادب کرنا چاہیے اور پانچوں نمازیں اسکو قضا کرنا چاہیں حضرت احمد حنبل رح یہ جواب سنکر حیران ہو گئے حضرت شافعی رح نے کہا کہ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ان لوگوں سے سوال نہ کیجیے۔ **نقل ہے** کہ حضرت حبیب رح کے ہاتھ سے تاریک گھر میں سوئی گر پڑی لوگ چراغ لیکر دوڑے آئے گھر روشن ہو گیا حضرت حبیب رح نے ہاتھ آنکھوں پر رکھا اور کہا کہ نہیں نہیں یعنی مجھے چراغ کی حاجت نہیں اسلیے کہ میں تو سوئی کو بغیر چراغ کے ڈھونڈھ لیتا ہوں **نقل ہے** کہ ایک لونڈی حضرت حبیب رح کے گھر میں تیس ۳۰ برس سے تھی کبھی آپنے اس مدت میں اسکا منھ نہ دیکھا تھا ایک روز آپنے اپنی لونڈی سے کہا کہ اے پردہ نشین ہماری لونڈی کو پکار دے لونڈی نے کہا کہ میں ہی تو آپ کی لونڈی ہوں حضرت حبیب رح نے کہا کہ اس تیس ۳۰ برس میں مجکو اپنی لونڈی کے سوا کسیکے منھ پر نگاہ کرنے کا اتفاق نہوا اسوجہ سے میں نے تجکو نہیں پہچانا **نقل ہے** کہ حضرت حبیب رح ایک گوشے میں بیٹھے کہہ رہے تھے کہ الٰہی جو تجھ سے خوش نہیں ہے اسکو خوشی نصیب نہو جیو اور جسکو کہ تجھ سے محبت نہیں ہے کسی شخص سے اسکو محبت نہو جیو لوگوں نے کہا کہ آپ ایک گوشے میں بیٹھے ہیں اور کاروبار دنیوی سے دست بردار ہیں یہ تو فرمائیے کہ رضا کس چیز میں ہے آپنے فرمایا کہ ایسے دل میں ہے کہ نفاق کے غبار سے صاف و بے کدر ہو۔ اور جبکہ لوگ آپکے

آگے کلام مجید پڑھتے تھے تو آپ نہایت بیقرار ہو کر روتے لوگوں نے کہا کہ آپ باشندہ عجم ہیں اور قرآن مجید عربی زبان میں ہے اسوجہ سے آپ اسکو نہیں جانتے پھر کیا سبب ہے کہ رونے کی وجہ کیا ہو آپنے فرمایا کہ میری زبان عجمی ہے لیکن میرا دل عربی ہو ایک درویش نقل کرتے ہیں کہ مینے حضرت حبیبؒ کو مرتبہ عظیم و بزرگ پر دیکھکر پوچھا کہ آپ تو عجمی ہیں اس درجے کو کہانسے حاصل کیا ایک آواز آئی کہ ہان عجمی ہے لیکن حبیب ہے نقل ہے کہ لوگون نے ایک قاتل کو سولی پر چڑھایا اُسی رات کو قاتل کو خواب مین دیکھا کہ بہشت کے سبزہ زار مین ٹہل رہا ہے اور لباس فاخرہ پہنے ہے لوگون نے پوچھا کہ تو تو قاتل تھا تجکو یہ درجہ کہانسے حاصل ہوا اُسنے کہا کہ جسوقت مجکو سولی پر چڑھایا حضرت حبیب عجمی مجھپر گذرے اور کن آنکھون سے میری طرف دیکھا اور کچھ دعا فرمائی یہ تمامی جو تم دیکھتے ہو اُنکی برکتون کے سبب سے ہی والسلام

ساتوان باب ابوحازم مکی کے ذکر مین اللہ کی رحمت ہو اُنپر

وہ با اخلاص پرہیزگار و متقی وہ مقتدیون کے پیشوا وہ سبقت کرنیوالون کی تبع وہ عباد تونکی صبح وہ فقیر غنی حضرت ابوحازم مکی اللہ کی رحمت اُنپر ہو مجاہدے اور مشاہدے مین بیمثل تھے اور بہت مشائخ کے پیشوا تھے اور آپ کی عمر بڑی ہوئی اور ابو عثمان مکی نے آپکی شان مین بڑا مبالغہ کیا ہو اور آپکا کلام ہر دل عزیز ہو اور ہر مشکل کے واسطے کنجی۔ اور آپکا کلام کتابون مین کثرت سے ہی جو شخص زیادہ کا خواستگار ہو اُس سے کہدو کہ دوسری کتابون مین تلاش کرے ہم بطور تبرک کے چند کلمے نقل کرتے ہین آپ بزرگان تابعین سے تھے اور بہت صحابہؓ سے آپ نے ملاقات کی جیسے کہ انس بن مالک اور ابوہریرہ راضی ہو اللہ اُن دونون سے نقل ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے

حضرت ابو حازم مکی رحمۃ سے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے کہ جسکی بدولت ہم اس کار سلطنت میں نجات
حاصل کریں آپ نے فرمایا کہ تو درہم کہ وصول کرے ایسی جگہ سے وصول کر کہ وہاں سے لینا
حلال و جائز ہووے اور ایسی جگہ میں صرف کرے کہ وہاں خرچ کرنا جائز و درست ہووے
ہشام بن عبد الملک نے کہا کہ یہ کون کر سکتا ہی آپنے فرمایا جو کہ دوزخ سے بھاگنے والا اور بہشت کا
ڈھونڈھنے والا اور رحمن کی رضا کا طالب ہو وہ کر سکتا ہی اور حضرت ابو حازم مکی رحمۃ کے مقولات
ہی کہ اے لوگو تمکو چاہیے کہ دنیا سے پرہیز کرو کیونکہ مجھہ تک پونہچا ہی کہ قیامت کے روز ایسے بندے کو
کہ دنیا کو دوست رکھتا تھا اور ساری عبادتیں کہ کرتا تھا جماعت کے روبرو کھڑا کر کے منادی
کرینگے کہ دیکھو یہ وہ بندہ ہی کہ جسنے اس چیز کو کہ خدائے تعالیٰ اُسکو حقیر و بیقدر سمجھتا تھا اور اُسکو
پھینکدیا تھا اُٹھایا اور دوست رکھا اور دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہی کہ جس چیز کے آخر میں
ایسی چیز نہیں ہی کہ تو اس سے غمگین نہووے اور یاد رہے کہ عیش صاف کہ جس کے بعد غبار
کدورت نہو دنیا میں نہیں پیدا کیا ہی۔ اور فرمایا کہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز تجکو آخرت
کی بڑی بڑی چیزوں سے اپنی طرف مائل کرتی ہی۔ اور فرمایا کہ میںنے ساری چیزوں کو دو چیزوں میں
پایا ایک وہ چیز جو میرے واسطے ہی دوسرے وہ چیز جو میرے واسطے نہیں ہی اگر میں اس چیز
سے کہ میرے واسطے ہی بھاگونگا بھی تو بھی میری طرف آویگی اور وہ چیز کہ دوسرے کے واسطے
ہی چاہی کیسی ہی کوشش کروں تو بھی مجھہ تک نہ آئیگی اور فرمایا کہ اگر میں دعا سے محروم
رہوں تو مجھپر قبول نہونے کی دشواری سے زیادہ دشوار ہوگا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے
وقت میں پیدا ہوئے ہو کہ جس زمانے کے لوگ صرف قول پر فعل سے راضی ہوگئے ہیں اور
صرف علم پر عمل سے خوش ہیں پس تم درمیان بدترین مردوں اور بہترین زمانہ کے ہو ایک
شخص نے سوال کیا کہ آپکا حال کیا ہی آپنے فرمایا کہ خدا کی خوشنودی اور خلق سے بے نیازی اور
ضرور ہے کہ جو شخص خدا سے راضی ہوگا خلق سے بے نیاز ہوگا۔ کہتے ہیں کہ آپ اس وجہ
لوگوں سے بے نیاز تھے کہ ایک روز آپ کا ایک قصاب کی طرف سے کہ جس کے یہاں

فربہ گوشت رکھا تھا گذر ہوا آپ نے گوشت کی طرف نگاہ کی قصاب نے کہا کہ لیجیے کہ فربہ ہے آپ نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں قصاب نے کہا کہ میں آپ کو مہلت دیتا ہوں جب ہو دیدیجیے گا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو مہلت پر راضی کرونگا قصاب نے کہا کہ اسی لیے آپ کی پسلی کی ہڈیاں نکل آئی ہیں آپ نے فرمایا کہ قبر کے کیڑون مکوڑون کے لیے یہی کافی ہیں۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مین نے ارادہ حج کا کیا جب مین بغداد مین پہونچا تو ابو حازم مکی کے پاس گیا مینے اسکو سوتا ہوا پایا مینے تھوڑی دیر صبر کیا جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے کہ مینے اسوقت حضرت پیغمبر علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ آنحضرتؐ نے مجکو تیرے لیے پیغام دیا اور فرمایا کہ کہدو کہ اپنی مان کے حقوق کی نگاہداشت کرے کہ اُسکے لیے وہی بہتر ہے حج کرنے سے اب تو لوٹ جا اور اُسکے دل کی رضا کو طلب کر مین واپس پھرا اور مکہ معظمہ نہ گیا والسلام

آٹھوان باب عتبۃ بن الغلام کے ذکر مین اللہ کی رحمت ہو اُنپر

وہ جمال الٰہی کے سوختہ وہ وصال الٰہی کے گم شدہ وہ وفاداری کے بحر وہ صفا و برگزیدگی کے کان وہ مخلوق کے خواجہ عتبۃ بن الغلام اولیاؤن کے مقبول تھے اور عجب رویہ و روش رکھتے تھے ہر خاص و عام اُنکی تعریف کرتے تھے اور شاگرد حسن بصری کے تھے ایکمرتبہ آپ حضرت حسن بصری کے ساتھ دریا کے کنارے سے گذرے حضرت عتبہؓ پانی پر قدم دہرتے چلے گئے حضرت حسنؓ نے تعجب کیا اور پوچھا کہ بتاؤ تو یہی کہ آپ کو یہ درجہ کس سبب سے حاصل ہوا حضرت عتبہؓ نے پکار کر کہا کہ آپ کو تیس برس ہوگئے کہ وہ کام کرتے ہین جو فرمودہ ہین اور مین وہ کام کرتا ہون کہ جو حق تعالےٰ کو منظور ہو اور یہ اشارہ طرف تسلیم و رضا کے ہے۔ اور اُنکی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپنے شروع مین

ایک عورت کیطرف نظر بھر کر دیکھا ایک طرح کی تاریکی آپکے دل مین چھا گئی لوگون نے اس عورت کو پوشیدہ طور پر خبر کی اسنے ایک لونڈی کو بھیجکر دریافت کیا کہ آپنے میرا کونسا عضو بدن دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ آنکھین اس عورت نے اپنی آنکھین نکالین اور ایک طباق مین رکھکر بھیجین اور کہلا بھیجا کہ جو چیز آپنے دیکھی ہے لیجیے ہمیشہ دیکھتے رہیے حضرت عتبہؒ چونکے اور توبہ کی اور حضرت حسنؒ کی خدمت مین گئے یہانتک کہ ایسے ہوئے کہ اپنی قوت اپنے ہی ہاتھ سے بوتے تھے اور اُن جو ون کو بیسکر آٹا کرتے اور پانی سے جھلوکر آفتاب مین سکھاتے اور ہفتہ بھر تک ایک ایک ٹکیا کرکے اُس سے کھاتے اور خدا کی عبادت مین مشغول رہتے تھے اور کہتے تھے کہ مین کرام کاتبین سے شرماتا ہون **نقل ہے** کہ لوگون نے حضرت عتبہ کو ایک جگہ سخت جاڑے مین دیکھا کہ آپ ایک تہ کا پیراہن پہنے کھڑے تھے اور پسینا اُس پیراہن سے ٹپک رہا تھا لوگون نے کہا کیا حالت ہی آپنے فرمایا کہ شروع مین ایک جماعت میرے یہان مہمان آئی تھی اُنھون نے اِس میرے پڑوسی کی دیوار سے تھوڑی سی مٹی لیکر اپنے ہاتھ دھوئے جب کبھی کہ مین یہان پونہچتا ہون تو اُس شرمندگی اور ندامت سے اسقدر پسینا مجھسے ٹپکتا ہی اگرچہ مین اُس سے معاف بھی کرا چکا ہون لوگون نے عبدالواحد زید سے کہا کہ تو کسی ایسے شخص کو جانتا ہی کہ وہ اپنے حال سے لوگون کے ساتھ مشغول نہوا ہو کہا کہ مین ایک کو جانتا ہون کہ وہ ابھی آیندہ آتا ہے تھوڑی دیر مین حضرت عتبہ بن الغلامؒ آئے لوگون نے کہا کہ آپ نے راہ مین کسیکو دیکھا آپ نے فرمایا کہ مینے کسی شخص کو نہین دیکھا اور حالانکہ آپ بازار مین ہوکر آئے تھے۔ **نقل ہے** کہ کبھی حضرت عتبہ کھانے پینے کی اچھی چیزین نہ کھاتے تھے آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ سے فرمایا کہ اپنے ساتھ نرمی کرو آپ نے فرمایا کہ مین تو قیامت کے روز نرمی چاہتا ہون اسلیے یہ بہتر ہے کہ چند روز رنج و سختی کھینچکر ہمیشہ کی آرام و راحت کو حاصل کرون **نقل ہے** کہ حضرت عتبہ رہ کئی رات و صبح تک سوئے اور یہی کہتے رہے کہ اے پروردگار اگر تو عذاب کرے تو مین تجکو دوست رکھتا ہون

اور اگر یہ بات کرے تو تجھکو دوست رکھتا ہوں نقل ہے کہ ایک رات ایک حور کو خواب میں
دیکھا کہ وہ کہتی ہے اے عتبہؓ میں تجھ پر عاشق ہوں ذرا اللہ سے خبر دیکھ اور ایسا کام نکر کہ مجھ میں
تجھمیں جدائی ہو عتبہؓ نے کہا کہ میں نے دنیا کو طلاق دی ہے اور ہرگز میں اسکی طرف التفات نہ
کرونگا جب تک کہ تجھکو نہ دیکھ لونگا۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت عتبہؓ کے پاس
آیا اسوقت آپ تہ خانے میں تھے اسنے کہا کہ اے عتبہ لوگ آپکا حال مجھسے پوچھتے ہیں
آپ کوئی کرامت مجھے دکھائیں تا میں دیکھوں آپنے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اسنے کہا کہ
تر چھوہارے مانگتا ہوں اور موسم جاڑے کا تھا آپنے فرمایا کہ لے اور ایک زنبیل تازہ
چھوہاروں کی بھری اسکو دی۔ نقل ہے کہ محمد سماکؒ اور ذوالنون مصریؒ دونوں حضرت
رابعہؓ کے مکان پر تھے حضرت عتبہؓ آئے اور نیا پیراہن پہنے تھے اور اکڑ کر چلتے تھے محمد سماکؒ
نے کہا کہ یہ کیا چال ہے حضرت عتبہؓ نے کہا کہ کیوں نہ اکڑ کر چلوں کہ میرا نام غلام جبار
ہے یہ کہا اور گر پڑے جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ انتقال فرما گئے آپکو خواب میں
دیکھا کہ آپ کا آدھا منھ کالا ہو گیا تھا کہا کہ یہ کیا ہوا آپنے فرمایا کہ میں ایکمرتبہ جب میں
استاد کے پاس جا رہا تھا میری نگاہ ایک بے داڑھی مونچھ کے لڑکے پر پڑ گئی تھی حق تعالی نے فرمایا
کہ اسکو دوزخ پر سے بہشت میں لیجاؤ جب میرا گذر دوزخ پر سے ہوا تو دوزخ سے ایک سانپ نے
نکل کر میرے آدھے چہرے پر کاٹا اور کہا کہ تف ہو اسکی نظر پر اگر زیادہ نظر کرتا تو میں زیادہ
کاٹتا۔ اور سلام ہو انپر جو پیروی کرتے ہیں راہ راست کی۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ٹھیک بات کو

نواں باب رابعہ العدویہ کے ذکر میں اللہ کی رحمت انپر ہو

ز مخدومہ اور خاص پردہ نشین بی بی صاحبہ اخلاص اور خلوص کے نقاب کے منھ پر ڈالنے والی

وہ عشق اور اشتیاق کی جلی ہوئی وہ قرب و احتراق کی شیفتہ وہ دوسری مریم صفیہ مقبول بی بی
رابعہ العدویہ ہیں۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ تو نے ایک عورت کا ذکر مردون کی صف مین
کیون کیا تو ہم جواب مین کہینگے کہ خواجہ انبیا (اللہ کی رحمت ہو انپر اور سلام) فرماتے ہین کہ تحقیق
اللہ تعالی صورتون پر نظر نہین کرتا بلکہ نظر کرتا ہی انکے دلون پہ اور انکی نیتون پہ کام صورت
پہ نہین ہی بلکہ نیت پر ہے جیسا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ نے (اللہ کی رحمت ہو انپر اور
سلام) کہ لوگونکا حشر حساب وکتاب روز قیامت کو انکی نیتون پہ ہوگا۔ جب عورت راہ خدا
مین مرد ہو یعنی عبادت و ریاضت مثل مردون کے کرے اسکو عورت نہین کہہ سکتے جیسا کہ
عباسہ طوسیؒ نے کہا کہ کل روز قیامت کو جب میدان قیامت مین آواز دینگے کہ اے مردو اولا
جو شخص کہ مردون کی صف مین قدم رکھے گا حضرت مریم ہونگی کہتے ہین کہ اگر حضرت رابعہ حسن بصریؒ
کی مجلس مین نہوتی تھین تو آپ وعظ نفرماتے تھے اور اس مجلس مین تشریف نہ لاتے تھے پس ضرور ہے
کہ حضرت رابعہؒ کا ذکر مردون مین کیا جاوے۔ بلکہ اصلی مطلب وہ ہی کہ اسجگہ جن لوگونکا ذکر ہی سب
باعتبار توحید حکم واحد رکھتے ہین پس یہان من و توئی کا کیا ذکر ہی اور مرد و عورت کا کیا تذکرہ
جیسا کہ بوعلی فارمدیؒ کہتا ہی کہ نبوت ذات عزت اور بلندی ہی بڑائی اور چھوٹائی کو اسمین دخل
نہین پس ولایت بھی اسیطرح پر ہی خاص کرکے حضرت رابعہ بصریؒ کہ اپنے زمانے مین معاملت
اور معرفت مین ثانی نہ رکھتی تھین اور تمام بزرگ انکو معتبر و صاحب عزت سمجھتے تھے اور اہل زمانہ کے
لیے حجت قاطعہ تھین۔ **نقل** ہے کہ جس رات کو کہ حضرت رابعہؒ پیدا ہوئین انکے باپ کے
گھر مین اسقدر بھی نہ تھا کہ روغن کو دین تاکہ انکی ناف کو ملین (یعنے اسقدر بھی نہ تھا کہ جسکا تیل
لاکر انکی ناف پہ ٹپکایا جاتا اور وہ چکنی ہوتی جیسا کہ دستور ہے) غرضکہ یہانتک تنگ حال تھے
نہ گھر مین چراغ تھا نہ لحاف نہ پرانا کپڑا کہ انکو اوڑھاتے انکے والد کے تین بیٹیان اور تھین اور حضرت
رابعہ چوتھی تھین اور انکو رابعہ اسیوجہ سے کہتے ہین کہ رابعہ کے معنی چوتھی عورت کے ہین پس
انکی بیوی نے کہا کہ فلان پڑوسی کے پاس جا کر تھوڑا سا تیل مانگ لائیے تاکہ ہم

چراغ جلائیں اور کہتے ہیں کہ حضرت رابعہؒ کے باپ نے یہ عہد کیا تھا کہ کسی مخلوق سے کوئی چیز نہ مانگونگا - باہر آئے اور اُس پڑوسی کے دروازے پر دستک دی اور لوٹ آئے اور بیوی سے آنکر کہا کہ وہ پڑوسی دروازہ نہیں کھولتا ہی اور اُسی رنج و غم میں سو گئے حضرت رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں غمگین مت ہو اسلیے کہ یہ لڑکی ایسی مقبول اور برگزیدہ لڑکی ہو کہ ستر ہزار اُمت اُسکی شفاعت میں ہو گی یعنی میری اُمت کے ستر ہزار آدمی اُسکی شفاعت سے بخشے جائینگے پھر فرمایا کہ امیر بصرہ کے پاس ایک کاغذ پر یہ لکھکر بھیجا کہ ہر رات تو مجھپر سَو بار درود بھیجتا تھا اور جمعے کی رات کو چار سَو بار یہ جمعے کی رات جو گذر گئی تو اُس میں درود پڑھنا بھول گیا اُسکے عوض میں چار سو دینار بطور کفارہ اس مرد کو دے حضرت رابعہؒ کے والد جب بیدار ہوئے تو روتے ہوئے اُٹھے اور اس مضمون کی عرضی لکھی اور ایک دربان کے ہاتھ بھیجی امیر نے وہ عرضی دیکھتے ہی کہا کہ دس ہزار درم فقیروں کو اسکے شکرانہ میں دو کہ حضرت رسول اللہ نے مجھکو یاد فرمایا ہی اور چار سَو درہم اس مرد کو دو اور اُس سے کہدو کہ میں چاہتا ہوں کہ تو اندر آئے کہ میں تجھکو دیکھوں لیکن خوب نہیں معلوم ہوتا کہ تجھ ایسا شخص ساتھ اس نعمت کے متصف کہ پیغام رسول علیہ السلام کا لایا ہی میرے روبرو آئے میں خود آؤنگا اور داڑھی سے تیری تیری چوکھٹ کی خاک صاف کرونگا لیکن میں تجھکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جب کبھی تجھے کچھ ضرورت در پیش آئے تو مجھپر ظاہر کرے پھر حضرت رابعہؒ کے باپ نے وہ زر لیا اور جس چیز کی ضرورت تھی خریدی - جب حضرت رابعہؒ بڑی ہوئیں اُنکے والدین نے انتقال کیا اور شہر بصرہ میں قحط پڑا اُنکی بہنیں متفرق ہو گئیں اور حضرت رابعہؒ بھی کسی طرف کو چلیں ایک ظالم نے آپکو پکڑ کر اپنی خادمہ بنایا اور پھر چند درہم پر بیچ ڈالا خریدار گھر میں لے گیا اور آپسے سخت محنت کا کام لیتا تھا حضرت رابعہؒ ایک روز جا رہی تھیں ایک نامحرم آپ کے سامنے آگیا حضرت رابعہؒ بھاگیں راہ میں گر پڑیں آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا آپنے منہ خاک پر رکھکر کہا کہ اے بار خدایا میں غریب ہوں اور بے ماں اور باپ کی اور قیدی اور ہاتھ ٹوٹی ہوئی مجھکو باوجود ان سب باتوں کے کچھ غم نہیں ہی مگر ہاں تیری

رضا کی طالب ہون اپنے فضل سے مجھپر ظاہر کردے تو مجھسے اچھی ہی یا نہین ایک آواز سنی کہ تو خدمت کیا
کر کل بروز قیامت تیرا وہ مرتبہ ہوگا کہ آسمان کے مقرب فرشتے تجھپر فخر کرینگے پھر حضرت رابعہ اپنی مالک کے
گھر مین آئین آپ ہمیشہ روزہ رکھتی تھین اور خواجہ کی خدمت کرتی تھین اور شام سے لیکر صبح تک نماز و
قیام مین گذارتی تھین اتفاق سے ایک رات خواجہ خواب سے بیدار ہوا۔ ایک آواز سنی نگاہ کی حضرت
رابعہ کو دیکھا کہ سجدے مین پڑی یہ کہہ رہی ہین الٰہی تو جانتا ہے کہ میرے دل کی آرزو و خواہش تیرے فرمان کے
بجا لانے مین ہے اور میری آنکھونکی روشنی تیری درگاہ کی خدمت مین ہے اگر کام میرے ہاتھ مین ہوتا یعنی اگر
مین خود مختار ہوتی تو ایکدم تیری خدمت سے نہ آسودہ ہوتی ہر دم کو تیری خدمت مین صرف کرتی لیکن
تو نے مجکو ایک مجھ ایسے مخلوق کا ماتحت کیا ہے اس سبب سے مین دیر کرکے خدمت مین حاضر ہوتی ہون۔
اور اسطرح پر مناجات کر رہی ہین۔ خواجہ نے بغور دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک قندیل نور آپکے سر پر
معلق ہے اور سارا گھر اسکی روشنی سے بھرا ہے جب یہ کیفیت دیکھی تو اٹھ بیٹھا اور سوچنے لگا اور اپنے دل مین
کہتا تھا ایسے درجے کے شخص سے اپنا کار خدمت لینا مناسب نہین بلکہ ہمکو اسکی خدمت کرنا چاہیے
جب کہ روز روشن ہوا تو اس خواجہ نے حضرت رابعہ پر نوازش کی اور آزاد کر دیا اور کہا کہ اگر آپ یہان
رہینگی تو ہم سب آپ کی خدمت کرینگے ورنہ آپ مختار ہین حضرت رابعہ اجازت مانگکر باہر آئین
اور خدا کی عبادت مین مشغول ہوئین کہتے ہین کہ حضرت رابعہ ایک رات اور دن مین نماز کی
ہزار رکعتین پڑھتی تھین اور کبھی کبھی آپ حضرت حسن بصری کی مجلس مین جاتی تھین اور انکی پند و وعظ
سے حظ اٹھاتی تھین۔ اور بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ شروع مین گانا بجاتی تھین اور پھر
توبہ کی اور ویرانے مین سکونت پذیر ہوئین اور اسکے بعد عبادت خانے مین گوشہ گزین ہوئین اور مدت تک
وہان عبادت کرتی رہین بعد اسکے آپ کو خانہ کعبہ کے حج کا شوق پیدا ہوا آپ نکلکر بیابان مین آئین
آپکے پاس ایک لاغر وضعیف گدھا تھا آپ نے اپنا سارا اسباب اسپر لادا تھا بیابان مین وہ گدھا مر گیا
لوگون نے کہا کہ ہم آپ کا اسباب اٹھا کر لیچلینگے آپ نے فرمایا کہ تم سب لوگ جاؤ اسلیے کہ مین تمھارے
بھروسے پر نہین آئی ہون قافلہ چلدیا حضرت رابعہ اکیلی رہ گئین آپ نے سر اٹھا کر کہا

کہ الٰہی عظیم القدر شہنشاہ ایک عاجز وغریب عورت کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہین کہ مجکو تونے اپنے گھر کی طرف بلایا اور راہ کے درمیان میرے گدھے کو مار ڈالا اور بیابان مین مجکو اکیلا چھوڑ دیا ابھی مناجات ختم نہوئی تھی کہ گدھا اٹھ کھڑا ہوا پھر حضرت رابعہؒ نے اسباب اُسپر لادا اور جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئین۔ ایک راوی اسطرح پر روایت کرتے ہین کہ مدت کے بعد مینے اُس فربہ وضعیف گدھے کو دیکھا کہ لوگ بیچ رہے ہین مصنفؒ کی اِس جگہ اس نقل کے بیان کرنے سے غرض یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رابعہؒ کی دُعا کی برکت سے اُس مُردہ گدھے کو حیات دراز عطا فرمائی کہ بعد مدت کے دیکھنے والے نے اُس گدھے کو اُسی حالت مین کہ پہلے دیکھا تھا پھر دیکھا جب حضرت رابعہؒ مکہ معظمہ کے قریب مین پہونچ گئین تو آپ چند روز بیابان مین ٹھہرین اور مناجات کی کہ الٰہی میرا دل مغموم ورنجیدہ ہی کہ مین کہان جاتی ہون اسلیے کہ مین تو ایک مٹی کا ڈھیلا ہون اور وہ خانۂ کعبہ ایک پتھر کا گھر ہی اور میرا دلی مدعا یہ ہی کہ تجکو پاؤن۔ حق تعالیٰ نے بیواسطہ آپکے دل مین خطاب کیا کہ ای رابعہؒ کیا تو چاہتی ہی کہ اٹھارہ ہزار عالم کا خون تیری نام لکھا جائے کیا تونے نہین سُنا کہ موسیٰ نے دیدار کی آرزو کی تھی اپنی تجلی کے چند ذرّے پہاڑ پر ڈالے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا **نقل ہے** کہ دوسری مرتبہ حضرت رابعہؒ حج کو جاتی تھین آپ نے بیابان کے درمیان سے کعبے کو دیکھا کہ آپکے استقبال کے لیے آیا تھا حضرت رابعہؒ نے کہا کہ مجھے رب البیت یعنی مالک خانۂ کعبہ کہ حق تعالیٰ ہی چاہیے مین خانۂ کعبہ کو کیا کرونگی مجھے استقبال من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعاً یعنے جو آتا ہی میری طرف ایک بالشت مین آتا ہون اُسکی طرف گز بھر۔ کا چاہیے۔ مین کعبے کو کیا دیکھون اور کعبے کے جمال سے کیا خوشنود ہون۔

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ کی رحمت اُنپر ہو جب عازم مکہ ہوئی تو چودہ برس کے عرصے مین قدم قدم پر دو رکعت نماز پڑھتے کعبے تک پہونچے اور آپ ہر دم یہ فرماتے تھے کہ دوسرے اِس راہ مین قدم سے چلے ہین مین آنکھون سے چلونگا جب آپ مکے مین داخل ہوئے تو آپ نے خانۂ کعبہ کو نہ دیکھا آپنے فرمایا کہ افسوس یہ کیا حادثہ ہی شاید کہ میری آنکھون مین کچھ خلل آگیا غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ تیری آنکھون مین

کسی طرح کا نقصان نہین آیا ہی بلکہ کعبہ استقبال کو ایک ضعیفہ کے گیا ہی کہ وہ اس طرف کو آرہی ہے حضرت ابراہیم ادہم غیرت سے شور مین آئے اور کہا کہ وہ کون عورت ہے اتنے مین حضرت رابعہ کو دیکھا کہ لکڑی ٹیکتی آرہی ہین کعبہ اپنی جگہہ پر آکر قائم ہوا حضرت ابراہیمؒ ادہم نے کہا ای رابعہ یہ کیا شور ہے اور کیا ہنگامہ کہ جہان مین تو نے برپا کیا ہی حضرت رابعہؒ نے کہا کہ تو نے خود شور جہان مین ڈالا ہی کہ چودہ برس کے عرصے مین خانۂ کعبہ تک پہونچا ہی حضرت ابراہیمؒ ادہم نے کہا کہ ہان سچ ہے مینے چودہ برس کے عرصے مین قدم قدم پر نماز پڑھ کے بیابان کو طی کیا ہے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ تو نے نماز مین پڑھ پڑھ کے طی کیا ہے اور مینے ساتھ عجز و نیاز کے طی کیا ہے پھر حج ادا کیا اور زار زار روئین اور کہا الٰہی تو نے حج پر بھی وعدہ نیک فرمایا ہی اور مصیبت پر بھی اب اگر میرا حج مقبول نہین ہے تو یہ بڑی مصیبت ہے پس میری مصیبت کا ثواب کہان ہی پھر بصرہ کو آئین اور عبادت الٰہی مین مشغول ہوئین جب دوسرا سال آیا تو کہا کہ اگر اگلے سال کعبے نے میرا استقبال کیا تھا تو اس سال مین کعبے کا استقبال کرونگی جب وقت سفر کا آیا تو حضرت شیخ فارمدی رحمۃ اللہ کی رحمت اُنپر ہو نقل کرتے ہین کہ آپ بیابان کی طرف راہی ہوئین اور سات برس کے عرصے مین پہلو کے بل لڑھکتی لڑھکتی عرفات تک پہونچین غیب سے ہاتف نے آواز دی کہ اے مدعیہ دیدار یہ کیا آرزو ہی کہ تجھے ہوئی ہے اگر تو مجھے چاہتی ہی تو درخواست کر تاکہ مین ایک تجلّی کرون کہ آنًا فانًا مین تو جلکر خاکستر ہو جاوے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ ای رب العزت رابعہ کو اسقدر طاقت نہین ہی ہان البتہ رتبۂ فقر کی خواستگار ہون ندا آئی کہ ای رابعہ فقر گویا کہ ہماری قہر کا خشک سال ہی کہ جسکو ہمنے ایسے مردون کی راہ پر رکھا ہی کہ جب مین اور ہماری وصال کی بارگاہ مین اُسکے بال سے زیادہ فرق نہین رہتا ہے تو معاملہ پلٹ جاتا ہی اور فراق سے مبدّل ہوتا ہی یعنے جب وہ قریب ہے کہ ہمارے وصال کو پاوین ہم پھر اُنکو اپنے قرب سے دور ڈالدیتے ہین اور باوجود اسکے وہ شکستہ خاطر نہین ہوتے اور ہر دم سرگرم رہتے ہین اور تو ابھی اپنے زمانے کے ستر پردون مین ہی جب تک کہ اُن سے باہر نہ نکلے اور قدم ہماری راہ مین نہ جائے اور اُن ستر پردون کو نہ اُتارے

تجھکو زیب نہیں دیتا کہ ہماری فقر کا نام لے اور ذکر کرے لیکن دیکھ حضرت رابعہؒ نے دیکھا تو خون کا
دریا ہوا میں معلق نظر آیا غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ یہ سب ہمارے عاشقون کی
آنکھ کا خون ہے کہ ہماری طلب پر مستعد ہوئے ہین اور پہلی ہی منزل مین ایسے منخسف ہوئے ہین
کہ انکے نام و نشان کا دونون جہان مین کسی مقام پر سراغ نہیں لگتا حضرت رابعہؒ نے کہا کہ
یارب العزت ایک صفت تو انکی دولت سے مجھے بھی دکھلا دے اسی دم حضرت رابعہؒ کو عذر کہ عورتونکو
ہوتا ہے در پیش آیا غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ اوّل مقام انکا یہی ہے جو سات برس
پہلو کے بل چلتے ہین تا کہ ہماری راہ مین ایک ڈھیلے کی زیارت کرین جب اس ڈھیلے کے
قریب پہونچتے ہین انکی بیماری کے سبب سے راہ انپر بند ہوجاتی ہے حضرت رابعہؒ نے بیقرار ہو کر کہا
کہ اے خداوند اگر تو مجھکو اپنے گھر مین رہنے کی اجازت نہیں دیتا ہے تو اچھا مجھکو بصرہ مین
کہ میرا وطن ہے رہنے کی اجازت دے اور بیشک مین تیرے گھر مین رہنے کی لیاقت نہیں رکھتی
ہون کیونکہ مینے بغیر تیرے گھر کے پہونچے ہوئے تیرے دیدار کی آرزو کی اسلیے سزاوار اسی
محرومی کی ہون یہ کہکر حضرت رابعہؒ لوٹ آئین اور بصرہ مین آکر عبادت خانے مین
معتکف ہوئین نقل ہے کہ دو شیخ حضرت رابعہؒ کی زیارت کو آئے اور دونون
بھوکے تھے آپس مین کہنے لگے کہ اگر حضرت رابعہؒ کھانا پیش کرینگی تو ہم کھالینگے اس لیے
کہ انکا کھانا حلال روزی سے ہوگا حضرت رابعہؒ کے پاس دو ٹکیان اسوقت موجود تھین
پیش کرنا چاہتی تھین ایک سائل نے آواز دی حضرت رابعہؒ نے دونون ٹکیان اٹھا کر سائل کو
دیدین دونون شیخ حیرت مین آگئے تھوڑی دیر کے بعد ایک لونڈی آئی اور گرم روٹیون کی
تھئی لائی اور کہا کہ بیگم صاحبہ نے بھیجی ہین حضرت رابعہؒ نے گنین تو اٹھارہ تھین آپنے فرمایا
کہ واپس لیجا کیونکہ تونے غلطی کی ہے شاید یہ روٹیان کسی اور کے واسطے بھیجی ہین مجھکو نہیں
بھیجین تو غلطی سے مجھکو دیے جاتی ہے لونڈی نے عرض کیا کہ حضرت بی بی صاحبہ نے آپکو ہی بھیجی
ہین آپ ہی کے پاس بھیجی ہین حضرت رابعہؒ نے کہا کہ نہیں لیجا تو نے غلطی کی سمجھے [illegible]

ناچار ہو کر واپس لے گئی اور اپنی بیگم سے سارا ماجرا کہا اُسنے دو روٹیاں اور اُن روٹیوں پر رکھکر کہا کہ لیجا جب حضرت رابعہؒ کے پاس لونڈی پھر لائی تو آپنے پھر گنا بیس تھیں لے لیں اور اُن دونوں شیخوں کے آگے رکھدیں تو وہ دونوں کھاتے جاتے تھے اور حیرت و تعجب میں تھے بعد فراغ طعام اُن دونوں نے پوچھا کہ یہ کیا راز تھا حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ جب تم آئے تو میں تمکو دیکھکر جان گئی کہ تم بھوکے ہو میں نے اپنے دل میں کہا کہ دو ٹکیاں دو بزرگوں کے سامنے کیا رکھوں جب سائل آیا تو میں نے اُسکو دیدیں اور مناجات کی کہ ای پروردگار تو نے فرمایا ہے کہ ایک کے عوض میں ہم دس گنا دیتے ہیں اور ہا سپر میں یقین رکھتی ہوں اب میں نے تیری رضا کے لیے دونوں روٹیاں دی ہیں تو اُسکے عوض میں موافق اپنے فرمان کے بیس عطا فرما جب لونڈی اٹھارہ روٹیاں لیکر آئی تو میں جان گئی کہ یا تو کچھ تصرف ہوا ہے یا مجھکو نہیں بھیجی ہیں میں نے واپس کیں یہانتک کہ بیس پوری ہو گئیں۔ نقل ہے کہ حضرت رابعہؒ ایکبار رات عبادت خانے میں نماز پڑھتے پڑھتے اسقدر تھک گئیں کہ سو گئیں اور ایسی ذوق و شوق الٰہی میں مستغرق تھیں کہ آپ کی آنکھ میں نرکل چبھ گیا اور آپ کو خبر نہوئی ایک چور آیا اور چادر حضرت رابعہؒ کی لیکر چاہا کہ چلدیوے راستہ نپایا چادر کو جس جگہ رکھی تھی ناچار ہو کر لا رکھا راستہ ملگیا پھر اُس چور نے چادر کو اُٹھایا پھر راستہ بھول گیا غرضکہ اُسنے چند بار اسیطرح پر کیا کہ چادر کو رکھا اور اُٹھایا یہانتک کہ اُسنے عبادت خانے کے گوشے سے ایک آواز سُنی کہ ای مرد تو اپنے آپ کو رنج و تکلیف میں مت ڈال اسلیے کہ کئی برس ہو گئے ہیں کہ اُسنے اپنے آپ کو ہمارے سپرد کیا ہے تب سے ابلیس میں وہ قدرت نہیں رہی کہ اُسکے پاس پھٹکے چور بیچارے کی کیا طاقت ہے کہ اُسکی چادر کے پاس تک پھٹکے بس تو چلا جا اور ای گردن کٹے اس محنت میں مت پڑ اسلیے کہ اگر ایک دوست سو رہا ہے تو دوسرا دوست تو جاگ رہا ہے وہ تجھکو کس طرح لیجانے دے گا۔ نقل ہے کہ حضرت رابعہؒ کی ایک خادمہ سالن پکا رہی تھی کئی روز سے کچھ پکایا نہ تھا پیاز کی حاجت ہوئی لونڈی نے کہا اگر فرمایئے تو پڑوس سے جا کر مانگ لاؤں حضرت رابعہؒ نے کہا کہ چالیس برس ہو گئے کہ میں نے عہد کیا ہے

کر سوای خدا کے اور کسی سے کچھ نہ مانگونگی اگر پیاز نہین ہی تو نہین سہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک پرندہ چند گٹھیان پیاز کی چھلی ہوئی اپنی پنجون مین لایا اور ہانڈی مین ڈالدین حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ مین شیطان کے مکر سے بیخوف نہین ہون اور پیاز کی گٹھیون کو ڈالرہنے دیا اور روکھی روٹی کھائی نقل ہے کہ ایک روز حضرت رابعہؒ ایک پہاڑ پر چڑھ گئین ساری شکار ہرن گورخر وغیرہ آپکے پاس آکر جمع ہوگئے اور آپ کو تکنے لگے اتفاق سی حضرت حسن بصریؒ اُدھر سے گذرے سب بھاگ گئے حضرت حسنؒ نے جب یہ دیکھا تو حیرت مین گئے اور پوچھا کہ ای رابعہؒ یہ سب جانور مجھ سی کیون بھاگ گئے اور تجھسے کیون مانوس ہوئے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ آپنے آج کیا کھایا ہی حضرت حسنؒ نے کہا کہ مینے گوشت روٹی کھایا ہی حضرت رابعہؒ نے کہا کہ بھلا جب آپ نے اُنکا گوشت کھایا ہی تو وہ آپسے کسطرح نہ بھاگین نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رابعہؒ حضرت حسنؒ کے گھر جانکلین حضرت حسنؒ عبادت خانے کے کوٹھے پر اسقدر روتے تھے کہ آنسو پرنالے سے ٹپک رہے تھے حضرت رابعہؒ نے دریافت کیا یہ کیسا پانی ہی جب معلوم ہوگیا کہ آنسو ہین تو کہا کہ ای حسنؒ اگر یہ رونا نفس کی مکاری سی نہین ہے تو آنسو مت بہا تا کہ تیری اندر ایسا دریا ہوجاوے کہ اگر تو دل اُسمین ڈھونڈھے تو نپاے مگر نزدیک خدای تعالی کے کہ وہ صاحب قدرت ہی حضرت حسنؒ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی لیکن آپنے کچھ نہ کہا ایک روز حضرت حسنؒ نے حضرت رابعہؒ کو دریاے فرات کے کنارے پر بیٹھا دیکھا حضرت حسنؒ نے اپنی جانماز پانی پر بچھائی اور کہا ای رابعہؒ آؤ تا کہ ہم تم دونون یہان دو رکعت نماز ادا کرین حضرت رابعہؒ نے کہا کہ ای اُستاد اگر تو چاہتا ہی کہ دُنیا کی بازار مین خلق کو دکھاوے تو اسیطرح چاہیے تا کہ تیری دوسرے ہمجنس اُس سے عاجز ہون پھر حضرت رابعہؒ نے اپنی جانماز ہوا مین بچھائی اور کہا کہ ای حسنؒ یہان آؤ تا کہ خلق کی نظرون سے پوشیدہ ہوجاوین پھر حضرت رابعہؒ نے چاہا کہ حضرت حسنؒ کا دل راضی کردین کہا ای اُستاد جو کچھ کہ تو نے کیا ادنی ادنی مچھلی کرتی ہے اور جو کچھ کہ مینے کیا چھوٹی سی چھوٹی مکھی کرتی ہی حقیقت کا راز ان دونون سے باہر ہے۔ نقل ہے کہ حضرت حسن بصری

نے فرمایا کہ مین ایک شبانہ روز حضرت رابعہؒ کے پاس رہا اور سنے طریقت اور حقیقت کا ذکر اس خوبی اور محویت کے ساتھ بیان کیا کہ میرے دل پر گذرا کہ مین مرد ہون اور نہ اُسکے دل پر کہ وہ عورت ہی۔ آخر کار جب مین اُٹھا تو سنے اپنے آپ کو ایک مفلس دیکھا اور اُسکو ایک مخلص پایا۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ ایک رات مع اپنے یارون کے حضرت رابعہؒ کے پاس گئے حضرت رابعہؒ کے یہان چراغ نہ تھا اور اُن لوگونکو چراغ کی ضرورت ہوئی حضرت رابعہؒ نے اپنی انگلیون پر پھونک ماری انگلیان دہک اُٹھین اور تاریک گھر مثل روز روشن کے منور ہو گیا اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ یہ بات خلاف قیاس ہی تو ہم اُس سے کہینگے کہ جو شخص پیروی نبیؐ کی کریگا ضرور اُسکو آنحضرتؐ کے معجزہ سے حصہ نصیب ہوگا۔ ہان یہ فرق الفاظ کا بیشک ہی کہ پیغمبرؐ کے کار کو کہ خلاف عادت ہو معجزہ کہتے ہین اور ولی کے ایسے کار کو کرامت اور وہ کرامت دراصل برکت پیروی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوتی ہی جیسا کہ وارد ہی کہ جو شخص کہ مال حرام سے ایک دانگ دشمن کو لوٹا دیتا ہی اور اُسکو نہین لیتا مدارج نبوت سے ایک درجہ ضرور پاتا ہی اور فرمایا سچا خواب نبوت کے چالیس درجون سے ایک درجہ ہے۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت رابعہؒ نے تین چیزین حضرت حسنؒ کو بھیجین۔ موم۔ اور سوئی۔ اور ایک بال۔ اور کہلا بھیجا کہ موم کی طرح جہان کو منور رکھ اور آپ کو جلاتا رہ اور سوئی کی طرح برہنہ رہ اور ہمیشہ کام کرتا رہ جب اِن دونون کو عمل مین لادے تو مثل بال کے ہو جا تاکہ تیرا کام نہ بگڑے۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ نے حضرت رابعہؒ سے کہا کہ خاوند کی رغبت کرو یعنی آپ کسی سے نکاح کرو حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ عقد نکاح ایسے شخص کے لیے ثابت ہے کہ ہستی وجسم رکھتا ہو یہان ہستی وجسم کہان ہی اسلیے کہ مین خود مختار نہین ہون بلکہ پروردگار عالم کی مملوکہ ہون اُس سے نکاح کی گفتگو کرنا چاہیے پھر حضرت حسنؒ نے کہا کہ ای رابعہؒ تمنے یہ درجہ کیونکر پایا حضرت رابعہؒ نے کہا کہ واضح ہو کہ سنے کل موجودات کو اسمین گم کر دیا حضرت حسنؒ نے کہا کہ تمنے اُسکو کیونکر جانا حضرت رابعہؒ نے جواب دیا کہ بیچون وچرا سے

آپ نے جانا ہوگا ہم تو اسکو بچپن ہی سے جانتے ہین۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت حسن بصریؒ حضرت رابعہؒ کے عبادت خانے مین گئے اور کہا کہ میرے سامنے اُن علوم سے جنکی تم کو تعلیم نہین ہوئی اور نہ تمنے سُنے بلکہ بغیر وسیلے مخلوق کے تمھارے دل مین حق تعالی نے القا کیے کچھ بیان فرمایئے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ مینے چند سُوت کی انٹیان کاتی تھین تاکہ اُنکو بیچکر اپنی روزی حاصل کرون مینے دو درم کے عوض اُن انٹیون کو بیچکر ایک درم ایک ہاتھ مین لیا اور دوسرا دوسرے ہاتھ مین اور اس خوف سے کہ اگر مین دونون درہمون کو ایک مٹھی مین لونگی تو جوڑا ہو جائیگا اور مجھے راہ سے بے راہ کریگا ایک تو وہی بات میرے آج کے دن کی کشایش کی باعث ہوئی حضرت رابعہؒ سے لوگون نے کہا کہ حضرت حسنؒ کہتے ہین کہ اگر کل قیامت کو مین ایکدم حق تعالی کے دیدار سے محروم رہونگا تو روز آخرت کو اسقدر گریہ وزاری کرونگا کہ تمامی بہشتیوں کو مجھپر رحم آوے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ یہ بات سچ ہے لیکن آخرت مین سواے ایسے شخص کے کسیکو شایان نہین کہ جسکی اس دنیا مین ایسی حالت ہو کہ اگر ایکدم خدا کی یاد سے غافل رہتا ہے تو بیقراری سے گریہ وزاری آغاز کرتا ہے۔ لوگون نے حضرت رابعہؒ سے کہا کہ آپ شوہر کیون نہین کرتین آپ نے فرمایا کہ مجھے تین چیزون کا غم ہے اگر تم مجھے اُنسے بے غم کر دو تو مین شوہر کرون اوّل یہ ہے کہ بتاؤ کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ مرونگی یا نہین لوگون نے کہا کہ ہم نہین جانتے اور دوسری یہ ہے کہ میرا اعمال نامہ داہنے ہاتھ مین دینگے یا نہین لوگون نے کہا کہ خدا کو خبر ہے اور تیسری یہ ہے کہ جسوقت کہ ایک جماعت کو داہنے ہاتھ کی طرف سے بہشت مین لیجاوینگے اور ایک جماعت کو بائین ہاتھ کی طرف سے دوزخ مین بھیجین گے مین کونسی طرف جاؤنگی لوگون نے کہا کہ ہم نہین جانتے آپ نے فرمایا کہ جب مجکو یہ رنج و الم درپیش ہین تو تم ہی بتاؤ کہ مجھے کس طرح خاوند کی آرزو ہو۔ لوگون نے حضرت رابعہؒ سے پوچھا کہ آپ کہا سے آئی ہین آپ نے فرمایا کہ اُس جہان سے لوگون نے کہا کہ آپ کہان جائینگی فرمایا کہ اُس جہان مین لوگون نے کہا تو پھر آپ اِس جہان مین

کیا کرتی ہین فرمایا کہ افسوس کرتی ہون لوگون نے کہا کیون۔ فرمایا اسلیے کہ روٹی اس جہان کی
کھاتی ہون اور کام اس جہان کا کرتی ہون لوگون نے کہا آپ بہت شیرین زبان ہین مسافرخانے کی
نگہبانی کی آپ شایان ہین فرمایا کہ مین خود اپنے مسافرخانے کی محافظ ہون جو کچھ کہ میرے اندر ہے اسکو
باہر نکالتی ہون اور جو کچھ کہ باہر ہے اسکو اندر نہین گھسنے دیتی ہون خواہ کوئی آوے یا جاوے مجھے کچھ
اس سے کام نہین کیونکہ مین محافظ دل ہون نہ گل۔ لوگون نے حضرت رابعہؓ سے کہا کہ شیطان سے آپ
دشمنی رکھتی ہین فرمایا کہ رحمن کی دوستی سے مجھکو فرصت کہان کہ شیطان کی دشمنی مین مشغول ہون
نقل ہے کہ حضرت رابعہؓ نے فرمایا کہ مینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
آپ نے فرمایا کہ اے رابعہؓ تو مجھکو دوست رکھتی ہے مینے کہا کہ یا رسول اللہ کون ہوگا کہ آپکو
دوست نہ رکھتا ہوگا لیکن خدا کی محبت مجھپر ایسی چھائی ہے کہ اسکے سوا کی دوستی اور دشمنی کی
میرے دل مین جگہ نہین ہے لوگون نے محبت کی کیفیت پوچھی فرمایا کہ محبت روز ازل سے
آئی اور ابد ہو کر گذری ہجدہ ہزار عالم مین کسیکو ایسا نپایا کہ ایک گھونٹ اسکا پیتا آخرکار
واصل بحق ہوئی اور وہان سے یہ ارشاد ہوا کہ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّونَہٗ اللہ انکو دوست رکھتا ہے
اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہین لوگون نے حضرت رابعہؓ سے کہا کہ جسکو آپ پوجتی ہین
اسکو دیکھتی بھی ہین فرمایا کہ اگر مین نہ دیکھتی تو پرستش نکرتی۔ نقل ہے کہ حضرت رابعہؓ
ہمیشہ روتی رہتی تھین لوگون نے کہا کہ آپ اسقدر کیون روتی ہین فرمایا کہ مین اسکی
جدائی سے ڈرتی ہون اسلیے کہ اسکی خوگر ہوگئی ہون ایسا نہو کہ موت کے وقت
ندا آوے کہ تو ہماری درگاہ کے لائق نہین ہے لوگون نے کہا کہ بندہ کب راضی ہوتا ہے
حضرت رابعہؓ نے فرمایا جسوقت کہ محنت پر شاکر ہوتا ہے جسطرح کہ نعمت پر لوگون نے کہا
کہ اگر گنہگار توبہ کرتا ہے تو کیا ان قضا و قدر قبول کرتے ہین یا نہین حضرت رابعہؓ نے
فرمایا کہ گنہگار ہرگز توبہ نہین کرسکتا جب تک کہ خداوند اسکو توبہ کی توفیق نہ دیوے
پس خداوند تعالی قبول بھی فرماتا ہے اور پھر حضرت رابعہؓ نے فرمایا کہ اے لوگو دیکھو آنکھ

اور زبان اور کان اور ہاتھ پاؤن سے خدا کی طرف راہ نہین ہے کام دل سے پڑا ہے پس
جہانتک ہو سکے کوشش کرو تاکہ دل بیدار ہو اسلیے کہ جب دل بیدار ہو گیا پھر یار کی حاجت
نہین یعنے دل بیدار وہ ہے کہ حق مین گم ہو جاوے اور جو کہ اسمین گم ہوا اُسے یار کی کیا حاجت ہے
کیونکہ درجہ فنا فی اللہ یہی ہے **نقل ہے** کہ حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ زبان سے استغفار کرنا کام
جھوٹون کا ہے اور فرمایا کہ اگر ہم خود بینی کے ساتھ توبہ کرین تو دوسری توبہ کے محتاج ہین
اور فرمایا کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا کہ معرفت کا ثمرہ خدا کیطرف متوجہ ہونا ہے اور فرمایا
کہ عارف وہ ہے کہ حق تعالی سے دل چاہے اور جب حق تعالے اُسکو پاک و صاف دل
عطا فرماوے تو اُسیدم اسکو خدا کے سپرد کر دیوے تاکہ اُسکے قبضے مین محفوظ رہے اور اُسکے
پردے مین لوگون سے پوشیدہ ہے حضرت صالح مری رحمہ اللہ اکثر فرماتے تھے کہ جو کوئی کہ
کسی دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے ایک نہ ایک دن ضرور وہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہے ایک بار
حضرت رابعہؒ موجود تھین یہ سنکر فرمانے لگین کہ یہ کب تک کہوگے کہ کھلے گا پہلے یہ تو بتاؤ کہ
کسنے بند کیا ہے کہ پھر کھولے گا یعنے وہ دروازہ تو ہمیشہ کشادہ ہے بند ہی کب ہوا ہے کہ پھر کھولا جائیگا۔
یہ سنکر حضرت صالح مریؒ نے کہا کہ عجب ہے مجھ مرد کی نادانی اور اس بوڑھی عورت کی دانائی پر
ایک روز حضرت رابعہؒ نے ایک مرد کو دیکھا کہ ہائے غم ہائے غم کہہ رہا ہے آپ نے فرمایا کہ یون نہ کہہ
بلکہ یون کہہ ہائے بیغمی ہائے بیغمی اسلیے کہ اگر تجھمین غم ہوتا تو بات کیسی تو سانس تک
نہ لے سکتا۔ **نقل ہے** کہ حضرت رابعہؒ نے ایکبار ایک شخص کو دیکھا کہ سر کو پٹی باندھے ہے پوچھا
کہ یہ پٹی کیون باندھی ہے اُسنے کہا کہ میرے سر مین درد ہے آپ نے فرمایا کہ تیری عمر کیا ہوگی
اُسنے کہا کہ تیس برس کا ہون آپنے فرمایا کہ اتنے دنون تو تندرست رہا یا بیمار اُسنے کہا
کہ تندرست رہا آپ نے فرمایا کہ تو نے اتنے دنون تک تو شکرگذاری کی پٹی ایک دن بھی
نہ باندھی اور اب ایک روز کی بیماری پر شکایت کی پٹی باندھتا ہے۔ **نقل ہے**
کہ ایکمرتبہ حضرت رابعہؒ نے چار درم کسی شخص کو دیے کہ کمبل خرید لاوے اُس مرد نے کہا

کرسینیہ کمبل لاؤں یا کالا آپ نے فرمایا کہ درہم مجھے دے اور لیکر وہ جلے میں ڈالدیے اور فرمانے
لگیں کہ ابھی کمبل نہیں خریدا تفرقہ در پیش آیا نقل ہے کہ ایکبار حضرت رابعہؒ فصل بہار
میں گوشہ نشین ہوئی تھیں اور باہر نہیں آتی تھیں آپ کی ایک خادمہ نے عرض کی کہ اے
سیدہ آپ باہر تشریف لائیے تاکہ حق تعالیٰ کی کاریگری کے آثار دیکھیں حضرت رابعہؒ نے
فرمایا کہ ذرا تو یہاں اندر آتا کہ خود صانع ہی کو دیکھے اور فرمانے لگیں کہ میرا شغل صانع کا
مشاہدہ ہے نہ صنعت کا مطالعہ۔ ایک مرتبہ ایک جماعت حضرت رابعہؒ کے حضور میں آئی دیکھتی
کیا ہے کہ حضرت رابعہؒ دانتوں سے گوشت کاٹ رہی ہیں اُس جماعت نے کہا کہ آپکے پاس
چھری نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے بریدگی کے خوف سے کبھی چھری نہیں رکھی اسلیے کہ
چھری کا کام کاٹنا ہے ایسا نہو کہ مجھ میں اور میرے محبوب میں جدائی ڈالدے۔ نقل ہے
کہ ایکبار حضرت رابعہؒ سات دن رات روزہ سے رہیں اور مطلق رات کو نہ سوئیں آٹھویں
رات کو بھوک نے غلبہ کیا نفس فریاد کرنے لگا کہ آپ مجکو کب تک تکلیف و رنج میں مبتلا
رکھیں گی یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کھانے کا پیالہ لاکر حضرت کو دیا آپنے لیکر
رکھدیا تاکہ چراغ جلادیں اتنے میں ایک بلی نے آکر پیالے کو اوندھا دیا آپنے فرمایا کہ اچھا
پانی سے روزہ کھول لونگی جب آپ پانی کا آبخورہ بھر کر لائیں تو چراغ گل ہوگیا آپنے چاہا کہ
پییں آبخورہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا اور ٹوٹ گیا حضرت رابعہؒ نے ایسی آہ بھری کہ خوف تھا کہ
گھر نہ جلا دے اور فرمایا کہ یا اللہ یہ کیا ہے کہ تو مجھ بیچاری کے ساتھ کرتا ہے ایک آواز سنی کہ آگاہ ہو
اگر تو چاہے تو ہم دنیا کی نعمت تجکو عطا کریں لیکن اپنا غم تیرے دل سے لے لینگے اسلیے کہ میرا غم
اور دنیا کی نعمت ایک دل میں اکٹھا نہیں ہوسکتے ہیں اے رابعہؒ تیری بھی ایک مراد ہے اور
ہماری بھی ایک مراد ہے اور ہماری اور تیری مراد باہم جمع نہیں ہوسکتیں حضرت رابعہؒ فرماتی
ہیں کہ جب میں نے یہ خطاب سنا تو اپنے دل کو دنیا سے ایسا جدا کیا اور امید کو کوتاہ کیا کہ جسے
اُسکو اپنی آخری نماز سمجھا۔ اصلّی صلوٰۃ المودّع یعنے میں رخصت ہونیوالے کی نماز کے مثل

نماز پڑھتی ہوں اور ایسا مخلوق سے علیحدہ ہوئی کہ جب روز ہوتا ہے تو میں اس خوف سے
کہ ایسا ہو کہ لوگ مجھے اپنے کاروبار میں مشغول کر لیویں دعا مانگتی ہوں کہ اے خداوند مجھے اپنی
طرف مشغول کر تا کہ کوئی مجکو تیری طرف سے نہ پھیر سکے۔ نقل ہے کہ حضرت رابعہؒ ہمیشہ روتی تھیں
لوگوں نے کہا کہ ہم ظاہر کوئی بیماری اور سبب آپ میں نہیں پاتے ہیں پھر کیا سبب ہے کہ آپ ہمیشہ
روتی رہتی ہیں حضرت رابعہؒ نے کہا کہ تمہیں کیا خبر ہے میرے سینے کے اندر ایسی بیماری ہے کہ جہان کا
کوئی حکیم و طبیب اسکا علاج نہیں کر سکتا اور میرے زخم کا مرہم اسکا وصال ہے میں بہانہ ڈھونڈھتی
ہوں کہ شاید میں کل قیامت کے روز آخرت میں اپنے مقصد سے بہرہ ور ہوں اسلیے اپنے آپ کو
دردمندوں کی صورت میں بناتی ہوں کہ کل اسی کے ذریعے سے کامیاب ہوں۔ نقل ہے
کہ چند بزرگ حضرت رابعہؒ کے پاس گئے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ تم میں سے ہر ایک بیان کرو کہ خدائے
تعالی کو کس لیے پوجتا ہے ایک نے کہا کہ دوزخ کے سات درجے خوف و ترس سے پڑے ہیں اور
سب کو ان پر سے گذرنا ہے میں اسلیے خوف و ترس کی دہشت سے اسکی پرستش کرتا ہوں
دوسرے نے کہا کہ بہشت کے آٹھ درجے بہترین مقامات ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں اور
آسائشوں کا وہاں وعدہ کیا گیا ہے اسلیے ہم اسکی پرستش کرتے ہیں حضرت رابعہؒ نے یہ سنکر
فرمایا کہ برا بندہ ہے جو اپنے خداوند کی کسی چیز کے ڈر کے سبب یا کسی مزدوری کی
امید پر عبادت کرے پھر انہوں نے کہا کہ آپ کس لیے پوجتی ہیں کیا آپ کو خدائے تعالی
سے کچھ طمع نہیں ہے حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ یعنی اول پڑوسی ہے پھر گھر اسکا
اور پھر فرمانے لگیں کہ ہمارے واسطے دوزخ و بہشت کا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہے اسلیے کہ اسکی
عبادت ہمارے واسطے فرض عین ہے اور بتلاؤ تو کہ اگر دوزخ اور بہشت نہ ہوتے تو کیا
ہم اسکی عبادت نہ کرتے اور کیا خدائے تعالی اسکے لائق نہیں ہے کہ بغیر واسطے کے ہم اسکی
پرستش کریں۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ حضرت رابعہؒ کے پاس گئے دیکھتے کیا ہیں
کہ آپ میلے کچیلے پرانے سوراخ دار کپڑے پہنے ہیں وہ بزرگ یہ دیکھکر کہنے لگے

کہ بہت سے آدمی ہین کہ اگر آپ ذرا اشارہ فرمادین تو آپ پر نظر شفقت کرین حضرت رابعہؒ نے
فرمایا کہ مجھے دنیا کسی سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اسلیے کہ درحقیقت مالک دنیا کا بھی حق تعالیٰ
ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص سے مانگنا کہ کوئی چیز عاریتہً اُسکے پاس ہو نہایت شرم کی
بات ہے اُس بزرگ نے کہا کہ اس بوڑھی عورت کی بلند ہمتی کو دیکھو کہ حق تعالیٰ نے
اسکو کیا بلند درجہ عطا کیا ہے کہ اُسکو اپنا وقت عزیز سوال مین صرف کرتے افسوس آتا ہے
نقل ہے کہ چند لوگ حضرت رابعہؒ کے آزمانے کو اُنکے پاس گئے اور جاکر کہا کہ ای رابعہؒ دیکھو
کہ دیوان قضا و قدر نے ساری فضیلتین مردون پر نچھاور کی ہین اور کرامت کا پٹکا بھی
مردون ہی کی کمر پر باندھا ہے اور آج تک کوئی عورت سوای مردون کے پیغمبر بھی نہین
ہوئی ہے پھر آپ بتائین کہ یہ ڈینگ کس بات پر کرتی ہین حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ جو کچھ
تمنے کہا سب سچ ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ آج تک کسی عورت نے بھی سوا مردون کے غرور اور تکبر
کے سبب کلمۂ انا ربکم الاعلیٰ (یعنے مین ہون تمہارا بزرگ پروردگار) کا کہا ہے اور کوئی
عورت بھی کبھی مخنث ہوئی ہے سوا مردون کے کہ اُن مین مخنث بھی ہین۔ نقل ہے
کہ حضرت رابعہؒ ایکبار بیمار پڑین لوگون نے پوچھا کہ آپ کی بیماری کا سبب کیا ہے آپ نے
فرمایا کہ صبح ہی جو میرے دل نے بہشت کی طرف توجہ کی تو دوست مجھپر خفا ہوا اس بیماری
کا سبب اُسکا عتاب ہے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ مین آپ کی بیمار پرسی کو گیا کیا
دیکھتا ہون کہ بصرے کے سردارون سے ایک خواجہ حضرت رابعہؒ کے عبادت خانہ کے دروازہ پر
روپیون کا توڑہ لئے کھڑے رو رہا ہے مینے پوچھا کہ کیون رو رہے ہو کہنے لگا کہ اس زاہدہ
فاضلہ کریمہ زمانہ کے واسطے کہ اگر برکت اِسکی نہو وے تو مخلوق ہلاکی مین پڑجاوے
یہ کچھ پیسے لایا ہون لیکن اِس خوف سے کہ قبول نہ کریگی پیش نہین کرسکتا آپ
سفارش کرین شاید کہ قبول کرلیوے حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ مین اندر گیا اور اُسکا
پیغام کہا حضرت رابعہؒ نے کن انکھیون سے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ مینے جب سے

ایسی ذات کو کہ باوجود نافرمانی کے روزی بند نہیں کرتا ہے اور اپنے عاشقوں کو بے دانہ و پانی
زندہ رکھتا ہے بھلا تا ہو مینے مخلوق کی طرف پشت کی ہے لیکن مخلوق سے امید رکھنا چھوڑ دیا ہے
اور بھلا بتاؤ تو سہی کہ کسیکا مال میں کیسے لے لوں حالانکہ نہیں جانتی کہ حلال ہے یا حرام
نقل ہے کہ حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ ایکمرتبہ مینے بادشاہ کے چراغ کی روشنی میں اپنے
پھٹے پیراہن کو سیا مدت تک میرا دل بستہ رہا اور مینے جب تک پھاڑ نہ ڈالا میرا دل کشادہ نہ ہوا
اور خدا سے عذر چاہا تاکہ میرا دل بند میں نہ رکھے عبد الواحد عامرؒ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور
سفیان حضرت رابعہؒ کی بیمار پرسی کو گئے ہم اسکی دہشت اور رعب سے اوّل بات نہ کر سکے
حضرت رابعہؒ نے خود سفیانؒ سے کہا کہ کوئی بات کہو سفیانؒ نے کہا کہ اے حضرت رابعہؒ دعا
کیجیے کہ حق تعالیٰ اس رنج و تکلیف کو آپ پر آسان کر دیوے حضرت رابعہؒ نے یہ سنکر
اسکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ای سفیان آپ کو خبر نہیں کہ یہ بیماری مجھپر خدا ہی کے حکم سے
آئی ہے سفیانؒ نے کہا کہ آپ درست فرماتی ہیں یہ سنکر حضرت رابعہؒ نے کہا کہ جب آپ جانتے ہیں
تو پھر کیوں فرماتے ہیں کہ میں خدای تعالیٰ سے درخواست کروں اور کیا یہ اسکی مرضی کے
خلاف نہوگا اور حالانکہ دوست کو زیبا نہیں کہ دوست کی مرضی کے خلاف کرے پھر سفیانؒ
نے کہا کہ ای رابعہؒ آپ کو کسی چیز کی آرزو ہے حضرت رابعہؒ نے کہا کہ ای سفیان آپ تو
صاحب علم معلوم ہوتے ہیں کیوں ایسی بات کہتے ہیں دیکھو بارہ برس سے میرا دل تازہ
چھوہاروں کو چاہتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ بصرہ میں چھوہارے کیسے سستے بیقدر ہیں لیکن
مینے اب تک نہیں کھائے ہیں اسلیے کہ میں بندی ہوں اور بندے کو آرزو کے ساتھ کیا کام
اور ظاہر ہے کہ جس چیز کو میرا خداوند نہیں چاہتا ہے اگر میں چاہوں تو کفر ہووے
پھر سفیانؒ نے کہا کہ میں تو آپکے معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں آپ مجھکو کچھ نصیحت فرمایئے
حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ تو نیک مرد ہوتا اگر دنیا کو دوست نہ رکھتا مینے کہا کہ یہ آپ نے کیا فرمایا
فرمانے لگیں کہ ایسی باتیں کرنا جو کہ نادانی پر دلیل ہوتی ہیں یعنی باوجود اسکے کہ جانتے ہو

کہ دُنیا فانی ہو اور پھر نادانی کی باتین کرتے ہو کہ مجھسے پوچھتے ہو کہ تمھارا دل دُنیا کی کس چیز کو چاہتا ہو حضرت سفیانؒ کہتے ہین کہ مجھے اس بات پر رونا آگیا اور مینے کہا کہ اے خداوند مجھسے راضی ہو حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ تجھے شرم نہین آتی کہ اُسکی رضا ڈھونڈھتا ہو جس سے تو خود راضی نہین ہے حضرت مالک دینارؒ کہتے ہین کہ مین حضرت رابعہؒ کے پاس گیا دیکھا کیا ہون کہ ٹوٹی جھجھی وہان رکھی ہو اور آپ اُس سے وضو کرتی تھین اور اُسی سے پانی پیتی تھین اور ایک پُرانا بوریا اور اینٹ پڑی ہتی کہ جسکو بجائے تکیے کے سر کے نیچے رکھتی تھین حضرت مالکؒ فرماتے ہین کہ یہ دیکھکر میرے دل کو رنج ہوا مینے کہا اے رابعہؒ میری دولتمندون سے دوستی ہو اگر آپ اجازت دین تو مین اُنسے کچھ آپکے واسطے مانگون حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ اے مالکؒ آپ نے بڑی غلطی کی کیا میرا اور اُنکا روزی دینے والا وہی ایک نہین ہو حضرت مالکؒ کہتے ہین کہ مینے کہا ہان سبھی سب کا وہی ایک رازق ہو فرمانے لگین تو پھر کیا وہ درویشون کی روزی کو اُنکی درویشی کے سبب سے بھول گیا ہو اور دولتمندون کی روزی کو اُنکی دولتمندی کے سبب سے یاد رکھتا ہے حضرت مالکؒ کہتے ہین کہ مینے کہا نہین یعنی ایسا نہین ہو یہ سُنکر حضرت رابعہؒ نے کہا کہ پھر جس حالت مین کہ وہ حال ہر ایک کا جانتا ہے کیا ضرور کہ ہم اُسکو یاد دلاوین اُسکو اسی طرح منظور ہے پس ہم بھی وہی پسند کرتے ہین جو اُسکو پسند ہے نقل ہے کہ حسن بصریؒ اور مالکؒ اور شقیق بلخیؒ تینون حضرت رابعہؒ کے پاس موجود تھے اور دربارۂ صدق بات چیت ہو رہی تھی حضرت حسنؒ نے کہا کہ وہ شخص اپنے دعوی مین صادق نہین ہے کہ جو اپنے آقا کی مار پر صبر نکرے حضرت رابعہؒ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اس قول سے بُو خودی کی آتی ہے حضرت شقیق بلخیؒ نے کہا کہ جو شخص اپنے خداوند کی مار پر شکر نکرے وہ اپنے دعوی مین صادق نہین ہو حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ اس سے بہتر چاہیے حضرت مالکؒ نے کہا کہ جو شخص کہ اپنے دوست کے زخم سے لذت نپاوے وہ اپنے دعوی مین صادق نہین ہو حضرت رابعہؒ نے یہ سُنکر بھی کہا کہ اس سے بہتر چاہیے

یہ سنکر ان تینون نے کہا کہ اب آپ فرماوین حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ جو شخص کہ زخم کے دردکو اپنے محبوب کے مشاہدہ مین بھول نجائے وہ اپنے دعوی مین صادق نہین ہے اور اگر کوئی خالق کے مشاہدہ مین اس صفت پر ہو تو تعجب نہین ہے اسلیے کہ مصر کی عورتون نے حضرت یوسفؑ کے مشاہدہ کے وقت اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کچھ تکلیف انکو معلوم نہوئی۔ نقل ہے کہ بصرہ کے شیخون سے ایک شیخ حضرت رابعہؒ کے پاس آئے اور انکے سرہانے بیٹھ گئے اور دنیا کو برا کہنے لگے حضرت رابعہؒ نے یہ سنکر فرمایا کہ تو دنیا کو بہت ہی دوست رکھتا ہے کیونکہ اگر اسکو دوست نرکھتا ہوتا تو اسکا ذکر نکرتا کہ اسباب کا توڑنے والا خریدار ہوتا ہے اگر تو دنیا سے فارغ ہوتا تو اسکے نیک و بد کا ذکر نکرتا لیکن اسلیے یاد کرتا ہے کہ مَن احبَّ شیئاً اکثر ذکرہٗ یعنے جو شخص کہ کسی شے کو دوست رکھتا ہے اسکا ذکر بہت کرتا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ مین عصر کی نماز کے وقت حضرت رابعہؒ کے پاس گیا اور وہ کچھ پکانا چاہتی تھین گوشت دیگچی مین ڈالدیا تھا جب مین انسے باتین کرنے لگا تو فرمانے لگین کہ یہ باتین تو دیگچی پکانے سے بہتر ہین دیگچی کو اسیطرح چھوڑ دیا یہانتک کہ ہمنے نماز مغرب ادا کی بعد نماز مغرب آپ سوکھی روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا آبخورہ لائین اور دیگچی کے پاس گئین تاکہ اسمین سے سالن نکالین خدا کی قدرت سے ہانڈی پکی تیار رکھی آپ پیالے مین نکال لائین اور ہم دونون نے اس گوشت سے کھایا ایسا گوشت پکا ہوا تھا کہ مینے تو کبھی ایسے مزے کا گوشت نہ کھایا تھا حضرت سفیانؒ کہتے ہین کہ مین ایک رات کو حضرت رابعہؒ کے پاس موجود تھا آپ محراب مین جاکر کھڑی ہوئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین دوسرے گوشے مین نماز پڑھتا تھا صبح کے وقت آپ فرمانے لگین کہ ہم کس طرح اسکا شکر کرین کہ اسنے ہمکو تمام رات عبادت کرنے کی توفیق دی اور پھر فرمایا کہ ہم کل شکرانے کا روزہ رکھین گے حضرت رابعہ بصری کی مناجات ہے کہ اے بار خدا اگر تو کل مجھکو دوزخ مین بھیجے گا تو مین تیرا [illegible]

بعینہ ظاہر کرونگی کہ دوزخ مجھ سے ہزار برس کی راہ پر بھاگے اور فرمایا الٰہی جو کچھ کہ تونے دُنیا سے
ہمارا حصّہ کیا ہو وہ اپنے دشمنوں کو دے اور جو چیز کہ آخرت سے تونے ہمارا حصّہ کی ہو وہ اپنے دوستوں کو دے
اسلیے کہ ہمارے واسطے تو تو ہی کافی ہو اور فرمایا کہ اے خداوند اگر مین تیری دوزخ کے خوف سے عبادت
کرون تو تو مجکو دوزخ مین جلا اور اگر بہشت کی امید سے پرستش کرون تو تو اُسکو مجھپر حرام کر اور
اگر تجھے خاص تیری ہی واسطے پوجون تو اپنے جمال باقی سے مجھے بے نصیب نکرنا اور فرمایا کہ
اے بارِ خدا اگر تو مجکو دوزخ مین ڈالے گا تو مین فریاد کرونگی اور کہونگی کہ مین تجھے دوست رکھتی تھی
دوستوں کے ساتھ ہرگز ایسا معاملہ نہین کرتے ہاتف نے آواز دی کہ اے رابعہ تو ہمپر بدگمانی مت کر
ہم تجکو اپنے دوستوں کے گروہ مین ٹھہراینگے تاکہ تو ہمسے بات چیت کرے اور فرمایا کہ الٰہی میرا
کام اور میری آرزو دُنیا مین تمامی دُنیا سے یاد تیری ہے اور آخرت مین تمامی آخرت سے
دیدار تیرا۔ میری آرزو و خواہش تو یہی ہے آیندہ تو مالک ہے جو چاہے سو کر۔ اور ایک
رات کہتی تھین اے پروردگار یا تو میرا دل حاضر کر یا میری بے دلی کی نماز قبول فرما
جب آپ کی موت کا وقت قریب ہوا بزرگ لوگ آپکے سرہانے موجود تھے آپنے فرمایا کہ تم سب
اُٹھ جاؤ اور خدا کے بھیجے ہوؤن کی واسطے جگہ خالی کردو وہ سب اُٹھ کھڑے ہوے اور باہر
آئے اور دروازہ بند کردیا ایک آواز سُنی کہ یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ یعنے
اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر پھر دیر تک کچھ آواز نہ آئی اندر گئے تو دیکھا کہ
آپنے وفات پائی ہے مشائخ نے فرمایا ہے کہ حضرت رابعہؒ دنیا مین آئین اور آخرت کو گئین اور
کبھی حق تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی نہین کی اور کچھ اُس سے نچاہا اور نہ کہا کہ مجکو اِس طرح یا
اُسطرح رکھ بھلا اِسکا تو کیا ذکر ہے کہ خلق سے کچھ درخواست کرتین۔ کسی نے حضرت رابعہؒ کو
خواب مین دیکھا کہا کہ منکر ونکیر کا تو حال کہیے آپ نے فرمایا کہ جب وہ جوانمرد آئے اور کہا کہ
تیرا رب کون ہے تو مینے کہا کہ لوٹ جاؤ اور حق تعالیٰ سے کہو کہ تونے باوجود ہزارہا مخلوق
کے ایک بوڑھی ناتوان عورت کو فراموش نہ کیا بھلا مین کہ ساری دُنیا سے تجھی کو

پر کیتی تھی کیسے قبول جاتی نہین معلوم کرکیا وجہ ہر کہ تو کسیکو بھیجکر پوچھتا ہی کہ تیرا خدا کون ہے
محمد اسلم طوسی اور نقیہ طوسی کہ جنھون نے ایک بیابان مین تین ہزار مرد کو پانی پلایا دونون
حضرت رابعہ کی قبر پر آئے اور فرمایا کہ اے وہ شخص کہ تو شیخی مارتی تھی کہ مین دونون جہان سے
فارغ ہون اب بتا کہ کیا حال ہے آواز آئی کہ جو جیز کہ مینے دیکھی ہے اور دیکھ رہی ہون مجکو مبارک ہو
اللہ پاک و برتر اپنی بخشش سے اُسپر رحمت کرے۔

دسوان باب فُضَیل بن عیاض کے ذکر مین اللہ کی رحمت اُسپر ہو

وہ توبہ کرنیوالون کے پیشوا وہ احسان و کرم کے آفتاب وہ خدا شناسی اور پرہیزگاری کے دریا وہ ہر دو جہان سی فارغ اپنے زمانے کے پیر کامل فُضَیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ مشائخ بزرگ سی تھے اور طریقت کی کسوٹی اور اپنے ہم زمانہ لوگونکے ممدوح تھے اور اُس زمانے کے لوگ آپکے بہت معتقد تھے اور ریاضت اور کرامت مین دستگاہ بلند رکھتے تھے اور پرہیزگاری اور خدا شناسی مین بے مثل تھے اوّل حالت آپ کی ایسی تھی کہ آپنے مرو اور باورد کے بیابان مین خیمہ ڈالرکھا تھا ٹاٹ کا لباس پہنتے تھے اور اُونی ٹوپی اوڑھتے تھے اور ایک تسبیح گردن مین ڈالے رہتے تھے اور آپکے یار بہت سے تھے کہ سب چور اور ڈاکو تھے جو مال کہ اُنکے پاس لاتے تھے وہ تقسیم کرتے تھے کیونکہ اُنکے سردار تھے اور جو جیز کہ اُنکو پسند ہوتی تھی وہ اپنے واسطے رکھ لیتے تھے اور کبھی نمازِ جماعت نہ چھوڑتے تھے اور جو خدمتگار کہ جماعت سے نماز نہ پڑھتا تھا اُسکو اپنے یہان سے نکال دیتے تھے ایک روز ایک بڑا قافلہ اُس طرف سے گذرا قافلے والون نے چورون کی شہرت سُنی تھی ایک مرد کے پاس قافلے مین بہت سا روپیہ تھا اُسنے اپنے دل مین کہا کہ بیابان کے درمیان کسی جگہ چھپا دون تاکہ اگر قافلہ لٹ بھی جائے تو یہ نقدی تو بچ رہے اُس بیابان مین گیا دیکھتا کیا ہے

کہ ایک خیمے کے اندر ایک شخص ٹاٹ کا لباس پہنے مصلّے پر بیٹھا تسبیح پھیر رہا ہے اُسنے اپنے دل مین
کہا کہ خوب ہوا کہ اِس بزرگ سے ملاقات ہو گئی اب مین روپیہ اِسکے سپرد کر دونگا وہان گیا
اور اپنا حال بیان کیا آپنے اشارہ کیا کہ خیمے مین رکھدے اُس مرد نے رکھدیا اور قافلے کی
طرف آیا یہان چورون نے قافلہ لوٹ لیا تھا اِس مرد نے جو کچھ کہ قافلے مین بچ گیا تھا اُٹھایا
اور اُس خیمے کی طرف آیا کہ اپنی امانت لیوے جب اُس خیمے کے پاس پہونچا تو کیا دیکھتا ہے
کہ چور مال تقسیم کر رہے ہین اِس مرد نے اپنے دل مین کہا ہاے مینے اپنا مال اپنی ہاتھون
چور کو دے دیا فضیل رح نے جو اِس مرد کو دور سے دیکھا آواز دی وہ مرد ڈرتا ڈرتا وہان گیا
فضیل رح نے پوچھا کہ کس کام کو آیا ہی اُس مرد نے کہا کہ اپنی امانت چاہتا ہون کہا کہ جس جگہ کہ
تو نے رکھی ہی اُٹھا لے اُس مرد نے اُٹھا لی اور قافلے کی طرف راہی ہوا فضیل رح کے یارون نے کہا
کہ ہمنے اِس قافلے مین کچھ بھی نقدی نہین پائی تو نے کسواسطے اِسکا روپیہ اِسکو لوٹا دیا فضیل رح نے کہا
کہ یہ مرد مجھپر نیک گمان لیجاتا ہے اور مین بھی خداے تعالی پر نیک گمان رکھتا ہون مینے اُسکے
گمان کو سچّا کیا ہے تاکہ خداے تعالی اپنے کرم و احسان سے میرے گمان کو سچّا کرے اُسکے
بعد لُٹیرون نے دوسرے قافلے کو لوٹا اور بہت مال لائے اور کھانا کھانے بیٹھے قافلے
والون سے ایک مرد نے اُنسے پوچھا کہ تمھارا کوئی سردار نہین ہے لُٹیرون نے کہا کیون نہین ہے
اُسنے کہا کہ کہان ہی چورون نے کہا کہ دریا کے کنارے نماز پڑھ رہا ہی اُس مرد نے کہا کہ نماز کا وقت
نہین ہی چورون نے کہا کہ نفل پڑھ رہا ہے پھر اُسنے کہا کہ وہ کھانا نہین کھاتا چورون نے کہا
کہ روزہ رکھتا ہی اُسنے کہا کہ ماہ رمضان نہین ہے چورون نے کہا کہ وہ نفل روزے رکھتا ہے
اِس مرد کو تعجب ہوا ایس فضیل رح کے پاس گیا اور کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ روزہ اور چوری اور
نماز باہم کیا نسبت رکھتے ہین فضیل رح نے کہا کہ تو قرآن جانتا ہے اُسنے کہا کہ جانتا
ہون کہا کہ تو نے یہ آیت نہین پڑھی ہے کہ وَآخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
یعنے اور دوسرون نے اقرار کیا اپنے گناہون کا اُنھون نے نیک عمل کو ملا جلا دیا

وہ مرد یہ سنکر سخت حیران ہوا۔ نقل ہے کہ فضیل رح کی طبیعت مین مروّت اور ہمت اسقدر تھی کہ اگر قافلے مین کوئی عورت ہوتی تھی تو اُس قافلے کے پاس بھی نہ بھٹکتے تھے اور جسکے پاس کم مال تھوڑا ہوتا تھا اُسکا نہ پکڑتے تھے اور ہر شخص کے پاس تھوڑی پونجی چھوڑ دیتے تھے اور آپ کی توجہ نیکی پر بہت رہتی تھی شروع مین ایک عورت پر عاشق تھے جو کچھ کہ لوٹ مار سے حاصل کرتے تھے اُس عورت کو بھیجدیتے تھے اور کبھی کبھی اسکے پاس خود بھی جاتے تھے اور اُسکے عشق و محبت مین رویا کرتے تھے اتفاق سے ایک رات ایک قافلہ گذرا اُس قافلے مین ایک شخص یہ آیت پڑھتا تھا کہ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یعنی کیا ایمان والون کے واسطے وہ وقت نہین آیا کہ اُنکے دل خدا سے ڈرین اس آیت نے فضیل رح کے دل پر ایسا اثر پیدا کیا کہ گویا ایک تیر تھا کہ جسنے جاکر فضیل رح کی جان کو سوراخ دار بنادیا اُسیوقت یہ کہا کہ ہاے مین کب تک لوٹ مار کرتا رہونگا اب وہ وقت آگیا کہ اے پروردگار ہم تیری راہ طے کرین یہ کہکر فریاد کرنا اور کہنا شروع کیا کہ وَجَاءَ قَتَابَ وَ اَنَابَ یعنی وقت آگیا اور آئے اور توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع ہوگئے اور پریشان اور شرمندہ اور بیقرار ایک ویرانے کو چلدیے وہان ایک قافلہ اُترا ہوا تھا بعض نے اُن مین سے کہا کہ فضیل راستے پر موجود ہین اس راہ سے جانا نہ چاہیے فضیل رح نے یہ سُنکر کہا اے جماعت تمھین خوشخبری ہو کہ اُسنے توبہ کی آج وہ تمسے بھاگتا ہے یہ کہتے جاتے تھے اور زار زار روتے تھے اور جنکا دل دُکھایا تھا اُنکو راضی کرتے تھے اور اپنا قصور اُنسے معاف کراتے تھے مگر باوردین ایک یہودی تھا کہ وہ کسی طرح راضی نہوا اور اُس یہودی نے اپنے یارون سے کہا کہ آج وہ روز ہے کہ ہم محمدیون کی حقارت کرین پھر فضیل رح سے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمھین معاف کردون تو اُس ریت کے ٹیلے کو یہان سے اُٹھا دو اور وہ ایک بہت بڑا ٹیلا تھا فضیل رح نے اُسکو رات و دن ڈھونا شروع کیا اتفاق سے ایک رات آندھی آئی اور اُس ریت کو نیست و نابود کردیا یہودی نے جب یہ دیکھا

تو کہنے لگا کہ مینے قسم کھائی تھی کہ جب تک میرا مال نہ دوگے معاف نکرونگا اب میری تکیے کے نیچے
سونے کی تھیلی دھری ہی اُٹھا کر مجھے دیدو تاکہ میری قسم راست ہوجاوے اور مین تمھین معاف کردون
فضیل رح نے اُسکے تکیے کے نیچے سے ہاتھ ڈالکر سونے کی تھیلی نکالکر اسکو دیدی یہودی نے کہا کہ
پہلے دین اسلام کی مجھے ہدایت کرو تب تمھین معاف کرونگا آپنے کلمہ شہادت پڑھایا اور یہودی
مسلمان ہوگیا اور آپکو معاف کردیا پھر کہنے لگا کہ آپ جانتے ہین کہ مین مسلمان کیون ہوگیا آپنے
کہا نہین کہا کہ آج کے روز تک مجھکو تحقیق نہین معلوم ہوا تھا کہ سچا دین کونسا ہی آج مجھے تحقیق ہوگیا
اسلیے کہ مینے توریت مین پڑھا تھا کہ جسکی توبہ سچی ہوتی ہی اگر وہ شخص خاک کے ڈھیر پر ہاتھ رکھے
تو سونا ہوجاتی ہی میرے تکیے کے نیچے خاک تھی مینے چاہا کہ آپکو آزماؤن اب مجھے معلوم ہوگیا
کہ آپکا دین سچا ہے ۔ **نقل ہے** کہ فضیل رح نے ایک شخص سے کہا کہ تو خدا کے واسطے مجھے
بند و نصیحت کر اور بادشاہ کے پاس لیچل کیونکہ مینے شرع کے خلاف بہت سے کام کیے ہین
وہ مجھپر حکم شرع قائم کرے اُسنے ایسا ہی کیا بادشاہ نے جب اُنکی پیشانی پر نظر کی تو اُنکو
نیکوکار پایا حکم دیا کہ عزت کے ساتھ اُنکے گھر پہونچا دو جب گھر کے دروازے پر پہونچے
تو آپنے آواز دی گھر والون نے کہا کہ ہای آج اسکی آواز بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے شاید کہ
کوئی زخم کھایا ہی یہ سنکر فضیل رح نے کہا کہ ہان تم سچ کہتے ہو مینے بڑا زخم کھایا ہے اُنھون نے کہا
کہ کہان کہا کہ جان پر اور گھر مین گُھسے اور بیوی سے کہا کہ مین کعبۃ اللہ کا ارادہ رکھتا ہون
اگر تم چاہو تو مین تمھین آزاد کردون بیوی نے کہا کہ مین تو آپسے کبھی علیحدہ نہونگی اور جس جگہ
آپ رہینگے آپکی خدمت کرونگی پس دونون نکلے اور حق تعالی نے راستہ اُنپر آسان کردیا
اور وہانکی مجاوری اختیار کی اور بعض اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور حضرت امام ابوحنیفہ رح کی
صحبت مین مدت تک رہی اور اُنسے علم پڑھا اور ریاضت اور روایات مین کمال حاصل کیا اور
مکے کے لوگ آپکے پاس جمع ہوتے تھے اور آپ اُنکے سامنے وعظ کہتے تھے یہانتک کہ ان کا
حال ایسا ہوا کہ اُنکے رشتہ دار بغداد سے اُنکی ملاقات کو آئے آپنے اُنکو اپنے پاس آنے نہ دیا

اور جب انھون نے مجبور کیا تو آپ بالاخانہ پر چڑھ گئے اور کہا ای غافل مرد خدا اے تعالی تمکو عقل دیوے اور کسی کام مین مشغول کرے یہ سُنکر سب کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور آخر کار مایوس ہوکر خراسان کو روانہ ہوئے اور فضیل رح سیلح کو بیٹھے پر روتے رہے اور انکے واسطے دروازہ نہ کھولا۔
نقل ہے کہ ایک رات ہارون رشید نے فضیل برمکی سے کہا کہ تو مجھے اس رات کسی بزرگ کے پاس لیجل کیونکہ میرا دل اس کاروبار سے اکتا گیا ہے تھوڑی دیر آرام پاؤن فضیل برمکی ہارون رشید کو سُفیان رح عینیہ کے مکان پر لے گئے دروازہ کھٹکھٹایا سُفیان رح نے کہا کون ہے کہا امیر المؤمنین کہا کہ مجھے خبر کیون نہ کی کہ مین خود خدمت مین حاضر ہوتا ہارون رشید نے یہ سُنکر کہا کہ وہ یہ مرد نہین ہے کہ جسکو مین تلاش کرتا ہون سفیان رح نے یہ سُنکر جواب مین کہا کہ ڈیسا مرد کہ جیسا آپ تلاش کرتے ہین فضیل عیاض رح ہے فضیل عیاض رح کے مکان کے دروازے پر گئے آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے کہ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ ہارون رشید نے کہا اگر کوئی نصیحت طلب کرون تو یہ آیت کافی ہے اور معنی اس آیت کے یہ ہین کہ جن لوگون نے کہ بُرے کام کیے ہین کیا وہ گمان کرتے ہین کہ ہم انکو ان لوگونکے ساتھ کہ جنھون نے نکوکاری کی ہے برابر کردین گے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹایا فضیل رح نے کہا کون ہے کہا کہ امیر المؤمنین ہین کہا کہ امیر المؤمنین کا مجھسے کیا کام ہے اور مجھے اسکے ساتھ کیا کام ہے مجھکو مشغول مت کرو فضیل برمکی نے کہا کہ حاکمون کی اطاعت کرنا واجب ہے کہا کہ مجھے رنج مت دو فضیل برمکی نے کہا کہ ہمکو اجازت دو ورنہ ہم زبردستی گھس آئینگے کہا کہ اجازت نہین ہے اگر زبردستی آتے ہو تو تم مختار ہو ہارون رشید اندر داخل ہوئے فضیل رح نے چراغ گل کردیا کہ ہارون رشید کا چہرہ نظر نہ آوے اسی اثنا مین ہارون رشید کا ہاتھ حضرت فضیل رح کے ہاتھ پر پڑ گیا حضرت فضیل رح نے فرمایا کہ یہ ہاتھ کیسا نرم ہے اگر دوزخ کی آگ سے رہائی پاوے اور یہ کہکر نماز کی نیت باندھ لی ہارون رشید رونے لگے اور کہا کہ آخر آپ کوئی بات تو کیجیے حضرت فضیل رح نے جب سلام پھیرا

تو کہا کہ آپ کے باپ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اُنھون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجھکو کسی قوم کا سردار کر دیجیے آن حضرتؐ نے فرمایا کہ ای چچا مینے آپکو آپکے نفس پر سردار کیا یعنے تمھارا نفس خدا کی اطاعت مین خلق کی ہزار سال کی اطاعت سے بہتر ہی اسلیے کہ تحقیق حکومت قیامت کے روز ندامت ہوگی ہارون رشید نے کہا کچھ اور فرمایئے حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ جب عمر عبد العزیزؒ کو تخت سلطنت پر بٹھایا تو اُسنے سالم بن عبد اللہ اور رجاء بن حیوٰۃ اور محمد بن کعب کو بلایا اور کہا کہ مین اس کاروبار مین مبتلا ہوا ہون میری تدبیر کیا ہی ایک نے کہا اگر تو چاہتا ہی کہ کل تجکو عذاب سے نجات ہووے تو مسلمان بوڑھون کو بجاے اپنے باپ کے جان اور جوانون کو بجاے بھائی کے اور بچون کو بجاے فرزندون کے اور عورتون کو بجاے بہن اور مان کے اور اُنکے ساتھ معاملہ ایسا کر کہ باپ اور مان اور بھائی اور بہن کے ساتھ۔ کہا کچھ اور کہیے کہا کہ مسلمانون کے گھر تیری گھر کے مثل ہین۔ اور لوگ تیرے لڑکے بالون کے مثل ہین۔ کہا کہ کچھ اور کہیے کہا کہ مہربانی کر بزرگون کے ساتھ اور احسان کر بھائیون کے ساتھ اور نیکی کر اولاد کے ساتھ۔ پھر کہا کہ مین تیری خوبصورت صورت سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو دوزخ کی آگ مین مبتلا ہووے اور بُری ہووے اور کہا کم من وجہ صبیح فی النار یفضح وکم من امیر ھناک اسیر یعنی بہت سی اچھی صورتین آگ مین فضیحت ہونگی اور بہت امیر وہان قید ہونگے۔ کہا کچھ اور بھی فرمایئے اور ہای ہاے کرکے روتا تھا حضرت فضیل رحمہ اللہ نے کہا کہ خداے عزّ اور خداوند کے جواب کے واسطے ہوشیار ہو اور تیار رہ کہ قیامت کے روز خداے تعالیٰ تجھ سے ایک ایک مسلمان کے بارے مین بازپرس کریگا اور ہر ایک کا انصاف طلب کریگا اگر کسی رات کوئی بڑھیا بھی کسی گھر مین بھوکی سوئی ہوگی کل قیامت کو تیرا دامن پکڑیگی اور تجھ سے جھگڑے گی ہارون رشید روتے روتے ایسا بیہوش ہوگیا کہ کچھ خبر نہ رہی فضیل ربکی نے کہا کہ ای فضیلؒ بس کیجیے کہ آپنے امیر المؤمنین کو مار ڈالا حضرت فضیلؒ نے کہا کہ چپ رہ ای ہامان اسلیے کہ مینے نہین

بلکہ تونے اور تیری قوم نے اسکو قتل کیا ہارون رشید اس بات سے اور بھی بیقرار ہو کر رو دیا
اور فضیل برمکی سے کہا کہ تجھے امان اس سبب سے کہا کہ مجکو فرعون جانتا ہے پھر ہارون رشید نے
پوچھا کہ آپ کو کسیکا کچھ دینا ہے حضرت فضیل رح نے کہا کہ ہاں خدائے تعالی کا قرض مجپر ہے
اور وہ قرض طاعت ہے اگر وہ میری اسپر گرفت کرے افسوس مجپر ہارون رشید نے کہا کہ مین
لوگون کا قرض پوچھتا ہون کہا اللہ کا شکر ہے کہ اُسنے مجکو نعمت بہت بخشی ہے اور مجھے
اُسکی کچھ شکایت نہین پھر ہارون رشید نے ہزار دینار کی تھیلی اُنکے سامنے رکھدی اور کہا کہ
یہ مال حلال ہے اور مجھے ماں کے ورثہ سے ملا ہے حضرت فضیل رح نے کہا کہ میری اِن ساری
نصیحتون نے تجھے کچھ فائدہ نہ دیا اور تو نے اسی جگہ سے ظلم شروع کیا اور بے انصافی اختیار کی
عجب ہے کہ مین تو تجکو نجات اور بے تعلقی کیطرف بلاتا ہون اور تو مجھے ہلاکت مین ڈالتا ہے
اور مجھپر بوجھ لادتا ہے مین کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس ہے حقدارون کو دے تو دوسرے کو
کہ جسکو نہین چاہیے دیتا ہے یہ کہکر ہارون رشید کے پاس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دروازہ
بند کر لیا ہارون رشید باہر آئے اور کہا ہاے یہ کیسا مرد ہے اور سچ تو یہ ہے کہ درحقیقت فضیل رح ہے
نقل ہے کہ ایک روز حضرت فضیل اپنے بیٹے کو گود مین لیکر پیار کرنے لگے جیسے کہ معمول والدین
کا ہے لڑکے نے کہا ای باپ آپ مجھے دوست رکھتے ہین آپ نے فرمایا ہان کہا کہ آپ
خدائے تعالی کو بھی دوست رکھتے ہین فرمایا ہان کہا اے باپ ایک دل مین دو دوست
تو نہین رکھ سکتے حضرت فضیل رح جان گئے کہ یہ بات حق تعالی ہی کی طرف سے ہے
لڑکے کو گود سے اُتار دیا اور خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے نقل ہے کہ حضرت فضیل رح
ایک روز عرفات مین کھڑے خلق کو دیکھ رہے تھے اور اُنکی گریہ وزاری سنتے تھے
ایکبارگی آپ فرمانے لگے سبحان اللہ اگر اسقدر مخلوق کسی بخیل کے پاس جاکر اُس سے
زر طلب کرین وہ اُنکو مایوس نہ پھیرے ای خداوند تیرے نزدیک کہ تو خداوند کریم ہے اُنکا
بخشدینا اُس سے آسان زیادہ ہے اور تو تو سارے کرم کرنے والون سے زیادہ کرم

گر ہوا الہی تجھ سے امید ہو کہ ان سب کو بخشدے نقل ہے کہ عرفات کی رات مین لوگون نے حضرت فضیل رح سے پوچھا کہ آپ اس مخلوق کے بارے مین کیا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر فضیل رح انمین نہوتا تو سارے بخشدیے جاتے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ کیا وجہ ہو کہ ہم ڈرنیوالون کو نہین دیکھتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر تم خائف ہوتے تو وہ تم سے پوشیدہ نہوتے اسلیے کہ خائف کو بجز خائف کے اور ماتمی کو بغیر ماتمی کے کوئی نہین دیکھہ سکتا لوگون نے کہا کہ مرد کس وقت خدا کی دوستی مین کمال کو پہونچتا ہو آپنے فرمایا کہ جب منع کرنا اور عطا کرنا اُسکے نزدیک برابر ہو لوگون نے کہا کہ آپ ایسے مرد کے حق مین کہ جو لبیک کہنا چاہتا ہو لا کے خوف سے لبیک نہین کہہ سکتا کیا کہتے ہین آپنے کہا کہ مین امید رکھتا ہون کہ جو شخص کہ ایسا ہو اور آپ کو ایسا جانے کہ کوئی لبیک کہنے والا اُس سے زیادہ نہین ہوسکتا لوگون نے پوچھا کہ اصل دین کیا ہو آپنے فرمایا کہ عقل لوگون نے کہا کہ اصل عقل کیا ہو آپنے فرمایا کہ حلم پھر پوچھا کہ اصل حلم کیا ہو فرمایا صبر حضرت احمد حنبل رح فرماتے ہین کہ مینے فضیل رح کو یہ کہتے سُنا کہ جو ریاست دُنیا کا چاہان ہوا خوار ہوا مینے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپنے فرمایا کہ تابع ہو متبوع مت ہو کہ یہ پسندیدہ ہو بشر حافی رح کہتے ہین کہ مینے حضرت فضیل رح سے پوچھا کہ زہد بہتر ہے یا رضا آپنے فرمایا کہ رضا اسلیے کہ راضی برضا سے مولی کوئی مرتبہ اپنے مرتبے سے زیادہ طلب نہین کرتا نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری رح کہتے ہین کہ ایک رات کو مین حضرت فضیل رح کے پاس گیا اور مین آپکے سامنے آیات اور احادیث اور پسندیدہ اقوال بیان کرتا رہا اور پھر مینے کہا کہ بڑی مبارک رات آج کی رات ہے اور بڑا مبارک جلسہ اس رات کا جلسہ ہے اور یقیناً ایسا جلسہ خلوت سے بہتر ہو حضرت فضیل رح نے کہا کہ بہت بری رات جو آج ہوئی اور بہت برا جلسہ کہ کل تھا مینے کہا کہ یہ آپنے کیا فرمایا فرمانے لگے اسلیے کہ تو ساری رات اسی خیال مین رہا کہ ایسی بات کہے کہ مجھے پسند آوے اور مین اسی فکر مین رہا کہ کہان سے ایسا عمدہ جواب دون کہ تجھے پسند ہو ہم دونون ایک دوسرے کی بات کے خیال مین خدای تعالی سے غافل رہے پس تنہائی اور خدا کے ساتھ مناجات کرنا بہتر ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت فضیل رح نے عبداللہ مبارک رح کو اپنی آگے جاتی ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا
کہ جہان سے آئے ہو لوٹ جاؤ ورنہ مین لوٹ جاؤنگا تم اسلیے آتے ہو کہ مجھسے کچھ باتین کرو اور
مین تم سے کچھ باتین کرون۔ نقل ہے کہ ایک مرد حضرت فضیل رح کی زیارت کو آیا آپ نے فرمایا
کہ کس کام کو آئے ہو اُسنے کہا اسلیے آیا ہون کہ تم سے آسایش پاؤن اور آپ کی گفتگو سے محبت
دانش حاصل کرون آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ امر وحشت کے بہت نزدیک ہی اور تم نہین آئے ہو مگر
اسلیے کہ مجھکو جھوٹ سے فریب دو اور مین تمکو جھوٹ سے فریب دون تم جہان سے آئے ہو
وہین لوٹ جاؤ اور آپ نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ بیمار ہو جاؤن تا کہ نماز جماعت کو نہ جاؤن اور
لوگونکو نہ دیکھون اور فرمایا کہ اگر ہو سکے تو ایسی جگہ خلوت گزین ہو کہ کوئی تمکو نہ دیکھے اور تم کسیکو
نہ دیکھو کہ یہ بات بہت بزرگ ہی۔ اور فرمایا کہ ایسے شخص کا کہ میرے پاس آوے اور مجھے سلام نکرے
اور اگر مین بیمار پڑون تو میری بیمار پُرسی کو نہ آوے مین بڑا احسانمند اور شکر گزار ہون
اور فرمایا کہ جب رات ہوتی ہی تو مین خوش ہوتا ہون کہ اب مجھے خلوت بے تفرقہ حاصل ہوگی
اور جب صبح ہوتی ہی تو مین غمگین ہوتا ہون اس خیال سے کہ اب لوگ آوینگے اور مجھکو تشویش مین
ڈالینگے اور فرمایا کہ جو شخص کہ تنہائی سے بھاگتا ہی اور مخلوق سے اُنس پکڑتا ہی سلامت سے دور ہے
اور فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے عمل کی گفتگو کرتا ہی اُسکی بات بہت کم ہوتی ہی مگر اُس چیز مین کہ اُسکے
کار آمد ہو اور فرمایا کہ جو شخص کہ خدائے تعالی سے ڈرتا ہی اُسکی زبان گونگی ہو جاتی ہے
اور فرمایا کہ اگر خدائے تعالی کسی بندے کو دوست رکھتا ہی تو اُسکو رنج و غم بہت سا دیتا ہے
اور اگر دشمن رکھتا ہی تو دُنیا کو اُسپر فراخ کرتا ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی غمگین کسی اُمت کے
درمیان روتا ہے تو ساری اُمت کو اُسکے واسطے غمگین کرتے ہین اور فرمایا کہ ہر چیز کی
زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ درازی غم ہے اور یہی وجہ ہی کہ حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین رہتے تھے اور فرمایا مجھے یہ عجیب بات ہی کہ بہشت مین کوئی
روئے اس سے زیادہ یہ عجیب ہے کہ دُنیا مین کوئی ہنسے اور فرمایا کہ جس شخص کے کہ دل مین

خوف الٰہی سما جاتا ہے ایسی بات کہ اُسکے کار آمد ہو اُسکی زبان پر نہین گذرتی اور اُس خوف کے سبب سے دُنیا کی محبت اور نفس کی خواہشونکو جلاتا ہے اور دُنیا کی رغبت کو دل سے دور کرتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے ساری چیزین اُس سے ڈرتی ہین اور جو شخص کہ خدا ہی تعالیٰ سے نہین ڈرتا وہ خود تمام چیزون سے ڈرتا ہے اور فرمایا کہ بندہ کا خوف و ڈر بندے کے علم کے موافق ہوتا ہے اور بندے کا زہد دنیا مین بندہ کی رغبت کے موافق ہوتا ہے آخرت کے ساتھ اور فرمایا کہ مینے کسی شخص کو اس اُمت مین ابن سیرین سے زیادہ خدا سے امید کرنے والا اور اُس سے ڈرنے والا نہین دیکھا اور فرمایا کہ اگر ساری دُنیا مجھپر حلال کردین تو مین اُس سے اسقدر شرم کرون کہ جسقدر تم مُردار سے شرم کرو اور فرمایا کہ ساری بُرائیون کو ایک مکان مین جمع کیا اور اسکی کُنجی دُنیا کی دشمنی کی اور فرمایا کہ دُنیا مین شروع کرنا آسان ہے لیکن بری الذمہ ہونا اور خلاص پانا دشوار ہے اور فرمایا کہ دُنیا مثل ایک بیمارون کے مکان کے ہے اور خلق اُسمین مثل دیوانون کے ہے دیوانے بیمارخانے مین بندھے جکڑے رہتے ہین اور فرمایا کہ خدا کی قسم اگر آخرت باقی مٹی کی ہوتی اور دُنیا فانی زر کی تو لائق تھا کہ خلق کی رغبت باقی مٹی پر ہوتی اور جس صورت مین کہ دُنیا کی اصل فانی مٹی ہو ہے اور آخرت کی زر باقی سے تو زیب دیتا ہے کہ آخرت پر رغبت ہو اور فرمایا کہ کسی شخص کو دُنیا کی کوئی شے نہین دی جب تک کہ اُسکی آخرت سے سو حصے کم نہ کیے اسلیے کہ تجھے خدا کے یہان وہی ملیگا کہ تو نے کمایا ہے اور کماتا ہے اب تجھے اختیار ہے چاہے بہت کر چاہے تھوڑا۔ اور فرمایا کہ نرم جامہ و مزہ دار کھانے کا مزہ مت ڈالو کہ کل کو اُس لباس اور کھانے کی لذت سے محروم رہوگے اور فرمایا کہ جن لوگون نے ایک دوسرے سے ملنا جلنا چھوڑا ہے تکلف کی وجہ سے چھوڑا ہے جس وقت کہ تکلف درمیان سے اُٹھ جائیگا گستاخانہ باہم زندگی بسر کرینگے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے پہاڑون کو وحی کی کہ مین تم مین سے ایک پر ایک پیغمبر کے ساتھ کلام کرونگا سارے پہاڑون نے تکبر کیا سوا طور سینا کے کہ اُسپر حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا اسی وجہ سے کہ اُسنے

تواضع کی اسکو پسند کیا اور رضا کے ساتھ تواضع کرنا عاجزی کرنا ہی اور اسکے حکموں کو بجا لانا اور جو کچھ کہ فرمائے اسکا قبول کرنا اور جس سے کہ منع فرمائے اس سے باز رہنا اور فرمایا کہ جس شخص نے کہ اپنے آپ کو معزز سمجھا وہ تواضع سے بے نصیب ہے اور فرمایا کہ تین چیزوں کی طالب مت ہو انکو واسطے کہ نہ پاؤ گے ایک تو ایسا عالم کہ جسکا علم عمل کی ترازو میں پورا ہو نہ پاؤ گے اور بے علم رہو گے دوسری ایسے عامل کی کہ اسکا اخلاص عمل کے ساتھ موافق ہو تلاش مت کرو کہ نہ پاؤ گے اور بے عامل رہو گے تیسرے برادر بے عیب مت ڈھونڈھو کہ نہ پاؤ گے اور بے برادر رہو گے اور فرمایا جو شخص کہ اپنے بھائی کے ساتھ دوستی ظاہر کرتا ہی زبان سے اور دل میں دشمنی رکھتا ہی خدائے تعالی اسپر لعنت کرتا ہے اور اسکو اندھا اور بہرا کریگا اور فرمایا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ عمل کرنا ریا تھا اب وہ وقت ہے کہ عمل نکرنا ریا ہی اور فرمایا کہ خلق کیواسطے عمل کو درست رکھنا ریا ہی اور خلق کے لیے عمل کرنا شرک ہی اور اخلاص وہ ہی کہ حق تعالی تجھکو ان دونوں صفت سے محفوظ رکھے اور فرمایا کہ اگر میں قسم کھا کر کے یہ کہتا کہ میں ریاکار ہوں زیادہ پسند کرتا ہوں اس کہنے سے کہ میں ریاکار کو دیکھنے والا ہوں اور فرمایا کہ اصل زہد حق تعالی سے ہر کام پر راضی ہونا ہی کہ جو وہ کرے اور سب سے زیادہ لائق مخلوق کہ راضی برضائے مولی ہو اہل معرفت ہیں اور فرمایا کہ جو شخص کہ خدائے تعالی کو جیسا کہ حق اسکے پہچاننے کا ہی پہچانتا ہی وہ اسکی عبادت بھی جیسا کہ حق عبادت کا ہی بجا لاتا ہی اور جوانمردی وہ ہی کہ برادران اسلام سے مدد کا خواہان ہو اور فرمایا کہ اصل توکل وہ ہی کہ اللہ کے سوا کسی سے امید نرکھے اور سوا خدا کے کسی سے نڈرے اور فرمایا کہ متوکل وہ ہے کہ خدا پر اعتماد رکھے وہ شخص نہیں ہی کہ خدا پر سے امر میں الزام لگا دے اور اس کی شکایت کرے یعنی ظاہر و باطن اسکے احکام پر سر جھکا دے اور فرمایا کہ جب تجھسے یہ پوچھیں کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہی تو تو خاموش رہ کیونکہ اگر کہے گا نہیں تو تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہے گا ہاں تو تیرا فعل دوستوں کے فعل جیسا نہیں ہی پس یہ جھوٹ ہوگا اور فرمایا کہ مجھے خدائے تعالی سے بہت شرم آتی ہی کہ بار بار پاخانے کو جاؤں حالانکہ آپ تین روز میں ایکبار رفع حاجت کو

جاتے تھے اور فرمایا کہ بہت سے مرد ہیں کہ کسی جگہ میں طہارت کو جاتے ہیں اور پاک ہو کر باہر آتے ہیں اور بہت سے مرد ہیں کہ کعبہ جاتے ہیں اور ناپاک ہو کر باہر آتے ہیں یعنی گنہگار کے گنہگار ہی رہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ عاقلوں کے لیے لڑنا بے عقلوں کے ساتھ حلوا کھانے سے زیادہ آسان ہے اور فرمایا کہ جو شخص کہ فاسق کے سامنے بخندہ پیشانی ہنستا ہے مسلمانی کے ویران کرنے میں کوشش کرتا ہے اور فرمایا کہ اگر کوئی چارپایہ کو لعنت کرتا ہے تو چارپایہ کہتا ہے کہ میری اور تیری دونوں کی طرف سے آمین اور جو کوئی کہ خدا کا نافرمان زیادہ ہے اُس پر لعنت ہو اور فرمایا کہ اگر مجھے خبر دیں کہ تیری ایک دُعا مقبول ہوگی جو کچھ چاہے مانگ تو میں وہ دُعا بادشاہ کے لیے مانگوں کیونکہ اگر اپنی بہتری کے واسطے دُعا کرونگا تو اسمیں صرف میری ہی بہتری ہوگی اور بادشاہ کی بہتری میں مخلوق کی بہتری ہوگی اور فرمایا کہ دو خصلتیں دل کو خراب کرتی ہیں بہت کھانا اور بہت سونا اور فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں کہ دونوں نادانی کی اصل ہیں ایک تو یہ ہے کہ بغیر کوئی عجیب وغریب بات دیکھے ہوئے ہنستے ہو اور دوسرے یہ کہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہو اور خود اسپر عمل نہیں کرتے اور شب بیداری سے بھاگتے ہو اور فرمایا کہ خدای تعالی فرماتا ہے اے فرزند آدم اگر تو مجھے یاد کرتا ہے تو میں تجھے یاد کرتا ہوں اور اگر تو مجھے فراموش کرتا ہے تو میں تجھے فراموش نہیں کرتا ہوں اور جبکہ تو مجھے یاد نہیں کریگا وہ تیرا قصور ہے اور کیا تیرا قصور نہیں ہے اب خیال کر کہ تو کیا کر رہا ہے اور فرمایا کہ حق تعالی نے پیغمبروں سے ایک پیغمبر کو ارشاد کیا ہے کہ گنہگاروں کو خوشخبری دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو میں قبول کرونگا اور ڈرا صدیقوں کو کہ اگر میں عدل سے اُنکے ساتھ معاملہ کرونگا تو سب کو عذاب کرونگا ایک شخص نے حضرت فضیل رح سے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے آپنے فرمایا کہ اہل تفرقہ نیک ہیں یا اللہ پاک کہ واحد ہے بڑا قہر کرنے والا نیک ہے ایک روز آپنے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک دینار ہاتھ میں لیے جانچ رہا ہے اور اُسپر جو میل کچیل ہے اُسکو ہاتھ سے مل مل کر صاف کر رہا ہے آپنے فرمایا کہ اے بیٹے تیرے واسطے اسکا ترک کرنا دس حج اور عمرے سے بڑھ کر ہے نقل ہے کہ ایک روز آپکے صاحبزادے کا پیشاب

بند ہوگیا تھا حضرت فضیلؒ نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ اے پروردگار تجھے میری دوستی کی قسم ہے کہ تکلیف ہے اسکو رہائی عطا فرما فی الفور لڑکا اچھا ہوگیا آپ مناجات میں فرمایا کرتے کہ اے اللہ تو مجھے بھوکا رکھتا ہے اور میرے بال بچوں کو بھوکا اور ننگا رکھتا ہے اور رات کو چراغ تک نہیں دیتا ایسا معاملہ تو تیرا تیرے دوستوں کے ساتھ ہوتا ہے میں نے کس طرح سے یہ دولت پائی کہ تو میرے ساتھ بھی ایسا معاملہ کرتا ہے اور آپ مناجات میں فرماتے الٰہی مجھپر رحمت کر کہ تو میری حال پر دانا اور بینا ہے اور مجھپر عذاب مت کر کیونکہ تو مجھپر قادر ہے۔ نقل ہے کہ تیس برس تک کسی نے حضرت فضیلؒ کو ہنستے نہ دیکھا مگر اس روز کہ آپ کے صاحبزادے نے انتقال کیا آپ مسکرائے لوگوں نے کہا کہ اے خواجہ یہ کیا موقع ہنسی کا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حق تعالے اسکی موت سے راضی ہوا میں بھی اُسکی رضا کی موافقت کے واسطے مسکرایا اور آخر عمر میں آپ فرماتے تھے کہ مجھے پیغمبروں پر رشک نہیں کیونکہ اُنکے لیے بھی قبر اور قیامت اور دوزخ اور پل صراط درپیش ہے اور سب کے سب کم حوصلگی کے سبب سے نفسی نفسی کہیں گے اور فرشتوں پر بھی رشک نہیں ہے کیونکہ اُنکا خوف بنی آدم کے خوف سے زیادہ ہے مجھے تو اُسپر رشک آتا ہے جو کہ ماں کے پیٹ سے نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا کہتے ہیں کہ ایک روز ایک خوش خوان قاری نے آپ کے سامنے ایک آیت خوش آوازی سے پڑھی آپ نے فرمایا کہ اسکو میرے بیٹے کے پاس لیجاؤ تاکہ اُسکے روبرو پڑھے اور آپ نے منع فرمادیا کہ دیکھو خبردار سورۃ القارعۃ نہ پڑھنا کیونکہ میرا بیٹا قیامت کے ذکر سُننے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اتفاق سے قاری نے سورۃ القارعۃ پڑھی اُس پاک ذات لڑکے نے چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوا جب حضرت فضیلؒ کے موت کا وقت قریب پہونچا تو آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں آپ نے اپنی بیوی صاحبہ کو وصیت فرمائی کہ میرے دفن کرنے کے بعد ان دونوں کو بوقبیس پہاڑ پر لیجانا اور آسمان کی طرف مُنھ کرکے کہنا کہ اے خداوند فضیلؒ نے مجکو یہ وصیت کی کہ جب تک میں جیتا رہا ان بے پناہ چاہنے والیوں کو اپنی پاس رکھتا رہا اب کہ تو نے مجکو قبر کے قیدخانے میں قیدی کیا ہے میں ان بے پناہ چاہنے والیوں کو تیرے حوالے پھر کرتا ہوں کہتے ہیں کہ جب حضرت فضیلؒ کو دفن کرچکے

تو آپ کی بیوی صاحبہ نے ایسا ہی کیا اور مناجات کی اور بہت روئیں اسی اثنا میں سردار مع اپنے دونوں بیٹوں کے وہاں وارد ہوا اور وہ گریہ و زاری سنکر حال پوچھا آپ کی بیوی صاحبہ نے ساری کیفیت بیان فرمائی یہ سنکر اس سردار نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیوین تو میں ان دونوں لڑکیوں کا اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ نکاح کر دون آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے اسیوقت سردار نے عماری کی تیاری کا حکم دیا اور مکلف کپڑوں سے آراستہ کیا اور دونوں کو سوار کر کے یمن میں لیگیا اور وہان کے بزرگونکو جمع کر کے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ دونوں صاحبزادیوں کا نکاح کر دیا اور ہر ایک کا دس ہزار مہر قرار دیا سچ ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اسکا ہو جاتا ہے حضرت عبداللہ مبارک رح فرماتے ہیں کہ جب حضرت فضیل رح نے انتقال فرمایا تو میں کیا بیان کرون کہ کیا صورت پیش آئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین و آسمان آپ کو رو رہے ہیں۔

گیارہوان باب حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ دین اور دنیا کے سلطان وہ قاف یقین کے سیمرغ وہ عزلت کے جہان کے خزانہ وہ دولتخانہ کے گنجینہ وہ بہت بڑی ولایت کی دولت کے بادشاہ یعنی ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ متقی وقت تھے اور صدیق روزگار تھے اور طرح طرح کے معاملون اور قسم قسم کی حقیقتوں میں کامل حصہ رکھتے تھے اور مقبول خاص و عام تھے اور آپنے بہت سے بزرگان دین سے ملاقات کی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے اور شیخ الطریق جنید رح نے فرمایا ہے کہ اس جماعت کی عالموں کے سارے علموں کی کنجی ابراہیم ادہم ہیں نقل ہے کہ ایکروز حضرت ابراہیم ادہم حضرت امام اعظم ابو حنیفہ صاحب کے پاس آئے آپ کے دوستوں نے نظر حقارت سے حضرت ابراہیم ادہم کو دیکھا حضرت ابو حنیفہ صاحب نے فرمایا سیدنا ابراہیم بیٹھئے ای ہمارے سردار ابراہیم ادہم آپنے

حضرت ابوحنیفہ صاحب کے دوستوں نے یہ سنکر کہا کہ اسنے یہ سرداری کیونکر پائی حضرت ابوحنیفہ صاحب نے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ وہ ہر وقت خداوند تعالی ہی کی عبادت مین مشغول رہتا ہو اور ہم تو دوسرے کامون مین بھی مشغول ہوجاتے ہین بس دیکھ لو کہ کس درجے کا شخص ہے۔ کہتے ہین کہ آپ کی شروع حالت ایسی تھی کہ آپ بلخ کے بادشاہ تھے اور ایک جہان آپ کے زیر فرمان تھا جب آپ سوار ہوتے تھے تو چالیس ڈھالین سونے کی اور چالیس گرز سونے کے آپکے آگے اور پیچھے لیکر چلتے تھے ایک رات آپ تخت پر سو رہے تھے آدھی رات کے وقت آپکو چھت پر آہٹ معلوم ہوئی آپ نے آواز دیکر پوچھا کہ کون ہو کہا کہ آپ کا جان پہچان ہو ایک اونٹ کھو گیا ہو اسکو ڈھونڈھ رہا ہون آپ نے فرمایا کہ اونٹ کا چھت پر کیا کام اُسنے کہا کہ اے غافل تو خدا کو اطلسی لباس اور سونے کے تخت پر ڈھونڈھتا ہو کیا کوٹھے پر اونٹ ڈھونڈھنے سے یہ بات زیادہ تعجب کی نہین ہے اسکی اس بات سے حضرت ابراہیم ادہم کے دل مین ایک طرح کی دہشت پیدا ہوئی اور آگ انکے قلب مین لگی آپ بہت فکرمند اور حیران اور غمگین ہوگئے دوسرے روز جبکہ سارے امیر وزیر اپنی جگہون پر استادہ تھے اور غلام سامنے صف بستہ تھے اور دربار عام ہو رہا تھا یکایک ایک مرد باشوکت دروازے سے اندر آیا اور اسکا کچھ ایسا رعب نوکرون چاکرون اور سپاہ پر چھا گیا کہ کسیکی ہمت نہ پڑی کہ پوچھتا کہ وہ کون ہو تمامی گونگے بن گئے وہ مرد جب تخت کے پاس آیا تو آپنے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتا ہو اُس مرد نے کہا کہ مین اس سرائے مین اُترنا چاہتا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ یہ سراے نہین ہے یہ تو میرا محل ہے اُس مرد نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ آپ سے پہلے یہ محل کس کے پاس تھا آپنے فرمایا کہ میرے باپ کے پاس تھا اُس مرد نے کہا کہ اُس سے پہلے اسکا کون مالک تھا آپنے فرمایا کہ میرے دادے کا تھا اُس مرد نے کہا کہ اُس سے پہلے کس کا تھا آپنے فرمایا فلان شخص مالک تھا اسیطرح آپنے چند آدمیون کے نام لیے یہ سنکر کے اُس مرد نے کہا کہ اچھا اب آپ ہی بتائیے کہ یہ مسافرخانہ نہین ہے تو کیا ہو کہ ایک آتا ہو اور ایک جاتا ہو اور یہ کہکر باہر چلا گیا اور گم ہوگیا حضرت ابراہیم ادہم اکیلے اسکے پیچھے روانہ ہوئے یہانتک کہ اُسکو پایا پوچھا کہ تو

کون ہو اسنے کہا کہ مین خضر ہون یہ سنکر ایک طرح کی آگ حضرت ابراہیم ادہم کی جان مین لگی اور آپ کا
شوق و ذوق بڑھا اور حکم دیا کہ گھوڑا کسو تاکہ ہم جنگل مین پھرین اور دیکھین کہ کیا ظہور مین آتا ہے اور
ایک جماعت کے ہمراہ جنگل کو راہی ہوئے اور جدھر منہ اٹھتا تھا چلے جاتے تھے اسی اثنا مین آپ لشکر سے
بچھڑ گئے یکایک آواز سنی کہ بیدار ہو جاؤ دوسری بار پھر یہی آواز سنی یہانتک کہ تین چار بار یہی
آواز سنی کہ جاگو جاگو اس سے پہلے کہ موت سے تمکو بیدار کرین حضرت ابراہیم ادہم یہ سنکر بیخود ہو گئے
اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک ہرن نمودار ہوا آپ نے اپنے آپ کو اسکی طرف متوجہ کیا ہرن نے کہا کہ
مجھے تو خود شکار کرنے کو بھیجا ہے آپ مجھکو شکار نہین کر سکتے ہین اور کیا آپ کو اسی کام کیواسطے پیدا کیا ہے
جو آپ کر رہے ہین اور آپکے لیے دوسرا کام نہین ہے حضرت ابراہیم ادہم سمجھ گئے کہ کیا حال ہے ہرن
کی طرف سے منہ پھیرا وہی بات کہ ہرن سے سنی تھی زین پوش سے سنی ایک طرح کا خوف آپ مین
سما گیا اور کشف کا درجہ زیادہ ہوا جب حق تعالی جل جلالہ کو منظور ہوا کہ کام تمام کرے دوسری بار
آپکے گریبان کی گھنڈی سے یہی آواز آئی اور وہ مرتبۂ کشف یہان تمامیت کو پہونچا
اور عالم ملکوت کا دروازہ آپ پر کھل گیا اور واقعات نازل ہونے لگے اور درجۂ یقین
حاصل ہوا آپ اسقدر روئے کہ سارا لباس اور گھوڑا آپکے آنسوؤن سے بھیگ گیا اور آپ نے
توبۂ نصوح کی اور راستے سے ایک جانب کو متوجہ ہوئے آپنے ایک چرواہے کو دیکھا کہ کمل کا کرتا
اور اون کی ٹوپی پہنے ہے آپنے اپنا جڑاؤ تاج اور زربفت کا لباس اسکو دیا اور وہ کرتا اس سے
لے لیا اور فرمایا کہ یہ بھیڑین بھی ہمنے تجھی کو بخشین اور سارا عالم ملکوت آپ کو نظر آیا
(آئندہ فقرہ مؤلف کا ہے) (کیا خوب بادشاہت ہے کہ جسنے ابراہیم ادہم کو منہ دکھایا) اور
لباس شاہی اتار کر جامۂ فقر پہنا اور پیدل پہاڑ اور بیابان مین پھرنے لگے اور اپنے گناہ پر
روتے تھے پھرتے پھرتے مرو تک پہونچے وہان ایک پل تھا ایک اندھا اُسپر سے گذر رہا
تھا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا اللہم احفظ یعنی یا اللہ اس اندھے کو بچا وہ معلق ہوا اور
کھڑا ہو گیا اور حضرت ابراہیم ادہم کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا آپ اس معاملے سے حیرت مین آئے

اور خیال کیا کہ یہ کیسا بزرگ شخص ہے پھر وہاں سے روانہ ہوگئے اور نیشاپور میں پہنچے وہاں ایک غار مشہور ہے نو برس تک اس غار میں سکونت پذیر رہے اور بہت مجاہدہ اور ریاضتیں کیں اور سامان آخرت جمع کیا آپ تنہا اسمیں رہتے تھے جمعرات کے روز غار سے باہر نکلتے اور لکڑیوں کا ڈھیر جمع کرتے اور صبح کو نیشاپور میں لیجا کر بیچتے اور جمعہ کی نماز پڑھکر روٹی خریدتے اور آدھی فقیر کو دیتے اور پھر دوسرے ہفتے تک غار میں رہتے۔ نقل ہے کہ آپ نے غار کے اندر ایک رات کڑکڑاتے جاڑے میں برف توڑکر غسل کیا اور صبح تک نماز پڑھتے رہے صبح کو آپکو بہت سردی معلوم ہوئی اور سمجھے کہ اب منجمد ہونے کا آپکے دل میں آیا کہ اگر تھوڑی سی آگ ہوتی تو کیا خوب ہوتا یہ خیال ہی کرنا تھا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ کسی نے پوستین آپکی پیٹھ پر ڈالدیا اور آپ کی پیٹھ گرم ہوگئی آپ سو گئے جب جاگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو اژدہا ہے کہ جسنے آپ کو گرم کر رکھا ہے آپ کا دل دھڑکنے لگا اور آپ نے فرمایا کہ اے خداوندا آپ نے تو اسکو لطف کی صورت میں میرے پاس بھیجا تھا لیکن اب میں اسکو قہر کی صورت میں دیکھتا ہوں مجھ میں اسکی برداشت نہیں ہے اسی دم اژدہا زمین پر آ کر پڑا اور چلکر گم ہوگیا۔ نقل ہے کہ جب لوگوں نے آپ کے حال پر آگاہی پائی تو آپ اس غار سے نکلکر بھاگ گئے۔ اور مکہ معظمہ کی جانب راہی ہوئے اور اسوقت کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اس غار کی زیارت کو گئے تو فرمایا کہ سبحان اللہ اگر یہ غار مشک سے بھرا ہوتا تو بھی ایسی خوشبو نہ تھا کہ جسقدر کہ اب ایک جوانمرد باخدا کے رہنے سے عیش و آسایش سے بھرا ہے نقل ہے کہ جب حضرت ابراہیم ادہمؒ نے بیابان نوردی اختیار کی ایک شخص بزرگان دین سے آپ کو ملے اور اسم اعظم آپ کو سکھایا آپنے اسی نام سے خدا کی یاد کرنا شروع کی فی الفور حضرت خضر کو دیکھا کہا کہ اے ابراہیم ادہمؒ وہ شخص کہ جسنے تجکو خدائے تعالی کا نام سکھایا ہے میرا بھائی الیاسؑ تھا پھر حضرت خضرؑ اور آپ کے درمیان بہت گفتگو رہی اور آپ خضرؑ کے مرید ہوئے جسکی بدولت اس درجے کو خدا کے حکم سے پہونچے حضرت ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں بیابان میں جارہا تھا جب ذات العرق میں

پہونچا تو کیا دیکھتا ہون کہ بہتر مرد گدڑی پوش مقتول پڑے ہین اور خون اُنسے بہہ رہا ہے
ہین اُنکے اُس پاس پھرا ایک مین تھوڑی سی جان باقی تھی مین نے اُس سے پوچھا
کہ ای جوانمرد یہ کیا حالت ہی اُسنے کہا ابراہیم ادہم کے بیٹے علیک بالماء والمحراب سے بچنے
اپنے اوپر حضرت پانی اور عبادت گاہ لازم کرلے دور دور مت جا کہ مہجور ہوگا اور نزدیک
نزدیک مت آ کہ رنجور ہوگا خدا نکرے کہ کوئی شخص سلامت کے بچھونے پر یہ بے ادبی کرے
اور ایسے دوست سے ڈر کہ حاجیون کو روم کے کافرون کیطرح قتل کرتا ہے اور حاجیون
کے ساتھ جہاد کرتا ہے دیکھ ہم سب صوفی تھے ہم سب خدا کے توکل پر بیابان کی طرف
راہی ہوے اور ہمنے اپنے دل مین یہ عہد کرلیا کہ ہم بات چیت نہ کرینگے اور سوای خدا کے
کسی سے فکر و اندیشہ نہ رکھین گے اور اُسی کے واسطے حرکت و سکون کرینگے اور سوا سے
اُسکے کسی کی طرف توجہ نکرینگے جب ہم جنگل طے کرکے احرام گاہ مین پہونچے تو خضر علیہ السّلام
ہمارے پاس آئے ہمنے سلام کیا اور ہم خوش ہوئے اور ہمنے کہا الحمد للہ کہ ہماری کوشش
حق تعالیٰ کے یہان مقبول ہوئی اور طالب مطلوب تک پہونچا کہ ایسا شخص ہمارے
استقبال کو آیا اُسی دم ہماری جانون کی طرف خطاب ہوا کہ ای جھوٹو اور مدعیو تم نے مجھ سے
یہی قول و قرار کیا تھا کہ مجھکو بھول گئے اور ہماری ہوا دوسرے کے ساتھ مشغول ہوگئے اچھا
کیا پروا ہی مین اُسکے بدلے مین تمھاری جانین لونگا اور تمھارا خون بکھیر دونگا۔ ترجمہ بیت۔
ہماری ولایت مین ہمیشہ خونریزی ہوتی ہی اور ہمیشہ بجاے اگر کے جان انگیٹھی پر جلائی جاتی ہی۔
اگر تمھارا خیال ہمارے خیال کے مثل ہے تو تو آؤ ورنہ ہمارے پاس سے دُور ہٹ جاؤ۔
اسلیے کہ ہم مقتول دوست ہین اور شاید کہ تم ایسا خیال نہ رکھو یہ ساری جوانمرد جنکو تو دیکھ رہا ہے
اسی باز خواست کے سوختہ ہین اور خبردار رہو ای ابراہیم ادہم کہ اگر تیرا بھی ایسا خیال ہے
تو تو پاؤن آگے بڑھا نہین تو ابھی کچھ نہین گیا ہی دور رہ۔ حضرت ابراہیم ادہم کہتے ہین
کہ مین حیران رہا اور پوچھا کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم کیسے بچ گئے اُسنے جواب دیا کہ یہ سب

کامل تھے اور مین ابھی ناقص ہون اب مین کوشش کر رہا ہون کہ کامل بنون اور اُن کے پیچھے چلون یہ کہا اور جان بحق تسلیم کی۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم چالیس برس کے عرصے مین اسطرح راہ طے کرکے کہ قدم بقدم گریہ وزاری و نماز کرتے تھے مکہ معظمہ تک پہونچے حرم کے بزرگون نے جب آپکے پہونچنے کی خبر پائی تو استقبال کے لیے باہر آئے حضرت ابراہیم ادہم یہ سنکر قافلے سے آگے بڑھ گئے تاکہ کوئی اُنھین نہ پہچانے خدمتگار دن کہ اُن بزرگون سے آگے آئے تھے حضرت ابراہیم ادہم کو دیکھا پوچھا کہ کیا ابراہیم ادہم نزدیک ہے کہ سارے حرم کے بزرگ و مشائخ اُنکے استقبال کو آئے ہین حضرت ابراہیم ادہم نے یہ سنکر کہا کہ وہ اُس بے دین سے کیا چاہتے ہین خادمون نے یہ سنکر آپکی گردن پر گردنیان مارنی شروع کین اور کہنے لگے کہ ہا مین تو ایسے بزرگ عالی قدر مرد کو زندیق اور بے دین بتلاتا ہے زندیق در حقیقت تو ہی ہے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھائی مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ زندیق مین ہی ہون جب وہ سب آپ سے آگے بڑھ گئے تو آپ نے اپنے نفس سے کہا کہ کہو نا اے نفس تو نے اپنی سزا پائی بہت خوش ہو رہا تھا اور آرزو کر رہا تھا کہ حرم کے مشائخ میرے استقبال کو آوین خدا کا شکر ہے کہ تیرے اپنے مقصد کے موافق تجھکو دیکھا آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ اُن لوگون نے پہچان لیا کہ ابراہیم ادہم یہی ہین بہت معذرت کی پھر آپ مکے مین سکونت پذیر ہوئے اور وہان آپ کے بہت سے مرید ہو گئے لیکن آپ ہمیشہ اپنی کمائی کھاتے تھے کبھی لکڑیان ڈھوتے تھے اور کبھی کھیت کی نگہبانی کرتے تھے۔ نقل ہے کہ جب آپ بلخ سے روانہ ہوئے تو آپ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اُسنے مان سے پوچھا کہ میرا باپ کہان ہے مان نے ساری کیفیت مفصل بیان کی اور کہا کہ اب لوگ کہتے ہین کہ مکہ معظمہ مین ہین لڑکے نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیوین تو مکہ معظمہ جاؤن اور خانہ کعبہ کی زیارت کرون اور اپنے باپ کو تلاش کرکے اُنکی خدمتگزاری مین رہون بعد اسکے شہر بلخ مین منادی کرا دی کہ جسکسی کو آرزوئے حج ہو آوے اُسکا سارا خرچ کھانے اور سواری کا ہم دینگے کہتے ہین کہ چار ہزار آدمی آئے آپ کا صاحبزادہ

مع اپنی والدہ کے سب کو خرچ کیا نے اور سواری کا اپنے پاس سے دیکر مکہ معظمہ تک لایا اور امیدوار تھا کہ اب باپ کا دیدار نصیب ہوگا جب گئے میں پہونچا مسجد حرام میں گدڑی پوشوں کی ایک جماعت دیکھی پوچھا کہ تم ابراہیم ادہم کو پہچانتے ہو انھوں نے کہا کہ وہ تو ہمارا شیخ و پیر و مرشد ہی پوچھا کہاں ہیں کہا کہ لکڑیوں کی تلاش میں جنگل گیا ہوا ہی تاکہ لاوے اور بیچے اور ہمارے واسطے روٹی خرید کر لاوے لڑکا یہ سنکر جنگل کیطرف راہی ہوا ایک بوڑھے کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا گردن پر رکھے آرہا ہی لڑکا یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گیا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے لیکن اپنے آپ کو ضبط کیا اور آپکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا جب حضرت ابراہیمؒ بازار میں پہونچے تو آواز دی کہ کوئی ہی کہ مال حلال کو مال حلال کی عوض خریدے ایک مرد نے وہ لکڑیاں خرید لیں اور روٹیاں آپکو دیدیں حضرت ابراہیم ادہمؒ لیکر درویشوں کے پاس آئے اور روٹیاں اُنکے آگے دھر دیں اور خود نماز پڑھنے لگے اُنھوں نے روٹی کھانی شروع کی حضرت ابراہیم ادہمؒ ہمیشہ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ دیکھو اپنے آپ کو بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں سے نگاہ رکھا کرو خاص کر کے آج کے روز کہ عورت اور لڑکے کثرت سے ہوئے ہیں سب مریدوں نے آپکے فرمان کو قبول کر لیا تھا جب حاجی طواف میں مشغول ہوئے تو آپ بھی اپنے مریدوں کے ساتھ طواف کرنے لگے اُسوقت آپ کا فرزند آپکے روبرو آگیا حضرت ابراہیم ادہمؒ نے نظر بھر کر اُسکی طرف دیکھا مرید اس بات سے تعجب میں ہوئے جب آپ طواف کر چکے تو سب مریدوں نے عرض کی کہ اللہ آپ پر رحم فرماوے ہمکو تو آپنے فرمایا کہ کسی عورت اور بے داڑھی مونچھ کے لڑکے پر نظر نکرنا اور آپنے خود ایک خوبصورت لڑکے کی طرف نظر بھر کر دیکھا فرمائیے کہ اسمیں کیا حکمت تھی آپنے فرمایا کہ تمنے دیکھا تھا کہ جب میں بلخ سے روانہ ہوا تو ایک شیرخوار بچے کو وہاں چھوڑ آیا تھا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ وہی میرا بیٹا ہی دوسرے روز آپکے مریدوں سے ایک مرید قافلے میں گیا اور بلخ کا قافلہ تلاش کیا دیکھا کہ ایک دیبا کا خیمہ استادہ ہی اور اُسکے اندر کرسی بچھی ہی اور وہی لڑکا کرسی پر بیٹھا

قرآن پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے اس درویش نے اجازت چاہی اور پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں
اس نے جواب دیا کہ بلخ سے پھر پوچھا کہ آپ کس کے بیٹے ہیں اس لڑکے نے کہا کہ میں اپنے باپ کو
سوائے کل کے روز کے نہیں دیکھا ہے اب نہیں معلوم کہ وہی ہیں یا اور کوئی ہے اور اس ڈر
کے سبب سے نہیں پوچھ سکتا ہوں کہ اگر میں پوچھوں تو ایسا نہ ہو کہ وہ بھاگ جاویں کیونکہ ہم سے
بھاگ کر یہاں آیا ہے اور میرے باپ کا نام ابراہیم ادہمؒ ہے اس درویش نے کہا کہ آپ آئیے
تاکہ میں آپ کو انکے پاس لیجاؤں جبکہ یہ لوگ روانہ ہوئے حضرت ابراہیم ادہمؒ رکن یمانی
کے آگے مع اپنے مریدوں کے بیٹھے تھے دور سے آپ نے نظر کی اور دیکھا کہ آپ کا مرید آپ کے
بیٹے کو مع اسکی والدہ کے ساتھ لیے آ رہا ہے اتنے میں آپ کی بیوی کی نظر بھی پڑی بے قرار
ہو گئی اور فریاد برلائی اور اپنے بیٹے سے کہا دیکھو تمہارے باپ یہی ہیں سارے مرید بھی اس حالت کو
دیکھکر فریاد برلائے اور جو اور لوگ وہاں بیٹھے تھے انکے ساتھ فریاد کرنے لگے اور بہت
روئے آپ کے صاحبزادے بیہوش ہو کر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو باپ کو سلام کیا
حضرت ابراہیم ادہمؒ علیک السلام فرما کر بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ تم کس دین پر ہو بیٹے نے
کہا کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر آپ نے فرمایا کہ تو قرآن کو جانتا ہے
اس نے جواب دیا ہاں آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر دریافت فرمایا کہ تو نے علم بھی پڑھا ہے اس نے کہا
ہاں آپ نے فرمایا الحمد للہ پس حضرت ابراہیم ادہمؒ نے چاہا کہ چلے جاویں بیٹے نے آپ کو پکڑا
اور آپ کی بیوی صاحبہ شور و فریاد کرنے لگیں حضرت ابراہیم ادہمؒ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر
کہا یا اللہ تو میری مدد کر بیٹے نے اسی حال میں آپ ہی کی گود میں جان دیدی مریدوں نے
یہ حال دیکھکر کہا کہ اے حضرت یہ کیا ہوا آپ نے فرمایا کہ جب میں اس سے بغلگیر ہوا اسکی محبت میرے
دل میں جوش زن ہوئی جناب باری تعالی کا خطاب ہوا کہ اے ابراہیم تو ہماری دوستی کا تو
دعوی کرتا ہے اور ہمارے سوا اور دوسرے کے ساتھ میل کرتا ہے اور مشغول ہوتا ہے اور دوستی
میں شرکت کرتا ہے اور اپنے مریدوں کو تو تو نے نصیحت کی تھی کہ بے داڑھی مونچھ کے لڑکے پر

نظر کرتا اور تو خود بیوی اور لڑکے کے ساتھ عشق کرتا ہی جب میں نے یہ سُنا تو دعا کی کہ اے رب العزت میری فریاد کو پہنچ اگر میرے بیٹے کی محبت تیری محبت سے مجھکو جدا کرنیوالی ہو تو یا تو اُسکی جان لے لے یا میری جان لے لے میری دُعا اُسکے حق میں مستجاب ہو گئی (فقرۂ آیندہ مؤلف کا ہے) اگر اس حال سے کسیکو تعجب آوے تو ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملے سے کہ خدا کی راہ میں اپنے فرزند رشید اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کرنے گئے زیادہ تعجب خیز نہیں ہی۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں کہ میں خانۂ کعبہ میں بہت راتوں ایسی جگہ تلاش کرتا رہا کہ جہاں کوئی نہو لیکن نپائی اتفاق سے ایک رات بڑی بارش ہوئی اور صرف میں ہی طواف کر رہا تھا میں نے خانۂ کعبہ کے حلقے میں ہاتھ ڈالکر اپنے گناہ سے پاکی کی درخواست کی میں نے ندا سُنی کہ اے ابراہیم تو ہم سے گناہ سے پاکی کی درخواست کرتا ہے اور ساری مخلوق بھی ہم سے یہی درخواست کرتی ہی اور ہم سب کو پاک بنا دیویں تو ہماری غفّاری اور غفوری اور غافری اور رحمانی اور رحیمی کے دریا جو جوش مار رہے ہیں کس کام آوینگے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سُنکر کہا یا اللہ تو صرف میرے ہی گناہوں کو بخشدے پھر میں نے آواز سُنی کہ اے ابراہیم سارے جہان کا ذکر تو ہمارے سامنے کرے پر اپنا ذکر نکرے اور تیرے حق میں وہی بہتر ہوگا کہ دوسرے کہیں اور آپ مناجات میں فرماتے تھے الٰہی تو جانتا ہے کہ آٹھوں بہشتیں اُس اکرام کے مقابلے میں کہ تو نے مجھپر کیا ہی بہت ہی کم ہیں اور اسیطرح سے آٹھوں بہشتیں اُس تیری محبت کے مقابلے میں کہ تو نے مجھکو عطا کی ہی اور اُس اُنس کے مقابلے میں جو اپنے ذکر کے ساتھ بخشی ہی اور اُس فراغت کے مقابلے میں جو تو نے اپنی عظمت کے تفکر کے وقت میں مجھکو عطا فرمائی ہیچ ہیں۔ اور دوسری آپ کی مناجات یہ تھی کہ الٰہی مجھکو نافرمانی کی خواری و ذلّت سے چھڑا کر اپنی عبادت و بندگی کی عزّت عطا کر۔ اور آپ فرماتے تھے کہ افسوس جو کہ تجھکو جانتا ہی نہیں جانتا ہی کیا حال ہوگا ایسے شخص کا کہ بالکل تجھکو نہیں جانتا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں کہ میں نے پندرہ برس تک

تھی اور مشقت جھیلنے کے بعد ایک ندا سنی کہ اُسکا بندہ بن جا تاکہ تو آرام و چین مین پہنچ جاوے
یعنی جیسا کہ حکم ہوا اُسکی بجا آوری کے واسطے آمادہ و مستعد ہو۔ لوگون نے حضرت ابراہیم ادہم
سے پوچھا کہ آپکے بادشاہت کے چھوڑ دینے کا باعث کیا ہوا تھا آپنے فرمایا کہ ایک روز مین
تخت پر بیٹھا تھا آئینہ دارون نے آئینہ میرے سامنے رکھا میںنے نظر کی تو اپنی منزل قبر دیکھی
اور اسمین باوجود کسی دوست اور غمخوار نہونے کے دور دراز سفر درپیش دیکھا اور اپنے آپ کو
بے توشہ پایا اور کیا دیکھتا ہون کہ منصف قاضی فرمانروا ہے اور میرے پاس کوئی حجت نہین
اس سب کیفیت کے دیکھنے سے بادشاہت کی محبت میرے دل پر سرد ہو گئی پھر لوگون نے پوچھا
کہ آپ خراسان سے کیون بھاگے آپنے فرمایا کہ لوگ آتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کل آپ کا مزاج
کیسا تھا اور آج کسطرح ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ بیوی کیون نہین کرتے ہین آپنے فرمایا کہ بھلا
کوئی عورت ہے کہ ایسا خاوند کرے کہ جسکی بدولت ننگے پاؤن اور بھوکی رہے اور مجھسے
تو ہو سکے تو مین اپنے آپ کو طلاق دینے کو موجود ہون پھر بتاؤ تو سہی کہ مین دوسرے کو اپنے
شکار بند مین کس طرح باندھ سکتا ہون اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی بیچاری عورت کو فریب
دون پھر آپنے ایک درویش سے پوچھا کہ تیری بیوی ہے اُسنے کہا نہین پھر پوچھا کہ کوئی لڑکا ہے
اُسنے جواب دیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ تو بہت اچھا ہے اس درویش نے کہا کہ یہ کیونکر ہے
آپنے فرمایا کہ جس درویش نے کہ عورت کی گویا کہ کشتی مین بیٹھا اور اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا
تو گویا کشتی ڈوب گئی نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک درویش کو ایک
درویش کے سامنے شکایت کرتے دیکھا آپنے فرمایا کہ مین گمان کرتا ہون کہ تو نے درویشی کو
مفت خریدا ہے اس درویش نے کہا کیا درویشی بھی خریدی جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ
ہان دیکھو ایک مین ہی ہون جسنے بلخ کی بادشاہت کے عوض خریدا ہے اور اب بھی
نفع مین ہون اسلیے کہ یہ اس سے زیادہ قیمتی شے ہے نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کے
پاس کوئی شخص ایک ہزار درہم لایا اور عرض کی کہ آپ انہین قبول فرمائیے آپ نے فرمایا

کہ مین درویشون سے کچھ نہین لیتا ہون آپنے کہا کہ مین تو اگر ہون آپ نے فرمایا کہ جسقدر
کہ تیرے پاس ہی کیا اس سے زیادہ کی تجھکو ضرورت ہے آپنے کہا کہ ہان ضرورت تو ہے
آپ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تو لایا ہی لیجا کیونکہ درویشون کا سردار تو خود تو ہی ہے اور سچ
تو یہ ہے کہ اسکو درویشی بلکہ گدائی یعنے بھیک مانگنا کہنا چاہیے اور آپنے فرمایا کہ بہت
دشوار حالت کہ مجھکو پیش آئی ہی یہ ہے کہ ایسی جگہ پہونچ جاؤن کہ مجھے پہچانتے ہون ضرور
ہی میرے واسطے کہ وہان سے بھاگون اور مین نہین جانتا ہون کہ ناشناسی کے وقت مین
ذلت کھینچنا دشوار زیادہ ہی یا پہچاننے کے وقت مین عزت سے بھاگنا مشکل زیادہ ہے اور
فرمایا کہ مینے درویشی ڈھونڈھی توانگری پیش آئی اور دوسرون نے توانگری ڈھونڈھی
اور درویشی پائی ایک شخص دس ہزار درم آپ کے پاس لیگیا آپنے قبول نہ کیے اور
فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میرا نام درویشی کے دفتر سے ان تھوڑے سے درمون کے عوض
میٹے نقل ہے کہ جب غیب سے کوئی حالت آپ پر طاری ہوتی تھی تو آپ فرماتے تھے
کہ دنیا کے بادشاہ کہان ہین تاکہ دیکھین کہ یہ کیا کاروبار ہے اور انکو اپنی بادشاہی سے
شرم آوے اور آپنے فرمایا کہ جو کہ طالب خواہش نفس ہو صادق نہین ہے اور آپ نے فرمایا
کہ نیت کی سچائی کا نام اخلاص ہے خدای تعالے کے ساتھ۔ اور آپنے فرمایا کہ جو شخص کہ
اپنا دل تین مقام پر حاضر نپاوے سمجھ جاوے کہ دروازے اسپر بند کر رکھے ہین ایک تو
قرآن پڑھنے کے وقت مین دوسرے خدا کے ذکر کرنے کے وقت مین تیسرے نماز پڑھنے کے
وقت مین اور آپنے فرمایا کہ علامت عارف کی یہ ہی کہ اکثر اسکا دل تفکر مین رہے اور ہر چیز
سے عبرت لے اور اکثر خدا کی تعریف و ثنا مین رہے اور سب سے زیادہ عمل اسکا طاعت ہو اور ہمیشہ
اسکی نظر خدا کی قدرت اور کاریگریون کی باریکیون پر رہے اور آپنے فرمایا کہ مینے ایک پتھر
راستے مین پڑا ہوا دیکھا اسپر لکھا تھا کہ اسکو الٹ کر پڑھو مینے الٹا اور پڑھا لکھا تھا کہ جبکہ تو
جس چیز کو کہ جانتا ہے اور اسپر عمل نہین کرتا ہی پھر کسواسطے ایسی چیز کو کہ جسکو نہین جانتا ہے

طلب کرتا ہو اور فرمایا کہ کوئی چیز مجھپر کتاب کی جدائی سے زیادہ نہ تھی کہ حکم ہوا کہ اُسکو
مت کر اور فرمایا کہ کل قیامت کے روز وہی اعمال ترازو مین سب سے زیادہ وزنی ہونگے
کہ آج کے روز تجھپر گران و دشوار زیادہ ہین اور فرمایا کہ تین پردے تو سالک کے دل کے آگے سے ضروری
اٹھنے چاہیئن تا کہ دولت کا دروازہ اُسپر کشادہ ہووے ایک یہ ہی کہ اگر دو جہان کی بادشاہت اسکو
ہمیشہ کیواسطے بخشین خوش نہووے اسلیے کہ شئ موجودہ پر خوش ہوا ہوگا اور یہ بات حرص کی ہے
پس وہ ابھی حریص ہے اور حریص ہمیشہ محروم رہتا ہی دوسرے یہ ہی کہ اگر دو جہان کی بادشاہی اُسکے
پاس ہو اور اُس سے چھین لیوین مفلسی سے غمگین نہو اسلیے کہ یہ نشانی کمینگی کی ہے اور کمینہ
عذاب کے لائق ہو تیسرے یہ ہی کہ کسی طرح کی بخشش یا تعریف پر فریفتہ نہووے اسلیے کہ جو شخص
کہ بخشش پر فریفتہ ہوتا ہی پست ہمت ہوتا ہی اور پست ہمت شرمندہ رہتا ہی پس بلند ہمت
رہنا چاہیے۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ
اولیا کی جماعت مین شریک ہو اُسنے کہا کہ ہان چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ دنیا اور آخرت
مین ذرے کے برابر رغبت مت کر اور خداے تعالی کیطرف متوجہ ہو اور اپنے آپ کو غیر اللہ
سے فارغ کر اور کھانا حلال کا کھا اگرچہ قیام شب اور صیام روز نہ کر اور فرمایا کہ کسی شخص نے
مردون کا درجہ نماز اور روزہ اور جہاد اور حج سے نہین پایا مگر اُسی شخص نے جسنے جانا کہ وہ
کیا کھاتا ہی لوگون نے کہا کہ ایک جوان بہت صاحب وجد و حالت ہی اور ریاضت بہت کرتا ہے
حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ تم مجھے اُسکے پاس لیچلو تا کہ مین اُسکو دیکھون آپ وہان گئے
اُس جوان نے کہا کہ آپ تین روز میرے یہان مہمان رہیے آپ تین روز تک اُسکے یہان
رہے اور اُس جوان کے حال کو معائنہ فرماتے رہے آپنے اُسکو اُس سے زیادہ پایا کہ لوگون نے
کہا تھا حضرت ابراہیم ادہم کو غیرت آئی کہ ہمتو ایسے افسردہ اور مرجھائے ہوئے رہتے ہین
اور وہ تمام رات بیدار و بیقرار رہتا ہی آپکے دل مین آیا کہ آؤ اُسکا حال تو دریافت کرین تا کہ
معلوم ہو کہ کسی شیطان نے تو اسکی حالت مین دخل نہین پائی ہے اور جملہ اعمال اُسکے خالصاً للہ ہین

پھر آپ نے کہا کہ جو چیز کہ شیاد کاری ہو اسکی تلاش کرنا چاہیے اور وہ اکل حلال ہے آپنے دریافت فرمایا
کہ اسکا کھانا کسطرح پیو معلوم ہوا کہ حلال روزی سے نہیں ہو آپنے فرمایا اللہ اکبر یہ شیطان سے ہے
پھر آپنے اس جوان سے فرمایا کہ تو بھی تین روز کیواسطے ہمارے یہان مہمان چل اور اس جوان کو اپنے ہمراہ
لے آئے اور اپنا کھانا کھلایا جوان کا وہ وجد و حال گھٹ گیا اور وہ اسکا شوق و عشق نرہا اور وہ
گرمی اور بیقراری بالکل جاتی رہی اسنے حضرت ابراہیم ادہمؒ سے کہا کہ آپنے میرے ساتھ کیا کیا
آپنے فرمایا کہ کچھ نہیں تیری روزی حلال کی نہ تھی اسوجہ سے شیطان اس سبب کے ساتھ تیرے اندر
جاتا تھا اور باہر آتا تھا اب کہ لقمہ حلال تیرے باطن مین گیا اصل کا نمایان ہو گیا تاکہ تو جان جاوے
کہ اس خدمت کی بنیاد لقمہ حلال پر ہے اور آپنے ابو سفیانؒ سے فرمایا کہ تو تھوڑے سے یقین کا
محتاج ہے اگرچہ علم بہت سا رکھتا ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز شقیقؒ اور ابراہیم ادہمؒ باہم تھے شقیقؒ نے کہا
کہ آپ خلق سے کیون بھاگتے ہین آپنے فرمایا کہ مین اپنے دین کو بغل مین مارے ہوئے ہون اور اس شہر
سے اس شہر کیطرف بھاگتا ہون اور اس پہاڑ سے اس پہاڑ کیطرف تاکہ جو کہ مجکو دیکھے
خیال کرے کہ مزدور ہے یا یون کہو کہ وسواسی ہون اس خیال سے کہ شیطان سے دین کو بچاؤن
اور سلامت موت کے دروازے سے باہر لیجاؤن اسلیے بھاگتا پھرتا ہون۔ نقل ہے کہ حضرت
ابراہیم ادہمؒ رمضان شریف مین دن کو گھاس لاکر بیچتے اور جو قیمت ملتی درویشون کو
خیرات کر دیتے اور خود تمام رات صبح تک نماز پڑھتے لوگون نے پوچھا کہ یہ تو بتایئے
کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ کبھی نیند آپ کو نہین آتی ہے آپنے فرمایا کہ وجہ یہی ہے کہ دم بھر
آنکھون کا رونا بند نہین ہوتا ہے اور تم ہی بتاؤ کہ جنکی یہ حالت ہو انمین نیند کا گذر کیسے
ہو سکتا ہے اور جب آپ نماز پڑھ چکتے تو اپنے منھ کو ہاتھون سے ڈھنک لیتے اور فرماتے
کہ مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو کہ نماز کو لتاکر میرے منھ پر مارین۔ نقل ہے کہ ایک روز
آپ نے کچھ کھانا نپایا آپ نے فرمایا کہ الہی مین شکرانے کی چار رکعت نماز ادا
کرونگا دوسری رات مین کچھ نپایا آپنے اسیطرح چار رکعت نماز ادا کی سات رات تک

ایسا ہی ہوا اور آپ برابر شکرانے کی چار رکعت نماز ادا کرتے رہے اسکے بعد بہت کمزور ہو گئی آپ نے
فرمایا ای پروردگار اگر اب کچھ عطا فرمایئے تو خوب ہے اُسوقت ایک جوان آیا اور کہا کہ آپ کو کھانے کی
ضرورت ہے آپ نے فرمایا ہے کہا آپ میرے گھر مہمان چلیے آپ اسکے گھر گئے میزبان نے جناب کو بغور دیکھ
تو چیخ ماری اور کہا کہ مین آپ کا غلام ہون اور جو کچھ کہ میرے پاس ہے یہ سب آپ ہی کا مال ہے
آپ نے فرمایا کہ مینے تجھے آزاد کر دیا اور جو کچھ کہ تیرے پاس ہے تجھی کو بخشدیا اب تو مجھے اجازت دے
تاکہ مین جاؤن پھر آپ نے فرمایا کہ یا اللہ مین عہد و پیمان کرتا ہون کہ اسکے بعد سوای تیرے کسی چیز
کی درخواست نکرونگا کیونکہ مینے تو آپ سے روٹی کا ٹکڑا مانگا تھا آپ نے دُنیا میرے سامنے پیش
کر دی نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ مع اپنے تین مریدون کے ایک ٹوٹی پھوٹی مسجد مین
رہا کرتے تھے ایک رات ہوا نہایت ٹھنڈی تھی حضرت ابراہیم ادہمؒ جاکر اسکے دروازے پر
کھڑے ہو گئے اور صبح تک کھڑے رہے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیون کیا فرمایا کہ ہوا بہت ٹھنڈی
چل رہی تھی مینے اپنے دل مین کہا کہ اگر مین دروازے پر کھڑا رہونگا تو ٹھنڈی ہوا کم
تمکو لگے گی۔ عطای سلمیؒ نے عبد اللہ مبارکؒ کی اسناد سے نقل کی ہے کہ ایکبار حضرت ابراہیم ادہمؒ سفر
مین تھے آپ کے پاس توشہ نرہا آپ نے چالیس روز تک مٹی کھائی اور صبر کیا اور اس خیال سے
کہ کسیکو تکلیف ہوگی یہ نہ کہا۔ نقل ہے کہ سہل بن ابراہیمؒ کہتے ہین کہ مینے حضرت
ابراہیم ادہمؒ ساتھ سفر کیا اتفاق سے مین بیمار پڑ گیا آپ کے پاس جو کچھ کہ تھا آپ نے سب میرے
کھانے پینے مین خرچ کیا اور بعد اُسکے اپنے گدھے کو بیچ ڈالا اور مجھپر خرچ کیا جب مین اچھا ہو گیا تو
مینے پوچھا کہ گدھا کہان ہے آپ نے فرمایا کہ بیچ ڈالا مینے کہا کہ اب مین کس چیز پر سوار ہونگا
آپ نے فرمایا کہ میری گردن پر سوار ہوجا اور آپ مجھکو اپنی گردن پر بٹھا کر تین منزل تک لائے
عطای سلمیؒ کہتے ہین کہ ایکبار حضرت ابراہیم ادہمؒ کے پاس کھانے کو نرہا آپ نے
پندرہ روز تک ریت کھائی اور آپ نے فرمایا کہ مینے مکہ معظمہ کا میوہ چالیس برس سے
نہین کھایا ہے اور اگر مین جانکنی کی حالت مین نہوتا تو نہ کہتا اور مینے اس لیے نہین کھایا

کہ لشکریوں نے بعض زمینیں مکہ معظمہ کی خرید لی ہیں نقل ہے کہ آپ نے کئی حج پیدل کیے اور چاہ زمزم سے پانی نہ پیا کیونکہ کنوئیں کا ڈول شاہی تھا نقل ہے کہ آپ ہر روز مزدوری کو جاتے اور رات تک کام کرتے اور جو کچھ ملتا یاروں میں خرچ کرتے لیکن آپ کا یہ معمول تھا کہ مغرب کی نماز پڑھکر کوئی چیز خریدتے اور یاروں کے پاس لیجاتے ایک رات اتفاق سے دیر ہوگئی یاروں نے آپس میں کہا کہ اب ہم انکا انتظار نکرینگے کچھ خرید کر کھالی سو رہے حضرت ابراہیم ادہم جب آئے تو سب کو سوتا پایا آپ نے فرمایا کہ ہائے ہائے آج یہ بیچارے بھوکے ہی سو رہے آپ تھوڑا سا آٹا لائے تھے آپ نے گوندھا اور آگ کو پھونکنے لگے مگر وہ بھڑکی نہ تھی آپ نے اپنی داڑھی سے دھونکنا شروع کیا اتنے میں یاروں کی آنکھ کھل گئی پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے تمکو سوتا پایا اپنے دل میں خیال کیا کہ تم بھوکے سو رہے ہو میں نے کہا کہ کھانا طیار کر رکھوں تاکہ جب جاگیں تو کھالیویں انہوں نے آپس میں کہا کہ دیکھو ہم تو آپ کی نسبت کیسا خیال کیا تھا اور وہ ہماری نسبت کیسا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی آپکے ساتھ رہنے کی درخواست کرتا تھا آپ اس سے تین شرطیں کرتے ایک تو یہ کہ خدمت سب کی میں کرونگا اور اذان میں دونگا اور اگر کوئی چیز ملیگی تو باہم برابر تقسیم کرینگے ایکبار ایک شخص نے کہا کہ مجھے اسکی طاقت نہیں ہے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ مجھے تیری صدق پر تعجب آتا ہے نقل ہے کہ ایک شخص مدت تک حضرت ابراہیم ادہم کی صحبت میں رہا جب وہ جدا ہونے لگا تو کہا کہ اے حضرت جو عیب کہ آپ نے مجھ میں دیکھا ہو اس سے مطلع فرمایئے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ بھائی میں نے تو تم میں کوئی عیب نہیں دیکھا اسلیے کہ میں تو تمکو دوستی کی نظر سے دیکھتا تھا اپنا عیب دوسرے سے پوچھیے نقل ہے کہ ایک عیالدار شخص تھا جب مغرب کی نماز کے وقت گھر جانے لگا تو اسے خیال ہوا کہ آج کے روز میں نے کچھ پایا نہیں ہے گھر جاکر بال بچوں سے کیا کہونگا بیچارہ بہت غمگین اور رنجیدہ ہوا اور پریشان و حیران گھر کی جانب چلا راستے میں حضرت ابراہیم ادہم کو خاموش بیٹھے دیکھکر کہنے لگا اے ابراہیم مجھے آپ پر رشک آتا ہے کہ آپ تو ایسے آرام سے اور بے فکر بیٹھے ہیں اور میں ایسا

پریشان اور حیران جا رہا ہون حضرت ابراہیم ادہم نے یہ سنکر جواب دیا کہ مینے جسقدر کہ عبادت مقبول اور خیرات پسندیدہ کی ہوسکا ثواب تجھے بخشا تو اپنا اس ایکدم کا غم مجھے بخشدے نقل ہے کہ معتصم نے حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ آپ کا پیشہ کیا ہی آپنے فرمایا کہ دنیا کو مینے اُسکے طالبون کے واسطے چھوڑا ہی اور آخرت کو آخرت کے طالبون پر چھوڑ دیا ہے اور مینے اپنے واسطے اس جہان مین خدا کے ذکر کو چُن لیا ہی اور اس جہان مین اپنے واسطے خدا کے دیدار کو پسند کیا ہی۔ ایک اور شخص نے حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ آپ کا پیشہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ خدا کے کارکنون کو حاجت پیشے کی نہین ہے نقل ہے کہ ایکبار ایک حجام آپکے لب کے بال کاٹ کر درست کر رہا تھا آپکا ایک مُرید اتفاقاً وہان آ نکلا اُس نے کہا کہ اگر آپکے پاس کچھ چیز ہے تو اس حجام کو دیجیے آپنے ایک ہمیانی حجام کو دی اِتنے مین ایک سائل وہان آیا اور حجام سے سوال کیا حجام نے کہا کہ یہ ہمیانی اٹھا لے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ یہ تھیلی زر سے بھری ہی حجام نے کہا کہ اے کنجوس مجھے بھی یہ خبر ہے اور تو نہین جانتا کہ توانگری درحقیقت دل کی توانگری ہی نہ مال کی توانگری۔ حضرت ابراہیم ادہم نے پھر فرمایا کہ یہ سونا ہی اُسنے کہا کہ اے جھوٹے اور بیہودہ گو جس شخص کو کہ مین دیتا ہون مین جانتا ہون کہ کون ہی حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہین کہ مجھے اُسوقت ایسی شرمندگی ہوئی کہ کسی چیز سے مین اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہون اور مینے اُسوقت نفس امّارہ کو دیکھا کہ اُسنے جیسا کہ چاہیے تھا سزا پائی۔ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ جب سے آپنے اس راہ حق کو اختیار کیا ہی کبھی کوئی خوشی بھی آپنے پائی ہی آپنے فرمایا کہ کئی بار پہلی مرتبہ یہ کہ مین ایک کشتی مین سوار تھا اور میرے کپڑے پھٹے اور بال لمبے تھے اور کشتی کے لوگ میری حالت سے کہ یہ کون ہی بالکل بیخبر تھے سب مجھپر ہنستے تھے اور ایک مسخرہ اُن مین تھا دم بدم آتا اور میرے سر کے بال پکڑکے نوچتا اور گردنیان میری گردن پر مارتا اور مجھکو اس نفس کی خواری سے خوشی حاصل ہوتی تھی کیونکہ مین خیال کر رہا تھا کہ جیسی سزا کہ نفس کو پانی چاہیے تھی اُس کو

میں بھی ہو بیٹھا کیا ایک بڑا جوش دریا میں پیدا ہوا اسنے مجھے کہا کہ اب ڈوبے ملاح نے کہا کہ کسیکو کشتی سے دریا میں ڈالو تاکہ جوش و خروش دریا کا ٹھہرے لوگوں نے میرا کان پکڑا کر چاہا کہ پھینکیں کہ اتنے میں جوش ہلکا پڑ گیا اور کشتی پار تو مجھکو لے کنارے ہی تھی یا ٹھہر گئی جسوقت کہ میرا کان پکڑا تھا کہ دریا میں پھینکیں اسوقت مجھکو بڑی خوشی حاصل ہوئی تھی کیونکہ میں نے نفس کی خواری و سزا جیسی کہ چاہیے تھی دیکھی۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ ایکبار میں ایک مسجد میں گیا تاکہ سو رہوں لوگوں نے مجھکو سونے کی اجازت نہ دی اور میں ایسا تھک گیا تھا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ کھڑا بھی ہو سکوں لوگوں نے میرا پاؤں پکڑ کر کھینچنا شروع کیا اور مسجد کے زینے تک لا کر مجھکو دھکا دیدیا میں گر کر لڑھکتا اور سر ہر سیڑھی سے ٹکرا کر ٹوٹتا ہوا نیچے کی سیڑھی تک آیا اور ہر سیڑھی کے نیچے مجھپر راز ایک اقلیم ولایت کا کشف ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ سیڑھیاں زیادہ ہوتیں تاکہ میں اس سے زیادہ کشف حاصل کرتا۔ اور ایکبار کا ذکر ہے کہ میں ایک ناشناسوں کے جلسے میں جا پھنسا اور وہاں ایک مسخرے نے مجھپر پیشاب ڈالدیا وہاں بھی میں خوش ہوا اور ایکبار کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک پوستین تھا اُس میں جوئیں کثرت سے تھیں مجھے کاٹتی تھیں یکایک مجھکو شاہی لباس یاد آیا میرے نفس نے شور کیا کہ کیا مصیبت ہے کہ تو نے اپنے اوپر گوارا کی ہے میں اُس حالت میں بھی نفس کو اُسکی مُراد پر دیکھکر خوش ہوا۔ **نقل ہے** کہ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں کہ ایکبار خدا کے توکل پر میں ایک بیابان میں گیا کئی روز تک کچھ میسر نہ آیا میرا ایک دوست تھا دل میں آیا کہ اُسکے پاس چلیے لیکن پھر میں نے خیال کیا کہ اگر اُسکے پاس جاؤنگا تو میرا توکل باطل ہو جائیگا میں ایک مسجد میں گھس گیا اور یہ کہنا ذکر میں نے بھروسا کیا ہے ایسی ذات پر کہ وہ زندہ ہے اور اُسکو موت نہیں ہے شروع کیا ایک ہاتف نے آواز دی کہ پاک ہے وہ خدا جسنے روئے زمین کو متوکلوں سے پاک و صاف کر دیا۔ میں نے کہا کیوں۔ اُسنے کہا کہ ایسا شخص متوکل کسطرح ہو سکتا ہے جو کھانے کے واسطے دُنیا کے دوستوں کے پاس جانے کا قصد کرے اور پھر کہے کہ میں نے بھروسا و توکل کیا ہے ایسی ذات پر کہ وہ زندہ ہے اور اُسکو موت نہیں ہے اور دروغ کا توکل نام رکھے۔ **نقل ہے**

کہ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں کہ مینے ایکبار ایک زاہد متوکل کو دیکھا مینے اُس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں اُسنے کہا کہ مین اسکی حقیقت سے واقف نہین ہون روزی دینے والے سے پوچھنا چاہیے مجھے اِن بیہودہ باتون سے کیا سروکار ہے اور آپ فرماتے ہین کہ مینے ایکبار ایک غلام خریدا اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا وہی ہے جس سے آپ پکارین مینے کہا کہ تو کیا کھاتا ہے اُسنے کہا کہ جو آپ کھانے کو دیوین مینے کہا کہ کیا پہنتا ہے اُسنے کہا کہ جو آپ پہنا دین مینے کہا کہ کیا کرتا ہے اُسنے کہا جسکا آپ حکم دیوین مینے کہا کیا چاہتا ہے اُسنے کہا کہ بندے کا اپنی خواہش کے ساتھ کیا کام ہے مینے اپنے دل مین کہا کہ اے مسکین تو عمر بھر خدا کا ایسا بندہ نہوا اب تجھے بندگی سیکھنا چاہیے اور مین اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم کبھی آلتی پالتی مارکر نہ بیٹھتے تھے لوگون نے آپ سے پوچھا آپنے فرمایا کہ مین ایکروز آلتی پالتی مارکر بیٹھا تھا مینے ایک آواز سُنی کہ اے ادہم کے بیٹے مالکون کے سامنے اسطرح بیٹھا کرتے ہین مینے توبہ کی اور دوزانو بیٹھا۔ نقل ہے کہ لوگون نے آپسے پوچھا کہ آپ کسکے بندے ہین آپ کانپنے لگے اور گر پڑے اور خاک پر لوٹتے تھے پھر اُٹھے اور یہ آیت پڑھی۔ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ یعنے بیشک نہین ہے کہ جو چیزین زمین اور آسمان مین ہین رحمٰن کی طرف سے آئی ہین لوگون نے کہا کہ آپنے اول ہی جواب کیون نہ دیا آپنے فرمایا کہ مین ڈرا کہ اگر یہ کہون کہ اُسکا بندہ ہون تو وہ اپنی بندگی کا حق طلب کریگا اور اگر یہ کہون کہ نہین ہون تو یہ کہہ نہین سکتا لوگون نے آپسے پوچھا کہ آپ اپنے وقتون کو کسطرح گذارتے ہین آپنے فرمایا کہ میرے پاس چار سواریان ہین اور انکو چھوڑ رکھا ہے جبکہ کوئی نعمت ظاہر ہوتی ہے شکر کی سواری پر سوار ہوکر اُسکے سامنے جاتا ہون اور جب کسی طرح کی بندگی ظاہر ہوتی ہے اخلاص کی سواری پر سوار ہوکر اُسکے سامنے جاتا ہون اور جب کوئی بلا پیش آتی ہے صبر کی سواری پر سوار ہوتا ہون اور جب کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو توبہ و استغفار کی سواری پر سوار ہوتا ہون

اور آپ نے فرمایا کہ جب تک کہ تو اپنی بیوی اور بچون کو چھوڑے اور انکو مثل بے باپ کے بچون
کے نہ سمجھے اور رات کو گھورے پر مثل کتون کے نہ سوئے مردون کی صف مین بیٹھنے کی
طمع مت رکھ اور آپ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے اسلیے کہ آپ نے جب بادشاہی کو چھوڑا تب اِس
درجہ کو پہونچے۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک مشائخون کی جماعت بیٹھی تھی حضرت ابراہیم ادہم
نے انکی صحبت مین بیٹھنا چاہا اُنھون نے اجازت نہ دی اور کہا چلدیجیے ابھی آپ سے
بوے بادشاہت آتی ہے مجھے تعجب آتا ہے کہ جب اُن مشائخون نے باوجود اس خدا پرستی اور
دنیا گذاشتی کے حضرت ابراہیم ادہم کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی نہین معلوم کہ
وہ ہم جیسون کو کیا کہتے۔ نقل ہے کہ لوگون نے حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ دلون پر
حق تعالی سے پردہ کیون ہے آپ نے فرمایا اسلیے کہ جس چیز کو حق تعالی دشمن رکھتا ہے وہ دوست
رکھتے ہین اور اس نیست ہونیوالی بہار کی دوستی مین کہ کھیل کود کا گھر ہے مشغول ہوئے ہین
اور ہمیشگی کے گھر اور بے زوال نعمتون کو چھوڑ دیا ہے اور ایسے ملک اور ایسی زندگی اور ایسی
لذت سے کہ نہ اسکو نقصان ہے اور نہ جدائی محروم رہے ہین۔ نقل ہے کہ ایک شخص
نے آپ سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اپنے خداوند کو اپنا یار رکھ اور تمامی مخلوق
کو چھوڑ دے دوسرے نے وصیت چاہی آپ نے فرمایا کہ بندھے کو کھول اور کھلے کو بند کر۔
اُسنے کہا کہ مین اسکا مطلب نہین سمجھا آپ نے فرمایا کہ تھیلی کا منھ کھولدے اور زبان کو کہ
کھلی ہے بند کر۔ احمد خضرویہ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک شخص سے طواف مین
کہا کہ تو صالحون کا درجہ نپاوے گا جب تک کہ چار دشوار گذار منزلون کو طے نہ کرے گا
ایک تو یہ ہے کہ نعمت کا دروازہ اپنے اوپر بند کر اور محنت کا دروازہ کھول۔ دوسرے
عزت کا دروازہ اپنے اوپر بند کر اور ذلت کا دروازہ کھول۔ تیسرے خواب کا دروازہ
اپنے اوپر بند کر اور بیداری کا دروازہ کھول چوتھے توانگری کا دروازہ اپنے اوپر بند کر
اور درویشی کا دروازہ کھول۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت ابراہیم ادہم کے پاس آیا

اور کہا کہ اے شیخ میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے مجھے آپ کوئی ایسی نصیحت فرمائیے کہ میں اسکو اپنا پیشوا بناؤں حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ اگر تو میری نصیحت قبول کرے تو میں تجھے چھ خصلتیں بتاتا ہوں کہ پھر تو جو کچھ کریگا تجھے نقصان نہ دیگا۔ اول یہ ہے کہ جب تو گناہ کرے اُسکی روزی مت کھا اُسنے کہا کہ روزی دینے والا تو وہی ہے پھر میں کہانسے کھاؤں آپنے فرمایا کہ یہ خوب نہیں معلوم ہوتا کہ اُسی کی روزی کھائے اور اُسی کی نافرمانی کرے دوسرے یہ کہ اگر تو گناہ کرنا چاہے تو اُسکے ملک سے باہر نکل کے کر اُسنے کہا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک خدا کے ملک ہیں میں کہاں جاؤں حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ یہ خوب نہیں معلوم ہوتا کہ تو اُسی کے ملک میں رہے اور اُسی کی نافرمانی کرے تیسرے جب تو گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ میں جاکر کر کہ وہ تجھے نہ دیکھے اُسنے کہا کہ وہ تو چھپے بھیدوں کا جاننے والا ہے اور دلوں کے رازوں پر واقف ہے اور ذرہ بھی اُس سے چھپا نہیں ہے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ یہ خوب نہیں معلوم ہوتا کہ تو اُسی کی روزی کھائے اور اُسی کے ملک میں رہے اور اُسی کے سامنے گناہ کرے چوتھے یہ ہے کہ جب ملک الموت تیری جان قبض کرنے کو آویں تو تو اُنسے کہے کہ آپ مجھے مہلت دیجیے تاکہ میں توبہ کرلوں اُسنے کہا کہ وہ ہرگز میرا کہنا نہ سنینگے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ جبکہ تجھ میں یہ قدرت نہیں کہ ملک الموت کو روک سکے اور موت سے پہلے توبہ کر سکے تو تجھے لازم ہے کہ اسوقت کو غنیمت سمجھے پانچویں یہ ہے کہ جب منکر و نکیر تیرے پاس آویں تو دونوں کو اپنے پاس سے دور کرے اُسنے کہا کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا ہوں آپنے فرمایا تو لازم ہے کہ اُنکا جواب تیار رکھے چھٹے یہ ہے کہ جب قیامت کو حکم ہو کہ گنہگاروں کو دوزخ میں لیجاؤ تو تو کہے کہ میں تو نہیں جاؤنگا اُسنے کہا کہ وہ زبردستی لیجاوینگے آپنے فرمایا کہ اب لازم ہے کہ تو گناہ نہ کرے مرد نے جب یہ باتیں سنیں کہنے لگا کہ جو کچھ آپنے فرمایا حق ہے اور اسیوقت توبہ کی اور اُسی تو مرا۔ والسلام۔

نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اور مقبول نہیں ہوتی آپنے فرمایا کہ وجہ یہی ہے

کہ تم خدا تعالی کو جانتے ہو اور اُسکی بندگی نہین کرتے اور اُسکے رسول کو پہچانتے ہو اور اُسکی
سُنّت کی پیروی نہین کرتے اور قرآن پڑھتے ہو اور اُسپر عمل نہین کرتے اور حق تعالے کی
نعمت کہاتے ہو اور اُسکا شکر نہین کرتے اور تم خوب جانتے ہو کہ بہشت فرمانبردارون کے
واسطے آراستہ کی گئی ہے اور طلب نہین کرتے اور یہ بھی خوب جانتے ہو کہ دوزخ جسمین آگ کی
بیڑیان اور طوق ہین نافرمانون کیواسطے بنائی گئی ہے اور تم اُس سے نہین بہاگتے اور
جانتے ہو کہ شیطان دشمن ہے اور اُس سے عداوت نہین کرتے بلکہ اُسکے ساتھ موافقت کرتے ہو
اور جانتے ہو کہ موت ہے اور موت کا سامان مہیا نہین کرتے اور مان اور باپ اور اولاد کو قبر مین
رکہتے ہو اور اُس سے عبرت نہین لیتے اور اپنے عیبون کے باز نہین آتے ہو اور اسپر دوسرون کے
عیبون کیطرف مشغول ہوتے ہو جو کہ ایسا ہو وہ بھلا بتاؤ کہ اُسکی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے
لوگون نے کہا کہ اگر مرد بھوکا ہو اور اُسکے پاس کچھ نہو تو کیا کرے آپنے فرمایا صبر کرے ایک روز
دو روز تین روز لوگون نے کہا کہ ہمنے مانا دس روز تک صبر کیا پھر کیا کرے آپنے فرمایا کہ صبر کرے
اور اُسی حالت مین مرجاوے تاکہ خون بہا قاتل پر ہووے نقل ہے کہ لوگون نے آپسے کہا کہ گوشت
مہنگا ہے آپنے فرمایا کہ ہمین خریدنا نچاہیے سستا ہو جائیگا کہتے ہین کہ ایک قوم نے آپ کی
دعوت کی اور لوگ ایک شخص کی انتظار کرتے تھے ایک نے اُنمین سے کہا کہ وہ بڑا بدمزاج آدمی ہے
حضرت ابراہیم ادہم نے یہ سنکر کہا کہ ای لوگو دستور ہے کہ پہلے روٹی کہاتے ہین پھر گوشت لیکن
تمنے پہلے گوشت ہی کہانا شروع کردیا یعنے غیبت کرنے لگے نقل ہے کہ آپ ایکبار ایک حمام
کی طرف گئے آپکے کپڑے پھٹے تھے لوگون نے گھسنے نہ دیا آپ جذبے مین آگئے اور فرمایا کہ جب
مفلس کو شیطان کے گھر مین گھسنے نہین دیتے بھلا حق تعالی کے گھر مین بغیر بندگی کے کسطرح گھسنے دینگے
اور آپنے فرمایا کہ مین ایکبار ایک جنگل مین توکل بخدا کرکے جارہا تھا تین روز کوئی چیز میسر آئی
شیطان نے آکر مجھسے کہا کہ تمنے بلخ کی بادشاہی اور وہ نعمت چھوڑ کر یہی پایا کہ بھوکے
پیاسے کعبے کے حج کو جاتے ہو کیا اُس شوکت کے ساتھ نہین جاسکتے تھے مینے کہا کہ الٰہی تو نے

دشمن کو دوست پر مقرر کیا ہے تاکہ مجکو پریشان کرے اس بیابان کو مین تیری ہی مدد سے طی کر سکتا
ہون مینے ایک آواز سنی کہ ابراہیم جو کچھ کہ تیری جیب مین ہے نکالکر پھینکدے تاکہ جو کچھ غیب مین ہے
ہم باہر نکالین مینے جیب مین ہاتھ ڈالا تو چار دانگ چاندی تھی کہ مین اُسکو اپنے پاس سے پھینکنا
بھول گیا تھا جب مینے پھینکدی تو شیطان میرے پاس سے بھاگا اور غیب سے قوت مجھ مین آگئی
اور آپنے فرمایا کہ ایک مرتبہ مین گچھے چننے گیا جتنی بار کہ مینے دامن بھرا مجھے مارتے تھے اور
مجھسے چھین چھین لیتے تھے چالیس مرتبے ایسا ہی کیا اکتالیسوین مرتبہ کچھ نہ کہا مینے ایک آواز سُنی
کہ یہ چالیس بار اُن چالیس سونے کی ڈھالون کے مقابلہ مین ہے جو آگے آگے لیکر چلتے تھے۔ اور آپ
نے فرمایا کہ میرو ایک باغ سپرد کیا تاکہ اُسکی نگہبانی کرون باغ کا مالک آیا اور مجھسے کہا کہ میٹھا
انار لے آؤ مین کئی انار اُسکے آگے لایا لیکن سب کھٹے نکلے اُسنے کہا کہ آپ کو انار کھاتے مدت
گذر گئی اور ابتک یہ نہین پہچانتے ہو کہ کونسا انار میٹھا ہے اور کونسا کھٹا یہ سنکر مینے کہا کہ آپنے باغ مجھے
اسلیے سپرد کیا ہے کہ نگہبانی کرون نہ اسلیے کہ انار کھاؤن اُس مرد نے یہ سنکر کہا کہ یہ پرہیزگاری
کہ آپ مین ہے مین خیال کرتا ہون کہ آپ تو ابراہیم ادہم ہین جسوقت کہ مینے یہ سُنا اُسی وقت
باغ سے نکلکر چلدیا اور آپنے فرمایا کہ مینے جبرئیل علیہ السلام کو خواب مین ایک کتاب ہاتھ مین
لیے دیکھا مینے کہا کہ یہ کیسی کتاب ہے اُنھون نے فرمایا کہ اسمین خدا کے دوستون کے نام لکھونگا مینے
پوچھا کہ کیا آپ میرا نام بھی لکھینگے فرمانے لگے کہ تو خدا کے دوستون سے نہین ہے مینے کہا
کہ مین آخر اُسکے دوستون کے دوستون سے تو ہون یہ سنکر تھوڑی دیر اندیشہ کیا اور پھر کہا کہ
حکم الٰہی آیا ہے کہ پہلے تیرا نام لکھون کہ اس راہ مین امید ناامیدی سے پیدا ہوتی ہے
نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین ایک رات بیت المقدس مین تھا مینے اپنے آپ کو ایک
چٹائی کے اندر پوشیدہ کیا اور اُسکو اوپر سے اوڑھ لیا کیونکہ خادم رات کے وقت وہان
کسی کو رہنے نہ دیتے تھے جب تھوڑی رات گذری تو مسجد کا دروازہ کھل گیا اور ایک پیرمرد
ٹاٹ کا لباس پہنے تشریف لائے اور چالیس مرد کہ اُن سب کا لباس بھی ٹاٹ کا تھا اُنکے

ہمراہ تھے وہ پیر مرد مع اُنکے محراب کے دروازہ پر گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور پس محراب
کی طرف پشت کرکے بیٹھ گئے ایک نے اُنمیں سے کہا کہ آج کوئی ایسا شخص اس مسجد میں ہے کہ جو
ہم میں سے نہیں ہے پیر مرد مسکرائے اور کہا کہ ادہم کا بیٹا ہے چالیس رات دن ہو گئے ہیں
کہ عبادت کا مزہ نہیں پاتا ہے جب مینے یہ بات سُنی تو میں باہر نکلا اور مینے کہا کہ آپ درست
فرماتے ہیں لیکن آپکو خدا کی قسم یہ تو فرمائیے کہ اسکا سبب کیا ہوا ہے اُنھون نے فرمایا کہ
فلان روز تو نے بصرہ میں کھجورین خریدی تھیں اُنمیں ایک کھجور دوسرے کی گر پڑی تو نے جانا
کہ تیری ہی ہے اُٹھالی اور اپنی کھجورون میں ملالی حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہیں کہ میں یہ سُنتے ہی
بصرہ کو راہی ہوا اور اُس مرد کے پاس جاکر جسکی کھجور تھی معافی چاہی اُس خُرما فروش نے
معاف کردیا اور کہا کہ جب معاملہ ایسا نازک ہے تو مینے آج سے کھجورین بیچنا چھوڑا اور اس کام سے
توبہ کی اور دُکان کو چھوڑ دیا اور گروہ ابدال سے ہوا نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم جنگل میں
جارہے تھے ایک سپاہی ملا اور آپ سے پوچھا کہ تم کون ہو آپ نے فرمایا کہ بندہ ہون کہا کہ آبادی
کس طرف ہے آپ نے قبرستان کیطرف اشارہ کیا اُسنے کہا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے ہو حضرت
ابراہیم ادہم کو سخت مارا ایسا تک کہ آپکا سر پھوٹ گیا اور آپکی گردن میں ایک رسی ڈالکر لے چلا
راستے میں اور لوگ مل گئے اُنھون نے کہا کہ ای نادان کسواسطے تو نے ایسا کیا تو نہیں جانتا
کہ یہ حضرت ابراہیم ادہم ہیں وہ مرد یہ سُنکر حضرت ابراہیم ادہم کے قدمون پر گر پڑا اور معذرت کی
حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ اس معاملہ پر کہ تو نے میرے ساتھ کیا میں تیرے واسطے نیک دُعا کرتا تھا
کیونکہ میرے لیے اس معاملے کے عوض کہ تو نے میرے ساتھ کیا بہشت ہے مینے نہ چاہا کہ تیرے لیے دوزخ
ہووے اُس سپاہی نے کہا کہ آپنے یہ کیون فرمایا کہ میں بندہ ہون آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو
خدا کا بندہ نہیں ہے اُسنے کہا کہ جب مینے آپ سے آبادی کا نشان پوچھا تو آپ نے قبرستان کی
طرف اشارہ کیون کیا آپنے فرمایا اسلیے کہ ہر روز قبرستان آبادی میں بڑھتا جاتا اور شہر ویران
ہوتا جاتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مینے بہشتیون کو خواب میں دیکھا ہر ایک کی آستین

الاولیا اذکیا

اور وہ ان موتیون سے بھرے تھے مینے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے ہم انھون نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ کا ایک نادان نے سر پھوڑ دیا ہے ہمکو جناب باری کا حکم ہوا ہے کہ جب بہشت مین داخل ہو تو اسکے سر پر موتی نچھاور کرو اسلیے ہمنے دامن موتیون سے بھرے ہین نقل ہے کہ ایکبار حضرت ابراہیم ادہمؒ ایک مست کی طرف سے گذرے آپ نے اسکا منہ لتھڑا دیکھا آپ نے پانی لاکر اسکا منہ دھویا اور فرمایا کہ ایسا منہ کہ خدا کے ذکر نے اسپر گذر کیا ہو لتھڑا رہے ہای بڑی بے عزتی کی بات ہے جب وہ مرد ہوش مین آیا تو لوگون نے اس سے کہا کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے تیرا منہ دھویا اور اس طرح پر کہا اس مرد نے کہا کہ مینے بھی توبہ کی اسکے بعد حضرت ابراہیم ادہمؒ نے خواب مین دیکھا کہ وکیلان قضا و قدر کہتے ہین کہ تو نے ہمارے واسطے اسکا منہ دھویا ہم نے تیرا دل دھویا۔ نقل ہے کہ حضرت محمد مبارکؒ صوفی فرماتے ہین کہ مین حضرت ابراہیم ادہمؒ کے ساتھ بیت المقدس کے بیابان مین تھا ہم قیلولے کے وقت ایک انار کے درخت کے نیچے اترے اور کئی رکعت نماز پڑھین مینے اس درخت سے ایک آواز سنی کہ ابا اسحٰق مجکو بزرگ کر اور میرے انار سے تھوڑا سا کھا حضرت ابراہیم ادہمؒ نے سر آگے جھکا لیا تین بار اس درخت نے یہی کہا پھر مجھسے کہا کہ اے ابا محمد سفارش کر تاکہ مجھ سے انار کھاوے مینے کہا اے ابا اسحٰق آپ سنتے ہین آپ نے فرمایا سنتا ہون آپ اٹھے اور دو انار توڑے ایک مجکو دیا اور ایک آپ کھایا وہ درخت چھوٹا سا تھا اور اسکے انار بھی کھٹے تھے جب ہم واپس آئے تو مینے اس درخت کو بہت گھنا پایا اور لمبا پایا اور اسکے انار بھی میٹھے پائے اور ایک سال مین دو بار اسمین انار پھلنے لگے تھے اور لوگون نے اس درخت کا نام اسکی برکت کے سبب سے رمان العابدین رکھا تھا اور عابد لوگ اسکے سایے مین جاکر بیٹھتے تھے۔ نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ ایک بزرگ کے ساتھ ایک پہاڑ پر تھے آپس مین باتین ہو رہی تھین اس بزرگ نے پوچھا کہ مرد خدا کے کمال کا کیا نشان ہے حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ اگر پہاڑ کو کہے کہ چل

تو چلنے لگے اسی دم پہاڑ چلنے لگا حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ اے پہاڑ میں نے تجھ سے
نہیں کہا ہے کہ چل اپنے تجھے مثل کہی ہے فوراً پہاڑ ٹھہر گیا۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ
فرماتے ہین کہ مین حضرت ابراہیم ادہمؒ کے ساتھ کشتی مین تھا مخالف ہوا چلی لوگ
سمجھے کہ اب کشتی ڈوبی کھلبلی پڑ گئی ہوا سے ایک آواز آئی کہ ای لوگو ڈوبنے کا خوف
مت کرو کیونکہ ابراہیم ادہمؒ تمھارے ساتھ ہے اور اسیوقت ہوا تھم گئی۔ نقل ہے
کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ ایک کشتی مین تھے بڑی لہر اٹھی حضرت ابراہیم ادہمؒ نے ایک
کلام مجید لیکر ہوا کے درمیان کیا اور کہا الٰہی تو ہمکو غرق کریگا درحالیکہ کتاب تیری
ہمارے درمیان ہے فوراً جوش وخروش دریا کا ٹھہر گیا۔ اور ایک آواز آئی کہ لاتفعل۔
نقل ہے کہ ایکبار حضرت ابراہیم ادہمؒ کشتی مین سوار ہونا چاہتے تھے اور آپ کے
پاس کچھ موجود نہ تھا کشتی بانون نے کہا کہ دینار دیجیے تب ہم آپکو سوار کرینگے
آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر کہا الٰہی مجھسے کرایہ مانگتے ہین اسیدم ساری ریت دریا کی سونا ہوگئی
آپ نے ایک مٹھی بھر کر انکو دیدی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم ادہمؒ دجلے کے
کنارے بیٹھے تھے اور پھٹے چیتھڑون کو ملا کر گدڑی سی رہے تھے ایک شخص نے آکر کہا
کہ آپ نے بلخ کو چھوڑ کر کیا پایا آپ نے اپنی سوئی دجلے مین ڈالدی اور اشارہ کیا
دجلے سے ہزار مچھلیان نکلین اور ہر ایک کے منھ مین ایک سونے کی سوئی تھی حضرت
ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ مین اپنی سوئی چاہتا ہون ایک چھوٹی سی لاغر مچھلی آئی اور آپ کی
سوئی اسکے منھ مین تھی آپکے آگے رکھدی حضرت ابراہیم ادہمؒ نے اس شخص کی طرف
خطاب کرکے فرمایا کہ سنئے ادنیٰ بات کہ بلخ کی بادشاہی چھوڑ کر پائی ہے ایک یہ ہے
نقل ہے کہ ایکروز آپ ایک کنوئین کی جگت پر بیٹھے ڈول ڈالا سونے سے بھرا نکلا آپ نے
پھینکدیا اور پھر ڈالا چاندی سے بھرا نکلا آپ نے پھر پھینکدیا تیسری بار موتیون سے بھرا نکلا۔
حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا الٰہی آپ خزانہ میرے سامنے پیش کرتے ہین اور آپ خوب

جانتے ہین کہ مین اسپر فریفتہ ہونگا آپ مجھے پانی دیجیے تاکہ مین طہارت کردن نقل ہے کہ ایکمرتبہ آپ حج کو جارہے تھے اور دوسرے آپکے ہمراہ تھے اُنھون نے آپسے کہا کہ ہمارے پاس کھانا نہین ہے حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ خدا پر یقین کہو پھر فرمایا کہ اس درخت کی طرف غور سے دیکھو اگر زر کی طمع رکھتے ہو سب نے اُسکی طرف دیکھا خدا کی قدرت سے سارا درخت سونے کا ہوگیا تھا نقل ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم ادہم درویشونکی جماعت کے ساتھ جارہے تھے ایک قلعے کے پاس پہونچے قلعے کے دروازے پر بہت لکڑیون کا ڈھیر لگا تھا لوگون نے کہا کہ آج کی رات ہم اسجگہ ٹھہرینگے اور آگ روشن کرینگے کیونکہ لکڑیان بھی بہت ہین اور پانی بھی بہہ رہا ہی سب وہان ٹھہرے اور آگ روشن کی اُنمین سے ایک درویش نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہمارے پاس حلال کا گوشت ہوتا تاکہ ہم اس آگ پر بھونتے حضرت ابراہیم ادہم نماز پڑھ رہے تھے جب آپنے سلام پھیرا تو فرمایا کہ خدائے تعالی قادر ہی کہ ہمکو حلال گوشت بھیجدیوے اور آپنے یہ کہکر پھر نماز کی نیت باندھ لی آپنے نیّت باندھی ہی تھی کہ شیر کے غرانے کی آواز آئی درویشون نے نظر کی دیکھا کہ ایک شیر ایک گورخر کو رگیدتا چلا آرہا ہی۔ درویشون نے اُس گورخر کو پکڑلیا اور ذبح کیا اور کباب بنائے اور کھائے اور شیر برابر بیٹھا دیکھتا رہا نقل ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم اپنی آخری عمر مین گم ہوگئے اور ایسے کہین جا کر چھپے کہ اُن کی قبر کا بھی پتہ نہین لگتا بعضے کہتے ہین کہ بغداد مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ شام مین ہے اور بعضے کہتے ہین حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ہے اور زمین مین دھنس گئی ہی اور وہ جب لوگون سے بھاگے تھے تو وہان آکر رہے تھے اور وہین وفات کی۔ نقل ہے کہ جب حضرت ابراہیم ادہم نے وفات کی تو ایک ہاتف نے آواز دی کہ آگاہ ہو کہ روے زمین کی امان نے وفات کی لوگ متحیر ہوئے اور سوچنے لگے کہ دیکھیے کیا ہوگا اتنے مین خبر حضرت ابراہیم ادہم کی وفات کی مشہور ہوئی والسلام

بارھوان باب بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

دو مجاہدہ کے میدان کے بہادر وہ مشاہدہ کے ایوان کے آراستگی بخشنے والے وہ ہدایت کے کارگاہ کے
عامل وہ عنایت کی بارگاہ کے کامل وہ ممالک صافی کے مالک یعنی بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کشف و مجاہدہ مین
دستگاہ بلند رکھتے تھے اور بڑے صاحب کرامت اور مشہور زمان تھے اور اپنے ماموں علی خشرم کے مرید
تھے اور علم اصول اور فروع مین عالم تھے اور آپ کی جای پیدایش مرو تھا اور بغداد مین رہتے تھے آپ کی
توبہ کا آغاز اسطرح پر ہوا کہ آپ کے مزاج مین جنون تھا ایکدن اپنی مستی کی حالت مین جا رہے تھے
آپنے راہ مین ایک کاغذ پڑا دیکھا اُسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تھا۔ آپنے عطر خرید کر اُسکو معطر کیا
اور بڑی تعظیم کے ساتھ ایک بلند جگہہ مین رکھدیا۔ اُسی رات مین ایک بزرگ نے خواب مین دیکھا
کہ وکیلان قضا و قدر اُن بزرگ سے کہتے ہین کہ آپ جائیے اور بشر حافی رح سے کہدیجیے کہ
تونے میرے نام کو پاک اور معطر کیا اور تعظیم کی ہم بھی تجھکو پاک کرینگے اور دُنیا اور آخرت مین
بزرگی عطا فرماوینگے اُن بزرگ نے اپنے دل مین سوچا کہ وہ تو ایک فاسق شخص ہے
شاید کہ مینے یہ خواب غلط دیکھا ہے اُس بزرگ نے سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھی اور سو رہے
دوسری بار اُن بزرگ نے پھر بھی خواب دیکھا اسیطرح تین مرتبے اُنکو یہی ارشاد خواب مین
ہوا جب صبح ہوئی تو اُن بزرگ نے آپ کو طلب کیا لوگون نے آکر کہا کہ وہ تو شراب کی
مجلس مین بیٹھے ہین وہ بزرگ خود اُس مکان کے دروازے پر گئے لوگون نے کہا وہ
بیہوش اور بیخبر پڑے ہین اُن بزرگ نے کہا کہ تم جا کر اُنسے کہدو کہ مجھے آپ سے ایک پیغام
کہنا ہے لوگون نے پھر آکر کہا کہ وہ پوچھتے ہین کہ آپ کسکا پیغام لائے ہین اُن بزرگ نے کہا
کہ خدای تعالی کا پیغام لایا ہون حضرت بشر حافی رح روئے اور کہا ہائے نہین معلوم کہ
عتاب آمیز ہے یا عقاب آلودہ ہے اور دوستون کو رخصت کر کے کہا کہ لو مین آج تم سے جدا
ہوتا ہون اب تم کبھی مجھے اس کام مین نہ دیکھو گے پھر باہر آئے اور توبہ کی اور اس درجے کو

پہونچی کہ آپکے نام سُننے کی برکت سے لوگونکو تسکین دل حاصل ہوئی۔ حاصل کلام آپنے طریقۂ زہد کو
اختیار کیا اور حق تعالی کے مشاہدے کے غلبے کی شدت سے کبھی جوتی پانون مین نہ پہنی
اور آپ اسیوجہ سے کہ برہنہ پا رہتے تھے حافی مشہور ہوئے لوگون نے آپ سے پوچھا کہ آپ جوتی
کیون نہین پہنتے ہین آپنے فرمایا کہ جس روز کہ مینے صلح کی مین ننگے پانون تھا اب مجھے شرم آتی
کہ جوتی پہنون اور علاوہ برین یہ بھی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ مینے زمین کو تمھارا بچھونا بنایا ہے پس
بادشاہون کے فرش پر جوتی پہنے جانا بے ادبی ہے اور ایک جماعت صاحبان خلوت سے
ہوئی ہے کہ ڈھیلے سے استنجا نہ کرتے تھے اور تھوک زمین پر نہ پھینکتے تھے کیونکہ ہر جگہ اور ہر چیز مین
خدا کا نور دیکھتے تھے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ کا بھی یہی حال تھا بلکہ خدای تعالے کا نور سالک کی
ہوجاتا ہے کہ اُس سے سوای خدا کے کسیکو نہین دیکھتا اور ظاہر ہے کہ جسکی خدا تعالی آنکھین ہوا
سوای خدا کے اور کسیکو نہین دیکھ سکتا جیسا کہ رسول علیہ السلام ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے پیچھے
انگلیون کے بل چلتے تھے اور آپنے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو کہ میرا قدم فرشتون کے پرون پر
رکھا جاے وہ فرشتے تم سمجھتے ہو کیا ہین وہی اللہ کا نور ہے نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل
بہت حضرت بشر حافی رح کے ساتھ رہتے تھے اور بہت آپکے معتقد تھے ایک بار امام احمد حنبل رح کے
شاگردون نے کہا کہ آپ عالم اور محدث اور مجتہد ہین اور ہر علم مین آپکو وہ دستگاہ
حاصل ہے کہ کوئی آپ کا مثل نہین ہے آپ ہر گھڑی ایک دیوانے کے پیچھے پھرتے ہین یہ بات
آپکے لائق نہین ہے حضرت امام احمد حنبل رح نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو جن علمون کے کہ تم نے
نام لیے ہین اُنسے بہتر جانتا ہون لیکن وہ خداے تعالی کو مجھ سے زیادہ جانتے ہین پس
حضرت امام احمد حنبل آپکے ساتھ ساتھ پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ حدثنی عن ربی یعنی مجھ سے
میرے خدا کی باتین کہیے۔ نقل ہے کہ ایک رات بشر حافی رح ایک گھر مین جاتے تھے
آپنے ایک قدم چوکھٹ کے اندر رکھا تھا اور ایک باہر تھا کہ ایک طرح کی حیرت آپ پر
طاری ہوئی اور آپ صبح تک یون ہی کھڑے رہے اور کہتے ہین کہ آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے

دل میں گذرا کہ آج کی رات بشر میری گھر آئے ہیں آپ کی ہمشیرہ صاحبہ گھر میں گئیں اور منتظر تھیں
اتنے میں حضرت بشر پریشان دست تشریف لائے اور کوٹھے پر چڑھنے لگے زینے کی چند سیڑھیوں پر
چڑھے تھے کہ آپ پر حیرت طاری ہوئی اور صبح تک عالم حیرت میں رہے جب صبح ہوئی تو آپ نے
مسجد میں جاکر صبح کی نماز جماعت سے پڑھی اور پھر آئے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے آپ سے اس حال کو
دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں آیا کہ بغداد میں کئی شخص ہیں کہ انکا نام بشر ہے ایک
یہودی ہے اور ایک آتش پرست ہے اور ایک نصاری ہے اور میرا نام بھی بشر ہے اور اللہ تعالی نے
مجکو ایسی دولت عطا فرمائی ہے اور مسلمان ہوں نہیں معلوم کہ انھوں نے کیا کیا کہ دور پڑے اور میں نے
کیا کیا کہ اس دولت کو پہونچا میں اس بات کی حیرت میں مبتلا تھا۔ نقل ہے کہ بلال خواص رح
کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیابان میں تھا ایک شخص میرے ساتھ ساتھ چلتے تھے میری دل میں آیا
کہ یہ خضر ہیں میں نے کہا کہ آپ کو خدا کی قسم ہے آپ بتلا دیجیے کہ آپ کون ہیں انھوں نے کہا کہ تیرا
بھائی خضر ہوں میں نے کہا کہ آپ امام شافعی کے بارے میں کیا کہتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ وہ اوتاد
میں سے ہے میں نے کہا کہ آپ امام احمد حنبل رح کی نسبت کیا فرماتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ
صدیقوں سے ہیں میں نے کہا کہ آپ حضرت بشر حافی رح کی نسبت کیا فرماتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ
ایسا ہے کہ اسکے بعد اس جیسا نہ ہوگا اور عبد اللہ جلا کہتے ہیں میں نے حضرت ذوالنون مصری رح کو دیکھا وہ
صفت عبادت سے متصف تھے اور سہل رح کو دیکھا وہ اشارت سے موصوف تھے اور بشر حافی رح کو دیکھا وہ پرہیزگاری
میں مشغول تھے لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس پر مائل زیادہ ہیں میں نے کہا بشر الحارث کہ وہ ہمارا استاد ہے۔
نقل ہے کہ حضرت بشر حافی رح نے حدیث کی کتابوں کے سات ڈھیر پڑھکر ساری کتابوں کو زمین میں
دفن کر دیا اور کبھی آپ نے حدیث بیان نہ کی اور آپ نے فرمایا کہ میں اس وجہ سے حدیث بیان نہیں
کرتا ہوں کہ میں اپنے دل میں عزت اور نام آوری کی خواہش پاتا ہوں اگر یہ خواہش مجھ سے
مٹ جائے تو البتہ بیان کروں۔ نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا
کہ بغداد میں حرام و حلال گڈ مڈ ہو گیا ہے بلکہ حرام زیادہ ہے آپ کہاں سے کھاتے ہیں آپ نے

فرمایا کہ جہاں سے تم کھاتے ہو پھر لوگوں نے کہا پھر آپ کس وجہ سے اس درجے کو پہونچے آپ نے
فرمایا کہ خدا کا شکر کرنے سے اور ہاتھ کے کوتاہ کرنے سے اور جو شخص کھاتا ہے اور ہنستا
برابر نہیں ہو سکتا ہے اس شخص سے کہ کھاتا ہے اور روتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ حلال میں
فضول خرچی ہوتی ہے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ سالن کس چیز کا کھاؤں آپ نے فرمایا عافیت
نقل ہے کہ چالیس برس سے آپ کا دل بکری کی سری کو چاہتا تھا لیکن آپ بوجہ تنگدستی ہوا
حلال نہ لیتے کہ کھاتے اور کہتے ہیں کہ آپ کا دل باقلے کے سالن کو چاہتا تھا اور آپ نے نہیں
کھایا تھا نقل ہے کہ آپ نے کبھی پانی اُس نہر کا کہ بادشاہی ملازموں نے کھدوائی تھی
نہیں پیا اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بشر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا سخت جاڑا تھا
آپ کو برہنہ تن کپکپاتے دیکھکر کہا یا ابا نصر یہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے درویش یاد آئے
میرے پاس مال نہیں تھا کہ اُنکی مدد کرتا میں نے چاہا کہ تن ہی سے اُنکے ساتھ موافقت کروں
لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس مرتبے کو کس طرح پہنچے آپ نے فرمایا اس ذریعے
سے پہونچا کہ میں نے اپنے حال کو خدا تعالے کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کیا لوگ عمر بھر
آپ سے کہتے رہے کہ آپ بادشاہ کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے ظلم و ستم ہوتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ میں خدای عز و جل کا نام اُس سے بزرگتر جانتا ہوں کہ ایسے شخص کے
سامنے کہ اُسکو نہیں جانتا ہے لوں احمد بن ابراہیم المطلب کہتے تھے کہ حضرت بشر نے
مجھسے کہا کہ معروف رحمۃ اللہ سے کہنا کہ میں نماز صبح کی پڑھکر تمہارے پاس آؤنگا میں نے آپ کا پیغام
ادا کر دیا اور ہم منتظر رہے ہم ظہر کی نماز پڑھ چکے نہ آئے یہانتک کہ ہمنے نماز عشا پڑھی
اپنے دل میں کہا کہ عجب ہے بشر جیسا آدمی وعدہ خلافی کرے اور میں امید کرتا
اور مسجد کے دروازے کو تک رہا تھا کہ بشر مصلے اُٹھا کر چلے جب دجلے پر پہونچے
تو آپ پانی کی سطح پر چلے گئے اور حضرت معروف رحمۃ اللہ کے ساتھ باتیں کیں اور صبح تک بیٹھے رہے
پھر اسی طرح لوٹے اور پانی پر چلے گئے میں آپکے قدموں پر گر پڑا اور میں نے کہا کہ آپ میرے

واسطے دعا فرمائیے آپ نے مجھے دعا دی اور فرمایا کہ خدا ہمت کرنا جب تک آپ زندہ رہے
پینے کسی سے کیفیت بیان ہی نہ کی نقل ہے کہ ایک جماعت حضرت بشرؒ کے سامنے موجود
تھی اور آپ رضائے الٰہی کا ذکر فرما رہے تھے ایک شخص نے اس جماعت میں سے کہا
یا ابا نصر آپ خلق سے کچھ چیز بھی قبول نہیں فرماتے ہیں اس خیال سے کہ آپ صوفی
ہیں ہم نے فرض کیا کہ آپ زہد کی حقیقت کے جاننے والے ہیں اور دنیا سے
رُوگرداں ہیں لیکن اگر آپ لوگوں سے کچھ لیویں اور پوشیدہ طور پر درویشوں کو دیدیں
اور خود توکل پر بسر کریں اور اپنی روزی غیب سے حاصل کریں تو کیا نقصان ہے یہ بات
حضرت بشرؒ کے دوستوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی حضرت بشرؒ نے فرمایا کہ ای شخص
جواب سن دیکھ اہل فقر تین قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں کہ کبھی سوال نہیں کرتے
اور اگر لوگ انکو دیتے بھی ہیں تو نہیں لیتے اور لوگوں کی صحبت سے بھاگتے ہیں
یہ جماعت تو روحانیوں کی ہے کہ جب خدای تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اور جو کچھ کہ مانگتے
ہیں خدائے تعالیٰ انکو عطا فرماتا ہے اور ہر دعا انکی فی الفور قبول ہوتی ہے دوسری
ایک قسم وہ ہے کہ سوال نہیں کرتے اور اگر دیتے ہیں تو قبول کر لیتے ہیں یہ قوم اوسط پر ہے
اور یہ لوگ خدای تعالیٰ کے توکل پر ثابت قدم رہتے ہیں اور یہی لوگ بہشت کے
دسترخوان پر بیٹھنے والے اور پاکی کے بزرگ محلوں میں ٹھہرنے والے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے
کہ صبر سے بیٹھے ہیں اور جہاں تک ممکن ہے اپنے وقتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور
خواہش نفسانی کو دور کرتے ہیں۔ وہ صوفی یہ جواب باصواب سنکر کہنے لگا کہ میں آپ کی
اس بات سے راضی ہوا حق تعالیٰ آپ سے راضی ہو جو حضرت بشرؒ فرماتے ہیں کہ
میں علی جرجانیؒ کے پاس جبکہ وہ ایک پانی کے چشمے کے قریب تھے پہونچا وہ مجھکو
دیکھتے ہی بھاگے اور فرمانے لگے کہ میں نے کیا بڑا گناہ کیا کہ آج کے روز آدمی کو دیکھا
میں انکے پیچھے دوڑا اور میں نے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا

کر فقر کو قبول مین لے اور زندگانی صبر کے ساتھ کر اور خواہش نفسانی کو دشمن سمجھ اور خواہش
نفسانی کی مخالفت کر اور اپنے گھر کو آج کے روز قبر سے زیادہ خالی کر اصلح کر تیرا اگر ایسا ہو جاوے
کہ جس روز کہ قبر سے تجکو پکارین تو خوش اور آسودہ خدا کی طرف پہونچے۔ **نقل ہے**
کہ ایک جماعت حضرت بشرؒ کے پاس ملک شام سے آئی اور کہا کہ ہم سب کا ارادہ حج کا ہے۔
آپ بھی ہمارے ساتھ چلین حضرت بشرؒ نے فرمایا کہ مین شرط سے مین تمھارے ساتھ چلونگا۔
ایک تو یہ کہ کچھ زادراہ نہ لیوین اور دوسرے یہ کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگین تیسری یہ کہ اگر کوئی
کچھ دیوے تو قبول نکرین اُنھون نے کہا کہ ہم دو تو کر سکتے ہین لیکن یہ کہ اگر کوئی دیوے اور
ہم قبول نکرین ہمسے نہین ہو سکے گا حضرت بشرؒ نے فرمایا تو تم نے توکل حاجیون کے
توشہ راہ پر کیا ہو اور یہ بیان اُس بات کا ہو کہ آپ نے صوفی کے جواب مین فرمایا
کہ اگر تو نے دل مین یہ ٹھانی ہوتی کہ ہرگز لوگون سے کوئی چیز قبول نکرینگے تو یہ توکل
خدا پر ہوتا۔ **نقل ہے** کہ حضرت بشرؒ فرماتے تھے کہ مین ایک روز گھر مین گیا مینے ایک
مرد کو دیکھا پوچھا کہ تو کون ہو کہ بے اجازت چلا آیا اُسنے کہا کہ تیرا بھائی خضر ہون مینے کہا
کہ میرے واسطے دُعا کیجیے اُنھون نے مجھے یہ دُعا دی کہ خدا تعالے اپنی عبادت کا
ادا کرنا تجپر آسان کیجیو مینے کہا کہ اور کچھ فرمایئے اُنھون نے فرمایا کہ خدا کرے تیری
عبادت تجپر پوشیدہ ہو جیو۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص نے حضرت بشرؒ کے ساتھ مشورہ کیا
کہ میرے پاس ہزار درم حلال کے ہین اور مین چاہتا ہون کہ حج کو جاؤن آپ نے فرمایا
کہ تم حج کو نہین جاتے ہو تماشے کو جاتے ہو اگر خدا کی رضامندی کے واسطے جاتے ہو
تو کسی درویش کا قرض ادا کر دو یا کسی یتیم کو دو یا کسی عیالدار کو کہ وہ آرام کر اُسکے
دل مین پہونچے سو حج سے بزرگ ہے اُسنے کہا کہ مین اپنے دل مین حج کا شوق سب
پاتا ہون آپ نے فرمایا اس لیے کہ یہ مال تو نے حلال سے نہین حاصل کیا ہے
جبتک کہ حرام خرچ ہون مین خرچ نہ کریگا تجکو قرار نہ پڑیگا۔ **نقل ہے** کہ ایک بار آپ

قبرستان کی طرف گذرے آپ نے فرمایا کہ مینے مُردون کو دیکھا کہ قبرون پر بیٹھے باہم جھگڑ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ کوئی جماعت کوئی چیز آپس مین بانٹتی ہے مینے دُعا مانگی کہ اے بار خدا مجکو آگاہ کیجیے کہ یہ کیا حال ہے مینے ایک آواز سُنی کہ خود جا کر پوچھ لے مینے جا کر پوچھا اُنھون نے کہا کہ ایک ہفتہ ہوتا ہے کہ ایک دیندار شخص نے ہم پر گذر کیا اور تین بار قُل ہو اللہ احد پڑھ کر ہمکو ثواب اُسکا بخشا اُس روز سے اُس ثواب کو ہم آپس مین تقسیم کر رہے ہین اور ابتک تقسیم نہین کر چکے ہین۔ نقل ہے کہ حضرت بشرؒ نے فرمایا کہ مینے رسول اللہ علیہ السلام کو خواب مین دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے بشر تجھے کچھ خبر ہے کہ خدائے تعالیٰ نے تجکو تیرے ہمسرون سے کیون برگزیدہ کیا اور تیرا درجہ کیون بڑھایا کہا کہ یا رسول اللہ مجکو کچھ خبر نہین آپ نے فرمایا یہ وجہ ہے کہ تو نے میری سُنّت کی متابعت کی اور نکوکارون کی تعظیم و عزت کا لحاظ رکھا اور اپنے بھائی مسلمانون کو نصیحت کی اور میرے اصحابؓ اور اہل بیتؓ کو دوست رکھا اسی سبب سے تجکو نکوکارون کے مقام پر پہونچایا۔ نقل ہے کہ حضرت بشرؒ نے فرمایا کہ مین نے ایک رات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا مینے کہا یا رسول اللہ آپ مجھکو کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ تو انگر کی شفقت درویشون پر رحمٰن سے ثواب حاصل کرنے کے واسطے خوب کام ہے اور اُس سے بھی بڑھ کر کام درویشون کا تکبر تو انگر پر اور اعتماد جہان کے پیدا کرنیوالے کی بخشش پر ہے۔ نقل ہے کہ حضرت بشرؒ نے اپنے دوستون سے فرمایا کہ سیر کرو کہ جب تک پانی بہتا رہتا ہے صاف رہتا ہے اور جب ٹھہر جاتا ہے تو اُسکی رنگت بدل جاتی ہے اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ چاہتا ہے دُنیا مین عزیز ہو وے اُس سے کہدو کہ تین چیزون سے دور رہے۔ ایک تو یہ کہ مخلوق سے حاجت نچاہے دوسرے یہ کہ بُرا نہ کہے تیسرے یہ کہ کسی کے مہان کے ساتھ نہ جاوے اور آپ نے فرمایا کہ آخرت کی حلاوت نہ پائیگا جو کہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اُسکو جانین

اور آپ نے فرمایا کہ اگر قناعت مین زندگانی کی عزت کے سوا اور کچھ نہین ہو تو بھی کافی ہے
اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ مخلوق تجکو جانے یہ دوستی دنیا کی
محبت کا خیال ہو۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہرگز تو عبادت اور نیاز کی حلاوت نپائیگا جب تک کہ اپنے
اور خواہش نفس کے درمیان لوہے کی دیوار نہ کھینچے اور آپ نے فرمایا کہ سب مشکل مین کام
ہین تنگدستی کے وقت مین سخاوت اور خلوت مین پرہیزگاری اور بات کہنا ایسے شخص کے
سامنے کہ جس سے تو ڈرتا ہو اور آپ نے فرمایا کہ ورع وہ ہے کہ تو شبہات سے بالکل صاف
ہوجاوے اور نفس سے حساب کتاب بطرفۃ العین مین لیوے اور آپ نے فرمایا کہ زہد ایسا
فرشتہ ہو کہ خالی دل کے سوا کہین قرار نہین پکڑتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ غم ایسا فرشتہ ہے
کہ جب کسی جگہہ قرار پکڑتا ہو تو دوسری چیزون کو نہین چاہتا کہ وہان قرار پکڑین اور آپ نے
فرمایا کہ سب سے بزرگ جو چیز کہ بندہ کو دی ہو وہ معرفت ہے اور صبر ہے فقر پر اور آپ نے
فرمایا کہ اگر خدا کے خاص بندے ہین تو عارف ہین اور آپ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہو کہ خدا
کے ساتھ دل صاف رکھے اور آپ نے فرمایا کہ عارف وہ لوگ ہین کہ انکو سوای خدا کے اور
کوئی نہین پہچانتا اور انکی کوئی تعظیم و عزت نہین کرتا مگر خدا کے لیے اور آپ نے فرمایا
کہ جو شخص چاہے کہ آزادی کا ذائقہ چکھے اس کو چاہیئے کہ اپنے خیال کو پاک و صاف
رکھے اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ سچائی سے خدا کے لیے عمل کرتا ہو اسکو لوگون سے
وحشت پیدا ہوتی ہو اور آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا کو سلام کرو مگر ان پر سلام کرنے کو دوست
مت رکھو اور آپ نے فرمایا کہ بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہو اور آپ نے فرمایا کہ برادران
اسلام کے درمیان ادب کا ترک کرنا ادب ہے اور آپ نے فرمایا کہ مین کسی شخص کے ساتھ نہ بیٹھا
اور کوئی شخص میرے ساتھ نہ بیٹھا کہ جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو مجکو یقین ہوا کہ اگر ہم
دونون باہم نہ بیٹھتے تو دونون کے واسطے بہتر ہوتا اور آپ نے فرمایا کہ مین موت کا نوالہ ہون
اور موت کا نوالہ نہ ہووے سوائے اس شخص کے کہ وہ شتاب مین ہو اور آپ نے فرمایا کہ تو کاہل ہوگا

جب تک کہ تیرا دشمن تجھ سے بیزار ہو جاوے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو خدا کی عبادت کی قدرت نہیں رکھتا ہی تو بہرحال اسکی نافرمانی بھی مت کر۔ ایک شخص نے آپکے سامنے کہا کہ توکلت علی اللہ آپ نے فرمایا کہ تو خدای تعالی پر جھوٹ بولتا ہی اگر تیرا توکل اسپر ہوتا تو جو کچھ کہ وہ کرتا تو اسپر راضی ہوتا اور آپ نے فرمایا کہ اگر بات کے کہنے سے تجھے غرور و تکبر آوے تو تو خاموش رہ اور اگر خاموشی سے کچھ خیال خودبینی کا پیدا ہو تو بات کر غرض یہ ہی کہ ایسا کام کر جس سے خودبینی و غرور دور ہو۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر ساری عمر دنیا کے اندر شکر کے سجدے میں پڑا رہے تو بھی اسکا شکر ادا نہ کیا ہوگا اور فرمایا کہ خدای تعالی نے روز ازل میں تیرا ذکر دوستوں میں کیا بس کوشش کر تا کہ تو دوستوں سے ہووی۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا آپ کو بڑی بےچینی اور بےقراری پیدا ہوئی لوگوں نے کہا کہ شاید آپ جینے کو عزیز رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بات تو نہیں ہے لیکن بادشاہوں کے بادشاہ کی درگاہ میں جانا بہت دشوار بات ہے۔ نقل ہے کہ آپ حالت سکرات میں تھے کہ ایک شخص آیا اور مفلسی اور زمانے کی شکایت کی آپ نے جو پیراہن کہ پہنے تھے اوتار کر اسکو دیدیا اور آپ ایک پیراہن مستعار لیکر پہنا اور اوسی پیراہن میں وفات کی۔ نقل ہے کہ جب تک حضرت بشرؒ بغداد میں زندہ رہے کسی چارپایہ نے لید نہ کی آپ کی حرمت کے لحاظ سے کہ آپ ننگے پاؤں پھرتے تھے ایک رات ایک چارپایہ نے لید کی اسکا مالک شور کرنے لگا اور کہا کہ حضرت بشرؒ رخصت ہوگئے کیونکہ بغداد کے سارے راستے میں کہیں لید نہیں تھی آج کی رات میں نے اسکے برخلاف دیکھا میں جان گیا کہ بشرؒ چل بسے ہیں آ لوگوں نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدائے تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا عتاب کیا اور فرمایا کہ تو ہم سے کیوں دنیا میں اسقدر ڈرا اور تو نے اس بات کو نہ سمجھا کہ کرم میری صفت ہی دوسرے شخص نے حضرت بشرؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدائے تعالے نے آپکے ساتھ کیا کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے بخشدیا

اور فرمایا کہ کُل یَا مَن لَا یَاکُل وَاشرب یَا مَن لَا یَشرب یعنے کھا اے وہ کہ تونے میرے واسطے نہین کھایا اور پی اے وہ کہ تونے میرے واسطے نہین پیا۔ اور ایک شخص نے آپ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدائے تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے بخشدیا اور آدھی بہشت مجھپر حلال کردی اور فرمایا کہ اے بشر دیکھ اگر تو آگ مین بھی سجدے کرتا تو بھی اُسکا شکریہ نہ ادا کرسکتا کہ ہمنے اپنے بندون کے دلون مین تجھے جگہ دی تھی۔ دوسرے شخص نے آپ کو خواب مین دیکھا آپ سے پوچھا کہ خدائے تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ فرمان آیا کہ مرحبا اے بشر جسدم کہ تیری جان کو اُٹھایا ہے تجھ سے زیادہ کوئی شخص ہمارا دوست روے زمین پر نہ تھا **نقل ہے** کہ ایک روز ایک بوڑھی عورت حضرت امام احمد حنبل رح کے پاس آئی اور کہا کہ مین کوٹھے پر بیٹھی روئی کات رہی تھی اور خلیفہ کی مشعل ظاہر ہوئی کہ خلیفہ کے نوکر چاکر لیے چلے جاتے تھے اُسکی روشنی مین ہمنے تھوڑا سا سوت کاتا اب آپ یہ فرمایئے کہ وہ جائز ہے یا نہین آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے کہ اس طرح کی باتین کرتی ہے اُسنے کہا کہ مین حضرت بشر حافی رح کی بہن ہون حضرت امام احمد حنبل رح یہ سنکر زار زار روئے اور فرمایا کہ ایسی پرہیزگاری اُن ہی کے خاندان کے واسطے روا ہے پھر فرمایا کہ آپ کے واسطے ہرگز جائز نہین ہے خبردار رہیے کہ آپ کا صاف پانی گندلا نہ ہووے اور پیروی اُن پیشوا کی کیجیے یعنے اپنے بھائی صاحب کی تاکہ آپ ایسی ہوجاوین کہ آپ چاہین کہ اُنکی مشعل کی روشنی مین روئی کاتین تو آپ کا ہاتھ آپ کی فرمانبرداری نکرے کہ آپکے بھائی صاحب ایسے تھے کہ جسوقت کہ ہاتھ کسی ایسے کھانے کی طرف کہ شبہہ آمیز ہوتا تھا بڑھاتے تھے ہاتھ اُنکی فرمانبرداری نہ کرتا تھا آپ فرماتے کہ میرا ایک بادشاہ ہے کہ اُسکو دل کہتے ہین اور اُسکی رعیت تقوی ہے مجھ مین یہ طاقت نہین ہے کہ مین اُسکی اجازت کے بغیر سفر کرون۔ والسلام۔

تیرھوان باب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ اہل ملامت کے پیشوا اور جمع قیامت کے شمع وہ تجرید اور موہبت الٰہی کی برہان وہ توحید اور معرفت الٰہی کے سلطان وہ فقر فخری کی حجت یعنی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ طریقت الٰہی کے بادشاہ تھے اور ملامت اور بلا کی راہ کے چلنے والے تھے توحید کے اسرار مین نظر نہایت باریکیون کو پہونچنے والی رکھتے تھے درویش کامل تھے اور ریاضت اور کرامت مین درجہ بزرگ رکھتے تھے پہلے آپ کو مصر کے لوگ زندیق کہتے تھے اور بعضے آپ کے کامون سے دنگ رہتے تھے اور جب تک کہ آپ زندہ رہے سب آپ سے منکر رہے اور آپ نے بھی اپنے آپ کو ایسا چھپایا کہ موت کے وقت تک کسی پر اپنا حال کھلنے نہ دیا اور آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ سے لوگون نے کہا کہ فلان جگہ ایک عابد ہے آپ نے اُسکی زیارت کا قصد کیا اور اُنکو جا کر دیکھا کہ ایک درخت مین لٹکے ہوئے ہین اور یہ کہہ رہے ہین کہ اے تن تو طاعت مین میرے ساتھ موافقت کر ورنہ مین تجھکو اسیطرح لٹکا رہنے دونگا تاکہ تو بھوک پیاس سے مرجائے حضرت ذوالنون مصری رح یہ دیکھکر ایسے بیقرار ہوکر روئے کہ اس عابد نے آپکے رونے کی آواز سُنی اور کہا کہ یہ کون ہے کہ رحم کھاتا ہے ایسے شخص پر کہ جسکو شرم تھوڑی ہے اور بہت گنہگار ہے حضرت ذوالنون مصری رح نے فرمایا کہ مین اُنکے سامنے گیا اور سلام کیا اور پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے اُنھون نے فرمایا کہ یہ تن میرے ساتھ حق تعالیٰ کی طاعت مین قرار نہین پکڑتا اور مخلوق سے ملنا چاہتا ہے حضرت ذوالنون مصری رح نے یہ سنکر کہا کہ مینے تو یہ خیال کیا تھا کہ آپنے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہے یا کوئی بڑا گناہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ تو نہین جانتا ہے کہ مخلوق سے ملنا ہی ساری چیزون کو بُلاتا ہے حضرت ذوالنون رح فرماتے ہین کہ مین نے کہا کہ آپ بڑے زاہد ہین اُنھون نے کہا کہ آپ مجھسے بھی بڑا زاہد دیکھنا چاہتے ہین مینے کہا کہ ہان چاہتا ہون اُنھون نے فرمایا

کہ آپ اس پہاڑ پر چڑھ جائیے جب مین پہاڑ پر چڑھا تو کیا دیکھا کہ ایک جوان ایک عبادت خانے کے دروازے پر بیٹھا ہے اسطرح سے کہ ایک پانون چوکھٹ کے اندر ہے اور ایک کٹا ہوا باہر پڑا ہے اور کیڑے اسکو کھاتے ہین مین اُسکے پاس گیا اور سلام کیا اور اسکا حال پوچھا کہ کس طرح ہو اُسنے کہا کہ مین ایک روز اس عبادت خانے مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت یہانسے گذری میرا دل اُسپر مائل ہوا اور میرے تن نے تقاضا کیا مینے عبادت خانے سے قدم باہر رکھا تھا کہ ایک آواز سُنی کہ تجھے شرم نہین آتی کہ تیس برس تک خدائے تعالےٰ کی عبادت اور طاعت کر کے شیطان کی طاعت کرتا ہے یہ پانون کہ مینے باہر نکالا تھا کاٹ ڈالا اور یہان بیٹھ گیا اب دیکھیے کیا ظاہر ہو اور میرے ساتھ کیا کرین آپ اس گناہگار کے پاس کیا کیون آئے اور اگر آپکا یہ ارادہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے مردون سے ایک مرد کو دیکھو تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھو حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہین کہ پہاڑ کی اونچائی کے سبب سے مین وہان پہونچ نہ سکا اور مینے اُسی جوان سے اُنکی خبر پوچھی اُسنے کہا کہ مدت سے ایک مرد بزرگ اُس عبادت خانے مین عبادت کرتے ہین ایک روز ایک شخص اُنسے بحث کرنے لگا کہ روزی کسب سے حاصل ہوتی ہے اُنھون نے عہد کر لیا کہ مین ہرگز ایسی چیز کہ جسمین مخلوقات کی کسب کو دخل ہو گی نہ کھاؤنگا چند روز گذر گئے اور اُنھون نے کچھ نہ کھایا حق سبحانہٗ تعالے نے شہد کی مکھیون کو بھیجا اور اُنھون نے گرد اُترنا اور شہد دینا شروع کیا حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہین کہ اُن معاملون اور باتون سے ایک بڑا ذوق شوق میرے دل مین پیدا ہوا اور مین جان گیا کہ جو خدائے تعالے پر توکل کرتا ہے خدائے تعالیٰ خود اُسکے کامون کو انجام دیتا ہے اور اُس شخص کی کوشش و محنت برباد نہین کرتا پھر مین پہاڑ سے اُتر آیا ایک چھوٹا سا اندھا پرندہ دیکھا ایک درخت پر بیٹھا ہے ایکبارگی وہ پرندہ درخت سے نیچے اُترا مینے کہا کہ یہ بیچارہ اندھا پرندہ دانہ کہانسے کھاتا ہوگا اور پانی کہانسے پیتا ہوگا کہ اُسنے اپنی چونچ سے زمین کو کھودا ایک سونے کی پیالی کہ تلون سے بھری تھی اور ایک چاندی کی پیالی کہ گلاب سے بھری تھی ظاہر ہوئین اُسنے

پیٹ بھر کر کھایا اور پانی پیا اور درخت پر اڑ کر جا بیٹھا اور دو بیابان گم ہو گئیں حضرت ذوالنون نے جب یہ بات دیکھی تو بالکل بیخود ہو گئے اور آپ کو توکل پر کامل بھروسا ہو گیا اور آپ کی توبہ مقبول ہوئی پھر آپ وہاں سے چلے اور راہ میں آپکے کئی یار آپ سے مل گئے جب آپ رات کے وقت ایک ویرانے میں پہونچے تو وہاں ایک دفینہ زر کا پایا کہ اُس دفینے پر ایک تختہ ڈھنکا تھا اور اُس پر نام اللہ جل جلالہٗ کا لکھا ہوا تھا آپ کے یاروں نے اُس زر کو نکالکر باہم تقسیم کیا حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ یہ تختہ کہ جسپر میرے دوست کا نام لکھا ہے مجھے دیدو اور آپنے اُس تختے کو لے کر چُوما اُسکا چومنا تھا کہ اُسکی برکت سے آپ کو یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ آپ نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں کہ اے ذوالنون اور لوگوں نے تو زر وجواہر پر میل کیا اور تو نے اُن سب سے بزرگتر چیز کو کہ وہ نام ہمارا ہے پسند کیا پس تجھے بھی اُسکی برکت سے علم اور حکمت کے دروازے تجھپر کھولدیے۔ پھر آپ شہر میں آئے آپ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک روز ایک نہر پر جسکے کنارے ایک محل تھا پہونچا مَینے نہر کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا جب وضو کر چکا تو ناگاہ میری نظر اُس محل کے کوٹھے پر پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب جمال لونڈی اُس محل کے کنگورے پر کھڑی ہے مَینے چاہا کہ اُسکو آزماؤں مَینے اُس سے کہا کہ کوئی بات کہو اُسنے کہا کہ اے ذوالنون جب آپ دور سے دکھائی پڑے تو مَینے اپنے دل میں کہا کہ شاید یہ دیوانہ ہے اور جب نزدیک آئے تو مَینے خیال کیا کہ یہ عالم ہیں اور جب اور بھی زیادہ نزدیک آئے تو مَینے جانا کہ یہ عارف ہیں لیکن اسوقت جو مَیں غور خیال کرتی ہوں تو نہ آپ دیوانے ہیں اور نہ عالم ہیں اور نہ عارف ہیں مَینے کہا کہ یہ کیونکر ہے اُسنے کہا کہ اگر دیوانے ہوتے تو وضو نہ کرتے اور اگر عالم ہوتے تو نامحرم کی طرف نہ دیکھتے اور اگر عارف ہوتے تو اپنی آنکھ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی پر نہ کھولتے اور یہ کہکر غائب ہو گئی حضرت ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ مَیں سمجھ گیا کہ یہ آدمی نہ تھی بلکہ تنبیہ تھی پھر تو آپ کے دل میں ایک طرح کی سوزش پیدا ہوئی اور آپ دریا کی طرف روانہ ہوئے ایک جماعت

کشتی مین سوار ہو رہی تھی آپ بھی اُنکے ساتھ کشتی مین سوار ہوئے راستے مین ایک
سوداگر کا کشتی مین ایک موتی کھویا گیا سب نے متفق ہو کر کہا کہ انھون نے لیا ہے اور انکو
ستانا اور بے عزت کرنا شروع کیا آپ چپکے بیٹھے رہے جب نہایت ہی تنگ کیا تو آپ نے
کہا خداوندا تو جانتا ہے یہ کہنا ہی تھا کہ ہزارون مچھلیان دریا سے اپنے مُنھ مین ایک ایک
موتی لیکر نکلین آپ نے ایک مچھلی سے ایک موتی لیکر اُنکو دیدیا کشتی کے لوگون نے جب یہ دیکھا
تو آپ کے قدمون پر گر پڑے اور معذرت کی اور اسی سبب سے آپ کو ذوالنون کہنے لگے آپ کی
عبادت اور ریاضت کا کیا بیان ہو سکے جبکہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کہ آپ کی خدمت مین رہتی تھین
ایسی عارفہ ہو گئی تھین کہ ایک روز یہ آیت پڑھکر وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ
وَالسَّلْوٰى فرمانے لگین کہ الٰہی تو نے اسرائیلیون کو تو منّ اور سلویٰ بھیجا اور محمدیون کو نہین
بھیجا اور یہ کہکر آپ نے فرمایا مین تیری خدائی کی قسم کھاتی ہون کہ جبتک منّ و سلویٰ نہ بھیجے گا مین
کھڑی ہی رہونگی یہ کہنا ہی تھا کہ فی الفور منّ و سلویٰ برسنے لگا آپ یہ دیکھکر گھر سو باہر نکلین اور
بیابان کیطرف چلدین اور پھر کسی نے اُنکا پتہ نہ پایا نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری فرماتے
ہین کہ مین ایکبار پہاڑون پر پھر رہا تھا مینے بہت سے بیمارون کو دیکھا کہ ایک جگہ جمع ہین مینے پوچھا
کہ تم سب یہان کیون جمع ہوئے ہو اُنھون نے کہا کہ یہان عبادت خانے مین ایک عابد رہتا ہے
اور وہ ہر سال ایکبار باہر نکلتا ہے اور جو بیمار کہ یہان ہوتے ہین سب پر دَم کرتا ہے سب کے سب
اچھے ہو جاتے ہین پھر عبادت خانے مین گھس جاتا ہے حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہین
کہ مین یہ سنکر دوسرے سال تک ٹھہرا رہا یہانتک کہ وہ بزرگ باہر آئے ایک مرد زرد رو بہت
دُبلے تھے کہ اُنکی آنکھون مین حلقے پڑ گئے تھے مگر اُنکی شوکت کے سبب سے پہاڑ کانپنے لگا
پھر اُنھون نے مہربانی کی نظر سے بیمارون کی طرف نگاہ کی اور آسمان کیطرف دیکھا اور سب
بیمارون پر کچھ دَم کیا سب کے سب اچھے ہو گئے بعد اسکے اُنھون نے چاہا کہ عبادت خانے مین
جا دین مینے بڑھکر دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نے ظاہری بیماریون کا علاج تو کیا ہے خدا کے واسطے

میری باطنی بیماری کا بھی علاج کیجیے انھون نے میری طرف نگاہ کی اور کہا کہ ای ذوالنون میرا
دامن چھوڑ دے کیونکہ دوست اپنی بلندی عظمت اور جلال سے ملاحظہ فرما رہا ہے جبکہ تجکو
دیکھے گا کہ تو اسکے سوا دوسرے کا دامن پکڑتا ہے تجکو اُسکے حوالے کر دیگا اور اسکو تیرے
یہ کہکر وہ بزرگ عبادت خانے کے اندر گھس گئے نقل ہے کہ ایک روز آپکے یاردن
نے آپ کو روتا دیکھا پوچھا کہ کیون روتے ہو آپنے فرمایا کہ کل رات سجدے مین
میری آنکھ جھپک گئی مینے خدای تعالے کو خواب مین دیکھا کہ فرمایا ای ابا الفیض مینے
مخلوق کو پیدا کیا دس حصّے ہوئی جب دُنیا کو مینے اُنکے سامنے پیش کیا تو اُن مین سے
نُو حصّے مخلوق دُنیا کیطرف متوجہ ہوئی اور ایک حصّے نے اُسکی طرف رُخ بھی نہ کیا
اور پھر اس ایک حصّے کے دس حصّے ہوگئے مینے بہشت کو اُن پر جلوہ گر کیا تو نُو حصّے
بہشت کیطرف مائل ہوئے اور ایک حصّے نے بہشت پر بھی کُچھ توجہ نہ کی اور پھر اس ایک حصّہ
کے دس حصّے ہوئے مینے دوزخ کو اُنکے سامنے ظاہر کیا تو نُو حصّے توبھاگے اور دوزخ
کے خوف سے پریشان ہوگئے لیکن ایک حصّہ ٹھہرا رہا کہ نہ دُنیا پر فریفتہ ہوا اور نہ بہشت پر
راغب ہوا اور نہ دوزخ سے ڈرا مینے اُنسے پوچھا کہ اے میرے بندو نہ تو تم نے دُنیا پر
نگاہ کی اور نہ بہشت پر مائل ہوئے اور نہ دوزخ سے ڈرے تم کیا چاہتے ہو سب نے سر
جھکالیا اور کہا کہ اَنْتَ تَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ یعنے آپ جانتے ہین جو کچھ کہ ہم چاہتے ہین۔
نقل ہے کہ ایک لڑکا حضرت ذوالنون مصری رح کے پاس آیا اور کہا کہ مجکو ایک لاکھ
دینار ورثہ مین ملے ہین مین چاہتا ہون کہ آپ کی خدمت مین صرف کردون حضرت
ذوالنون مصری رح نے کہا کہ تو بالغ ہو اُسنے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جب تک کہ تو بالغ
نہ ہوجاوے تب تک تجھے اس مال کا خرچ کرنا روا نہین جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اُسنے
شیخ یعنے حضرت ذوالنون مصری رح کے ہاتھ پر توبہ کی اور وہ ایک لاکھ دینار درویشون پر
خرچ کردیے ایک روز جوان درویشون کے پاس آیا اتفاق سے اُنہا درویشون کو

کوئی کام در پیش تھا کہ اس مین خرچ کی ضرورت تھی اور کچھ موجود نہ تھا جوان نے یہ حالت
دیکھکر آہ بھری اور کہا کہ ہائے اگر میرے پاس دس ہزار دینار ہوتے تو مین ان سب کو
بھی ان درویشون پر خرچ کرتا حضرت ذوالنون مصریؒ یہ بات سُنکر سمجھ گئے کہ وہ اصل کار سے
غافل ہے کہ دینار کی اُسکے نزدیک عزت و قدر ہے آپ نے اس جوان کو اپنے پاس بُلا کر کہا کہ
فلان عطار کی دوکان پر جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ تین درم کی فلان دوا دیدو وہ جوان
گیا اور وہ دوا لیکر واپس آیا آپنے فرمایا اسکو اوکھلی مین ڈالکر گڑھ دو اور پھر تیل مین گوندھ کر
تین گولیان بناؤ اور ہر ایک مین سوئی سے سوراخ کر کے لاؤ اُسنے ایسا ہی کیا اور آپ کے
سامنے طیار کر کے لایا آپ نے اُن گولیون کو ہاتھ مین لیکر ملا اور کچھ پھونک دیا
یاقوت کے تین ٹکڑے ہو گئے کہ کبھی اس جوان نے ویسے نہ دیکھے تھے پھر آپنے فرمایا
کہ انکو بازار مین لیجا اور دیکھ کیا قیمت اُٹھتی ہے لیکن بیچ مت ڈالنا وہ جوان
بازار مین لے گیا اور دکھائے ہر ایک کے سو ہزار دینار قیمت لگی واپس لے آیا اور
حضرت ذوالنون مصریؒ سے کہا کہ یہ قیمت ملتی ہے آپنے فرمایا ان کو اوکھلی مین ڈالکر چورا کر
اور پانی مین ڈالدے اور خبردار ہو کہ یہ درویش روٹی کے بھوکے نہین سب کچھ اُنکے
پاس موجود ہے اس جوان نے توبہ کی اور بیدار ہوا اور جہان کی اُسکے دل مین کچھ
وقعت نہ رہی نقل ہے آپ فرماتے ہین کہ مینے تیس برس تک مخلوق کی دعوت کی
ایک ایسا شخص کہ جیسا کہ چاہیے خدا کی درگاہ مین آیا اور وہ ایک شہزادہ تھا کہ ایک روز
میری مسجد کے دروازے کے آگے سے مع اپنے ہمراہیون کے گذرا اور مین یہ بات
کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص زیادہ احمق اس کمزور سے نہوگا کہ زبردست کے ساتھ لڑتا ہے
وہ شہزادہ مسجد کے اندر آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اسکا مطلب کیا ہے مینے کہا کہ آدمی ایک
ضعیف چیز ہے اور زبردست خداے تعالےٰ کے ساتھ لڑتا ہے اس جوان کا رنگ فق ہو گیا
اور چلا گیا اور دوسرے روز پھر آیا اور مجھ سے پوچھا کہ خدا کی طرف کا راستہ کونسا ہے

بیٹے کہا کہ دو راستے ہیں ایک بہت چھوٹا اور ایک بہت بڑا اگر تو بہت چھوٹا راستہ چاہتا ہے تو ترک گناہ اور ترک دنیا اور ترک خواہش نفسانی کر اور اگر تو بہت بڑا راستہ چاہتا ہے تو وہ یہ ہے جو کچھ کہ سوائے خدا کے ہے اس سب کو چھوڑ دینا اور دل کو ساری چیزوں سے خالی کرنا ثم قال لا اختار الا طریق الاکبر آپ نے کہا کہ میں تو بزرگتر طریق کے سوا اختیار نہ کرونگا۔ پھر دوسرے روز کمبل کا لباس پہنکر آیا اور ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوا یہانتک کہ ابدال سے ہوا۔ حضرت ابو جعفر اعور فرماتے ہیں کہ میں حضرت ذوالنون رح کے پاس موجود تھا اور آپکے یاروں کی جماعت بھی حاضر تھی اور آپ جمادات کی طاعت کا ذکر فرما رہے تھے وہاں ایک تخت رکھا تھا حضرت ذوالنون مصری رح نے ایکبارگی فرمایا کہ دیکھو جمادات اولیاء اللہ کے ایسے فرمانبردار ہوتے ہیں کہ اگر میں اس گھڑی اس تخت سے کہوں کہ اس گھر کے گرد گھوم تو گھومنے لگے آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ وہ تخت حرکت میں آیا اور تمام گھر کے گرد گھوم کر پھر اپنی جگہ میں آیا ایک جوان موجود تھا جب اسنے یہ دیکھا اسقدر رویا کہ مر گیا اسی تخت پر اسکو نہلا دھلا کر دفن کیا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھپر قرض ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ نے ایک پتھر زمین سے اٹھا کر اسکو دیدیا وہ شخص اس پتھر کو بازار میں لے گیا وہ پتھر زمرد ہو گیا تھا چار سو درم کو بیچا اور اپنا قرض ادا کیا۔ نقل ہے کہ ایک جوان ہمیشہ صوفیوں کا انکاری تھا ایک روز شیخ نے اسکو اپنی انگوٹھی دیکر کہا کہ نانوائی کے پاس لیجا اور ایک دینار کے عوض گرو کر وہ لے گیا نانوائی نے کہا کہ میں ایکدرم سے زیادہ پر نہ رکھونگا پھیر لایا آپ نے فرمایا کہ اچھا اب صراف کے پاس لیجا وہ صراف کے پاس لے گیا صراف نے اسکی ایک ہزار دینار قیمت لگائی پھیر لایا آپ نے فرمایا کہ تیرا علم صوفیوں کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ نانوائی کا علم انگوٹھی کے ساتھ ہے جوان نے توبہ کی اور اپنے اس انکار سے باز آیا۔ نقل ہے کہ آپ کا دل دس برس تک مزیدار کھانے کو چاہتا رہا اور آپ نے نہ کھایا ایکبار عید کی رات تھی دل نے کہا کہ کیا اچھا ہو کہ اگر کل عید ہے مجھے لذیذ کھانا دو آپ نے فرمایا کہ اگر تو موافقت کرے

کریں دو رکعت نماز میں ایک قرآن ختم کروں تو لذیذ کھانے کی درخواست کرنا درست ہے آپ کے دل نے آمین موافقت کی آپ دوسرے روز لذیذ کھانا لائے نوالہ اُٹھا کر جابجا سے تھے کہ منہ میں رکھیں کہ پھر پیالے میں رکھدیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حال تھا آپ نے فرمایا کہ جس گھڑی کہ میں وہ نوالہ اُٹھایا تو میرے دل نے کہا کہ دیکھو میں آخر اپنی دس برس کی مراد میں کامیاب ہوا نہ میں نے کہا کہ خدا کی قسم تو اپنی مراد پر کامیاب نہوگا اور کہتے ہیں کہ اسیوقت ایک مرد آیا اُسکے سر پر لذیذ کھانے کی ایک دیگ تھی کہنے لگا کہ مجھے بھیجا ہے اور میں ایک مزدور ہوں مدت سے میرے بال بچے لذیذ کھانے کے آرزو مند تھے مجھے اسقدر میسر نہ تھا کہ طیار کروں کل کی رات کہ عید کی تھی میں نے لذیذ کھانا اُنکے واسطے طیار کرایا آج میں تھوڑی دیر کے واسطے سو گیا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ اگر تو کل قیامت کو مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو اس دیگ کو حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس لیجا اور اُنسے کہہ کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب سفارش کرتے ہیں کہ دم بھر نفس کے ساتھ صلح کرلے اور چند نوالے اس کھانے سے کھالے حضرت ذوالنونؒ روئے اور کہا کہ میں فرمانبردار ہوں نقل ہے کہ جب حضرت ذوالنون مصریؒ کے کاروبار نے بلندی پائی تو آپ کا کاروبار لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا اور کوئی آپکو نظر نہ کرسکا سارے مصریوں نے اسپر گواہی دی کہ وہ زندیق ہے اور سب انکار کرکے متوکل کے پاس کہ خلیفہ اس زمانے کا تھا گئے اور آپکے احوال سے اُسکو آگاہی دی خلیفہ نے آدمی بھیجا کہ اُنکو حاضر کریں بغداد میں آپکے پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں اور خلیفہ کی درگاہ میں لائے جب آپکو لارہے تھے ایک بوڑھیا راہ میں ملی اور کہا کہ دیکھو ہرگز اس بات سے مت ڈرنا کیونکہ خلیفہ بھی تمھاری ہی طرح ایک خدا کا بندہ ہے جب تک خدا نہ چاہے بندہ کچھ نہیں کرسکتا پھر حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مجھکو راستے میں ایک سقا ملا کہ آراستہ پیراستہ تھا اور اسنے مجھے پاکیزہ پانی دیا میں نے اس شخص سے کہ میرے ساتھ تھا اشارہ کیا کہ ایک دینار

اسکو دیدو اُسنے قبول کیا اور کہا کہ تو قیدی ہے اور بیڑیاں پہنے ہے جوانمردی کی بات نہیں ہے
تجھسے کچھ لینا۔ پھر خلیفہ نے حکم دیا کہ آپکو قیدخانے مین لیجاؤ آپ چالیس دن رات قیدخانے مین رہے
اور حضرت بشر حافی رح کی ہمشیرہ صاحبہ ہر روز ایک روٹی ٹکیا آپکے واسطے لیجاتی تھین جس روز کہ
آپکو قیدخانے سے باہر نکالا تو دیکھا کہ وہ چالیس ٹکیاں روٹی کی اسیطرح ایک کونے مین رکھی ہین
حضرت بشر حافی رح کی ہمشیرہ صاحبہ نے جب یہ سُنا تو آزردہ ہوئین اور کہنے لگین کہ آپ جانتے ہین
کہ وہ ٹکیاں حلال روزی سے تھین اور کچھ احسان بھی اُنکے ساتھ نہ تھا آپ نے کیون
نکھائین آپ نے فرمایا کہ اسلیے کہ اُسکی طبیعت پاک نہ تھی یعنے داروغۂ قیدخانہ کے ہاتھ مین
جاکر آپکو پہونچتی تھین جب آپ قیدخانے سے باہر آئے تو گر پڑے اور آپ کی پیشانی
پھوٹ گئی اور بہت خون بہا لیکن خدای تعالے کے حکم سے آپکے بدن یا کپڑے پر
چھینٹ یا دھبا نہین پڑا اور جسقدر کہ زمین پر گرا اُسکا پتہ نہ لگا کہ کہان گیا پھر آپکو خلیفہ کے
پاس لے گئے اور خلیفہ نے آپ سے چند سوال کیے اور آپنے اُنکے جواب ایسے فصیح اور بالتشریح دیے
کہ متوکل کے سارے امیر وزیر بہت روئے اور آپ کی فصاحت اور بلاغت پر دنگ رہ گئے
پھر خلیفہ آپ کا مُرید ہوگیا اور آپ کو بڑی عزت اور تعظیم کے ساتھ شہر مصر کو روانہ کیا۔
نقل ہے کہ احمد سلمی رح کہتے ہین کہ مین حضرت ذوالنون مصری رح کے پاس گیا کیا دیکھتا ہون کہ
سونے کا طشت آپکے سامنے دھرا ہے اور آپکے اردگرد سے مشک اور عنبر اور عبیر کی لپٹین چلی آتی
ہین آپنے مجھسے فرمایا کہ تو وہی ہے بادشاہون کے پاس جانیوالا اور اُنسے تقرب چاہنے والا
آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میرے دل پر انوار الٰہی نازل ہوئے اور مینے توبہ کی جب مین
چلنے لگا تو حضرت ذوالنون مصری رح نے ایکدرم مجکو دیا وہ کچھ ایسی برکت کا تھا کہ مین اُسی
درم کو خرچ کرتا بلخ تک پہونچا۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رح کا ایک مُرید جسنے
چالیس چلے کھینچے تھے اور چالیس بار عرفات مین استادہ ہوا تھا اور چالیس سال تک
نہ سویا تھا اور چالیس برس مراقبہ کیا تھا ایک روز حضرت ذوالنون مصری رح کے پاس آیا

اور کہنے لگا ای شیخ مینے ایسا اور ایسا کیا ہی اور باوجود اس تمام ریاضت اور مشقت کے دوست مجھسے کوئی بات نہین کہتا ہی اور نظر مجھپر نہین کرتا ہی اور مجھے کسی چیز کے برابر نہین سمجھتا اور کچھ بھی عالم غیب سے مجھپر ظاہر نہین ہوتا اور یہ سب جو مینے بیان کیا ہی اس سے میری غرض یہ نہین ہے کہ مین اپنی تعریف کرون بلکہ اس بات کا ذکر کرتا ہون کہ جو کوششین کہ میری امکان مین تھین بجالایا اور مین خدا کی شکایت بھی نہین کرتا ہون کیونکہ میرا دل وجان اُسکی خدمت کا مشتاق ہی البتہ اپنی بے اقبالی پر روتا ہون اور اپنی بدقسمتی کی شکایت کرتا ہون اور مین یہ بات اسلیے بھی نہین کہتا ہون کہ میرا دل اُسکی عبادت سے ملول ہے یا اُکتا گیا ہے بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ اتنی عمر تو یون ہی محرومی مین گذری ہے ایسا نہو کہ یہ باقی عمر بھی اسیطرح ختم ہوجاوے اور میری ساری عمر دروازے کو کھٹکھٹاتے گذری ہی اور مینے کوئی آواز نہین سُنی مجھے سخت رنج والم ہی اب آپ کہ غم کے مارون کے طبیب ہین مجھے کوئی تدبیر بتایئے حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ جا آج کی رات خوب پیٹ بھر کر کھا اور عشا کی نماز مت پڑھ اور ساری رات چادر تان کر سو کہ اگر دوست مہربانی سے پیش نہین آتا ہی تو غصے سے تو پیش آئیگا اور اگر رحمت سے تجھپر نظر نہین کی تو خفگی سے تو نظر کریگا وہ درویش چلا گیا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا لیکن اُسکے دل نے اجازت ندی کہ نماز عشا قضا کرے اور نہ پڑھے ناچار نماز عشا پڑھکر سو رہا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا فرمایا کہ تیرا دوست تجکو سلام پہونچاتا ہی اور فرماتا ہی کہ وہ مخنث اور نامرد ہی جو کہ ہماری درگاہ مین آوے اور جلد آسودہ ہوجاوے اسلیے کہ اصل کار قیام واستقامت اور ترک ملامت ہے اور حق تعالےٰ فرماتا ہی کہ تیری چالیس برس کی مراد دونگا اور جو کچھ کہ تیری امید ہی اُسپر کامیابی بخشونگا لیکن ہمارا پیغام اُس لٹیرے دعوی کرنیوالے ذوالنون کو پہونچا اور اُس سے کہ کہ ای جھوٹے مدعی اگر مین تجکو شہر مین رسوا نہ کرون تو تو مجکو خدا نہ کہنا تاکہ تو ہماری درگاہ کے عاجزون اور عاشقون کے ساتھ مکر نکرے وہ درویش جاگ پڑا اور گریہ وزاری اُسپر طاری ہوئی حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت مین آیا اور حال

حضرت ذوالنون نے سُنا کہ خدا تعالی نے اُسکو سلام بھیجا ہی اور رونے لگے اور جھوٹا فرمایا ہی خوشی کے مارے ہاے ہاے کرکے رونے لگے اگر کوئی معترض کہے کہ بھلا یہ کسطرح ہوسکتا ہی کہ ایک شیخ کسی سے کہیگا کہ نماز مت پڑھا اور سورہ ہم کہینگے کہ وہ طبیبون کے مثل ہین اور طبیب کسی موقع پر زہر سے علاج کرتا ہی جبکہ جان جاتا ہی کہ مریض کو اُس سے نفع ہوگا اسیطرح حضرت ذوالنون مصری نے اُس مرید کو فرمایا جبکہ یہ یقیناً جانتے تھے کہ وہ ہرگز نماز قضا نکریگا جیسا کہ حق تعالی نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو فرمایا کہ اپنے بیٹے کو قربان کر اور خوب جانتا تھا کہ وہ قربان نکرینگے اور طریقت مین بعض باتین ایسی پیش آتی ہین کہ ظاہر شریعت کے مقابل نادرست معلوم ہوتی ہین جیسا کہ حضرت خلیل اللہ کو حکم فرمایا اور پھر خود ہی چاہا کہ ایسا نکرے جیسا کہ حضرت خضر کا لڑکے کو مار ڈالنا کہ حکم نہین کیا کہ ایسا کر لیکن مرضی یہی تھی کہ ایسا کرے اور جو شخص اس رمز کو نہین سمجھتا ہی اور پھر قدم بیان دھرتا ہی وہ زندیق اور اباحی اور واجب القتل ہوتا ہی مگر یہ درست ہے کہ جو کام کرے شرع کے حکم کے موافق کرے۔

نقل ہے کہ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ مینے ایک بدوی کو کہ دُبلا اور زرد اور ضعیف اور بہت ناتوان تھا اور اسکی ہڈیان تک گھل گئی تھین طواف مین دیکھا مینے اُس سے کہا کہ تو خدا کا دوست ہے اُسنے کہا ہان ہے کہا کہ تیرا دوست تیرے نزدیک ہی یا دور ہی۔ اُسنے کہا کہ نزدیک ہے مینے کہا کہ موافق ہی یا مخالف ہی اُسنے کہا کہ موافق ہی مینے کہا سبحان اللہ کہ تیرا دوست تیرے نزدیک اور تجھ سے موافق ہی اور پھر تو اسقدر بیقرار اور کمزور اور دُبلا سوکھا ہوا ہی اُسنے کہا کہ اے بیہودہ گو تجھے یہ خبر نہین ہی کہ موافقت کا عذاب مخالفت کی دوری کے عذاب سے زیادہ سخت ہی۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ مینے ایکبار سفر مین ایک عورت کو دیکھا مینے اُس سے پوچھا کہ محبت کی نہایت کا درجہ کہانتک ہی اُسنے کہا کہ اے بیہودہ گو محبت کی نہایت نہین ہی مینے کہا کیون اُسنے کہا اسلیے کہ دوست بے نہایت ہے۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری ایک شخص کے پاس اُن شخصون سے کہ اپنے آپ کو عاشق خدا بتاتے ہین اور عشاق خدا مشہور ہین تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بیماری مین مبتلا ہے وہ حضرت

ذوالنون مصریؒ کو دیکھکر کہنے لگا کہ خدا کو دوست نہیں رکھتا ہی وہ شخص کہ حق کے درد سے الم
پاتا ہی حضرت ذوالنون مصریؒ نے یہ سنکر کہا کہ مین تو یہ کہتا ہون کہ خدا کو دوست نہین رکھتا ہے
وہ شخص کہ جو اپنے آپ کو خدا کی دوستی مین مشہور کرتا ہی اس مرد نے کہا کہ استغفر اللہ و اتوب الیہ
یعنے مین بخشش چاہتا ہون اللہ سے اور رجوع کرتا ہون اسکی طرف ایسی باتون سے یعنے
آیندہ اپنے آپ کو دوست خدا نہ مشہور کرونگا۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنونؒ بیمار تھے
ایک شخص انکی بیمار پرسی کو آیا اور کہا کہ دوست کا درد پسندیدہ ہوتا ہی حضرت ذوالنونؒ بہت
خفا ہوے اور کہا کہ اگر تو اسکو جانتا تو اس آسانی کے ساتھ اسکا نام نہ لیتا۔ نقل ہے
کہ ایکبار حضرت ذوالنون مصریؒ نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا کہ خدا ے تعالی مجکو اور تجکو
نادانی کی چادر اوڑھا ے یعنی نادان و بے خبر دنیاوی امور سے بنا دیوے اور پھر مجھسے اور
تجھ سے وہ کام کرائے کہ جس مین اسکی رضامندی ہو اسلیے کہ بہتیرے ایسے کام بھی کہ جن سے
وہ خوش نہین نادانی کے پردہ مین ہین۔ نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا
کہ ایکبار ایسے جنگل مین کہ برف سے بھرا تھا میرا گذر ہوا مینے ایک آتش پرست کو دیکھا کہ دامن
سر پر ڈالے چینا بکھیر رہا ہی مینے کہا کہ ای آتش پرست یہ کیا کر رہا ہے اس نے کہا کہ آج
پرندون کو دانہ میسر نہین ہوا ہے کیونکہ تمام جنگل برف سے ڈھنک رہا ہے شاید کہ اسکا
ثمرہ مجکو ملے اور خدای تعالے مجھپر رحمت کرے مینے کہا کہ بیگانہ کا دانہ وہان پسند نہین
اسنے کہا کہ اگر پسند نہ بھی کرین تو بھی دیکھتے تو ہین کہ جو کچھ مین کر رہا ہون مین نے کہا کہ
ہان دیکھتے تو ہین اسنے کہا کہ بس یہی میرے واسطے کافی ہی حضرت ذوالنون مصریؒ
فرماتے ہین کہ مین حج کو گیا تو کیا دیکھا کہ وہ آتش پرست عاشقون کی طرح طواف مین
مشغول ہے مجھے دیکھکر کہنے لگا یا ابا الفیض آپنے دیکھا کہ اسنے میری عمل کو دیکھا اور پسند کیا
اور وہ بیج جو مینے بوئے تھے کیسے بار آور ہوے اور انکے ذریعے سے مجھے اپنا آشنا بنایا اور
معرفت عطا کی اور یہانتک کرم کیا کہ اپنے گھر مین بلا لیا حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہین

کہ مجکو جوش آگیا اور مینے کہا کہ ای خداوند مٹھی بھر چنیا کے عوض آپ ایسی گبر کو کہ جسنے چالیس برس تک آگ پوجی اپنی طرف راہ دیتے ہین آپ تو بڑی ارزان فروش ہین ایک ہاتف نے آواز دی کہ حق سبحانہ و تعالے جسکو بلاتا ہی نہ کسی چیز سے بلاتا ہی اور جسکو ہنکاتا ہی نہ کسی سبب سے ہنکاتا ہی تو ای ذوالنون ایسی باتون مین دخل نہ دی کیونکہ یہ کام فعال لما یرید کے ہین تیری عقل مین نہ آوینگی نقل ہے کہ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ ایک فقیر سے میری دوستی تھی جب وہ مرگیا تو مینے اسکو خواب مین دیکھا مینے پوچھا کہ خدای تعالی نے تیرے ساتھہ کیا معاملہ کیا اُسنے کہا کہ خدای تعالی نے فرمایا کہ مینے تجھے بخشدیا اس فکر و تردد کے سبب کہ تجکو رہتا تھا کہ تو دُنیا کے کمینون کچھ نہ لیوی اور وہ فقیر کہتا تھا کہ میرا عمل یہ تھا کہ مینے کبھی پانی اور روٹی آسودہ ہو کر نہین پیا اور نہین کھائی اس خیال سے کہ ایسا نہو کوئی گناہ مجھ سے صادر ہو یا خدا کی نافرمانی کا قصد میرے دل مین پیدا ہو نقل ہے کہ جب حضرت ذوالنون مصری نماز کیواسطے کھڑے ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ ای بار خدا مین کونسے قدم سے تیری درگاہ مین آؤن اور کونسی آنکھ سے تیرے قبلے کی طرف دیکھون اور کونسی زبان سے تیرا راز کہون اور کونسی لغت سے تیرا نام لون مینے بے سامانی کا سامان مہیا کیا ہی اور تیری درگاہ مین آیا ہون اور جب کچھ بن نہ پڑا تو حیا و شرم کو بالاے طاق رکھا اور تیری درگاہ مین آیا جب یہ کلمات فرما چکتے تو تکبیر کہتے اور نماز پڑھتے نقل ہے کہ آپ ہر روز صبح اُٹھ کر فرماتے کہ اگر آج کے روز مجکو کوئی رنج و الم پیش آنیوالا ہے تو اُس سے کہہ رہا ہون کہ مجھے بچائے اور اگر کل کو کوئی رنج اُسی سے مجکو پہونچے گا تو مین کس سے کہونگا اور فرماتے ای خداوند مجھپر عذاب مت کر اور حجاب کی ذلت سے محجوب مت کیجیو اور فرمایا کہ پاک ہے وہ خدا جسنے اہل معرفت کو آخرت کے حجاب مین دُنیا کی تمامی مخلوق سے پوشیدہ کیا اور تمامی اہل آخرت کو دُنیا کے پردے سے روپوش کیا اور فرمایا کہ بہت بڑا پردہ نفس کی آنکھون کا پردہ ہی کہ منہیات پر نظر نہ کرسکے اور فرمایا کہ حکمت اُس معدے مین کہ کھانے سے پُر ہو قرار نہین پکڑتی۔ اور فرمایا کہ استغفار کرنا اور گناہ سے باز نہ رہنا جھوٹون کی توبہ ہے اور فرمایا کہ بہت خوش حال ہے وہ شخص کہ جسکے دل کا لباس پرہیزگاری ہے اور فرمایا کہ

جسم کی تندرستی کم کھانے مین ہو اور روح کی تندرستی کم گناہ کرنے مین ہو اور فرمایا کہ اس شخص پر کہ اگر
کسی مصیبت مین مبتلا ہو اور صبر کرے تعجب نہین آتا بلکہ تعجب تو ایسے شخص پر آتا ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو کر
بلا پر راضی رہے اور فرمایا کہ جب تک آدمی خدا سے ڈرتے رہینگے کام کے رہینگے اور جبکہ اُنکا
خوف اُنکے دل سے نکل جائیگا گمراہ ہو جائینگے اور فرمایا کہ سیدھے راستے پر وہ ہو کہ خدا سے ڈرتا ہے
اگر خوف نکل گیا تو راستے سے بہکا۔ اور فرمایا کہ بندے پر خدا کے غضب کی علامت بندے کا درویشی سے
ڈرنا ہووے اور فرمایا کہ آدمی پر خرابی چھ چیزون سے آتی ہو ایک تو آخرت کے عمل پر نیت کا
کمزور ہونا دوسرے شیطان کے حکمون کی فرمانبرداری مین کوشش و سعی کرنا۔ تیسرے باوجود
نزدیکی موت کے امید کی درازی کا غالب ہونا چوتھے خدا کی رضا پر مخلوق کی رضامندی کو اختیار کرنا۔
پانچوین خواہش نفسانی کی پیروی کی سبب سے رسول علیہ السّلام کی سُنّت کو ترک کرنا اور پس پشت ڈالنا۔
چھٹے گذشتہ بزرگون کی چوکون کو اپنے واسطے حجّت قرار دینا اور اُنکے ہنرون کو دفن کرنا ایسا کہ
جسکی وجہ سے اُن بزرگانِ دین پر الزام عائد ہو اور فرمایا کہ صاحب ہمّت اگرچہ کم ہی ہو سلامت سے
نزدیک ہو اور صاحب ارادہ اگرچہ صحیح ہو لیکن منافق ہو جائیگا یعنی جو کہ صاحب ہمّت ہوگا اُس کا
دل غنی ہوگا اور اُسکو سوال کی خواہش نہوگی اور جو صاحب ارادہ ہو جلد راضی ہو جائے گا اور
تھوڑی سی چیز پر پھیل جائیگا۔ اور فرمایا کہ اگر زندگانی ہو تو ایسے مُردون کی صحبت مین سے کہ
جنکے دل پرہیزگاری سے زندہ ہین اور اُنکی خوشی ذکرِ مولی ہے اور فرمایا کہ ایسے شخص سے
دوستی کرنا کہ تیرے ناراض ہونے سے ناراض نہو اور فرمایا کہ اگر تو چاہے کہ صاحب دوست ہو تو
تو دوستون کے ساتھ ایسا معاملہ کر جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کے ساتھ کیا کہ دین اور دُنیا مین کچھ مخالفت آن حضرتؐ کی نہوئی اسلیے خدا نے صاحب
آپ کو فرمایا اور فرمایا کہ خدا کی محبت کی علامت وہ ہے کہ خدا کے محبوب کی پیروی اخلاق اور
افعال اور احکام و سُنّت مین کرے اور فرمایا کہ خدا کے ساتھ موافقت سے رہو اور خلق کے ساتھ
نصیحت سے رہو اور نفس کے ساتھ مخالفت سے رہو اور دشمن کے ساتھ عداوت سے رہو اور فرمایا کہ بیٹے کو کوئی

طبیب نادان اس طبیب سے نہیں دیکھا کہ جو مستون کی مستی کے وقت مین معالجہ کرتا ہی یعنے جو شخص کہ ایسے
آدمی کو کہ دنیا کی ہوس کے نشے مین بیہوش ہی نصیحت کرتا ہی بیفائدہ کام کرتا ہے پھر فرمایا کہ مست کی
دوا نہین ہے مگر یہ کہ جب ہوشیار ہو جاوے تو بعد اُسکی دوا کرین اور فرمایا کہ خدا اپنے جس بندے
کو کہ عزیز کرتا ہی اُسکے نفس کی خواری اُسکو دکھاتا ہی اور جسکو کہ ذلیل کرتا ہی اُسکے نفس کی خواری
اُس سے چھپاتا ہی تاکہ اپنے نفس کی ذلت کو نہ دیکھے اور فرمایا کہ نیک دوست وہ ہی کہ آنکھ کان
کی بدخواہشون سے باز رکھے اور فرمایا کہ اگر تجھکو لوگون کی محبت ہے تو آرزو مت رکھ کہ کبھی بھی تجھے
خدا کے ساتھ محبت ہوگی اور فرمایا کہ مینے کوئی چیز خلوت سے بڑھکر اخلاص تک پہونچانے والی
نہین دیکھی اسلیے کہ جو خلوت اختیار کرتا ہی خدا کے سوا اُسکو نہین دیکھتا اور جو شخص کہ خلوت کو دوست
رکھتا ہی اخلاص کے کھمبون کے ساتھ لٹکتا ہی یعنے سچائی کے ستونون سے ایک ستون کو مضبوط پکڑتا ہی
اور فرمایا کہ پہلے قدم پر جسکا تو تلاشی ہی اُسکو نہ پائیگا یعنے اگر تو کچھ بناوے تو یہ نشان اُسکا ہے
کہ ابھی تو نے اُس راہ مین ایک قدم بھی نہین رکھا ہی اور خوب سوچ کہ جب تک ذرا سی بھی ہستی
باقی ہی قدم اس راہ مین رکھنا محال ہے اور فرمایا کہ مقربون کا گناہ برابر نیکوکارون کی نیکیون کے
ہی اور فرمایا کہ جسوقت بساط محمدی بچھاتے ہین اگلے اور پچھلون کے گناہ اُس بچھونے کے کنارون پر
محو و ناچیز ہو جاتے ہین اور فرمایا کہ انبیا کی ارواح کو جب معرفت کے میدان مین لائے تو ہمارے پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کی روح ساری ارواحون سے سبقت کرکے روضۂ وصال مین پہونچی اور
فرمایا کہ کیا اچھا ہووے کہ خدا کے محب کو محبت جب دیتے کہ پہلے اُسکے دل کے خوف کو جلا دیتے
اور بالکل دور کر دیتے کیونکہ فراق کے خوف سے بڑھکر کوئی چیز دل کی ملول کرنیوالی نہین ہے
اور فرمایا کہ ہر ایک چیز کی ایک سزا مقرر ہے اور محبت کی سزا وہ ہی کہ خدا تعالی کی یاد سے
غافل رہے اور فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ جب کچھ کہے تو اُسکی گفتگو اُسکے حال کی حقیقت
ہووے یعنی ایسی بات نہ کہے کہ اُس مین موجود نہو اور جب خاموش ہووے تو اُس کا
معاملہ اُسکے حال کا بیان کرنیوالا ہووے اور اُسکا حال تعلقون کے کاٹنے پر گواہ ہووے

اور فرمایا کہ عارف ہر گھڑی خوفناک رہتا ہی اسلیے کہ اسکو دمبدم فرصت حاصل ہی لوگون نے کہا کہ عارف کون ہوتا ہی آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص ہوتا ہے کہ مخلوق مین رہتا ہی اور پھر اُن سے جدا رہتا ہی اور آپ نے فرمایا کہ عارف خوف کرنے والا ہوتا ہی نہ اپنی تعریف خود کرنے والا اور جو ایسا ہو اُسکو عارف نہ کہنا چاہیے اسلیے کہ عارف وہی ہے کہ جو خوف کرنیوالا ہو جیساکہ ارشاد ہوا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے تحقیق ڈرنیوالے اللہ سے بندون مین علما ہین اور فرمایا کہ عارف کیواسطے ایک حالت لازمی نہین اسلیے کہ عالم غیب سے ہر دم اُس پر ایک حالت وارد ہوتی ہی تاکہ وہ صاحب حالات رہے نہ کہ صاحب ایک حالت رہے اور فرمایا کہ عارف کا ادب ساری ادبون سے بڑھکر ہوتا ہے اسلیے کہ معرفت کو مودب بناتی ہی اور فرمایا کہ معرفت تین قسم پر ہی ایک تو معرفت توحید ہے اور یہ سارے ایمانداروں کو حاصل ہے اور دوسری معرفت حجت و بیان ہی اور یہ حکیمون اور بلیغون اور عالمون کے واسطے خاص ہے تیسری صفات وحدانیت کی معرفت ہے اور یہ اولیاء اللہ کے لیے مخصوص ہے جو لوگ کہ اپنے دلون سے شاہد حق ہین حق تعالی اُنپر ایسے حالات ظاہر فرماتا ہے کہ اہل جہان سے کسی پر ظاہر نہین فرماتا اور فرمایا معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالے اپنے اسرار پر آگاہی بخشتا ہے جسکے سبب سے لطائف انوار ظاہر ہوتے ہین جس طرح کہ آفتاب کی روشنی سے آفتاب کو دیکھ سکتے ہین اور فرمایا کہ دیکھو خبردار معرفت کا دعوے نہ کرنا یعنے اگر تو دعوی کریگا تو جھوٹا ہوگا دوسری وجہ یہ ہی کہ جب عارف اور معروف حقیقت مین ایک ہی تو تو بتا کہ درمیان مین کیا چیز ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر تو دعوے کریگا تو یہ ضرور ہے کہ یا تو سچ کہے گا یا جھوٹ کہے گا اگر تو سچ بھی کہتا ہوگا تو یہ بھی خیال کرلے کہ صدیق اپنی تعریف آپ نہین کرتے جیساکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لست بخیرکم یعنے مین تم جیسا نیک نہین ہون اور اس بارے مین بھی کہا ہی اکبر ذنبی معرفتے ایاہ یعنے میرا بڑا گناہ اُسکو سچا نناہ میرا ہے اور اگر تو جھوٹ بولتا ہوگا تو عارف نہوگا حاصل کلام یہ ہی کہ تو خود مت کہہ کہ مین عارف ہون

...کرنے والا ہے اور فرمایا کہ جسقدر زیادہ عارف ہوتا ہی اُسیقدر اُسکو خدا کے ساتھ تحیر زیادہ
ہوتا ہی کیونکہ جسقدر کوئی آفتاب کے زیادہ قریب جائیگا اُسیقدر اُسکی حیرت بڑھتی جائے گی
یہانتک کہ بالکل اُسمین گم و محو ہوجائیگا۔ بیت نزدیکان رابیش بود حیرانی، کایشان دانند
سیاست سلطانی یعنی نزدیکون کو حیرانی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ وہ بادشاہ کے قہر و غضب سے پورے
پورے واقف ہوتے ہین لوگون نے آپ سے عارف کی صفت پوچھی فرمایا کہ عارف دیکھنے والا
ہوتا ہی بغیر علم کے اور بغیر آنکھ کے اور بغیر خبر کے اور بغیر مشاہدے کے اور بغیر صفت کے اور بغیر
کشف کے اور بغیر حجاب کے اِسلیے کہ جو عارف ہین وہ وہ نہین رہتے بلکہ ایسے واصل بحق ہوتے ہین
کہ اُنکی حرکت حق کی حرکت ہوتی ہی اور اُنکا کلام خدا کا کلام ہوتا ہی کہ اُنکی زبان سے کہا جاتا ہے
اور اُنکی نظر خدا کی نظر ہوتی ہی کہ اُنکی آنکھون سے دیکھتی ہے پھر فرمایا کہ دیکھو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اِن لوگون کے حال سے خبر دی ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ جب مین بندے کو اپنا دوست
بناتا ہون تو مین کہ خداوند ہون اُسکے کان ہوتا ہون تاکہ مجھسے سُنے اور اُسکی آنکھین ہوتا ہون
تاکہ مجھسے دیکھے اور اُسکی زبان ہوتا ہون تاکہ مجھسے بات کرے اور اُسکا ہاتھ ہوتا ہون تاکہ مجھسے
پکڑے یعنی مجھ مین اور اُسمین اسقدر نزدیکی ہوجاتی ہی کہ مین اُس سے جُدا نہین ہوتا اور فرمایا کہ زاہد
آخرت کے بادشاہ ہین اور عارف زاہدون کے بادشاہ ہین اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کی صحبت کی علامت
وہ ہی کہ جسقدر چیزین کہ خدا سے باز رکھنے والی ہین سب کو چھوڑ دیوے یہانتک کہ وہ رہجاوے
اور شغل خدا کا فقط اور فرمایا کہ بیمار دل کی چار علامتین ہین ایک تو وہ کہ عبادت سے مزہ نہ پانا۔
دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہونا تیسرے یہ کہ اِس جہان کی چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھنا
چوتھے یہ کہ علم کی باتون کو سُنکر اُنپر دھیان نہ دینا اور فرمایا کہ وہ شخص کہ مقام عبودیت کو پہونچتا ہی
اُسکی علامت یہ ہی کہ خواہش نفسانی کے مخالف ہوتا ہی اور لذات دنیوی کا چھوڑنے والا
اور فرمایا کہ عبودیت اُسکو کہتے ہین کہ تو دل وجان اور ہر طرح سے اُسکا بندہ ہوجاوے
جیساکہ وہ تیرا خداوند ہے ہر طرح سے اور فرمایا کہ علم موجود ہے اور عمل علم کے موافق کم

اور اخلاص عمل مین گم اور حب موجود ہی اور صدق حب مین گم اور فرمایا کہ عوام الناس اپنے
سے توبہ کرتے ہین اور خواص الناس اپنی غفلت سے توبہ کرتے ہین اور فرمایا کہ توبہ کی دو قسمین
ایک توبۂ انابت دوسری توبۂ استجابت توبۂ انابت وہ ہی کہ بندہ حق تعالی کے عذاب کے خوف
توبہ کرے اور توبۂ استجابت وہ ہی کہ خدا کے شرم سے توبہ کرے یعنے اس سے شرمندہ ہوکے کہ خدا تعا
بہت بزرگ و برتر ہے یہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکی بزرگی کے مقابل مین ہیچ ہی اور فرمایا کہ ہم
کی توبہ ہی دل کی توبہ یہ ہی کہ حرام کے چھوڑنے کی نیت کرنا اور آنکھ کی توبہ یہ ہی کہ حرام کردہ چیزون کی
طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھنا اور کان کی توبہ یہ ہی کہ ناراست اور بیہودہ باتون کا نہ سننا اور ہاتھ کی
یہ ہی کہ منہیات کیطرف نہ بڑھانا اور توبہ پاؤن کی یہ ہی کہ منع کردہ چیزون کی طرف نہ جانا
اور پیٹ کی توبہ یہ ہی کہ حرام چیزون کا نہ کھانا اور انسے دور رہنا اور توبہ شرمگاہ کی یہ ہی کہ فحش
باتون یعنی زنا و بدکاری سے دور رہنا اور فرمایا عمل کا چوکیدار خوف ہے اور نکوئی کا سفارشی
امید ہی اور فرمایا کہ خوف ایسا ہونا چاہیے کہ امید سے قوت مین بڑھکر ہو کیونکہ اگر امید غالب ہوجائیگی
تو دل پریشانی مین پڑجائیگا اور فرمایا کہ حاجت کی تلاش و طلب فقر کی زبان سے کرنا چاہیے نہ علم کی
زبان سے کرنا چاہیے اور فرمایا کہ اس صفائی و خلوت سے کہ جسمین خود بینی اور غرور ہے مجکو وہ درویشی کہ
جسمین کچھ کدورت و غبار بھی ہو پسندیدہ تر ہی اور فرمایا خدا کا ذکر میری جان کی غذا ہی اور اسکی
تعریف میری جان کی شراب ہے اور اس سے شرم کرنا میری جان کا لباس ہے اور فرمایا کہ شرم اسکو
کہتے ہین کہ خوف و دہشت ہو دل کے اندر ان برائیون اور کدورتون کے غم و رنج سے کہ جو تجھسے
ہوگئی ہین اور فرمایا کہ دوستی بات چیت کی ہمت بندھاتی ہے اور شرم خاموش کرتی
ہے اور خوف بے آرام بناتا ہے اور فرمایا کہ تقوے اسکو کہتے ہین کہ ظاہر کو گناہ
و نافرمانیون سے آلودہ نہ کرے اور باطن کو بیہودہ باتون سے نگاہ رکھے اور خدا تعالے
کے حضور مین استادہ رہے یعنی ہر وقت اسکا خیال رکھے کہ مین اسکے حضور مین ہون پس
گناہ و فضول باتون سے خبردار رہنا چاہیے اور فرمایا کہ صادق وہ ہی کہ اسکی زبان راست باز

و سچائی سے کلمہ بولے اور فرمایا کہ صدق خداے تعالی کی تلوار ہی اور کبھی اس تلوار نے کسی پر گذر نہیں کیا مگر اُسکو دو پارہ کیا یعنے جسپر یہ تلوار گذری اُسکو دو ٹکڑے کر کے چھوڑا اور فرمایا کہ صدق زبانی محرومی ہی اور سچ بات کہنا منزلی ہی اور فرمایا مراقبہ وہ ہی کہ جس چیز کو حق تعالے نے پسند کیا ہی اُسکو اختیار کرنا یعنے جو چیزین کہ بہتر ہین اُنکو تو اُسپر نثار کری اور جس چیز کو خداے تعالے نے بزرگ کہا ہی اُسکو عزیز اور عظیم سمجھے - اور اگر تجھ مین ذرہ بھر بھی خود بینی خیرات و ایثار سے پیدا ہو تو کُن انکھیون سے بھی اُس ایثار کیطرف نہ دیکھے اور جو ایثار کہ تو کری اُسکو خدا کا فضل سمجھے اپنا عمل نہ خیال کری اور جس چیز کو کہ حق تعالی نے ذلیل و خوار کیا ہی اُسکی طرف توجہ نکرنا اور بالکل اُسکو ترک کرنا اور آپ کو اس روگردانی کرنے مین درمیان مین نہ دیکھنا اور فرمایا کہ وجد ایک سر ہے دل مین اور سماع تو وارد ہی حق تعالی سے کہ دلون کو آمادہ کرتا ہی اور اُسکی طلب پر حریص بناتا ہی اور جو کہ اُسکو حق سے سُنتا ہی وہ حق کیطرف راہ پاتا ہی اور جو نفس سے سُنتا ہی زندیق ہو جاتا ہی اور فرمایا کہ توکل یہ ہی کہ سارے آقاؤن کو اور اُنکی بندگی کو چھوڑ کر ایک آقا یعنے خداے واحد کا غلام ہو جاوی اور اُسی کے ساتھ مشغول ہووی اور سارے سببون کو قطع کر کے خدا کی بندگی کی صف مین داخل ہووے اور صاحبی کی صفت سے باہر آوے یعنے اپنے آپ کو غلام و بندہ اُسکا سمجھے اور فرمایا کہ توکل ترک تدبیر ہے اور اپنی قوت اور حیلت سے باہر آنا یعنے ان سب کا خیال کہ مجھ مین زور ہی یا مین بڑا حکیم و دانشمند ہون اپنے دل سے دور کرنا اور خدا ہی پر بھروسا کرنا ہے اور فرمایا کہ اُنس وہ ہی کہ صاحب اُنس کو دُنیا اور دُنیا کی مخلوق سے وحشت اور نفرت پیدا ہوتی ہے مگر حق تعالی کے دوستون یعنی اولیاء اللہ سے اُنس و محبت پیدا ہوتی ہی اسلیے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ اُنس کرنا درحقیقت خداے تعالی کے ساتھ اُنس کرنا ہی اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کو جب اُنس کے عیش مین ڈالتے ہین تو گویا کہ اُنکے ساتھ نور کی زبان سے بہشت کے اندر خطاب کرتے ہین اور جب ہیبت کے عیش مین ڈالتے ہین تو گویا کہ اُنکے ساتھ آگ کی زبان سے دوزخ مین خطاب کرتے ہین اور فرمایا کہ خدا کے مومنون کا ادنی مرتبہ وہ ہے کہ اگر اُنکو آگ مین جلا دیوین تو ذرے کے برابر

اُنکی ہمّت کم ہو اس سبب سے کہ اُس سے اُنس رکھتے ہین اور فرمایا کہ علامت اُنس کی یہ ہی کہ مخلوق کے
ساتھ اُنس نہ کرین اور فرمایا کہ عبادت کی کنجی فکر کرنا ہی اور علامت وصال حق کی نفس و ہوا کی
مخالفت ہی اور مخالفت نفس ہوا کی آرزوؤن کا ترک کرنا ہی اور جو کوئی کہ دل کی فکر پر ہمیشگی کرتا ہے
عالم غیب کو روح سے دیکھتا ہی اور فرمایا کہ رضا یہ ہی کہ قضا کی تلخی پر خوش دل ہووے اور اپنے اختیار کو قضا
کے سامنے ترک کرے اور قضا کو بعد اپنے مین تلخی نہ پاوے اور مصیبت و بلا مین دوستی کا جوش مارے
لوگون نے کہا کہ وہ کون ہی کہ اپنے نفس کو خوب جانتا ہی آپ نے فرمایا جو کہ راضی ہی اُس چیز پر کہ اُسکی تقدیر
مین لکھی ہی اور فرمایا کہ اخلاص کامل نہین ہوتا جب تک کہ صدق اور صبر اُسکے ساتھ نہو اور فرمایا کہ اخلاص
یہ ہی کہ دشمن اپنے آپ کو بچا دے تاکہ تباہ نہ کرے اور فرمایا کہ علامت اخلاص کی یہ ہی کہ تعریف اور ہجو اُسکے
نزدیک یکسان ہووے اور نیکو کاریان کرکے فراموش کرے اور اُنپر آخرت مین کچھ ثواب کی امید نہ رکھے اور
فرمایا کہ بندہ کوئی چیز اخلاص سے خلوت مین مشکل زیادہ نہین رکھتی اور فرمایا کہ جو کہ آنکھون سے دیکھتا ہے اُسکی
نسبت علم کیطرف ہے اور جو کہ دل سے دیکھتا ہی نسبت اُسکی یقین کیطرف ہے اور فرمایا کہ صبر یقین کا پھل ہے
اور فرمایا کہ یقین کی علامتین تین ہین ایک تو حق کیطرف نظر کرنا ہر چیز مین دوسرے اُسکی طرف
رجوع کرنا ہر کام مین تیسرے اُس سے مدد چاہنا ہر حال مین اور فرمایا کہ یقین پکارتا ہے امید و آرزو
کی کوتاہی کو اور کوتاہی آرزو کی پکارتی ہی زہد کو اور زہد پکارتا ہے حکمت کو اور حکمت
عاقبت بینی کے پھل پھول نکالتی ہی اور فرمایا کہ تھوڑا سا یقین ساری دُنیا سے زیادہ تر ہے
کیونکہ تھوڑا سا یقین دل کو آخرت کی خوشحالی کیطرف مائل کرتا ہے اور تھوڑے سے یقین سے
تمامی ملکوت کو مطالعہ کرتا ہی اور فرمایا کہ یقین کی علامت وہ ہے کہ خلق کی زندگی مین بہت
مخالفت کرے اور خلق کی مدح اور عطا کو ترک کرے اور باوجود آزار پانے کے خلق کو برا نکہے
اور فرمایا کہ جسنے خلق سے اُنس پکڑا وہ عیبون کے چھپنے پر قرار پکڑنے والا ہوا اور جسنے کہ اپنے
نفس کی نگاہداشت نہ کی اور اُس سے بیخبر رہا اخلاص سے دور پڑا اور جسکو کہ حضوری حق تعالے
کی حاصل ہی خواہ تمام چیزین اُسکو حاصل ہون یا ساری چیزین اُسکے پاس سے جاتی رہین

کچھ پروا نہیں کرتا اور فرمایا کہ جو مدعی کہ دعوی حق بینی کا کرتا ہی حق تعالی کے شہود سی محجوب ہی اور
سراسر جھوٹا ہی اور بس کیونکہ حضوری حق تعالی کی حاصل ہی اسکو دعوی کی حاجت نہیں لیکن البتہ جسکو
حضوری حاصل نہیں ہی وہی دعوی پیدا کرتا ہی اور یہی دعوی علامت مجہولی کی ہی اور فرمایا کہ ہرگز مرید نہیں ہوتا
جب تک کہ خدا سی زیادہ فرمانبردار اپنے استاد کا نہو اور جو کوئی کہ دل سے وسوسون کو دور کرکے خالصاً
خدا کے واسطے مراقبہ کرتا ہی حق تعالی اسکی حرکات ظاہر کو بزرگ کرتا ہی اور جو کوئی کہ حق سے ڈرتا ہے
وہ اسی طرف دوڑتا ہی اور جو کہ خدا کی طرف دوڑتا ہی نجات پاتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص کہ قناعت
کرتا ہی اہل زمانہ سے راحت پاتا ہی اور سب کا سردار بنجاتا ہی اور جو شخص کہ تکلیف اٹھاتا ہی ایسے
کام مین کہ اسکے کار آمد نہین ہی وہ اس چیز کو کہ اسکے دل کے کار آمد ہی برباد کرتا ہی اور فرمایا کہ
جو کہ خدا سے ڈرتا ہی اسکا دل خدا کو نہین چھوڑتا ہی اور خدا کی دوستی اسکے دل مین مضبوط ہوتی
ہی اور اسکی عقل کامل ہوتی ہی اور فرمایا کہ جو شخص طلب کار عظیم کرتا ہے مخاطرۂ عظیم مین
کرتا ہی اور جو شخص کہ ایسی چیز کو طلب کرتا ہی کہ اسکی قدر نہین پہچانتا ذلیل ہوتا ہی اسکی آنکھ پر
مرتبہ ایسی چیز کا کہ جسکی قدر دل سے کرنا چاہیے اور فرمایا کہ اگر تو حق پر افسوس کم کھاتا ہے تو یہ
اسکی علامت ہی کہ تیری نزدیک حق کا مرتبہ کم ہی اور فرمایا کہ جسکا ظاہر اسکے باطن پر دلالت نکرے
اسکی صحبت مین مت بیٹھنا اور فرمایا کہ جو کہ درحقیقت خدا کو یاد کرتا ہی وہ اسکی یاد کے مقابلے
مین تمام چیزون کو بھول جاتا ہی کیونکہ حق تعالی تمام چیزون کا عوض ہوتا ہی لوگون نے آپ سے
پوچھا کہ آپنے خدا تعالی کو کس طرح پہچانا آپنے فرمایا کہ خدا تعالی کو خدا تعالے سے پہچانا -
اور خلق کو رسول سے پہچانا یعنے اللہ تعالی ہی اور نور اللہ تعالی کا اور خدا خالق ہی اور خالق کو
خالق ہی پہچان سکتی ہین اور نور خدا خلق ہی اور اصل خلق نور محمدی ہی پس خلق کو محمد صلی اللہ علیہ و
سلم سے پہچان سکتے ہین لوگون نے کہا کہ آپ خلق کے بارے مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ تمام
خلق غیب کی وحشت مین ہی لوگون نے اُنسے پوچھا کہ بندہ واصل بحق کب ہوتا ہی فرمایا کہ جب اپنے
فعل و نفس سے ناامید ہوجاتا ہی اور تمامی احوال مین خدا ہی سے پناہ ڈھونڈھتا ہے

اور حق تعالی کے سوا کسی سے علاقہ نہین رکھتا ہو لوگون نے کہا کہ ہم کیسے شخص کے ساتھ مصاحب ہون آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی صحبت مین ہو کہ اُسکے پاس جاہ مُراد وغیرہ نہو اور کسی حال مین تم سے انکاری نہو اور تمھارے تغیر سے متغیر نہو اگرچہ وہ تغیر بزرگ ہووے اسلیے کہ جسقدر تغیر زیادہ ہوگا اسیقدر دوست کی زیادہ حاجت ہوگی لوگون نے کہا کہ بندے پر خوف کی راہ کب آسان ہو جاتی ہو آپ نے فرمایا اُسوقت کہ اپنے آپ کو بیمار گنتا ہے اور ساری چیزون سے بیماری کے بڑھجانے کے خوف سے پرہیز کرتا ہو لوگون نے کہا کہ بندہ بہشت کا مستحق کس چیز سے ہوتا ہو آپنے فرمایا پانچ چیزون سے ایک تو ایسی استقامت کہ جسمین برگشتگی نہو دوسرے ایسا اجتہاد کہ جسمین سہو نہو تیسرے ظاہر اور باطن مین خدای تعالے کا مراقبہ چوتھے موت کی انتظاری کے ساتھ زاد راہ کی تیاری مین کوشش و جان سپاری پانچوین قبل اسکے کہ اُس سے حساب لیا جاوے اپنا حساب آپ لینا لوگون نے پوچھا کہ خوف کی کیا علامت ہے فرمایا کہ یہ ہے کہ خدا کا خوف اُسکو تمام خوفون سے بیفکر کر دیتا ہو لوگون نے کہا کہ خلق مین کون محفوظ زیادہ ہو آپنے فرمایا وہ شخص کہ اپنی زبان کو نگاہ رکھے لوگون نے کہا کہ توکّل کی کیا علامت ہو فرمایا یہ ہے کہ تو ساری مخلوق سے طمع کو قطع کر دیوے پھر پوچھا آپنے فرمایا خلع ارباب قطع اسباب پھر کہا کہ کچھ اور فرمایئے آپنے فرمایا کہ نفس کو ربوبیت سے نکالکر عبودیت مین ڈالنا توکل ہے لوگون نے پوچھا کہ عزلت ٹھیک ٹھیک کسکو کہنا چاہیے آپنے فرمایا جبکہ اپنی نفس سے یکسوئی کی ہو لوگون نے کہا کہ غم کسکو سب سے زیادہ ہوتا ہو آپنے فرمایا جو کہ مخلوق مین سب سے زیادہ بد خصلت ہو لوگون نے کہا کہ دُنیا کیا ہو کہا جو چیز کہ حق تعالی سے تجھکو غافل کرے دُنیا ہو لوگون نے کہا کہ کمینہ کون ہے فرمایا جو کہ خدا کی راہ سے بیخبر ہو اور پھر اُسکو دریافت نکرے یوسف بن الحسین نے حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا کہ مین کسکا مصاحب بنون فرمایا کہ ایسے شخص کے مصاحب بنو کہ جہان تو اور وہ درمیان نہو پھر کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمایئے فرمایا کہ خدا کے ساتھ یار رہو اپنے نفس کی دشمنی مین نہ اُسکے خلاف نفس کا یار ہو خدا کی دشمنی مین اور کسی شخص کو حقیر مت سمجھ

اگرچہ وہ مشرک ہو اور اُسکے انجام پر نظر کر کہ شاید کہ اسکی تباہی اُس سے دور کر دیوین اور ایک شخص نے
آپسے وصیت کی درخواست کی فرمایا کہ اپنے باطن کو خدا کے سپرد کر دے اور اپنے ظاہر کو خلق کے سپرد کر دے اور
خدای تعالیٰ کا پیارا ہو جا تاکہ خدای تعالیٰ تجکو تمامی خلق سے بے نیاز کردیوے کہا اور کچھ فرمایئے فرمایا کہ
یقین پر شک کو اختیار مت کر اور اپنے نفس سے رضامند نہو جب تک کہ تیرا مطیع نہو جاوے اور اگر
کوئی بلا تجھپر نازل ہو تو صبر سے اسکی برداشت کر اور ہمیشہ خدا کی حضوری مین رہ ۔ دوسرے شخص نے
وصیت کی درخواست کی فرمایا کہ اپنے دل کو گذشتہ اور آیندہ چیزون کیطرف مت بھیج کہا کہ آپ اسکو
مفصل فرمایئے فرمایا کہ جو چیزین کہ گذر گئین اور جو کہ آنیوالی ہین انکا خیال مت کر اور موجود وقت
غنیمت جان لوگون نے پوچھا کہ صوفی کیسے لوگ ہین آپنے فرمایا کہ ایسے مرد ہین کہ جنھون نے
خدا کو ساری چیزون پر اختیار کیا ہے اور چنا ہے اور خدا نے اُنکو ساری چیزون سے چنا ہے
اور مقبول کیا ہے ایک نے کہا کہ آپ مجھے حق تعالیٰ کی رہنمائی کیجیے فرمایا کہ اگر تو اسکی طرف
رہنمائی چاہتا ہے تو وہ تو بیان سے باہر ہے اور اگر اُسکے قرب کا تلاشی ہے تو وہ پہلے ہی
قدم مین ہے اور اسکی شرح پہلے ہو چکی ہے۔ ایک شخص نے حضرت ذوالنون رح سے کہا کہ مین آپکو دوست
رکھتا ہون آپنے فرمایا کہ اگر تو خدا کو پہچانتا ہے تو وہی تیرا دوست کافی ہے اور کی
حاجت نہین اور اگر نہین پہچانتا ہے تو ایسے شخص کو تلاش کر کہ تجکو اسکی راہ دکھاوے
میری دوستی سے تجکو کیا فائدہ ہوگا۔ لوگون نے پوچھا کہ معرفت کی نہایت کیا ہے فرمایا کہ جو کہ
معرفت کی نہایت کو پہنچا اسکی علامت یہ ہے کہ وہ اُس مین گم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ تھا
ویسا ہی ہو جاتا ہے لوگون نے پوچھا کہ اوّل درجہ کہ عارف اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہے
کیا ہے فرمایا تحیر ہے بعد اُسکے افتقار پھر اتصال بعد اُسکے حیات ابدی ہے لوگون نے پوچھا
کہ عارف کا عمل کیا ہے فرمایا کہ کل احوال مین حق کو نظر کرنیوالا ہوتا ہے لوگون نے پوچھا کہ نفس کی
کمال معرفت کیا ہے فرمایا کہ ہمیشہ اُس سے بدگمان رہنا اور کبھی اُسپر گمان نیک نہ لیجانا اور فرمایا کہ
نفس کے نصیبے کو فراموش کرنا حقائق قلب سے ہے اور فرمایا کہ سب سے زیادہ دور خدا سے تعالیٰ سے

وہ شخص ہے جسکا ظاہر مین اشارہ خدای تعالیٰ کی طرف بیشتر ہو جیسا کہ اس ذوالنون کی سرگذشت ہو کہ ستر برس تک توحید اور تفرید اور تجرید مین کوشش کی اور ہاتھ پاؤن مارے اور آخر کو گمان کے سوا اور کچھ حاصل نہوا۔ نقل ہے کہ مرض موت مین لوگون نے آپ سے کہا کہ آپ کو کیا ارزو ہے فرمایا کہ یہ آرزو ہے کہ پہلے اس سے کہ مرون اگرچہ ایک ہی لحظہ ہو اسکو جان لون اور پھر ایک بیت پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے خوف نے مجکو بیمار ڈالا اور شوق نے مجکو جلایا محبّت نے مجکو مارا اور حق تعالیٰ نے مجکو زندہ کیا۔ اور بعد اسکے ایک روز بیہوش ہوگئے جب ہوش مین آئے تو یوسف حسینؒ نے اُنسے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیّت کیجیے فرمایا کہ مجھے باتون مین مت لگاؤ کیونکہ مین خداے تعالےٰ کے احسانات کی حیرت مین ہون پھر وفات کی اُسی رات کو ستر بزرگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمایا کہ ہم خدا کے دوست ذوالنون کے استقبال کو آئے ہین لوگون نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر سبز خط سے لکھا ہوا دیکھا کہ (ہٰذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ ہٰذا قتیل اللہ مات بسیف اللہ) یعنے یہ شخص خدا کا محبوب ہے جان دی اسنے محبّت مین اللہ کی یہ شخص اللہ کا قتل کیا ہوا ہے مارا گیا ہو تلوار سے اللہ کی جب آپ کا جنازہ اُٹھایا تو نہایت تیز دھوپ تھی پرندے ہوا کے آئے اور اپنے پرون سے پر ملائے اور آپکے جنازے پر گھرے قبر تک اپنے پرون کے سایے مین پہونچا دیا جس راہ سے کہ آپ کو لیجا رہے تھے اُس راہ مین ایک مؤذن اذان دے رہا تھا جب اُسنے کلمہ شہادت کہا تو حضرت ذوالنونؒ نے انگشت شہادت اُٹھائی لوگ یہ دیکھکر شور و غل مچانے لگے اور کہا کہ شاید آپ زندہ ہین آپ کا جنازہ رکھدیا آپ کی اُنگلی اُسی طرح تھی بہتیرا چاہا کہ اُنگلی کو بند کردیوین لیکن بند نہ ہوئی آخر کار آپ کو اُسیطرح دفن کیا جبکہ اہل مصر نے یہ دیکھا تو بہت شرمندہ ہوئے اور اُس ظلم و ستم سے کہ آپ پر کیا تھا پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

چودھوان باب حضرت ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ عارفون کے سلطان وہ حقیقت جاننے والون کے برہان وہ خلیفۂ الٰہی وہ علامۂ نا متناہی وہ ناکامی کو جہان کے پختہ یعنے حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ العزیز اکبر مشائخ اور اعظم اولیا تھے اور خدا کی حجت اور خلیفۂ بحق اور عالم کے قطب اور اوتاد کے مرجع تھے آپ نے بہت ریاضتین کی تھین اور بہت کرامتین رکھتے تھے اور اسرار و حقائق مین نظر روشن اور کوشش کمال رکھتے تھے ہمیشہ مقام قرب و ہیبت مین رہتے تھے اور محبت کی آگ مین مستغرق تھے اور ہمیشہ تن کو مجاہدے مین اور دل کو مشاہدے مین مشغول رکھتے تھے اور احادیث اور روایات کے بیان مین آپ کو کمال حاصل تھا اور طریقت و حقیقت مین آپ بے مثل تھے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اس طریقے مین جو کچھ تھے وہی تھے کہ جنھون نے جھنڈا جنگل مین نکالا اور آپ کے کمالات چھپے نہین ہین یہان تک کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ ہم لوگون مین ایسے ہین کہ جیسے ملائکہ مین جبرئیل علیہ السلام اور یہ بھی حضرت جنیدؒ نے فرمایا ہے کہ تمامی چلنے والون یعنی سالکون کی دوڑ دھوپ کی نہایت مقام توحید مین اور بایزیدؒ کی ابتدا برابر ہے بلکہ تمامی مردم جبکہ بایزیدؒ کی ابتدا کے قدم پر پہونچتے ہین وہین رہ جاتے ہین اور گم ہو جاتے ہین اور مقام محویت مین متحیر رہتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی دو سو برس تک باغ معرفت مین سیر کرے تب شاید کہ ایک پھول اُسپر ایسا جیسے کہ ہم سب پے شگفتہ ہوئے ہین شگفتہ ہو اور شیخ ابو سعید ابو الخیرؒ کہتے ہین کہ اٹھارہ ہزار عالم کو بایزیدؒ سے پُر دیکھتا ہون اور پھر بایزیدؒ کو درمیان مین نہین پاتا یعنے بایزیدؒ خود حق مین محو و گم ہے اور کہتے ہین کہ حضرت بایزیدؒ کے دادا آتش پرست تھے اور آپ کے والد اسلام کے بزرگون سے تھے اور جسوقت کہ اپنی والدہ کے پیٹ مین تھے اسیوقت سے

آپ کی کرامتیں ظاہر ہونے لگی تھیں جیسا کہ آپ کی والدہ صاحبہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں ایسا لقمہ منہ میں رکھتی تھی کہ جس میں کسی طرح کا شبہہ ہوتا تھا آپ میرے پیٹ میں تڑپنے لگتے تھے اور جب تک میں اس لقمے کو باہر نکال ڈالتی آپ قرار نہ پکڑتے اور اس امر کا گواہ یہ ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ مرد کے واسطے طریقت میں کیا بہتر ہے فرمایا کہ دولت مادرزاد بہتر ہے کہا کہ اگر یہ نہ ہووے فرمایا کہ چشم بینا بہتر ہے کہا اگر یہ بھی نہ ہووے فرمایا کہ گوش شنوا بہتر ہے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہووے فرمایا کہ تو پھر مرگ مفاجات بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا تو آپ تحصیل علم میں مشغول ہوئے جس روز کہ سورۂ لقمان میں آپ نے یہ آیت کہ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ پڑھی یعنے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکر کرو میرا اور شکر کرو ماں باپ کا۔ آپ نے استاد سے اس آیت کے معنی پوچھے جب استاد نے اس آیت کے معنی بتائے تو آپ کے دل پر اثر پیدا ہوا تختی رکھدی اور استاد سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں گھر جاؤں اور ایک بات اپنی ماں سے کہوں استاد نے آپ کو اجازت دیدی آپ گھر میں آئے آپ کی والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ اے طیفور کس کام کو آیا ہے شاید کہ کسی لڑکے نے مکتب میں قرآن شروع کیا ہو یا اور کوئی عذر درپیش آیا ہو آپ نے فرمایا کہ یہ تو کچھ نہیں ہوا بلکہ آج میں نے ایک آیت پڑھی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکر کر میرا اور شکر کر ماں باپ کا۔ اور یہ بڑی مشکل بات ہے کیونکہ مجھ سے دو کام تو نہیں ہو سکتے اب یا تو آپ مجھے خدا سے مانگ لیجیے تاکہ میں آپ کی خدمت کروں یا خدا کے حوالے کر دیجیے تاکہ میں اسی کا ہو رہوں آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اے بیٹے میں نے تجھکو خدا ہی کے حوالے کیا اور اپنا حق تجھکو بخشدیا جا اور خدا ہی کا ہو جا پس بایزید بسطام سے روانہ ہوئے اور تیس برس تک شام کے بیابان میں ریاضتیں اور مجاہدے کیے اور کھانا پینا سونا ترک کیا اور ایک سو تیرہ پیروں کی خدمت میں رہے اور سب کے فیض حاصل کیا اور انہیں سے ایک حضرت امام جعفر صادق رض ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز آپ حضرت امام جعفر صادق رض کے پاس بیٹھے تھے حضرت صادق رض نے بایزید سے فرمایا کہ اس

کتاب کو طاق سے اُتار لاؤ حضرت بایزیدؒ نے کہا کون سے طاق سے حضرت صادقؓ نے فرمایا کہ تمکو
مدت گذر گئی اور تمنے یہاں طاق نہین دیکھا بایزیدؒ نے کہا نہین مجھے اس طاق سے کیا کام تھا کہ مَین
آپکے سامنے سر اُٹھاتا اور اوپر کیطرف نظر کرتا حضرت صادقؓ نے فرمایا اگر یہی معاملہ ہے تو
بسطام کو جا تیرا کام پُورا ہو گیا۔ کہتے ہین کہ آپ کو لوگون نے نشان دیا کہ فلان جگہ ایک بڑا
شیخ ہے آپ اُنکی زیارت کو گئے جب اُنکے قریب تک پہونچے تو اُس بزرگ نے قبلے کیطرف
مُنہ کر کے تھوکا آپ اُسیوقت لَوٹ آئے اور فرمایا کہ اگر اُسکا طریقت مین قدم ہوتا تو شریعت کے
خلاف نہ چلتا۔ کہتے ہین کہ آپکے مکان سے مسجد تک چالیس قدم کا فاصلہ تھا آپ کبھی راہ مین مسجد
کی عظمت و حرمت کے لحاظ سے نہ تھوکتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپ بارہ برس مین کعبے تک پہونچے
کہ چند قدم پر جای نماز بچھاتے اور دُو رکعت نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ یہ دہلیز دُنیا کے
بادشاہون کی نہین ہے کہ وہان ایکبارگی پہونچ سکین جب آپ کعبے مین پہونچے تو اُس سال مدینہ
شریف نہ گئے اور فرمایا کہ ادب سے بعید ہے سردار کی رُو دکھن مین زیارت کرنا مَین اُنکی زیارت کا
جُدا احرام باندھونگا اور لَوٹ آئے اور دوسرے سال جُداگانہ اپنے مکان سے احرام باندھا اور
شہر سے باہر تشریف لائے یہ سُنکر بہت لوگ آپکی پیروی کے لیے آمادہ ہوئے ایکبارگی آپنے
مُڑ کر دیکھا کہ بہت لوگ پیچھے چلے آتے ہین پوچھا کہ یہ کون ہین لوگون نے عرض کیا کہ یہ سب
لوگ آپکی ہمراہی مین جانا چاہتے ہین آپنے دُعا کی کہ ای خداوند مَین تجھ سے عاجزی سے
کہتا ہون کہ مخلوق کا پردہ اپنے سے مجھپر کر پھر آپنے اپنی محبت اُنکے دل سے دور ہونے اور
اپنی تکلیف اُنکی راہ سے اُٹھانے کی تدبیر کی آپنے صبح کی نماز پڑھکر اُن لوگون کی طرف
دیکھا اور فرمایا (اِنَّنِی اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ) لوگون نے جب یہ سُنا تو کہا کہ یہ
شخص دیوانہ ہے اور آپکو چھوڑ کر چلے گئے اور درحقیقت شیخ نے یہ کلمات زبانِ خدا سے
فرمائے تھے جیسے کہ بالائے منبر واعظ لوگ کہتے ہین کہ جناب باری جل شانہٗ یہ فرماتا ہے
پھر حضرت بایزید بسطامیؒ نے راہ طے کرنی شروع کی راہ مین ایک کھوپڑی پائی جس پر

فَصُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ لکھا تھا آپنے ایک چیخ ماری اور اُسکو اُٹھا لیا اور چوما اور فرمایا کہ یہ
کسی صوفی کا سر معلوم ہوتا ہے کہ حق میں محو ہوکر ناچیز ہوگیا اب نہ تو اسکے کان ہیں کہ خطاب
لم یزلی سُنے اور نہ آنکھیں ہیں کہ جمال لایزالی دیکھے اور نہ زبان ہی ہے کہ کچھ معرفت کا ذکر کرے
یہ آیت جو اسپر لکھی ہے ٹھیک اسکی شان میں ہے کہتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصری نے
ایک مرید کو حضرت بایزید کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے کہنا کہ ای بایزید تمام رات جنگل میں
سوتا ہے اور عیش و آرام میں مشغول رہتا ہے یہانتک کہ قافلہ گذر گیا اس مرد نے آکر
پیغام حضرت ذوالنون مصری کا پہونچایا حضرت بایزید نے سنکر جواب دیا کہ ذوالنون سے کہہ
مرد کامل وہی ہے کہ ساری رات سوئے اور جب صبح کو اُٹھے تو قافلے سے پہلے منزل مقصود
پر اُترے جب یہ بات حضرت ذوالنون مصری نے سُنی تو رو دیے اور کہا کہ اُسکو مبارک ہو
کہتے ہیں کہ حج کے راستے میں آپ کے پاس ایک اونٹ تھا کہ آپ نے اپنا توشہ اور
اسباب اور اپنے مریدوں کا اسباب اسپر لاد رکھا تھا ایک شخص نے کہا کہ اس بیچارے
اونٹ پر بہت بوجھ لدا ہوا ہے اور یہ سراسر ظلم ہے حضرت بایزید نے کہا ای جوانمرد اس سب
بوجھ کا اُٹھانیوالا اونٹ نہیں ہے ذرا غور کرکے دیکھ کہ کچھ بوجھ بھی اونٹ کی پیٹھ پر ہے
یا نہیں اُسنے جو نظر کی تو دیکھا کہ تمامی اسباب اونٹ کی پیٹھ سے ایک ہاتھ بھر اونچا تھا
کہنے لگا سبحان اللہ یہ تو عجب معاملہ ہے حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر اپنا حال تمسے پوشیدہ رکھتا ہوں
تو تم ملامت کی زبان دراز کرتے ہو اور اگر ظاہر کرتا ہوں تو تم اُسکی برداشت نہیں کرسکتے ہو
اب میں حیرت میں ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہیے پھر جب آپ گئے اور مدینہ شریف
کی زیارت سے فارغ ہوئے تو آپکے دل میں گذرا کہ ماں کی خدمت میں چلنا چاہیے بہت سے
لوگوں کے ساتھ بسطام کی طرف روانہ ہوئے جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو اہل بسطام
بہت فاصلے پر دور دراز راستہ طے کرکے آپکے استقبال کو آئے جب آپ نے اُن کو دیکھا
تو خیال فرمایا کہ ان لوگوں کی مدارات مجھے حق سے باز رکھے گی ضرور ہے کہ کوئی تدبیر کیجیے

تاکہ وہ سب مجھ سے برگشتہ ہو جاویں جب وہ سب لوگ حضرت بایزیدؒ کے قریب پہونچے تو آپ نے
ایک کان سے ایک روٹی کی ٹکیا لی اور رمضان تھا کھانے لگے جب اُن لوگوں نے یہ دیکھا تو
تھے سب آپ سے پھر گئے اور اُنکا اعتقاد جو تھا وہ نرہا آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ
تمنے دیکھا کہ مینے ایک شریعت کے مسئلے پر عمل کیا اور سارے لوگوں نے مجھکو مردود بنایا
کہتے ہین کہ آپ بہت سویرے گھر کے دروازے پر پہونچے کان لگا کر سُنا تو یہ آواز معلوم ہوئی
کہ آپ کی والدہ صاحبہ وضو کرتی جاتی تھین اور یہ دُعا فرما رہی تھین کہ الٰہی میرے اُس مسافر کو
اچھی طرح رکھیو اور بزرگوں کا دل اُس سے راضی رکھیو اور احوال نیک اُسکو عطا کیجیو حضرت بایزیدؒ نے
جب سب یہ باتین سُنین تو بہت روئے اور پھر دروازہ کھٹکھٹایا آپ کی والدہ صاحبہ نے اندر سے
کہا کہ کون ہے آپنے فرمایا کہ آپکا مسافر آپ کی والدہ صاحبہ رونے لگین اور دروازہ کھولا اور
فرمایا کہ ای طیفور اتنی مدت کیوں لگائی میری آنکھین تو تیری جدائی میں روتے روتے اندھی ہو گئین
اور تیری جدائی کے غم سے پیٹھ جھک گئی کہتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ وہ کام کہ جسکو مین سب
کاموں سے پیچھے جانتا تھا سب سے پہلے نکلا اور وہ خوشنودی ماں کی تھی اور فرمایا کہ جو چیزین کہ مین
ریاضتوں اور مجاہدوں اور سفر مین ڈھونڈھتا تھا مینے صرف اِس سے حاصل کین کہ ایک رات
میری والدہ صاحبہ نے مجھ سے پانی مانگا مین پانی لینے کے واسطے گیا دیکھا تو آبخوری میں پانی
نہ تھا اور گھڑا دیکھا تو وہ بھی خالی تھا مین نہر پر گیا اور پانی لایا جب تک کہ پانی لیکر آؤں
والدہ صاحبہ سو گئی تھین اور جاڑا بہت پڑ رہا تھا مین آبخورہ ہاتھ مین لیے کھڑا رہا چونکہ سردی
بہت تھی پانی آبخوری مین میرے ہاتھ پر جم کر رہ گیا جبکہ میری والدہ صاحبہ بیدار ہوئین تو پانی پیا اور
مجھکو دُعا دی اور کہا کہ تو نے آبخورہ ہاتھ سے رکھ کیوں نہ دیا آپنے کہا کہ مینے اِس خوف سے کہ آپ
بیدار ہوں اور پانی مانگین اور مین حاضر نہوں ایسا کیا۔ ایکبار اور ایسا ہوا کہ والدہ صاحبہ نے
فرمایا کہ ایک کواڑ کھول دے مین صبح تک اِسی خیال مین رہا کہ داہنا کواڑ کھولوں کہ بایاں کھولوں
نہین معلوم کہ کون سے کواڑ کو فرمایا ہے ایسا نہو کہ خلاف اُنکے حکم کے ہو جبکہ صبح ہو گئی

تو جس چیز کا کہ میں طالب تھا وہ دروازے سے میرے سامنے آئی اور میں مالا مال ہو گیا لکھتے ہیں کہ جب آپ
سے زہرے تو ہمدان میں پہونچے آپ نے وہاں سے کسم کا بیج خریدا اور گدڑی کے ایک کونے میں باندھ
جب گھر میں آکر کھولا تو چند چیونٹیاں اس میں دیکھیں آپ نے فرمایا کہ بڑی افسوس کی بات ہو کہ ان
بیچاری چیونٹیوں کو انکی جگہ سے آوارہ کیا اسیوقت اٹھ کھڑے ہوئے اور ان چیونٹیوں کو اسیطرح
باندھکر ہمدان میں لائے کوئی شخص التعظیم لامر اللہ کے مرتبے کی نہایت کو نہ پہونچا اور نہ الشفقۃ علی
خلق اللہ کے نہایت کے درجے کو بجا لایا مانند حضرت بایزید بسطامی کے کہتے ہیں کہ حضرت بایزید
نے فرمایا کہ میں بارہ برس تک اپنے نفس کا آہنگر رہا اور اسکو ریاضت کی بھٹی میں ڈالکر مجاہدہ کی
آگ سے تپاتا رہا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جب کہیں میں نے اپنے نفس کو آئینہ بنایا
پانچ سال تک اسمیں اپنے آپ کو دیکھا اور طرح طرح کی طاعتوں اور عبادتوں سے اس آئینے پر قلعی کی
پھر ایک سال جو اعتبار کی نظر اسپر ڈالی تو غل خود پسندی اور اعتماد طاعت اور غرور و تکبر کا زنار
اپنی کمر پر پایا پھر پانچ برس تک بڑی بڑی کوششیں کیں تب کہیں وہ زنار کاٹا گیا اور میں
از سر نو مسلمان ہوا سب لوگوں کی طرف جو نظر کی تو سب کے سب مجھکو مردہ نظر آئے میں نے سب کی
نماز جنازہ ادا کی اور سب کے جنازے کیطرف سے لوٹ کر بغیر زحمت خلق کے حق کی مدد سے واصل
بحق ہوا۔ نقل ہے کہ آپ جب مسجد کے دروازے پر پہونچتے تو کھڑے ہو کر روتے لوگوں نے
کہا کہ یہ کیا حالت ہے آپ فرماتے کہ میں اپنے آپ کو عذر والی عورت کے مثل پاتا ہوں کہ مجھکو
ڈر ہوتا ہے کہ اگر میں مسجد میں جاؤں تو ایسا نہو کہ مسجد کو ناپاک کروں۔ نقل ہے کہ ایکبار
آپ نے ارادہ حج کا کیا اور چند منزل جا کر پھر واپس آئے لوگوں نے کہا کہ آپ نے کبھی پہلے اسطرح
اپنے ارادے کو فسخ نہیں کیا اس بار کیا ہوا کہ آپ لوٹ آئے آپ نے فرمایا کہ میں نے راہ میں
ایک زنگی شمشیر برہنہ دیکھا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اگر لوٹ جائیگا تو خیر ہے ورنہ تیرا سر تن سے
جدا کر دونگا اور کہا ترکت اللہ ببسطام وقصدت البیت الحرام یعنی تو خدا کو بسطام میں چھوڑ کر
ارادہ خانہ کعبہ کا کرتا ہے جنے یہ سنا اور واپس آیا کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کو راہ میں ملا

اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو آپ نے فرمایا حج کو جاتا ہوں اُسنے کہا کہ آپکے پاس کیا ہے آپ نے فرمایا کہ دو سو درم ہیں اُسنے کہا مجھے دیدیجیے کہ میں عیالدار ہوں اور سات بار آپ میرے آس پاس پھر لیجیے کہ آپ کا حج یہی ہے آپ نے ایسا ہی کیا وہ مرد درہم لیکر چلا گیا جب آپ کا کام بلند ہوا اور آپ کا کلام اہل ظاہر نہ سمجھ سکے تو سات بار آپکو بسطام سے باہر کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے کیوں نکالتے ہو اُنھوں نے کہا کہ تو ایک برا آدمی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ شہر بڑا اچھا شہر ہے کہ جسکا برا بایزید ہو۔ کہتے ہیں کہ ایک رات آپ عبادت خانے کے کوٹھے پر گئے تاکہ خدا کی یاد کریں آپ دیوار کی منڈیر پر کھڑے ہوے اور چُپ چاپ کھڑے رہے لوگوں نے نظر کی تو دیکھا کہ بجاے پیشاب کے آپکو خون آیا تھا لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے آپ نے فرمایا کہ دو سببوں سے یہ حالت پیش آئی ایک تو یہ کہ میں صبح کو بیکار رہا اور کچھ عبادت الٰہی بجا نہ لایا دوسرے یہ کہ لڑکپن میں ایک ایسی بات میری زبان پر گئی تھی اسکا خوف ایسا مجھپر چھایا کہ میں حیرت میں مبتلا ہو گیا اور میری یہ حالت ہو گئی کہ اگر میرا دل حاضر ہوا تو زبان بیکار ہو گئی اور زبان حرکت میں آئی تو دل بیکار ہو گیا ساری رات اسی حالت میں مبتلا رہا یہانتک کہ صبح ہو گئی اور میرا پیشاب اسی خوف و دہشت سے خون ہو گیا کہتے ہیں کہ جب آپ عبادت کے واسطے خلوت میں تشریف لیجاتے یا کچھ خدا کا ذکر و فکر کرنا چاہتے تو گھر کے سارے سوراخ بند کر دیتے اور فرماتے کہ ایسا نہو کہ کوئی آواز میرے دل کو پریشان کرے اور یہی میرے واسطے بہانہ ہو جاوے حضرت عیسی البسطامی رح کہتے ہیں کہ میں تیس برس تک آپکی صحبت میں رہا لیکن میں نے آپ سے کوئی بات نہ سُنی اور آپکی عادت یہ دیکھی کہ آپ زانو پر سر دھرے رہتے اور اگر کبھی اُٹھاتے تو آہ بھرتے اور پھر سر کو زانو پر دھرتے شیخ سہلکی رح کہتے ہیں کہ یہ حالت آپ کی قبض میں تھی ورنہ حالت بسط میں آپ نے بہت کلام فرمایا ہے اور آپ سے بہت لوگوں کو فیض پہنچا ہے کہتے ہیں کہ ایکبار خلوت میں آپکی زبان پر یہ کلمات کہ سبحانی ما اعظم شانی گذرے جب آپ اس حالت سے ہوش میں آئے تو مریدوں نے کہا کہ آپ نے ایسے لفظ فرماتے آپ نے فرمایا کہ خدا سے

غالب بزرگ کی تمکو قسم ہو کہ اگر اب کی بار ایسا سنو تو مجھ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور پھر آپ نے پھر ایک مرید کو ایک بک
تھر اویا دوسری بار پھر آپ نے وہی کلمات حالت وجد مین فرمائے مریدون نے آپکے قتل کرنے کا
ارادہ کیا دیکھتے کیا ہین کہ تمام وہ مکان بایزیدؒ سے بھرا ہے مریدون نے تلوارین مارنا شروع
کین جو تلوار کر مارتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی پر مار رہے ہین جب تھوڑی دیر گذری
تو وہ صورت چھوٹی ہوتے ہوتے حضرت بایزیدؒ اپنی اصلی صورت مین محراب مین نظر آئے
مریدون نے وہ حالت آپسے بیان کی آپنے فرمایا کہ مین تو یہ ہون کہ جسکو اب تم دیکھتے ہو اور
جسکو تمنے کہ جب دیکھا وہ بایزید نہ تھا اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہی
تو ہم اسکو جواب دینگے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام شروع مین زمین پر آئے تو آپ کا سر
آسمان سے ٹکراتا تھا جب حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے اپنا پر آپکے سر پر رکھا تو آپ کا قد
چھوٹا ہو گیا بس جبکہ بڑے قد کا چھوٹا ہونا ممکن ہے تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چھوٹا قد بڑا
ہو جاوے اور دوسرے یہ کہ ذرا بچے ہی کی حالت پر غور کیجیے کہ اگر مان کے پیٹ مین مثلاً
دو سیر کا ہوتا ہی تو پیدایش کے بعد کیسی ترقی کرتا ہی کہ گویا سو سیر کا ہو جاتا ہی تیسرے یہ کہ
جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السّلام انسان کی صورت مین حضرت مریم علیہا السّلام پر تجلی
ڈالنے والے ہوئے اسیطرح حضرت بایزیدؒ کی حالت کو بھی خیال کرلو لیکن سچ تو یہ ہی کہ جب تک
کہ کوئی اس شان و مرتبہ کا نہو اسکے لیے یہ تمامی جواب مفید نہون گے کہتے ہین کہ
ایک مرتبہ آپ نے ایک سرخ سیب ہاتھ مین لیکر اسکی طرف بغور دیکھا اور فرمایا کہ کیا خوب
سیب ہی اسیدم آپ کو الہام ہوا کہ ای بایزیدؒ تجھے شرم نہین آتی کہ ہمارا نام کہ جو لی سے ہے سیب پر
لگاتا ہے پھر چالیس روز تک خدا کا نام آپکے دل سے فراموش کر دیا گیا آپ نے یہ معاملہ
دیکھکر کہا کہ مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ جب تک جیون گا بسطام کا کوئی میوہ نہ کھاؤن گا
حضرت بایزیدؒ فرماتے ہین کہ مین ایک روز بیٹھا تھا میرے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ مین آج کے روز
پیر وقت ہون اور نیز اس زمانے کا قطب ہون جب مینے خیال کیا تو سمجھ گیا کہ ہائے مینے بڑی

عاطفی کی اسی دم مین اٹھ کھڑا ہوا اور خراسان کیطرف روانہ ہوا راستہ مین ایک منزل پر پہنچ مقام کیا
اور قسم کھائی کہ مین یہانسے ہرگز آگے نہ بڑھونگا جب تک کہ حق تعالی کسی ایسے کامل کو کہ وہ میری
حقیقت مجکو بتادے نہ بھیجیگا مین تین رات دن وہین پڑا رہا چوتھے روز کیا دیکھتا ہون کہ ایک
یکانا شخص ایک اونٹ پر سوار چلا آتا ہے جب مینے اسکی طرف بغور دیکھا تو آشنائی کی علامتین اسمین
پائین مینے اونٹ کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا ٹھہر جا یہ اشارہ کرنا ہی تھا کہ اونٹ کا پانوں زمین مین
اتر گیا اس مرد نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ کیا تو مجھے جوش دلاکر یہ چاہتا ہے کہ بند آنکھ کو
کھولون اور کھلی کو بند کردون اور شہر بسطام کو اہل بسطام اور بایزید سمیت غرق کردون
یہ سنکر تو میرے ہوش اڑ گئے اور مینے اپنے آپ کو بمشکل سنبھال کر کہا کہ آپ کہانسے تشریف لاتے
ہین کہا کہ جس وقت کہ تو نے خدا کے ساتھ عہد کیا مین یہانسے تین ہزار فرسنگ پر تھا وہین سے
چلا آتا ہون اور پھر کہا کہ دیکھ اے بایزید دل کی نگہبانی کر اور خبردار رہ یہ کہا اور میری طرف سے
منہ پھیرا تھا کہ غائب ہوگئے کہتے ہین کہ حضرت بایزید چالیس برس تک ایک مسجد مین مجاور رہے
آپنے مسجد کے کپڑے جدا اور گھر کے جدا اور طہارت کے جدا بنا رکھے تھے اور اس چالیس
سال کے عرصے مین آپنے کبھی کسی دیوار سے پیٹھ سوائے مسجد کی یا رباط کی دیوار کے
نہ لگائی۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید نے فرمایا کہ مین نے چالیس برس تک وہ چیزین
کہ آدمی کھاتے ہین نہین کھائین یعنے میرا کھانا اور ہی جگہ سے مقرر تھا اور یہ بھی آپ
نے فرمایا کہ مین چالیس برس تک اپنے دل کا پاسبان رہا اور پھر جو مینے نگاہ کی تو
بندگی اور خداوندی دونون کو خدا ہی کی طرف سے دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ مینے تیس برس تک
خدائے عزشانہ کو تلاش کیا اور آخر جو نگاہ کی تو اسکو طالب اور آپ کو مطلوب پایا
اور یہ بھی آپنے فرمایا کہ تیس برس ہوگئے ہین کہ جبکہ مین خدائے تعالی کے نام لینے کا قصد
کرتا ہون تو تین بار پانی سے منہ اور زبان کو خدا کی عظمت کے خیال سے دھوتا ہون کہتے ہین
کہ ابو موسی نے آپسے پوچھا کہ آپنے دشوار تر کام اس راہ مین کیا دیکھا آپنے فرمایا

اگر مین مدت تک کوشش مین رہا کہ نفس کو خدا کی درگاہ مین لیجاؤن لیکن وہ روتا تھا اور بھاگتا تھا اور
جب خدائے تعالیٰ کیطرف سے توفیق ہوئی تو وہی نفس ایسا ہو گیا کہ مجھکو اسکی درگاہ کیطرف لگا کھینچنے
اور پھر ہنسنے کہتے ہین کہ آخر کو آپکا کام اس درجہ کو پہونچا کہ جو کچھ کہ آپکے باطن مین گذرتا تھا آپ کو
وہ ظاہر مین بھی آتا تھا اور جب آپ خدای غالب بزرگ کو یاد کرتے تو پیشاب کے بجاے خون آتا
کہتے ہین کہ ایک روز ایک جماعت آپکے پاس آئی آپنے پہلے سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر کہا کہ مین صبح
سے ابتک ایسا ادنیٰ لطیفہ تلاش کر رہا ہون کہ تمکو دون اور تم اسکی سہار کر سکو لیکن نہین پایا۔
کہتے ہین کہ ابو تراب نخشبی کا ایک مرید راہ خدا مین گرم رو اور صاحب وجد و حال تھا ابو تراب اوس سے
ہمیشہ فرماتے تھے کہ جیسا کہ تو ہے تجھے صحبت حضرت بایزید کی چاہیے ایک روز اس مرید نے کہا کہ جو
شخص ہر دن مین سو بار بایزید کے خدا کو دیکھتا ہو وہ بایزید کو کیا کریگا یہ سنکر ابو تراب نے کہا کہ تو جو
خدا کو دیکھتا ہے اپنی قوت اور حوصلے کے موافق دیکھتا ہے اور اگر حضرت بایزید کی توجہ سے دیکھیگا
تو وہ دیکھنا کچھ اور ہی ہوگا اور یاد رکھ کہ دیکھنے دیکھنے مین بھی فرق بڑا درمیان ہے اور تجھے خبر نہین
کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر ایکبار تجلی کرینگے الاہو گا اور تمام خلق پر ایکبار۔ اس بات نے مرید
کے دل پر اثر کیا اور کہنے لگا کہ اٹھیے تا کہ ہم دونون چلین پھر دونون بسطام مین آئے شیخ
گھر مین موجود نہ تھے پانی لینے کو گئے ہوئے تھے یہ دونون بھی آپکی تلاش مین پیچھے گئے راستے مین دیکھا
کیا ہین کہ حضرت بایزید ایک پانی کا گھڑا ایک ہاتھ مین لٹکائے اور ایک پھٹا سا پوستین دوسرے
ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین جون ہی کہ حضرت بایزید مرید سے دوچار ہوئے وہ لرزنے لگا اور
گر پڑا اور جان بحق تسلیم ہوا ابو تراب نے یہ دیکھکر کہا کہ اے شیخ ایک ہی نظر مین اسکا کام
تمام کر دیا آپنے فرمایا اے ابو تراب اس جوان کی نہاد مین ایک دقیقہ رہ گیا تھا
جو ابتک اس پر کشف نہین ہوا تھا بایزید کے مشاہدے مین ایکبارگی کشف ہو گیا اور وہ
اسکی برداشت نکر سکا اور جان بحق تسلیم ہوا۔ مصر کی عورتون کو ایسا ہی واقعہ وقوع مین
آیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال کی برداشت نکر سکین اپنے ہاتھون کو ایکبارگی

کاٹ ڈالا کیونکہ اس سے پہلے وہ بے خبر تھیں کہتے ہیں کہ یحییٰ معاذ رازی نے حضرت بایزیدؒ کو ایک
خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے بارہ میں کیا کہتے ہیں کہ جو ازل کے ایک ہی پیالے میں ایسا مست
ہوا ہو کہ ابد تک مست ہی رہیگا حضرت بایزیدؒ نے جواب میں لکھا کہ یہاں ایک مرد ہو کہ ایک ہی
رات دن میں ازل و ابد کے دریا کو پیتا ہو اور نعرۂ ہل من مزید مارتا ہو (یعنی کچھ اور ہے) کی
آواز لگاتا ہو اور یہ بھی حضرت یحییٰ معاذؒ نے لکھا تھا کہ مجھے تیرے ساتھ کہ تیرا نام بایزید ہے ایک
راز کہنا ہو بشرطیکہ میں اور تو دونوں بہشت میں داخل ہوئے تو طوبیٰ کے سایے کے نیچے کہونگا
اور ایک روٹی کی ٹکیا اس خط کے ساتھ بھیجی تھی اور خط کے لیجانے والے سے کہدیا تھا کہ بایزیدؒ
سے کہنا کہ اس روٹی کی ٹکیا کو کھاؤ کیونکہ یہ زمزم کے پانی سے خمیر کی گئی ہو حضرت بایزیدؒ
نے جواب لکھا کہ جس جگہ کہ یاد حق ہو وہاں سایۂ طوبیٰ اور بہشت دونوں موجود ہیں اور اس
راز کا جواب بھی تحریر فرمایا اور لکھا کہ ہم اس روٹی کی ٹکیا کو نہیں کھائینگے کیونکہ آپ نے یہ تو
کہلا بھیجا کہ زمزم کے پانی سے گندھی ہو لیکن یہ نہ فرمایا کہ کونسے بیج سے یہ غلہ کہ جسکی یہ روٹی
ہے حاصل ہوا ہو حضرت یحییٰ معاذؒ نے جب یہ باتیں دیکھیں تو انکے دل میں آپ کی
ملاقات کا بڑا شوق پیدا ہوا اور آپ کی زیارت کو روانہ ہوئے اور عشا کی نماز کے وقت آپہونچے
لیکن اپنے دل میں یہ سوچ کر کہ رات کا وقت ہو شیخ کو تکلیف نہ دینا چاہیے صبح تک قیام کیا جب
صبح ہوئی تو سُنا کہ حضرت بایزیدؒ قبرستان میں خدا کی عبادت میں مشغول ہیں یہ سُنکر آپ
قبرستان میں گئے اور حضرت بایزیدؒ کو دیکھا کہ دونوں پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر کھڑے ہیں
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شام سے اسیطرح کھڑے عبادت کر رہے ہیں یحییٰ معاذؒ کو بڑا تعجب ہوا اور
چُپ چاپ منتظر رہے حضرت بایزیدؒ اپنی عبادت میں مشغول رہے جبکہ دن روشن ہوا
تو حضرت بایزیدؒ کی زبان پر یہ کلمات کہ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلُکَ ہٰذَا الْمَقَام جاری ہوئے
حضرت یحییٰ معاذؒ آگے گئے اور سلام کیا اور رات کے واقعات دریافت کرنے لگے حضرت بایزیدؒ
نے کہا کہ بیس مقام مجھے بتلائے گئے لیکن میں نے کہا کہ مجھے ان میں کسی کی حاجت نہیں کیونکہ یہ سب

مقامات حجاب کے ہیں چونکہ یحییٰ معاذؒ مبتدی تھے اور بایزیدؒ منتہی تھے یحییٰ معاذؒ کہنے لگے کہ اے شیخ
کیوں آپنے اُس مالک الملکوت سے معرفت کی درخواست نکی جبکہ خود اُسنے فرمایا کہ جو مانگنا ہو
مانگو حضرت بایزیدؒ نے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور کہا چپ رہو اے یحییٰ معاذؒ مجھے شرم آتی ہے کہ مَیں
اُسکو جانوں کہ جسکو مَیں نہیں چاہتا کہ اُسکے سوا اور کوئی اُسکو جانے اور ذرا خیال تو کرو کہ
جس جگہ کہ اُسکی معرفت ہے مجھ بیچارے کا وہاں کیا کام ہے اور اے یحییٰ معاذؒ یاد رکھ کہ اُسکی مرضی ہی ہے
کہ اُسکے سوا کوئی اُسکو نجانے۔ یحییٰ معاذؒ نے یہ سنکر کہا کہ آپکو خدا کی عزت و عظمت کی قسم ہے
کہ اُن فتوحات سے کہ آپکو گذشتہ رات میں نصیب ہوئی ہیں مجھے بھی کچھ حصّہ عنایت کیجیے
حضرت بایزیدؒ نے کہا اے یحییٰ معاذؒ اگر تجھکو صفوت آدم اور قدس جبرئیل اور خلّت ابراہیم اور
شوق موسیٰ اور طہارت عیسیٰ اور محبت محمد علیہم السلام دیویں تو تو ہرگز راضی نہوجیو اور کسی
طرف توجہ نہ کیجیو اور اسکے علاوہ طلب کیجیو اور صاحب ہمّت رہ اور کسی چیز کی طرف
التفات نکر کیونکہ جس چیز کیطرف تو جھکیگا حجاب میں پڑیگا اسلیے کہ یہ سب مقامات
حجاب ہیں کہتے ہیں کہ احمد بن حربؒ نے ایک چٹائی حضرت بایزیدؒ کے پاس بھیجی کہ آپ رات کو
اسپر نماز پڑھا کریں حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ زمینوں اور آسمانوں کی عبادت کو جمع کرکے
اُسکا تکیہ سرہانے رکھا ہے کہتے ہیں کہ حضرت ذوالنون مصریؒ نے ایک جانماز حضرت
بایزیدؒ کے پاس بھیجی آپنے اُس جانماز کو لوٹا دیا اور کہا کہ مجھے مصلّے درکار نہیں ہاں
البتہ ایک مسند درکار ہے بھیجیے تاکہ مَیں اُسپر بیٹھوں یعنی اب میرا کام انتہا کو پہنچا اور
کہ رفع التکلیف ہوگیا ہوں اب حاجت نماز نہیں رہی حضرت ذوالنون مصریؒ نے جب یہ سنا تو
ایک بڑی اچھی مسند آپکے پاس بھیجی آپنے اُسکو بھی لوٹا دیا اور کہا کہ جسکے پاس کہ حق تعالیٰ
کے لطف و کرم کی مسند ہو اُسکو مخلوق کی مسند زیب نہیں دیتی اور حالانکہ آپ اُس وقت
پیری کی مسند بھی بہ مناسبت ضعیفی اور بڑھاپوں کے زیبا تھی اگر لے بھی لیتے تو مباح تھا
لیکن آپنے اپنے تقویٰ کے سبب سے اُس وقت میں بھی مخلوق سے کوئی چیز لینا گوارا نہ کیا

حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کو جنگل میں تھا اور گدڑی میں لپیٹے پڑا تھا مجھکو نہانے کی حاجت ہوگئی اس رات جاڑا بہت پڑ رہا تھا میں نے چاہا کہ غسل کروں نفس نے سستی کی اور کہا کہ ذرا صبر کر کہ آفتاب نکل آوے تب آرام سے دھوپ میں نہانا جب میں نے نفس کی کاہلی دیکھی تو میں سمجھا کہ اب نماز قضا ہوئی میں اسیطرح گدڑی سمیت برف کو توڑ کر نہایا اور اسی طرح گدڑی میں بیٹھا رہا یہانتک کہ تمام گدڑی پر برف جم گئی لیکن میں نے اسکو اپنے سے جدا نکیا جبکہ آفتاب نکلا تو برف گھلی اور گدڑی سوکھی لیکن پھر میں نے تمام جاڑے یہی ورد رکھا کہ روز نہاتا اور بھیگی گدڑی اوڑھے بیٹھا رہتا اور ایک روز تو ایسا ہوا کہ میں نفس کو کاہلی کی سزا دینے کے لیے سترّ بار نہایا اور ہر بار بیہوش ہو ہو گیا کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت بایزیدؒ قبرستان کی طرف سے آرہے تھے ایک جوان کہ بسطام کے بزرگوں کی اولاد میں تھا بربط بجاتا جاتا تھا جب قریب حضرت بایزیدؒ کے پہونچا تو آپ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فرمایا جوان نے بربط آپکے سر پر دے مارا آپ کا سر بھی پھوٹا اور بربط بھی ٹوٹ گیا حضرت بایزیدؒ اپنے گوشے کی طرف چلے آئے جبکہ صبح ہوئی تو آپ نے بربط کی قیمت اور ایک طباق حلوے کا اُس جوان کے پاس بھیجا اور عذر کہلا بھیجا کہ بھائی کل رات کو تمنے اپنا بربط میرے سر پر مار کر توڑ ڈالا ہے اسکی قیمت یہ ہے دوسرا خرید لو اور یہ حلوا کھاؤ تاکہ اُسکے ٹوٹنے سے جو غصّہ اور رنج کہ تمہارے دل کو پہونچا ہے رفع ہو جاوے جب جوان نے یہ باتیں سنیں تو دوڑا آیا اور حضرت بایزیدؒ کے قدموں پر گرا اور توبہ کی اور بہت رویا اور کئی ایک جوان اُسکو دیکھکر تائب ہو گئے اور یہ سب حضرت بایزیدؒ کے اخلاق کی برکت سے ہوا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک تنگ کوچے سے جا رہے تھے آپ نے ایک کُتّے کو دوسری طرف آتے دیکھا آپ لوٹ آئے اور کُتّے کے واسطے راستہ خالی کر دیا آپکے مریدوں سے ایک مرید کے دل میں یہ بات گزری کہ حق تعالیٰ نے تو آدمی کو بزرگ کیا ہے اور شیخ العارفین نے باوجود اس مرتبے کے اور ہم سب مریدوں صادق کے کہ آپکے ہمراہ ہیں یہ کیا کام کیا کہ کُتّے کے واسطے آپ بھی لوٹے اور ہم سب کو بھی لوٹایا تاکہ وہ چلا جاوے گویا کہ ہم سب پر

اسکو ترجیح دی عجب کام کیا کہ خلاف عقل و نقل ہے حضرت بایزید نے اس مرید کے خدشہ کو معلوم کر کہا ای میرے پیارے اس کتے نے مجھ سے زبان حال سے یہ کہا کہ روز ازل میں یہ تو بتا ئیے کہ مجھ نے کیا قصور دیکھا کہ مجکو کتا بنایا اور تم سے ایسی کیا بزرگی و عزت کا نشان دیکھا کہ تمہارے بدن پر سلطان العارفین کی قبا پہنائی اس بات کے جواب نے مجکو پریشان بنا دیا اور میرے دل میں یہی آیا کہ کچھ نہیں یہ سب اسکا فضل و کرم ہے ورنہ ہم اور وہ سب برابر ہیں پس میں نے اُسکے واسطے خالی کر دی کہتے ہیں کہ ایک روز آپ جا رہے تھے ایک کتا آپ کے ساتھ ہو لیا آپ نے اس کی طرف سے اپنے دامن کو سمیٹا کتے نے زبان حال سے کہا کہ او حضرت بایزید آپ تو فرمائیے کہ آپ نے دامن کو میری طرف سے کیوں سمیٹا اس لیے کہ اگر میں خشک ہوں تو کچھ ڈر کی بات نہیں ہے اور اگر تر بھی ہوں تو میرے اور آپ کے درمیان پانی پاکی حاصل ہو سکتی ہے لیکن یہ جو نخوت سے آپ نے دامن سمیٹا ہے اسکا پاک ہونا تو سات دریاؤں سے بھی ممکن نہیں حضرت بایزید نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے کہ تو ظاہری ناپاکی رکھتا ہے اور میں باطنی ناپاکی رکھتا ہوں۔ آؤ کہ ہم تم دونوں ملکر رہیں تاکہ صحبت کے سبب سے کچھ پاکی مجھ میں بھی پیدا ہو جاوے کتے نے کہا کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے کیونکہ میں تو مردود خلائق ہوں کہ جو کہ مجھ تک پہونچتا ہے ایک پتھر میرے پہلو میں مارتا ہے اور آپ مقبول خلائق ہیں کہ جو آپ تک پہونچتا ہے سلام علیک یا سلطان العارفین کہتا ہے اور دوسرے یہ کہ میں ہڈی کل کے واسطے نہیں رکھتا اور آپ گیہوں کے مٹکے بھر کر رکھتے ہیں حضرت بایزید نے یہ سنکر کہا کہ افسوس جب میں کتے کی ہمراہی کے لائق نہیں ہو سکتا تو بھلا ایسے خدا کی کہ لایزال و لم یزل ہے قربت کے لائق کیسے ہو سکتا ہوں اور آپ نے فرمایا کہ پاک ہے وہ خدا کہ بہترین مخلوق کو کمترین مخلوق سے پرورش دیتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ ایک طرح کا شک میرے دل میں پیدا ہوا اور میں اپنی بندگی و عبادت سے نا امید ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب بازار چلکر ایک زنار خرید لے اور کمر پر

ہو بیچنے بیٹھے بازار میں جا کر ایک گبر کی دکان پر زنار رکھا دیکھا پوچھا کہ کیا قیمت کو بیچتے ہو اسنے کہا کہ
اسکی قیمت ہزار درہم ہے یہ سنکر سر آگے جھکا لیا ایک ہاتف نے آواز دی کہ تجھ ایسے لوگ کہ زنار
خریدتے ہیں وہ ہزار درہم سے کم کو نہیں خریدتے آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میرا دل خوش ہوا اور
میں سمجھا کہ حق تعالیٰ کی عنایت مجھپر ہے۔ کہتے ہیں کہ بسطام کے بزرگوں سے ایک زاہد صاحب طبیعت
اور صاحب قبول تھا اور وہ کبھی حضرت بایزیدؒ کے حلقے سے غائب ہوتا تھا ایک روز اسنے حضرت بایزیدؒ
سے کہا کہ اے شیخ مجھے پورے تیس برس ہو گئے کہ دن بھر روزہ رکھتا ہوں اور رات بھر عبادت کرتا
ہوں لیکن آج تک اس علم سے کہ جسکی آپ تعلیم دیتے ہیں اپنے میں کچھ اثر نہیں پاتا ہوں اور
حالانکہ میں اس علم کو سچ جانتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ اگر تو
تین سو برس تک دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے تو بھی اسی طرح رہے کہ جس طرح تو نے
اب ذرہ بھر خوشبو اس کلام کی نہیں سونگھی اسنے کہا کیوں آپنے فرمایا اسلیئے کہ تو اپنی نفس سے
محجوب ہے اسنے کہا کہ اس حجاب کے دور کرنے کا کوئی علاج ہے آپنے فرمایا کہ ہاں میرے پاس ہے لیکن اگر
میں بتاؤنگا تو تو قبول نکریگا اسنے کہا نہیں میں ضرور قبول کرونگا کیونکہ مجھے برسوں ہو گئے کہ
طالب ہوں حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ اچھا ابھی جا کر داڑھی مونچھ اور سر منڈا ڈال اور یہ کپڑے کہ
پہنے ہو اتار ڈال اور ایک کملی کمر سے باندھکر اپنے محلے کے سرے پر کہ جسکے لوگ تجھکو خوب پہچانتے
ہوں جا بیٹھ اور ایک تھیلی میں اخروٹ بھر لے اور لڑکوں کو اپنے پاس اکٹھا کر اور انسے
کہہ کہ جو کوئی مجھکو ایک دھپ ماریگا میں اسکو ایک اخروٹ دونگا اور جو کوئی دو دھپ ماریگا اسکو دو اخروٹ
دونگا اور تمام شہر میں پھرتا کہ لڑکے تیری گردن پر دھپ ماریں اور جس جگہ کہ تو دیکھے کہ وہاں تیری
بے عزتی زیادہ ہوتی ہے وہیں قیام کر کہ تیرا علاج یہی ہے اسنے یہ سنکر کہا کہ سبحان اللہ
لا الٰہ الا اللہ حضرت بایزیدؒ نے یہ کلمہ سنکر فرمایا کہ اگر کوئی کافر یہ کلمہ پڑھتا ہے تو ایماندار
ہو جاتا ہے اور عجب یہ ہے کہ تو اس کلمہ کے پڑھنے سے مشرک ہو گیا اسنے کہا کہ کیوں میں مشرک
کیوں ہو گیا آپنے فرمایا اسلیئے کہ تو نے جو یہ کلمہ پڑھا تو اسمیں اپنی بزرگی بیان کی خدا کی

غفلت بیان ہیں کی اس مرد نے! مجھ سے یہ کام تو آپ فرماتے ہیں سننے کا آپ نے فرمایا تیرا علاج یہی ہے کہ میں نے تجھے جتایا اور یہ تو نے پہلے ہی کہا تھا کہ تو تنگ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ کے ایک مرید کا ارادہ حج کا ہوا حضرت شقیق بلخی رحمۃ نے اس سے فرمایا کہ تو بسطام میں جا کر حضرت بایزید بسطامی رح کی زیارت سے مشرف ہو جب وہ مرید حضرت بایزید رح کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو کس کا مرید ہے اسنے کہا کہ میں شقیق بلخی رح کا مرید ہوں آپ نے پوچھا کہ اسکے اعمال و اقوال کیا ہیں اسنے کہا کہ وہ خلق سے بے پروا ہیں اور خدا کے توکل پر بیٹھے ہیں اور انکا یہ مقولہ ہے کہ اگر آسمان کانسے کا اور زمین لوہے کی ہو جاوے کہ نہ آسمان سے پانی برسے اور نہ زمین سے اُگے اور تمام جہان کی مخلوق میری عیال ہو تو بھی میں اپنے توکل سے نہ پھرونگا حضرت بایزید رح نے یہ سنکر فرمایا کہ سخت کافر ہے اور ایک بڑا مشرک ہے اگر بایزید کوا ہو جاوے تو اس مشرک کے شہر کیطرف نہ اڑے جب تو لوٹ کر جائے تو اس سے کہنا کہ خدا سے عزّ شانہ کی دو روٹی کی ٹکیوں پر آزمایش کرتا ہے اگر تو بھوکا ہو تو اپنے کسی ہم جنس سے دو روٹی مانگ کر کھایو اور خبردار توکل کا نام بھی پھر نہ لیجیو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ ایسا ہو کہ تیری بدبختی سے شہر و ملک زمین میں دھنس جاویں وہ مرید یہ باتیں سنکر واپس گیا جب حضرت شقیق بلخی کے آگے گیا تو انہوں نے کہا کہ ہائیں ایسی جلدی لوٹ آیا اسنے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بایزید کے پاس جا میں گیا اور انہوں نے ایسا ایسا کہا حضرت شقیق رح نے جو تامل کیا تو درحقیقت اپنے میں اس بات کا عیب پایا اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ حضرت شقیق بلخی رح کے پاس چار سو اونٹ کتاب کے تھے اور اگرچہ آپ بڑے بزرگ تھے لیکن بزرگوں کو تکبر اکثر ہوا کرتا ہے آپ یہ سنکر فرمانے لگے کہ تو نے نہ کہا کہ اگر وہ ایسا ہے تو تو کیسا ہے مرید نے کہا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا آپ نے فرمایا کہ لوٹ جا اور جا کر پوچھ وہ مرید پھر وہاں سے روانہ ہوا اور حضرت بایزید رح کے پاس آیا حضرت بایزید نے اسے دیکھکر فرمایا کہ پھر کیوں آیا اس مرید نے کہا کہ مجھے حضرت شقیق بلخی رح نے پھر بھیجا ہے تا کہ آپ سے پوچھوں کہ اگر وہ کافر و مشرک ہیں تو آپ تو بتائیے کہ آپ کیسے ہیں حضرت بایزید رح نے فرمایا کہ یہ دوسری نادانی دیکھو پھر فرمایا کہ اگر میں یہ بتا ہی دوں کہ میں کیسا ہوں

تو بھی تو بتایئگا اُسنے کہا کہ آپ اگر مصلحت دیکھیں تو ایک کاغذ پر تحریر فرما دیں تاکہ میری آنے کی تکلیف
وزحمت کچھ کارآمد ہو کیونکہ راہِ دراز سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم بایزید یہ ہی سے لینے
بایزید کچھ بھی نہیں ہے لیس جبکہ کوئی موصوف نہ ہوگا تو وصف اسکا کیسے بیان ہو سکتا ہے اور جبکہ بایزید
ذرہ کے برابر بھی ظاہر نہیں ہے پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اُس سے پوچھے کہ توکیسا ہے اور توکل رکھتا ہے
یا اخلاص کہ جو تمامی صفتیں خلق کی ہیں اور تخلقوا باخلاق اللہ ہونا چاہیے نہ توکل سے مشہور ہونا۔
اور پھر وہ کاغذ لپیٹ کر مُرید کے حوالے کیا وہ مُرید لیکر حضرت شقیق بلخی رح کیطرف روانہ ہوا جب شہر میں
پہونچا تو حضرت شقیق بلخی رح کو دیکھا کہ بیمار پڑے ہیں اور قریب بمرگ ہیں اور جواب کا انتظار کر رہے ہیں
مُرید نے کاغذ کو آپکے ہاتھ میں دیا جب آپ نے مطالعہ فرمایا اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً
عبدہ ورسولہ پڑھکر از سرِ نو مسلمان ہوئے اور اپنے عیب پر آگاہی پاکر اُس سے توبہ کی اور جان بحق تسلیم ہوئے
کہتے ہیں کہ حضرت احمد خضرویہ رح اپنے ہزار مُریدوں کو ہمراہ لیکر حضرت بایزید رح کی ملاقات کو آئے
اور ہر مرید انمیں سے ایسا تھا کہ ہوا میں اُڑتا تھا اور پانی پر چلتا تھا جبکہ حضرت احمد خضرویہ رح
حضرت بایزید رح کے قیام گاہ کے نزدیک پہونچے تو آپ نے فرمایا کہ جو کہ تم میں حضرت بایزید رح کے
مشاہدہ کی طاقت رکھتا ہو وہ ہمارے ساتھ آئے ورنہ باہر ٹھہرا رہے جب تک کہ ہم حضرت بایزید رح کی
زیارت سے فارغ ہو کر آئیں سب نے کہا کہ ہم سب چلیں گے اور سب اندر گئے سب کے پاس ایک ایک عصا تھا
سب نے دہلیز میں گھسکر مقام بیت العصا میں رکھدیا ایک اُنمیں سے بولا کہ میرا تو دل اندر جاتے ہوئے
ڈرتا ہے تم سب جاؤ میں اِن عصاؤں کی نگہبانی کرونگا اور یہ کہکر دروازے میں ٹھہر گیا باقی سب اندر
گئے جبکہ احمد خضرویہ رح اور اُنکے مُرید حضرت بایزید رح کے سامنے گئے تو حضرت بایزید رح نے فرمایا کہ وہ ایک جو
تم سب میں اچھا ہے اُسکو تو لاؤ پس اُسکو بھی بلا لائے حضرت بایزید رح نے احمد خضرویہ رح سے کہا
کہ آپ کب تک سیر وسفر کرینگے اور عالم کے گرد پھرینگے حضرت احمد خضرویہ رح نے کہا کہ اگر پانی ایک جگہ
ٹھہرا رہتا ہے تو بدبودار ہو جاتا ہے اور اُسکی رنگت بدل جاتی ہے حضرت بایزید رح نے یہ سنکر فرمایا
کہ کیوں دریا نہیں بنجاتے تاکہ کبھی رنگت نہ بدلے اور بدبوداری وآلودگی سے علیحدہ رہو

پھر حضرت بایزید معرفت کی باتین کرنے لگے حضرت احمد خضرویہؒ نے کہا کہ آپ مجھ سے ایسی گفتگو فرمائیں کہ
جہین میں تو اس دریا کی باتین ہین کہ مطلق ہم سمجھ نہیں سکتے حضرت بایزیدؒ نے پھر گفتگو شروع کی
حضرت احمد خضرویہؒ نے اسیطرح کہا جاسکا کام سات بار جب احمد خضرویہؒ نے اسیطرح کہا تو حضرت بایزیدؒ
کلام اُنکی سمجھ مین آیا جب بایزیدؒ خاموش ہوئے تو حضرت احمد خضرویہؒ نے کہا کہ ای شیخ مینے ابلیس کو
آپکے کوچے کے سرے پر سولی پر چڑھا ہوا دیکھا حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ ہان تم سچ کہتے ہو اُس نے
مجھ سے اقرار کیا تھا کہ مین بسطام کے قریب نہ آؤنگا اب اُسنے وعدہ خلافی کی کہ ایک کو بہکایا
اسیواسطے اسکی سزا مین سولی پر لٹکایا گیا اور تم جانتے ہو کہ چورون کو بادشاہ کی درگاہ کے
سامنے سولی پر چڑھاتے ہین پس وہ لٹکایا گیا ایک نے اُن مین سے کہا کہ ہم سب آپکے
پاس عورتون کی سی ایک جماعت دیکھتے ہین یہ کون لوگ ہین آپنے فرمایا کہ فرشتے ہین
کہ جو میرے پاس آتے ہین اور مجھ سے علمی مسائل پوچھتے ہین اور مین اُنکو جواب دیتا ہون
حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ ایک رات کو مینے خواب مین دیکھا کہ پہلے آسمان کے فرشتے میرے
پاس آئے اور کہا اُٹھیے تاکہ ہم آپ ملکر خدا کی یاد کرین مینے کہا کہ میری زبان مین اُسکے ذکر کی
لیاقت نہین ہے پھر دوسرے آسمان کے فرشتے آئے اور اسیطرح کہا مین نے اُنسے بھی یہی کہا
یہانتک کہ ساتوین آسمان کے فرشتے آئے اور مین سب کو یہی جواب دیتا رہا کہ اگلون کو دیا تھا
پھر انھون نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتائیے کہ تمھاری زبان مین اُسکے ذکر کی لیاقت کب ہوگی
مینے کہا کہ اُسوقت کہ دوزخی دوزخ مین قرار پکڑینگے اور بہشتی بہشت مین قرار پکڑینگے
اور قیامت کا حساب وکتاب ختم ہوچکے گا تب یہ بایزید حضرت باری تعالےٰ عزشانہ
کے عرش کے گرد پھرے گا اور اللہ اللہ کہے گا اور یہ بھی حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ ایک
رات میرا گھر ایکبارگی روشن ہوگیا مینے کہا اگر تو شیطان ہے تو مین اُس سے بزرگتر اور
بلند حوصلہ زیادہ ہون کہ تجھکو مجھپر طمع ہے مین تیرے دھوکے مین نہین آنے کا اور اگر معزز ہو سے
ہے تو مجھے اجازت دے تاکہ خدمت کرے ذریعے سے کرامت کے درجے کو پہونچون کہتے ہین کہ

ایکدن رات حضرت بایزید کا کچھ عبادت مین دل نہ لگتا تھا اور آپ عبادت سے کچھ حلاوت نہ پاتے تھے
آپ نے خادم سے فرمایا کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ گھر مین کیا شے ہے اُسنے جو گھر مین تلاش کیا تو ایک انگور کا
گچھا دھرا دیکھا آپ نے فرمایا کہ کسیکو دیدو کیونکہ ہمارا گھر کنجڑے کی دوکان نہین ہے جب گچھے کا دینا تھا کہ آپ پر
انوار الٰہی نازل ہونے لگے اور آپ کا دل لذت سے پُر ہو گیا کہتے ہین کہ حضرت بایزیدؒ کے ہمسایہ مین
ایک آتش پرست رہتا تھا اُسکا ایک دودھ پیتا بچہ تھا بچہ رات بھر اندھیری کی وجہ سے روتا چلاتا
تھا کیونکہ اُس آتش پرست کی بیوی کو اتنا مقدور نہ تھا کہ چراغ جلا دے حضرت بایزیدؒ ہر رات اپنا
چراغ اُٹھا کر اُس آتش پرست کے گھر مین لے آتے تو وہ بچہ خاموش ہو جاتا جبکہ وہ آتش پرست سفر سے
واپس آیا تو اُسکی بیوی نے حضرت بایزیدؒ کا سلوک بیان کیا آتش پرست نے یہ سُنکر کہا کہ جبکہ شیخ
کی روشنی ہمارے گھر آئی بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تاریک راستے پر چلین اُسیوقت آیا اور
مشرف بہ اسلام ہوا کہتے ہین کہ لوگون نے ایک آتش پرست سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا
کہ اگر مسلمانی یہی ہے کہ حضرت بایزید کرتے ہین تو مجھ مین اتنی قدرت نہین ہے کہ ایسا کر سکون اور
اگر یہ ہے کہ تم سب کرتے ہو تو مین اُسپر کچھ بھی اعتماد و اعتبار نہین رکھتا ہون کہتے ہین کہ ایک روز
حضرت بایزیدؒ مسجد مین تشریف رکھتے تھے یکایک آپ نے اپنے معتقدون اور مریدون سے کہا کہ اُٹھو
تاکہ ہم تم سب خدا کے دوستون سے ایک دوست کے استقبال کو چلین جب دروازے پر پہونچے
تو کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابراہیم ہرویؒ ایک دراز گوش پر سوار چلے آتے ہین حضرت بایزیدؒ نے
کہا کہ مجھے الہام ہوا کہ اُٹھ اور اُنکا استقبال کر اور اُنکو ہماری درگاہ مین اپنا سفارشی ٹھہرا
حضرت ابراہیم ہرویؒ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اگر اگلون کی شفاعت آپ کو دین اور پچھلون
کی مجھے تو بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ کی شفاعت کے مقابلے مین ایک مٹھی بھر کے برابر ہون حضرت
بایزیدؒ اس بات سے تعجب مین رہے چونکہ کھانے کا وقت تھا دسترخوان بچھا اور اُسپر عمدہ عمدہ
کھانے چُنے گئے حضرت ابراہیم ہرویؒ نے اپنے دل مین کہا کہ شیخ ایسے کھانے
کھاتا ہے اسکو تو ایسے تکلف کھانے نوش نہ کرنا چاہیئن حضرت بایزیدؒ اس بات کو تاڑ گئے

چھپکے ہو رہے جب کھانا کھا چلے تو آپ حضرت ابراہیم ہرویؒ کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشہ مین لیے
دیوار پر ہاتھ مارا ایک دروازہ کھل گیا اور ایک بے نہایت دریا ظاہر ہوا آپنے ابراہیم ہرویؒ
فرمایا کہ آؤ تاکہ ہم تم دونون اس دریا مین چلین حضرت ابراہیم ہرویؒ یہ سنکر ڈر گئے اور کہا کہ یہ
نہین ہے پھر حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ وہ جَو جو تمنے جنگل سے لاکر روٹی پکائی ہے اور جھولی مین رکھی
وہ جَو ہین کہ جو چار پایون نے کھاکر ہگ دیے تھے اور تم ان ہی جَو کو سمیٹ لائے اور روٹی پکاکر کھا
اور یہ بھی نہ دریافت کیا کہ وہ کیسے تھے اور ان عمدہ کھانون کو دیکھکر کہتے ہو کہ یہ تقوی نہین ہے کہ لذ
کھانے کھائے جاوین حضرت ابراہیم ہرویؒ نے یہ سنکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ درست
فرماتے ہین آپنے توبہ کی اور استغفار چاہی۔ ایک شخص نے حضرت بایزیدؒ سے کہا کہ مینے طبرستان
مین فلان شخص کے جنازہ کے سرہانے آپ کو دیکھا کہ آپ خضر علیہ السّلام کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے
تھے اور جب جنازے کی نماز ہو چکی تو مینے آپ کو دیکھا کہ آپ ہوا مین اڑے حضرت بایزیدؒ نے
یہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے کہتے ہین کہ ایکبار ایک جماعت حضرت بایزیدؒ کے پاس آئی اور قحط کی
شکایت کرکے رونے لگی اور کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ حق تعالی مینہ برسا دے آپنے یہ سنکر سر
جھکا لیا اور پھر اٹھایا اور کہا کہ جاؤ اور پرنالون کو ٹھیک کرو کیونکہ مینہ آرہا ہے آپ کا یہ کہنا تھا
کہ مینہ برسنے لگا اور ایسا برسا کہ ایک رات دن برابر برستا ہی رہا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت
بایزیدؒ نے اپنے پانون پھیلائے ایک آپ کا مرید بھی وہان موجود تھا اسنے بھی یہ دیکھکر اپنے
پانون کو پھیلایا آپنے اپنا پانون گھسیٹ لیا مرید نے ہرچند چاہا کہ گھسیٹے نہ گھسیٹ سکا
اور اسکا پانون پھیلا کا پھیلا رہ گیا اور اسکی آخر عمر تک ویسا ہی رہا اور یہ اسوجہ سے ہوا
کہ اس مرید نے یہ خیال کیا تھا کہ شیخ کا پانون پھیلانا دوسرون کے پانون پھیلانے
کے مثل ہوگا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت بایزیدؒ پانون پھیلائے تھے ایک احمق
جو نام کو عقلمند کہلاتا تھا جانے کے واسطے اٹھا جاتے جاتے اسکے دل مین یہ آیا کہ حضرت
بایزیدؒ کے پانون پر پانون رکھدیا لوگون نے کہ وہان موجود تھے کہا اے احمق یہ کیا کرتا ہے

ے کہا کہ بیٹے سنتا ہو کہ پاؤن مین بھی کرامت ہے اسکو آزماتا ہون تھوڑے ہی روز گذرے تھے کہ اس
ن ناشستہ نام کے پاؤن مین جذام ہوگیا اور اسی مرض مین مرا اور یہ بھی بعض لوگ کہتے ہین کہ
کی اولادین بھی یہ بیماری ہی لوگون نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہو کہ گناہ تو
شخص کرے اور سزا اسکے خاندان کا خاندان بھگتے اس بزرگ نے جواب مین کہا کہ جیسا
انداز زبردست ہوتا ہو ویسا ہی اسکا تیر دور جاتا ہو کہتے ہین کہ ایک شخص جو حضرت بایزیدؒ کی
رگی اور کرامت کا قائل نتھا ایکبار شیخ کے پاس آیا اور کہا کہ فلان مسئلہ مجھے بتائیے آپنے اسکے
کا پر مطلع ہوکر فرمایا کہ فلان پہاڑ مین ایک غار ہو اور وہان ہمارے دوستون سے ایک دوست
ہتا ہو تم وہان چلے جاؤ وہ تمکو اچھی طرح سمجھا دینگے وہ شخص آپکے پاس سے اٹھکر اس غار کیطرف
دانہ ہوا جب نزدیک پہونچا تو کیا دیکھا کہ ایک بڑا خوفناک اژدہا بیٹھا ہو یہ شخص اسکی صورت
یکھتے ہی بیہوش ہوگیا اور پائجامے مین پاخانہ کر دیا اور ویسا ہی بیخود وہانسے باہر آیا
ور اپنی جوتیان گھبراہٹ مین وہین چھوڑ آیا پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ کے
قدمون پر گر پڑا آپنے فرمایا سبحان اللہ تم بڑے حوصلے کے شخص ہو کہ ایک ادنی مخلوق کی ہیبت سے
اپنی جوتیان چھوڑ کر بھاگے اور پائجامے مین ہگ مارا بھلا یہ تو بتاؤ کہ جب تمھارا یہ حال ہے
تو خالق کی ہیبت کی برداشت کیسے کر سکتے ہو اور اسپر یہ طرّہ کہ مجھے تو فلان مسئلہ سمجھا ہی
دیجیے کہتے ہین کہ ایک منکر حضرت بایزیدؒ کی کرامتون کو دیکھ دیکھ کر رشک سے کہا کرتا کہ وہ
کیا ہو جیسے کہ مجاہدے اور ریاضتین وہ کرتا ہو مین بھی کر سکتا ہون ہان البتہ اسکی باتین
میری سمجھ مین نہین آتین حضرت بایزیدؒ بھی اس سے واقف تھے کہ مجکو یون یون کہا کرتا ہو
ایک روز اتفاق سے وہ آپکے پاس آیا آپنے اسے دیکھکر ایک آہ بھری آہ کا بھرنا تھا
کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا اور تین روز تک یون ہی پڑا رہا اور پاخانہ تک پائجامے مین
خطا ہوگیا جب ہوش مین آیا تو نہایا اور حضرت بایزیدؒ کے سامنے آیا آپنے فرمایا کہ تونے
جانا کہ ہاتھیون کا بوجھ گدھون پر نہین لادے جاتے کہتے ہین کہ شیخ ابو سعید مخزرانی

حضرت بایزیدؒ کے پاس آئے تاکہ آپ کو آزماوین حضرت بایزیدؒ تاڑ گئے فرمایا کہ اے ابو سعید تم میرے اس
کے پاس کر جسکا نام ابو سعید راعی ہے اور میں نے کرامت اور ولایت اسکے حوالے کر دی ہے جاؤ ابو سعید
روانہ ہوئے جبکہ ابو سعیدؒ راعی تک پہونچے تو دیکھا کہ ابو سعیدؒ راعی تو نماز میں مشغول ہیں اور بھیڑیے
انکی بکریوں کی نگہبانی کر رہے ہیں جبکہ ابو سعیدؒ راعی نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ کیا چاہتے
ابو سعید مخزرانی نے کہا کہ گرم روٹی اور انگور حضرت ابو سعید راعی کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آ
اسکے دو ٹکڑے کر ڈالے اور ایک ٹکڑا ابو سعیدؒ کیطرف زمین میں گاڑ دیا اور دوسرا اپنی طرف زمیں
گاڑا فی الفور وہ دونوں ٹکڑے سرسبز ہو گئے اور دونوں میں انگور لگ گئے لیکن ابو سعید
کی طرف کی شاخ میں سفید انگور آئے اور ابو سعیدؒ کی طرف کی شاخ میں کالے انگور لگے ابو سعیدؒ
پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ آپ کی طرف تو سفید اور میری طرف سیاہ ہیں ابو سعیدؒ راعی نے کہا
میں نے از سر صدق و یقین طلب کیے اور تم نے از راہ امتحان طلب کیے تھے بس ضرور ہے کہ رنگ ہر
اسکے حال کے موافق ہو بعد اسکے ایک کمبل ابو سعیدؒ مخزرانی کو دیا اور کہا کہ اچھی طرح حفاظت کرنا
کھو یا نجائے جب ابو سعیدؒ حج کو گئے تو عرفات میں وہ کمبل انکے پاس سے غائب ہو گیا جب
ابو سعیدؒ بسطام کو واپس آئے تو اسی کمبل کو ابو سعیدؒ راعی کے پاس دیکھا کہتے ہیں کہ لوگوں نے
حضرت بایزیدؒ سے پوچھا کہ آپ کے پیر کون ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک بڑھیا ہے ایک روز کا ذکر ہے
کہ میں شوق و توحید الہی میں کہ بال کے برابر غیرت نہ تھی مجھ و جنگل کی طرف نکل گیا ایک بڑھیا
آٹے کی گٹھیا لے وہاں آئی اور مجھ سے کہا کہ یہ میری گٹھیا میرے کندھے سے اتار کر تو لیجل اور
میری اسوقت یہ حالت تھی کہ میں اپنے آپ کو نہیں لیجا سکتا تھا اور اپنا سنبھالنا مجھے مشکل تھا
اتنے میں ایک شیر نظر آیا میں نے اس شیر کی طرف اشارہ کیا وہ چلا آیا میں نے اسکی گٹھیا اتار
شیر کی کمر پر رکھدی پھر میں نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ اگر تو شہر میں جائیگی تو کیا کہے گی کہ میں نے
کسکو دیکھا اسنے کہا کہ میں یہ کہونگی کہ میں نے ایک خود نما ظالم کو دیکھا میں نے اس سے کہا کہ
ہائیں تو یہ کیا کہتی ہے بڑھیا نے کہا کہ سچ تو کہتی ہوں آپ ہی بتلایئے کہ یہ شیر

بیٹے کو انہیں کہنے لگی کہ پھر جبکہ تم اسکو کہ جسکو خداوند عزوجل نے تکلیف نہیں دی ہو تکلیف دیتے ہو تو ظالم نہیں تو اور کون ہوا اور یہ ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہی اور علاوہ اسکے یہ چاہتے ہو کہ سارے شہر کے لوگ جانیں کہ شیر آپ کا فرمانبردار ہے اور آپ صاحب کرامات ہیں یہ خودنمائی نہیں ہے تو اور کیا ہی بیٹے کہا کہ تو سچ کہتی ہے پھر میںنے توبہ کی اور مقام اعلیٰ سے مقام اسفل میں آرہا یہ بات بڑھیا کی کہ تمنے سنی میری پیر ہوئی اسکے بعد میں ایسا ہو گیا کہ جب کوئی کرامت یا نشانی ظہور میں آئی اسکی تصدیق میںنے حق تعالیٰ سے چاہی اور اسیوقت ایک زرد نور نمودار ہوا کہ جسپر سبز خط سے لکھا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نوح نجی اللہ ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ان پانچوں گواہوں سے کرامت کی تصدیق ہونے لگی پھر مجھے کیا ضرورت تھی کہ گواہوں کی حاجت ہوتی۔ احمد خضرویہؒ فرماتے ہیں کہ میںنے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ سب لوگ مجھ سے اور چیزیں طلب کرتے ہیں مگر بایزید مجھ سے مجھی کو طلب کرتا ہی کہتے ہیں کہ حضرت شقیق بلخیؒ اور ابو تراب نخشبیؒ حضرت بایزیدؒ کے پاس آئے حضرت بایزیدؒ نے کھانا منگایا سب لوگ کہ وہاں حاضر تھے کھانے لگے مگر ابو ترابؒ علیحدہ بیٹھے رہے حضرت بایزیدؒ کے ایک مرید نے کہ وہاں کھڑا تھا ابو ترابؒ سے کہا کہ آپ بھی موافقت کیجیے انھوں نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں اُس مرید نے کہا کہ روزہ کھولیے اور ایک مہینے کا ثواب لیجیے ابو ترابؒ نے کہا کہ میں روزہ نہیں توڑ سکتا ہوں یہ سنکر حضرت شقیق بلخیؒ نے کہا کہ روزہ کھول لو اور ایک سال کا ثواب حاصل کرو اسپر بھی ابو ترابؒ نے یہی کہا کہ میں روزہ نہیں توڑ سکتا ہوں حضرت بایزیدؒ بولے کہ وہ خدا کی درگاہ سے راندہ ہی اُسے رہنے دو کچھ مت کہو تھوڑے ہی دن کے بعد ایک چوری کی علت میں ابو ترابؒ پکڑے گئے اور اُنکے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے گئے کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت بایزیدؒ کا عصا جامع مسجد کے گوشے میں کھڑا تھا گر پڑا ایک بڑھے نے جھک کر اُسے اُٹھایا اور پھر کھڑا کر دیا حضرت بایزیدؒ اس بڑھے کے مکان پر گئے اور معذرت کی اور معافی چاہی کہ آپ کو پیٹھ جھکانے میں کہ میرا عصا

مجھے کر اٹھایا تکلیف ہوئی ہوگی معاف کیجیے گا کہتے ہین کہ ایک روز ایک شخص نے آکر حضرت بایزید سے
کا مسئلہ پوچھا حضرت بایزید نے اس مسئلہ کو بتفصیل بیان فرمایا وہ درویش پانی ہوگیا ایک
مرید آیا اور وہ زرد پانی دیکھکر حضرت بایزید سے پوچھا کہ یہ کیا ہے حضرت بایزید نے فرمایا کہ ایک شخص
در مجھ سے ایک حیا کا مسئلہ پوچھا تھا اسکا جواب مفصل دیا وہ برداشت نکرسکا اور گھلکر یہ زرد پانی
کہتے ہین کہ ایکبار حضرت بایزید دجلے پر گئے دجلہ جوش مارکے آپکے استقبال کو چڑھا آپنے فرمایا کہ
تیری اس جوش و خروش سے مغرور ہونگا کیونکہ مین آدھا دانگ دیکر تجھ سے پار جا سکتا ہون
تیس برس کی عمر کو اس ذرہ سے جوش پر برباد نکرونگا مجھے کریم درکار ہے نہ کرامت۔ نقل ہے کہ
بایزید فرماتے ہین کہ ایکبار میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ حق تعالی سے درخواست کرون کہ عورتون
نان ونفقے کے رنج و تکلیف سے مجکو دور رکھے پھر دل مین یہ خیال آیا کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ و
نے اس بار برداری کو ترک نہین کیا مین کیونکر آپکے خلاف اختیار کرکے آپکی سنت کو ترک
کرون جب مینے اس کام کو اپنے ذمے لیا تو حق تعالی نے مجپر ایسا آسان کردیا کہ میرے سامنے
اور دیوار دونون یکسان ہین۔ نقل ہے کہ ایکبار حضرت بایزید نے ایک امام کے پیچھے نماز
امام نے نماز سے فارغ ہوکر حضرت بایزید سے پوچھا کہ اے شیخ آپ کوئی کام و پیشہ نہین کرتے
اور نہ کسی سے کچھ مانگتے ہین یہ تو بتایئے کہ کھاتے کہان سے ہین حضرت بایزید نے فر
کہ ذرا صبر کیجیے مین نماز کو قضا کرلون تو بتاتا ہون آسنے کہا کہ کیون نماز کس لیے پھر ادا
کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کے پیچھے کہ جو روزی دینے والے کو نہین جانتا نماز روا
نہووے۔ نقل ہے کہ ایکبار حضرت بایزید نے کسی شخص کو مسجد مین نماز پڑھتے
فرمایا کہ اگر تونے یہ خیال کیا ہے کہ یہ نماز خدا تک پہونچنے کا ذریعہ ہے تو تونے غلطی
اور یہ خیال محال ہے نہ خیال وصال اور دیکھ خبردار نماز کو نہ چھوڑنا کہ کافر ہوجائے
اور نہ نماز پر ذرا بھی بھروسا کرنا کہ مشرک بنجائے گا۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید
فرمایا کہ بعض آدمی میری زیارت کو آتے ہین اور اسکا پھل یہ پاتے ہین کہ لعنتی ہ

اور بعض آدمی ہیں کہ میری ملاقات کو آتے ہیں اور آپ سے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ رحمتی ہوتے ہیں
لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہے حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ میری ایسی حالت میں آتا ہے
کہ میں اپنے آپ میں نہیں ہوتا اور وہ میری اس حالت کو دیکھکر میری غیبت کرتا ہے اور لعنت کا
گرفتار ہوتا ہے اور کوئی شخص ہے کہ میری ایسی حالت میں آتا ہے کہ حق کو مجھپر غالب پاتا ہے اور
ملحوظات رکھتا ہے اور اسکا پھل کہ رحمت ہے اسکو پاتا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے
فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قیامت بہت جلد آجاوے تاکہ میں اپنا ڈیرہ دوزخ کے کنارے
لگاؤں کہ جب دوزخ مجھکو دیکھے تو سرد ہو جاوے اور میں خدا کی مخلوق کے آرام کا
سبب ٹھہروں۔ نقل ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ اپنے مریدوں سے فرماتے تھے کہ جو کہ روز
قیامت کو تم میں سے دوزخیوں کا شفیع نہوگا وہ میرا مرید نہیں ہے لوگوں نے یہ بات حضرت
بایزیدؒ کے سامنے کہی حضرت بایزیدؒ نے یہ سنکر فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ میرا مرید وہ ہے جو کہ دوزخ
کے کنارے پر کھڑا ہوا اور جو شخص کہ دوزخی ہو اسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں پہونچا دے اور
خود اسکے عوض دوزخ میں جاوے لوگوں نے کہا کہ ای حضرت جبکہ خدای تعالی نے آپ پر
فضل و کرم فرمایا ہے تو پھر آپ لوگوں کو خدا کی طرف کیوں نہیں کھینچ لیتے حضرت بایزیدؒ
نے یہ سنکر فرمایا کہ جس شخص کو خدای تعالے نے مردود کیا ہے بایزید بیچارہ کیا قدرت
رکھتا ہے کہ اسکو مقبول بناوے۔ نقل ہے کہ ایکبار جبکہ حضرت بایزید سر فکر کے
گریبان میں ڈالے بیٹھے تھے ایک بزرگ آپ کی خدمت میں آئے جب آپ نے سر اٹھایا تو ان
بزرگ نے کہا ای شیخ کیا کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی ہستی میں سر جھکائے تھا اور ڈوب گیا
تھا اب حق تعالی کی ہستی کی بدولت سر اوپر اٹھایا اور پھر آیا۔ نقل ہے کہ ایکروز ایک
امام نے منبر پر یہ آیت کہ وما قدروا اللہ حق قدرہ پڑھی حضرت بایزیدؒ نے یہ سنکر اسقدر
سر منبر سے ٹکرایا کہ بیہوش ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے خداوند کریم میں
نہیں جانتا ہوں کہ تیری آئین کیا مصلحت ہے کہ تو نے اس فقیر [illegible] کو وہ مرتبہ عطا فرمایا

کرو تیری عزت کا دعویٰ کری ایکبار کا ذکر ہی کہ حضرت بایزید کانپتے تھے ایک مرید نے دیکھکر عرض کی
کہ اے حضرت کیسی حرکت ہے آپنے فرمایا کہ اے مرد تیس برس تک او صدق مین قدم رکھا اور گھوڑون کی
خاک داڑھی مونچھ سے بٹول اور طرح طرح کے رنج وغم مین مبتلا ہو پھر اس حرکت کو توجہ کر کیسی ہی تو ایک دم
روز مین بلا مشقت و تکلیف جھیلے چاہتا ہی کہ مردون کے بھید پر واقفیت حاصل کرے۔ نقل ہے کہ ایکبار
شہر روم مین اہل اسلام کے لشکر کو قریب تھا کہ کفار کے لشکر سے شکست ہو جاوے حضرت بایزید نے ایک
آواز سنی کہ اے بایزید مدد کر فی الفور خراسان کی طرف سے ایک آگ نمودار ہوئی اور ایسا اس آگ کا خوف
کفار پر چھایا کہ سب پسپا ہوئے اور اہل اسلام کے لشکر نے فتح پائی۔ نقل ہے کہ ایک روز جبکہ حضرت
بایزید مراقبے مین سر جھکائے تھے ایک بزرگ آپکے پاس آئے جب آپنے سر اٹھایا تو اُن بزرگ نے پوچھا
کہ آپ کہان تھے آپنے فرمایا حضرت خداوند عالم کے دربار مین اُن بزرگ نے کہا کہ مین بھی تو
اسوقت حضرت خداوند جل شانہ کی بارگاہ مین حاضر تھا لیکن مینے آپکو تو نہین دیکھا حضرت
بایزید نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مین پردے کے اندر تھا اور آپ پردے کے باہر تھے اور ظاہر ہے کہ
پردے کے اندر والون کو پردے کے باہر کے لوگ نہین دیکھ سکتے پس تمنے مجھے نہ دیکھا ہوگا اور حضرت بایزید
نے فرمایا کہ جو کہ قرآن نہین پڑھتا اور مسلمانون کے جنازے پر حاضر نہین ہوتا اور بیمارون کی
بیمار پرسی کو نہین جاتا اور بے باپ کے بچون کی دلدہی و دلجوئی نہین کرتا اور پھر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ
مجکو قرب و وصال حاصل ہی سچ جانو کہ وہ جھوٹا ہی اور صرف مدعی ہی اور کچھ بھی نہین۔ نقل ہے
کہ ایک شخص نے حضرت بایزید سے کہا کہ آپ صاف دل سے میری طرف متوجہ ہوجئے
تو مین آپسے ایک بات کہون حضرت بایزید نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھے تیس برس ہو گئے کہ مین
حق تعالےٰ سے صاف دل کی التجا کر رہا ہون لیکن ابتک مجکو حاصل نہین ہوا پھر تم ہی
بتاؤ کہ ایک دم مین تمھارے واسطے صاف دل کہان سے لاؤن اور فرمایا کہ لوگ
یہ نہ سمجھین کہ حق تعالیٰ کی راہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے مجھے کئی سال ہو گئے ہین کہ مین اس
بات کا خواہشمند ہون کہ اس راستے سر سُوئی کے ناکے کے برابر بھی راہ کشادہ ہو جاوے

مین ہون نقل ہے کہ جس روز کوئی مصیبت حضرت بایزید کو پہونچتی تو آپ فرماتے الٰہی
روٹی تو نے بھیجی سالن بھی بھیجتا کہ مین اچھی طرح سے کھاؤن نقل ہے کہ ایک روز
ابو موسیٰ نے حضرت بایزیدؒ سے پوچھا کہ آپکی صبح کیسی ہے آپنے فرمایا کہ مجھے نہ صبح ہے اور نہ
شام ہے اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ اے بایزید ہمارا خزانہ مقبول طاعت اور پسندیدہ خدمت سے
معمور ہے اگر تو ہمکو چاہتا ہے تو ایسی چیز لا کہ ہمارے پاس نہو مینے کہا کہ اے پروردگار ایسی
کونسی شے ہے کہ جو تیرے پاس موجود نہو ارشاد ہوا کہ بیچارگی اور عجز اور خواری اور شکستگی
نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ مین ایکبار جنگل مین جا رہا تھا عشق کی بارش اس کثرت سے
ہوئی کہ زمین تر ہوگئی اور پاؤن پھسلنے لگا مین عشق کی دلدل مین گلے تک اتر گیا اور
آپنے فرمایا کہ جتنے نماز سے سوای تن کی استقامت کے اور کچھ نپایا اور روزے سے سوای بھوکا
رکھنے پیٹ کے اور کچھ نپایا جو کچھ کہ پایا اسکے فضل و کرم سے پایا نہ اپنے عمل و فعل سے پایا
پھر فرمایا کہ کوشش و تحصیل سے کچھ حاصل نہین کر سکتے اور یہ کلام کہ میرا سر ہر دو عالم سے برتر ہے
لیکن نیکبخت بندہ وہی ہے کہ کوشش و محنت مین سرگرم رہے کبھی نہ کبھی تو اسکا پاؤن خزانے پر
جا ہی پڑیگا اور دولتمند ہو جائیگا اور فرمایا کہ جو شخص کہ آکر میرا مرید ہووے مجھے لازم ہے کہ
مقام اعلیٰ سے مقام پست پر آؤن اور اسکی سمجھ بوجھ کے موافق اس سے گفتگو کرون نقل ہے
کہ جب حضرت بایزیدؒ حق تعالیٰ کی صفات بیان فرماتے تو خوش ہوتے اور اطمینان سے
بیٹھے رہتے اور جبکہ حق تعالیٰ کی ذات کا بیان فرماتے تو بیخود ہو جاتے اور وجد مین آتے
اور فرماتے کہ آمد آمد و بسر آمد نقل ہے کہ ایکبار حضرت بایزیدؒ نے ایک مرید کو یہ کہتے سنا
کہ مجھکو تعجب آتا ہے ایسے شخص پر کہ جو اسکو جانتا ہے اور پھر اسکی عبادت نہین کرتا حضرت بایزیدؒ
نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھے عجب آتا ہے ایسے شخص پر کہ جو اسکو جانے اور پھر اسکی عبادت کرے
یعنی عجب یہ ہے کہ پھر ہوش و حواس مین رہے اور بیخود نہو نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے
فرمایا کہ پہلی مرتبہ کہ مین حج کو گیا صرف خانہ کعبہ کو دیکھا اور دوسری بار کہ حج کو گیا تو

صاحب کعبہ کو دیکھا اور تیسری بار کہ حج کو گیا نہ خانۂ کعبہ کو دیکھا اور نہ صاحب کعبہ کو یعنی میں ایسا از خود رفتہ ہو گیا کہ سوای حق کے اور کچھ مجکو دکھائی ہی نہ دیا جس طرف دیکھا وہی نظر آیا اور دلیل اس بات کی یہ ہو کہ ایکبار ایک شخص حضرت بایزیدؒ کے دروازے پر گیا اور آواز دی حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ کسکو پوچھتے ہو اُسنے کہا کہ بایزید کو آپنے فرمایا کہ میں بیچارہ بایزید کو تیس برس سے ڈھونڈھ رہا ہون اور پتہ نہیں لگتا یہ بات لوگون نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے سامنے کہی فرمایا کہ حق تعالیٰ میرے بھائی بایزیدؒ کو بخشے کہ وہ حق تعالیٰ مین محو ہو گیا ہو جیسے کہ اور خاصانِ خدا اُسمین گم ہو گئے نقل ہے کہ لوگون نے حضرت بایزیدؒ سے کہا کہ آپ اپنے مجاہدات سے ہمارے سامنے کچھ بیان فرمائیے آپنے فرمایا کہ اگر بزرگتر مجاہدے کو بیان کرون تو دیکھتا ہون کہ تم اُسکے سُننے کی طاقت نہیں رکھتے ہو خیر تمھارے سامنے ایک کمتر مجاہدے کو بیان کرون ایک روز کا ذکر ہو کہ مینے نفس سے خدا کی عبادت کو کہا اُسنے سرکشی کی مینے اُسکو ایک سال تک پانی نہ دیا اور کہا اے نفس خدا کی عبادت پر راضی ہو ورنہ تجکو اسیطرح پیاسا مارونگا۔ اور لوگون نے پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارے مین کہ جسکا حجاب حق تعالیٰ ہو کیا فرماتے ہین حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ جبتک کہ وہ شخص یہ جانتا ہو کہ حق تعالیٰ ہو حجاب ہے اُسکو چاہیے کہ آپ کو ایسا گم کرے کہ نہ خود رہے اور نہ اُسکی سمجھ بوجھ رہے تا کہ کشف حقیقی حاصل ہو کہتے ہین کہ حضرت بایزیدؒ کے استغراق کی یہ کیفیت تھی کہ آپ کا ایک مُرید تھا جو کہ بیس برس سے آپ سے کبھی جُدا نہو اتھا جب آپ اُسکو بُلاتے دریافت فرماتے کہ میان تمھارا نام کیا ہے ایک روز اُس مُرید نے عرض کی کہ یا شیخ شاید آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہین کیونکہ مین بیس برس سے آپ کی خدمت گذار ہون اور آپ ہر روز مجھسے پوچھتے ہین کہ تیرا نام کیا ہے حضرت بایزیدؒ نے یہ سُنکر فرمایا کہ میان مین تم سے ہنسی نہیں کرتا ہون سبب اسکا یہ ہو کہ جب سے میرے مالک کا نام میرے دل مین سمایا ہے سارے ناموں کو میرے دل سے بُھلا دیا ہو مین تمھارا نام ہر روز پوچھکر یاد کرتا ہون لیکن کیا کرون پھر بھول جاتا ہون لوگون نے حضرت بایزیدؒ سے پوچھا کہ آپ نے یہ درجہ کس طرح سے پایا اور

اِس مقام کو کسطرح پہونچے آپ نے فرمایا کہ جب مین لڑکا تھا ایک رات شہر بسطام سے باہر آیا چاندنی چھٹکی تھی اور لوگ آرام کر سو رہے تھے مینے ایک درگاہ دیکھی کہ اٹھارہ ہزار عالم اُس درگاہ کے مقابلے مین ذرہ کے برابر نہین ہین میرے دل مین ایک سوز و گداز پیدا ہوا اور ایک عجب حالت مجھپر چھا گئی مینے کہا خداوندا اتنی بڑی بارگاہ اور ایسی خالی اور ایسی نادر درگاہ اور اسطرح چھپی ہوئی۔ اُسیدم غیب سے آواز آئی کہ درگاہ خالی اسوجہ سے ہی کہ کوئی نہین آتا کیونکہ ہم نہین چاہتے ہین کہ ناشستہ شایستہ اِس درگاہ کا ہو میرا ارادہ ہوا کہ مین سب لوگون کی سفارش کرون پھر دل مین گذرا کہ شفاعت تو مقام حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے پس ادب کے لحاظ سے مین خاموش رہا پھر خطاب ہوا کہ اِس ادب کے سبب کہ تو نے کیا ہمنے تیرا نام بلند کیا جا تجھکو قیامت تک امی بایزید سلطان العارفین کہتے رہینگے نقل ہے کہ لوگون نے ابو نصر قشیری رح کے سامنے یہ بات کہی کہ حضرت بایزید رح نے اِسطرح پر کہا ہی کہ کل رات کو مینے چاہا کہ پروردگار سے ملتجی ہو کر اگلون اور پچھلون کی خطاؤن اور گناہون پر مغفرت کی چادر ڈلوا دون لیکن مجکو یہ ادنیٰ حاجت ایسے کریم کی بارگاہ مین لیجاتے شرم آئی اور دوسرے یہ خیال پیدا ہوا کہ مقام شفاعت تو حضرت صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی کہ آپ شفیع المذنبین ہین مین کیسے اِس مقام پر پیش قدمی کر سکتا ہون اِس ادب کے لحاظ سے باز رہا اور کچھ زبان نہ ہلا سکا قشیری رح نے یہ سنکر کہا کہ سچ ہے اِسی بلند ہمتی کے سبب سے شرف کی بلندی پر پرواز کر رہا ہی۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید رح نے فرمایا کہ میری ساری عمر اِسی آرزو مین گذر گئی اور گذری جاتی ہی کہ ایک ایسی نماز کہ اُسکی درگاہ کے لائق ہو ادا کرون اور آجتک ادا نہوئی۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید رح اکثر عشا کی نماز کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ہر بار سلام پھیر کر یہ فرماتے تھے کہ یہ نماز تو اُسکے لائق نہین ہوئی پھر نیت باندھتے اور پھر اسیطرح نماز ختم ہونے کے بعد فرماتے یہانتک کہ نماز پڑھتے پڑھتے صبح ہو جاتی آپ فرماتے کہ الٰہی مینے بہت کوشش کی ایسی نماز کہ تیرے لائق ہو ادا کرون لیکن افسوس صد افسوس کہ ادا نہو سکی جیسا کہ بایزید ہے ویسی ہی اُسکی

نماز ہوئی اب الٰہی تیری رحمت بندے بے نمازی بھی ہیں مجھے ایک اُن میں سے شمار کر۔ نقل ہے کہ حضرت
بایزید نے فرمایا کہ جب مجھکو چالیس برس ریاضتیں کرتے گذر گئیں تو ایک رات کو میں نے دیکھا کہ درمیان سے
پردہ اٹھا دیا گیا ہے میں نے بہت عاجزی اور زاری کی کہ مجھکو راہ دیوین خطاب ہوا کہ لوٹے بدھنے
اور پھٹے پوستین کے سبب کہ تیرے پاس ہے تو داخل نہیں ہو سکتا ہے بدھنے اور پوستین کو پھینکدیا ایک آواز آئی
کہ ای بایزید ان مدعیون سے کہدو کہ بایزید باوجود چالیس برس کی ریاضت اور محنت کے لوٹے بدھنے اور پھٹے
پوستین کے سبب سے داخل دربار نہ ہو سکا جب تک کہ انکو نہ پھینکا تمنے کہ گدڑے کے گٹھر علاقون کے باندھے ہیں اور ہماری
راہ کو چال اور روانہ اپنی نفس کی خواہشون کا بناؤ ہو چکا اب تاؤ تو سہی کہ تم کیسے داخل ہو سکو گے ہوجا حاشا وکلا
تم تو کسی صورت سے داخل ہی نہیں ہو سکتے ہو۔ نقل ہے کہ ایک شخص ایک صبح کو حضرت بایزید
کی طرف دیکھ رہا تھا اس خیال سے کہ دیکھون کہ صبح کو حضرت بایزید کیا کرتے ہیں کہ آپ نے
ایکبارگی اللہ کہا اور گر پڑے اور آپ کے ایسی چوٹ آئی کہ سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا لوگ
دوڑے اور آپ کو اٹھا کر پوچھا کہ کیا ہوا آپ نے فرمایا کہ جبکہ میں نے اللہ کہا تو ندا آئی کہ تو کون ہے
کہ ہمارا نام لیتا ہے۔ نقل ہے کہ ایک رات حضرت بایزید عشا کی نماز سے صبح کی نماز تک پیر
کی انگلیون پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے اور برابر خون آپ کی آنکھون سے جاری رہا
کہ زمین تر ہو گئی اتفاق سے آپ کا ایک مرید اس طرف آ نکلا آپ کی یہ حالت اور خون بہا
دیکھ کر سخت متعجب ہوا صبح کو اُسنے حضرت بایزید سے پوچھا کہ آپ کی رات کو کیا حالت تھی
بیان فرمایئے تاکہ ہم بھی اس سے برکت حاصل کرین حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں قدم اٹھاتے ہوئے
عرش پر پہونچا دیکھا کہ وہ بھیڑیے کی طرح لب کشادہ اور خالی شکم ہے میں نے کہا اے عرش تجھے
نشان دیتے ہین کہ الرحمٰن علی العرش استوی۔ دیکھا کہ تیرے پاس کیا ہے عرش
سے آواز آئی کہ فرمان ایسا ہی ہے لیکن ہم کو تیرے دل مین نشان دیتے ہین کہ
انا عند المنکسرۃ قلوبہم یعنے مین ٹوٹے اور عاجز دلون کے نزدیک ہون پس یہی وجہ ہے
کہ آسمانی زمینیون سے ٹوٹے دل کو ڈھونڈھتے ہین اور اگر زمینی ہین تو وہ آسمانیون سے

ڈھونڈھتے ہیں اور اگر بڈھا ہو تو وہ جوان سے اور اگر جوان ہو تو وہ بڈھے سے اور اگر زاہد ہے
تو وہ فاسق سے اور اگر فاسق ہو تو وہ زاہد سے طلب کرتا ہی بعد اسکے حضرت بایزیدؒ نے
فرمایا کہ جب میں مقام قرب تک پہونچا تو ارشاد ہوا کہ مانگ کیا مانگتا ہی میںنے عرض کی کہ الٰہی
میں خود کچھ نہیں چاہتا ہوں تو آپ کی رضا چاہتا ہوں اور جو آپ میرے لیے چاہیں وہی
میں اپنے لیے چاہتا ہوں لہٰذا آئی کہ جب تک بایزید کی ہستی ذرّے کے برابر باقی ہی یہ خواہش
بیفائدہ ہو اچھا اپنے آپ کو نیست کردے اور چلا آ میںنے عرض کی ای پروردگار بغیر فیض و برکت
حاصل کیے اب میں یہاں سے نجاؤنگا حکم ہوا عرض کر میںنے کہا الٰہی ساری مخلوق پر رحمت کیجیے
ارشاد ہوا غور سے دیکھ میںنے بغور دیکھا تو کیا دیکھا کہ ہر ایک مخلوق کے ساتھ ایک ایک
شفیع ہے اور ہر بندے پر حق تعالےٰ مجھ سے بھی زیادہ مہربان ہے میں چپ رہ گیا
اسکے بعد میںنے کہا کہ ابلیس پر رحمت کیجیے فرمان آیا کہ چپ رہ گستاخی میں قدم مت رکھ
کیونکہ وہ آگ سے ہی اور آگ کے واسطے آگ ہی چاہیے تو خود وہ کوشش و مشقت کر کہ
آگ سے بچے کیونکہ تو اسکی برداشت نہیں کرسکتا ہی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجکو دو ہزار ۲۰۰۰
مقام میں اپنی حضوری میں حاضر فرمایا اور ہر مقام میں ایک عظیم بادشاہت میری سامنے
پیش کی میںنے قبول نہ کی پھر مجھے ارشاد ہوا کہ ای بایزید کیا مانگتا ہی مانگ میںنے عرض کی
کہ ای پروردگار میں یہ مانگتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں جب کوئی حضرت بایزیدؒ سے دعا کی
درخواست کرتا تو آپ فرماتے خداوندا یہ سب تیری مخلوق ہی اور تو انکا خالق ہی میں درمیانی
کون ہوں کہ تیری اور انکے درمیان واسطہ ٹھہروں پھر فرماتے کہ وہ تو بھید دل کا
جاننے والا ہی مجھے اس زیادہ گوئی سے کیا کام۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت بایزیدؒ کے
پاس آیا اور کہا کہ مجھے ایسی چیز سکھلائیے کہ میری نجات کا سبب ہو آپنے فرمایا کہ ان دو حرفوں
کو یاد کرلے اور اسیقدر علم تجکو کافی ہوگا ایک تو یہ کہ تو جانے کہ حق تعالیٰ مجھپر واقف ہی
اور دوسرے یہ کہ جو کچھ کہ تو کرے وہ دیکھتا ہے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ خداوند

تیرے عمل سے بے پروا ہو اسکو تیرے عمل کی حاجت نہیں ہے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت بایزیدؒ جا رہے تھے ایک جوان قدم بہ قدم حضرت بایزید کے رکھتا ہوا چلنے لگا اور کہنے لگا کہ قدم بر قدم مشائخ اسطرح رکھتے ہیں حضرت بایزیدؒ بغل میں ایک پوستین لیے تھے اس جوان نے کہا کہ ای شیخ ایک ٹکڑا اس پوستین سے مجھے عنایت کیجیے تاکہ آپ کی برکتوں سے فیضیاب ہوں حضرت بایزیدؒ نے یہ سنکر فرمایا کہ بھائی تم تو پوستین کا ٹکڑا مانگتے ہو اگر بایزید کی کھال بھی اتار کر لیجاؤ تو تمکو کچھ فائدہ ہوگا جب تک بایزید جیسے عمل نکروگے کہتے ہیں کہ حضرت بایزیدؒ نے ایک روز ایک دیوانے کو دیکھا کہ کہہ رہا ہے الٰہی میری طرف نظر کر حضرت بایزیدؒ کو بڑی غیرت آئی اور آپ وجد کے جوش و خروش میں آگئے اور کہا کہ تو بڑا ہی خوبصورت سردار ہے کہ وہ تیری طرف نظر کرے اُس دیوانے نے کہا ای شیخ اُسکی نظر میں اسی لیے تو چاہتا ہوں کہ میں خوبصورت سردار ہو جاؤں حضرت بایزیدؒ کو اس دیوانے کا یہ کہنا بہت پسند آیا اور فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت بایزیدؒ حقیقت کا ذکر فرما رہے تھے اور اپنے منہ کے تھوک کو مزہ لے لیکر چاٹتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اُدھومین کیا خوش قسمت ہوں کہ شراب بھی میں ہی ہوں اور شراب خوار بھی میں ہی ہوں اور ساقی بھی میں ہی ہوں نقل ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ میںنے ستر زُنار اپنی کمر سے کھولے ایک باقی رہ گیا میںنے ہر چند کوشش کی پر نہ کھلنا تھا اور نہ کھلا تب تو میں بہت گڑگڑایا اور کہا الٰہی مجھے ایسی طاقت عطا کر کہ میں اس زُنار کو بھی کھولکر پھینکدوں آواز آئی کہ تو نے سب زُناروں کو کھولا لیکن اس زُنار کا کھولنا تیرا کام نہیں ہے اسکو ہم ہی دور کرینگے اور حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ میںنے ہر طرح کی کوشش و تدبیر سے دروازہ حق تعالیٰ کا کھٹکھٹایا پر نہ کھلا اور کھلا تو مصیبت کے ہاتھوں سے کھلا اور سب قدموں سے اُسکی راہ میں چلا پر بیفائدہ ہوا لیکن جبکہ دل کے قدموں سے چلا تو عزت کی منزل پر ہی گویا کھڑا تھا اور فرمایا کہ میں تیس برس تک یہی کہتا رہا کہ الٰہی ایسا کر اور یہ عطا فرما لیکن جب میںنے معرفت کے میدان میں پہلا ہی قدم رکھا تو کہا کہ الٰہی

تو میرا ہو جا اور پھر جو کچھ تو چاہے کر۔ اور فرمایا کہ ایکبار میں نے حق تعالی کی درگاہ میں مناجات کی اور کہا کہ الٰہی میں تیری طرف کس راہ سے آؤں تو ایک ندا سنی کہ اے بایزید پہلے اپنی نفس کو تین طلاقیں دے پھر ہمارا نام اللہ لیجیو۔ اور فرمایا کہ میں نے ایکبار کہا کہ اگر حق تعالی مجھ سے حساب اٹھتر برس کا چاہیگا تو میں بھی اس سے حساب اٹھتر ہزار برس کا چاہونگا کیونکہ اٹھتر ہزار سال ہوئے جب الست بربکم فرما کر سب کو بلی کے شور میں ڈالا ہے اور یہ تمامی شور کہ زمین اور آسمان میں ہے الست کے شوق سے ہے خطاب آیا کہ اے بایزید اپنے سوال کا کہ تو کریگا جواب سن ہم روز قیامت کو تیری ہفت اندام کو ذرہ ذرہ کرینگے اور ہر ذرے کو علیحدہ ایک ایک دیدار عطا کرینگے اور پھر کہینگے اب یہ اٹھتر ہزار برس کا حساب ہے اور حاصل اور باقی کو تیری گود میں رکھینگے۔ اور حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر آٹھوں بہشتوں کو میری جھونپڑے کے دروازے پر رکھینگے اور ولایت دونوں جہان کی بطور جاگیر مجھے عطا کرینگے تو بھی میں اس ایک آہ کی عوض کہ جو پچھلی رات کو بھری ہے نہ قبول کرونگا بلکہ اس ایکدم کو کہ جو اسکے ذوق و شوق میں میں نے لیا ہے اٹھارہ ہزار عالم کی بادشاہت سے بدل نہ کرونگا اور فرمایا کہ اگر کل قیامت کو بہشت میں حق تعالی مجکو اپنا دیدار نہ دکھلائینگے تو میں اسقدر گریہ وزاری کرونگا کہ ساتوں دوزخ کے طبقوں کے دوزخی میرے گریہ اور نالی سے اپنے عذاب کو بھول جائینگے اور فرمایا کہ جو لوگ کہ ہمسے پہلے گذرے ہیں ہر ایک انمیں سے ادنی ادنی چیز پر راضی ہوگئے ہیں لیکن ہم کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے ہیں اور ہم نے ایکبارگی آپ کو اسپر قربان کردیا ہے اور پھر اپنے آپ کو نہیں چاہتے ہیں کیونکہ اگر ایک ذرہ بھی ہماری صفتوں سے میدان میں آجاوے تو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں درہم برہم ہوجاویں اور فرمایا کہ حق تعالی نے چاہا کہ ہمکو دیکھے لیکن ہمنے نہیں چاہا کہ ہم اسکو دیکھیں یعنی ہم بندے ہیں اور بندے کا اپنی مرضی کے ساتھ کیا کام ہے اور فرمایا کہ میں چالیس برس تک خلق کو خالق کی طرف پکارتا رہا لیکن کسی نے قبول نکیا ناچار میں انسے روگرداں ہوکر حضرت باری تعالی کی بارگاہ میں گیا جب وہاں پہونچا تو سب کو اپنے سے پہلے

یہان بایا یعنے حق تعالی کی عنایت خلق کے حق میں اس سے زیادہ دیکھی پس مجھے معلوم ہو گیا کہ جو کچھ میں اتنے سال تک چاہتا رہا اور نہوا وہ حق تعالی کی ایک عنایت میں ہو گیا کہ جب تو سب کو مجھسے پہلے پہونچا دیا اور فرمایا کہ جبکہ مین اپنی بایزیدی سے باہر آیا جسطرح کہ سانپ اپنی کینچلی سے باہر آتا ہے تو مجھے عاشق و معشوق ایک ہی نظر آئے کیونکہ عالم توحید میں سب کو ایک ہی دیکھ سکتے ہین اور فرمایا کہ مجھے مجھ مین ندا کی کہ ای تو مین یعنی مین مقام فنا فی اللہ کو پہونچا اور فرمایا کہ مینے کئی ہزار مقامات طے کیے لیکن جب بغور دیکھا آپ کو مقام حزب اللہ مین دیکھا یعنے معنی اللہ مین کہ وہ کنہ ذات ہر کسیکو وہان راہ نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی تیس برس سال تک میرا آئینہ تھا اور اب مین اپنا آئینہ آپ ہون یعنے جو کچھ کہ مجھ مین تھا نہ رہا کیونکہ مین اور حق تعالی شرک ہو وے جب مین مین نہ رہا حق تعالی ہی آئینہ اپنا ہوا ای تو اب مین کہتا ہون کہ مین آئینہ اپنا ہون وہ حق تعالی ہی ہے کہ میری زبان سے بات کہتا ہے اور مین درمیان سے گم ہون اور فرمایا کہ مینے برسون اس درگاہ مین مجاوری کی آخر کار سوا ہیبت اور حیرت کے اور کچھ حاصل نہوا اور فرمایا کہ مین رب العزت کی بارگاہ مین پہونچا کچھ روک ٹوک نہ تھی اہل دنیا دنیا مین مشغول تھے اور محجوب تھے اور اہل آخرت آخرت کی طرف رجوع تھے اور اہل دعوی دعوی مین محو تھے اور طریقت و الے اور تصوف والے کچھ لوگ کھانے اور پینے مین بیہوش تھے اور کچھ لوگ راگ اور ناچ مین مصروف تھے اور جو لوگ کہ راہ کے پیشوا اور قافلے کے پیشرو تھے حیرت کے بیابان مین گم ہوئے تھے اور حیرت کے دریا مین ڈوبے ہوئے تھے اور فرمایا کہ مین مدت تک خانہ خدا کا طواف کرتا رہا لیکن جب مین حق تعالے تک پہونچا تو دیکھا خانۂ کعبہ میرے گرد طواف کر رہا ہے اور فرمایا کہ ایک رات مینے اپنے دل کو بہت تلاش کیا لیکن نہ ملنا تھا اور نہ ملا صبح کے وقت مینے ایک آواز سنی کہ اے بایزید تو ہمارے سوا دوسری چیز کو تلاش کرتا ہے تجکو دل سے کیا کام ہے اور فرمایا کہ وہ مرد نہین ہے جو کہ کسی چیز کے پیچھے جاوے بلکہ مرد وہ ہے کہ جس جگہ کہ وہ ہو جو کچھ کہ چاہے اسکے آگے آوے اور جس چیز سے کہ بات کرے اس سے

جواب سُنے اور فرمایا کہ حق تعالی نے مجکو اُس درجہ کو پہونچایا کہ مینے تمامی مخلوق کو اپنی دو انگلیونکے درمیان دیکھا اور فرمایا کہ مُرید کو عبادت کی حلاوت دیتے ہین اگر کوئی اُسی پر خوش ہوجاتا ہی تو وہی اسکی خوشی خدا کی قربت سے اُسکے واسطے پردہ ہوجاتی ہی اور فرمایا کہ عارف کا کمتر درجہ وہ ہی کہ حق تعالی کی صفتین اسمین موجود ہون اور فرمایا کہ اگر حق تعالی ساری مخلوق کے عوض مجکو آگ مین جلاوے اور مین صبر کرون اِسلیے کہ مین اُسکی محبت کا مدعی ہون تو بھی مینے اُسکی محبت کا کوئی حق نہ ادا کیا ہوگا اور اگر حق تعالی میرے اور ساری مخلوق کے گناہ بخشدیوے تو اُسکی رحمت اور رافت کی صفت کے مقابلے مین یہ کچھ بھی بڑا کام نہو اور فرمایا کہ گناہون سے توبہ کرنا ایک ہی اور عبادت سے ہزار یعنی عبادت پر خود بینی کرنا بدتر گناہ سے ہے اور فرمایا کہ عارف کے درجے کی کمالیت اُسکی سوزش ہی حق تعالی کی محبت مین اور فرمایا کہ علم ازل کا دعوی کرنا اُسکو زیب دیتا ہے جو کہ پہلے اپنے اوپر نور ذات دکھاوے اور فرمایا کہ مینے دُنیا کو دشمن سمجھا اور خدا کے پاس گیا اور تمامی مخلوقات پر خداے تعالی کو اختیار کیا تب حق تعالی کی اِسقدر محبت میرے دل پر غالب ہوئی کہ مین اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا اور جب اُن چیزون کو کہ میرے اور حق تعالی کے درمیان رُوک تھین مینے درمیان سے دور کیا حق تعالی کے لطف لازوال سے فیض پانیوالا اور خوگر ہوا اور فرمایا کہ حق تعالی کے بعض ایسے بندے ہین کہ اگر بہشت کو آراستہ و پیراستہ کرکے اُنکے سامنے پیش کرین تو وہ بہشت سے ایسا شور و فریاد کرین کہ دوزخی دوزخ مین کرینگے اور فرمایا کہ عارف حقیقی اور عامل تصدیقی وہ ہے کہ مجاہدے اور ریاضت کی تلوار سے کل مُرادون کے سر کاٹ ڈالے اور تمامی نفس کی خواہشون اور آرزون کو حق تعالی کی محبت کے سامنے نیست و نابود کردیوے اور اُس چیز کو دوست رکھے جسکو حق تعالی دوست رکھتا ہی اور وہ آرزو کرے جسکو حق تعالے پسند فرماتا ہے لوگون نے پوچھا کہ ای حضرت کیا خدای تعالی اپنی مرضی سے بندون کو بہشت مین داخل نہین فرماتا آپ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اپنی رضامندی ہی سے بہشت مین داخل فرماتا ہے

لیکن یہ تو سوچو کہ جسکو خدائے تعالیٰ اپنی رضا سے سربلندی عطا فرمائے بہشت اُسکے کس کام کی ہے اور وہ بہشت لیکر کیا کریگا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کی ذرہ بھر معرفت عارف کے دل کو وہ لذت بخشتی ہے کہ ایک لاکھ محل بہشت اعلیٰ کے اُسکو اُسکے مقابل ہیچ معلوم ہوتے ہین اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت بہت سے مردون کو عاجز بنا دیتی ہے اور بہت سے عاجزون کو مرد بنا دیتی ہے اور فرمایا کہ جو کہ اپنے آپ کو حق تعالیٰ مین فنا کرتا ہے وہ اُسطرح کہ جسطرح پہلے عدم سے وجود مین آیا دوبارہ زندگی جاوید پاتا ہے اور فرمایا کہ اس زہد و صلاح کو ایسا سمجھو کہ ایک ہوا ہے کہ ہمیشہ چل رہی ہے اور فرمایا کہ خداشناس لوگ اگرچہ بہشت کے واسطے زینت ہین لیکن وہ بہشت کو وبال سمجھتے ہین اور فرمایا کہ گناہ تمھارا اسقدر نقصان نکریگا کہ جسقدر بھائی مسلمان کا بے عزت و ذلیل کرنا تمکو نقصان پہونچا دیگا اور فرمایا دُنیا دُنیا دارون کے واسطے غرور در غرور ہے اور آخرت آخرت والون کے واسطے سرور در سرور ہے اور حق تعالیٰ کی دوستی معرفت والون کے واسطے نور در نور ہے اور فرمایا معائنہ اگرچہ نقد ہے لیکن مشاہدہ بالکل نقد در نقد ہے اور فرمایا کہ معرفت والون کی عبادت پاس انفاس ہے اور فرمایا کہ جبکہ عارف خاموش ہوتا ہے اُسکی آرزو یہ ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ بات کرے اور جبکہ آنکھین بند کرتا ہے تو اُسکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ جب کھولے تو حق تعالیٰ کی طرف دیکھے اور جب زانو پر سر دھرتا ہے تو اُسکی خواہش یہ ہوتی ہے کہ سر نہ اُٹھاوے جبتک کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور نہ پھونکین بڑی امید کے سبب سے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ رکھتا ہے اور فرمایا کہ سوار دل رہ اور پیادہ تن ہو اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کے پہچاننے کی علامت خلق سے بھاگنا اور اُسکی معرفت مین خاموش بیٹھنا ہے اور فرمایا کہ جو کہ حق تعالیٰ کا شیدا ہوا حق تعالیٰ کی بادشاہت کو اُس سے عزیز نہین رکھتا لیکن وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ دونون جہان کی طرف مائل نہین ہوتا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کا عشق آیا اور جو کچھ کہ اُسکے سوا تھا اُسکو درمیان سے اُٹھا دیا اور کہین نام کو بھی سوا اُسکو نہ چھوڑا یہانتک کہ تن تنہا رہ گیا جیسے کہ حق تعالیٰ یکتا ہے اور فرمایا کہ عارف کا

کمال حق تعالی کی دوستی مین جل جاتا ہو۔ اور فرمایا کہ کل قیامت کو بہشتی زیارت کو جاوینگے جب لوٹ کر آوینگے تو بہت سی صورتین اُنکی سامنے پیش کرینگے اور جسنے کہ ان صورتون سے کسی صورت کو اختیار کر لیا اُسکو زیارت سے بےنصیب رکھینگے اور فرمایا کہ بندہ کیواسطے کچھ بہتر اِس سے نہین ہے کہ بےہیچ ہوجاوے نہ زہد اور نہ علم اور نہ عمل جبکہ بےہمہ ہوگا باہمہ ہوگا اور فرمایا کہ اِس قصّے کے لیے الم چاہیے کیونکہ اسکی تصریح سے قلم عاجز ہی اور فرمایا کہ عارف معرفت سے اِسقدر بیان کرتا ہے اور اُسکے کوچے مین دوادوش کرتا ہی کہ معارف باقی نہین ہتین اور عارف درجۂ کمال کو پہونچ جاتا ہی پس ظاہر ہی کہ معارف عارف کے گماشتے ہین اور یہ ضرور ہی کہ عارف معرفت کو نہین پہونچتا جب تک کہ معارف مین غور وفکر نکرے اور فرمایا کہ علم اور اخبار کا سیکھنا ایسے شخص سے چاہیے کہ جو علم سے معلوم تک پہونچا ہو اور خبر سے مخبر تک اور جس شخص نے کہ فخر کے واسطے علم پڑھا ہو اور اُس کے رُتبہ اور آراستگی چاہتا ہو کہ مخلوق اسکو پسند کریگی اُس سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہر روز زیادہ دور ہوتا جاتا ہی حتی کہ اُس سے بالکل بچھڑ جاتا ہی اور فرمایا کہ دُنیا مرتبہ ہی کیا رکھتی ہی کہ اُسکا چھوڑنا ایک بڑا کام سمجھا جاوے اور فرمایا کہ محال ہے کہ کوئی حق تعالی کو پہچانے اور اُسکو دوست نہ رکھے اور دیکھو کہ معرفت بغیر محبت کے بیقدر ہی اور فرمایا کہ دیکھو تم ندی ونالے سے بہتے پانی کی آواز سُنتے ہو کسطرح آرہا ہی لیکن جبھی پانی دریا مین پہونچا ہے توچُپ ہوجاتا ہی اور اُسکے آنے اور جانے سے دریا مین کمی اور زیادتی نہین ہوتی اور فرمایا کہ حق تعالی کے بندے ہین کہ اگر ایکدم دُنیا مین اُس سے محجوب ہون اُسکی پرستش نکرین اور اُسکی عبادت سے فارغ ہوجاوین یعنے جب محجوب ہوجاوین تو نابود بن جاوین اور ظاہر ہی کہ جب نابود ہوگئے تو عبادت کیونکر کرین اور فرمایا کہ جوکہ خدا کو جانتا ہی وہ خدا کے ذکر کے سوا زبان دوسرے کے ذکر مین نہین کھول سکتا اور فرمایا کہ ادنی چیز جو عارف کے لیے واجب ہی یہ ہے کہ مُلک اور مال پر تبرّا کرے اور سچ تو یہ ہی کہ دونون جہان کو اُسکی دوستی پر قربان کرے تو بھی کچھ کام نکیا ہو اور فرمایا کہ عارفون کا ثواب حق تعالی سے حق تعالےٰ ہی ہووے اور فرمایا کہ عارف لوگ

بیابان میں تاکہ انکو ڈھونڈھتے ہیں اور چین میں اثر کو نہیں کہتے ہیں اور اگر اسکی عمر سے فرش ہی تک
ستر ہزار آدم مع اپنی ذریات بسیار و متعلقین و نسل بے شمار کے اور ستر ہزار مقرب فرشتے جیسے جبرئیل اور
میکائیل علیہا السلام قدم عدم سے عارف کے دل کے گوشے میں رکھیں تو وہ حق تعالی کی معرفت کے مقابلہ میں
انکو موجود نہ خیال کریگا اور انکے اندر آنے اور باہر جانے پر مطلع نہوگا اور اگر اسکے خلاف ہووے
تو وہ مدعی ہے عارف نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ عارف کو معروف دیکھتا ہے اور عالم عارف کے ساتھ بیٹھتا ہے
عالم کہتا ہے میں کیا کرونگا عارف کہتا ہے وہ کیا کریگا اور فرمایا کہ بہشت کا خدای تعالی کے دوستون
کے نزدیک کچھ بھی مرتبہ نہیں ہے اور باوجود اسکے کہ اہل محبت محبت سے جدا ہیں کار اس
قوم کا رکھتے ہیں کہ اگر سوئے ہوئے ہیں اور اگر بیدار ہیں طالب مطلوب کے ہیں اور اپنی طلبگاری
اور دوستداری سے فارغ ہیں مغلوب مشاہدہ حق تعالی کے ہیں کیونکہ عاشق کے لیے
اپنے عشق پر نظر کرنا تاوان ہے اور مطلوب کے مقابلے میں اپنی طلبگاری کو دیکھنا محبت کی راہ
میں طغیان ہے اور فرمایا کہ حق تعالے اپنے دوستون کے دلون پر واقف ہوا بعضے
دل ایسے دیکھے کہ اسکی معرفت کا بوجھ نہیں کھینچ سکتے تھے انکو اپنی عبادت میں مشغول کیا
اور فرمایا کہ حق تعالی کا بوجھ سوای حق تعالی کے بوجھ اٹھانیوالون کے کوئی نہیں اٹھا سکتا
کیونکہ وہ مجاہدے کی ذلت و خواری اور مشاہدہ کی ریاضت کھینچے ہوئے ہوتے ہیں اور
فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ مخلوق اپنی پہچان تک پہونچ سکتی کہ انکو اپنے پہچاننے میں پوری معرفت
الٰہی حاصل ہو جاتی اور فرمایا کہ کوشش کرتا کہ تو ایسا ایک دم حاصل کرے کہ اس دم تو
زمین و آسمان میں حق تعالی کے سوا کسیکو نہ دیکھے اور فرمایا کہ جنکو حق تعالی دوست
رکھتا ہے تین خصلتیں انکو عطا فرماتا ہے سخاوت مثل سخاوت دریا کے۔ اور شفقت
مثل شفقت آفتاب کے۔ اور تواضع مثل تواضع زمین کے۔ اور فرمایا کہ حاجی لوگ جسم کے
خانۂ خدا کے گرد طواف کرتے ہیں اور بقا کے خواستگار ہوتے ہیں اور اہل محبت دلون سے
عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور دیدار الٰہی کی درخواست کرتے ہیں اور فرمایا کہ علم میں

ایک ایسا علم ہی کہ جسکو عالم لوگ نہین جانتے اور زہد مین ایک ایسا زہد ہی کہ جسکو زاہد لوگ نہین پہچانتے
اور فرمایا کہ جسکو حق تعالی قبول فرماتا ہی ایک فرعون کو اوسپر مقرر کرتا ہی تاکہ اسکو رنج پہونچاوی اور
فرمایا کہ یہہ ساری بات چیت اور آواز اور حرکتین اور آرزو مین پردہ کے باہر ہین پردہ کے اندر
خاموشی اور سناٹا اور آرام اور دہشت و رعب ہے اور فرمایا کہ یہ دیری اُسوقت تک ہی کہ خواجہ درگاہ سے
حق تعالی کی غائب ہے اور اپنا عاشق بنا ہوا ہی جبکہ حضوری حاصل ہوئی پھر کیا جگہ گفتگو کی ہی اور فرمایا
کہ نیکون کی صحبت نیک کام سے بہتر ہی اور بُرون کی صحبت بدکام سے بدتر ہی اور فرمایا کہ ساری کوششین
مجاہدہ مین کرکے خدا کی فضل پر نظر رکھنا چاہیے نہ اپنی فعل پر اور فرمایا کہ جسنے خدای غالب اور بزرگ کو
پہچانا اُسکو سوال کی حاجت نہین ہے اور نہو گی اور جسنے کہ نہ پہچانا وہ حاجتمند ہی اور حاجتمند رہے گا
اور فرمایا کہ عارف وہ ہی کہ کوئی اُسکے مشرب کو بگاڑ نہ سکے اور جو گدلا پن کہ اُس تک پہونچے صاف
ہو جاوی اور فرمایا کہ آگ ایسے شخص کے واسطے عذاب ہے جو کہ خدا کو نہین جانتا لیکن خداشناس آگ کو
واسطے عذاب ہونگی اور فرمایا کہ ہر روز ایسے ہزار آدمی اس راہ مین آتے ہین کہ رات کے وقت ایمان سے
خالی اور تہیدست ہوتے ہین اور فرمایا کہ جو کچھ کہ ہی دو قدم مین ملتا ہی انسان ایک قدم اپنے
نصیبون پر رکھتا ہی اور ایک خدا کے حکمو پر جاتا ہی وہ ایک قدم کو اُٹھاتا ہی اور یہ دوسرا اُسکی جگہ
مین لاتا ہی اور فرمایا کہ جسنے خواہش نفسانی کو ترک کیا واصل بحق ہوا اور فرمایا کہ جسکو خدا کی قربت
حاصل ہوتی ہی ساری چیزین اُسکی ہو جاتی ہین اسلیے کہ حق تعالی ہر جگہ موجود ہی اور ساری چیزین
حق تعالی کی ہین اور فرمایا کہ جو عارف بحق ہی کہتا ہی کہ مین جاہل ہون اور جو کہ جاہل بحق ہی کہتا ہے
کہ مین عارف ہون اور فرمایا کہ عارف مثل اُڑنے والے پرندون کے ہی اور زاہد مثل گردش
کرنے والون حیوانون کے ہی اور فرمایا کہ جسنے خدا کو پہچانا عذاب ہوا آگ پر اور جسنے خدا کو
نہین جانا آگ عذاب ہوئی اُسپر اور فرمایا کہ جسنے خدای تعالی کو پہچانا بہشت کے واسطے
زینت ہوا اور بہشت اُسکے واسطے وبال ہوئی یعنے وہ بہشت کو ایک جنجال سمجھنے لگا۔ اور فرمایا
کہ عارف کسی چیز سے خوش نہین ہوتا سواے وصال کے۔ اور فرمایا کہ عارفون کا نفاق

مریدون کے اخلاق سے واقف ہے اور فرمایا کہ یہ جو روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم اور حضرت
موسیٰ اور حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہم نے کہا کہ خدایا ہمکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین
شامل کر اسکا باعث یہی تھا کہ انھون نے اس امت محمدیہ مین ایسے لوگ دیکھے کہ انکے قدم
تحت الثریٰ پر تھے اور انکے سر علی علیین کے اس پار تھے اور وہ ایسے ذوق و شوق مین مستغرق تھے کہ
درمیان ہو گم تھے اور تم اس بات کے سننے سے یہ گمان نکرنا کہ مین اس بات سے اپنی فضیلت چاہتا ہون
حاشا وکلا اور فرمایا کہ حظ اول بقدر تفاوت درجات چار نام سے ہے اور قیام ہر فرقہ انسان کا
خدائے غالب اور بزرگ کے نامون سے ایک نام پر ہے اور وہ قول خدائے تعالیٰ کا ہے کہ ھو الاول و
الآخر والظاہر والباطن پس جس کسی کا وظیفہ ھو الاول ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کی قدرت کے
عجائب پر ناظر تر ہوتا ہے اور جسکا وظیفہ ھو الآخر ہوتا ہے اسکو شغل و اشغال آیندہ مین کمال حاصل
ہوتا ہے اور جسکا ورد ھو الظاہر ہوتا ہے اسکو ہر چیز مین اسکی قدرت نمایان ہوتی ہے
اور جسکا شغل ھو الباطن ہوتا ہے اسکو اسرار و انوار پر مشاہدہ حاصل ہوتا ہے حاصل کلام یہ ہے
کہ ہر شخص کو ان اسمون سے اسکی طاقت کے موافق کشف و برکت حاصل ہوتی ہے
اور فرمایا کہ اگر ساری دولتین اور نعمتین جو خلائق کے واسطے ہین تمھارے حوالے کرین
تو بھی تم اسپر مائل نہونا اور اگر ساری بدبختیان تمھین راہ مین آوین تو بھی نا امید نہونا کیونکہ
کام خدائے تعالیٰ کا کن فیکون ہے اور فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اپنی
عبادت کو خالص خیال کرتا ہے اور اپنے آپ کو صافی قلب شمار کرتا ہے اور اپنے نفس کو
بدترین سارے نفسون سے نہین سمجھتا ہے وہ شخص کسی شمار مین بھی نہین ہے اور فرمایا
کہ جسنے کہ اپنے دل کو خواہشون کی کثرت سے مردہ بنایا ہے اسکو جب مرے تو لعنت کے کفن
مین لپیٹنا اور ندامت کی زمین مین دفن کرنا چاہیے اور جس شخص نے کہ اپنے نفس کو
خواہشون کے روکنے سے مارا ہے اسکو جب مرے تو رحمت کے کفن مین لپیٹنا اور سلامت کی
زمین مین دفن کرنا چاہیے اور فرمایا کہ حق تعالےٰ تک وہ پہونچا مگر وہ شخص کہ جسنے حرمت کی

نگاہداشت کی اور راہ رشد اسوجہ سے راہ ہوا اگر وہ شخص کہ جسنے حرمت کو ترک کیا اور فرمایا کہ ہرگز اِس
بات کے مطلب کو کوئی نہیں پہونچ سکتا مگر وہ لوگ کہ طالب ہیں اور فرمایا کہ جو مرید کہ نعرہ مارتا ہے
اور شور و فریاد کرتا ہے وہ مثل ایک چھوٹے سے حوض کے ہے اور جو خاموش ہے وہ مثل ایک موتی بھرے
دریا کے ہے اور فرمایا کہ اُسیقدر دکھلانا چاہیے کہ جسقدر ہو یا ویسا ہونا چاہیے کہ جیسا کہ دکھلادے۔ اور
فرمایا کہ جسکا کہ ثواب کل روزِ قیامت کو حق تعالیٰ ہوگا بیشک اُسنے آج کے روز ایسی عبادت نہیں
کی ہے کہ جسکے ہر ایکدم کے مجاہدون کا ثواب اُسیوقت حاصل ہو اور فرمایا کہ علم غدر ہے اور معرفت
مکر ہے اور مشاہدہ حجاب ہے پس تو کسطرح پایگا ہر چیز کو کہ اُسکو طلب کرتا ہے اور فرمایا کہ دلون کی
بستگی نفوس کی کُشادگی میں ہے اور دلون کی کُشادگی نفوس کی بستگی میں ہے اور فرمایا کہ نفس ایک
ایسی صفت ہے کہ کبھی نہیں چلتی مگر باطل کیطرف اور فرمایا کہ حیات علم میں ہے اور راحت معرفت میں ہے
اور ذوق ذکر میں ہے اور فرمایا کہ شوق عاشقون کی ایسی دار السلطنت ہے کہ جسمین ایک تخت فراق
کی سیاست کا بچھا ہے اور ایک تلوار ہجران کے ہول کی کھنچی ہے اور ایک شاخ وصال کے نرگس کی
ہجران کے ہاتھ میں ہے اور ہر دم میں اُس تلوار سے ہزار سر کاٹے جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ
ستاسٹھ ہزار برس گذر گئے ہیں اور ابتک وہ وصال کی نرگس کی شاخ میں جھولتی ہے اور کسیکی آرزو کا ہاتھ
اُس تک نہیں پہونچا ہے اور فرمایا کہ معرفت وہ ہے کہ تو خلق کی حرکات اور سکنات کو خدا ہی سے
پہچانے اور فرمایا کہ توکل زیست کو ایک ہی روز پر موقوف کرنا اور کل کا خیال بالکل نرکھنا ہے
اور فرمایا کہ ذکر کثیر شمار پر نہیں ہے بلکہ غفلت سے خالی ہوکر حضور دل پر ہے اور فرمایا کہ محبت وہ ہے
کہ تو دنیا اور آخرت کو دوست نرکھے۔ اور فرمایا کہ عالمون کا اختلاف رحمت ہے مگر تجرید اور توحید
میں نہیں اور فرمایا کہ بھوکا رہنا ایک ایسا ابر ہے کہ رحمت کے مینھ کے سوا نہیں برستا۔ اور فرمایا کہ وہ
شخص حق تعالیٰ سے سارے مخلوق سے دور تر ہے کہ جو غرور کے سبب سے اشارہ اور کنایہ سے کام
چلاتا ہے اور فرمایا کہ وہ بندہ ساری خلائق سے خدا سے نزدیکتر ہے کہ لوگون کی تکلیفین اُٹھاتا ہے
اور خوش خلقی سے پیش آتا ہے۔ اور فرمایا کہ نفس کو فراموش کرنا حق تعالیٰ کی یاد کرنا ہے

اور جو شخص کہ حق تعالی کو پہچانتا ہے زندہ ہوتا ہے اور جو شخص کہ حق تعالی کو اپنے سے پہچانتا ہے
فانی ہوتا ہے اور فرمایا کہ عارف کا دل مثل اُس چراغ کے ہے کہ صاف آئینے کی قندیل میں دھرا ہو کہ
اسکی روشنی عالم ملکوت کو روشن کرتی ہے اور جب یہ حال ہے تو پھر اُسکو تاریکی سے کیا خوف ہے اور فرمایا کہ
خلق کی ہلاکی دو چیزوں میں ہے ایک تو مخلوق کی حرمت نکرنا اور دوسرے خالق کا احسان نہ ماننا لوگوں نے
آپ سے پوچھا فریضہ اور سنت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حق تعالی کی صحبت فرض ہے اور دُنیا کا ترک کرنا سنت ہے
کہتے ہیں کہ آپکے ایک مرید نے سفر کو جاتے وقت آپ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میں
تجھے تین وصیتیں کرتا ہوں اسپر عمل کیجیو ایک تو یہ ہے کہ اگر کسی بد خصلت سے تجھے ملنے کا اتفاق ہو تو
اسکی بد خصلتی کو اپنی نیک خصلتی میں لائیو تاکہ تیری خوشی برقرار رہے زائل نہو اور جب کوئی تجھکو کچھ
دیوے تو پہلے خدا کا شکر کیجیو بعد اسکے اس شخص کا کہ جسکا دل خدا نے تجھپر مہربان کیا ہے اور جب کوئی بلا
تجھے درپیش آوے تو تو عاجزی کا اقرار کیجیو اور فریاد کر لیجیو کیونکہ تو صبر نکر سکیگا اور حق تعالے کے
یہاں کچھ اسکی پروا نہیں ہے پھر لوگوں نے کہا کہ کچھ زہد کی تعریف فرمائیے آپ نے فرمایا کہ زہد
بے قیمت چیز ہے کیونکہ میں تین روز زاہد رہا روز اول دُنیا میں اور روز دوم آخرت میں اور روز سوم
اس چیز سے کہ ما سوا ہے ایک ہاتف نے آواز دی کہ دیکھ بایزید تو ہماری برداشت نکر سکیگا میں نے کہا کہ
میری مراد تو یہی ہے میرے کان میں آواز آئی کہ کہتے ہیں کہ تو نے پائی تو نے پائی اور فرمایا کہ میں
اسکی رضا پر اسقدر راضی ہوں کہ اگر کسی بندے کو ہمیشہ کے واسطے اعلی علیین میں داخل
فرمادیں اور مجھکو ہمیشہ کے واسطے اسفل السافلین میں قید کریں تو بھی میں بہت راضی اور خوش
ہونگا لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ بندہ کمال کے درجے کو کب پہونچتا ہے آپ نے فرمایا جبکہ اپنے عیبوں کو
پہچانتا ہے اور مخلوق سے توجہ دلی کو اُٹھا لیتا ہے اُسوقت حق تعالی اُسکو اُسکی ہمت اور
اُسکو اپنے نفس سے دوری کے موافق اپنی قربت عطا فرماتا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت
آپ ہمکو تو زہد اور عبادت کے واسطے فرماتے ہیں اور ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ زیادہ زہد اور
عبادت میں مشغول نہیں ہوتے حضرت بایزید نے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ آہ زہد اور

عبادت کو مجھسے چھین لیا ہے لوگون نے پوچھا کہ خدا کی طرف راستہ کس طور پر ہے آپنے فرمایا کہ تو راہ سے
کنارہ ہو وصل حق ہوگا لوگون نے پوچھا کہ ہم کسطرح سے حق تعالی تک پہونچ سکتے ہین آپنے فرمایا
کہ اندھے اور بہرے اور گونگے بننے سے۔ لوگون نے کہا کہ ہمنے بہت سے بزرگان دین کا کلام سنا لیکن کسیکا کلام
بہتر آپکے کلام سے نہ پایا آپنے فرمایا کہ انھون نے بحر صفا اور معاملے مین گفتگو کی اور مین بحر صفا محبت کی
گفتگو کرتا ہون انھون نے بھلی چلی باتین کہین اور مین بدل کہتا ہون اور ظاہر ہے کہ جو چیز خالص نہین
ہے وہ دوسری چیز کو کہ ملی ہوئی ہے خالص نہین کر سکتی اور انھون نے تو اور ہم کہا اور مین کہتا ہون کہ
تو ہی تو۔ ایک شخص نے حضرت بایزید سے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیے آپنے فرمایا کہ آسمان کی طرف
نظر کر اسنے نگاہ کی پھر آپنے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ اسکو کسنے پیدا کیا ہے اسنے کہا کہ ہان جانتا ہون
آپنے فرمایا کہ جسنے آسمان کو پیدا کیا ہے جہان کہین ہو وے تجھسے واقف ہوگا اس سے
ڈرتا رہ۔ ایک شخص نے کہا حضرت یہ کیا وجہ ہے کہ طالب لوگ سیر و سفر سے آسودہ نہین ہوتے
آپنے فرمایا کہ جو کچھ کہ مقصود ہے وہ مقیم ہے اور ظاہر ہے کہ جب مقیم ہے تو مسافر کا سفر مین
اسکو تلاش کرنا ایک محال بات ہے لوگون نے کہا کہ ہم کسکے ساتھ صحبت رکھین آپنے
فرمایا کہ ایسے شخص کے ساتھ کہ اگر تم بیمار پڑو تو بیمار پرسی کو آوے اور کوئی خطا تمسے ہوجاوے
تو اسکو معاف فرماوے اور جو کچھ کہ حق ہو وے اسکو تم سے نہ چھپاوے ایک شخص نے کہا
حضرت یہ تو فرمائیے کہ آپ رات کو نماز کیون نہین پڑھتے آپنے فرمایا کہ مجھے نماز کی چھٹی نہین ہے
مین عالم ملکوت کے گرد پھرتا ہون اور جہان کہین کسیکو عاجز اور پڑا گرا پاتا ہون اسکی مدد
کرتا ہون یعنے مین باطنی کامون مین مشغول رہتا ہون لوگون نے پوچھا کہ سب سے بڑی
علامت عارف کی کیا ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے اور تجھسے
بھاگتا ہے اور تجھی سے خریدتا ہے اور پھر تیرے ہی ہاتھ بیچتا ہے اور اسکا دل پاکی کے
محل کے بزرگ مرتبون کے مسند پر تکیہ لگائے ہوتا ہے اور فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ خواب
مین خدا کے سوا کسیکو نہ دیکھے اور اسکے سوا کسیکے ساتھ اتفاق نہ کرے اور اپنا راز

اسکے سوا کسی سے ظاہر نکرے لوگون نے کہا کہ امر معروف و نہی منکر سے فرمائیے آپنے فرمایا کہ ایسی ولایت
مین کیون نہین رہتے ہو کہ جہان امر معروف و نہی منکر کا تازیانہ نہین ہے۔ لوگون نے پوچھا کہ آدمی کب
جانتا ہے کہ وہ معرفت کی حقیقت کو پہنچ گیا ہے آپنے فرمایا کہ اسوقت کہ حق تعالی کی ذات کے سمندر
مین نیست و فانی ہو جاتا ہے اور بغیر مخلوق اور بغیر نفس کے حق تعالی کی فرش قربت پر جاگزین ہوتا ہے
پس وہ ایک فانی ہوتا ہے باقی اور ایک باقی ہوتا ہے فانی اور ایک مردہ ہوتا ہے زندہ اور ایک زندہ ہوتا ہے
مردہ اور ایک محجوب ہوتا ہے مکشوف اور ایک مکشوف ہوتا ہے محجوب لوگون نے کہا کہ حضرت سہل بن
عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ معرفت کی گفتگو کرتے ہین آپنے فرمایا کہ سہل ایک دریا کے کنارے پر گیا تھا
اتفاق سے بھنور مین جا پھنسا ہے۔ لوگون نے کہا کہ اے حضرت جو شخص کہ سمندر مین ڈوب جاوے اسکا
کیا حال ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ جبتک کہ دیدار مخلوق کا ہے حتی کہ ہر دو جہان سے بے پروا ہو جاتا ہے اور
بات چیت کا کچھ نام کرتا ہے اور موافق اسکے کہ من عرف اللہ کل لسانہ ہو جاتا ہے لوگون نے کہا کہ
درویش کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ جسکا یاقوت اپنے دل کے خزانے کے کسی گوشے مین
اتر جاتا ہے اسکو سوائے آخرت کہتے ہین اور وہ اس گوشے مین ایک گوہر پاتا ہے کہ جسکو
محبت کہتے ہین جسنے کہ اس گوہر کو پایا وہی درویش ہے لوگون نے پوچھا کہ مرد خدا تک کیسے
پہونچتا ہے آپ نے فرمایا کہ باطنی موت سے پہونچتا ہے۔ لوگون نے کہا حضرت یہ تو فرمائیے کہ آپنے
کیونکر پایا یہ جو پایا آپ نے فرمایا کہ مینے دنیا کے اسباب کو جمع کیا اور قناعت کی زنجیر مین باندھا
اور صدق کے گوپھنے مین رکھکر ناامیدی کے دریا مین ڈالدیا۔ لوگون نے پوچھا کہ آپکی عمر
کسقدر ہے آپنے فرمایا چار برس کی ہے۔ لوگون نے کہا کیونکر آپنے فرمایا کہ ستر برس تک تو مین
دنیا ہی کے قیل و قال مین مصروف رہا لیکن اب چار برس ہوئے ہین کہ مین اس کو
اسطرح سے دیکھتا ہون کہ اسکا حال مجھسے مت پوچھو جو زمانہ کہ حجاب مین گذرا وہ داخل عمر نہین ہے
احمد خضرویہ نے حضرت بایزید سے کہا کہ مین نہایت کے درجے تک نہین پہونچتا ہون آپنے فرمایا میرا
مقصود یہ ہے کہ عزت کی نہایت کو حاصل کرے اور حال آنکہ عزت جو ہے وہ صفت حق تعالی کی ہے

بس مخلوق کیونکر حاصل کر سکتی ہے لوگون نے کہا کہ ناز کے بارے مین فرمائیے آپنے فرمایا کہ ملنا ہے لیکن ملنا دشوار ہے۔ بغیر نہ توڑنے کے۔ لوگون نے کہا کہ حق تعالی کی طرف راہ کسطرح ملتی ہے آپنے فرمایا کہ راہ سے غائب ہونے اور حق تعالی سے ملنے سے۔ تو لوگون نے کہا کہ آپ بھوک کے رہنے کی تعریف کیون فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلی نہ کہتا متکبر کبھی معرفت کی خوشبو تک نہ سونگھے گا۔ تو لوگون نے کہا کہ متکبر کسکو کہتے ہین آپنے فرمایا کہ اسکو کہ اٹھارہ ہزار عالم مین کسی نفس کو اپنے نفس سے ناپاک زیادہ دیکھے۔ تو لوگون نے کہا کہ آپ بڑے صاحب کرامت ہین کہ پانی کی سطح پر چلتے ہین آپنے فرمایا کہ یہ کرامت نہین ہے لکڑی کے ذرا ذرا سے ٹکڑے پانی پر تیرتے پھرا کرتے ہین تو لوگون نے کہا تو اچھا یہ تو کرامت ہے کہ آپ ہوا مین اڑتے ہین آپنے فرمایا یہ بھی کچھ کرامت نہین ذرا ذرا سے بھنگے ہوا مین اڑا کرتے ہین تو لوگون نے کہا یہ تو ضرور بڑی کرامت ہے کہ آپ ایک رات مین مکہ معظمہ پہونچ جاتے ہین آپنے فرمایا کہ یہ بھی کچھ نہین کیونکہ جادوگر ایک رات مین ہندوستان سے کوہ دماوند تک پہونچتے ہین۔ پھر لوگون نے کہا کہ اچھا اب آپ فرمائیے کہ مردون کا کار کیا ہے آپنے فرمایا کہ دل سوا خدای عزوجل کے کسی مین نہ باندھے تو لوگون نے کہا کہ آپ کچھ اپنے مجاہدے کا حال بیان فرمادین کسطرح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے ستر برس تک محراب نشینی کی لیکن پھر جو اپنے اوپر نظر کی تو آپ کو ایک عذر والی عورت کے مثل پایا اور جبکہ مینے دنیا کو تین طلاقین دین یگانہ کا یگانہ ہو گیا اور حضور ہی مین توجا کھڑا ہوا اور یہ کہنا شروع کیا کہ بار خدایا تیرے سوا میرا کوئی نہین ہے اور جبکہ تو میرا ہے سب کچھ میرا ہے جب بارگاہ رب العزت مین میرا صدق جانا گیا تو پہلا فضل کہ مجھپر ہوا یہ تھا کہ نفس کے کوڑی کرکٹ کا ڈھیر میرے آگے سے بہارو ڈالا گیا۔ اور فرمایا کہ حق تعالی نے امر و نہی فرمائی جنہون نے کہ امر پر عمل کیا خلعت پائے اور وہ اسی خلعت پر فریفتہ ہو رہے لیکن مینے خدا سے سوا اسکے اور کسی چیز کی درخواست نہین کی اور فرمایا کہ مینے حق تعالی کی اسقدر یاد کی کہ جسقدر کہ تمام خلائق نے اسکی یاد کی یہان تک کہ میری یاد اسکے یاد کرنے کا باعث ہو گئی پس اسکی معرفت سے

ترقی کی اور مجھکو زندہ کیا اور فرمایا کہ مینے خیال کیا کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ اسکی دوستی تو میری دوستی سے بھی پہلے تھی اور فرمایا کہ ہر کوئی عمل کے دریا مین ڈوبا ہی اور مین اسکے خشکی کے دریا مین ڈوبا ہون یعنی دوسرون نے اپنی ریاضت پر نظر کی ہے اور مین حق تعالی کی عنایت پر نظر رکھتا ہون اور فرمایا اور لوگون نے علم مُردون سے سیکھا ہے اور مینے علم ایسے زندہ سے سیکھا ہی کہ جو کبھی نہ مریگا اور فرمایا کہ سب لوگ حق تعالی کے ساتھ باتین کرتے ہین اور مین حق تعالی کیطرف سے باتین کرتا ہون کیونکہ حق میرے واسطے ہی اور فرمایا کہ علم ظاہری کی فرمانبرداری و پیروی سے کوئی چیز مجھپر دشوار زیادہ نہین ہی اور فرمایا کہ مینے نفس کو حق تعالی کیطرف بلایا اُسنے قبول نکیا مینے اُسکا ساتھ چھوڑا اور اکیلا اسکی حضوری مین گیا۔ اور فرمایا کہ میرے دل کو آسمان پر لے گئے مین تمام عالم ملکوت کے گرد پھرا جب واپس آیا تو مجھسے پوچھا کہ کیا لایا مینے کہا محبت و رضا کیونکہ یہی دونون بادشاہ تھی۔ اور فرمایا کہ جب مینے حق تعالے کو اپنے علم سے جانا تو اپنے دل مین سمجھا کہ یہی میرے واسطے کافی ہوگا لیکن جب مینے حق تعالی کو اُسکے فضل سے پہچانا تو سمجھا کہ ابھی مجھے اور ترقی کرنا چاہیے یہ میرے واسطے کافی نہین ہے۔ اور فرمایا کہ مین اپنے اعضا کو عبادت مین مشغول کرتا اور جب کسی عضو کو سست پاتا تو دوسرے عضوون سے کام لیتا یہانتک کہ مین بایزید ہوگیا اور فرمایا کہ میرے دل مین گذرا کہ معلوم کرون کہ سب سے زیادہ سخت عذاب جسم کے لیے کونسا ہی آخر کو معلوم ہوا کہ غفلت سے بڑھکر کوئی عذاب سخت نہین ہے کیونکہ دوزخ کی آگ آدمی کو اسطرح نہ جلاویگی جسطرح کہ ذرہ بھر غفلت جلاوے گی اور فرمایا کہ برسون گذر گئے کہ جب مین نماز کو کھڑا ہوتا ہون تو میرا اعتقاد اپنے نفس کے بارے مین یہی رہتا ہی کہ مین آتش پرست ہون مجھے زنار توڑنا چاہیے اور فرمایا کہ عورتون کا کام ہمارے کام سے بہتر ہے کیونکہ وہ ہر مہینے مین غسل کرکے ناپاکی سے پاک ہوتی ہین اور ہمین ہماری ساری عمر پاکی کا غسل نصیب نہوا اور فرمایا کہ اگر ساری عمر مین ایک کلمہ بایزید سے درست نکل جاوے تو پھر اُسکو کسی سے خوف نہین ہی اور فرمایا کہ کل قیامت کے میدان مین یا مین

کہ تو نے یہ کام کیوں کیا یا اس کام کو تو نے کیوں نہیں کیا تو میں اسکو زیادہ پسندیدہ سمجھتا ہوں اور
دوست رکھتا ہوں کہ مجھسے یوں پوچھیں کہ تو نے کیوں نہیں کیا یعنے اسمیں کہ تو نے کیوں کیا میں
پایا جاتا ہے اور میں پنا شرک ہے اور شرک بدترین گناہ ہے اسلیئے میں چاہتا ہوں کہ ایسی عبادت کروں
کہ جسمیں لفظ میں درمیان میں نہو اور فرمایا کہ خداے تعالی خلایق کے اسرار پر واقف ہے
جس طرف کو کہ نظر فرماتا ہے اپنی محبت سے خالی پاتا ہے مگر بایزید کے اسرار کو اپنی محبت سے پر
پاتا ہے اور فرمایا کہ بہت سے لوگ ہیں کہ ہم سے نزدیک ہیں اور دراصل ہمسے دور ہیں اور بہت سے
لوگ ہیں کہ ہمسے دور ہیں اور دراصل ہمسے نزدیک ہیں اور فرمایا کہ مینے خواب میں دیکھا کہ حق تعالے
سے توحید سے زیادہ کی درخواست کر رہا ہوں جب میں بیدار ہوا تو مینے کہا کہ ای پروردگار میں
توحید کے بعد زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا ہوں اور فرمایا کہ خداے بزرگ اور برتر کو دیکھا کہ مجھسے فرمایا
ای بایزید کیا چاہتا ہے مینے کہا کہ میں وہ چاہتا ہوں کہ تو چاہتا ہے حق تعالے نے فرمایا کہ میں
تیرا ہوں جیسا کہ تو میرا ہے اور فرمایا کہ مینے حق تعالی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ تیری طرف راہ
کسطرح ہے فرمایا کہ خودی کو ترک کر اور چلا آ اور فرمایا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ میں ایک انکے مثل
ہوں اگر میری صفت عالم غیب میں دیکھیں تو ہلاک ہو جاویں اور فرمایا کہ میں مثل دریا کے ہوں کہ نہ
اسکی گہرائی ظاہر ہے اور نہ اول اور نہ آخر ظاہر ہے ایک شخص نے حضرت بایزید سے سوال کیا کہ
عرش کیا چیز ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں پوچھا کہ کرسی کیا ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں پھر پوچھا کہ لوح و
قلم کیا ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں کہا کہ خداے غالب اور بزرگ کے بہت بندے ہیں جیسے ابراہیم
علیہ السلام اور موسی علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپنے فرمایا کہ وہ سب میں ہوں پھر کہا کہ
کہتے ہیں کہ خداے غالب اور بزرگ کے بندے حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور
عزرائیل علیہم السلام ہیں آپنے فرمایا وہ بھی سب میں ہوں وہ مرد خاموش ہو رہا حضرت بایزید نے
کہا ہاں جو کوئی کہ حق میں فنا ہو جاوے حقیقت میں تمام چیزیں جو موجود ہیں حق ہی جانیں اگر وہ
شخص درمیان میں نہ رہے سب کو حق ہی حق دیکھے کیا تعجب ہے والسلام ۔

معراج شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یقین کی آنکھ سے حق تعالیٰ کو دیکھا بعد اس بات کے کہ مجھکو تمامی موجودات سے درجۂ استغنا پر پہونچایا اور اپنے نور سے منور فرمایا اور عجائب و اسرار پر مجھکو ماہر کیا اور اپنی عظمت اور ہویت مجھ پر ظاہر فرمائی اور میں نے حق تعالیٰ کی مدد سے اپنے میں دیکھا اور اپنی صفتوں میں غور و فکر کی تو ظاہر ہو گیا کہ میرا نور حق تعالیٰ کے نور کے مقابلہ میں تاریکی تھا اور میری عظمت حق تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں بالکل حقارت تھی اور میری عزت حق تعالیٰ کی عزت کے مقابلے میں گم ہو گئی وہاں بالکل صفا پائی اور یہاں بالکل کدورت پائی۔ پھر جو میں نے نگاہ کی تو اپنا نور حق تعالیٰ کے نور میں دیکھا اور اپنی عزت حق تعالیٰ کی عزت اور عظمت میں پائی میں نے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی قدرت سے کیا اسکا نور میرے قالب میں چمکا میں نے انصاف اور حقیقت کی نظر سے دیکھا تو ساری پرستش حق تعالیٰ اسی سے تھی نہ مجھسے اور حالانکہ میں جانتا تھا کہ میں اسکی پرستش کرتا ہوں میں نے کہا بار خدایا یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہ وہ تمام میں ہوں نہ غیر میرا یعنی فعلوں کا ظہور تجھسے ہے لیکن طاقت و قوت فعل کی مجھسے ہے جب تک میری توفیق تیرے حال پر نہ ہو تیری قدرت نہیں کہ کسی طرح کی خیر یا عبادت کر سکے پس میری آنکھ کو واسطہ دیکھنے اور میں کو دیکھنے سے بند کیا اور اُسکو اپنی ذات پاک کا اصلی دیکھنا عطا فرمایا اور مجھکو میری ہستی سے نیست کر کے اپنی بقا سے باقی بنایا اور عزیز کیا اور اپنی خودی بغیر روک ٹوک میرے وجود کے مجھکو دکھائی پھر تو میری حقیقت نے ترقی پائی اور میں نے حق تعالیٰ سے حق تعالےٰ کو دیکھا اور حق تعالےٰ کو حقیقت میں پایا اور وہاں میں نے مقام کیا اور آرام لیا اور کان بہرے کیے اور زبان گونگی بنائی اور جو علم کہ کسبی تھا اُسکو ترک کیا اور نفس امّارہ کی روک ٹوک کو درمیان سے اٹھا دیا بغیر آلات بشری ایک مدت وہاں ٹھہرا اور فضول کو وصول کی وجہ سے توفیق کے ہاتھ سے ہٹایا حق تعالیٰ کی مجھ پر بخشائش ہوئی اور مجھکو علم ازلی عطا فرمایا اور اپنے لطف سے زبان میری حلق میں رکھی اور اپنے نور سے مجھکو آنکھیں عطا کیں پھر تو میں نے سارے موجودات کو حق تعالےٰ سے دیکھا اور لطف کی زبان سے حق تعالےٰ سے

سنا باتیں کیں اور حق تعالیٰ کے علم سے علم حاصل کیا اور اُسکے نور سے اُسکو دیکھا جناب باری عزّ اسمہٗ کا ارشاد ہوا
اگر تو وقت کے ساتھ اور صفت علیحدہ اور بغیر اسباب کے اور اسباب کے ساتھ ہے میں نے عرض کیا اے بار خدا میں ایسی پر
فریفتہ ہونگا اور اپنی ہستی پر تیری مدد سے بے پروا ہونگا مجھے تو بغیر اپنے تیرا ہونا بغیر تیرے لئے ہونے سے زیادہ
پسندیدہ ہے اور تیرے ساتھ تیری ہی بات کرنا تیرے ساتھ نفس کے بات کرنے سے بہتر ہے حضرت حق تعالےٰ
نے فرمایا اب شریعت کو ترک مت کر اور امر و نہی کی حد سے قدم باہر مت رکھ تاکہ تیری سعی و کوشش ہمارے
نزدیک پسندیدہ ہو میں نے کہا کہ میری بھی یہی مُراد ہے اور میرے دل کو یقین ہے اور اگر تو اپنے سے شکر کرے تو
اُس سے بہتر ہے کہ مجھ سے کہے اور اگر تو بُرائی کرے تو میرے سے کرے کیونکہ تو نقصان اور عیب سے
پاک ہے حضرت باری تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ راز تو نے کس سے سیکھا میں نے کہا کہ سائل بہتر جانتا ہے
مسئول سے کیونکہ وہی مُراد ہے اور وہی مُرید اور وہی مجاب ہے اور وہی مجیب جب حق تعالےٰ
نے میرے راز کی صفائی دیکھی تو یہ توفیق بخشی کہ اپنی رضامندی کی ندا سے سرفراز کیا اور
خوشنودی کی رقم میرے نام پر کھینچی اور مجھکو منوّر فرمایا اور نفس کی تاریکی اور بشریت کی
کدورت سے پاک کر دیا پس میں نے جانا کہ میں اُسی سے زندہ اور اُسی کے فضل سے خوشی
کا بچھونا دل میں بچھائے ہوں حضرت حق تعالےٰ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے میں نے
کہا تجھی کو مانگتا ہوں کیونکہ بزرگوں کا بڑا بزرگ اور کریموں کا بڑا کریم تو ہی ہے اور میں
تیرے ہی سے تجھپر قانع ہوں جب تو میرا ہوا میں نے فضل اور کرم کے فرمان کو لپیٹ رکھا اپنے
سے مجھے دور مت کر اور جو کچھ کہ تیرے سوا ہے اُسکو میرے آگے مت لا تھوڑی دیر جواب
نہ دیا پھر کرامت کا تاج میرے سر پر رکھا اور مجھ سے فرمایا کہ تو حق کہتا ہے اور تو حق ڈھونڈھتا
ہے اِس سبب کہ تو نے حق دیکھا اور حق سُنا میں نے کہا کہ اگر میں نے دیکھا تو تیرے سبب دیکھا اور اگر
میں نے سُنا تو تیرے سے سُنا پہلے تو نے سُنا پھر میں نے سُنا اِسکے بعد میں نے اُسکی بہت حمد و ثنا کی
اِسلئے اُسنے اپنی کبریائی سے مجھکو پَر عطا فرمائے تب تو میں عزّت کے میدانوں میں اُڑا اور اُسکی
صنعت و قدرت کے عجائبات کو دیکھا جب اُسنے میری ضعف و کمزوری کو معلوم کیا اور میری عاجزی کو

پہنایا مجھکو اپنی قوت سے قوی کیا اور اپنی زینت و آرایش سے آراستگی بخشی اور کرامت کا تاج میرے
سر پر رکھا اور توحید کے محل کا دروازہ مجھپر کشادہ کیا جب آپ سے واقف ہوا کہ میری صفات اسکی صفات
تک پہونچیں اپنی حضرت جل و علا سے میرا نام رکھا اور اپنی خودی سے مجھکو خلعت عطا فرمایا اور یکتائی کا نور میں
آئی اور دوئی جاتی رہی اور فرمایا کہ تیری رضامندی وہی ہے کہ جو رضا ہماری ہے تیرا کلام آلودگی سے پاک
رہیگا اور تیرا ایمن ہونا کبھی نہ ظاہر ہوگا تاکہ وہ تجھپر عیب لگائے پھر مجھے غیرت کے زخم سے گھائل کیا اور دوبارہ مجھکو
زندگی عطا فرمائی جب میں آزمایش کی بھٹی سے بالکل خالص کھرا باہر نکلا تب حضرت حق تعالی نے فرمایا
لِمَنِ الْمُلْکُ میں نے کہا تیرے ہی واسطے ہے پھر فرمایا لِمَنِ الْحُکْمُ میں نے کہا تیرے ہی واسطے ہے پھر فرمایا
لِمَنِ الْاِخْتِیَارُ میں نے کہا کہ تیرے ہی واسطے ہے جب کلام سابق سے پھر مجھے سنانا چاہا تو فرمایا کہ ہماری
رحمت کی سبقت ہوتی تو مخلوق ہرگز آسودہ ہوتی اور اگر ہماری محبت ہوتی تو ہماری عظمت
و قدرت ساری عالم کو ہلاک کرڈالتی پھر قہاری کی نظر سے بواسطہ جباری میری طرف نظر کی تو بھی
میری ہستی سے کوئی نشان نظر نہ آیا جب میں حالت مستی میں تھا تو آپ کو ہر جنگل میں ڈالا اور غیرت کی
آگ سے اپنے تن کو ہر گھریا میں گلایا اور تلاش کا گھوڑا میدان فضا میں دوڑایا تو میں نے عاجزی سے بہتر
کوئی شکار نہ پایا اور خاموشی سے بڑھکر کوئی چراغ روشن نہ دیکھا اور کوئی کلام بے کلامی سے بہتر نہیں سنا
میں نے سکوت کے محل میں سکونت اختیار کی اور صبر و شکیبائی کی صدری پہنی یہانتک کہ کام اس درجے کو
پہونچا کہ میری بشریت کے دیوان خانے کا ظاہر و باطن صاف و خالی دیکھا میرے تاریک دل میں ایک فرحت کا
روزن کشادہ کیا اور مجھکو تجرید اور توحید سے ایک زبان عطا کی اسلیے اب میری زبان اسی کی
صمدیت کی خوبیوں میں گویا ہے اور میرا دل اسکی ربانیت کے نور سے منور ہے اور آنکھیں اسکی
صنع یزدانی سے بینا ہیں میں اسی کی مدد سے بولتا ہوں اور اسی کی قوت سے پھرتا ہوں اور جب میں
اسی کے فضل سے زندہ ہوں ہرگز نہ مرونگا اور چونکہ میں نے اس مقام کو حاصل کیا ہے میری تمامی اشارات
ازلی ہیں اور میری عبادت ابدی ہے میری زبان زبان توحید ہے میری جان جان تجرید ہے نہ تو
میں اس خوف سے خود بولتا ہوں کہ ایسا ہو کہ بولنے کی نسبت میری طرف کیجائے یا میں

ذاکر ٹھہروں وہی میری زبان کو حرکت دیتا ہی جسطرح چاہتا ہی اور مین تو فقط درمیان مین ترجمانی ہون
کہنے والا درحقیقت وہی ہی نہ مین ہون جب مجھکو بزرگ فرمایا تو ارشاد کیا کہ خلق تجھکو دیکھنا چاہتی ہی مینے کہا
کہ مین نہین چاہتا ہون کہ انکو دیکھون اور اگر تجھکو یہی پسند ہی کہ مجھکو خلق کے سامنے کرے تو مین تیرے
خلاف نہین چاہتا مگر پہلے مجھکو اپنی وحدانیت سے آراستہ فرمائیے تاکہ خلق جب مجھکو دیکھے تو تیری صنعت
مین نظر کرین اور درحقیقت تجھی کو دیکھین اور مین درمیان مین موجود نہون حق تعالی نے یہ میری مراد
پوری کی اور کرامت کا تاج میرے سر پر رکھا اور بشریت کے مقام سے مجھکو گذار دیا پھر فرمایا کہ ہماری مخلوق کے
روبرو آ مینے بارگاہ حضرت عزاسمہ سے ایک ہی قدم باہر رکھا تھا کہ دوسرے قدم پر مین کھڑے سے گر پڑا مینے ایک
ندا سنی کہ میرے دوست کو پھیر لاؤ کیونکہ وہ بغیر میرے نہین رہ سکتا اور بغیر میرے راہ نہین چل سکتا
اور حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ جب مین وحدانیت کے مقام کو پہونچا تو مینے مقام توحید کو کئی برسون تک قسم کے
قدموں سے اس میدان مین دوڑاتا تھا اور طائر یگانہ ہوکر بیچونی کی ہوا مین اڑتا پھرا تھا پہلا درجہ پایا
اور اسیطرح جبکہ مین مخلوق سے غائب ہوا تھا تو مینے کہا تھا کہ مین واصل بحق ہوا لیکن جبکہ مین ربوبیت
کے مقام مین پہونچا تو مینے ایسا پیالہ پیا کہ ابد تک جسکے ذکر کی پیاس نہ بجھے گی حاصل کلام یہ ہے
کہ مین تیس ہزار سال تک وحدانیت کی فضا مین اڑا اور تیس ہزار سال الوہیت مین پرواز کرتا رہا
اور تیس ہزار سال فردانیت مین جب پورے نوے ہزار سال ہو گئے تو مینے بایزید کو دیکھا اور یہ بھی
کھل گیا کہ جو کچھ کہ مینے دیکھا وہ سب یہ بایزید ہی تھا پھر چار ہزار میدان طے کرکے اولیاء اللہ کے درجے
کی نہایت تک پہونچا نگاہ کی تو مینے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کے شروع درجے مین پایا پھر مین اسقدر
اسمین بے نہایت چلا کہ مینے اپنے دل مین کہا کہ کبھی کوئی یہانتک نہ پہونچا ہوگا اور کوئی مقام
اس سے برتر نہوگا جب غور نظر کی تو مینے اپنا سر ایک نبی کے پانون کے تلوے سے لگا پایا تب مجھکو یہ بات
معلوم ہوئی کہ اولیاء اللہ کا نہایت عروج انبیاء علیہم السلام کے عروج کا شروع ہی اور انبیاء علیہم السلام
کے عروج کی نہایت نہین پھر میری روح تمامی ملکوت پر گذری اور بہشت اور دوزخ اسکو
دکھائے مینے کسیکی طرف توجہ نہ کی اور جو کچھ کہ اسکے سامنے آیا اسکی پروا نہ کی اور جس پیغمبر کی

جہان تک پہونچی اُس سے سلام علیک کی جب حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان تک پہونچی تو وہان
اُسنے کیا دیکھا کہ ایسے سو ہزار دریا آگ کے بیکران سمندر آگے بہ رہے ہین کہ اگر ایک قدم رکھے تو جل بُھن جائے اور اُسنے
ہزار مرتبہ ایسے نوری ابر آگے پائے کہ اگر ذرا جرأت کرے تو اپنے آپ کو برباد کر دیگا آخر کار مجبور ہوئی اور ہیبت اور
دہشت کے سبب ایسی بیہوش ہوگئی کہ کچھ خبر نہ رہی جب افاقہ ہوا تو اُسنے ہر چند چاہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خیمہ کی طناب تک پہونچے اور اُنکی زیارت سے مشرف ہو لیکن نہ پہونچ سکی اور حالانکہ حق تعالیٰ تک پہونچی تھی پر
آنحضرت تک اُسکی رسائی نہوئی یعنی ہر شخص اپنے مرتبے کے موافق حق تعالیٰ تک پہونچتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ سب کے
ساتھ ہے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچنا محال ہے کیونکہ آپ صدر خاص مین تشریف فرما ہین اسلیے
کہ جب تک لا الٰہ الا اللہ کا وادی طے ہو حضرت محمد رسول اللہ کی وادی تک پہونچنا ناممکن ہے اور اصل تو یہ ہے کہ یہ
دونون وادی ایک ہی ہین جیسا کہ مینے اس امر کا پہلے ذکر کیا کہ ابو تراب کا مرید حق تعالیٰ کو تو دیکھتا تھا لیکن
باوجود اسکے بایزید کے دیدار کی تاب نہ لا سکا پھر حضرت بایزید نے کہا الٰہی جو کچھ کہ مینے دیکھا وہ سب مین ہی تھا اور مین
خوب جان گیا کہ جب تک کہ مین ہونا مجھ مین ہے مجھکو تیری طرف راہ نہوگی اور خلش یہ ہے کہ مجھکو اپنی خودی سے چارہ
نہین ہے اب تو ہی بتا کہ مین کیا کرون حکم ہوا کہ تیری رہائی تیری توئی سے ہمارے دوست محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی متابعت و پیروی مین ہو جا اپنی آنکھون مین اُنکی قدمون کی خاک کا سرمہ لگا اور اُنکی متابعت پر
مداومت کر آپکی اکثرین بندہ عطار کو اُن لوگون سے تعجب آتا ہے کہ ایسے شخص کی شان مین کہ جسکے دل مین اسقدر
تعظیم نبوت کی ہو کلمات لاطائل کہتے ہین اور حالانکہ خود حقیقت سے بیخبر ہین جیسا کہ لوگون نے حضرت بایزید
سے پوچھا کہ کل قیامت کے روز خلائق حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے ہوگی
آپنے فرمایا کہ خداے برتر کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میرا جھنڈا حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے سے
زیادہ تر ہوگا کہ کل خلائق اور پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے میرا جیسا نہ آسمانون مین ہے اور نہ زمین مین
کوئی ایسا پاوینگے جس مین میری جیسی صفات ہون اگر ہو تو غیب مین پوشیدہ ہے کسی پر ظاہر ہے جب
کوئی ایسا ہو تبرکیہ پھر اسکو کہ سمجھتے ہین کہ یہ شخص ہے ہان اگر یہ کہہ سکتے ہین تو یون کہہ سکتے ہین کہ
اس شخص کی زبان حق ہے اور کہنے والا بھی اور اصل حق ہے اور اسی کا قول اسکا بول ہے اور وہ خود

اپنی مخلوق اور اپنی پیدا اور اپنی بہبود آور ہے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ حضرت حق تعالٰے بایزیدؒ کی زبان سے بات کہتا ہو اور اسکی وجہ بھی یہی ہو کہ فرمایا کہ میرا عظیم القدر جھنڈا کہ در حقیقت وہ حضرت جل شانہٗ کا جھنڈا ہو حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے سے زیادہ تر ہوگا اور دوسرے کہ جب کوئی اس بات کا قائل ہے کہ انی انا اللہ ایک درخت سے ظہور میں آیا تو اسکو بھی ماننا چاہیے کہ یہ کلمات کہ لوائی اعظم من لواء محمد و سبحانی ما اعظم شانی ۔ بایزیدؒ کی ذات کے درخت سے ظہور میں آسکے ۔ والسلام ۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات

بارِ خدایا کب تک میرے اور تیرے درمیان منی اور تو ئی یعنی میں ہونا اور تو ہونا رہے گا اس منی یعنی میں پنے کو درمیان سے اٹھا دیجیے تاکہ میری منی یعنی میں پن ایسا تجھ میں سما ئے کہ میں تجھ تر ہوں الٰہی جب تک میں تیرے ساتھ ہوں سب سے بیشتر ہوں اور جبکہ میں اپنے ساتھ ہوں سب سے کمتر ہوں ۔ الٰہی فقر و فاقے نے مجھکو تجھ تک پہونچایا اور تیرے ہی لطف نے پھر اسکو بھی یعنی فقر و فاقے کو زائل کر دیا ۔ بارِ خدایا مجھے زاہدی نہیں چاہیے اور قرآئی کی ضرورت نہیں اور عالم ہونے کی ہوس نہیں ہو اگر تجھے یہ منظور ہے کہ مجھے صاحبانِ خیر میں شامل کرے تو ذرا سی اپنے اسرار کی شکر کے اپنے دوستوں میں داخل کر لیجیے الٰہی میں تجھ پر ناز کرتا ہوں کیونکہ میں تیرے ہی فضل سے تجھ تک پہونچا ہوں الٰہی تیرے الہام دلوں کے خطرات پر کیسے اچھے ہیں اور تیرے روشن الہام غیب کے راستوں میں کیسے شیریں ہیں اور کیسی بزرگ وہ حالت ہو کہ جسکا کشف مخلوق پر دشوار ہے اور زبان اسکے وصف سے قاصر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عمر بھی اسی دھن میں آخر ہو تو بھی یہ قصہ آخر نہ ہوا ہے پروردگار یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہو اگر میں تجھکو دوست رکھوں کیونکہ میں بندہ ضعیف و ناتوان عاجز و محتاج ہوں ہاں البتہ تعجب کی بات ہے اگر تو مجھکو دوست رکھے کیونکہ تو خداوند ہو اور قادر ہو اور شہنشاہ ہے اور بے پروا ۔ الٰہی پہلے میں تجھ سے ڈرتا تھا اور اب میں تجھسے خوش ہوں اور کیوں خوش نہوں کہ بھوت ہو رہا ہوں بارِ خدایا بایزیدؒ ستر بار تیری بزرگ بارگاہ کی قربت سے مشرف ہوا

جبکہ لیا ایک زنار پہنا اور پھر اسکو کاٹا اور جب عمر اسکی آخر ہوئی محراب عبادت میں بیٹھا اور زنار باندھا اور پوستین الٹ کر پہنا اور ٹوپی الٹ کر سر پر دھری۔ الٰہی میں تمام عمر کی ریاضت کا اظہار نہیں کرتا ہوں اور راز شبینہ پیش نہیں کرتا ہوں اور روزے تمام عمر کے یاد نہیں لاتا ہوں قرآن کے ختم گنتی نہیں گنواتا ہوں ذکر اور مناجات کے اوقات کو بیان نہیں کرتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ میں ان کاموں کی طرف کچھ بھی نظر اعتبار سے نہیں دیکھتا ہوں لیکن یہ جو میں ان سب کا ذکر کرتا ہوں وہ اسلیے کرتا ہوں کہ مجھکو ان کاموں پر فخر اور اعتماد ہے بلکہ صرف اسلیے کرتا ہوں کہ میں اپنے کیے سے نہایت شرمندہ ہوں اور یہ سب تیرا فضل ہے کہ تو نے مجھکو ایسا خلعت عطا فرمایا ہے کہ میں اپنے آپ کو ایسا دیکھتا ہوں ورنہ میرے جملہ کاروبار ہیچ و ناچیز ہیں الٰہی اب ایسا خیال فرمائیے کہ میں وہی ایک ناچیز گبر کافر ہوں کہ جسکی عمر کے ستر برس آتش پرستی میں گذرے اور جوان سے بوڑھا ہو گیا ضلالت اور گمراہی ہی میں اب گویا کہ وہ جنگل سے آیا ہے تنگری تنگری کہتا ہوا اللہ اللہ کرنا سیکھتا ہے اور زنار کاٹتا ہے اور اسلام کے حلقے میں داخل ہوتا ہے آمادہ ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھے الٰہی تیرا کام سب اسباب سے پاک ہے اور تیری قبولیت کے واسطے عبادت کی حاجت نہیں اور تیرے حضور میں یہ بات بھی نہیں کہ گنہگار گناہوں کے سبب سے مردود ہی کر دیا جائے بلکہ جسکو تو چاہے باوجود گناہوں کے انبار کے بخش دیوے اور اپنی حضوری میں حاضر کرے الٰہی میں نے جو کام کیے انکو بڑا قیمتی سمجھا اور در حقیقت کچھ بھی نہیں ہیں کہ تیرے بیان پسند کے قابل ہوں پس تو معافی کا خط ان کاروبار پر کہ تیری درگاہ کے لائق نہیں ہیں کھینچ دے اور گناہوں کی گرد مجھ سے دور فرما دے تاکہ میری بندگی تیری درگاہ کے لائق ٹھہرے۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید شروع میں اللہ اللہ بہت کہا کرتے تھے جبکہ آپ کو سکرات موت تھی اسوقت بھی آپ اللہ اللہ فرمانے لگے اور پھر کہا کہ یارب میں نے کبھی تیری یاد نہیں کی مگر غفلت سے اور اب کہ جان پرواز میں ہے اور میں تیری عبادت سے غافل ہوں نہیں جانتا ہوں کہ حضوری کب حاصل ہوئے کلمات آپ کی زبان ہی پر تھے کہ جان حق تسلیم کر کے واصل بحق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جس رات کو آپ نے رحلت فرمائی ابو موسیٰ غیر حاضر تھے یعنی آپ کے پاس موجود نہ تھے ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا

کہ میں عرش کو سر پر اٹھائے لیے جا رہا ہوں میں تعجب میں رہا اور صبح کو روانہ ہوا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے
جا کر اسکی تعبیر پوچھوں یہاں آکر معلوم ہوا کہ حضرت بایزیدؒ نے رات کو وفات پائی اور بہت لوگ
ہر جا بطرف سے اکٹھا ہو گئے ہیں جب آپ کا جنازہ اٹھایا تو میں نے بہت کوشش کی کہ میں بھی آپکے جنازے کا
ایک پایہ پکڑوں لیکن میری باری نہیں آتی تھی میں بہت بیقرار ہوا آخرکار میں جنازے کے نیچے گھس کر اپنے
سر پر اٹھا لیا اور میں اس خواب کو بھول گیا تھا جسے کیا دیکھا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے
ابو موسیٰ یہی تیری رات کے خواب کی تعبیر ہے کہ تو عرش کو سر پر اٹھائے تھا وہ یہ بایزید کا جنازہ ہی ہے۔
نقل ہے کہ ایک مرید نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حضرت آپ نے منکر نکیر کے
سوال سے کیونکر خلاصی پائی آپ نے فرمایا کہ جب ان عزیزوں نے سوال کیا تو میں نے یہ کہا کہ تمہارا اس سوال
سے مقصد پورا نہ ہوگا کیونکہ اگر میں کہونگا کہ میرا خدا وہ ہے تو یہ میری بات ہیچ و پوچ ہوگی ہاں البتہ یہ ہوسکتا ہے
کہ تم واپس جاؤ اور حق تعالیٰ سے پوچھو کہ میں اسکا کون ہوں جو کچھ حق جل شانہٗ فرماویں وہ بالکل حق
و راست ہے اور اگر میں سو بار کہوں کہ وہ میرا خدا ہے تو بیفائدہ ہے اگر وہ مجھے اپنا بندہ نہ جانے۔ ایک
بزرگ نے حضرت بایزیدؒ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حضرت حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے
فرمایا کہ مجھ سے پوچھا کہ اے بایزید تو کیا لایا ہے میں نے کہا بار خدایا میں ایسی کوئی چیز نہیں لایا ہوں کہ
تیری حضرت عزاسمہٗ کے قابل ہو ہاں البتہ یہ ایک چیز لایا ہوں کہ میں نے تیرا کسیکو شریک نہیں گردانا
حضرت حق تعالیٰ سبحانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ لا لیلۃ اللبن یعنی اس رات کو کہ تو نے دودھ پیا شرک نہ تھا
ان بزرگ نے کہا اے حضرت میں اسکا مطلب سمجھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات دودھ پیا تھا میرے
پیٹ میں درد ہوا میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ میں نے دودھ پیا اس وجہ سے پیٹ میں درد ہوا حضرت
حق تعالیٰ نے اسقدر مجھ پر عتاب فرمایا یعنی کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا اور کسیکو بھی کسی کام میں دخل ہے
ہرگز نہیں۔ نقل ہے کہ جب حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کر چکے تو والدہ علی احمد کی جو
احمد خضرویہؒ کی بیوی تھیں حضرت بایزیدؒ کی قبر کی زیارت کو آئیں جب زیارت سے فارغ ہوئیں تو فرمانے لگیں
کہ تم جانتے ہو کہ شیخ بایزیدؒ کون تھے لوگوں نے کہا کہ آپ بہتر جانتی ہیں انھوں نے فرمایا

کہ میں ایک رات خانہ کعبہ کے طواف میں تھی میں تھوڑی دیر بیٹھ گئی اور سو گئی میں نے ایسا دیکھا کہ مجھ کو آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ میں عرش کے نیچے تک پہونچی میں نے دیکھا کہ عرش کے نیچے ایک بڑا لمبا چوڑا بیابان ہے اور تمامی گل اور ریحان سے پر ہے اور سب سے عجیب و غریب یہ دیکھا کہ ہر پھول کی پتی اور پنکھڑی پر لکھا تھا کہ بایزید ولی اللہ ہے نقل ہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت کیجیے آپ نے ایک شعر عربی میں پڑھا جسکے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایک بڑے گہرے اور بے نہایت سمندر میں ہیں اور کشتی اس سے بہت دور ہے تم اپنی کوشش کرو کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اور اس بیچارے تن کو اس دریا سے چھڑا دے۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا آسایش کا دروازہ اپنے اوپر بند کرنا اور محنت کے زانو کے پیچھے بیٹھنا جب شیخ بوسعید ابو الخیر حضرت بایزید کی زیارت کو آئے تو تھوڑی دیر ٹھہرے اور جب واپس جانے لگے تو یہ کہا کہ یہ ایسی جگہ ہے کہ جسنے کوئی چیز جہان میں گم کی ہو یہاں آکر ڈھونڈھ لیوے۔ نقل کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے چوہتر برس کی عمر میں اس جہان فانی سے سنہ ۲۳۴ ہجری نبوی میں رحلت فرمائی اور واصل بحق ہوئے

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ زمانے کے دین و ایمان کے ستون وہ شریعت اور طریقت کے پیشوا وہ حقیقت کے ذو الجہادین وہ امیر اقلیم و بلاد حضرت شیخ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکو علما نے شہنشاہ کہا ہے علم اور شجاعت میں ثانی نہ رکھتے تھے اور طریقت میں محتشم اور صاحبان شریعت میں محترم تھے اور فنون علم میں احوال عجیبہ و غریبہ رکھتے تھے اور بڑے بڑے مشائخ کے صحبت یافتہ تھے اور مقبول جملہ تھے اور انکی تصانیف بہت ہیں اور مشہور ہیں اور انکی کرامتیں لوگوں کی زبانوں پر جاری ہیں نقل ہے کہ ایکروز عبد اللہ بن مبارک رح آرہے تھے سفیان ثوری رح نے کہا تعال یا رجل المشرق فضیل رح حاضر تھے کہنے لگے والمغرب وما بینہما یہاں سے مقولہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس شخص کی فضیل رح بزرگی و ثنا و صفت کریں اسکی

تعریف بھلا ہم کیا کرسکتے ہیں۔ اور آپ کی توبہ کا آغاز یوں ہوا ہے کہ آپ ایک کنیز کے پر عاشق ہو گئے اور اسکا
عشق ایسا پیدا ہوا کہ ہر دم بیقرار رہنے لگے ایکبار جاڑے کے موسم میں ایک رات اسکی دیوار کے نیچے صبح تک
کھڑے رہے اور اسکی انتظاری میں تمام رات کی برف اپنے اوپر لی جب صبح کی اذان ہوئی تو آپنے خیال
کیا کہ عشا کی اذان ہے جب روز روشن ہوا تو آپنے اپنے دل میں کہا کہ اے لو یہ تو دن نکل آیا آج میں ساری
رات اُس محبوبہ ہی کے خیال میں ڈوبا رہا اور انتظار ہی میں شام سے صبح کر دی یہ کہنے کے بعد آپنے
پھر اپنے دل میں یہ کہا کہ اے مبارک کے بیٹے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسی مبارک رات کو خواہش نفسانی کی
لذت کے خیال میں کھڑے کھڑے دن کیا اگر تو امام صاحب کے پیچھے نماز میں ہوتا اور وہ امام لمبی سورۃ پڑھتا
اور تو کھڑے رہ کر سنتا تو کیسا اچھا ہوتا اور اگر محبت الٰہی میں تو اس رات آپ کو ایسا انتظار رکھتا تو کیا
پاتا بس یہ خیال کرنا ہی تھا کہ حق تعالیٰ کے عشق و محبت کا درد آپکے دل میں پیدا ہوا آپنے اُسیوقت
توبہ کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور پھر تو ایسی عبادت اور ریاضت کی اور اس درجے کو
پہنچے کہ ایکروز آپ کی والدہ شریفہ باغ میں تشریف لیگئیں آپ کو دیکھا کہ ایک گلاب درخت کے نیچے غفلت میں
پڑے ہیں اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں لیکر مگس رانی کر رہا ہے نقل ہے کہ آپ دراصل باشندے مرو کے
تھے آپنے اکثر مقامات مشہورہ کی سیر و سیاحت کی چنانچہ مدت تک بغداد شریف میں بڑے بڑے مشائخ کی
صحبت میں رہے اور پھر مکہ معظمہ میں تشریف لیگئے اور مدت تک وہاں مجاوری کی اور پھر واپس مرو کو آئے
اور اہل مرو سے آپ کا بہت ربط ضبط پیدا ہوا اور بہت لوگ آپکے معتقد ہو گئے اور اُس زمانے میں دو فریق تھے
کہ ایک فریق کو فقہا اور دوسرے کو محدث اور راویان اخبار کہتے تھے لیکن آپ کا برتاؤ دونوں جماعتوں کے
ساتھ ایسا تھا کہ آپ کو دونوں فریق مانتے تھے اور آپکو رضی الفریقین کہتے تھے اور جس مسئلے پر کہ دونوں فریق
میں کسی قسم کی بحث و تکرار ہوتی تھی اسکو آپکے سامنے پیش کرتے تھے اور جیسا کہ آپ فرماتے تھے اُسکے موافق فیصلہ
کرتے تھے پھر آپنے وہاں دو رباط بنائے ایک اہل حدیث کے واسطے اور ایک اہل رائے کے واسطے۔ پھر آپ
مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہیں بود و باش اختیار کی۔ نقل ہے کہ آپ ایک سال حج کو جاتے اور
ایک سال جہاد کو اور ایک سال تجارت کرتے اور جو کچھ کہ نفع حاصل ہوتا وہ سب مستحقوں کو تقسیم کرتے

اور مُردوں کو چھوارے دیتے اور گٹھلیاں گنتے اور جو شخص کہ سب سے زیادہ کھاتا اُسکو اُسکی گٹھلیوں کی تعداد کے موافق درم دیتے۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ کا ایک بد خو سے سابقہ تھا اب آپ اُس سے جُدا ہوئے تو روئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ بیچارہ مجھ سے جُدا ہوا اور حالیکہ اُسکی بدخلقی اُس سے جُدا نہ ہوئی تھی۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ ایک اونٹ پر سوار مکہ معظمہ کے بیابان میں تشریف لیجا رہے تھے ایک درویش بھی آپکے ہمراہ ہو لیا آپ نے فرمایا کہ اے درویش ہم لوگ تو دولتمند ہیں اور بلائے ہوئے ہیں تم ہمارے ساتھ کہاں جاتے ہو کہ طفیلی ہو درویش نے جواب دیا کہ جب میزبان کریم ہوتا ہے تو طفیلی کی مہمان سے بھی زیادہ خاطرداری کرتا ہے اگر تمکو اپنے گھر بلایا ہے تو ہمکو اپنے پاس بلایا ہے آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ دیکھو ہم دولتمند ہیں تو قرض مانگتا ہے درویش نے کہا کہ ہاں وہ قرض ہمارے ہی لیے مانگتا ہے یہ جواب پاکر آپ بہت شرمندہ ہوئے اور کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ نقل ہے کہ آپ کا تقوی اس درجہ کا تھا کہ ایکبار آپ ایک منزل پر اُترے اور آپ کی سواری میں ایک قیمتی گھوڑا تھا آپ نماز میں مشغول ہوئے اور آپ کا وہ گھوڑا ایک شخص کے کھیت میں چلا گیا جب آپ نے نماز سے فارغ ہو کر یہ حالت دیکھی تو گھوڑے کو وہیں چھوڑا اور پیدل روانہ ہوئے۔ ایکمرتبہ آپ مرو سے شام گئے صرف اسلیے کہ آپ نے کسی سے قلم مانگ کر لیا تھا اور پھر اُسکو دینا بھول گئے تھے تاکہ اُسکا قلم اُسکو واپس کریں۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ راہ میں گذرتے تھے لوگوں نے ایک اندھے سے کہا کہ عبداللہ بن مبارکؒ آرہے ہیں تجھے جس چیز کی ضرورت ہو اُنسے طلب کر اندھے نے سنکر یہ کہا کہ اے عبداللہ ذرا ٹھہر آپ کھڑے ہوگئے اُس اندھے نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ حق تعالیٰ میری آنکھیں پھر مجکو عطا کرے آپ نے سر آگے جھکا لیا اور دُعا کی فی الفور وہ اندھا بینا ہو گیا۔ نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک بیابان میں تھا کہ حج کا زمانہ آگیا میں نہایت بیقرار ہوا کہ کسطرح آپ کو وہاں پہونچاؤں آخرکار میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں یہاں تو نہیں پہونچ سکتا خیر وہ اعمال ہی عمل میں لاؤں کہ جنکی بدولت اسی جگہ حج کا ثواب حاصل کروں مجھے ناخن نکرواؤں اور بال منڈاؤں میں اسی شش و پنج میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کبڑی بڑھیا لکڑی ٹیکتی چلی آتی ہے جب میرے پاس آئی تو مجھ سے کہا اے عبداللہ شاید تو حج کی آرزو رکھتا ہے

میں نے کہا ہاں نہایت آزردہ ہوں پھر کہنے لگی کہ مجھے میرے خدا نے اسلئے بھیجا ہے کہ تو میرے ساتھ چلا آ تاکہ میں تجھکو عرفات میں
پہونچا دوں حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سُنکر اپنے دل میں کہا کہ اب تو صرف تین روز اور باقی رہے ہیں بھلا یہ
مجھکو عرفات تک کیسے پہونچا سکتی ہے اُس بڑھیا نے کہا کہ جسنے صبح کی نماز کی سنتیں بخارا میں پڑھی ہوں اور فرض
جیحون کے کنارے پر اور نماز اشراق شہر مرو میں تو اسکے ساتھ ہمراہی کر سکتا ہے میں نے کہا بسم اللہ اور ہم دونوں روانہ
ہوئے اور راہ میں ہمکو ایسا ایسا گہرا پانی کہ جسمیں کشتی میں سوار ہو کر بھی گذرنا دشوار تھا ملا اور ہم اُس کے
باآسانی عبور کر گئے جبکہ پانی کے کنارے پہونچتے وہ بڑھیا مجھسے کہتی کہ آنکھیں بند کر لے جب میں آنکھیں بند کر لیتا
تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا کمر کمر پانی میں چل رہا ہوں یہانتک کہ مجھکو عرفات میں پہونچا دیا جب ہم حج ادا
کر چکے اور طواف و سعی اور عمرہ سے فارغ ہوئے اور رخصتی طواف بجا لائے تو اُس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ میرا
ایک بیٹا ہے کہ جسکو عرصہ ہو گیا ایک غار میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہے تاکہ اُسکو دیکھیں میں اُسکے ہمراہ
وہاں گیا میں نے دیکھا کہ ایک جوان زرد رو اور ضعیف و ناتوان اور نورانی شکل کا وہاں موجود ہے جونہی کہ اُسنے
اپنی ماں کو دیکھا اُسکے قدموں پر گر پڑا اور اپنا منھ اُسکے تلووں پر ملا اور کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ اپنی آپ سے
نہیں آئی ہیں بلکہ خدای تعالی نے آپکو بھیجا ہے تاکہ میری تجہیز و تکفین کریں کیونکہ میرے مرنے کا وقت قریب ہے
اُس بڑھیا نے مجھسے کہا کہ ای عبد اللہ تو یہاں قیام کر تاکہ اس میرے بیٹے کو دفن کریں کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اُس
جوان نے وفات کی اور ہم نے اُسکو دفن کیا اسکے بعد اُس بڑھیا نے کہا کہ مجھے کوئی کام نہیں ہے اب
میں اپنی باقی عمر اُسکی قبر پر بیٹھونگی وداع ای عبد اللہ اب تو جا اور دوسرے سال کہ تو آئیگا مجھکو تو نہ پائے گا
لیکن دعاء خیر سے محروم نہ کیجیو۔ نقل ہے کہ ایکسال حضرت عبد اللہ حج سے فارغ ہو کر خانۂ کعبہ میں ذرا کی ذرا
سو گئے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کسقدر لوگ حج کو
کیواسطے آئے ہیں اُس دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ پھر اُسنے کہا کہ حج کتنے لوگوں کا مقبول ہوا اُسنے
کہا کہ اُن میں سے کسیکا بھی مقبول نہیں ہوا حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سُنا تو بڑی بیقراری میرے
دل میں پیدا ہوئی اور میں نے کہا کہ یہ اسقدر خلائق جہان کی ہر چہار طرف سے اتنی رنج اور تکلیف جھیل کر اور
دور دور دراز راستے کو طے کر کے آئی اور بڑے بڑے بیابان طے کیے انکی یہ سب محنت اکارت گئی

پھر اس فرشتے نے کہا کہ دمشق مین ایک موچی ہے کہ جسکا نام علی بن الموفق ہے اور وہ حالانکہ حج کو نہین گیا
لیکن اسکا حج مقبول ہوا ہے اور ان سب لوگون کو حق تعالیٰ نے اُسکے طفیل مین بخشدیا جب یہ سُنا تو میری آنکھ
کھل گئی اور مینے کہا کہ اب دمشق کیطرف چلنا چاہیے اور اس شخص کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیے جب مین دمشق مین
پہونچا اور اسکا گھر تلاش کرکے آواز دی تو ایک شخص نکلا مینے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا کہ علی بن الموفق ہے مینے کہا
کہ مجھے آپ سے کچھ بات کہنا ہے اُسنے کہا فرمائیے مینے کہا کہ آپ کیا کام کرتے ہین اُسنے کہا کہ مین جوتیون مین پیوند
لگاتا ہون پھر مینے یہ واقعہ اُنسے بیان کیا آپنے کہا کہ تمھارا نام کیا ہے مینے کہا عبداللہ بن المبارک اُسنے یہ سُنکر
ایک چیخ ماری اور گر پڑا اور بیہوش ہوگیا جب افاقہ ہوا تو مینے کہا کہ مجھے آپ اپنے عمل پر آگاہی بخشئے آپنے کہا کہ
تیس برس سے مجھے آرزو حج کی تھی اور مینے جوتیون مین پیوند ٹانک ٹانک کر تین سو درم جمع کیے اور مینے اس
سال ارادہ کیا کہ حج کو جاؤن ایک دن کا ذکر ہے کہ میری بیوی کہ حاملہ تھی مجھسے کہا کہ ہمسایہ کے گھر سے
کھانے کی بو آرہی ہے تو جاکر تھوڑا سا کھانا اُس سے میرے واسطے مانگ لائیے گیا ہمسایہ نے کہا کہ بھائی یہ کھانا
تمھارے لائق نہین ہے کہ آج سات روز سے ہمنے اور ہمارے بچون نے کچھ نہین کھایا ہے ایک مُردہ گدھا مجھکو ملگیا مین
تھوڑا سا اُس سے کاٹ لایا ہون اور اُسی کو پکایا ہے جون ہی کہ مینے یہ سُنا میرے سر سے لیکر قدمون تک ایک
آگ لگ گئی اور مین دوڑا گیا اور وہ تین سو درم لاکر اُسکو دیدیے اور کہا کہ تو اسکو اپنے بال بچون مین
خرچ کرو کہ ہمارا حج یہی ہے حضرت عبداللہؒ نے یہ سُنکر کہا صدق الملک فی الرؤیا صدق الملک فی الحکم
والقضا ۔ نقل ہے کہ حضرت عبداللہؒ کا ایک غلام مکاتب تھا ایک شخص نے حضرت عبداللہؒ سے کہا
کہ یہ آپکا غلام کفن چور ہے اور کفن چُرا چُرا کر بیچتا ہے اور اسکی قیمت لاکر آپکو دیتا ہے حضرت
عبداللہؒ یہ سُنکر غمگین ہوے ایک رات اُسکے پیچھے پیچھے گئے جبکہ وہ غلام قبرستان مین پہونچا تو اُسنے
ایک قبر کو کھولا اور اُسمین ایک محراب تھی وہان نماز کے لیے استادہ ہوا حضرت عبداللہؒ پہلے تو دُور
سے اسکو دیکھتے رہے پھر چپکے دبے پاؤن قریب جاکر دیکھا کہ وہ غلام ایک ٹاٹ کا لباس پہنے اور
ایک طوق گردن مین ڈالے زمین پر سر رگڑ رہا ہے اور رو رہا ہے حضرت عبداللہؒ یہ حال دیکھکر
چپکے پلٹ آئے اور ایک کونے مین بیٹھکر رونے لگے اور صبح تک وہان چھپے بیٹھے رہے اور غلام

صبح تک اُس قبر کے اندر نماز میں مشغول رہا جب صبح قریب ہوئی تو وہ غلام اُس قبر سے باہر نکلا اور قبر کے
سر کو ڈھانک دیا اور مسجد میں گیا اور صبح کی نماز ادا کی اور کہا الٰہی اب دن ہوا اور میرا جو مجازی مالک ہے
وہ مجھ سے درم مانگے گا مفلس کو روزی اور پونجی دینے والا تو ہی ہے عطا فرما جہان سے کہ تو مناسب سمجھے-
فی الفور ایک نور ہوا سے ظاہر ہوا اور درم بھرا چاندی کی صورت بنکر غلام کے ہاتھ پر نمود ہوا حضرت
عبداللہ کو یہ حال معائنہ کرنے کے بعد طاقت نہ رہی اٹھ کھڑے ہوے اور غلام کا سر گود میں لے لیا اور
بار بار چومتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے غلام پر ہزار مجھ ایسے خواجہ کی جان قربان ہوں کاش کہ خواجہ تو ہوتا
اور میں غلام ہوتا- غلام نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا الٰہی میرا پردہ فاش ہوگیا اور میرا راز کھل گیا اب
دنیا میں میرے آرام کی کوئی صورت نہ رہی اے خدا اپنی بزرگی اور عزت کا صدقہ کہ مجھکو اس دنیا کا
مفتون نہ کیجیو اب اپنے فضل سے مجھکو اٹھا لے ابھی تک سر اُسکا حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی
گود میں تھا کہ جان بحق تسلیم ہوا حضرت عبداللہؒ نے اُسکو اُسی ٹاٹ میں کہ پہنے تھا
لپیٹ کر اُسی قبر میں دفن کیا اُسی رات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہر ایک صاحب اُنمیں سے ایک
براق برق رفتار پر سوار ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عبداللہ تو نے کسواسطے ہمارے دوست اور
حضرت حق تعالیٰ کے محبوب کو ٹاٹ سمیت دفن کیا- نقل ہے کہ ایک روز حضرت عبداللہؒ بڑے بڑے
جھنڈوں اور کر و فر کے ساتھ مسجد سے نکلکر جا رہے تھے ایک سیدزادہ نے کہا اے ہندو زادہ یہ کیا
معاملہ ہے کہ میں فرزند رسولؐ ہوں دن بھر محنت و مزدوری کرتا ہوں تب کہیں روزی پاتا ہوں
اور تو اس شان و شوکت کے ساتھ رہتا ہے حضرت عبداللہؒ نے جواب دیا کہ میں وہ کام کرتا ہوں کہ
آپکے جناب دادا بزرگوار نے کیا ہے اور جسکے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور آپ اُنکے اقوال و افعال پر عمل
نہیں کرتے ہو اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہؒ نے یہ جواب دیا کہ اے سیدزادے آپ درست
فرماتے ہیں آپکے بھی ایک باپ تھے اور میرے بھی ایک باپ- آپکے باپ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم تھے اور میرا باپ ایک گمراہ اور بے راہ شخص تھا آپکے والد ماجد سے علم میراث رہی

اور بیٹے اسی میراث کو واصل کیا اور خرچ ہوا اور بیٹی رہا بیٹے کہ اچھی میراث ہے اور اسکو آپ نے اختیار کیا اور
وصل ہوا اسی رات کو حضرت عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ناراض ہیں اور پوچھا
یا رسول اللہ باعث برہمی کا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اور میرے بیٹے پر عیب گیری کرے حضرت عبداللہ جاگ اٹھے اور
اُن سیدزادہ کی تلاش کیا تاکہ معذرت کریں اُن سیدزادہ نے اسی رات کو خواب میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
دیکھا اور آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تو دیکھا ہوتا کہ جیسا کہ تجھکو ہونا چاہئے تو وہ کلمہ تجھکو نہ کہہ سکتا وہ سیدزادہ جب
بیدار ہوئے تو ارادہ کیا کہ حضرت عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ عذر چاہیں غرض دونوں راہ میں باہم
ملاقی ہوئے اور رات اپنے خواب جو بیان کیا اور توبہ کی نقل ہے کہ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ
ابن مبارک کے پاس آتے تھے ایک دن جب سہل بن عبداللہ باہر آئے تو یہ کہا کہ میں آج سے آپ کے درس میں حاضر
نہ ہونگا کیونکہ آج آپ کی لونڈیاں کوٹھے پر آئیں اور مجھکو اپنے پاس بلانے لگیں اے سہل اے سہل مجھکو
بہت ناگوار معلوم ہوا آپ انکو تنبیہ و تادیب کیوں نہیں فرماتے ہیں کہ اسطرح بے ادبی کرتی ہیں حضرت
عبداللہ نے سنکر کہا کہ اے دوستو آؤ تاکہ ہم سب ملکر سہل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز پڑھیں اسی دم سہل نے وفات
کی اور سب نے انکے جنازے کی نماز پڑھی پھر پوچھا کہ اے حضرت آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ وہ حوریں
تھیں کہ اسکو بلاتی تھیں اور میرے گھر میں تو کوئی لونڈی نہیں ہے نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا عجائب دیکھے آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک راہب کو دیکھا جو
مجاہدہ کرتے کرتے بہت کمزور و ناتوان ہوگیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خدا کا راستہ کس قدر لمبا ہے اور وہ
کیا چیز ہے اس نے جواب میں کہا کہ تو جب خدا کو جانتا ہے تو اسکا راستہ بھی ضرور جانتا ہوگا اور مجھکو تعجب ہے
کہ باوجود اسکے نہ جاننے اور نہ پہچاننے کے میرا اسکی پرستش کرتے کرتے یہ حال ہوگیا کہ ہڈیوں پر
صرف چمڑا باقی ہے اور تم اپنے آپ کو عارف بتاتے ہو اور تم میں اسکا خوف مطلق
نہیں پایا جاتا حالانکہ یہ امر بالکل خلاف و برعکس ہے کیونکہ معرفت کا اقتضا یہ ہے کہ خوف دائم
اور کفر کا اقتضا یہ ہے کہ جہل و نادانی ہو حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھکو اس راہب کی
یہ بات بڑی عبرت دہ ہوئی اور بہت سے ان کاموں سے کہ جو کرنے کے لائق نہ تھے اسکی

نصیحت نے مجھکو باز رکھا۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ مین ایکبار روم کے ایک علاقہ مین تھا ایک روز مینے
دیکھا کہ ایک جگہ بہت لوگ جمع ہین وہان مین گیا کہ دیکھون کیا ہے مینے ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ پانون بندھا
ایک شکنجی مین کھنچا ہے اور ایک شخص اسکو مار رہا ہے اور دوسرے لوگ یہ کہتے ہین کہ خوب مار اگر لیکی کریگا تو دیکھیہ
ہراپنی تجھے سے سمجھ لیگا اور وہ بیچارہ باوجود اس مار پیٹ کے اُف بھی نہین کرتا ہے مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا مینے پوچھا
کہ اسکی وجہ کیا ہے کہ تجھپر اسقدر مار پڑ رہی ہے اور تو آہ بھی نہین کرتا ہے آسنے کہا کہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے
اور وہ یہ ہے کہ ہمارے یہان دستور ہے کہ جب تک گناہ سے پاک نہو جاوین نام بڑے بُت کا نہین لیتے ہین مینے گناہ کی
حالت مین بڑے بُت کا نام لیلیا اُسکی یہی وجہ سے اس عذاب مین گرفتار ہوا ہون حضرت عبد اللہ نے یہ سنکر کہا
کہ شکر ہے اُس خدا قدوس کا کہ ہمکو ایسا مذہب عطا فرمایا کہ جسمین اگر گنہگار اُسکا نام لیوے تو گناہون سے پاک ہو جاوے
اور جبکہ اُسکو پہچان جاوے جیسے کہ اُسکی پہچاننے کا حق ہے خاموش و زبان بستہ ہو جاوے جیسا کہ وارد ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ
کَلَّ لِسَانُہٗ۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ ایکبار جہاد کو گئے جبکہ ایک کافر کے مقابلے مین تھے وقت نماز کا آگیا
آپنے کافر سے مہلت مانگی کہ نماز ادا کی جبکہ کافر کی پرستش کا وقت آیا تو اُسنے بھی آپ سے مہلت مانگی اور بُت کیطرف
متوجہ ہوا حضرت عبد اللہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر چاہا کہ تلوار کھینچکر اُسکو قتل کر ڈالین آپ جبکہ تلوار گھسیٹے
اُس کافر کے سر پر پہونچے تو آپنے ایک آواز سُنی کہ اے عبد اللہ دیکھ اس آیت کا خیال کر وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْئُوْلًا قیامت کے روز ضرور وفاے عہد کی پرسش ہوگی حضرت عبد اللہ یہ سنکر رونے لگے اُس کافر نے جو سر اُٹھایا تو کیا
دیکھتا ہے کہ عبد اللہ تلوار گھسیٹے رو رہے ہین پوچھا کہ کیون روتے ہو آپنے ماجرا بیان کیا کہ تیرے واسطے مجھپر
یہ عتاب و خطاب ہوا اُس کافر نے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور کہا کہ بڑی ناجوانمردی ہے کہ ایسے مالک اور آقا اور
خالق اور خداوند سے باغی اور طاغی رہنا کہ جو دشمنون کے واسطے دوستون پر خفا ہو پھر اُسیوقت مسلمان
ہوگیا اور حلقہ اسلام مین داخل ہوا۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ مینے ایکبار مکہ معظمہ مین
دیکھا کہ ایک جوان صاحب جمال خانہ کعبہ مین داخل ہونا چاہتا تھا کہ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا مین اُسکے
پاس گیا فی الفور اُسنے کلمہ شہادت پڑھا اور خدا اور رسول اور اُنکے احکام پر ایمان لایا مینے
اُس سے پوچھا کہ اے جوان تجھے کیا ہوگیا تھا کہ تو اسطرح گر پڑا اُسنے کہا کہ مین آتش پرست تھا

اور چاہتا تھا کہ جیسی بہتر ہو آپ کو خانۂ کعبہ میں داخل کردوں تاکہ کعبۃ اللہ کے جمال سے مشرف ہوں لیکن جوں ہی بہ قصد داخل ہونیکا کیا ایک ہاتف نے غیب سے آواز دی کہ تو یہ امر کیونکر جائز رکھتا ہے کہ ایسے دل سے جو دوست کی دشمنی سے بھرا ہو دوست کے گھر میں داخل ہووے نقل ہے کہ ایکبار سخت جاڑا تھا اور حضرت عبد اللہ غنیا ہو کے بازار میں تشریف لیے جاتے تھے آپ نے ایک غلام کو دیکھا جو صرف ایک کرتا پہنے تھا اور سردی کے سبب سے کانپ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اپنے آقا سے کیوں نہیں کہتا تاکہ تجھکو ایک پوستین خرید دیوے اُسنے کہا میں اُس سے کیا کہوں کہ وہ خود دیکھتا ہے اور میرے حال سے خوب واقف ہے حضرت عبد اللہؒ یہ بات سنکر ذوق و شوق سے بھر گئے اور ایک نعرہ مارا اور گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ طریقت اس غلام سے سیکھو نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہؒ ایک مصیبت میں مبتلا ہوئے لوگ آپکے پاس تعزیت کو گئے کہ بڑی بھی گئی اور حضرت عبد اللہؒ نے کہا کہ عقلمند وہی ہے کہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہووے تو پہلے روز وہ کرے کہ جاہل تین روز کے بعد کریگا حضرت عبد اللہؒ نے فرمایا کہ اس بات کو لکھ کر حکمت ہے نقل ہے کہ لوگوں نے حضرت عبد اللہؒ سے پوچھا کہ کونسی خصلت آدمی میں زیادہ نفع دینے والی ہے آپ نے فرمایا کہ عقل کامل لوگوں نے کہا کہ اگر نہو تو فرمایا کہ حسن ادب لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہو تو آپ نے فرمایا کہ مہربان بھائی کہ اُسکے ساتھ صلاح و مشورہ کرے کہا اگر یہ بھی نہو تو آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ خاموش رہے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نکر سکے آپ نے فرمایا کہ تو پھر اُسکے واسطے مرگ مفاجات بہتر ہے اور فرمایا کہ جو شخص کہ ادب کو ایک یوں ہی سرسری چیز خیال کرتا ہے اُسکی سنتوں میں نقصان و خلل راہ پاتا ہے اور وہ خلل اُسکو فرائض سے بے نصیب کرتا ہے اور جو کہ فرائض سے محروم رہا خدا کی معرفت سے محروم رہا اب تم جانتے ہو کہ اُسکا حال کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ حب دنیا کے درویشوں کا حال یہ تو اب آپ فرمایئے کہ خدا کے درویشوں کا حال کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کے درویشوں کا دل ہمیشہ اُسکی طلب میں رہتا ہے کیونکہ جو کوئی کہ اپنے حال میں قانع رہا وہ بے طلب رہا اور فرمایا کہ ہم بہت علم سے تھوڑے ادب کے زیادہ محتاج ہیں اور فرمایا کہ تم ادب کو تلاش کرتے ہو جبکہ ادیب لوگ چلے گئے اور فرمایا کہ بزرگان دین نے ادب کے بارے میں بہت کچھ فرمایا ہے اور میرے نزدیک

اپنے نفس کا پہچاننا ادب ہے۔ اور فرمایا کہ اس چیز سے سخاوت کرنا کہ لوگونکے ہاتھ میں ہے افضل ہے اس چیز کے سخاوت کرنے سے کہ تیرے ہاتھ میں ہو اور فرمایا کہ مین ایکدرم قرض حسنہ دینا ہزار درم صدقہ کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ جو کوئی ایک کوڑی بھی مال حرام کی لیوے وہ متوکل نہین ہے اور فرمایا کہ توکل وہ نہین ہی کہ جسکو تو اپنے نفس سے توکل سمجھے بلکہ توکل وہ ہی کہ جسکو خدای عزوجل تجھسے توکل جانے۔ اور فرمایا کہ توکل مانع کسب نہین بلکہ یہ دونون عبادت ہین اور فرمایا کہ اگر کوئی زیادہ کسب کرے اس خیال سے کہ شاید اگر بیمار ہوجاوے تو بیماری مین خرچ کرے یا مرجاوے تو تجہیز و تکفین مین صرف ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور فرمایا کہ آدمی مین کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جسکے حصول مین ذلت نہ اٹھائی ہو اور فرمایا کہ وہ مروت کہ جس سے کسیکا دل خوش ہووے دینے کی مروت سے بہتر ہے اور فرمایا کہ پرہیزگاری کرنا گویا کہ خدای تعالی کی پناہ مین آنا اور درویشی سے دوستی کرنا ہووے۔ اور فرمایا کہ جسنے کہ عبادت کا ذائقہ نہین چکھا اسکو کبھی ذوق و شوق الٰہی حاصل نہوگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص کہ بال بچون والا ہی اور اپنی اولاد کو نیک باتین سکھاتا اور نیک راہ پر لگاتا ہی اور راتون کو سوتے سے اٹھکر اپنے بال بچون کو برہنہ اور کھلا پاکر انکو کپڑا اڑھاتا ہی اسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہے اور فرمایا کہ جس شخص کی دنیا کے لوگ عزت و قدر بہت کرتے ہین اسکو چاہیے کہ اپنے دل مین آپ کو بہت ہی ناچیز سمجھے تا کہ خود بینی سے امان مین رہے لوگون نے پوچھا کہ دل کا علاج کیا ہی آپنے فرمایا کہ خدا سے نزدیک ہونا اور لوگون سے دور رہونا اور فرمایا کہ دولتمندون سے تکبر کرنا اور درویشون کے ساتھ عاجزی اور تواضع سے پیش آنا عین تواضع ہی اور فرمایا کہ تواضع اور فروتنی اسکو کہتے ہین کہ جو شخص کہ دنیا مین تجھ سے بڑھکر اور بالا ہی اسکے ساتھ تو تکبر کرے اور وہ شخص کہ تجھ سے کمتر ہے اسکے ساتھ عاجزی اور فروتنی سے پیش آوے اور فرمایا کہ رجای اصلی وہ ہے جو خوف سے پیدا ہو اور خوف اصلی وہ ہے کہ اعمال کے صدق سے پیدا ہو اور صدق اعمال وہ ہی کہ تصدیق سے پیدا ہو اور فرمایا کہ جس شخص کی رجا مین خوف نہین ہے وہ شخص بہت ہی جلدی بےخوف اور ساکن ہوجاویگا اور فرمایا جو چیز کہ ہر ایک خوف کو دل سے دور کرتی ہی اور دل کو اسکی وجہ سے قرار حاصل ہوتا ہی وہ مراقبہ ظاہر اور باطن کا ہے۔ کہتے ہین کہ

ایک مرتبہ آپکے حضور مین غیبت کا ذکر آیا آپنے فرمایا کہ اگر مین غیبت کرون تو اپنے مان و باپ کی غیبت کرون کیونکہ اُنھون نے میرے ساتھ بڑے بڑے احسان کیے ہین تاکہ میری ساری نیکیان اُنکے نامہ اعمال مین لکھی جائین۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک جوان آیا اور حضرت عبد اللہ رح کے قدمون پر گر پڑا اور بہت رو کر کہنے لگا کہ مینے ایک ایسا گناہ کیا ہو کہ جسکا ذکر شرم سے کہہ نہین سکتا ہون حضرت عبد اللہ رح نے کہا کہ بھائی کچھ تو کہہ کہ تونے کیا گناہ کیا ہو اُسنے کہا کہ مینے زنا کیا ہو حضرت عبد اللہ رح یہ سنکر فرمانے لگے کہ مین تو ڈر گیا تھا اِس خیال سے کہ شاید تونے کسی کی غیبت کی ہو ایک شخص نے حضرت عبد اللہ رح سے نصیحت کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ خدای تعالی کا ہر دم خیال رکھ اُس شخص نے کہا کہ حضرت اِسکو مفصل فرمایئے آپنے فرمایا کہ خدای تعالی کو ایسا سمجھ کہ گویا خدای عزوجل کو اپنی آنکھون سے دیکھ رہا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ رح نے اپنی زندگی ہی مین اپنا سارا مال درویشون کو تقسیم کیا ایکبار حضرت عبد اللہ رح کے گھر مین ایک مہمان آیا آپنے جو کچھ کہ آپکے پاس موجود تھا اُسکی مہمانداری مین صرف کیا اور فرمایا کہ مہمان حضرت خدای عزوجل کا فرستادہ ہوتا ہو جہانتک ممکن ہو اُسکی خاطر و تواضع کرنا چاہیے۔ آپکی بیوی اِس بات مین آپسے خلاف ہوئین اور جھگڑنے لگین آپنے فرمایا کہ جو بیوی کہ خاوند کے ساتھ خلاف اور جھگڑا کرے وہ اِس قابل نہین ہو کہ گھر مین رکھی جاوے اور اُسکو بیوی سمجھا جاے پس آپنے اُسکا مہر ادا کر دیا اور اُنکو طلاق دیدی خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک سردار کی صاحبزادی آپکی مجلس وعظ مین حاضر ہوئی اور آپکا وعظ سنکر فریفتہ ہو گئی اور جب اپنے گھر واپس گئی تو اپنے باپ سے عرض کیا کہ آپ میری شادی حضرت عبد اللہ رح کے ساتھ کر دیجیے اُسکے باپ نے یہ سنکر پسند کیا اور پچاس ہزار دینار اپنی بیٹی کو دیے اور اُسکا نکاح حضرت عبد اللہ رح کے ساتھ کر دیا حضرت عبد اللہ رح نے اُسکے بعد خواب دیکھا کہ ارشاد ہوتا ہو کہ تونے ہمارے واسطے اپنی بیوی کو طلاق دی ہمنے اُسکے عوض مین تجکو یہ بیوی عطا کی تاکہ تو جان جاوے کہ ہمارے معاملے مین کسیکو نقصان نہین ہوا کرتا ہو۔ نقل ہے کہ جب آپکی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپنے اپنا سارا مال درویشون کو بلا کر دیدیا آپکا ایک مرید اُسوقت آپکے سرہانے موجود تھا کہنے لگا کہ ای شیخ آپکی تین صاحبزادیان ہین اور پھر آپکا یہ حال ہو کہ آپ دنیا کی طرف سے

بالکل آنکھیں بند کیے لیتی ہیں کچھ اُنکے واسطے بھی تو چھوڑ جائیے آپ نے اُنکے گذارہ کا کیا بندوبست کیا ہے آپنے فرمایا کہ مین نے اُنسے کہدیا ہے کہ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ یعنی نیکوکارون کا کارساز وہ خود ہے اور ظاہر ہے کہ جسکا کہ کارساز وہ ہو اُسکو عبداللہ کی کیا ضرورت ہے پھر آپنے موت کے وقت آنکھیں کھولین اور مسکرائے اور فرمایا کہ ایسے عمل کرنیوالو اسیطرح عمل کرو تاکہ واصل بحق ہو لوگون نے حضرت سفیان ثوریؒ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا کہ بخشدیا پھر لوگون نے پوچھا کہ حضرت یہ تو فرمائیے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا حال کیا ہے آپنے فرمایا کہ اُنکا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو اُس زمرے مین ہین کہ جنکو ایک روز مین دو بار حضرت عزاسمہ کی حضوری حاصل ہوتی ہے والسلام۔

سولھوان باب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ دین و دیانت کے تاج وہ زہد و ہدایت کی شمع وہ عالمون کے شیخ اور بادشاہ دولتکے بزرگان دین کی درگاہ کے دربان قطب حکمت دُرّ درج پیشوای بزرگ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ دین کے بزرگ گوشہ تھے لوگ آپکو امیر المومنین کہتے تھے آپنے اپنی عمر بھر کسی سے خلاف نکیا اور آپ سچے پیشوا اور صاحب قبول تھے اور آپکو ظاہری اور باطنی علمون مین وہ دستگاہ حاصل تھی کہ آپ بے مثل سمجھے جاتے تھے اور آپ مجتہد یگانہ تھے اور ورع اور تقوی آپ کا کمال درجے پر تھا اور ادب اور تواضع کی گویا آپ صورت تھے آپ بڑے بڑے بزرگان دین کے صحبت یافتہ تھے اور آپ شروع سے آخر تک ایک ہی حالت پر رہے ذرا بھی آپکے مزاج مین تغیر نہ واقع ہوا جیسا کہ نقل کرتے ہین کہ ابراہیمؒ نے ایک روز ایک آدمی آپکے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ آئیے تاکہ ہم آپ سماع حدیث کرین آپ اُسیوقت ابراہیمؒ کے پاس تشریف لیگئے ابراہیمؒ نے کہا کہ مین تو آپکے اخلاق کو آزماتا تھا کہ دیکھون آپ تشریف لاتے ہین یا نہین کیونکہ ہم سب سے آپ کا تقوی بڑھا ہوا ہے اور علم و فضل مین زیادہ ہین۔ اور کہتے ہین کہ آپ اپنی والدہ شریفہ کے شکم سے باورع پیدا ہوے چنانچہ نقل کرتے ہین کہ جب آپ اپنی

والدہ شریفہ کے پیٹ میں تھے ایکروز آپکی والدہ کوٹھے پر تشریف لیگئیں اور پڑوسی کی ترشی ہوا ایک انگلی بھر کر چاٹی
آپ پیٹ میں بے چین ہوگئے اور اسقدر پیٹ میں سر دے دے مارا کہ آپکی والدہ تاڑ گئیں اور اسیوقت جاکر اس پڑوسن سے
معافی مانگی اور آپکی توبہ کا آغاز یون ہوا ہے کہ ایکروز آپنے بیخبری کی حالت میں بایان پاؤن پہلے مسجد میں رکھا
آپنے ایک آواز سنی کہ یا ثور ثوری بیگانہ وار یہان مت آ اس روز سے آپکو ثوری کہنے لگے جب آپنے یہ آواز
سنی تو بیہوش ہوگئے جب افاقہ ہوا تو آپنے اپنی داڑھی پکڑ کر کئی تھپیڑا اپنے منھ پر مارے اور کہا کہ تو نے کیون
ادب کے ساتھ قدم مسجد میں نہ رکھا دیکھ تیرا نام انسانون کے دفتر سے کاٹ ڈالا گیا اب ہوش میں رہ تا کہ پھر
کبھی اسطرح قدم مسجد میں نہ رکھے نقل ہے کہ ایکمرتبہ آپ کا قدم کسی کھیتی پر پڑا آپنے ندا سنی کہ یا ثوری ذرا
دیکھکر قدم رکھ بیان سے مؤلف حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ذرا خیال کرنا چاہیے کہ جس شخص کے
حال پر حق تعالی کا فضل و کرم اور عنایت ہو کہ ظاہر میں ایک قدم خلاف چلنے سے روکا جائے اُسکے باطن کا
کیا حال ہوگا ظاہر ہے کہ نور علی نور ہوگا۔ کہتے ہیں کہ آپ بیس برس تک رات کو کبھی نہیں سوئے۔
نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی نہیں سنی کہ میں نے اُسپر عمل نہیں کیا اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے حدیث کے جاننے والو حدیث کی زکوۃ دو
لوگون نے کہا کہ حضرت حدیث کی زکوۃ کیا ہے آپنے فرمایا کہ دوسو حدیث میں سے پانچ پر عمل کرے نقل ہے
کہ ایکبار خلیفہ وقت نے نماز پڑھتے میں ہاتھ اپنی داڑھی پر پھیرا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
کی نظر اُسپر پڑی آپ نے فرمایا کہ اسطرح کی نماز نماز نہیں ہے اور یہ نماز قیامت کے روز ناپاک گیند کی
صورت میں تیرے منھ پر ماری جائیگی خلیفہ نے یہ سنکر کہا کہ آہستہ کہو آپنے فرمایا کہ اگر میں ایسی ضروری
بات سے خاموش رہون تو اُسیوقت میرا پیشاب خون ہوجائے خلیفہ اس بات سے نہایت رنجیدہ
ہوا اور حکم دیا کہ سولی کھڑی کیجائے اور کل سفیان ثوری کو سولی پر چڑھائیں تاکہ پھر کبھی کوئی شخص
ایسی دلیری نکرے جس روز کہ سولی کھڑی کی گئی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کی
گود میں سر اور سفیان بن عیینہ کی گود میں پاؤن پھیلائے سو رہے تھے اُن دونون بزرگون کو
کیفیت کہ اُنکو سولی دیجائیگی معلوم ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم اُنکو اس حال کی خبر کردیں

حضرت سفیان ثوری خود واں گئے تھے پوچھا کیا بات ہی انھوں نے حال بیان کیا اور بہت آزردہ اور ملول
ہونے لگے حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کے ساتھ اسقدر تعلق نہیں ہی کہ میں اس کیفیت کے
سننے سی رنجیدہ ہوں ہاں البتہ دینی کاموں کے ادا کرنے کا حق مجھ پر واجب ہی میں کسی صورت میں اُنسے پہلو تہی
نہیں کر سکتا پھر آپ نے آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور فرمایا ای بار خدایا انکو پکڑ اور ایسا پکڑ کہ سخت پکڑ میں گرفتار کر
کہتے ہیں کہ خلیفہ تخت پر بیٹھا تھا اور ارکان دولت یعنی اُمرا و وزرا اُس پاس تخت کے استادہ تھے کہ ایکبارگی
تڑاقے کی آواز محل میں آئی اور خلیفہ مع اپنے امیروں وزیروں کے زمین میں دھنس گیا۔ اُن دونوں
بزرگوں نے فرمایا کہ ہمنے کبھی کسیکی دعا اسقدر جلدی قبول ہوتے نہیں دیکھی حضرت سفیان ثوری نے کہا
کہ یہ اسکا صلہ ہی کہ ہمنے بھی اس درگاہ کی احکام رسانی میں کوتاہی نہ کی نقل کرتے ہیں کہ جو خلیفہ اُسکے
بعد جانشین ہوا وہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا بہت معتقد ہوا اور آپ کی تعظیم و تکریم بہت کرتا تھا
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بیمار ہو گئے اُس خلیفہ نے اپنے ایک طبیب کو کہ نہایت حاذق تھا مگر مذہب
آتش پرستی رکھتا تھا آپکے علاج کیواسطے بھیجا اُسنے جب آپکا قارورہ دیکھا تو کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
خدا پرست شخص ہے اور خدا کے خوف سے اُسکا جگر پارہ پارہ ہو گیا ہی اور یہ وہی ٹکڑے اُسکی مثانے سے باہر آتے ہیں
پھر کہنے لگا کہ وہ دین کہ جسمیں ایسے ایسے شخص ہوں ہرگز باطل نہیں ہو سکتا ہی اور خود اُسیوقت مسلمان ہو گیا
جب خلیفہ نے یہ سنا تو کہا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیجتا ہوں حالانکہ میں نے خود بیمار کو طبیب
کے پاس بھیجا نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کی جوانی ہی میں پیٹھ خمیدہ ہو گئی تھی
لوگوں نے کہا کہ ای مسلمانوں کے پیشوا ابھی آپ کا تو یہ وقت نہیں ہی کہ پیٹھ جھک جاوے آپ نے کچھ
جواب نہ دیا کیونکہ آپ حق تعالیٰ کی یاد میں ایسے مستغرق رہتے تھے کہ کسی کی طرف التفات فرماتے ایک
روز لوگوں نے جب بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا ایک اُستاد تھا بڑے عالم فاضل میں نے اُن ہی سے
تحصیل علم کی ہی جب اُنکے مرنے کا وقت قریب آیا تو وہ آنکھیں بند کیے تھے ایکبارگی کھول کر
مجھسے کہا کہ ای سفیان تو دیکھتا ہی کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں دیکھ میں پچاس برس سے لوگوں کو
راہ راست کی ہدایت کر رہا ہوں اور خدا کی درگاہ کی طرف بلا رہا ہوں اب مجھے کہتے ہیں کہ چل

جانتے دو رہو تو ہمارے پیالگے لائق نہین ہے اور بعض یون کہتے ہین کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ مین تین استادون کی خدمت مین رہا اور اُنسے علم حاصل کیا جب اُنکی اس دُنیا سے کوچ کا وقت نزدیک پہونچا
تو ایک جہود ہوکر مرے اور دوسرے گبر ہوکر اور تیسرے ترسا ہوکر مرے اس خوف سے میرا کلیجہ نکل آیا اور میری سمجھ
مین آگئی کہ حق تعالیٰ بڑے بے نیاز ہے جسکو چاہے جو بنادیوے اور کردیوے نقل ہے کہ ایکبار کسی شخص نے
آپکے حضور مین دو بدری زر کے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ اُنکو قبول فرمائیے کیونکہ میرے باپ آپکے دوست تھے
اور کار خیر مین بہت کوشان رہتے تھے اب اُنکا انتقال ہوگیا اور اُنکی پاک کمائی سے جو ورثہ مجھکو پہونچا ہے اُس مین سے
یہ آپکی خدمت مین ارسال ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بدری اپنے صاحبزادے کے ہاتھ
اُسکے پاس واپس بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ میری دوستی آپکے والد سے خدا کے واسطے تھی نہ دُنیا کے واسطے
آپکے صاحبزادے کہتے ہین کہ جب مین پھر کر واپس آیا تو مینے عرض کیا کہ اے باپ شاید آپکا دل پتھر کا ہے
کیونکہ آپ دیکھتے ہین کہ مین بال بچون والا ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہے اور پھر بھی آپ مجھپر رحم نہین کرتے
ہین حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے یہ سنکر فرمایا کہ بیٹا اگر تم لینا پسند کرتے ہو تو جاؤ لے آؤ اگر وہ دے اور
کھاؤ پیو لیکن مین ایسا نہین کرونگا کہ خداوند کی دوستی دُنیا کی دوستی کے عوض بیچون اور قیامت کے روز عاجز
و مجبور اور شرمندہ ہون کہتے ہین کہ ایکبار ایک شخص کچھ تحفہ آپکے واسطے لایا آپنے قبول نہ فرمایا اُسنے کہا کہ مینے
کبھی آپسے کوئی حدیث نہین سُنی ہے آپنے فرمایا کہ اگر تمنے نہین سُنی ہے تو تمہارے دوسرے مسلمان بھائی نے
تو سُنی ہے اور مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو کہ اس تیرے مال کے سبب سے میرا دل تجھپر دوسرون سے زیادہ مائل
ہوجاوے اور یہی دُنیا داری سمجھی جاوے۔ کہتے ہین کہ آپ کبھی کسی سے کوئی چیز نہین لیتے تھے
نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ ایکروز ایک صاحب حشمت کے مکان کے آگے سے گذرے
ایک شخص آپکے ہمراہ تھا وہ شخص اُس محل کیطرف دیکھنے لگا آپنے اُسکو منع فرمایا اور کہا کہ خبردار کبھی
ایسے مکانون کیطرف کہ آراستہ و پیراستہ ہین نظر نہ کرنا کیونکہ یہ مکاندار مکانون کی طیاری
مین ایسا اسراف نہین کرتے کہ جسپر نظر کرنے سے نظر کرنیوالا اُنکے ساتھ گناہ مین شریک نہ ہو
نقل ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے ہمسایہ مین ایک شخص مرگیا آپ بھی اُسکے جنازے پر

تشریف لیگئے اور بہت لوگ جمع تھے اور وہ آپس مین کہتے تھے کہ یہ بہت نیک شخص تھا آپ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اگر مجھکو یہ خبر ہوتی کہ دُنیا کی مخلوق اُس سے خوش ہے تو مین اُسکے جنازے پر نہ آتا کیونکہ آدمی جب تک منافق نہو دُنیا کی مخلوق اُس سے خوشنود نہین ہوسکتی۔ کہتے ہین کہ آپ کی عادت تھی کہ جامع مسجد کے حجرے مین رہا کرتے تھے لیکن جب بادشاہ کے مال سے عُود جلایا جاتا تھا تو آپ فی الفور وہان سے بھاگتے تاکہ اُسکی خوشبو آپ کے دماغ مین نہ پہونچے۔ **نقل ہے** کہ آپ ایکروز اُلٹا جُبہ پہنے تھے لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ اسکو سیدھا کر لیجیے آپ نے نہ کیا اور فرمایا کہ مینے یہ جُبہ حق تعالی کے واسطے پہنا ہے مین نہین چاہتا کہ مخلوق کے واسطے اسکو بدلاؤن اور ویسا ہی پہنے رہے۔ **نقل ہے** کہ جب حماد بن سلیمان رح جو کوفے کے عالمون سے تھے وفات کی تو لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ آپ انکے جنازے کی نماز کو نہین چلیے آپ نے فرمایا کہ اگر مینے پہلے نیت کی ہوتی تو جاتا۔

نقل ہے کہ ایک جوان کا حج فوت ہوگیا تھا اُسنے آہ کی حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے اُس سے کہا کہ مینے چالیس حج کیے ہین اُنکا ثواب تمکو دیا تم یہ آہ مجھکو دیدو اُسنے کہا کہ مینے دی اُسی رات کو آپ نے خواب مین دیکھا کہ کہتے ہین اے سفیان تونے ایسا نفع حاصل کیا ہے کہ اگر تو اُسکو سارے اہل عرفات پر تقسیم کرے تو تو تونگر ہو جاوین۔

نقل ہے کہ ایکروز آپ حمام مین گئے اتفاق سے ایک بے داڑھی موچھ کا لڑکا بھی وہان آگیا آپ نے فرمایا کہ ابھی اسکو باہر نکالو کیونکہ ہر ایک عورت کے ساتھ تو ایک ہی شیطان رہتا ہے لیکن ہر ایک بے داڑھی موچھ والے کے ساتھ اٹھارہ شیطان رہتے ہین کہ اسکو لوگون کی نظرون مین آراستہ پیراستہ کرکے دکھاوین۔ **نقل ہے** کہ ایک روز آپ روٹی کھا رہے تھے ایک کُتا وہان کھڑا تھا اُسکو بھی دینے لگے لوگون نے کہا آپ اپنی بیوی بچون کے ساتھ کیون نہین کھاتے آپ نے فرمایا کہ اگر مین بیوی بچون کے ساتھ روٹی کھاؤن تو مجھکو عبادت سے باز رکھتے ہین اور اس کُتے کو اسلیے روٹی دیتا ہون کہ دن بھر میری رکھوالی کرتا ہے اور مین بے فکری سے نماز پڑھتا ہون ایک روز آپ نے اپنے مُریدون سے فرمایا کہ دیکھو کھانے کا مزیدار اور بدمزہ ہونا لب سے حلق ہی تک ہے جبکہ حلق سے نیچے اُتر گیا دونون برابر ہین پس تمکو صبر اختیار کرنا چاہیے تاکہ مزیدار اور بدمزہ کھانا تمھارے نزدیک یک ٹھہرے کیونکہ جو چیز کہ ایسا تھوڑا اثر رکھتی ہو اُس سے بغیر صبر کر سکتے ہین کہتے ہین کہ آپ اپنی مسجد مین درویشون کی تعظیم ایسی کرتے تھے کہ جیسے امیرون کی تعظیم کرتے ہین۔ **نقل ہے** کہ ایکبار آپ محمل مین سوار

مکہ معظمہ کو جاتے تھے ایک لڑکا رفیق آپکے ہمراہ تھا تمام راہ مین روتے جاتے تھے اس رفیق نے کہا کہ شاید آپ گناہ کے خوف سے روتے ہین حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے ایک گھاس کی تنکی اٹھائی اور فرمایا کہ اگرچہ بڑا گنہگار ہون اور میرے گناہ بہت ہین لیکن میرے گناہ حضرت حق تعالی کی درگاہ مین اسکی رحمت اور لطف کی کشادگی اور گرانباری کے مقابل اس گھاس کی تنکی کی برابر بھی مقدار نہین رکھتے مجھے تو خوف اس امر کا ہے کہ مین حق تعالے پر جو ایمان لایا ہون وہ میرا ایمان صدق دل سے بھی ہے یا نہین۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے کلمات

فرمایا کہ عارف حضرت حق جل شانہٗ کی بارگاہ کیطرف ہمہ تن مصروف ہوئے حضرت حق تعالے نے انکو اپنی نزدیکی سے سرفرازی بخشی عابد عبادت حق مین مشغول ہوئے حق تعالے نے انکو اپنی قربت عطا فرمائی دوسرے لوگ جو حکمت کیطرف رجوع لائے انکو حکمت دی اور فرمایا کہ رونا دس حصے رکھتا ہے نو حصے اسمین سے ریا کا ہے اور ایک حصہ خدا کیواسطے اور فرمایا کہ اگر ایک سال مین ایک بوند آنکھ سے نکلے کہ واسطے خدا ہی کے ہو تو بہت ہے اور فرمایا کہ اگر سب لوگ کسی جگہ مین جمع ہون اور کوئی وہان ندا کرے کہ جس کسکو یہ خبر ہو کہ آج شام تک مرجائیگا کھڑا ہو تو کوئی نہ کھڑا ہوگا اور اُسپر عجب یہ ہے کہ اگر سب لوگونسے یہ پکار کر کہین کہ جس کسی نے اس راہ کا سامان کہ جو اسکو درپیش ہے طیار کیا ہے کھڑا ہوجاوے تو کوئی ایسا نہین کہ کھڑا ہوسکے اور فرمایا کہ عمل پر پرہیز کرنا مشکل تر عمل ہے۔ اور فرمایا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آدمی نیک عمل کرتا ہے یہانتک کہ اُسکا وہ عمل تمام ملائکہ مین مشہور ہوجاتا ہے اور حقتعالی کی بہان دفتر مین لکھا جاتا ہے پھر ایسا ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل مین اس عمل سے فخر پیدا ہوتا ہے اور وہ بار بار اسکی ترکیب بیان کرتا ہے یہانتک کہ وہ اُسکا عمل ریا ہوجاتا ہے اور حق تعالی کے دفتر مین ریا لکھا جاتا ہے اور فرمایا کہ جب کسی درویش کو توانگر یا کسی سلطان کا فریفتہ دیکھو جانو کہ وہ ریاکار ہے اور چور۔ اور فرمایا کہ زاہد وہ ہے جو کہ دُنیا مین اپنے زہد کو عمل مین لاتا ہے اور اُسپر جیسا کہ عمل چاہیے کرتا ہے اور جس شخص کا کہ زہد صرف زبانی ہے اُسکو زاہد کہنا نہ چاہیے۔ اور فرمایا کہ زہد ٹاٹ کا لباس پہننا اور جو کی روٹی کھانا نہین ہے بلکہ دل کا دُنیا مین نہ باندھنا اور درازی امید کا کوتاہ کرنا ہے اور فرمایا اگر تو حق تعالی کے نزدیک جاوے اس گناہ کو ساتھ کہ جو تیرے اور حق تعالی اسکے درمیان ہے یہ آسان زیادہ ہوگا

اس گناہ سے کہ جو تیرے اور اسکے بندون کے درمیان ہو اور فرمایا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ جسمین زبان کو خاموش رکھین اور اپنے
گھرمین گوشۂ خلوت مین بیٹھین تاکہ قابل نجات ہون ایک شخص نے یہ سنکر کہا کہ ای حضرت یہ تو فرمائیے کہ اگر
ایک کونے مین چھپ جاوے بیٹھین تو کمائی دھمائی کسطرح پر کرین آپنے فرمایا کہ خدا سے ڈر کیونکہ مینے کسی خدا سے
ڈرنیوالے کو نہ دیکھا کہ وہ کمائی دھمائی کا حاجتمند ہوا ہو اور فرمایا کہ آدمی کیواسطے بہتر اس سے نہین ہے کہ ایک سوراخ
مین گھس جاوے اور اپنے آپ کو اسمین چھپاوے کیونکہ اگلے بزرگان دین نے ایسے لباس کو کہ جس سے انگشت نما ہون
بہت ہی نفرت کی ہے اور اسکو حقیر سمجھا ہے اور شہرت کو خوار جانا ہے اور فرمایا کہ اہل زمانہ کے حق مین گھسنے سے بہتر
کوئی سلامتی نہین ہے اور فرمایا کہ سب سے بہتر سلطان وہ ہے کہ عالمون کی صحبت مین بیٹھے اور انسے تحصیل علم کرے
اور سب سے بدتر عالم وہ ہے کہ جو سلطانون کی صحبت مین بیٹھے۔ اور فرمایا کہ پہلی عبادت خلوت نشینی ہے اسکے بعد
طلب علم پھر علم پر عمل اسکے بعد اسکی اشاعت۔ اور فرمایا کہ مینے کبھی کسیکے ساتھ تواضع نہین کی جب تک کہ
اس سے ایک حرف حکمت کا نہین دیکھا۔ اور فرمایا کہ دنیا کو حاصل کر جسم کی ضرورت بھر۔ اور آخرت کو حاصل کر
دل وجان کی حاجت بھر۔ اور فرمایا کہ اگر گناہ مین گندگی ہوتی تو کوئی شخص کسی شخص کے پاس اس
گندگی کیوجہ سے بیٹھ نہ سکتا۔ اور فرمایا کہ جو کہ آپ کو دوسرون سے افضل سمجھتا ہے وہ متکبر ہے۔ اور فرمایا کہ
عزیز ترین خلائق پانچ ہین ایک تو عالم زاہد دوسرے فقیہ صوفی تیسرے توانگر متواضع چوتھے درویش
شاکر۔ پانچوین شریف سنی۔ اور فرمایا کہ جسکی نماز مین عجز و فروتنی نہین اسکی وہ نماز نماز ہی نہین ہے۔ اور
فرمایا کہ جو کہ مال حرام سے صدقہ دیتا ہے یا خیرات کرتا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے کہ جو ناپاک کپڑے کو خون سے
دھوکر طاہر کرنا چاہتا ہے۔ اور فرمایا کہ نیک خصلتی خدای تعالی کے غصے کو ٹھنڈا کرتی ہے اور فرمایا کہ یقین وہ ہے
کہ تو خدا پر الزام نہ لگاوے جبکہ کوئی مصیبت کہ تجھپر آوے بلکہ اسکو ایک راحت سمجھکر اسکا شکر بجالاوے
اور فرمایا کہ سبحان اللہ وہ خدا ایسا خدا ہے کہ ہمکو مارتا ہے اور ہمارا مال لیتا ہے اور پھر ہم اسکو دوست رکھتے
ہین اور فرمایا کہ اگر کوئی تجھکو کہے کہ تو بہت اچھا آدمی ہے اور تجھکو اسکا یہ کہنا بہت بھلا معلوم ہو اس سے
کہ کہے تو بہت برا شخص ہے تو جان کہ ابھی تک تو ناقص ہے۔ لوگون نے کہا کہ حضرت یقین کی تعریف
فرمائیے آپنے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے کہ دل کا جب یقین درست ہو معرفت ثابت ہو اور یقین اسکو

کہتے ہیں کہ جبکہ کوئی آفت یا مصیبت آوے تو سمجھے کہ حق تعالی کی طرف سے آئی ہے یا ایسا ہو جاوے کہ تیرا
وعدہ عیان ہو جاوے بلکہ عیان سے بھی زیادہ تر یقین حاضر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں نے پوچھا کہ
حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی دشمن رکھتا ہے اس گھر کے لوگوں کو جو
گوشت زیادہ کھاتے ہیں آپ فرمائیے کہ اسمیں راز کیا ہے اور اسکا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد
غیبت کرنیوالے ہیں کہ جو کہ مردہ مسلمان بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی غیبت کرنا ایسا ہے کہ گویا
ایک مردہ مسلمان بھائی کا گوشت کھایا۔ آپ نے حاتم اصم سے فرمایا کہ میں تم سے چار باتیں کہتا ہوں کہ جنسے
اکثر بے خبر ہیں۔ ایک تو یہ کہ لوگوں کو ملامت کرنا اور کسی کام کا الزام انپر دھرنا خدای تعالی کے احکام سے
غافل ہونا ہوتا ہے اور قضائے الہی سے غافل ہونا کافری ہے۔ دوسرے کسی حسد کرنا مسلمان بھائی پر قسمت کا
لحاظ نہ رکھنے سے ہوتا ہے اور قسمت کا لحاظ نہ کرنا کافری ہے تیسرے حرام مال جمع کرنا قیامت کے فراموش
کرنے سے ہوتا ہے اور قیامت کا فراموش کرنا کافری ہے۔ چوتھے حق تعالی کی وعید سے بیخوف ہونا اور
حق تعالی کے وعدے پر امید نہ رکھنا کافری ہے۔ **نقل ہے** کہ جب آپ کا کوئی مرید سفر کو جاتا تھا تو آپ
فرماتے تھے کہ اگر کہیں موت کو دیکھیو تو میرے واسطے خرید لانا جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک پہونچا تو آپ
رو دئے اور فرمایا کہ میں تو موت کی آرزو کیا کرتا تھا لیکن اب جو میں نے اسکو دیکھا تو جانا کہ وہ بہت سخت ہے
کاشکے میرا تمام سفر ایسا ہوتا کہ لاٹھی ٹیکتا ایک سیدھی گلی میں چلا جاتا لیکن جانا نزدیک خدای عزوجل کے
آسان نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ زندگی کی حالت میں بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کہ آپ موت اور اسکے
غلبے کا ذکر سنتے تھے تو کئی کئی روز تک بیہوش ہو جاتے تھے اور جس شخص کے پاس کہ تشریف لیجاتے فرماتے
کہ موت کی طیاری موت کے آنے سے پہلے کر رکھو اور خود بھی موت سے بہت ڈرتے تھے حالانکہ اسکی آرزو
کرتے تھے اسوقت کہ آپکے یار کہتے کہ بہشت آپ کو مبارک ہو آپ سر ہلاتے اور فرماتے کہ تم یہ کیا کہتے ہو
کیا میں اس لائق ہوں کہ بہشت میں داخل کیا جاؤں وہ کہ بہشتی ہیں اور ہی شخص ہیں کہتے ہیں کہ
جب آپ بصرے میں بیمار پڑے تھے حاکم بصرہ نے آپ کو طلب کیا لوگوں نے تلاش کیا تو آپ کو ایک چارپایوں
کی جگہ میں پایا کہ آپ پیٹ کے درد سے بیقرار تھے اور پیچش چند درجے کی تھی لیکن باوجود اسکے آپ

عبادت سے ایکدم بھی فارغ نہ تھے لوگوں نے صرف اسی رات کا شمار کیا تو آپ ساٹھ بار تقضای حاجت کو گئے
اور وضو کیا اور پھر نماز میں استادہ ہوئے لوگوں نے یہ دیکھکر کہا کہ حضرت آپکی تو یہ حالت ہے وضو نہ کیجیے
آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب عزرائیل آویں تو میں پاک ہوں نجس نہوں کیونکہ پلید جناب حضرت
جل شانہٗ کی درگاہ کی طرف رخ نہیں کر سکتا حضرت عبد اللہ مہدیؒ کہتے ہیں کہ میں آپکے پاس حاضر تھا
آپ نے مجھسے فرمایا کہ میرا منھہ زمین پر رکھدے کہ میری اجل نزدیک آئی میں نے آپ کا منھہ زمین پر رکھا اور باہر آیا
تا کہ لوگوں کو خبر کروں جبکہ میں باہر آیا تو کیا دیکھا کہ تمام لوگ جمع ہیں میں نے کہا کہ تم سب کو کسنے خبر کی انھوں نے کہا
کہ ہمنے خواب میں دیکھا کہ سفیانؒ کے جنازے پر حاضر ہو بعد اسکے سب لوگ اندر آئے اُسوقت آپ کا حال نہایت
تنگ تھا آپ ایکبارگی اپنا ہاتھ تکیے کے نیچے لیگئے اور ہزار دینار کی ہمیانی نکالکر کہا کہ صدقہ کرو لوگوں
نے یہ حال دیکھکر کہا کہ سبحان اللہ یہ تو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ دینار جمع نہ کرنا چاہییں اور خود اسقدر زر رکھتے تھے
حضرت سفیانؒ نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ زر میرے دین کا چوکیدار تھا اور میں نے اسی سے اپنے دین کو بچایا ہے کہ ابلیس
اسکے سبب سے مجھپر غالب نہ آسکا کیونکہ جب وہ مجھسے آکر کہتا تھا کہ اے سفیان آج تو کیا کھائیگا اور کیا پہنے گا
تو میں کہتا تھا کہ یہ زر۔ اور اگر مجھسے کہتا تھا کہ تیرے پاس کفن نہیں ہے تو میں کہتا تھا کہ دیکھ یہ زر رکھا ہے اور
اسطرح سے اسکے وسوسوں کو اپنے سے دفع کرتا تھا حالانکہ مجھکو اسکی کچھ حاجت نہ تھی۔ پھر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور
واصل بحق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا شہر بخارا میں ایک
وارث تھا جب وہ مرگیا تو بخارا کے عالموں نے اُسکے مال کو بطور امانت اپنے پاس نگاہ رکھا اور حضرت سفیانؒ کو خبر کی
آپ نے بخارا کا قصد کیا جب آپ قریب پہونچے تو اہل بخارا دریاے جیحون کے کنارے تک آپکے استقبال کو آئے
اور بڑی عزت کے ساتھ شہر میں لیگئے اُسوقت آپ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور وہ روپیہ کہ بطور امانت
جمع تھا آپکو دیا وہی روپیہ تھا کہ جسکو آپ نے بڑی حفاظت سے اُسوقت تک رکھا تھا کہ کسی سے مانگنے
کی ضرورت نہ پڑے اور جبکہ آپکو اس بات کا یقین کامل ہوگیا کہ اب مرینگے تو آپ نے صدقہ کردیا کہتے ہیں
کہ جس رات میں کہ آپنے وفات پائی غیب سے آواز سنی کہ مَاتَ الْوَرَعُ مَاتَ الْوَرَعُ۔ لوگوں نے بعد
وفات کے آپکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ نے قبر کی وحشت اور تنہائی میں کسطرح صبر کیا آپ نے فرمایا کہ

میری قبر بہشت کے سبزہ زار دن میں ایک سبزہ زار ہے دوسرے شخص نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدای تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا کہ مینے ایک قدم پل صراط پر رکھا اور دوسرا قدم بہشت مین - ایک اور شخص نے آپ کو خواب مین دیکھا کہ آپ بہشت مین ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ رہے تھے پوچھا کہ یہ آپ کو کسطرح حاصل ہوا آپنے فرمایا کہ ورع سے - نقل ہے کہ اُس شفقت سے کہ آپ خداوند عز و جل کی مخلوق پر رکھتے تھے ایکروز آپنے بازار مین ایک چڑیا کو پنجڑے مین تڑپتا دیکھکر خرید لیا اور اُسکو آزاد کر دیا وہ چڑیا ہر روز حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے گھر آتی آپ رات بھر نماز پڑھتے رہتے اور وہ دیکھتی رہتی اور کبھی کبھی آپ کے جسم مبارک پر بیٹھتی جبکہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کے جنازے کو لیے جاتے تھے وہ چڑیا فریاد کرتی تھی اور بار بار جنازے پر لوٹتی تھی اور لوگ یہ حال دیکھکر ہائے ہائے کرکے روتے تھے جب آپ کو دفن کیا تو چڑیا نے آپ کو قبر کی خاک پر سر دے مارتی تھی یہانتک کہ قبر سے آواز آئی کہ حضرت حق تعالی نے سفیان کو بخشدیا ببرکت اُس شفقت کے کہ مخلوق کے حال پر فرماتے تھے - والحمد للہ رب العالمین - یعنے سب تعریف ثابت ہے اُس خدا کو کہ پالنے والا عالمون کا ہے والسلام -

سترھوان باب حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کے ذکر مین

وہ نکوکارون کے متوکل وہ اسرار الہی کے متصرف وہ رکن محترم وہ قبلۂ محتشم وہ سردار طریق زہد کے حضرت ابو علی شقیق علیہ الرحمۃ یگانۂ وقت تھے اور شیخ زمان اور زہد اور عبادت مین قدم استوار رکھتے تھے اور آپکی ساری عمر توکل مین گذری اور علم کے ہر نوع مین کامل تھے اور آپکی بہت سی تصانیف ہر فن علم مین موجود ہین آپ ہر علوم اور حاتم اصم کے اُستاد تھے آپنے علم طریقت حضرت ابراہیم ادہم سے حاصل کیا تھا اور آپ بہت سے بزرگان دین کی صحبت مین رہے اور آپ سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے ایک ہزار سات سو اُستاد کی شاگردی کی اور مینے کئی اونٹ کتابین حاصل کین اور آخر کار مجھکو یہ ثابت ہوا کہ خدای تعالی کی رضامندی چار چیز مین ہے ایک تو روزی سے مطمئن ہونا دوسرے ہر کام مین اخلاص تیسرے شیطان سے عداوت چوتھے قوت سے کے

سامان کی تیاری مین لگے رہتا اور آپ کی توبہ کا حال یون بیان کرتے ہین کہ آپ تاجر تھے ایک بار ترکستان مین تجارت کو گئے اور وہان ایک بتخانہ تھا اُسکے دیکھنے کو تشریف لیگئے آپنے ایک بت پرست کو دیکھا کہ وہ بت کی پوجا کر رہا تھا اور بہت رُو رہا تھا حضرت شقیق رحنے یہ دیکھکر اُس سے فرمایا کہ ای شخص تیرا تو ایک ایسا بخشنے والا ہی کہ وہ زندہ اور حی القیوم ہی اور عالم و قادر ہی تجھے شرم نہین آتی کہ اسکو چھوڑ کر اس بت کو کہ بیجان ہی اور ناتوان پوجتا ہی اُسنے کہا کہ اگر وہ ایسا ہی ہی کہ جیسا کہ تم اُسکو کہتے ہو تو کیا وہ اسپر قادر نہین ہے کہ آپ کو روزی آپکے شہر مین دیوے اور تجھے یہان آنا نہ پڑے حضرت شقیق رحکے دل مین اُسکی اس بات نے ایک ایسا اثر پیدا کیا کہ آپ اُسیوقت بلخ کیطرف روانہ ہوے راہ مین ایک گبر بھی آپکے ہمراہ ہوا اور اُسنے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہین آپنے فرمایا کہ سوداگری۔ اُسنے کہا کہ اگر آپ اس روزی کے واسطے کہ جو آپ کی تقدیر مین نہین ہی ملک بہ ملک دوڑتے ہین تو یہ تو ایک بیفائدہ کام ہی اور عمر کو برباد کرنا ہی اور اگر آپ کا یہ خیال نہین ہی بلکہ آپ اُسی روزی کی تلاش مین ہین کہ جو آپ کی تقدیر مین ہی تو آپ کہین نہ جایئے آپ جہان رہینگے آپ کو ملیگی حضرت شقیق رحنے جب یہ سُنا تو اور بھی آپ بیدار ہوگئے اور دُنیا کی محبت آپکے دل پر سرد ہوگئی۔ پھر آپ جب بلخ مین آئے تو آپکے دوستون کی ایک جماعت جمع ہوئی کیونکہ آپ نہایت جوانمرد و خلیق تھے اور اکثر اوقات اپنی جوانون کے ساتھ گذارتے تھے اُس زمانے مین علی بن عیسی بن ہامان بلخ کا سردار تھا اتفاق سے اُسکا کُتا کھو گیا تھا اُسکے نوکرون نے حضرت شقیق رحکے ایک ہمسایہ کو گرفتار کیا اور کہا کہ کُتا تیرے پاس ہی اور اُسکو مارتے تھے اُسنے آکر حضرت شقیق رحسے التجا کی آپ سردار کے پاس گئے اور فرمایا کہ تین روز آپ صبر فرمایئے چوتھے روز آپ کا کُتا آپکے پاس پہونچ جاوے گا اور آپ اس میری ہمسایہ کو چھوڑ دیجیے اُسنے اُس آپکے ہمسایہ کو چھوڑ دیا تین روز کے بعد جس شخص نے کہ اُس کُتے کو پایا تھا اپنے دل مین خیال کیا کہ اِس کُتے کو حضرت شقیق رحکے پاس لے چلنا چاہیے وہ ایک جوانمرد شخص ہے ضرور مجھکو اِسکے عوض مین کوئی چیز دیگا پس آپکے پاس لایا حضرت شقیق رح اُسکو اُس سردار کے پاس لیگئے اور بالکل دُنیا سے رُوگردان ہوے۔ نقل ہے کہ ایکبار بلخ مین بڑا کال پڑا کہ آدمی آدمی کو کھانے لگا اُسی اثنا مین آپنے ایک غلام کو بازار مین دیکھا کہ ہنستا اور

خوش و خرّم پھر رہا ہی آپنے فرمایا کہ ای غلام یہ کیا موقع ہنسنے اور خوشی منانے کا ہی کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ لوگ بھوک کے سبب مرے جاتے ہین اور کس مصیبت مین مبتلا ہین غلام نے کہا کہ مجھے کیا پروا ہی کیونکہ مین ایسے شخص کا غلام ہون کہ اُسکا ایک جزا گانون ہی اور بہت غلہ اُسکے یہان بھرا ہی وہ ہرگز مجھے بھوکا نہ رہنے دیگا اور کبھی تباہ حال مین نہ چھوڑیگا حضرت شقیق رح یہ سنکر بالکل بیخود ہوگئے اور فرمایا کہ یا اللہ وہ غلام ایسے خواجہ پر کہ جسکے یہان ایک غلے کا ڈھیر ہی اتنا خوش و خرّم ہی اور تو مالک الملوک ہے اور رزّاق پھر ہمین کیا ضرور ہی کہ روزی کا غم کھاوین فی الفور آپ دُنیا کے کاروبار سے دست بردار ہوے اور توبۂ نصوح کرکے متوجہ بخدا ہوی اور پھر تو آپ توکل مین درجۂ کمال کو پہونچے آپ ہمیشہ فرمایا کرتے کہ مین تو اُسی غلام کا شاگرد ہون۔ نقل ہے کہ حضرت حاتم اصم رح نے فرمایا کہ مین ایکبار حضرت شقیق رح کے ساتھ جہاد کو گیا ایک روز سخت جنگ ہوئی کہ تمام میدان مین سوائے تیرون کے سر کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور برابر تیر چل رہے تھے اُسوقت حضرت شقیق رح نے مجھسے فرمایا کہ ای حاتم اسوقت تیری کیا حالت ہے شاید تو دل مین یہ خیال کر رہا ہی کہ یہ وہی کل کا روز ہی کہ مین عیش و خوشی کے بچھونے پر آرام سے سو رہا تھا یہ آپنے مجھسے کہا اور پھر آپ اُسی جنگ و جدل کی حالت مین دونون صفون کے درمیان جاکر لیٹ رہے اور اپنی گدڑی کا تکیہ بناکر سرہانے رکھا اور آپ کو بسبب اسکے کہ متوکل بخدا تھے کیسے ہی تیر و تلوار کی آنچ نہ پہونچی اور بیفکری کے ساتھ لمبی تان کر سوتے رہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ وعظ فرما رہے تھے ناگاہ شور و غل مچا کہ کافر آگئے کافر آگئے حضرت شقیق رح یہ سنکر جلسے کہ بیٹھے تھے ویسے ہی اُٹھکر باہر دوڑے گئے اور کافرونکو بھگا کر پھر واپس آ گئے۔ آپکے ایک مرید نے چند پھول لاکر آپکے مصلے پر رکھے تھے آپ اُنکو سونگھنے لگے ایک جاہل نے یہ دیکھکر کہا کہ ای لوگو کفار کا لشکر شہر کے دروازے پر ہی اور مسلمانون کا امام پھول سونگھ رہا ہی حضرت شقیق رح نے یہ سنکر فرمایا کہ منافقون کو بھی پھول سونگھنا نظر آتا ہی اور شکست جو کفار کو ہوئی اور وہ سب بھاگ گئے وہ اُنکی نظر مین نہین۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ تشریف لیجا رہے تھے ایک بیدین نے آپکو دیکھکر کہا کہ ای شقیق آپکو شرم نہین آتی کہ آپ خدا پرستی کا دعوی کرتے ہین اور پھر ایسی بات کہتے ہین کہ مینے روزی کا بھروسا خدا پر کر رکھا ہی آپ کی اس بات سے تو یہ ثابت ہوتا ہی کہ گویا آپ اُس خدای بزرگ کی عبادت اسلیے کرتے ہین کہ وہ آپ کو

روزی دیوے پس یہ تو خدا پرستی نہوئی بلکہ روزی پرستی ہوئی حضرت شقیق نے یہ سنکر اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ اس بات کو لکھ لو جو اسنے کہی ہے آس سیدین نے یہ سنکر کہا کہ آپ جیسا عظیم القدر شخص مجھ جیسے کم رتبہ شخص کی بات کو لکھواتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں جب ہم جوہر پاتے ہیں اگرچہ وہ نجاست میں پڑا ہو ہم اسکو اٹھا لیتے ہیں اور پاک کر کے اپنے پاس احتیاط سے رکھتے ہیں حاتم سیدین نے یہ سنکر کہا کہ حضرت آپ مجھے کلمۂ ایمان تلقین فرمایئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بیشک یہ دین اسلام سچا دین ہے اسلیے کہ سراپا تواضع اور فروتنی ہے اور حق پسند و حق جو ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے سردار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یوں ہی ہے کہ حکمت ایماندار کی گم کی ہوئی چیز کے مثل ہے پس تم اسکو جہاں پاؤ لے لو اگرچہ کسی سیدین ہی کے پاس کیوں نہو **نقل ہے** کہ ایکبار حضرت شقیق سمرقند میں وعظ فرما رہے تھے آپ نے قوم کیطرف منھ کر کے فرمایا کہ ای قوم اگر تم مردہ ہو تو قبرستان میں جاؤ اور اگر لڑکے ہو تو مکتب میں جاؤ اور اگر دیوانے ہو بیمارستان میں جاؤ اور اگر کافر ہو تو کافرستان میں جاؤ اور اگر بندے ہو تو داد مسلمانی کی دو اور مخلوق پرستو **نقل ہے** کہ کسی نے حضرت شقیق سے کہا کہ لوگ آپ کو اسپر کہ آپ لوگوں کی محنت و مزدوری کا کھاتے ہیں ملامت کرتے ہیں آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ کو کچھ مال دیدوں تاکہ آپ اپنے صرف میں لائیں اور زبان طعنہ کرنیوالوں کی بستہ ہو آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر تم میں پانچ عیب نہوتے تو البتہ میں ایسا کرتا ایک تو یہ کہ تیرا خزانہ کم ہو جاویگا دوسرے ممکن ہے کہ چور چرا کر لیجاوے تیسرے ہو سکتا ہے کہ تو دیکر پچتاوے چوتھے شاید کوئی عیب مجھ میں دیکھے اور کہے کہ میرا مال واپس کر دیجیے پانچویں ممکن ہے کہ تو مر جائے اور میں تیرے بعد مفلس رہجاؤں لیکن ہاں البتہ میرا جو خداوند ہے اور آقا اور مالک ہے وہ ان سب عیبوں سے جو میں نے بیان کیے پاک اور بے عیب ہے **نقل ہے** کہ ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ حج کو جاؤں حضرت شقیق نے فرمایا کہ تیرے پاس راہ کا توشہ ہے اسنے کہا کہ ہاں چار چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ میں کسی شخص کو اپنے سے زیادہ روزی کے قریب نہیں دیکھتا ہوں اور دوسرے یہ کہ کسی شخص کو اپنی روزی سے زیادہ اور اپنے غیر سے نہیں پاتا ہوں یعنے جو کہ میری روزی ہے اسکو ہرگز دوسرا نہیں لے سکتا ہے تیسرے یہ کہ میں جہاں کہیں رہونگا حکم خدا

برابر میری ساتھ رہیگا جو تجھے یہ کہ چاہیے مین جس حال مین رہون خدا تعالی میری حال پر مجھ سے زیادہ دانا اور بینا ہی حضرت شفیق نے فرمایا کہ تو نے خوب کہا یہ بڑا اچھا توشہ اور زاد راہ ہی کہ تو رکھتا ہی تجھکو مبارک ہو۔ نقل ہے کہ جب حضرت شفیق نے کعبۃ اللہ کا عزم کیا اور بغداد مین پہونچے ہارون رشید نے آپ کو بلایا جب آپ ہارون رشید کے حضور مین تشریف لیگئے تو اُسنے پوچھا کہ آپ ہی شفیق زاہد ہین آپنے فرمایا کہ شفیق تو مین ہون لیکن زاہد تو مین نہین ہون ہارون رشید نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے آپنے فرمایا کہ ہوش کر کہ خدای تعالی نے تجھکو صدیقؓ کی جگہ مین بٹھایا ہی تجھ سے صدق کو طلب کریگا اور فاروقؓ کی جگہ مین بٹھایا ہی تجھسے فرق باطل اور حق کے درمیان چاہیگا اور ذوالنورینؓ کی جگہ مین بٹھایا ہی تجھسے حیا و کرم چاہیگا جیسا کہ ان جناب سے چاہا اور تجھکو مرتضیؓ کی جگہ مین بٹھایا ہے تجھسے علم اور عدل چاہیگا ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ زیادہ کیجیے آپنے فرمایا کہ حضرت حق تعالے کا ایک مکان ہی کہ جسکو دوزخ کہتے ہین تجھکو اُسکا دربان بنایا ہی اور تین چیزین تجھکو دی ہین مال اور تلوار اور تازیانہ اور فرمایا ہی کہ مخلوق کو ان تین چیزون سے دوزخ سے علیحدہ رکھ۔ جو حاجتمند کہ تیرے پاس آوی مال اُس سے افسوس اور عزیز مت رکھ اور جو کہ حق تعالی کے حکم کے لائق نہ کرے اس کوڑی سے اسکو تنبیہ اور ادب کر۔ اور جو کہ کسیکو مار ڈالے اس تلوار سے اُس سے قصاص لے اُسکے رشتہ دارون اور عزیزون کی اجازت سے اور اگر ان کامونکو تو نہ کریگا تو قیامت کے روز دوزخیون کا پیشرو اور پیشوا تو ہوگا ہارون رشید نے کہا کہ اور کچھ فرمائیے آپنے فرمایا کہ تو چشمہ ہی اور اعمال نہرین ہین اگر کوئی چشمہ روشن ہوگا تو اُسکو نہرون کی تاریکی اور گدلاپن نقصان نہ پہونچاویگا لیکن اگر کوئی چشمہ تاریک ہوگا تو نہرون کی روشنی سے اسکے روشن ہونے کی کچھ امید نہوگی ہارون رشید نے کہا کہ اور کچھ زیادہ کیجیے آپنے فرمایا کہ اگر بیابان مین تجھے پیاس لگے اور تو پیاس سے قریب مرگ ہو اور اُسوقت پانی کا شربت تو پاوی تو کتنے کو خریدے ہارون رشید نے کہا کہ جس قیمت کو ملے آپنے فرمایا اگر وہ یہ کہے کہ مین آدھی بادشاہت کے عوض بیچتا ہون ہارون رشید نے کہا کہ مین آدھی بادشاہت دیدون اور اسکو خرید لون آپنے فرمایا کہ اگر پھر اُس پانی پینے کے بعد تیرا پیشاب بند ہو جاوے

اور بالکل بند ہو دے پیشاب تیرا کہ خوف ہلاکت کا ہو اور کوئی شخص آ کر اور کہے کہ مین تیرا علاج کرونگا مگر اس شرط پر کہ اگر تو اچھا ہو جاویگا تو آدھی بادشاہت لونگا تو تو کیا کرے ہارون رشید نے کہا کہ مین دیدونگا آپنے فرمایا تو پھر تو کیا فخر کرتا ہی ایسی بادشاہت پر کہ جسکی قیمت ایک گھونٹ پانی ہو اور وہ بھی ایسا کہ جب پیے تو پیشاب بند ہو جاوے اور لینے کے دینے پڑین ہارون رشید یہ سنکر رو دیا اور آپ کو بڑی تعظیم اور عزت کے ساتھ رخصت کیا پھر حضرت شقیق مکہ معظمہ مین گئے اور وہان بہت لوگ جمع ہوئے آپنے فرمایا کہ یہان روزی کی تلاش کرنا نادانی ہی اور روزی کیواسطے کام کرنا حرام ہے حضرت ابراہیم ادہم بھی وہان موجود تھے آپنے فرمایا کہ ای ابراہیم آپ معاش کسطرح حاصل کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رح نے فرمایا کہ کچھ چیز ملجاتی ہی تو شکر ادا کرتا ہون ورنہ صبر کرتا ہون حضرت شقیق رح نے یہ سنکر فرمایا کہ ہمارے کوچے کے کتون کا یہی خاصہ ہی کہ اگر انکو کوئی چیز دیتے ہین تو شکر گذار ہوتے ہین اور دم ہلاتے ہین اور کچھ نہین پاتے ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رح نے کہا کہ آپ کیا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اگر ہمکو کچھ ملتا ہی تو اسکو خیرات کرتے ہین اور اگر نہین ملتا تو شکر کرتے ہین ابراہیم ادہم اٹھے اور آپکے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا کی قسم آپ استاد ہین۔ جب آپ مکہ معظمہ سے بغداد مین تشریف لائے تو آپنے وعظ فرمایا اور آپ کا اکثر کلام توکل مین ہوتا تھا آپنے وعظ کے درمیان فرمایا کہ مین ایک بیابان مین اترا میرے پاس جیب مین چار دانگ چاندی تھی اور اب تک اسیطرح میری جیب مین پڑی ہے ایک جوان جو وہان موجود تھا اسنے اٹھکر کہا کہ یہ تو بتائیے کہ جب کہ چار دانگ جیب مین رکھتے تھے تو کیا خدا وہان موجود نہ تھا یا یہ کہ اسوقت خدا پر آپکو اعتماد نہ رہا تھا حضرت شقیق رح کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپنے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہی اور منبر پر سے اتر پڑے۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک بوڑھا آپکے پاس آیا اور کہا کہ مینے گناہ بہت کیے ہین اب مین یہ چاہتا ہون کہ توبہ کرون حضرت شقیق رح نے فرمایا کہ بہت دیر مین آیا بوڑھے نے کہا کہ مین تو ایسا خیال کرتا ہون کہ بہت جلد آیا کیونکہ جو شخص کہ موت سے پہلے توبہ کرنے کو آیا وہ ہر چند کہ آدمی ہی اسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ وہ بہت جلد آیا ہی حضرت شقیق رح نے یہ سنکر فرمایا کہ تو بہت ٹھیک قصد پر آیا اور تو نے سچ کہا۔ نقل ہے کہ حضرت شقیق رح نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا

کہ کہتے ہین کہ جو شخص کہ خدای تعالی پر اعتماد کرتا ہی اُسکی روزی اور نیک خوئی زیادہ ہوتی ہی اور اُسکا تن غنی ہوتا ہی اور اسکی عبادت مین وسوسی کو دخل نہین ہوتا ہی اور فرمایا کہ جو کوئی کہ معصیت مین مُبتلا کرتا ہو اسکی مثال ایسی ہی کہ ایک نیزہ لیکر خدا سے لڑتا ہی اور فرمایا کہ عبادت کی اصل خوف ہی اور امید اور محبت - اور فرمایا کہ خوف کی علامت ترک محارم ہی اور امید کی علامت عبادت پر ہمیشگی کرنا ہی اور محبت کی علامت شوق اور توبہ کرنا اور رجوع کرنا ہی اور فرمایا کہ جسمین کہ یہ تین چیزین نہین ہین دوزخ سے نجات نہ پائیگا امن اور خوف اور اضطرار - اور فرمایا کہ بندہ خائف وہ ہی کہ جسکو ہر دم اس بات کا خوف ہے کہ میری زندگی مین جو جو فعل مجھسے سرزد ہوئے ہین نہین معلوم کہ اُنکے عوض مین میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا اور فرمایا کہ عبادت کے دس حصے ہین نو حصے خلائق سے بھاگنا ہی اور ایک حصہ ہمیشہ خاموش رہنا اور فرمایا کہ آدمیونکی ہلاکت تین چیزین ہین ایک وہ کہ گناہ کرتا ہی توبہ کی امید پر اور دوسرے یہ کہ توبہ نہین کرتا زندگی کی امید پر اور تیسرے یہ کہ بغیر توبہ کے رہتا ہی رحمت کی امید پر - پس ایسا شخص کبھی توبہ نہین کرتا ہے اور فرمایا کہ حق تعالی طاعت وعبادت والونکو موت کی حالت مین زندہ کرتا ہی اور معصیت والون کو زندگی کی حالت مین مُردہ بناتا ہی اور فرمایا کہ تین چیزین فقر کے قریب ہین فراغت دل - اور آسانی حساب - اور آرام نفس - اور تین چیزین لازم تونگری ہین - رنج تن - اور شغل دل - اور سختی حساب - اور فرمایا کہ موت کیواسطے طیار رہنا چاہیے کیونکہ جب وہ آتی ہی تو پھر واپس نہین جاتی - اور فرمایا کہ جسکو کہ تو کوئی چیز دیتا ہی اگر تو اُسکو زیادہ دوست رکھتا ہی اُس چیز سے کہ اُسکو دیتا ہی تو تو دوست آخرت کا ہی ورنہ دوست دُنیا کا ہی اور فرمایا کہ مین کسی چیز کو مہمان سے عزیز زیادہ نہین رکھتا ہون - اسلیے کہ اُسکی روزی اور اشیا ہی با احتیاج اور جزا خدا پر ہے اور مین درمیان مین کوئی چیز نہین ہون اور فرمایا کہ جو کوئی نعمت سے تنگی مین پڑا اور وہ اُس تنگی کو فراغت سے بہتر نہ سمجھا تو اُسکو دو غم ہین - ایک غم دُنیا کا اور دوسرا غم آخرت کا اور جو کہ نعمت سے تنگی مین پڑا اور اُس تنگی کو نعمت سے غنیمت سمجھا اُسکے واسطے دو خوشیان ہین ایک دُنیا مین دوسری آخرت مین - لوگون نے کہا کہ کسطرح پہچانین کہ بندہ کا بھروسا خدا پر پورا پورا ہی اور وہ خدای تعالی کے احکام پر ثابت قدم ہی آپنے فرمایا کہ دیکھو

کہ جب اسکی دُنیا کی کوئی چیز فوت ہو جاوے تو اسکو غنیمت سمجھے اور فرمایا کہ اگر چاہتے ہو کہ مرد خدا کو پہچانو تو تم
چاہیے کہ دیکھو کہ وہ خدا کے وعدے پر بخوف زیادہ ہے یا لوگوں کی قدر پر بہت زیادہ ہے اور فرمایا کہ تقویٰ
تین چیزوں سے معلوم ہوتا ہے فرستادن اور منع کردن اور سخن گفتن سے اور فرمایا کہ فرستادن یعنی بھیجنا دین ہو
یعنے جو کچھ کہ تو نے بھیجا ہے وہ دین ہے۔ اور منع کرنا دنیا ہو کے یعنے جو مال کہ تجھکو دیوین تو نہ لیوے کیونکہ وہ دُنیا
ہے۔ اور بات کہنا دین اور دُنیا مین ہو وے مطلب اسکا یہ ہے کہ جو کچھ تو نے بھیجا وہ دین ہے یعنے احکام الٰہی کا
بجالانا اور منع کرنا دنیا ہے یعنے جن کاموں سے کہ منع کیا گیا ہے اُنسے دُور رہنا اور بات کہنا دونوں کو
گھیرنے والا ہے کیونکہ بات سے معلوم کرسکتے ہین کہ مرد دین مین ہے یا دُنیا مین اور آپ نے فرمایا کہ مین نے
سات سو عالموں سے پوچھا کہ خردمند یعنی عاقل کون ہے اور توانگر یعنے دولتمند کون ہے اور زیرک یعنے
دانا کون ہے اور درویش کون ہے اور بخیل کون ہے کل سات سو کے سات سو نے یہی ایک جواب دیا
کہ خردمند وہ ہے کہ دُنیا کو دوست نرکھے اور زیرک وہ ہے کہ دُنیا اسکو فریب نہ دے سکے اور توانگر وہ ہے کہ
خدا کی تقسیم اور قسمت پر راضی ہو وے اور درویش وہ ہے کہ اُسکے دل مین طلب زیادتی نہو اور بخیل وہ ہے کہ خدا کے
مال کو خلائق سے عزیز رکھے حضرت حاتم اصمؒ کہتے ہین کہ میں نے آپ سے وصیت کی درخواست کی اور کہا کہ آپ
مجھے ایسی وصیت کیجیے کہ نافع ہو آپنے فرمایا اگر وصیت عام چاہتا ہے تو زبان کو نگاہ رکھ اور کبھی کوئی بات
مت کہہ جب تک کہ اُس بات کا جواب اپنی ترازو مین ٹھیک اور درست نپائے اور اگر وصیت خاص چاہتا ہے
تو دیکھ اسوقت تک بات نہ کہنا کہ جب تک یہ نہ جان جاوے کہ اسکے نکہنے مین کوئی تباہی اور خرابی ہوگی
کہتے ہین کہ آپ نے ۱۵۳ھ مین وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ والسّلام۔

اٹھارھوان باب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ شرع اور ملّت کے چراغ وہ دین اور دولت کی شمع وہ نعمان ثابت حقائق وہ عمان جواہر معانی و دقائق وہ عارف

الٰہی و عالم خدانی وہ صوفی صافی دو جہان کے امام حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ برگزیدۂ جہان تھے اور
سچ تو یہ ہے کہ جنکی تعریف ہر زبان میں ہو رہی ہو اور ہر ملت میں مقبول ہوں انکی تعریف کا کسکو یارا ہے کہ کر سکے
آپ ریاضت اور مجاہدہ اور خلوت اور مشاہدہ کے اس درجہ کو پہونچے ہین کہ جسکی انتہا خدا ہی خوب جانتا ہے
اور آپ اصول طریقت اور فروع شریعت میں درجہ بلند اور نظر بزرگ رکھنے والے تھے اور آپ نے بہت سے بزرگ صحابیون
سے ملاقات کی جیسے کہ انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن الاسقع اور عبد اللہ الزہری
رضی اللہ عنہم اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مصاحبت رکھتے تھے اور فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادہم
اور بشر حافی اور داود طائی کے (اللہ کی رحمت ان سب پر ہو) آپ استاد تھے جسوقت کہ آپ حضرت
رسالت مآب سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کو گئے اور وہان پہونچکر کہا
کہ السلام علیک یا سید المرسلین تو جواب آیا وعلیک السلام یا امام المسلمین پس آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی
نقل ہے کہ جب آپ قبلہ حقیقی کیطرف متوجہ ہوئے اور لوگونکی طرف سے رخ پھیر لیا اور زاہدانہ لباس
پہنا تو ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہڈیان لحد
مبارک سے جمع کرکے بعض کو بعض سے جدا کرکے اپنے پاس اکٹھا کر رہے ہین آپ ہیبت سے جاگ پڑے
اور اس خواب کی تعبیر ابن سیرین رح سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ کے اصحابون سے تھے پوچھی تو انہون نے کہا کہ تم پیغمبر
علیہ السلام کے علم اور انکی سنت کے حفظ مراتب میں اس درجہ کو پہونچوگے کہ اسمین تصرف کروگے اور حدیث
صحیح کو حدیث سقیم سے جدا کرکے اسکو آشکارا کیا اور آپنے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا کہ ابو حنیفہ تجھکو
اسلیے زندہ کیا ہے کہ میری سنت کو ظاہر کرے پس تجھے گوشہ نشینی کا قصد نہ کرنا چاہیے اور آپ
مین احتیاط اس درجہ کی تھی کہتے ہین کہ اس زمانے کے خلیفہ نے کہ جسکا نام منصور تھا ایک
مجمع علما کیا تمام بغداد کے علما جمع ہوے لیکن شعبی رح کہ آپکے استاد تھے بوجہ پیری کے حاضر نہو سکے
خلیفہ نے ایک عہدنامہ لکھایا اور ایک خادم کے ہاتھ شعبی رح کے پاس بھیجا کیونکہ وہ قاضی وقت تھے
اور کہلا بھیجا کہ امیر المومنین کہتا ہے کہ اسپر اپنی گواہی ثبت کرو شعبی رح نے اپنی مہر گواہی اس کاغذ پر
کردی بعد اسکے دوسرے علما نے بھی اپنی گواہی اور دستخط سے اس کاغذ کو مزین کیا جبکہ وہ حضرت ابو حنیفہ رح

کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ امیر المومنین فرماتا ہے کہ اپنی گواہی اسپر لکھدو آپنے فرمایا کہ وہ کہاں ہے
خادم نے کہا کہ وہ اپنے محل میں ہے آپنے فرمایا کہ یا تو امیر المومنین یہاں آویں یا مَیں وہاں چلوں
تب گواہی درست ہو سکتی ہے خادم آپکے ساتھ سختی کرنے لگا کہ قاضی وقت نے اور دوسرے علما
نے تو اپنی گواہی لکھدی اور آپ ایسی ٹال مٹال بتاتے ہیں آپنے فرمایا کہ ہر ایک کا عمل اُسکے واسطے
ہے یہ بات خلیفہ کے کان تک بھی پہونچی خلیفہ نے شریح کو بلایا اور پوچھا کہ کیا گواہی میں دیدار
شرط ہے اُنھوں نے کہا کہ ہاں کہا تمنے مجھے کب دیکھا کہ اپنی گواہی اسپر لکھدی اُنھوں نے کہا کہ مَینے
آپکی معرفت کے اعتبار پر لکھدی اور مَینے نہ چاہا کہ آپکو تکلیف دوں خلیفہ نے یہ سُنکر کہا کہ یہ بات
حق سے دور ہے اور یہ جواب قضات سے بعید ہے بہتر ہے کہ عہدۂ قضات تم سے لے لیا جائے بعد اسکے
خلیفہ نے اندیشہ کیا کہ قاضی کسکو بنانا چاہیے اور مجلس شوریٰ کی تمام مشیروں نے چار آدمیوں
کی طرف کہ علما میں مشہور و معروف تھے اشارہ کیا ایک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے سُفیان رحمۃ اللہ علیہ
تیسرے شریح رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھے مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ نے اِن چاروں صاحبونکو طلب کیا
جبکہ چاروں راہ میں آرہے تھے حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مَیں آپ سب سے ایک حکمت کی بات کہتا
ہوں اُنھوں نے کہا کہ فرمائیے آپنے فرمایا کہ مَیں تو کسی حیلہ سے اس عہدۂ قضا کو اپنے سے دور دفع
کرونگا اور سُفیان تمکو چاہیے کہ تم بھاگ جاؤ اور مسعر اپنے آپکو دیوانہ بنا لیویں اور شریح قاضی ہو ویں
پھر سُفیان تو راہ سے بھاگ گئے اور ایک کشتی میں جا کر چھپے اور اہل کشتی سے کہا کہ مجھکو چھپا لو کیونکہ
اگر خلیفہ کے مَیں ہاتھ پڑ جاؤنگا تو وہ میرا سر کاٹیگا اس حدیث کی تاویل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جسکو کہ قاضی بنایا پس ذبح کیا اُسکو بغیر چھُری کے حاصل کلام ملاحوں نے اُنکو
پوشیدہ کیا اور یہ تینوں خلیفہ منصور کے پاس گئے پہلے اُسنے حضرت ابو حنیفہ رح سے کہا کہ آپکو عہدۂ قضا
قبول کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ ای امیر المومنین مَیں قوم عرب سے نہیں ہوں بلکہ اُنکا غلام ہوں عرب کے
سردار و سادات میرے فتوی پر راضی نہونگے جعفر جو اُس جلسے میں حاضر تھے کہنے لگے کہ اِس عہدے کو نسب سے کچھ
علاقہ نہیں بلکہ علم کی ضرورت ہے حضرت ابو حنیفہ رح نے یہ سُنکر کہا کہ مَیں آپسے کہتا ہوں کہ مَیں اِس کار کے

لائق نہین ہون اور دلیل اسکی یہ ہی کہ یہ جو مین کہتا ہون کہ مین اس کار کے لائق نہین ہون دو حال سے خالی نہین ہے یا تو سچ کہتا ہون یا جھوٹ کہتا ہون اگر سچ کہتا ہون تو ظاہر ہی کہ لائق اس کار کے نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹ بولنے والے کو مسلمانونکا قاضی بنانا نہ چاہیے اور آپ خلیفۂ وقت ہین یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ ایک جھوٹ بولنے والا آپ کا نائب ہو اور مسلمانون کے خون کا اعتماد اُسپر کیا جائے یہ کہکر آپنے وہانسے اپنے آپ کو چھڑایا۔ جب شعر کی باری آئی تو وہ آگے بڑھے اور خلیفہ کا ہاتھ پکڑے تپاک سے پکڑا اور کہا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی اور آپکے صاحبزادے کسطرح ہین یہ حالت دیکھکر خلیفہ منصور نے حکم دیا کہ اُنکو نکال دو معلوم ہوتا ہی کہ دیوانے ہین پھر شریح سے کہا کہ آپکو قضات اختیار کرنا چاہیے اُنھون نے کہا کہ مین ایک پاگل آدمی ہون میرا دماغ بہت کمزور ہے خلیفہ منصور نے کہا کہ آپ علاج کیجیے تاکہ یہ عارضہ رفع دفع ہو جاوے اور اُنکو عہدۂ قضا دیدیا۔ کہتے ہین کہ جبسے وہ قاضی ہوے حضرت ابو حنیفہ رح نے اُنسے جُدائی اختیار کی اور کبھی اُنکے ساتھ بات تک بھی نہ کی۔ نقل ہے کہ ایک لڑکون کی جماعت گیند سے کھیل رہی تھی اتفاق سے ایکبار اُنکا گیند حضرت ابو حنیفہ رح کے آگے مجمع مین آکر گرا کسی لڑکے کی یہ ہمت نہ پڑی کہ اُسکو وہانسے اُٹھا لاوے ایک لڑکے نے اُن لڑکونمین سے کہا کہ اگر تم مجھے کہو تو مین جا کر اُٹھا لاؤن پھر گستاخانہ جا کر اُس گیند کو اُٹھا لیگیا حضرت ابو حنیفہ رح نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑکا شاید حلالی نہین ہی لوگون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت جیسا کہ آپنے فرمایا تھا ویسا ہی تھا لوگون نے کہا کہ مسلمانون کے امام آپنے کسطرح جانا آپنے فرمایا کہ اگر حلالزادہ ہوتا تو حیا اُسکو مانع ہوتی۔ نقل ہے کہ ایک شخص پر آپ کا کچھ لینا تھا اُسی شخص کے محلہ مین آپکے ایک شاگرد نے انتقال کیا آپ اُسکے جنازے کی نماز کے واسطے گئے آفتاب بہت گرم تھا اور وہان کہین سایہ نتھا لیکن البتہ آپ کے قرضدار کی دیوار کے نیچے سایہ تھا لوگون نے آپ سے کہا کہ تھوڑی دیر یہان سایے مین تشریف رکھیے آپ نے فرمایا کہ اس مکاندار پر میرا کچھ قرض ہی مجھے اُسکی دیوار سے فائدہ اُٹھانا جائز نہین کیونکہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس قرض سے کچھ نفع لیا جاوے وہ سود ہے اگر مین اُسکی دیوار سے فائدہ کی امید کرونگا

تو وہ داخل سیاح وسُود ہوگا۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ کو ایک مجوسی نے محبوس کیا جبکہ آپ قیدخانہ مین تھے ایک شخص
ظالمون سے آیا اور کہا کہ میرا قلم بنا دیجیے آپنے فرمایا کہ مین نہ بناؤنگا اُسنے بہتیرا کہا لیکن کچھ مفید نہوا آخرکار
اُسنے پوچھا کہ آپ کیون نہین بناتے آپنے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اس قوم سے نہو جاؤن کہ حق تعالی نے
فرمایا ہی احشروا الذین ظلموا وازواجہم الخ یعنے جمع کرو انکو جنھون نے گناہ کیا ہی اور اُنکے جوڑون یعنی
مددگار ونکو اور اُنکو جو اللہ کے سوا اور کو پوجتے تھے اور اُنکو دوزخ کی راہ پر چلاؤ کہتے ہین کہ آپ ہر رات مین
تین سو رکعت نماز پڑھتے تھے ایک روز آپ کہین جا رہے تھے ایک عورت نے دوسری عورت سے جو اُسکے
ساتھ تھی کہا کہ یہ مرد ہر رات پانچسو رکعت نماز پڑھتا ہی آپ نے بھی اُسکی یہ بات سُنی اُسیوقت یہ نیّت کی
کہ آج سے پانچسو رکعت نماز پڑھونگا تاکہ اُسکا گمان سچ ہووے دوسرے روز آپ راہ مین جا رہے تھے
لڑکون نے آپس مین کہا کہ یہ مرد کہ جا رہا ہی ہر رات ایک ہزار رکعت نماز پڑھتا ہی آپنے یہ سُنا اور نیّت کی
کہ آج سے ایک ہزار رکعت نماز پڑھون گا۔ ایک روز آپکے ایک شاگرد نے آپ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین
کہ امام صاحب رات کو نہین سوتے آپ نے اُسیوقت یہ کہا کہ مینے یہ نیّت کی کہ آج سے رات کو
نہ سوؤن گا اُسنے پوچھا کہ کیون آپ نے فرمایا کہ خدای تعالی فرماتا ہی کہ بندے ہین کہ اُس چیز کی
تعریف کو کہ جو اُن مین نہین ہی پسند کرتے ہین پس ہرگز نہ جان کہ چھوٹین عذاب سے۔ اب مین کبھی
رات کو پہلو بھی نہ لگاؤن گا تاکہ اُس قوم سے نہون بعد اُسکے آپ نے تیس برس تک نماز صبح
عشاء کے وضو سے ادا کی نقل ہے کہ حضرت ابوحنیفہؒ کے زانو کا سر سجدون کی کثرت سے اونٹ
کے زانو کے مثل ہوگیا تھا۔ نقل ہے کہ حضرت ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مینے ایکبار ایک توانگر کی تعظیم
اُسکے مال کے لحاظ سے کی تھی میتے اُسکے کفارے مین ہزار قرآن ختم کیے اور کہتے ہین کہ جب کبھی کہ
آپ کو کوئی مسئلہ مشکل پیش آتا آپ چالیس بار قرآن ختم کرتے اُسکی برکت سے مشکل مسئلہ کہ آپ کو
درپیش ہوتا حل ہو جاتا۔ نقل ہے کہ محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ بہت صاحب جمال تھے ایکبار آپکی نظر
اُنپر پڑی بعد اُسکے آپنے کبھی اُنکی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا اور جب آپ اُنکو درس دیتے تو ایک ستون کے
پیچھے بٹھاتے اِس خیال سے کہ ایسا نہو کہ میری نظر اُنپر پڑ جاوے۔ نقل ہے کہ داؤد طائیؒ نے کہا کہ مین

بیس برس تک حضرت ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہا مینے کبھی اس عرصے میں آپ کو نہ تنہائی میں اور نہ جماعت میں دیکھا کہ آپ ننگے سر بیٹھے ہوں یا پانوں پھیلائے ہوں ایکبار مینے آپ سے عرض کیا کہ اے امام دین اگر آپ تنہائی کی حالت میں پانوں پھیلائیں تو کیا برائی ہے آپ نے فرمایا کہ تنہائی کی حالت میں خداے تعالی کے ساتھ ادب رکھنا بہت اچھی بات ہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ جا رہے تھے ایک لڑکے کو دیکھا کہ کیچڑ میں چل رہا ہے آپ نے فرمایا میاں لڑکے ذرا ہوش سے چلو ایسا نہو کہ تمھارا پانوں پھسلے اور گر پڑو لڑکے نے کہا کہ اے امام صاحب میں اکیلا ہوں اگر پھسلونگا بھی تو پھر سنبھل جاؤنگا لیکن آپ کو اسکا خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپ کا پانوں نہ پھسلے کیونکہ اگر پانوں پھسلے گا تو سارے مسلمانوں کو جو آپکے پیچھے چلے آرہے ہیں لغزش پہونچیگی اور اسوقت سب کا سنبھالنا دشوار ہوگا حضرت امام صاحب کو اُس لڑکے کی اس دانائی کی بات سے حیرت ہوئی اور آپ روئے اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ دیکھو خبردار اگر تمکو کسی مسئلے میں شک و شبہ پڑے اور کوئی روشن دلیل اُسکے بارے میں پاؤ تو تم ہرگز ہرگز اُسمیں میری پیروی نکرنا اور ایسا نکرنا کہ میری تقلید پر اپنی تحقیق سے باز رہو یہ نشان کمال انصاف کا ہے چنانچہ حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے بہتسے اقوال ہیں کہ مسائل میں اُن سے اختلاف ہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص کا لدار حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا اور ایسی کچھ عداوت رکھتا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جہود کہتا تھا یہ بات حضرت ابو حنیفہؒ کے کان تک پہونچی آپنے اُسکو بلایا اور کہا کہ میں تیری بیٹی کا فلانے جہود سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اُسنے کہا کہ آپ مسلمانوں کے امام ہوکر ایسی بات کو جائز رکھتے ہیں کہ مسلمان کی بیٹی کا جہود کے ساتھ نکاح کردیں تو ہرگز بھی اس بات کو جائز نہیں رکھتا حضرت ابو حنیفہؒ نے کہا سبحان اللہ تیرے جائز رکھنے سے کہ میں اپنی بیٹی جہود کو دینا نہیں چاہتا کیا ہوگا جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا ایک جہود کے ساتھ نکاح جائز رکھا وہ مالدار فی الفور سمجھ گیا کہ یہ کیا بات ہے اور اپنے اُس اعتقاد سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتا تھا ایکبارگی پلٹ گیا اور توبہ کی اور یہ سب حضرت امام صاحبؒ کی برکتوں سے ہوا۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ حمام میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ بالکل

لگا چلا آیا بعض نے کہا کہ یہ فاسق ہے اور بعض نے کہا کہ یہ دہریہ ہے حضرت ابو حنیفہؒ نے اپنی دونون
آنکھیں بند کرلیں اس مرد نے یہ دیکھکر کہا کہ ای امام آپ کی آنکھونکی روشنائی کب سے لے لیگئی آپ نے
فرمایا جب سے کہ تجھ سے پردہ چھپنا گیا اور آپ نے فرمایا ہی کہ جب کوئی کسی قدری کے ساتھ مناظرہ کرے
تو دو باتین ہین یا تو کافر ہوجاوے یا اپنے مذہب سے درگذری کیونکہ اگر وہ کہے گا کہ خدا نے چاہا کہ اسکا
علم اُن مین راست ہووے اور اُسکا معلوم علم کے ساتھ برابر ہووے یہ شکر کہے گا نہین تو کافر ہوجاویگا اور
اگر کہے گا کہ ہان چاہا تو مذہب سے دور پڑیگا اور فرمایا کہ مین بخیل کی تعدیل نہین کرتا اور نہ اُسکی
گواہی سنتا ہون کیونکہ بخل اُسکو اس بات پر آمادہ کرتا ہی کہ طلب و تقاضا کرے اور اپنے حق سے
زیادہ لیوے نقل ہے کہ ایک مسجد تعمیر کرتے تھے لوگون نے تبرک کے طور پر حضرت امام صاحبؒ سے
بھی کچھ طلب کیا حضرت امام صاحبؒ کو یہ گران معلوم ہوا لوگون نے عرض کیا کہ ہماری غرض تبرک ہی
جو کچھ آپ کا دل چاہی دیدیجیے آپ نے بڑی کراہت کے ساتھ ایک درم دیا آپ کے شاگردون نے یہ دیکھکر کہا
کہ حضرت آپ تو بڑے کریم اور عالم ہین اور سخاوت مین اپنا ثانی نہین رکھتے اسکی کیا وجہ ہی کہ آپ کو
اسقدر زر دینا اتنا گران ہوا آپ نے فرمایا کہ مال کا کچھ خیال نہ تھا لیکن مین اس بات کو
یقین سے جانتا ہون کہ حلال کا مال کبھی پانی اور مٹی مین خرچ نہین ہوگا اور مین اپنے مال کو حلال
سمجھتا ہون جب انھون نے مجھ سے کچھ طلب کیا تو مجھکو اس بات کے خیال سے کراہت پیدا ہوئی
کہ اس دینے سے میرے مال مین بھی شک و شبہہ پیدا ہوتا ہی اور اس سبب سے مین نہایت رنجیدہ تھا
کہتے ہین کہ چند روز نگذرے تھے کہ وہ لوگ آپ کا درم آپ کے پاس واپس لائے اور کہا کہ یہ تو
کھوٹا ہے حضرت امام اعظمؒ نے لے لیا اور بہت خوش ہوئے نقل ہے کہ ایک روز آپ بازار
مین چلے جاتے تھے ناخن کے برابر مٹی اڑکر آپ کے لباس پر آپڑی آپ اُسیوقت دجلے کے
کنارے گئے اور اس مٹی کو خوب مل مل کر دھویا لوگون نے کہا کہ حضرت آپ تو اس کے برابر
نجاست کو جامے پر جائز بتاتے ہین اور خود اسقدر مٹی کو دھوتے ہین آپ نے فرمایا تم صحیح کہتے ہو
وہ فتوی ہی اور یہ تقوی ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو آدھی روٹی ذخیرہ

کرنے کی اجازت نہ دی تھی حالانکہ خود اپنی بیبیوں کے واسطے ایکسال کا ذخیرہ رکھا کئے ہیں کہ جب
داود طائی منتدا ہوئے تو حضرت امام صاحب سے کہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ تجھکو علم پر
عمل کرنا چاہیے کیونکہ جس علم پر کہ تو عمل نہ کرے وہ ایک جسم بے روح کے مثل ہے کہتے ہین کہ خلیفہ
وقت نے حضرت عزرائیل علیہ السّلام کو خواب مین دیکھا اس سے پوچھا کہ میری زندگی اور کس قدر
باقی ہے ملک الموت نے پانچ انگلیون سے اشارہ کیا آسنے اس خواب کی تعبیر بہت لوگونسے پوچھی
لیکن کسی نے واضح طور پر نہ بتائی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بلایا آپ نے فرمایا کہ اُسنے
پانچ علمون کیطرف اشارہ کیا ہے اور اُن پانچ علمونکو کوئی نہین جانتا اور وہ پانچون اس آیت
مین ہین کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے بیشک خدا ہی کو قیامت کا علم ہے کہ وہ کب ہوگی اور
بارش کا علم اور حاملہ کے پیٹ کا علم اور آنیوالے دن کے کام کرنے کا علم اور موت کا علم کہ آدمی کس
سرزمین مین مریگا۔ نقل ہے کہ شیخ ابوعلی بن عثمان الجلالی رح نے کہا کہ مین ملک شام مین تھا ایکبار
مین حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کی قبر پر سوتا تھا مینے کیا دیکھا کہ مین مکے مین ہون اور حضرت
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے داخل ہوے اور آپ ایک بوڑھے کو بڑی شفقت سے اپنی
مبارک گود مین لیے تھے مینے دوڑکر آنحضرت کے مبارک قدمون کو بوسہ دیا اور مین اس عجب مین تھا
کہ یہ بوڑھے شخص کون ہین کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باطن کے کشف سے اس
میری حیرانی کو دریافت فرمالیا اور فرمایا کہ یہ مسلمانون کا امام اور تیرے ملک کا باشندہ ہے یہ وہی ہے کہ جسکو
تم لوگ ابوحنیفہ کہتے ہو۔ نقل ہے کہ نوفل رح بن حیان نے کہا کہ جب حضرت امام ابوحنیفہ رح نے وفات
کی تو مینے ایک خواب دیکھا کہ میدان قیامت ہے اور ساری خلائق حساب گاہ مین استادہ ہین اور حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حوض کوثر پر تشریف فرما ہین اور آپکے داہنے اور
بائین جملہ بزرگان دین استادہ ہین اور مینے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جو بہت صاحب جمال تھے
اور اُنکی ڈاڑھی اور سر سفید برف سا تھا اور وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روی مبارک پر
منھ رکھے تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے

برابر کھڑے تھے میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ مجھے پانی مرحمت فرمایئے حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دینگے میں نہ دونگا پھر حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکو پانی دیدیجیے حضرت امام صاحب نے ایک کٹورا بھر کر پانی کا مجھکو عنایت کیا میں نے اور تمام یاروں نے اس کٹورے سے خوب چھک کر پانی پیا اور وہ کٹورا جیسا کہ لبریز تھا ویسا ہی رہا اسمیں سے ذرا بھی پانی کم نہوا پھر میں نے کہا کہ یہ جو بزرگ پیر مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف ہیں کون ہیں فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اسیطرح میں پوچھتا رہا اور انگلیوں پر گنتا رہا یہانتک کہ میں نے سترہ شخصوں کو پوچھا جب میں جاگا تو میں اپنی سترہ پوروں کو باندھے تھا یحیی معاذ رازی فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا میں نے کہا آپکو کہاں طلب کرونگا آپ نے فرمایا نزدیک علم ابوحنیفہ رح کے۔ اور آپکے مناقب بہت ہیں اور مجاہدات بیشمار اور تمام میں مشہور ہیں حاجت بیان نہیں لہذا اسی پر ہمنے ختم کیا۔

انیسواں باب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شریعت اور طریقت کے سلطان و محبت اور حقیقت کے برہان و اسرار الہی کے مفتی و انوار نامتناہی کے مہدی و وارث دین نبی شافعی مطلبی رضی اللہ عنہ ابن محمد جیسے شخص تھے کہ آپکے اوصاف بیان کرنیکی حاجت نہیں کیونکہ سارا جہان آپکے شرح صدر سے پر نور ہوا اور فضائل اور پسندیدہ خصائل اور مناقب آپکے بہت ہیں آپ کا یہی وصف کافی ہے کہ آپ شجر نبوی کی شاخ ہیں اور روضہ مصطفوی کے میوہ ہیں آپ فراست اور کیاست میں یکتا تھے اور مروت اور فتوت میں بیمثل تھے کیونکہ آپ کریم جہان بھی تھے اور فیاض زمان بھی تھے آپ افضل وقت بھی تھے اور اعلم عہد بھی تھے حجۃ الائمہ من قریش بھی اور مقدم قدموا القریش بھی آپ کی ریاضات اور کرامات اسقدر نہیں ہیں کہ اس کتاب میں سما سکیں بلکہ انکے لکھنے کیواسطے ایک دفتر چاہیے آپ تیرہ ۱۳ برس کی عمر میں خانہ کعبہ میں کہتے تھے سلونی ما شئتم اور پندرہ برس کے جب ہوئے تو فتوی دیتے تھے حضرت امام احمد حنبل رح

کر امام جہان کے تھے اور تین لاکھ حدیثین اُنکو یاد تھین آپکے پاس آکر شاگرد ہوے اور سر برہنہ
آپ کی غاشیہ برداری کرتے تھے ایک قوم نے اسپر اعتراض کیا کہ اس درجے کا شخص کہ محدث ہو
ایک پچیس برس کے لڑکے کے آگے مودب بیٹھتا ہو اور مشائخون اور اُستادون کی صحبت ترک کرتا ہو
حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو کچھ ہمکو یاد ہو اُسکے معانی وہ جانتا ہو اگر وہ ہم مین
نہ آتا تو ہم دروازے ہی پر پڑے رہ جاتے کیونکہ احادیث اور آیات کی حقیقتین اور جو کچھ کہ اُس نے
پڑھا ہو اُسکو جیسا کہ اُسکے سمجھنے کا حق ہو اُسنے سمجھا ہو اور ہم سواے حدیث کے نہین جانتے۔ اور
وہ ایک آفتاب ہو جہان کے واسطے اور ایک عافیت ہے خلق کے لیے اور بھی حضرت امام احمد حنبل رح نے
سلامت ۱۲
فرمایا کہ فقہ کا دروازہ خلق پر بستہ تھا حق تعالیٰ نے وہ دروازہ اُنکے سبب سے کُشادہ کیا اور یہ
بھی حضرت امام احمد حنبل رح نے فرمایا کہ مین کسی ایسے شخص کو نہین جانتا ہون کہ اُسکا احسان اسلام پر
اس زمانے مین امام شافعی رح سے بزرگتر ہو اور بھی حضرت امام احمد حنبل رح نے فرمایا کہ امام شافعی رح
فیلسوف ہین چار علم مین یعنی علم لغت اور علم اختلاف النّاس اور علم فقہ اور علم معانی مین۔ اور
بھی حضرت امام احمد حنبل رح نے فرمایا اس حدیث کے بارے مین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہر سو برس کے شروع ایک ایسے شخص کو آمادہ واستادہ کرینگے کہ میرا دین خاص اُس سے سیکھے گی پس
وہ شخص شافعی رح ہین اور ثوری رح فرماتے ہین کہ اگر حضرت امام شافعی رح کی عقل کا مقابلہ اُس زمانے کے
لوگونکی عقل کے ساتھ کیا جاتا تو حضرت امام شافعی رح ہی کی عقل غالب پائی جاتی اور بلال خواص کہتے
ہین کہ مینے حضرت خضر سے پوچھا کہ آپ حضرت امام شافعی رح کے حق مین کیا فرماتے ہین اُنھون نے کہا
کہ وہ اوتاد سے ہی کہتے ہین کہ آپ ابتدا مین کسی جلسہ عروسی یا دعوت مین نہین جاتے تھے اور ہمیشہ
گریان اور سوزان رہتے تھے اور آپ بچپن ہی کی حالت مین گویا کہ بزرگون کا سا خلعت زیب کیے
تھے اور اکثر اوقات سلیم راعی کی صحبت مین بسر کرتے تھے تب سے قوت تصرف آپ مین زیادہ ہوئی
یہانتک کہ تصرف مین سب پر سبقت لیگئے جیسا کہ عبد اللہ انصاری رح کہتے ہین کہ حالانکہ مین شافعی مذہب
نہین ہون لیکن حضرت امام شافعی رح کو بہت دوست رکھتا ہون اسلیے کہ مین اُنکے حسن مقام مین

غور کرتا ہون تو انکو سب سے آگے پاتا ہون۔ نقل ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا مجھ سے آنحضرتؐ نے استفسار فرمایا کہ اے لڑکے
تو کون ہی مینے کہا یا رسول اللہ ایک آپ کی اُمت سی ہون آپ نے فرمایا کہ قریب آ مین آپکے نزدیک
گیا آپنے اپنے دہن مبارک کا لعاب لیا مینے اپنا منھ کھولا آپنے میرے منھ مین ڈالدیا پھر آپنے فرمایا
کہ اب جا خدای تعالی تجھپر فضل و برکت فرماوے اور مینے اُسیدم حضرت علی مرتضیٰ کو خواب مین دیکھا کہ آپنے
اپنی انگشتری انگلی سے اُتار دی اور میری اُنگلی مین پہنادی اور اُسکی برکت سے حضرت علی مرتضیٰؑ کے
علم نے بھی مجھ مین سرایت کی جیسا کہ نقل کی ہی کہ حضرت امام شافعیؒ چھہ برس کے تھے کہ آپ مکتب مین
جاتے تھے اور آپ کی والدہ شریفہ زاہدہ تھین اور اولاد بنی ہاشم سے تھین لوگ امانت اُن کے پاس
دھر جایا کرتے ایکروز دو شخص آئے اور ایک جامہ دان اُنکو سونپا بعد اِسکے ایک اُن دو شخصون سی آیا
اور کہا کہ وہ جامہ دان دیدیجیے اُنھون نے اُسکو دیدیا پھر چند روز کے بعد وہ دوسرا آیا اور جامہ دان
طلب کیا اُنھون نے فرمایا کہ تمھارا ساتھی آیا اور لیگیا اُسنے کہا کہ کیا ہمنے آپ سے یہ نہین کہا تھا کہ جب تک
کہ ہم دونون نہ آئین مت دینا اُنھون نے کہا کہ ہان بیشک تمنے یہ کہا تھا اُس مرد نے کہا کہ پھر آپنے کیون
دیدیا آپ کی والدہ شریفہ ملول ہوئین اِتنے مین حضرت امام شافعیؒ آگئے پوچھا کہ اماں آپ رنجیدہ کیون
ہین اُنھون نے حال بیان کیا حضرت امام شافعیؒ نے سنکر کہا کہ کچھ پروا نہین ہے مدعی کہان ہی تاکہ مین
اُسکو جواب دون مدعی حاضر تھا اُسنے کہا کہ مین ہون حضرت امام شافعیؒ نے اُس سے کہا کہ تمھارا جامہ دان
دھرا ہی اپنے ساتھی کو بلا لاؤ اور جامہ دان لیجاؤ وہ مرد حیران ہوا اور قاضی صاحب کا پیادہ کہ اُسکے
ساتھ آیا تھا وہ بھی آپ کا جواب سنکر دنگ رہا اور دونون چلے گئے بعد اِسکے حضرت امام شافعیؒ امام
مالکؒ صاحب کی شاگردی مین داخل ہوے اُسوقت حضرت امام مالکؒ کی عمر ستر برس کی تھی کہتے
ہین کہ آپ جناب امام مالکؒ صاحب کے دروازے پر کھڑے رہتے اور جو فتوی کہ حضرت امام مالکؒ لکھتے
اُسکو دیکھتے اگر اُسمین کچھ خلاف پاتے تو مستفتی سے کہتے کہ واپس لیجاؤ حضرت امام مالکؒ سے کہو
کہ اسمین احتیاط ضرور ہی جب وہ غور فرماتے تو حق بجانب حضرت امام شافعیؒ پاتے اور حضرت امام مالکؒ

اِس بات سے نہایت خوش ہوئے۔ اُسوقت وہانکا خلیفہ ہارون رشید تھا۔ نقل ہے کہ ایک رات ہارون رشید اور اسکی بیوی مین کہ جسکا نام زبیدہ خاتون تھا کچھ بحث و تکرار ہوئی کمبین زبیدہ خاتون کے منھ سے نکل گیا کہ اے دوزخی ہارون رشید نے یہ سنکر کہا کہ اگر مین دوزخی ہون تو تجھے طلاق ہے اور اسیوقت ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئی لیکن چونکہ ہارون رشید کو زبیدہ خاتون کے ساتھ نہایت محبت تھی اُسکی جُدائی مین بہت بیچین ہوا منادی کرا کے بغداد کے جملہ عُلما کو حاضر کیا اور اِس مسئلے کا فتوی چاہا کوئی اسکا جواب نہ لکھ سکا سب نے متفق ہوکر یہی کہا کہ خدا کو معلوم ہے کہ ہارون رشید دوزخی ہے یا بہشتی۔ ایک لڑکا اُن عُلما کی جماعت سے کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جواب دون سب لوگ حیرت مین ہوگئے سب نے کہا کہ شاید دیوانہ ہے بھلا جبکہ ایسے ایسے زبردست عالم عاجز ہین یہ بیچارہ کیا ہے کہ جواب دیگا ہارون رشید نے اُس لڑکے کو اپنے روبرو بلایا اور کہا کہ جواب دو اُس لڑکے نے کہ وہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تھے کہا کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھکو آپکی ضرورت ہے ہارون رشید نے کہا کہ مجھکو تیری ضرورت ہے یہ سنکر امام شافعی رح نے کہا کہ آپ تخت سے نیچے اُتر آئیے کیونکہ عُلما کا رُتبہ بلند تر ہے خلیفہ نے آپکو تخت پر بٹھایا اور خود تخت سے نیچے اُتر آیا پھر حضرت امام شافعی رح نے کہا کہ پہلے تو میرے ایک سوال کا جواب دو بعد کو مین تیرے مسئلے کا جواب دونگا ہارون رشید نے کہا کہ تیرا سوال کیا ہے حضرت امام شافعی رح نے کہا کہ کبھی تو کسی گناہ سے باوجود اُسکی قدرت رکھنے کے خدا کے خوف سے اُسکے کرنے سے باز بھی رہا ہے ہارون رشید نے کہا کہ ہان خدا کی قسم مین باوجود قدرت رکھنے کے خدا کے خوف کے سبب سے کرنے سے باز رہا یہ سُنکر حضرت امام شافعی رح نے فرمایا کہ مین فتوی دیتا ہون کہ تو اہل بہشت سے ہے سارے عُلما ایکبار پکار اُٹھے کہ کس دلیل سے اور کون حُجت سے۔ حضرت امام شافعی رح نے فرمایا کہ قرآن مجید سے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ہ یعنے جس شخص نے کہ گناہ کا قصد کیا اور پھر خدا کے خوف سے اُس سے باز رہا بس تحقیق بہشت جائے اُسکی ہے۔ سارے عُلما یہ سُنکر واہ واہ کرنے لگے اور کہا کہ جسکا لڑکپن مین یہ حال ہے نہین معلوم کہ جوانی مین کس درجے کا شخص ہوگا۔ نقل ہے کہ حضرت شافعی رح

نے اپنی عمر بھر کبھی بھول کر بھی حرام نوالہ منہ میں نہ ڈالا اور ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ نے ایک لشکر کے آگے قیام کیا آپ نے اُسکے کنارے میں چالیس رات صبح تک نماز ادا کی۔ **نقل ہے** کہ ایک بار حضرت شافعیؒ درس کے وقت دس بار کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھے اُستاد نے پوچھا کہ کیا حال ہے آپ نے کہا کہ ایک سید زادے دروازے پر کھیل رہے ہیں جبکہ وہ میرے مقابل آتے ہیں تو میں اُنکی تعظیم کو اُٹھتا ہوں کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے میرے آگے آویں اور میں اُنکی تعظیم کو نہ اُٹھوں۔ **نقل ہے** کہ ایک مرتبہ کسی نے مال بھیجا تاکہ مکہ معظمہ کے مجاوروں کو تقسیم کردیویں حضرت شافعیؒ بھی وہاں موجود تھے کچھ اُس مال سے آپکے سامنے بھی لیگئے اور کہا اسکو قبول کیجیے آپ نے فرمایا کہ جسکا یہ مال ہے اُسنے کیا کہا ہے لوگوں نے کہا کہ اُسنے وصیت کی ہے کہ یہ مال پرہیزگار درویشونکو تقسیم کرو آپنے فرمایا کہ یہ مال مجھکو لینا جائز نہیں کیونکہ میں پرہیزگار و متقی نہیں ہوں **نقل ہے** کہ ایکبار آپ صنعا سے مکہ معظمہ کو آئے آپکے پاس دس ہزار دینار تھے لوگوں نے کہا کہ آپ اس سے ایک زمین مزروعہ خرید لیویں یا بھیڑ بکریاں بدین آپ نے مکہ معظمہ سے باہر قیام کیا اور اُس زر کا زمین پر ڈھیر لگادیا جو شخص کہ آتا تھا ایک مٹھی بھر کر اُسکو دیتے تھے یہانتک کہ ظہر کی نماز کے وقت تک کچھ باقی نہ رہا۔ **نقل ہے** کہ سلطان روم ہر سال ہارون رشید کو مال بھیجا کرتا تھا اُسنے ایک سال چند رہبانوں کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ خلیفہ حکم دیوے کہ ان رہبانوں سے وہانکے علما بحث کریں اگر علما اُنپر غالب آئے تو تو مال مقررہ برابر دیتا رہونگا ورنہ نہیں دونگا الغرض چار سو رہبان آئے اور خلیفہ نے حکم دیا تو منادی کی اور ساری عالم بغداد کے دجلہ کے کنارے حاضر ہوئے پھر ہارون رشید نے حضرت امام شافعیؒ کو طلب کیا اور کہا کہ اُنکا جواب آپ کو دینا چاہیے حضرت امام شافعیؒ نے یہ سنکر اپنا مصلےٰ کندھے سے اُتار کر پانی کی سطح پر بچھایا اور آپ اُسپر جا بیٹھے اور فرمایا کہ جو شخص کہ ہمسے بحث کرنا چاہتا ہے وہ یہاں آکر ہمسے بحث کرے راہبوں نے جبکہ یہ حال دیکھا سب کے سب مسلمان ہوگئے اور یہ خبر قیصر روم کو پہونچی کہ وہ سب مسلمان ہوگئے اور انہوں نے حضرت شافعیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اُسنے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ مرد یہاں نہ آیا اگر یہاں آتا تو میں

یقیناً کہتا ہون کہ سارا روم مسلمان ہوجاتا اور کوئی بھی زنّار دار نرہتا۔ نقل ہے کہ حضرت امام شافعیؒ آغاز جوانی مین مکۂ معظمہ مین رہتے تھے مدت دراز تک آپ لباس پریشانہ مین رہی ایکبار لوگون نے آپ کو دیکھا کہ آپ خانۂ کعبہ کی چاردیواری مین چاندنی مین بیٹھے کتاب کے اجزا مطالعہ فرمارہے ہین اور کعبے کے قریب شمع روشن ہی لوگون نے کہا کہ آپ شمع کی روشنی مین کیون مطالعہ نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ وہ شمع واسطے کعبے کے روشن کی گئی ہی مین اسکی روشنی مین مطالعہ نہین کرسکتا ہون نقل ہے کہ چند لوگون نے ہارون رشید سے جاکر کہا کہ حضرت امام شافعیؒ کو قرآن حفظ نہین ہے اور درحقیقت ایسا ہی تھا لیکن آپکی قوت حافظہ اس درجہ کی تھی کہ ہارون رشید نے چاہا کہ آپ کا امتحان کرے رمضان شریف کے مہینے مین آپکو امام بنایا حضرت شافعیؒ ہر روز ایک پارہ قرآن مجید کا دن مین مطالعہ کرتے اور رات کو تراویح مین پڑھتے یہانتک کہ رمضان شریف ہی کے مہینے مین سارا قرآن مجید حفظ کرلیا۔ کہتے ہین کہ حضرت امام شافعیؒ کے زمانے مین ایک عورت صاحب جمال تھی حضرت شافعیؒ نے چاہا کہ اسکو دیکھین آپ نے سو دینار پر اُسکے ساتھ عقد کیا اور صورت دیکھنے کے بعد اُسکا مہر اُسکے حوالے کرکے اُسکو طلاق دیدی حضرت احمد حنبلؒ کے مذہب مین جو شخص کہ ایک نماز قصداً ترک کرے کافر ہوجاتا ہی اور حضرت امام جہان شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا نہین ہوتا لیکن البتہ اُنکے یہان اُسکو یعنے تارک صلوٰۃ کو ایسا عذاب کرین کہ کافرون پر بھی ویسا عذاب جائز نہین۔ حضرت امام شافعیؒ نے حضرت امام احمد حنبلؒ سے پوچھا کہ جب کوئی ایک نماز قصداً ترک کرنے سے کافر ہوجاتا ہی تو آپ فرمائیے کہ ہم کیا کرین کہ وہ پھر مسلمان ہوجاوے حضرت امام احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ نماز ادا کرے حضرت شافعیؒ نے فرمایا کہ جب وہ کافر ہی تو اُسکی نماز درست کیسی ہوسکتی ہی حضرت امام احمد حنبلؒ خاموش ہورہے اور اس قسم کی بہت سی باتین اسرار فقہ مین ہین اور سوال و جواب بہت سے ہین لیکن اس کتاب مین اُن باتون کی گنجایش نہین جسکو شوق ہو اسرار فقہ دیکھے۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہی کہ جس عالم کو دیکھو کہ تاویلات کیطرف بہت رجوع ہی جان لو کہ اُسکو کچھ نہین آتا ہی اور فرمایا کہ مین ایسے شخص کا غلام ہون جس نے کہ مجھکو ایک حرف ادب کا تعلیم کیا ہی۔ نقل ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین کسی نالائق کو علم سکھاتا ہی وہ علم کے حق کو برباد کرتا ہی اور جو شخص کہ ایسے شخص سے کہ جسکو علم سکھانا چاہیے علم کو عزیز

رکھتا ہی وہ ظلم کرتا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت امام شافعی رحنے فرمایا کہ اگر دنیا کو ایک روٹی کے عوض میرے ہاتھہ بیچین تو مین نہ خریدون۔ اور فرمایا کہ ہر ایک کو ہمت ایسی رکھنی چاہیے کہ اُس چیز کی قیمت کہ اُسکے پیٹ مین جاتی ہو ایسی سمجھے کہ اُسکے پیٹ سی باہر آتی ہو ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام شافعی رح سے کہا کہ آپ مجھکو کچھہ نصیحت فرمایئے آپنے فرمایا کہ زندون کے مال پر اتنی آرزو کر کہ جتنی مُردون کے مال پر کرتے ہین یعنی تو ہرگز یہ بات کہا کر مینے فلان شخص کے برابر مال جمع نہین کیا افسوس مت کر کیونکہ جسنے جمع کیا سواے اسکے کہ حسرت سے چھوڑ گیا اور اُس مال سے کیا حاصل کیا بلکہ تو اسکی آرزو کرکے افسوس کر کہ کاشکے جسقدر عبادت کہ اُسنے کی مین بھی کرتا دوسرے یہ کہ مُردے پر کوئی رشک و حسد نہین کرتا پس زندے پر حسد نکرنا چاہیے کیونکہ یہ زندہ بھی ایک روز مرنیوالا ہی۔ نقل ہے کہ حضرت شافعی رحنے ایکروز اپنا وقت گم کیا تھا آپ اُسوقت کی تلاش مین ہر مقام یعنی ویرانون اور مسجد اور بازار اور مدرسے مین پھرے لیکن کہین اُسکا پتا نہ پایا آپ اُسی پھرنے کی حالت مین ایک خانقاہ مین گذرے دیکھا کہ ایک صوفیون کی جماعت وہان بیٹھی ہو ایک نے اُن صوفیون سے کہا کہ وقت کو عزیز رکھو کیونکہ وقت گیا ہوا پھر ہاتھہ نہین آتا حضرت شافعیؒ نے یہ سُنکر اپنے خادم کیطرف نظر کی اور فرمایا کہ مینے اپنے کھوئے ہوئے وقت کو پایا تو بھی غور سے سُن کہ کیا کہتے ہین شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی کہ حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام عالم کا علم میرے علم تک نہین پہونچا اور میرا علم صوفیون کے علم تک نہ پہونچا اور صوفیون کا علم اُنکے پیر کے علم کی ایک بات تک نہ پہونچا کہ فرمایا کہ اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ یعنے وقت موجود مثل تلوار کاٹنے والی کے ہی حضرت ربیع رح فرماتے ہین کہ مینے خواب مین حضرت شافعی رح کی موت سے چندروز پہلے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے وفات فرمائی ہو اور لوگ چاہتے ہین کہ اُنکا جنازہ باہر نکالین مین جاگ پڑا اور ایک تعبیر بتانے والے سے اسکی تعبیر پوچھی اُسنے کہا کہ جو کوئی کہ بہت بڑا عالم زمانے کا ہی وفات کریگا کیونکہ علم خاصیت آدم علیہ السلام ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا یعنی سکھلائے آدم کو اُن سب چیزون کے نام پس اُن ہی دنون مین حضرت شافعی رحنے وفات پائی۔ نقل ہے کہ حضرت شافعی رحنے اپنے وفات کے وقت وصیت کی

کہ فلان شخص سے کہنا کہ مجھکو غسل دیوے اور وہ شخص مصر مین تھا جب واپس آیا تو اس سے کو کون نے کہا کہ حضرت امام شافعیؒ نے اسطرح وصیت کی تھی اُسنے کہا کہ اُنکا وصیت نامہ لاؤ جب لائے تو آپ ستر ہزار درم کے قرضدار تھے اس مردنے وہ قرض ادا کیا اور کہا کہ میرا آپ کو غسل دینا یہی تھا ربیع بن سلیمانؒ نے کہا کہ مینے حضرت شافعیؒ کو خواب مین دیکھا مینے پوچھا کہ خدای عزوجل نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا کہ مجھکو سونے کی کرسی پر بٹھایا اور سونا اور موتی مجھپر نچھاور کیے اور ستانوے ہزار دینار مجھکو عطا کیے اور مجھپر بیحد رحمت فرمائی کہتے ہین کہ آپنے ۲۰۴ہجری مین ۵۴ برس کی عمر مین اس عالم فانی سے وفات فرمائی اور واصل بحق ہوے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

بیسوان باب حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ دین و سنت کے امام وہ مذہب و ملت کے مقتدا وہ دریاے علم کے جہاز وہ کفایت بزرگی کے مکان وہ تیغ زمانہ کے صاحب وہ ورع یگانہ کے صاحب وہ معنی آخر اور اول۔ امام بحق احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ شیخ سنت و جماعت تھے اور امام دین اور دولت کسی شخص کو علم احادیث مین وہ حق نہین ہے جو انکو ہے ورع اور تقوی اور ریاضت اور کرامت مین مرتبہ بزرگ رکھتے تھے اور صاحب فراست تھے اور مستجاب الدعوات اور سب نے آپ کو مبارک اور بزرگ بوجہ رشد و انصاف کے مانا ہے اور جو کچھ کہ آپ پر افترا کیا ہے آپ اُس سے پاک اور صاف ہین کہتے ہین کہ ایکروز آپکے صاحبزادے نے اس حدیث کے معنی کہ خَمَّرَ طِینَۃَ آدَمَ بِیَدِہٖ یعنے (خمیر کیا ہے مٹی آدم کا اپنے ہاتھ سے) کہنے کے وقت اپنا ہاتھ آستین سے باہر نکالا حضرت احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تو ید اللہ یعنی اللہ کا ہاتھ کہے اپنے ہاتھ سے اشارہ مت کر اور آپنے بہت سے مشائخون سے جیسے کہ ذوالنونؒ اور بشر حافیؒ اور سری سقطیؒ اور معروف کرخیؒ اور مانند انکی سے ملاقات کی اور حضرت بشر حافیؒ نے فرمایا کہ امام احمد حنبل مین جو خصلتین ہین مجھ مین نہین ہین ایک تو یہی ہے کہ وہ حلال طلب کرتے ہین اپنے واسطے بھی اور اپنے بال بچون کے واسطے بھی اور مین صرف اپنے ہی واسطے طلب کرتا ہون

حضرت سری سقطی رح کہتے ہین کہ حضرت امام احمد حنبل ہمیشہ اپنی زندگی مین معتزلہ کے طعن سے مضطرب رہا کرتے تھے اور جبکہ آپ نے وفات پائی تمام باتون سے بری و پاک تھے نقل ہے کہ جب بغداد مین معتزلہ نے غلبہ کیا تو انھون نے چاہا کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے زبردستی یہ کہلوادین کہ قرآن مخلوق ہے حاصل کلام آپ کو خلیفہ کے دربار مین لیگئے ایک سپاہی خلیفہ کی درگاہ کے دروازے پر کھڑا اتفاقاً اُسنے کہا کہ دیکھو امام صاحب ہرگز یہ نہ کہنا کہ قرآن مخلوق ہے اور مَردون کیطرح رہنا دیکھیے ایکبار مینے چوری کی گرفتار ہوا ہزار بید مجھپر پڑے لیکن مینے نہ اقرار کرنا تھا نہ کیا آخر کار رہا ہوگیا اور اپنی درد و زنار اپنی پر کامیاب ہوا جبکہ ایسا صبر کہ مینے جسنا مین عمل مین لایا اور آپ تو حق پر ہین آپ مجھ سے بڑھکر کامیابی حاصل کرینگے حضرت احمد حنبل رح نے فرمایا کہ یہ اُس سپاہی کی بات مجھکو یاد رہی کہتے ہین کہ آپکو لیجانے کے بعد اُن لوگون نے ایک شکنجے پر کھینچا حالانکہ آپ بہت ضعیف اور بوڑھے تھے اور ہزار کوڑے مارے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہو آپنے ہرگز نہ کہا آپ کا اسی حالت مین ازار بند کھل گیا اور آپکے دونون ہاتھ بندھے تھے کہتے ہین کہ دو ہاتھ غیب سے ظاہر ہوئے اور آپ کا ازار بند باندھ دیا جب اُن لوگون نے یہ کرامت دیکھی تو آپکو چھوڑ دیا اور آپنے اُن ہی دنون مین وفات پائی کہتے ہین کہ جب آپ رہا ہوکر آئے تو چند لوگ آپکے پاس آئے اور کہا کہ آپ اِس قوم کے حق مین کہ جسنے آپکو آزار پہونچایا ہے کیا فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ وہ لوگ مجھکو اس خیال سے کہ مین باطل پر ہون خدا کے واسطے کوڑے دنسی مارتے تھے اور جو کچھ کہ انھون نے میرے ساتھ کیا مجھکو قیامت مین بھی اسپر اُنسے کچھ دعویٰ نہین نقل ہے کہ ایک جوان کی ماں بیمار تھی اور اُسکے ہاتھ پاؤن رہ گئے تھے ایکروز اُسنے اُس جوان سے کہا کہ اے فرزند اگر تو میری خوشنودی چاہتا ہے تو حضرت امام احمد حنبل رح کی خدمت مین جا اور اُنسے عرض کر کہ دعا فرماوین مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ اپنا فضل فرماوے اور مین اچھی ہوجاؤن کیونکہ اب تو میرا دل اس بیماری سے اُکتا گیا ہے جب وہ جوان حضرت امام صاحب کے دروازے پر پہونچا اور آواز دی تو آواز آئی کہ کون ہے اُسنے کہا کہ ایک حاجتمند ہے اور کل حال بیان کیا کہ میری ماں بیمار ہے اور وہ آپ سے دعا کی طلبگار ہے کہتے ہین کہ حضرت امام صاحب اس بات سے بہت نفرت رکھتے تھے کہ آپ کو کوئی بزرگ سمجھے اور

صاحب کرامت جانتے آپ اُٹھے اور غسل کیا اور نماز میں مشغول ہوئے آپ کے خادم ذُکہا ای جوان جا
کہ حضرت امام صاحب تیرے کام مین مشغول ہین جب وہ جوان اپنے گھر کے دروازے پر پہونچا تو اسکی
ماں نے اُٹھکر کنڈی کھولی اور خدا کے فضل سے بالکل صحیح وسالم ہو گئی تھی نقل ہے کہ حضرت
امام احمد حنبل صاحب ایکبار ایک پانی کے کنارے وضو کر رہے تھے اور کوئی دوسرا شخص آپ سے اوپر
بلندی پر وضو کر رہا تھا حضرت امام صاحب کو دیکھکر تعظیم کے لحاظ سے اُتر آیا اور آپ سے نیچے بیٹھکر
وضو کیا جب وہ مرد مر گیا تو لوگون نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدای تعالی نے تیرے ساتھ کیا
معاملہ کیا اُسنے کہا کہ مجھپر حق تعالی نے اُس تعظیم کے صلے مین کہ مینے حضرت امام صاحبؒ کے وضو
کرنے کی حالت مین کی تھی رحمت فرمائی نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحبؒ نے فرمایا
کہ ایکبار مین بیابان مین اکیلا جا رہا تھا راستہ بھول گیا مینے کیا دیکھا کہ ایک اعرابی ایک گوشے مین
بیٹھا ہے مینے اپنے دل مین کہا کہ چلکر اُس اعرابی سے راستہ دریافت کرون یہ خیال کرکے مین اُس کے
پاس گیا وہ مجھکو دیکھکر رونے لگا مینے اپنے دل مین کہا کہ شاید بھوکا ہے میرے پاس تھوڑی روٹی تھی مین
نکالکر اُسکو دینے لگا وہ تو بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ ای احمد حنبل تو کون ہے کہ خدا کے گھر مین
روزی پہونچانے کیواسطے جاتا ہے تو خدا پر راضی نہین ہے اسلیے جب ہی تو راستہ بھولتا ہے حضرت
احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ غیرت کی آگ مجھہ مین لگی اور مینے اپنے دل مین کہا الٰہی گوشون مین تیرے ایسے
بندے بھی پوشیدہ ہین اُس مرد نے کہا ای احمد حنبل کیا سوچتا ہے اُس خدائے جل شانہٗ کے ایسے ایسے
بندے ہین کہ اگر خدای تعالی کو قسم دیکر چاہین تو تمام زمین اور پہاڑ اُنکے واسطے سونے کے ہو جاوین
حضرت احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ مینے جو نظر کی تو تمام زمین اور پہاڑ مجکو سونے کے نظر آئے مین یہ دیکھکر
بیخود ہو گیا مینے ایک آواز سنی کہ ای احمد حنبل کیون تو اپنے دل کو نگاہ نہین رکھتا ہے یہ اعرابی
ہمارا ایسا بندہ ہے کہ اگر چاہے تو ہم اُسکی خاطر آسمان و زمین کو اُلٹ پلٹ کر دین ہمنے اُسکو تجھے
دکھلایا ہے لیکن پھر کبھی تو اُسکو نہ دیکھے گا نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحبؒ جبتک بغداد
مین رہے آپنے کبھی وہانکی روٹی نہین کھائی اور آپ یہ فرماتے کہ اس زمین کو حضرت امیر المومنین

عمر رضی اللہ عنہ نے غازیون پر وقف کیا ہو آپ ہمیشہ موصل سے آٹا منگا کر اسکی روٹی کہاتے تھے
حضرت امام صاحب کے فرزند کہ جنکا نام صالح تھا ایکسال اصفہان مین قاضی کے عہدے کو شرف فرما چکے
ہین کہ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نماز مین مشغول رہتے تھے دو ساعت سے زیادہ
رات مین نہ سوتے تھے اور اپنے گھر کے دروازے پر ایک مکان بنایا تھا رات دن وہین رہتے
تھے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ رات کو کسیکو کوئی مہم درپیش ہو اور دروازہ بند ہو اور وہ ناکام
لوٹ جاوے غرض کہ وہ ایسے متقی و پرہیزگار و خدا ترس قاضی تھے ایک روز حضرت
امام صاحب کے واسطے خادم نے آپکے صاحبزادے کے یہان سے خمیر لیکر خمیری روٹی پکائی جب آپ کے
روبرو لایا تو آپنے پوچھا کہ اس روٹی مین کیا ملا ہو کہ ایسی پھولی ہے خادم نے عرض کی کہ حضرت آپکے
صاحبزادے صاحب کے باورچیخانے سے مینے خمیر لیکر اسکو خمیری کیا ہو آپنے فرمایا ہائین وہ تو ایکسال تک
اصفہان کا قاضی رہا ہے یہ تو روٹی اب کہانے کے قابل نہ رہی اب مین اس روٹی کو کیا کرونگا پھر آپنے
فرمایا کہ اچھا رہنے دو جب کوئی سائل آوے تو اس سے کہو کہ اسمین خمیر تو صالح کے گھر کا ملا ہوا ہے اور
آٹا احمد حنبلؒ کا ہے اگر تمہارا جی چاہے تو لے لو کہتے ہین کہ چالیس روز تک وہ روٹی رکھی رہی کوئی
سائل نہ آیا کہ لیوے اس روٹی مین بو آنے لگی آپکے خادم نے اسکو اٹھا کر دجلے مین ڈالدیا حضرت
امام احمد حنبلؒ صاحب نے اسکے بعد کبھی دجلے کی مچھلی نہ کھائی اور آپ کا تقویٰ اس درجہ پر تھا کہ آپنے
فرمایا کہ جس جماعت مین کہ کسیکے پاس چاندی کی سرمہ دانی ہو اُنکی صحبت مین نہ بیٹھنا چاہیے۔
نقل ہے کہ ایکبار حضرت امام احمد حنبلؒ صاحب مکہ معظمہ تشریف لیگئے تھے کہ سفیان بن عیینہؒ کے پاس
حدیث سنین آپ ہر روز اُنکے پاس تشریف لیجاتے ایکروز آپ نہ گئے حضرت سفیان بن عیینہؒ نے
آدمی بھیجا کہ کیون نہین آئے جب آدمی گیا تو معلوم ہوا کہ آپنے کپڑے دھوبی کو دیے ہین برہنہ
بیٹھے ہین قاصد نے یہ حال دیکھکر کہا کہ مین چند دینار آپکو دون آپ اپنے خرچ مین لائین آپنے
فرمایا کہ نہین مجھے نہین چاہیین پھر اُسنے کہا کہ اچھا مین آپکو ایک جوڑا کپڑوں کا اپنے مستعار لادون
آپنے فرمایا کہ نہین۔ قاصد نے یہ سنکر کہا کہ مین واپس نہ جاؤنگا جب تک کہ آپ اسکا بندوبست

نہ فرماوین آپ نے فرمایا کہ مین ایک کتاب لکھ دیتا ہون تم اُسکو بیچکر میری واسطے ٹاٹ خرید لاؤ آسنے کہا
کہ حضرت کتان نہ خرید لاؤن آپ نے فرمایا کہ نہین بس دس گز ٹاٹ خرید لاؤ کہ مین پانچ گز کا کرتا
بناؤن اور پانچ گز کا تہ بند بناؤن۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحب کے گھر ایک بکاث شاگرد
مہمان آیا حضرت امام صاحب نے ایک بدھنی پانی سے بھری لاکر اُسکے سامنے رکھدی وہ صبح تک
ویسی ہی بھری رکھی رہی صبح کو حضرت احمد حنبل صاحب نے اُسکو بھرا دیکھکر پوچھا کہ کیون یہ
بدھنی اُسیطرح رکھی ہے آسنے کہا کہ حضرت مین اُسکو کیا کرتا آپ نے فرمایا کہ وضو کرتا اور نماز
رات بھر پڑھتا ورنہ تو نے یہ علم کیون سیکھا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحب کے یہان
ایک مزدور کام کرتا تھا جب نماز مغرب کا وقت ہوا آپ نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ بھائی اِسکو
مزدوری سے کچھ زیادہ دینا جب مزدور کو دینے لگے تو اُسنے اپنی مزدوری سے زیادہ نہ لیا اور چلا گیا
حضرت امام احمد حنبل صاحب نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ تم اس مزدور کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور راستے
مین اُسکو دو وہ لے گا اور آپ نے فرمایا کہ اُسوقت اُسکے دل مین حرص وطمع نہ تھی شاید اب لیوے
نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحب کا ایک شاگرد قدیم تھا ایکبار کہین اُسنے اہل اسلام کی شاہراہ سے
بمقدار ناخن مٹی لیکر اپنے گھر کی دیوار لیپی تھی آپ نے اِسکے سبب سے اُسکو اپنی شاگردی سے خارج کر دیا اور
فرمایا کہ تجھے علم نہ سیکھنا چاہیے۔ نقل ہے کہ ایکبار حضرت امام احمد حنبل صاحب نے اپنا طباق ایک بقال کے
پاس گرو رکھا تھا جب آپ چھڑانے گئے تو اُسنے دو طباق آپکے سامنے لاکر رکھدیے اور کہا کہ جناب جو
آپکا ہو اُٹھا لیجیے کیونکہ مین تو نہین پہچانتا ہون کہ آپکا طباق کونسا ہے حضرت
امام احمد حنبل صاحب یہ بات سنکر چپکے اُٹھکر چلے آئے۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد حنبل صاحب
کو مدت سے یہ آرزو تھی کہ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ سے ملین ایکبار ایسا ہوا کہ حضرت
عبد اللہ بن مبارکؒ وہان آئے اور آپکے مکان پر تشریف لائے آپکے صاحبزادے نے کہ جنکا نام صالح
تھا آکر کہا کہ حضرت اباجان جناب عبد اللہ بن مبارکؒ دروازے پر تشریف فرما ہین اور آپکی
ملاقات کو آئے ہین حضرت امام احمد حنبل صاحب یہ سنکر چپ ہو رہے اور ملاقات نہ کی آپکے

تھا جنہوں نے کہا کہ ہم تو فرماتے کہ ہمیں کیا حکمت ہے کہ برسوں ہو گئی کہ آپ آنکی آرزو میں بیچین ہیں اب کہ ایسی دولت عظمی آپکے دروازہ پر آئی ہو اور آپ اسکا دیکھنا گوارا نہیں فرماتے حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ ہان سچ ہی جو کچھ کہ تم کہتے ہو لیکن مین اس ڈر سے اُنسے ملاقات نہیں کرتا کہ ایسا نہو کہ مین خوگر و عادی اُنکے لطف کا ہو کر پھر اُنکی جُدائی کی برداشت نہ کر سکون پس مین چاہتا ہون کہ اسیطرح امید ہی امید مین زندگی گذارون اور مین اُنکو اُس جگہ دیکھون کہ جہان پھر کبھی جدائی ہی نہوگی اور ہمیشہ وہ اور مین ساتھ رہینگے یعنی بہشت مین۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات عالیات معاملات مین بہت ہین

جو شخص کہ آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر وہ مسئلہ معاملے کا ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر وہ مسئلہ حقائق سے ہوتا تو آپ اُسے فرماتے کہ بشر حافی رحکے پاس جاؤ حضرت امام احمد حنبل صاحب نے فرمایا کہ مینے خدا تعالے سے درخواست کی کہ مجھپر ایک دروازہ خوف کا کھول دیجیے جب سے مجھ مین ایسا خوف سمایا ہی کہ مجھے اِس بات کا خوف ہی کہ ایسا نہو کہ میری عقل زائل ہوجاوے اور مین دیوانہ ہوجاؤن اور آپنے فرمایا کہ مینے دعا کی اور پوچھا کہ الٰہی مجھے آپ کا قرب کونسی وجہ سے افضل ہوگا فرمایا کہ میرے کلام سے یعنے قرآن مجید کی تلاوت سے کہتے ہین کہ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی آپنے فرمایا کہ اعمال کی آفتون سے چھوٹنا۔ پوچھا کہ توکل کیا ہی آپنے فرمایا کہ خدا تعالے پر مضبوط بھروسا رکھنا۔ پوچھا کہ رضا کیا ہی آپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدا تعالی کو سونپنا۔ پوچھا کہ محبت کیا ہی آپنے فرمایا کہ یہ بشر حافی رحسے پوچھنا چاہیے کیونکہ جبتک وہ زندہ ہی مین اسکا جواب نہ دونگا۔ پوچھا کہ زہد کیا ہی آپنے فرمایا کہ زہد تین قسم کا ہی ایک تو ترک حرام اور یہ زہد عوام ہی اور دوسرے ترک افزونی از حلال یعنی حلال مین بھی حرص زیادتی کی نکرنا اور یہ زہد خواص ہے اور تیسرے اُس چیز کا ترک کرنا کہ جو چیز حق تعالی کی طرف سے غافل بناوے اور یہ زہد عارفون کا ہی لوگون نے کہا کہ حضرت آپ اِن صوفیون کے بارے مین

جو ہم مین توکل پر بیٹھے ہین اور سب بے علم ہین کیا فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ تم غلطی کرتے ہو وہ بے علم نہین ہین انکو علم ہی نے بٹھایا ہے لوگون نے کہا کہ حضرت ان صوفیون کی تو تمامی ہمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے آپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون روے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیون سے بھی زیادہ ہمت والی ہو کہ روٹی کے ٹکڑے کی بھی آرزو نرکھتی ہو اور جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک ہوا ان زخمون سے کہ پہلے مذکور ہوے درجہ شہید کا تھا اس حالت مین آپ ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور منہ سے کچھ نہ بولتے تھے آپکے صاحبزادے صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپ کی کیا حالت ہے آپ نے فرمایا کہ وقت بڑا خطرناک ہے جواب کا وقت نہین دعا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین جو داہنے اور بائین کھڑے ہین انمین ابلیس بھی ہے جو سامنے کھڑا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور کہتا ہے کہ ای احمد تو اپنی جان میرے ہاتھ سے سلامت لیگیا اور مین یہ کہہ رہا ہون کہ ابھی نہین کیونکہ ایک دم باقی ہے جاے خطر ہو نہ جاے امن یہ کہتے ہی کہتے آپ نے جان بحق تسلیم کی جب آپ کا جنازہ لیچلے تو پرندے آتے تھے اور اپنے آپ کو آپکے جنازے پر پٹکتے تھے یہ حالت دیکھکر دو ہزار یہودی اور آتش پرست اور ترسا مسلمان ہوگئے اور اپنے زنار توڑ ڈالے اور باواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کیونکہ حق تعالے نے اس روز چار قومونکو رنج و الم نصیب کیا تھا ایک پرندے دوسرے یہودی تیسرے ترسا چوتھے مسلمان۔ لوگون نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ حضرت امام احمد حنبل صاحب کی نظر حیات مین بیشتر تھی یا ممات مین اس بزرگ نے فرمایا کہ انکی دو دعائین تھین سو دونون مقبول ہوئین ایک تو یہی کہ ای بار خدایا جس شخص کو تونے ایمان نہین دیا ہے اسکو ایمان دے اور دوسرے یہ کہ جسکو کہ ایمان دیا ہے اس سے واپس مت لے۔ چنانچہ ایک دعا کا اثر انکی حیات ہی مین ظاہر ہوا کہ ایمانداروں کو حق تعالی نے ایماندار ہی رکھا اور دوسری دعا کا اثر موت کے بعد ظاہر ہوا کہ بے ایمانونکو حق تعالے نے ایمان نصیب کیا حضرت محمد بن خزیمہ نے فرمایا کہ مینے امام احمد حنبل صاحب کو خواب مین وفات کے بعد دیکھا کہ آپ لنگڑا کر چل رہے ہین مینے پوچھا کہ یہ کیا رفتار ہے آپ نے فرمایا کہ دارالسلام کو جا رہا ہون مینے کہا کہ خدا تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ مجھے بخشدیا اور تاج میرے سر پر رکھا

اور نعلین مجھے پہنائی اور حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے احمد یہ سب اسکے سبب سے ہے کہ تو نے قرآن کو مخلوق نہ کہا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے احمد پڑھو اُن دعاؤں سے کہ تجھکو سفیان ثوری سے پہنچی ہیں میں نے پڑھی کہ یا رب کل شیء بقدرتک علی کل شیء اغفرلی کل شیء ولا تسئلنی عن شیء فقال تعالیٰ وتقدس یا احمد ہذہ الجنۃ ادخلہا فدخلتہا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ ۔

تاریخ وفات

آنکہ او بود احمد حنبل رح
سال ترحیل آن خدا آگاہ

شد از و فخر علم و زیب عمل
شد رقم صاحب جنان آگہ
۲۴۱ھ

اکیسواں باب حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ دانش و بینش کی شمع وہ آفرینش کے چراغ وہ عالم طریقت وہ عالم حقیقت وہ مرد خدائی داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اس طائفے کے اکابروں سے اور سید القوم تھے اور ورع میں درجہ کامل رکھتے تھے اور انواع علوم میں بہرہ وافی انکو حاصل تھا خاص کر کے فقہ میں کہ سرآمد تھے بیس برس تک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کی اور حضرت فضیل رح اور ابراہیم ادہم کو دیکھا اور اُنکے پیر طریقت حبیب راعی رح تھے ابتدا ہی سے انکا باطن درد آگہی سے پرتھا اور ہمیشہ خلق سے بھاگتے تھے اور انکی توبہ کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ ایک نوحہ گر سے یہ بیت سنی شعر بای خدیک تبدی البلاء وای عینیک اذا سالا ۔ معنی یہ ہیں کہ وہ کونسا تیرا چہرہ تھا کہ خاک میں نہ رُلا ۔ اور وہ کونسی تیری آنکھ تھی کہ زمین میں نہ بہی ۔ بیقرار ہوگئے اور صبر و قرار ایکبار ہاتھ سے کھو بیٹھے اور بیخود ہوگئے اسی حالت بیخودی میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درس کے واسطے گئے حضرت امام صاحب نے یہ حالت دیکھکر فرمایا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے آپ نے واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میرا دل دنیا کی طرف سے سرد ہوگیا اور

اور ایک ایسی چیز میرے دل میں پیدا ہوئی ہے کہ میں اسکی طرف راہ نہیں جانتا ہوں اور کسی کتاب میں
اسکی حقیقت نہیں پاتا ہوں اور کسی کی نصیحت مجھ میں اثر نہیں کرتی ہے حضرت امام صاحب نے
یہ سنکر فرمایا کہ خلق سے روگردانی کر حضرت داؤد طائیؒ خلق سے روگردان ہوئے اور اپنے گھر میں
مشغول ہوئے چندروز کے بعد حضرت امام ابوحنیفہؒ صاحب انکے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ کچھ کام نہیں کہ تو گھر
میں بیٹھا رہے بلکہ کام وہ ہے کہ تو مجلس میں بیٹھے اور اہل مجلس جو نئی بات کہتے ہیں اسکو سنے
اور خود چپ چاپ بیٹھے اور صبر کرے تاکہ مسائل کی باریکیاں تجھ پر سب اچھی طرح نظر آویں حضرت
داؤد طائیؒ نے خیال کیا کہ سچ ہے جو استاد فرماتے ہیں پھر تو برابر ایکسال تک درس کے وقت آتے رہے
اور اماموں کے جلسے میں بیٹھتے اور خود کچھ نہ کہتے اور جو کچھ وہ لوگ کہتے آپ اسپر صبر فرماتے اور
جواب نہ دیتے اور سننے ہی پر کفایت کرتے تعجب ایک برس تمام ہوا تو داؤد طائیؒ نے کہا کہ اس
ایک برس کے صبر سے وہ کام انجام کو پہونچا جو تیس برس میں انجام پاتا پھر آپ حبیب راعیؒ کے پاس گئے
اور انسے انکو کشایش اس راہ میں حاصل ہوئی اور مردانہ وار قدم اس راہ میں رکھا اور تمامی کتابوں کو
دریا میں ڈبو دیا اور مخلوق سے قطع امید کرکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ نقل ہے کہ حضرت داؤد طائیؒ
نے بیس دینار زر میراث میں پائے تھے بیس برس تک اسی سے اپنا خرچ چلاتے رہے بعضے مشائخوں نے
کہا کہ ان دیناروں کا حفاظت سے رکھنا طریق ایثار سے خارج ہے آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اسقدر دینار
اسلیئے نگاہ رکھتا ہوں کہ یہ میری فراغت کا سبب ہیں میری موت تک۔ اور آپ کو کوئی کام کرنا اچھا
نہ معلوم ہوتا تھا حتی کہ آپ روٹی بھی پانی میں بھگو کر پی جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اتنی دیر میں
کہ روٹی کے نوالے بنا بنا کر کھاؤں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں پس کیا ضرور ہے
کہ اپنے وقت کو نوالے بنانے میں برباد کروں یہی خوب ہے کہ ایکبارگی بھیگی روٹی کو پی جاؤں
حضرت ابوبکر عیاشؒ نے فرمایا کہ میں ایکبار حضرت داؤد طائیؒ کے حجرے میں گیا میں نے انکو دیکھا کہ
سوکھی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے رو رہے ہیں میں نے پوچھا کہ ای داؤد طائیؒ آپ کو کیا پیش آیا ہے
کہ ایسے بیقرار ہیں اور روتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس روٹی کے ٹکڑے کو کھانا چاہتا ہوں

لیکن معلوم نہیں کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے اور دوسرا شخص آپ کے پاس گیا کہ اسنے ایک پانی کا کٹورا دھوپ مین رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ آپ چھانو مین کیون نہین رکھتے آپنے فرمایا کہ جب مینے کٹورا یہان رکھا تھا تو چھانو تھی اب مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کے تنعم کے لیے اسکو اُٹھاتا دھرتا پھرون۔

نقل ہے کہ جس مکان مین آپ رہتے تھے وہ بہت بڑا مکان تھا جب اسکا ایک حصہ گر گیا تو آپ دوسرے حصے مین جا بیٹھے اور جب وہ بھی گر گیا تو آپ دہلیز مین جا بیٹھے لوگون نے کہا کہ آپ مکان کو بنوا کیون نہین لیتے آپنے فرمایا کہ مینے حضرت حق تعالیٰ سے عہد باندھا ہے کہ دنیا کی عمارت نہ بناؤنگا ایک اور شخص آپ کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت آپ کی چھت کی کڑیان ٹوٹی ہین آپ یہان نہ بیٹھیے یہ چھت گرنے کو ہے آپنے فرمایا کہ بھائی مجھکو تو بیس برس ہو چکے کہ یہان رہتا ہون لیکن مینے آج تک چھت کی طرف نظر نہین کی ہے یہ ایک بیفائدہ کام ہے کیونکہ مین عبادت کرون کہ چھت کو دیکھون جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا کہتے ہین جس شب کو آپ نے وفات پائی وہ دہلیز بھی گر پڑی۔

نقل ہے کہ لوگون نے حضرت داؤد طائی رح سے کہا کہ آپ خلق کی صحبت مین کیون نہین بیٹھتے آپنے فرمایا کہ کسکے پاس بیٹھون اگر اپنے سے خردتر کے پاس بیٹھونگا تو وہ مجھکو دین کے کام مین حکم نفرمائیگا اور اگر اپنے سے بزرگتر کے پاس بیٹھونگا تو میرا عیب مجھکو نہ دکھائینگے بلکہ مجھکو میری نظر مین آراستہ کرینگے پس تم ہی بتاؤ کہ مجھکو خلق کی صحبت سے کیا فائدہ حاصل ہوگا لوگون نے کہا کہ آپ نکاح کیون نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ مین کسی ایماندار عورت کو فریب دینا نہین چاہتا کہا کہ یہ کسطرح ہے آپ نے فرمایا کہ مین اُس سے جب نکاح کرونگا تو اُسکا روٹی کپڑا اپنے ذمے لونگا اور یہ سراسر فریب ہوگا اسلیے کہ سب کا رازق وکفیل خدای تعالیٰ ہے۔ لوگون نے کہا کہ آپ داڑھی مین کنگھا کیون نہین کرتے آپنے فرمایا کہ مجھے فرصت اتنی کہان کہ یہ کام کرون۔

نقل ہے کہ ایکمرتبہ چاندنی رات کو آپ کوٹھے پر چڑھے اور آسمان کی طرف نظر کرکے عالم ملکوت مین غور و فکر کرنے لگے اور پھر اسقدر روئے کہ بیخود ہو گئے اور گر پڑے آپ کے پڑوسی نے خیال کیا کہ شاید کوٹھے پر چور ہے تلوار لیکر کوٹھے پر چڑھا حضرت داؤد طائی رح کو دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کسنے یہان پھینکدیا

آپ نے فرمایا کہ میں بیخود ہو گیا تھا مجھے نہیں معلوم کہ کسنے مجھکو یہاں پھینکدیا۔ نقل ہے
کہ لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے ہی دوڑے پوچھا کہ کیا جلدی ہی آپ نے فرمایا کہ لشکر
شہر کے دروازے پر میرا منتظر ہے لوگوں نے پوچھا کہ کونسا لشکر آپ نے فرمایا کہ مُردوں کا لشکر اور
ہمیشہ آپ کی عادت تھی کہ آپ سلام پھیرتے ہی ایسے بھاگتے کہ گویا کوئی کسی سے بھاگتا ہے اور
جھٹ اپنے گھر میں گھس جاتے اور آپ لوگوں کی صحبت سے حد درجہ کراہیت رکھتے تھے خدا تعالیٰ
نے اپنے فضل سے انکو انکی مُراد پر کامیابی بخشی۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ کی والدہ صاحبہ نے
آپ کو دیکھا کہ دھوپ میں بیٹھے ہیں اور پسینے میں نہار ہے ہیں فرمایا کہ ای جان کی جان سخت گرمی ہی
اور تو روزہ دار ہی کیونکہ تیری عادت ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتا ہی اگر تو چھاؤں میں بیٹھے تو کیا ہو
آپ نے فرمایا کہ اماں مجھکو خدا سے شرم آتی ہی کہ میں قدم اپنے نفس کی خوشامد کیواسطے اٹھاؤں اور
تم دیکھتی ہو کہ میرے پاس چادر تک نہیں ہی آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ای جان مادر یہ کیا بات ہی
آپ نے فرمایا کہ جب میں نے بغداد میں وہ حالات اور نالاکقیاں دیکھیں تو میں نے دعا کی تب حضرت
حق تعالیٰ نے میری چادر بھی مجھ سے لیلی تاکہ میں معذور ہوں اور جماعت کی نماز کو بھی نہ جا سکوں
اب پوری سولہ برس ہوے کہ میں چادر نہیں رکھتا ہوں اور میں نے آج کے سوا کبھی تم سے بھی نہیں کہا۔
نقل ہے کہ آپ ہمیشہ غمگین رہتے جب رات آتی فرماتے الٰہی آپ کے غم نے میرے سارے غموں پر غلبہ کیا
حتیٰ کہ میرا خواب تک مجھ سے لیگیا اور فرماتے تھے کہ جسپر کہ مصیبتیں پے در پے آویں بھلا وہ غم سے کیسے
نجات پا سکتا ہی۔ نقل ہے کہ ایک درویش کہتے ہیں کہ میں ایکبار حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو
دیکھا کہ ہنس رہے ہیں مجھے تعجب ہوا میں نے پوچھا کہ یا ابا سلیمان یہ خوشدلی کس سبب سے ہی آپ نے فرمایا کہ
صبح کے وقت مجھکو وہ شراب دی کہ جسکو شراب انس کہتے ہیں اسلیے آج ہمارے یہاں عید ہی اور خوشی کا
وقت ہی۔ نقل ہے کہ حضرت داؤد طائی روٹی کھا رہے تھے ایک ترسا اودھر سے گذرا آپ نے ایک ٹکڑا
توڑ کر اسکو دیا اسنے کھالیا اسی رات کو وہ ترسا اپنی بیوی کے ساتھ جمع ہوا اور حضرت معروف کرخی
پیدا ہوے۔ نقل ہے کہ ابو ربیع واسطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ مجھے کچھ

وصیت وصیت فرمایئے آپنے فرمایا کہ صُم عَنِ الدُّنیا وَاَفطِر عَنِ الآخِرَۃ یعنے دُنیا سے روزہ رکھ اور
آخرت سے افطار کر۔ اور موت کو عید سمجھ۔ اور لوگون سے اسطرح بہاگ کہ جسطرح شیر سے بہاگتے ہین
دوسرے شخص نے آپسے وصیت کی درخواست کی آپنے فرمایا کہ زبان کو نگاہ رکھ اُسنے کہا کہ زیادہ
کیجیے آپنے فرمایا کہ جُدا رہ لوگون سے اور اگر ہوسکے تو اپنا دل اُنسے اُٹھا لے اُسنے کہا زیادہ کیجیے
آپنے فرمایا کہ اس جہان سے دین کی سلامتی کو پسند کر جیسا کہ دُنیا دارون نے دُنیا کی سلامتی کو پسند
کیا ہے اور ایک شخص نے وصیت چاہی آپنے فرمایا کہ جسقدر کہ کوشش تو دُنیا مین اسلیے کرتا ہے کہ
دُنیا مین تیرا مرتبہ بڑہے اور وہ مرتبہ دُنیا مین تیرے کام آوے چاہیے کہ اسیقدر کوشش تو آخرت کے
واسطے کرے کہ آخرت مین تیرا مرتبہ بڑہے اور وہ مرتبہ آخرت مین تیرے کام آوے اور ایک شخص نے آپسے وصیت
چاہی آپنے فرمایا کہ مُردے تیرے منتظر ہین اور فرمایا کہ جو شخص کہ توبہ اور اطاعت کی دوسرون کو
ترغیب دلاتا ہے اور خود نہین کرتا ٹھیک ٹھیک اُسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شکاری ہے کہ شکار کرتا ہے
اور دوسرے اُسکے کباب کھاتے ہین آپنے اپنے ایک مُرید سے فرمایا کہ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو رخصتی
سلام کر اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر ترک بُول یعنے دونون کو چہوڑ تاکہ تو حق تعالی تک
واصل ہووے۔ **نقل** ہے کہ حضرت فضیل عیاض رح نے اپنی ساری عمر مین حضرت داؤد طائی رح کو دوبار دیکھا
تھا جسپر وہ بہت ناز کرتے تھے کہ مینے ایکبار حضرت داؤد طائی رح کو ٹوٹی چھت کے نیچے بیٹھا دیکھا اور کہا کہ
اسکے نیچے سے اُٹھ جایئے کہ چھت گرنے کو ہے ایسا نہو کہ آپ پر گر پڑے جسکے جواب مین حضرت
داؤد طائی رح نے فرمایا کہ جب سے مین اسمین ہون مینے اس چھت کو نہین دیکھا ہے یعنے جسطرح کہ زیادتی
بات مین مکروہ ہے اسیطرح نظر کرنا بے ضرورت پر بھی حرام ہے دوسری بار کہ مجھسے ملاقات ہوئی تو
مینے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تو حضرت داؤد طائی رح نے فرمایا کہ لوگون سے بہاگ اور حضرت
معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے حضرت داؤد طائی رح سے زیادہ کسی شخص کو دُنیا سے
نفرت کرنیوالا نہین دیکھا کیونکہ تمام دُنیا اور اہل دنیا اُنکی نظر مین ذلیل و خوار تھے اور یہی وجہ تھی
کہ جب اہل دُنیا سے کسیکو دیکھتے تو شکایت کرتے اور اپنے دل مین اندوہگین ہوتے کہ مینے انکو کیون دیکھا

اور فرمایا کرتے کہ جبکہ میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ اپنے دل کو بھی اسیطرح مل مل کر دھوؤں تاکہ آلائش دنیوی سے بالکل صاف ہو جاوے لیکن فقیروں کو بہت دوست رکھتے تھے اور اُنکے معتقد تھے اور بڑی عزت اور حرمت کی نظر سے فقیروں درویشوں کی جماعت میں نظر کرتے تھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایکبار ایک حجام نے حضرت داؤد طائیؒ کی حجامت بنائی آپ نے ایک دینار زر اسکو دیا لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ نے اسراف کیا آپ نے فرمایا کہ جس میں مروت نہیں اسمیں دین بھی نہیں۔ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا مُرُوَّۃَ لَہٗ۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت داؤد طائیؒ کے پاس بیٹھکر بہت گھور گھور کر آپ کیطرف دیکھتا تھا آپ نے فرمایا کہ تجھے خبر نہیں ہے کہ جسطرح کہ بہت بولنا مکروہ ہے اسیطرح بہت دیکھنا بھی مکروہ ہے نقل ہے کہ جب ابو یوسفؒ اور محمدؒ میں کسی بات میں اختلاف ہوتا تو وہ دونوں حضرت داؤد طائیؒ کو پنچ یا ثالث ٹھہراتے جب وہ دونوں صاحب آپکے پاس آتے تو آپ محمدؒ کیطرف منھ اور ابو یوسفؒ کیطرف پشت کرکے بیٹھتے اور محمدؒ کے ساتھ گفتگو مروت کے ساتھ فرماتے اور ابو یوسفؒ سے بات بھی نہ کرتے اگر محمدؒ کا قول موافق ہوتا تو فرماتے کہ قول پختہ یہی ہے کہ یہ مرد کہتا ہے اور اگر ابو یوسفؒ کے قول میں پختگی پاتے تو فرماتے کہ قول بجا یہی ہے اور ابو یوسفؒ کا نام زبان پر نہ لاتے لوگوں نے حضرت داؤد طائیؒ سے پوچھا کہ وہ دونوں صاحب علم میں بزرگ ہیں اسکی وجہ کیا ہے کہ آپ ایک کو اسقدر عزیز رکھتے ہیں اور اُنسے بلطف بات کرتے ہیں اور دوسرے صاحب سے ایسی نفرت رکھتے ہیں کہ انکی طرف پشت کرکے بیٹھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ محمد بن حسنؒ نے باوجود آسائش و نعمت بسیار کے علم کو حاصل کیا ہے اور اسمیں فائق ہوا ہے حالانکہ علم دین کی عزت اور دنیا کی ذلت ہے اور ابو یوسفؒ نے ذلت اور فاقہ کشی کی حالت میں علم حاصل کیا ہے اور علم کو اپنے مرتبے اور عزت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے پس ہرگز محمدؒ ابو یوسفؒ کے مثل نہیں ہو سکتا حضرت ابو حنیفہؒ نے باوجود تازیانے اور قید کے عہدہ قضا کو قبول نہ فرمایا اور ابو یوسفؒ نے قضیات کو قبول کیا پس جو شخص کہ اپنے استاد کے خلاف کرے میں کیا اس سے بات کروں۔ نقل ہے

کہ ہارون رشید نے ابو یوسفؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے داؤدؒ کے پاس لیچلیے تاکہ مین انکی
زیارت سے مشرف ہون ابو یوسفؒ ہارون رشید کے ساتھ جب آپکے دروازہ پر آئے تو آپ نے
دونون صاحبونکو داخل ہونے کی اجازت نہ دی حضرت داؤد طائیؒ کی والدہ صاحبہ سے درخواست کی
اُنھون نے بھی سفارش کی کہ آپ دونونکو اپنی ملاقات کی اجازت دین لیکن جب بھی آپنے قبول
نفرمایا اور کہا کہ مجھکو اہل دنیا اور ظالمون کے ساتھ کیا کام مین انسے ملنا نہین چاہتا آپکی
والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمکو میرے دودھ کے حق کی قسم کہ انکو آنے دو آپنے پھر بھی فرمایا کہ مین
ہرگز ظالم کو نہ دیکھونگا پھر آپکی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ الٰہی آپنے ارشاد کیا ہے کہ ان کے حق کو نگاہ
رکھو اور میری رضامندی اسی مین ہے ورنہ مجھکو بھی ایسے لوگونسے کہ جو رضا جوے مادر نہین ہین کچھ کام
نہین جب حضرت داؤد طائیؒ نے یہ سُنا تو اجازت دی دونون صاحب اندر گئے اور بیٹھے۔ جب
ہارون رشید اُٹھنے لگا تو اُسنے ایک اشرفی نذر گذران کر عرض کی کہ قبول فرمایئے کہ حلال ہے حضرت
داؤد طائیؒ نے فرمایا کہ اسکو اُٹھا لیجیے کہ مجھکو اسکی حاجت نہین ہے مینے اپنا گھر حلال روپیون کے
عوض فروخت کیا ہے اسی روپے کو اپنے خرچ مین خرچ کرتا ہون اور مینے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے
کہ یا الٰہی جبکہ یہ روپیہ خرچ ہونے کو آئے تو مجھے بھی موت دیجیے تاکہ مین کسیکا محتاج نہون مجھے امیدوار ہون
کہ حق تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی ہوگی پھر دونون واپس آئے ابو یوسفؒ نے حضرت داؤد طائیؒ کے
وکیل سے جو مہتمم کل اُمور خانگی تھا پوچھا کہ اب حضرت داؤدؒ کے پاس کل کسقدر سرمایہ باقی ہے اُسنے کہا
کہ دوسو درم چاندی ہے اور بس اور ہر روز ایک دانگ چاندی آپکا خرچ ہے یہ سُنکر ابو یوسفؒ نے آخر
روز تک کا حساب لگایا ایک روز ابو یوسفؒ محراب سے پشت لگائے بیٹھے تھے ایکبارگی کہا کہ آج
حضرت داؤدؒ نے وفات کی دریافت کیا تو واقعی انتقال ہو گیا تھا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے
کیسے جانا کہا کہ مینے اُنکے نفقے کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ فلان روز تک کا نفقہ باقی ہے اور مجھکو
یہ یقین کامل تھا کہ اُنکی دُعا مقبول ہوئی ہوگی۔ اُنکی والدہ سے وفات کا حال دریافت کیا
اُنھون نے کہا کہ تمام رات نماز پڑھتے رہے آخر کی رات سر سجدے مین رکھا اور پھر نہ اُٹھایا جب پریشان ہوئی

تو میرے دل میں آیا کہ اسکے پاس جاکر کہا کہ اوٹھیے نماز کا وقت ہوگیا ہے نماز ادا کر لیجیے لیکن نزدیک گیا اور جب
میں نے بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ انتقال کیا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ بیماری کی
حالت میں بخت دھوپ کے اندر دہلیز میں اینٹ کا تکیہ سرہانے رکھے لیٹے ہیں اور حالت جانکنی
کی ہے اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں میں نے یہ حالت دیکھکر کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو یہاں سے
ایک حجرہ میں لیچلوں آپنے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کیواسطے درخواست کروں
آجتک نفس نے مجھپر غلبہ نہیں پایا ہے اس حال میں بہتر ہے کہ اسکا مغلوب نہ ہوں اسی بات پر آپنے
وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھکو دیوار کے نیچے دفن کریں تاکہ کوئی شخص
میرے منہ کے آگے سے نہ گذرے بعد وفات کے ایسا ہی کیا کہ دیوار کے نیچے مدفون کیا آجتک قبر
اسی حال سے موجود ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ آپ ہوا میں اوڑرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ
میں نے اس ساعت قید خانے سے رہائی پائی جسنے کہ خواب دیکھا تھا آیا کہ خواب کو بیان کرے جب آپکے
مکان پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ آپنے وفات کی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آسمان سے صدا آئی کہ
داؤد طائی اپنے مقصود کو پہونچا اور خداوند تعالیٰ اس سے راضی و خوشنود ہے۔ والسلام۔ لکھا ہے کہ
آپ نے ۱۶۵ہجری میں وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بائیسواں باب حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ سید اولیاء وہ عمدۂ اتقیاء وہ محتشم محترم وہ معتبر مفخم وہ ختم کردہ ذوالمناقب شیخ عالم حارث محاسبی
رحمۃ اللہ علیہ علماء و مشائخ سے تھے علوم ظاہر اور باطن اور معاملات اور اشارات میں مقبول
جملہ تھے اور اولیاء وقت ہر فن میں رجوع آپ کی طرف کرتے تھے اور آپ کی تصانیف بہت ہیں
اور انواع علوم میں آپ کو بہرۂ کامل حاصل تھا نہایت عالی ہمت اور بزرگ تھے اور سخاوت
اور مروت سے بدرجۂ کمال متصف تھے اور سمجھ بوجھ اور دانائی میں بے مثل تھے اور اپنے

وقت مین شیخ المشائخ تھے اور تجرید اور توحید مین مخصوص تھے اور مجاہدے اور مشاہدے مین
ثانی اور طریقت مین مجتہد تھے اور آپکے نزدیک رضا احوال سے ہے نہ مقامات سے اور اسکی شرح
بہت طویل ہے آپ حسن بصریؒ کے وقت مین تولد ہوئے اور بغداد مین آپنے وفات پائی
اور شیخ ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پیرون سے پانچ شخص ہین کہ جو اقتدا کے
قابل ہین اور انکے حال کی پیروی کرنی چاہیے اور البتہ یہ ضرور ہے کہ تسلیم سب کو کرنا چاہیے
ان پانچ سے ایک حارث محاسبیؒ ہین دوسرے حضرت جنید بغدادیؒ تیسرے رویمؒ اور چوتھے
ابن عطاؒ اور پانچوین عمرو بن عثمان مکیؒ کیونکہ یہ پانچون شخص شریعت اور طریقت اور حقیقت
کے جامع ہین اور جو لوگ کہ ان پانچ کے علاوہ ہین اگرچہ اعتقاد کے لائق ہین لیکن یہ پانچ
اعتقاد کے بھی لائق ہین اور اقتدا کے بھی لائق ہین اور اہل طریقت نے ایسا کہا ہے کہ حضرت
ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ بھی مثل ان پانچ بزرگون مذکورہ کے تھے لیکن انھون نے
اپنے آپ کو شمار نہ کیا اور یہ نہ کہا کہ چھ شخص ایسے ہین کیونکہ بزرگون کا کام اپنی ستائش کرنا نہین ہوتا
نقل ہے کہ حضرت حارثؒ کے پاس انکے والد کی میراث سے تیس ہزار درم لائے آپ نے فرمایا کہ
ان درہمون کو بیت المال مین لیجاؤ یا بادشاہ کے خزانے مین داخل کردو لوگون نے کہا کہ یہ کیون
آپ نے فرمایا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ) یعنے قدری
اس امت کا گبر ہے۔ اور میرا باپ قدری تھا اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان آتش پرست
سے میراث نہین لیتا اور میرا باپ آتش پرست تھا اور مین مسلمان ہون اور حق تعالی کی عنایت
حضرت حارثؒ پر اسقدر تھی کہ جب کسی شبہے کے کھانے پر ہاتھ ڈالتے انگلیان آپ کی اکڑ جاتین
اور بالکل نہی مڑ جاتین اور سیدھی نہوتین آپ فی الفور جان جاتے کہ اس کھانے مین کچھ شبہ ہے
اور اسکو نہ کھاتے حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت حارثؒ میرے پاس آئے مینے انکو بھوکا پایا
مینے پوچھا کہ یا ابا عمر آپکے واسطے کھانا لاؤن آپنے فرمایا کہ بہت خوب تب مین گھر مین گیا تاکہ کچھ رکھا
ڈھونڈکر انکے واسطے لاؤن رات کو کچھ شادی کے گھر سے آیا تھا مین وہی انکے واسطے لے آیا۔

جبکہ اُنھون نے چاہا کہ ہاتھ ڈالین اُنگلیان ٹیڑھی ہو گئین اُنھون نے ایک نوالہ بمشکل
مُنھ مین ڈال لیا تو وہ نگلا نہ گیا آخرکار اُنھون نے باہر جا کر اُس نوالے کو مُنھ سے باہر کیا
اور چلے گئے چند روز کے بعد پھر مجھکو ملے مینے اُنسے حال پوچھا آپ نے کہا کہ واقعی مین
اُس روز بھوکا تھا اور جب آپ کھانا لائے تو مینے کہا کہ مین آپ کی دلداری کیواسطے اُس سے
کچھ کھاؤن لیکن حق تعالی کا مجھپر یہ انعام و اکرام ہے کہ جس کھانے مین کہ کچھ شُبہہ ہوتا ہے وہ
ہرگز میرے حلق سے نیچے نہین اُترتا اور اوّل تو مُنھ ہی تک نہین جاتا کیونکہ نوالہ اُٹھانے
کے واسطے جب ہاتھ ڈالنا چاہتا ہون میری اُنگلیان ٹیڑھی ہو جاتی ہین دیکھیے لو اُس روز مینے
بہتیری کوشش کی لیکن نہ حلق سے اُترتا تھا اور نہ اُترا اور یہ تو بتائیے کہ وہ کھانا کہان سے
آیا تھا مینے کہا کہ ایک میرے رشتہ دار کے گھر سے۔ پھر مینے کہا کہ آج آپ میرے گھر چلین کہا اچھا
اور چلے آئے مینے کہا کہ کچھ کھائیے گا فرمایا کہ ہان اتفاق سے اُسوقت سوکھی روٹی موجود تھی
مینے اور اُنھون نے ساتھ کھائی اور کھا کر فرمایا کہ درویشون کے لیے یہی کافی ہے اور
ایسی ہی آگے سامنے رکھنی چاہیے۔ اور حضرت حارثؒ نے فرمایا کہ تیس برس تک میرے کان
کے سوا کوئی اور میرے بھید پر واقف نہوا پھر تیس برس کے بعد میری حالت وہ ہوگئی کہ حق تعالے
کے سوا کوئی اور میرے بھید پر آگاہ نہوا۔ اور فرمایا کہ جب مین کسیکو نماز پڑھتے دیکھتا اور وہ اُس
سے خوش ہوتا تو مین تامل کرتا کہ نماز اُسکی باطل ہوئی یا نہین لیکن اب مجھکو گمان غالب ہے کہ
باطل ہو جاتی ہوگی اور آپ محاسبے مین مبالغہ بہت رکھتے تھے چنانچہ اسیوجہ سے لوگ آپ کو
محاسبی کہتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ اہل محاسبہ مین چند خصلتین ہین کہ جنھون نے اُنپر قیام کیا ہے
آزمائی ہین اور خدای تعالی کی توفیق سے بزرگ مرتبون کو پہونچے ہین اور وہ ساری چیزین
صرف ارادے کی قوت اور خواہش نفسانی اور نفس کے مغلوب کرنے مین حاصل ہوتی ہین کیونکہ
جسکا ارادہ مضبوط و پائدار ہوگا خواہش نفسانی کی مخالفت اُسپر آسان ہوگی پس ارادے کو
قوی رکھنا چاہیے اور ان خصلتون پر ہمیشگی کرنا چاہیے کہ یہ سب مجرب و آزمودہ ہین۔

اوّل خصلت وہ ہی کہ خدای تعالیٰ کی قسم ہرگز نہ کھای نہ سچ پر نہ جھوٹ پر نہ قصداً نہ بلاقصد دوسرے
دو کہ جھوٹ سے پرہیز کرے تیسرے وعدہ خلافی نہ کرے جہانتک ہو سکے اپنے قول و قرار کو پورا کرے
اور اوّل تو حتی الامکان کسی سے وعدہ ہی نہ کرے کہ یہ عین مصلحت ہے چوتھے وہ کہ کسی پر لعنت نکرے
اگرچہ اُسنے کسی پر ظلم کیوں نہ کیا ہو۔ پانچوین یہ کہ کسیکے حق مین دعای بد نکرے اور گفتار سے یا کردار سے
بدلے کا خواہان نہو بلکہ خدا کے لیے صبر کرے۔ چھٹے یہ کہ کسی شخص پر گواہی نہ دیوے نہ کفر پر نہ شرک پر
نہ نفاق پر کیونکہ یہ خدا کی دشمنی سے دور تر ہے۔ ساتوین یہ کہ قصداً کسی گناہ کا نکرے نہ ظاہر مین
اور نہ باطن مین اور اپنے اعضا کو تمام گناہون سے پاک رکھے۔ آٹھوین یہ کہ اپنے رنج کے بار کو
کسی پر نہ رکھے اور اپنا بار خواہ تھوڑا ہو یا بہت سب شخصون سے اُتار لیوے کہ جسکی وجہ سے
کسیکا حاجتمند نہ ہو کر سب سے بے پروا ہو جاوے۔ نوین یہ کہ طمع بالکل لوگون سے منقطع کرے اور
سب سے ناامید ہو جاوے۔ دسوین یہ کہ درجے کی بلندی نہ ڈھونڈھے اور کسیکو حضرت آدم علیہ السّلام
کی اولاد سے اپنے سے کمتر نہ سمجھے۔ اور فرمایا کہ علم کا رقیب دل ہی اللہ تعالیٰ کی نزدیکی مین اور فرمایا
کہ رضا یہ ہی کہ احکام الٰہی کی بجا آوری مین صبر و سکون ہو اور فرمایا کہ صبر یہ ہی کہ تیر بلا کا نشانہ بنے
اور پھر اُف نکرے۔ اور فرمایا کہ تفکر یہ ہی کہ اسباب کا قیام حق تعالیٰ پر سمجھے اور فرمایا کہ تسلیم یہ ہے
کہ بلا کے نازل ہونے کے وقت ظاہر و باطن مین تغیر کی راہ نہ دینا اور فرمایا کہ حیا یہ ہے کہ تمام
ہر چیزون سے کہ جنسے حق تعالیٰ راضی نہین ہوتا علیحدہ رہنا۔ اور فرمایا کہ محبت یہ ہی کہ ہر ایک چیز
سے رغبت رکھنا اور اُسکو خرچ کرنا اپنے تن اور جان اور مال پر اور دلبستگی اُس سے رکھنا
ظاہر اور باطن مین اور جاننا کہ سب چیزین مجھسے کم ہین اور فرمایا کہ خوف یہ ہی کہ کبھی ایسی
حرکت نکرے جس مین گمان یہ ہو کہ کل قیامت کے روز مین اُسکی پاداش مین گرفتار ہو جاؤنگا
اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اُنس کی علامت خلق سے وحشت ہی اور پوچھا گیا اُس چیز سے
کہ خلق اُس سے علاقہ رکھتی ہی اور منفرد کو اُسیقدر حق تعالیٰ کے ذکر کی حلاوت آتی ہے
جسقدر کہ حق تعالیٰ کا اُنس اُسکے دل مین جاگزین ہوتا ہی پھر اُسکا حال ایسا ہو جاتا ہی کہ وہ

مخلوقات سے بالکل انس کو قطع کرتا ہے اور فرمایا کہ صادق وہ ہے کہ اگر خلق کے نزدیک اسکا
کچھ مرتبہ بھی نہووے تو وہ اسکی کچھ پروا نکرے بلکہ اپنے واسطے اسکو مصلحت سمجھے اور اسکو
دوست رکھے کہ خلق اسکے اعمال پر ذرّہ کے برابر بھی واقف ہوں اور ہر کام میں ارادہ کی
سستی سے پرہیز کرے کہ دشمن ایسے وقت میں فتحیاب ہوجائیگا اور جبکہ اپنے ارادے میں کچھ بھی
قصور دیکھے تو آرام نہ لیوے اور حق تعالی سے پناہ مانگے اور فرمایا کہ خدا کا ہوجا ورنہ خود مت رہ
اور یہ بہت اچھی بات ہی اور فرمایا کہ جس شخص نے کہ اپنے نفس کو ریاضت سے مہذب بنایا ہو لائق
ہی کہ اسکو راہ راست دکھاویں اور فرمایا کہ جو کہ چاہتا ہو کہ اہل بہشت کی سی لذّت پاوے
اس سے کہدو کہ قانع صالح درویشوں کی صحبت میں رہے اور فرمایا کہ جو اپنے گمان کو مراقبے اور
اخلاص سے درست کرتا ہو حق تعالی اسکو مجاہدہ اور اتباع سنّت سے آراستہ کرتا ہو اور فرمایا کہ جو
دل کی حرکتوں پر غیب کے محل میں واقف ہے اسکے واسطے اس سے بہتر یہ ہو کہ اعضا کی حرکتوں پر
واقف کار ہووے اور فرمایا کہ ہمیشہ عارف رضا کے خندق میں اترتے ہیں اور صفا کے سمندر میں
غوطے لگاتے ہیں اور وفا کے جواہر باہر لاتے ہیں یہانتک کہ واصل بحق ہوتے ہیں پردۂ خفا میں
اور فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ پاتے ہیں اور انسے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ہمنے نہیں پائیں
اور وہ صیانت اور وفا اور شفقت ہیں۔ نقل ہے کہ حضرت حارث ایک کتاب تصنیف
کرتے تھے ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ معرفت حضرت حق تعالی کا حق ہی بندے پر یا بندے کا
حق ہی حضرت حق تعالی پر سینے اگر یوں کہو کہ معرفت بندہ خود حاصل کرتا ہی پس بندے کا حق
ثابت ہوتا ہی حق تعالی پر اور یہ جائز نہیں اور اگر یوں کہو کہ معرفت حق تعالی کا حق ہی بندے پر
تو بھی روا نہیں کیونکہ حق تعالی کے حق کا حق ادا کرنا چاہیے آپ یہ سنکر دنگ ہوگئے اور
تصنیف کو چھوڑ دیا۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب معرفت حق تعالی کا حق ہی کہ فضل و کرم کی
راہ سے اس حق کو ادا کرے کتاب تصنیف کرنا معرفت میں کس کام آئیگا کیونکہ وہ خود اپنے
حق کو ادا کرے گا۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِی مَنْ اَحْبَبْتَ دوسرا مطلب یہ ہی کہ معرفت حق تعالی کا حق ہے

بندے پر اسلیے کہ جب حق تعالیٰ نے بندے کو معرفت عطا کی سند مرکوز واجب ہے اُسکا حق ادا کرنا۔ جیسے ہر حق کہ بندہ عبادت سے ادا کریگا حق تعالیٰ ہی کا حق ہوگا اور اُسکی توفیق سے ہوگا پس بندے کا حق ہر کہ حق تعالیٰ کے حق کو ادا کرے پس کتاب آپنے تصنیف کی لکھی ہیں کہ جس وقت کہ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کی ایکدرم کو بھی محتاج تھے اور آپ کے والد کی بہت سی زمین مزروعہ میراث میں ہی تھی لیکن آپنے ہرگز کچھ اُس سے نہ لیا اور اُسی تنگدستی میں قناعت کرتے رہے یہانتک کہ جان بحق تسلیم کی اور واصل بحق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تئیسواں باب ابو سلیمان دارائی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ مجرد باطن اور ظاہر وہ مسافر غائب اور حاضر وہ ورع اور معرفت میں عالم وہ صد گونہ صفت میں کامل وہ دریای دانائی حضرت ابو سلیمان دارائی رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ وقت تھے اور لطیفۂ عہد۔ اور بوجہ نہایت لطف کے اُنکو ریحان القلوب کہتے تھے اور سخت ریاضت اور گرسنگی مفرط میں بزرگ شان رکھتے تھے چنانچہ اُنکو اشد الجائعین کہتے تھے کہ کوئی شخص اس اُمت سے اُنکی گرسنگی پر صبر نہیں کر سکتا اور اُنکو دلون کے پوشیدہ حالات کے جاننے اور نفس کے عیبون کی آفتون کے پہچاننے میں بڑا دخل تھا اور اُنکی کلمات عالی ہیں اور اشارات لطیف۔ اور اِسوجہ سے اُنکو دارائی کہتے تھے کہ دارا نام ایک گانون کا ہے شام میں وہانکے باشندے تھے اور احمد حواری کرم اُنکے مرید ہیں کہتے ہیں کہ ایک رات کو مینے خلوت میں نماز کی راحت عظیم پائی دوسرے روز مینے حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا کہ تو ضعیف و ناتوان مرد ہے کہ تجھے اب تک خلوت درپیش ہے کہ خلوت میں دوسری کیفیت پاتا ہے اور جلوت میں دوسری حالانکہ دونون جہان میں کوئی ایسی بزرگ چیز نہیں کہ بندے کو

حق تعالے انکی ایمان سے دور رکھے۔ اور حضرت ابوسلیمانؒ نے فرمایا کہ مین ایک رات کو ایک مسجد مین تھا
اور سردی کے سبب سے بے آرام تھا دعا کے وقت مینے اپنا ایک ہاتھ بغل مین داب لیا بہت
آرام اس ہاتھ رکھنے کے سبب سے مجکو معلوم ہوا مین اونگھ گیا ایک ہاتف نے آواز دی کہ یا
ابا سلیمان جو کچھ کہ حصہ اس ہاتھ کا تھا کہ جسکو تو پھیلائے تھا ہمنے دیا اگر دوسرا ہاتھ بھی باہر ہوتا
تو اسکا حصہ بھی ملتا مینے قسم کھائی کہ آج سے جب مین دعا مانگونگا خواہ سردی ہو خواہ گرمی
دونون ہاتھ باہر رکھونگا اور فرمایا کہ سبحان اللہ پاک ہے وہ خدا کہ جسنے اپنے لطف کو ناکامی
و نامرادی مین رکھا اور فرمایا کہ مین ایک مرتبہ سو گیا تھا اور قریب تھا کہ میرے وظیفے کا وقت فوت
ہوجاوے کہ مینے ایک حور کو دیکھا کہ مجھسے کہتی ہے خوب سو رہے ہو حالانکہ پانچسو برس سے مجکو
پردے مین تمہارے واسطے آراستہ کر رہے ہین۔ اور فرمایا کہ ایک رات کو مینے ایک حور کو دیکھا ایک
گوشے مین کہ ہنس رہی ہے اور اسکی روشنی اس درجہ کی ہے کہ جسکو مین بیان نہین کر سکتا مینے
پوچھا کہ یہ روشنی اور جمال تجکو کہانسے ملا اُسنے کہا کہ ایک رات تم ہی نے تو چند قطرے اپنی
آنکھون سے برسائے تھے اُسی پانی سے میرے منھ کو دھویا یہ تمامی روشنی اور جمال اُسی کی
بدولت ہے کیونکہ تمہارے ایسے پاک لوگون کی آنکھونکے آنسو حورون کے منھ کا اُبٹن ہین
اگرچہ وہ کیسی ہی خوبصورت کیون نہو اور فرمایا کہ میری عادت تھی کہ کھانا کھانے کے وقت
نمک لاتے تاکہ مین روٹی پر نمک چھڑکتا ایک رات اُس نمک مین تل تھے مین کھا گیا ایک
سال تک کے لیے میرا وقت گم ہو گیا (یہ مقولہ حضرت فریدالدین عطارؒ کا ہے) ذرا خیال
کرنے کی بات ہے کہ جہان کہ ایک تل کی سمائی نہین وہان ایسے شخص کیا کرینگے کہ ایک لاکھ
خواہش نفسانی سے دل کو بھرے ہین اور فرمایا کہ میرا ایک دوست تھا کہ جو کچھ کہ مین اُس سے
مانگتا مجکو دیتا ایکبار مینے اُس سے ایک چیز مانگی کہنے لگا کہ کب تک مانگتا رہیگا اُسکی یہ بات
سنکر اُسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی اور فرمایا کہ خلیفۂ وقت پر مجھے انکار تھا
مینے چاہا کہ مین کچھ برائی اُسکی ظاہر کرون تو نہ مانے گا بلکہ مجھے قتل کریگا اس بات کا مجھے کچھ

خوف نہ تھا لیکن خوف اس بات کا تھا کہ بہت لوگ دیکھ رہے ہیں شاید کہ میرا ہدیہ اُن کی نظر میں جچ
اور وہ مجکو پسند آوے اور اُسوقت میں بے اخلاص ہوکر مر رہوں اور فرمایا کہ میں نے ایک مرید کو کہ مشغول
میں دیکھا کہ سوای آب زمزم کے اور کوئی چیز نہ پیتا تھا میں نے اُس سے کہا کہ اگر آب زمزم خشک ہوجائیگا
تو تو کیا پیے گا وہ یہ سُنکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ جزاک اللہ خیراً میں چند سال سے زمزم پرست تھا
اور یہ کہکر چلا گیا حضرت احمد حواریؒ کہتے ہیں کہ آپ احرام کے وقت میں لبیک نہ کہتے تھے
اس خیال سے کہ حضرت حق تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی کی کہ اپنی اُمت کی ظالموں سے
کہدو کہ مجھے یاد نکریں کیونکہ جو ظالم کہ مجھے یاد کرتا ہی میں اُسکو لعنت سے یاد کرتا ہوں پھر فرمایا کہ میں نے
سُنا ہی کہ جو شخص کہ حج کا نفقہ شُبہے کے مال سے کرتا ہی جسوقت کہ وہ کہتا ہی لبیک تو کہتے ہیں کہ
لا لبیک و لا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک۔ نقل ہے کہ حضرت فضیلؒ کے بیٹے عذاب کی آیت کے
سُننے کی تاب نہ رکھتے تھے لوگوں نے حضرت فضیلؒ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادے میں اسقدر خوف
کس وجہ سے سما گیا ہی حضرت فضیلؒ نے کہا کہ گناہ کے تھوڑے ہونے کے سبب سے لوگوں نے
یہ بات حضرت ابو سلیمانؒ سے کہی آپ نے سُنکر فرمایا کہ خوف کا باعث گناہ کی زیادتی ہوتی ہے
نہ گناہ کی کمی۔ نقل ہے کہ صالح بن عبد الکریمؒ نے کہا کہ امید و خوف دل میں دونوں رہیں
لوگوں نے پوچھا کہ ان دونوں میں افضل کون ہی اُنھوں نے کہا کہ رجا یعنی امید۔ یہ بات حضرت
ابا سلیمانؒ تک پہونچی آپ نے سُنکر فرمایا کہ سبحان اللہ یہ کیا بات ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ خوف سے
تقوی اور روزہ اور نماز اور دوسرے اعمال خیر ظہور میں آتے ہیں اور رجا سے کچھ نہیں اور فرمایا
کہ مجھے ڈرنا چاہیے اُس آگ سے جو عذاب خدا ہی انسان کیواسطے یا مجھے ڈرنا چاہیے اُس خدا
سے کہ جسکا عذاب آگ ہی اور فرمایا کہ دُنیا اور آخرت میں تمام چیزوں کی اصل خوف ہی خدای تعالے
سے اور جبکہ امید خوف پر غالب ہوجاتی ہی دل پر آفت آتی ہی اور جبکہ خوف دل میں ہمیشہ
رہتا ہی خشوع دل میں ظاہر ہوتا ہی اور اگر ہمیشہ نہیں رہتا بلکہ کبھی کبھی خوف دل پر گذرتا ہی تو ہرگز
خشوع دل کو حاصل نہیں ہوتا اور فرمایا کہ ہرگز خوف کسی دل سے جدا نہیں ہوتا مگر کہ وہ دل خراب

ہوجاتا ہی یعنے جس دل سے کہ خوف جُدا ہوا وہ دل خرابی مین پڑا اور آپنے ایک روز احمد حواری سے
جب تو لوگونکو دیکھے کہ امید و رجا پر عمل کرتے ہین اگر تجھسے ہوسکے تو تو خوف پر عمل کر لقمان حکیم نے
اپنے صاحبزادے سے کہا کہ تو خدای تعالی سے اسقدر ڈر کہ جسمین خدای تعالی کی رحمت سے نا امید ہو جاوے اور
خدای تعالی سے اسقدر امید رکھہ کہ جسمین تو اُسکے خوف سے بے خوف ہو جاوے اور فرمایا کہ اوّل شوق کو اپنے
دل مین جگہ دے بعد اُسکے خوف کو اندر آنے دے تاکہ اس شوق کو خوف راہ سے اُٹھا دیوے یعنی تو
اس گھڑی خوف کا زیادہ محتاج ہی بہ نسبت شوق کے۔ اور فرمایا کہ سب سے بہتر کلام نفس کا خلاف ہے
اور ہر چیز کا ایک نشان ہی نشان خواری و ذلت کا ترک کرنا گریہ کا ہی اور ہر چیز کے واسطے ایک زنگ ہے
دل کے نور کا زنگ پیٹ بھر کر کھانا ہی اور فرمایا کہ احتلام غذا سے ہی اس سبب سے کہ وہ علامت پیٹ
بھر کر کھانے کی ہے اور فرمایا کہ جو کہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے چھہ چیزین اُسکو لاحق ہوتی ہین عبادت
مین مزہ نہین پاتا اور اُسکا حافظہ حکمت کی یادداشت مین کمزور ہو جاتا ہے۔ اور لوگون پر
شفقت کرنے سے بے نصیب رہتا ہی کیونکہ وہ سب کو پیٹ بھرا سمجھتا ہی اور عبادت اُسپر گران
گذرتی ہی۔ اور خواہش نفسانی اُبھرتی ہی۔ اور یہ کہ سارے ایماندار مسجدون کے گرد گھومتے
ہین تاکہ وقت نماز پر مسجد کے اندر داخل ہون اور نماز ادا کرین اور وہ پاخانون کے گرد گھومتا ہے
اور فرمایا کہ گرسنگی نزدیک خدای عزوجل کے ایک ایسا خزانہ ہی کہ نہین دیتا ہی مگر اُس شخص کو کہ اُسکو
دوست رکھتا ہے اور فرمایا کہ جب آدمی آسودہ اور سیر ہوتا ہی تو اُسکے سارے اعضا خواہشون کے
بھوکے ہوتے ہین اور جبکہ بھوکا ہوتا ہی تو سارے اعضا اُسکے خواہشون سے آسودہ و سیر
ہوتے ہین یعنی جب تک کہ پیٹ سیر نہین ہوتا کوئی خواہش نہین اُبھرتی اور فرمایا کہ گرسنگی یعنے
بھوکا رہنا کنجی آخرت کی ہی اور سیری کنجی دُنیا کی اور فرمایا کہ جبکہ تجکو کوئی حاجت دُنیوی یا اُخروی
درپیش ہو تو تجکو چاہیے کہ کچھہ نہ کھاوی جب تک کہ وہ حاجت روا نہو جاوے اسلیے کہ آسودہ ہو
کھانا عقل کو درہم برہم کرتا ہے اور فرمایا کہ حق تعالی سب کو گرسنگی نصیب کرے کیونکہ گرسنگی
نفس کو ذلیل کرتی ہے اور دل کو نرم و رقیق اور علم آسمانی دل پر منکشف ہوتا ہی اور فرمایا کہ

مین ایک لقمہ حلال سے ایک رات کم کھاؤن تو مین اسکو اس سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ دن
بھر نماز پڑھون کیونکہ رات اسوقت ہوتی ہی کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہی اور ایماندار کے دل
کی رات اسوقت ہوتی ہی کہ پیٹ کھانے سے پر ہوتا ہی اور فرمایا کہ صبر نہین کرتا ہی دنیا کی خواہشون
سے مگر وہ شخص کہ جسکے دل مین نور ہوتا ہی کیونکہ وہ نور اسکو آخرت کیطرف مائل کرتا ہی اور دنیا
سے ہٹاتا ہی اور فرمایا کہ جبکہ بندہ صبر نہین کر سکتا ہی اسپر کہ جسکو بہت دوست رکھتا ہی کس طرح صبر
کر سکے گا اسپر کہ جسکو کہ دوست نہین رکھتا ہی اور فرمایا کہ واپس نہ پھر اگر وہ شخص واپس پھرا کہ منزل مقصود
پر پہنچا اور پھر وہان نہ ٹھہرا اور واپس پھرا اور فرمایا کہ خوش حال اس شخص کا کہ جسکو اسکی عمر بھر مین
ایک قدم بھی اخلاص کا حاصل ہوا اور فرمایا کہ جبکہ بندہ اخلاص کو اختیار کرتا ہی بہت وسوسون اور
نمایشون اور مکرون سی نجات پاتا ہی اور فرمایا کہ اعمال خالص تھوڑی ہین اور فرمایا کہ اگر کوئی صادق
چاہتا ہی کہ جو کچھ اسکے دل مین ہی زبان سی بیان کرے تو اسکی زبان اسکے بیان مین مدد نہین کرتی
اور گونگی بنجاتی ہی اور فرمایا کہ صدق صادقون کی زبان کے ساتھ چلا گیا اور صرف نام ہی ناکسون
کی زبانون پر باقی رہ گیا۔ اور فرمایا کہ ہر چیز کا ایک زیور ہے صدق دل کا زیور خشوع ہی اور فرمایا
کہ صدق کو اپنی سواری بنا اور حق بات کو شمشیر اپنی بنا اور حق تعالی کو اپنے مطلب و مقصود کی نہایت
جان آور فرمایا کہ رضا کے ساتھ قناعت بجای زہد کے ہے یہ اول مقام رضا ہے اور وہ اول مقام زہد
آور فرمایا کہ خداے تعالی کے بندے ہین رضا کے معاملہ کے ساتھ صبر پر نظر کرنے سے شرماتے ہین۔
کیونکہ صبر مین گویا کہ صابر دعوی کرتا ہے کہ مین صابر ہون اور رضا مین یہ کچھ نہین جسطرح کہ
حق تعالے رکھے رہنا پڑتا ہے پس صبر بندے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور رضا حق تعالے
کے ساتھ۔ اور فرمایا کہ رضا وہ ہے کہ تو خداے تعالی سے بہشت نہ چاہے اور دوزخ سے
پناہ نہ مانگے آور فرمایا کہ مین زہد کی حد اور ورع کی نہایت نہین جانتا ہون ہان البتہ ایک
رادی سے جانتا ہون یعنی بہت کم اسکی بابت سمجھتا ہون۔ اور فرمایا کہ ہر مقام سے
ایک حصہ مجھکو ملا مگر رضا سے کہ اس سے بے پروا ہو گے اور کچھ مجھکو نہ ملا اور باوصف اسکے اگر

خلق عالم کو دوزخ میں لیجاوین تو سب مجھ ناپسندی سے جاوین اور مین رضامندی سے جاؤن کیونکہ
اگرچہ میری مرضی یہ نہو کہ مین دوزخ مین جاؤن لیکن اُسکی تو مرضی یہ ہی ہیں مجکو مقام رضا مین
اپنی رضا سے کیا کام اور فرمایا کہ مین مقام رضا مین اُس درجہ کو پہونچا ہون کہ اگر دوزخ کے
ساتون طبقے میری داہنی آنکھ مین کرین تو ہرگز یہ میرے دل مین بھی نہ گذرے کہ بائین آنکھ مین کیون
نہ رکھی اور فرمایا کہ تواضع وہ ہی کہ اپنے عمل مین بالکل خود بینی کو راہ نہ دیوے اور فرمایا کہ ہرگز بندہ
تواضع نہین کرتا جب تک کہ اپنے نفس کو نہین جانتا اور ہرگز زہد نہین کرتا جب تک کہ نہین پہچانتا
کہ دنیا کچھ بھی نہین ہے اور فرمایا کہ زہد یہ ہی کہ جو چیز کہ تجکو حق تعالی سے باز رکھنے والی ہی اُسکو تو ترک کرے
اور فرمایا کہ زہد کی علامت یہ ہی کہ اگر کوئی تجھے کمبل کہ جسکی قیمت تین درم ہووے اُڑھا دے تو ہرگز تیرے
دل مین رغبت اُس کمبل کی کہ جسکی قیمت پانچ درم ہو نہ پیدا ہو اور فرمایا کہ کسیکے زہد پر گواہی مت دو
اِس سبب سے کہ وہ دل کا معاملہ ہی تیری نظر سے پوشیدہ البتہ زہد اُسکا ظاہر ہے۔ اور فرمایا کہ سیم وزر کی
محبت کے دل مین زبانی زہد سخت تر ہے۔ اور فرمایا کہ زبان کو نگاہ رکھنا مضبوط قلعہ ہے اور مغز
عبادت گرسنگی ہے اور دنیا کی دوستی جڑ تمام گناہونکی ہی اور فرمایا کہ تصوف وہ ہی کہ آدمی پر جو کچھ
کہ گذرے اُسکو خدا ہی تعالے کیطرف سے جانے اور ہمیشہ خدا کے ساتھ رہے اِسطرح کہ سواے خدا کے
کسیکو نہ جانے اور فرمایا کہ سوچ بچار دنیا کا پردہ ہی آخرت کا اور آخرت کا سوچ بچار حکمت کا پھل اور
دلون کی زندگی ہی اور فرمایا کہ عبرت سے علم زیادہ ہوتا ہی اور تفکر سے خوف بڑھتا ہے۔ نقل ہے
کہ اگر کوئی شخص آپکے سامنے ذکر گناہ کا کرتا تو آپ بہت روتے اور فرماتے کہ خدا کی قسم مین عبادت
مین اِسقدر آفات دیکھتا ہون کہ حاجت معصیت کی نہین اور فرمایا کہ عادت ڈالو آنکھون کو
رونے کی اور دل کو فکر کی اور فرمایا کہ اگر بندہ صرف عمر پر کہ جسکو آگے بیفائدہ گذارا ہی رووے
تو بھی اُسکا غم اور رونا ایسا نہین کہ موت کے وقت تک ختم ہووے اور فرمایا کہ جو کہ خدا کو پہچاننا
چاہتا ہے اُسکو چاہیے کہ دل کو تمام فکرون سے خالی کرکے حق تعالی کیطرف مشغول کرے
اور اپنی خطاؤن پر گریہ وزاری کرے اور فرمایا کہ بہشت مین تجھے تیرے میزان مین جگہ

ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو فرشتے اُسکے نام سے درخت لگاتے رہتے ہیں جب تک کہ بندہ ذکر میں مشغول رہتا ہے اور جبکہ بندہ ذکر سے خاموش ہوتا ہے فرشتے بھی درخت لگانے سے ٹھہر جاتے ہیں اور فرمایا کہ جو کہ نافع کا طالب ہے اُسکو چاہیے کہ روز و شب کے اختلاف کو دیکھے اور فرمایا کہ جو نیکی کرتا ہے دن میں رات میں اُسکا بدلہ پاتا ہے اور جو رات میں نیکی کرتا ہے دن میں بدلہ پاتا ہے اور فرمایا کہ جو کہ صدق دل سے شہوت سے باز آتا ہے حق تعالیٰ اُس سے کریم تر ہے کہ اُسکو عذاب میں مبتلا کرے اور اُسکے دل کے صدق کو فراموش کرے اور فرمایا کہ جو کہ نکاح کرتا ہے یا سفر یا حدیث لکھنے میں مشغول اُسکا رخ دنیا کی طرف ہے مگر البتہ زن صالحہ کہ وہ دنیا سے نہیں ہے بلکہ آخرت سے ہے یعنے اسکو دنیا سے ہٹا کر آخرت کی طرف مشغول کرتی ہے لیکن جو کہ اسکو حق جل شانہ سے باز رکھتے ہیں خواہ مال ہو خواہ بیوی بچے منحوس ہیں اور فرمایا کہ وہ عمل کہ جسکو تو یہاں دنیا میں کرتا ہے اور اُسکے کرنے سے تو اپنے دل میں کچھ حظ و لذت نہیں پاتا جان لے کہ آخرت میں بھی تو اُسکے ثواب و جزا سے محروم ہے کیونکہ قبول کی علامت یہی ہے کہ اُسکے کرنے سے دل میں فرحت و راحت پیدا ہو۔ اور فرمایا کہ وہ ایک سرد آہ جو درویش کے دل سے کسی چیز کی آرزو کی نامرادی کے وقت نکلتی ہے ہزار سال کی طاعت و عبادت سے فاضل تر ہے اور فرمایا کہ بہتر سخاوت وہ ہے کہ حاجت کے موافق ہووے اور فرمایا کہ زاہدوں کا آخر قدم متوکلوں کا اوّل قدم ہے اور فرمایا کہ اگر غفلت کرنے والے جان جائیں کہ انھوں نے اس دنیا میں اپنی عمر کو غفلت میں برباد کرکے کتنا بڑا نقصان کیا ہے تو گمان غالب ہے کہ اسکے صدمے میں سب کے سب ایکبارگی مر جاویں اور فرمایا کہ حق تعالیٰ بستر پر سوئے ہوئے عارف پر وہ وہ اسرار مکشوف فرماتا ہے اور واضح اور روشن کرتا ہے کہ جو نماز میں کھڑے ہوئے کو کبھی بھی میسر نہ ہونگے اور فرمایا کہ جب عارف کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو اُس کی یہ ظاہری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں یعنے پھر وہ خدائے تعالیٰ کے سوا اور کسیکو نہیں دیکھتا اور فرمایا خدائے تعالیٰ کی نزدیکی کے حاصل کرنے کے واسطے بہت ہی آسان راستہ

کہ تو ایسا خیال کرے کہ حق تعالےٰ تیرے دل پر واقف ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ تو دُنیا
اور آخرت سے کسی چیز کو نہیں چاہتا مگر اُسکو یعنے خداے تعالےٰ کو چاہتا ہے اور فرمایا
کہ اگر معرفت کی ایک صورت قرار دیں اور اُسکو ایک جگہ میں رکھیں تو جو شخص کہ اُسپر
نظر کرے اُسکے جمال کی زیبایش کی تاب نہ لا سکے اور جان دیوے اور اُسکی روشنی کے
مقابل میں ساری روشنیاں تیرہ و تاریک ہو جاویں اور فرمایا کہ معرفت خاموشی کے
نزدیک تر ہے اور قیل و قال سے دور تر اور فرمایا کہ جبکہ ایماندار کا دل حق تعالےٰ کے ذکر
سے روشن ہوتا ہے تو یہ ذکر ہی اُسکی غذاے روح ہوتا ہے اور ہر کاروبار اُسکا اسطرح ہو جاتا ہے
کہ حق تعالےٰ کے اُنس کو وہ بندہ اپنی راحت اور اُسکی معاملت کو تجارت اور اُسکی مسجد کو
دُکان اور اُسکی عبادت کو اپنا پیشہ اور اُسکے قرآن کو اپنی پونجی اور دُنیا کو اپنی کھیتی اور
قیامت کو اپنا گودام اور رنج و تکلیف کہ جو اُسکی راہ میں اُسکو درپیش آتی ہیں ذریعۂ ثواب
سمجھتا ہے اور فرمایا کہ دُنیا میں سب سے بہتر چیز صبر ہے اور صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو صبر
کرنا ہے اُس چیز پر کہ جسکا تو خواہاں نہیں ہے اور دوسرے صبر کرنا ہے اُس چیز پر کہ جسکا کہ تو
طالب ہے اور تیرا نفس اُسکا متلاشی ہے اور تجکو اُسکے حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے لیکن
حق تعالیٰ نے تجکو اُس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ چیز کہ جسمیں شر نہیں شکر ہے نعمت پر
اور صبر ہے بلا پر اور فرمایا کہ جو کہ اپنے آپ کو کُچھ سمجھتا ہے وہ بالکل خدمت کی حلاوت سے محروم ہے
اور فرمایا کہ اگر ساری خلق میری خرابی پر متفق ہو تو بھی مجکو ایسا خوار و خراب نہیں کر سکتی کہ جیسا کہ
مینے اپنے آپ کو خوار کیا اور فرمایا کہ ہر ایک چیز کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور آخرت اور
بہشت کے حاصل کرنے کا ذریعہ ترک دُنیا ہے اور فرمایا کہ جس دل میں کہ دُنیا کی محبت سمائی آخرت
کی دوستی نے اُس دل سے اپنا اسباب باندھا اور رخصت ہوئی اور فرمایا کہ حکیم نے جب دُنیا کو
ترک کیا تو حکمت کے نور سے منور ہوا اور فرمایا کہ دُنیا کا مرتبہ حق تعالےٰ کے نزدیک ایک مچھر کے
پر سے بھی کمتر ہے پس ظاہر ہے کہ ایسی چیز کے حصول سے کوئی کیا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے اور فرمایا

کہ جو کہ اپنے نفس کے ہلاک و تلف کو حق تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ ٹھہراتا ہے خدا تعالیٰ خود اسکے نفس کا محافظ ہوتا ہے اور اسکو بہشت کے لائق بناتا ہے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے اگر تو مجھ سے شرم رکھے گا تو میں تیرے عیبوں کو لوگوں سے چھپاؤنگا اور تیری خطاؤں کو لوح محفوظ سے محو کرونگا اور قیامت کے روز وقت حساب کتاب تجھپر تنبیہ و تادیب نکرونگا اور آپنے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ تو جب کسی دوست کے بگڑا ہوا دیکھے تو اسپر غصہ مت کر شاید غصے کی حالت میں وہ تجھکو اس سے بھی سخت تر کہہ اُٹھے وہی مرید کہتا ہے کہ جب میں نے آزمایا تو ویسا ہی پایا کہ جیسا فرمایا تھا حضرت احمد حواریؒ کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ سفید لباس پہنے تھے ایکبارگی آپ فرمانے لگے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میرا دل ایسا ہی پاک وصاف ہوتا ان سب لوگوں میں کہ جیسا کہ میرا لباس پاک وصاف ہے اس جماعت کے لباسوں سے اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی احتیاط اس درجہ کی تھی کہ اکثر آپ فرماتے کہ صوفیائے کرام کے نکتوں سے کچھ میرے دل میں آیا ہے لیکن ابھی میں چند روز اُسپر عمل نکرونگا جب تک کہ دو گواہ عادل اُسپر شاہد ہوں یعنے قرآن مجید اور حدیث شریف۔ اور آپ مناجات میں فرماتے کہ الٰہی وہ شخص کہ تیری خدمت کے لائق نہیں ہے تیری خدمت کے لائق کسطرح ہو سکتا ہے الٰہی وہ شخص کہ تیری نافرمانی سے شرم نہیں رکھتا ہے تیری رحمت پر کس طرح امید رکھہ سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے علم حضرت معاذ جبلؓ سے سیکھا تھا۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہونچا حاضرین نے کہا کہ آپ ہمیں کچھ خوشخبری دیجیے کہ آپ خداوند غفور کے حضور میں تشریف لیے جاتے ہیں آپنے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ تو ایسے خداوند کے حضور میں جاتا ہے کہ جو صغیرہ کا حساب لینے والا اور کبیرہ پر عذاب کرنے والا ہے اور جان بحق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگوں نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خداوند عز و جل نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ مجھپر رحمت کی اور عنایت فرمائی لیکن یہ بات کہ میں لوگوں میں بہت مشہور تھا اور سب مجھکو انگلی اُٹھا اُٹھا کر دکھاتے تھے میرے لیے سخت باعث نقصان ہوئی۔

چوبیسواں باب حضرت محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ واعظ قرآن و حافظ اخوان و زاہد متمکن و عابد متدین و قطب افلاک محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام تھے اور مقبول خلائق۔ آپ کا کلام بہت عالی اور بیان حد درجہ کا کامل تھا اور پند و نصیحت میں تو گویا ایک مجسم پند و عظ تھے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو کشائش و فتوح آپ ہی کے کلام سے حاصل ہوئی۔ اور خلیفہ ہارون رشید آپکے ساتھ ایسی تواضع کرتا تھا کہ ایکبار آپ نے فرمایا کہ ای امیر المومنین تیری بڑی سی بڑی بزرگی سے تواضع زیادہ بزرگ ہے یعنے تو گویا جسد تواضع ہے یا جسم فروتنی۔ اور آپ نے فرمایا کہ تواضع کا حق وہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کسی شخص سے بزرگ نہ سمجھے اور فرمایا کہ اگلے لوگ سر بسر دوا تھے کہ انسے شفا و صحت پاتے تھے اور اس زمانے کے لوگ سر بسر درد ہیں اور ایسی بیماری میں مبتلا ہیں کہ جسکی دوا نہیں پس طریق وہ ہے کہ خدائے عزوجل کو اپنا مونس بنائے اور اسکی کتاب کو اپنا ہمراز اور فرمایا کہ طمع گویا ایک رسی ہے گردن میں اور ایک بیڑی ہے پانوں میں اسکو اپنے دور کرتا کہ آزاد ہو جاوے اور فرمایا کہ ایک وقت وہ تھا کہ واعظوں پر وعظ کہنا دشوار تھا جیسا کہ اب عالموں پر عمل دشوار ہے اور ایک وقت میں واعظ کم تھے جیسے کہ اب عالم کم ہیں حضرت احمد حواری فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن سماک بیمار پڑے میں آپ کا قارورہ طبیب کے پاس لیگیا اور وہ طبیب مذہب ترسا رکھتا تھا جبکہ میں جا رہا تھا راہ میں ایک بوڑھے نورانی شکل نیا لباس پاکیزہ و خوشبودار پہنے میرے سامنے آئے اور فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہے میں نے حال بیان کیا وہ سنکر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ خدا کا دوست خدا کے دشمن سے مدد طلب کرتا ہے لوٹ جا اور ابن سماک سے جا کر کہہ کہ ہاتھ اس مقام پر رکھے کہ جہاں درد ہے اور یہ آیۃ کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ پڑھے۔ میں لوٹ آیا اور حال بیان کیا شیخ نے ویسا ہی کیا فی الفور اچھے ہوگئے بعد اسکے شیخ نے مجھسے کہا کہ تو انکو پہچانتا ہے

نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے حضرت ابن سماک نزع کی حالت میں کہتے تھے الٰہی تو جانتا ہے کہ اس وقت کہ میں گناہ کرتا تھا تیری طاعت کرنیوالے دوستوں کو میں دوست رکھتا تھا اسکو اسکا کفارہ کر نقل ہے کہ آپ مجرد تھے لوگوں نے کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا اسوجہ سے نہیں کرتا کہ میں طاقت دو شیطانوں کی نہیں رکھتا ہوں آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا کہ مجھے بہت بخشش فرمائی اور خلعت دیا اور اکرام کیا۔ لیکن کسی شخص کو وہ آبرو حاصل نہیں کہ جو ان لوگوں کو کہ عیال داری کا بار کھینچتے ہیں اور رنج و سختی سہتے ہیں حاصل ہے۔ والسلام۔

پچیسواں باب حضرت محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ دین اور دولت کے چراغ تھے شمع جمال جمیع سنت تھے زمین کو انکے پاک تن سے پاک مسکن کرنیوالے وہ آسمان کو اپنی جان سے روشن کرنیوالے وہ متمکن بساط قدسی حضرت محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ یگانہ جہان تھے اور مقتدا مطلق اور لوگ آپ کو لسان الرسول کہتے تھے اور شحنہ خراسان کرکے نامزد کرتے تھے کسی شخص کو سنت کی متابعت میں وہ قدم تھا جیسا کہ آپکو عمر بھر انکی حرکات و سکنات موافق قانون سنت رہے امام علی بن موسیٰ رضا کے ساتھ ایک کجاوہ میں سوار نیشاپور پہونچے اسحٰق بن راہویہ الحنظلی مہار اونٹ کی پکڑے آگے آگے چلتے تھے بیچ شہر میں آئے کمبل کا لباس پہنے اور نمدے کی ٹوپی سر پر اور کتابوں کا تھیلا کندھے پر لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو رو دیئے اور کہا کہ ہم آپ کو اس طرح سے نہیں دیکھ سکتے اور آپ واعظ تھے بہت لوگ آپکے وعظ میں جمع ہو جاتے تھے اور باوجود اس سبب کے آپکے نفس کی برکتوں سے پچاس ہزار آدمی راہ راست پر آگئے اور توبہ کی اور فساد سے باز آگئے پھر دو سال تک آپ قرآن کے مخلوق نہ کہنے پر قید خانے میں قید رہے لیکن آپ قید خانے میں

ایسے ثابت قدم رہے کہ تکلیفیں سہیں اور پھر کہے قرآن مجید کو مخلوق نہ کہا کہتے ہیں کہ آپ جب تک
قید خانہ میں رہے ہر جمعے کو غسل کرتے اور مصلی کندھے پر ڈالکر قید خانے کے دروازے پر آتے
جب لوگ آپ کو روکتے اور باہر نہ جانے دیتے تو واپس جاتے اور فرماتے کہ الٰہی جو کچھ کہ مجھپر فرض تھا
بیٹے کیا اب تو جان۔ جسی زمانہ میں کہ آپنے قید خانے سے خلاصی پائی عبداللہ بن طاہر کہ نیشاپور
کا حاکم تھا نیشاپور میں وارد ہوا شہر کے شریف اور بزرگ اُسکے استقبال کو گئے اور تین روز تک
سارا شہر اُسکے سلام کو گیا بعد اُسکے اُسنے پوچھا کہ شہر کے مشہور لوگوں سے کوئی باقی رہا ہے کہ
ہمارے سلام کو نہیں آیا لوگوں نے کہا کہ دو شخص ایک تو احمد حرب دوسرے محمد بن اسلم طوسی
اُسنے کہا کہ یہ کیوں نہیں آئے لوگوں نے کہا کہ یہ دونوں علماء ربانی ہیں اور بادشاہوں کے سلام کو
نہیں جاتے ہیں عبداللہ بن طاہر نے کہا کہ اگر وہ ہمارے سلام کو نہیں آئے ہیں تو ہم اُنکے سلام کو
جاوینگے پھر اُسنے پہلے یہ ارادہ کیا کہ حضرت احمد حرب کے پاس جائے لوگوں نے شیخ کو خبر کی
حضرت احمد حرب نے سنکر فرمایا کہ اُسکے دیکھنے سے ناچاری ہی حاصل کلام عبداللہ بن طاہر گیا حضرت شیخ
احمد بن حرب سر آگے جھکائے تھے جبکہ بہت دیر ہو گئی اُسکے بعد سر اٹھایا اور عبداللہ بن طاہر کی طرف
نظر کی اور فرمایا کہ مینے سنا تھا کہ تم بہت خوبصورت شخص ہو اب مجھکو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تم
اُس سے بھی زیادہ خوبصورت ہو کہ سنا تھا دیکھو اس خوبصورتی کو حق تعالی کے احکام کی
مخالفت اور نافرمانی میں بگاڑنا مت بعد اُسکے عبداللہ بن طاہر نے حضرت محمد بن اسلم کی
خدمت کا قصد کیا لیکن حضرت محمد بن اسلم نے اُسکو داخل ہونے کی اجازت نہ دی عبداللہ بن طاہر
آپکے گھر کے دروازے پر اسیطرح سوار کھڑا رہا اور کہا کہ آخر نماز کے وقت باہر نکلینگے اور
وہ روز جمعے کا روز تھا نماز کے وقت محمد بن اسلم باہر نکلے جوں ہی عبداللہ بن طاہر کی نظر
آپ پر پڑی گھوڑے سے اُتر پڑا اور آپکے پانوں کو بوسہ دیا اور کہا الٰہی اس سبب سے کہ میں بُرا
آدمی ہوں وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے اور اس سبب سے کہ یہ نیک آدمی ہے میں اسکو دوست
رکھتا ہوں اپنے فضل سے اس بُرے کو نیک کے طفیل میں نیک بنادے پھر حضرت محمد بن اسلم نے

ارادہ طوس کا کیا اور وہان سکونت پذیر ہوئے کہتے ہین کہ وہ مسجد کہ جسمین آپ وہان نماز پڑہتے تھے بہت برکت والی سمجھی جاتی تھی اور اصل مین آپ باشندہ عرب کے تھے لیکن وہان کی سکونت کی وجہ سے طوسی مشہور ہین اور کہتے ہین کہ آپ کے گھر کے دروازے پر ایک نہر بہتی تھی لیکن کبھی اپنے ضرورت کے وقت بھی اس نہر سے آبخورہ بھر پانی نہ لیا اور فرماتے کہ یہ پانی لوگون کی ملک سے ہے کہتے ہین کہ جب وہ نہر خشک ہوگئی تو آپ نے کنوئین سے پانی کھینچکر نہر مین ڈالا اور ایک آبخورہ پانی بھرا پھر آپ نیشاپور مین تشریف لائے۔ نقل ہے کہ بزرگان طریقت سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ مین روم مین تھا ناگاہ مینے ابلیس کو دیکھا کہ ہوا سے گرا اور قریب تھا کہ زمین مین دھنس جاوے مینے کہا اے ملعون یہ کیا حالت ہے اُسنے کہا کہ اسوقت محمد بن اسلمؒ وضو کرتے کرتے کھنکھارے مین اُنکی کھنکھار کے خوف سے یہان گرا اور قریب تھا کہ زمین مین دھنس جاؤن۔ نقل ہے کہ آپ ہمیشہ قرض لیتے اور درویشون کو دیتے ایک مرتبہ ایک جہود آیا اور کہا کہ میرا آپ پر کچھ قرض ہے محمد بن اسلمؒ نے کہا کہ اسوقت تو میرے پاس کچھ نہین ہے اسیوقت آپنے قلم بنایا تھا قلم کا تراشہ وہان پڑا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ اٹھا لیجا اُسنے جو اٹھایا تو وہ خالص سونا ہوگیا تھا جہود نے کہا کہ ہرگز ایسا دین کہ جسمین ایسے ایسے بندے خدا کے ہون کہ جنکے قلم کا تراشہ سونا ہوجاوے باطل نہین ہوسکتا اور فی الفور مسلمان ہوگیا۔ نقل ہے کہ ابو علی فارمدیؒ نیشاپور مین مسجد کے اندر وعظ کہہ رہے تھے اور امام الحرمین حاضر تھے پوچھا کہ العلماء ورثة الانبیاء کونسا گروہ ہے ابو علیؒ نے کہا کہ بالتحقیق نہ سائل ہی نہ مسئول لیکن وہ مرد یہ ہے کہ دروازے پر لیٹا ہے یعنی محمد بن اسلمؒ کی طرف اشارہ کیا۔ نقل ہے کہ نیشاپور مین آپ بیمار ہوے آپکے ہمسایہ نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ آپ فرما رہے ہین کہ الحمد للہ مینے اس رنج سے رہائی پائی یہ شخص جب جاگا تو آیا تاکہ آپ کو خبر کرے آپنے وفات کی تھی اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون جبکہ آپ کو دفنانے لیجاتے تھے تو اُسی پرانی گدڑی کو کہ آپ پہنے تھی جنازے پر اُڑھایا تھا اور وہی کمبل کہ جسپر آپ بیٹھتے تھے آپکے جنازے پر ڈالا تھا دو بوڑھی عورتین کوٹھے پر کھڑی تھین کہنے لگین کہ محمد بن اسلمؒ مرگئے اور جو کچھ رکھتے تھے

اپنے ساتھ رکھے گا اور ہرگز دنیا انکو فریب نہ دے سکی۔ والسلام

چھبیسواں باب حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ مقام مکنت کہ بیں وہ سنت نبوی کے امام اور ہیں وہ زاہدوں کی زبدہ وہ عابدوں کے قبلہ وہ اہل شرق و غرب کے مقتدوہ پیر خراسان حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ ہیں صاحب فضیلت تھے کہ انکی فضیلتیں شمار سے باہر ہیں ورع میں ہمیشل اور عبادت میں یگانہ تھے ایک جماعت کثیرہ آپکی معتقد تھی چنانچہ حضرت یحیی معاذ رازی نے وصیت کی کہ جبکہ میں مرجاؤں تو میرا سر انکے پاؤں پر رکھنا اور تقوی آپکا اس درجہ پر تھا کہ ایکبار آپکی والدہ شریفہ نے مرغ بھونا کہا کہ کھا لیجیے اور کچھ شک و شبہہ نہ لائیے کیونکہ یہ میرے گھر کا پالو ہی اور کچھ شک و شبہہ اسمیں نہیں ہے حضرت احمد حرب نے فرمایا کہ یہ وہی مرغ تو ہے کہ ایکروز ہمسایہ کے کوٹھے پر جاکر چند دانے چن آیا تھا اور جسکی کوٹھے پر یہ گیا تھا وہ لشکری ہے بس یہ میرے حلق کے لائق نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ دو احمد ملک نیشاپور میں ہوئے ہیں۔ ایک تو تمامی دین ہی تھا اور دوسرا سراسر دنیا ہی تھا ایک کا نام احمد حرب ہے اور دوسری کا نام احمد بازرگان حضرت احمد حرب ایسے ذاکر حق تعالی تھے کہ ایکبار کا ذکر ہے کہ حجام نے چاہا کہ آپ کی لبیں لیوے آپ ذکر میں لب کو ہلاتے جاتے تھے حجام نے کہا کہ ذرا توقف کیجیے کہ میں لب کے بال درست کردوں آپنے فرمایا کہ تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کررہاہوں آخرکار یہ ہوا کہ چند جگہ سے آپ کا لب زخمی ہوا لیکن آپ خاموش نہ رہے برابر لبوں کو ہلاتے ہی رہے ایک مرتبہ آپکے ایک دوست نے آپ کو خط لکھا آپ مدت تک چاہتے رہے کہ اسکا جواب لکھیں لیکن مہلت نہ پائی ایکروز آپنے اپنی ایک مرید سے اقامت کے درمیان فرمایا کہ اس دوست کے خط کا جواب لکھدو اور لکھدو کہ دوسری بار آپ مجکو خط نہ لکھنا کیونکہ مجکو جواب کی فرصت نہیں ہے اور لکھ کہ خدا کے ساتھ مشغول رہو والسلام۔ اور احمد بازرگان ایک شخص تھا کہ

دنیا کی حرص اسقدر اسپر غالب تھی کہ ایکروز اُسنے اپنی لونڈی سے کہا کہ کھانا لا لونڈی کھانا لائی وہ اُسیطرح اپنا حساب کر رہا تھا یہانتک کہ حساب کرتے ہی کرتے سو گیا جب جاگا تو کہا کہ ای لونڈی مینے تجھسے نہین کہا تھا کہ کھانا لا وہ بیچاری پھر کھانا لائی پھر اسیطرح حساب مین مشغول ہوا اور سو گیا اسیطرح تین بار کیا لونڈی نے جب یہ دیکھا کہ خواجہ سو گیا تو وہ لگی کھانے مین پھر اُسکے مُنھ اور ہونٹونکو لگا دی جب خواجہ بیدار ہوا تو اپنا مُنھ کھانے سے بھرا دیکھکر کہا کہ طشت لا لونڈی تاڑ گئی کہ اُسنے یہ خیال کیا ہی کہ کھانا کھا چکا ہون اب کُلی کرنا اور مُنھ دھونا چاہی۔ نقل ہے کہ احمد بن حربؒ اپنی صاحبزادی کو توکل کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے کہ ای فرزند جسوقت کہ تجھکو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً اُس سوراخ کے پاس جا اور کہہ کہ الٰہی مجھے فلان چیز درکار ہی عنایت کیجیو اور آپنے اپنی بیوی صاحبہ کو کہدیا تھا کہ جو کچھ کہ وہ مانگے فی الفور سوراخ کے دوسری طرف سے اُسمین رکھدینا حاصل کلام اسیطرح ایک مدت گذری کہ آپ کے صاحبزادی سوراخ کے پاس جاکر مانگتے اور آپکی بیوی صاحبہ دوسری طرف سے اُسمین رکھدیتین ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ بیوی صاحبہ گھر مین موجود نہ تھین اور لڑکے نے معمول کے موافق اُس سوراخ کے پاس جاکر کھانا طلب کیا حضرت حق جل شانہٗ نے غیب سے کھانا بھیجا بیوی صاحبہ جو لوٹکر آئین تو کیا دیکھتی ہین کہ لڑکا بیٹھا کھانا کھا رہا ہی پوچھا کہ کہانسے آیا اُسنے جواب دیا کہ جہانسے کہ ہر روز آیا تھا۔ حضرت احمد حربؒ نے جب یہ سُنا تو فرمایا کہ بس اب رکھنے کی کچھ ضرورت نہین یہ طریقہ اُسکے واسطے مسلم ہو گیا

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ مین ایکروز حضرت احمد حربؒ کی مجلس مین گیا ایک ایسا کلمہ اُنھون نے فرمایا کہ جسکے سُننے سے میرا دل روشن ہو گیا چالیس برس ہو گئے اور اب تک میرا دل اُسی کلمہ کے ذوق و شوق سے پُر ہے اور وہ کسی طرح میرے دل سے فراموش نہین ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت احمد حربؒ ایک رات عبادت کے واسطے اپنے حجرے مین تشریف لیگئے مینھ زور شور سے برسنا شروع ہوا آپکے دل مین گذرا کہ ایسا نہو کہ گھر ٹپکے اور ساری کتابین بھیگ جائین ندا آئی کہ ای احمد اُٹھ اور اُسی گھر مین جا کہ جہان تونے اُس چیز کو کہ جسمین تیری کتابین کا رکھنا بھی اچھا ہے حضرت احمد حربؒ نے یہ ندا سُنتے ہی دل کے خطرے سے توبہ کی۔ نقل ہے

کہ ایک روز نیشاپور کے سادات حضرت احمد حربؒ کی زیارت کو گئے اُسیوقت مین ایک آپ کا بیٹا کہ حد درجہ کا رند تھا گھر سے رباب بجاتا مست و بیخود نکلا اور اُن سادات کے سامنے سے گستاخانہ و بیبا کانہ گذرا اور کچھ اُنکا پاس و لحاظ نکیا جملہ سادات کی خاطر اِس امر سے مکدر ہوئی اور ملال کے آثار بشرہ سے ہویدا ہوئے حضرت احمد حربؒ نے یہ دیکھکر معذرت کی کہ آپ معاف فرمائین ایکبار پڑوسی کے گھر سے کھانا آیا تھا مینے اسکو کھا لیا اُسی رات اتفاق خلوت کا ہوا یہ لڑکا پیدا ہوا بعد کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ کھانا بادشاہ کے گھر سے آیا تھا نقل ہے کہ حضرت احمد حربؒ کے ہمسایہ مین ایک آتش پرست رہتا تھا اسکا نام بہرام تھا اُسنے اپنا مال تجارت کو بھیجا تھا راہ مین راہزنون نے وہ لوٹ لیا حضرت شیخ احمد حربؒ نے جب یہ سُنا تو اپنے یارون سے کہا کہ آؤ ہمارے ہمسایہ پر یہ واقعہ گذرا ہو ہم اُسکی غمخواری کو چلین حالانکہ وہ گبر ہے لیکن ہمسایہ ہو اسلیے اُسکی غمخواری ہمپر ضرور ہی حاصل کلام اُٹھے اور بہرام کے گھر پر گئے بہرام نے استقبال کیا اور حضرت احمد حربؒ کی آستین کو بوسہ دیا اور بڑی عزت سے لیگیا اور اِس فکر مین ہوا کہ آپ کی دعوت کرے اور اُسنے اپنے دل مین ایسا خیال کیا کہ شاید کچھ کھانے کو آئے ہین کیونکہ اُس زمانے مین قحط پڑا ہوا تھا حضرت شیخ احمد حربؒ اُس گبر کے منصوبے کو اپنی صفاے باطن سے تاڑ گئے اور فرمایا کہ تم مطمئن رہو ہم تو تمھاری پرسش و غمخواری کو آئے ہین ہمنے سُنا ہو کہ تمھارا مال و اسباب راہ مین لٹ گیا ہو بہرام نے کہا کہ ہان ایسا ہی ہوا ہے لیکن مجھپر اُسکے سبب سے تین شکر واجب ہوئے ہین ایک تو اِس بات کا کہ دوسرے میرا مال لوٹ لیگئے ہین دوسرون کا مال نہ لوٹ لایا دوسرے اسکا کہ آدھا لوٹ لیگئے اور آدھا باقی ہو تیسرے اِس بات کا کہ دُنیا کو لوٹ لیگئے دین میرے پاس باقی ہو حضرت احمد حربؒ اِس بات سے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اِس بات کو لکھ لو کہ اِس سے آشنائی کی بُو آتی ہو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم آگ کی پرستش کسواسطے کرتے ہو اُسنے کہا اسلیے کہ کل قیامت کو مجھے نہ جلاوے اور آج کے روز اسقدر لکڑیان اسیواسطے مینے اُسکی خوراک مقرر کی ہین

کہ میرے ساتھ اس روز بیوفائی نکرے اور مجھکو خدائے عزوجل تک پہونچادے حضرت شیخؒ نے یہ سنکر کہا اگر تم بڑی غلطی میں پڑے ہو کیونکہ آگ تو ایک بہت ہی کمزور و ناتوان چیز ہے اور جو اندازہ کہ تمنے اسکی بابت کیا ہے وہ بالکل ہیچ در ہیچ ہے ذرا خیال تو کرو کہ اگر چھوٹا سا لڑکا ایک چلو پانی اسپر ڈالدے تو بجھ جاوے اور سرد ہو جاوے تو بس خیال کرنے کی بات ہے کہ جو ایسا ناتوان کمزور ہے وہ قوی تک کیسے پہونچا سکتا ہے اور جسمیں کہ اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ ذری سی راکھ کو اپنے اوپر سے ہٹا سکے بھلا وہ حق تعالیٰ تک کیسے پہونچا سکتی ہے اور علاوہ اسکے وہ جاہل بھی ہے دیکھو کہ مشک اور نجاست میں ذرا بھی تمیز نہیں کرتی فی الفور دونوں کو جلا دیتی ہے اور دوسرے یہ کہ ستر برس سے تم اسکی پرستش کرتے ہو اور میں نے کبھی بھی اسکو نہیں پوجا ہے آؤ تاکہ ہم تم دونوں اسکے اندر ہاتھ ڈالیں دیکھیں کہ تمہاری حق کی نگاہداشت کرکے تمسے وفا کرتی ہے یا نہیں بہرام کے دل میں یہ باتیں سُننے سے اثر پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے چار سوال کیا چاہتا ہوں اگر آپ انکا جواب ٹھیک ٹھیک دینگے تو میں آتش پرستی کو ترک کرکے مسلمان ہو جاؤنگا۔

آپنے فرمایا کہ پوچھو۔ بہرام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس مخلوق کو کیوں پیدا کیا اور اگر پیدا بھی کیا تو رزق کیوں دیا اور اگر رزق بھی دیا تو کیوں مارا اور اگر مارا بھی تو پھر کیوں جلائیگا حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ مخلوق کو پیدا اسلیے کیا ہے تاکہ اسکی خالقیت کو پہچانیں اور رزق اسلیے دیا کہ تاکہ اسکی رزاقی کو جانیں اور اسواسطے مارتا ہے کہ تاکہ اسکی قہاری کو پہچانیں اور پھر زندہ اسلیے کریگا کہ تاکہ اسکی قادری کو جانیں۔ بہرام نے جب یہ سنا تو کہنے لگا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ اس آگ کو آزماؤں آگ لایا حضرت شیخؒ نے اپنا ہاتھ اس آگ پر رکھا اور دیر تک رکھے رہے مگر صدمہ نہ پہونچا جب بہرام نے یہ دیکھا فی الفور کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ پڑھا جب وہ مسلمان ہو گیا تو حضرت احمد حربؒ نے ایک چیخ ماری اور گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے یاروں نے پوچھا کہ حضرت آپکی یہ کیا حالت ہو گئی تھی آپنے فرمایا کہ جس گھڑی کہ بہرام نے کلمۂ شہادت پڑھا

میرے دل مین الہام ہوا کہ ای احمد ستر برس کے بعد بہرام ایمان لایا اور تو ستر برس سے مسلمان ہو دیکھنا چاہیے کہ آخر کار تو کیا لاتا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت احمد رحمۃ اپنی عمر بھر کسی رات نہ سوئے آپ کے یارون نے کہا کہ حضرت اگر ایک رات آپ آرام فرمائین تو کیا قباحت ہی آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی کہ جس شخص کے واسطے بہشت و نیز آراستہ کرین اور دوزخ کو نیچے روشن کرین اور دہکادین اور وہ نہین جانتا ہی کہ کہان اسکا ٹھکانا ہی یعنے دوزخ ہی یا بہشت اسکو نیند کیسے آسکتی ہی اور فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ اگر مین جان جاتا کہ فلان دشمن میرا ہی اور میری غیبت کرتا ہی تا کہ مین اسکو زر و سیم بھیجتا کیونکہ جب وہ میرا کام کرتا ہی مجھے بھی ضرور ہے کہ اسکے ساتھ احسان سے پیش آؤن اور فرمایا کہ جہانتک تم سے ہوسکے حضرت خدای عزوجل سے ڈرو اور اسکی عبادت مین مشغول رہو اور خبردار و ہوشیار رہو تا کہ تمکو دنیا اگلون کی طرح فریفتہ نہ کرے اور دھوکے مین نہ ڈالے ورنہ انکی طرح سے تم بھی گرفتار رنجہ مصیبت و بلا ہو جاؤگے۔ والسلام

ستائیسوان باب حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ زاہد زمانہ وہ عابد یگانہ وہ دنیا سے روگردانی کرنیوالے وہ حق کی طرف رخ رکھنے والے وہ حاتم کرم حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بزرگ مشائخون سے تھے خراسان مین مشہور و معروف اور مرید حضرت شقیق بلخی کے تھے اور حضرت خضرویہ رحمۃ کے پیر و مرشد تھے اور زہد و ریاضت اور ادب و ورع مین بیمثال اور صدق و احتیاط مین بےنظیر تھے کہتے ہین کہ بلوغ کے بعد ایک دم بھی انکا بغیر مراقبے اور محاسبے کے نگذرا اور ایک قدم بھی انھون نے بغیر صدق و اخلاص کے نہ رکھا بیان ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ ہمارے زمانے کے صدیق ہین اور انکے بہت سے

کلمات نفس کے فرمانبردار بنانے اور اُسکے مکرو فریب سمجھنے اور اُسکے غدر و بیوفائی کی شناخت
مین ہین اور اُنکی معتبر تصانیف اور نکات نادرہ اِس درجے کے ہین کہ اپنا نظیر نہین رکھتے جیسا کہ
آپ نے یارون سے فرمایا کہ اگر لوگ تم سے پوچھین کہ تمنے حاتم سے کیا سیکھا تو کیا جواب دوگے
اُنھون نے کہا کہ ہم کہینگے کہ ہمنے اُنسے علم سیکھا ہے آپنے فرمایا کہ اگر وہ کہین کہ اُسکو علم نہ تھا
اُنھون نے کہا تو ہم کہینگے حکمت سیکھی آپنے فرمایا کہ اگر وہ کہین کہ اُسکو حکمت بھی نہ تھی یہ سُنکر
یارون نے کہا کہ اب آپ فرمائیے کہ ہم کیا کہین آپنے فرمایا کہ تم کہنا کہ ہمنے دو چیزین اُس سے
سیکھین ایک تو خُرسندی اُس چیز پر جو اپنے ہاتھ مین ہے اور دوسری نا امیدی اُس چیز پر کہ
دوسرون کے ہاتھ مین ہے کہتے ہین کہ ایک روز آپ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ دیکھو ہمنے اپنی
عمر کا بڑا حصہ تمھاری تعلیم و تربیت مین صرف کیا بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم مین کوئی بھی ایسا کہ جس کو
مہذب و شایستہ کہہ سکین ہوا یا نہین ہوا ایک شخص اُس جماعت سے بول اُٹھا کہ فلان شخص نے
اِتنے جہاد کیے ہین حضرت حاتم اصم رح نے فرمایا وہ تو غازی کہلایا مجھے شایستہ چاہیے دوسرا
کہنے لگا کہ فلان شخص نے بہت مال خیرات کیا ہے آپنے فرمایا تو وہ تو سخی ہوا پھر اُنھون نے کہا
کہ فلان شخص نے اِتنے حج کیے ہین آپنے فرمایا کہ اُسکو حاجی کہنا چاہیے اور مجھے شایستہ درکار
ہے آخرکار سب نے عرض کیا کہ آپ فرمائین کہ شایستہ کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ شایستہ ہم اسکو
کہتے ہین کہ خدا سے تعالی سے ڈرے اور اُسکے سوا کسی سے امید نہ رکھے کہتے ہین کہ آپ مین کرم
اِس درجے کا تھا کہ ایکبار ایک عورت ایک مسئلہ پوچھنے آپکے پاس آئی ناگاہ ہوا اُس سے صادر
ہوئی وہ بہت شرمندہ ہوئی آپنے فرمایا کہ اے عورت ذرا بلند آواز سے پکار کر کہہ کہ مین نہین سُنتا ہون
میرا کان بہرا ہے اور یہ آپنے اِس خیال سے فرمایا کہ عورت یہ جانکر یہ بہرے ہین اپنے دل مین شرمندہ
نہو جب عورت نے پکار کر کہا تو آپنے اُسکے مسئلے کا جواب دیا عورت سمجھ گئی کہ وہ بہرے ہین
کہتے ہین کہ جبتک وہ عورت زندہ رہی آپنے اپنے آپ کو بہرا بنائے رکھا اور اسیوجہ سے
آپ اصم مشہور ہوئے نقل ہے کہ ایک بار آپ شہر بلخ مین وعظ فرما رہے تھے آپ نے

اثنائے وعظ میں فرمایا کہ الٰہی جو کہ اس مجلس میں زیادہ گنہگار ہے اُس پر اپنا رحم فرما اور اُسکو بخشدے ایک کفن چور بھی اُس مجلس میں حاضر تھا جب رات ہوئی تو کفن چور قبرستان میں گیا اور ایک قبر کو کھودا ایک آواز سنی کہ تو آج دن کو حاتم اصمؒ کی مجلس میں بخشا گیا اور آج ہی رات کو پھر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے کفن چور نے توبہ کی اور پھر اُس کام کے گرد بھی نہ پھٹکا۔ حضرت محمد رازیؒ کہتے ہیں کہ میں کئی سال تک حضرت حاتم اصمؒ کی خدمت میں رہا میں نے کبھی آپ کو غصہ ہوتے نہ دیکھا سوائے ایکبار کے۔ اور وہ اسطرح پر ہوا تھا کہ ایک بار آپ بازار کے درمیان جارہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے ایک شاگرد کو بقال پکڑ کر کہہ رہا ہے کہ تونے مجھ سے سودا خرید کر کھایا ہے اب دام دے حضرت حاتمؒ نے یہ دیکھکر کہا کہ اے عزیز ذرا مروت کو کام فرما اُس نے کہا صاحب مروت کیسی میں اپنے دام ابھی لے لونگا حضرت حاتمؒ کو غصہ آگیا اور اپنی چادر کندھے سے اُتار کر زمین پر زور سے پٹکی تمام بازار سونے سے پُر ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ کہ تیرا آتا ہو لے لے لیکن اُس سے زیادہ نہ لیجیو ورنہ تیرا ہاتھ خشک ہوجائیگا بقال نے جو اُسکا آتا تھا اُٹھا لیا اور حرص کے سبب سے چاہا کہ اور زیادہ اُٹھاوے فی الفور اُسکا ہاتھ سوکھ کر رہ گیا۔ نقل ہے کہ ایک بار ایک شخص آیا اور حضرت حاتمؒ کی دعوت کرنے لگا آپ نے قبول نہ فرمائی جب اُسنے بہت عاجزی کی تو آپ نے فرمایا کہ اچھا میں تین شرط سے آؤنگا ایک تو یہ کہ جس جگہ کہ میں چاہونگا بیٹھونگا دوسری یہ کہ جو کچھ مجھکو پسند ہوگا کھاؤنگا۔ تیسری یہ کہ جو کچھ تم سے کہونگا تمکو کرنا ہوگا اُسنے کہا کہ بہت خوب میں سب پر عمل کرونگا حضرت حاتمؒ جب وہاں گئے صف نعال میں بیٹھ گئے لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ جگہ آپ کے لائق نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بھائی میں پہلے ہی شرط کرچکا ہوں کہ جہاں چاہوں بیٹھوں پھر جب دسترخوان بچھایا گیا تو حضرت حاتمؒ نے دو ٹکیاں روٹی کی اپنی آستین سے نکالیں اور کھانے لگے لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ اس کھانے سے تناول فرمایئے آپ نے فرمایا کہ میں پہلے شرط کرچکا ہوں کہ جو کچھ مجھے پسند ہوگا کھاؤنگا جب دسترخوان اُٹھایا گیا تو آپ نے

میزبان سے فرمایا کہ تو ہے کا توا گرم کرکے لاؤ اُسنے ایسا ہی کیا حضرت حاتم زاہد نے پانون اُس توے پر رکھکر فرمایا کہ مینے دو ٹکیاں کھائی ہین اور اُس سے اُم تر بڑے اور پھر فرمایا کہ کیا تمھارا یہ اعتقاد ہو کہ حق تعالے کل قیامت کے روز ہر چیز سے کہ تم نے کھائی ہو حساب لیگا سب نے کہا کہ ہان ہو آپ نے فرمایا مین تو خیال کرتا ہون کہ نہین ہے بلکہ انکار ہے اور اگر تمھارا ٹھیک ٹھیک اعتقاد ہے تو اچھا تم سب ایسا خیال کرلو کہ یہ میدان قیامت ہو اور باری باری سے ہر ایک آدمی پانون اِس توے پر رکھو اور جو کچھ کہ اِس گھر مین کھایا ہو اُسکو گنوا اور یہ سُنکر سب لوگون نے کہا کہ ہمکو تو اسپر کھڑے ہونے کی طاقت نہین ہے آپنے فرمایا کہ سوچو تو کہ کل قیامت کو حساب کس طرح دوگے چنانچہ حضرت حق جلّ شانہٗ فرماتا ہو ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ یہ سُنکر سب لوگ رونے لگے اور بہت روئے کہ وہ دعوت خانہ ماتم خانہ ہوگیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت حاتم اصمؒ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پاس مال بہت ہے مین چاہتا ہون کہ آپ کو اور آپکے یارون کو اُس مال سے دون حضرت حاتمؒ نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ تیرے مرنے کے بعد مجھکو یہ کہنا پڑے کہ اے آسمان کی روزی دینے والے زمین کا روزی دینے والا آج مرگیا اب تو میری خبر لے۔ کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت حاتمؒ سے کہا کہ آپ کہان سے کھاتے ہین آپ نے فرمایا کہ حق تعالی کے ایسے توشہ خانے سے کھاتا ہون کہ جسمین گھٹنے یا بڑھنے کا کھٹکا نہین ہے پھر اُس شخص نے کہا کہ آپ تو لوگون کا مال اُنکو دھوکا دیکے کر کھاتے ہین یہ سُنکر حضرت حاتمؒ نے فرمایا کہ مین نے تمھارے مال سے کبھی کچھ کھایا ہے اُسنے کہا کہ نہین۔ آپنے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تو مسلمان ہوتا اُسنے کہا کہ آپ تو یون ہی حجت کرتے ہین حضرت حاتمؒ نے کہا کہ حق تعالی قیامت کے روز بندے سے حجت طلب کرے گا اُس مرد نے کہا کہ یہ سب باتین ہین۔ حضرت حاتمؒ نے فرمایا کہ اُنکو باتین نہ سمجھ یہ وہ پسندیدہ احکام ہین کہ اگر حق تعالے اُنکو نہ بھیجتا تو تیری مان تیرے باپ پر حلال نہوتی۔ پھر اُسنے کہا کہ کیا آپ کی روزی پچ پچ

آسمان سے آتی ہے حضرت حاتم نے کہا کہ میری روزی کیا بلکہ کُل مخلوق کی آسمان سے آتی ہے جیسا کہ جناب باری تعالےٰ نے فرمایا کہ فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ وہ کہنے لگا کہ مین تو سمجھا تھا کہ گھر کے روشندان سے روزی آتی ہے۔ اور اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ لیٹ رہیے تاکہ مین دیکھون کہ کسطرح روزی آپ کے مُنھ مین آتی ہے حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہین کہ جب اُسنے یہ کہا مین یہ سُنتے ہی گھوارے مین جا لیٹا اور دو سال تک گھوارے سے باہر قدم نہ رکھا اور روزی برابر میرے مُنھ مین حق تعالیٰ کی طرف سے آتی رہی۔ پھر اُسی شخص نے کہا کہ حضرت آپ نے کسی ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے کہ جسنے بغیر بوئے کاٹا ہو آپ نے فرمایا کہ ہان تیرے سر کے بال ہی ہین کہ بغیر بوئے تو کاٹتا ہے پھر اُسنے کہا کہ آپ ہوا مین جائین دیکھون کہ آپ کو رزق کسطرح پہونچتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مین چڑیا بن جاؤن تو روزی رسان مجکو ہوا مین بھی روزی پہونچا دے۔ پھر اُسنے کہا کہ زمین مین جایئے دیکھون کہ رزق کیسے پہونچتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مین چیونٹی بن جاؤن تو رزّاق وہان بھی روزی پہونچا دے وہ خاموش ہو گیا اور توبہ کی۔ پھر کہا کہ اے شیخ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت حاتمؒ نے فرمایا کہ لوگون سے طمع کاٹ تاکہ وہ سب بھی تجھ سے اپنی اُمید کاٹ دیوین اور حضرت حق جلّ شانہٗ کی عبادت اِس طرح کر کہ سوائے تیرے اور اُسکے اور کوئی نہ جانے تاکہ خداوند تعالےٰ تجکو ظاہری عزّت اور حُرمت کرامت فرما دے اور جان کہ تو رب کے مخلوق کی خدمت کرتا کہ وہ سب مخلوق تیری خدمت کرے کہتے ہین کہ ایک اور شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ کہان سے کھاتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

نقل ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ نے حضرت امام احمد حنبل صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ روزی کی تلاش کرتے ہین انھون نے کہا کہ ہان۔ حضرت حاتمؒ نے کہا کہ وقت سے پہلے تلاش کرتے ہین یا وقت سے پیچھے یا وقت ہی پر۔ حضرت احمد حنبل صاحبؒ نے اندیشہ کیا کہ اگر

کہتا ہون کہ وقت سے پہلے تو یہ اُسکے جواب مین کہینگے کہ کیون وقت کو ضائع کرتا ہے اور اگر کہتا ہون کہ وقت سے پیچھے تو کہین گے کہ تو ایسی چیز کو کہ جو تجھ سے گذر گئی کیا تلاش کرتا ہے اور اگر کہتا ہون کہ وقت ہی پر تو کہینگے کہ کیون تو ایسی چیز کے ساتھ کہ موجود ہو مشغول ہوتا ہے۔ اِسی کشمکش و پیچ مین متحیر رہے۔ ایک بزرگ کہتے ہین کہ اِس مسئلے کا جواب اسطرح دینا چاہیے تھا کہ روزی کا ڈھونڈھنا نہ ہمپر فرض ہے نہ واجب نہ سُنّت پس ایسی چیز کو کہ اِن تینون حکمون سے باہر ہے کیا ڈھونڈھون اور ایسی چیز کا ڈھونڈھنا کہ جو خود تمکو ڈھونڈھتی ہے بقول حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ وہ خود تیرے پاس آتی ہے جواب حاتم اصمؒ کا یہی ہے علینا ان نعبدہ کما امرنا وعلیہ ان یرازقنا کما وعدنا۔ **نقل ہے** کہ حامد لفافؒ کہتے ہین کہ حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ ہر صبح کو مجھے ابلیس بہکاتا ہے اور سنکارتا ہے کہ آج تو کیا کھاوے گا تو مَین اُسکے جواب مین کہتا ہون کہ موت۔ اور جبکہ کہتا ہے کہ کیا پہنے گا مَین کہتا ہون کہ کفن۔ پھر کہتا ہے کہ کہان رہیگا کہتا ہون کہ قبر مین۔ یہ سب سُننے کے بعد وہ کہتا ہے کہ تو بڑا سخت مرد ہے اور مجکو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ **نقل ہے** کہ ایکبار حضرت حاتم اصمؒ نے اپنی بیوی صاحبہ سے کہا کہ مَین جہاد کو جاتا ہون چار مہینے تک وہان رہونگا تمھارے واسطے کسقدر خرچ مہیا کرجاؤن اُنھون نے جواب دیا کہ جسقدر کہ آپ کو میری زندگی منظور ہے حضرت حاتمؒ نے یہ سُنکر کہا کہ تمھاری زندگی میرے ہاتھ مین تو نہین ہے اُنھون نے جواب دیا تو میری روزی بھی آپکے ہاتھ مین نہین ہے جب حضرت حاتمؒ چلے گئے تو ایک بڑھیا نے حضرت کی بیوی صاحبہ سے پوچھا کہ حاتمؒ آپکے واسطے کسقدر روزی چھوڑ گئے ہین اُنھون نے کہا کہ حاتمؒ خود روزی کھانے والا تھا سو چلا گیا اور وہ جو روزی دینے والا ہے وہ تو یہین موجود ہے حضرت حاتمؒ فرماتے ہین کہ جب مَین جہاد مین تھا ایک ترکی نے مجھے اسقدر کچلا کہ مَین گر پڑا اور وہ ترک قریب تھا کہ مجھے قتل کرے لیکن مَین مطلق نہ گھبرایا اور کسی طرف متوجہ نہوا اور بالکل خوف

مجھپر طاری ہوا ہان البتہ اُسوقت مجکو یہ انتظار تھا کہ دیکھون کیا حکم کیا ہو اور کسطرح پردہ ظہور پاتا ہے اسی اثنا مین کہ وہ چھرا میرے قتل کرنے کو نکال ہی رہا تھا کہ ناگاہ ایک تیر اُسکے آکر لگا اور وہ گرا اور سرد ہوگیا اور میری زبان سے یہ کلمے صادر ہوئے کہ تم تو میرے مارنے کو آئے تھے خود ہی مر گئے۔ نقل ہے کہ ایکبار حضرت حاتم اصمؒ سفر کو جانے لگے ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اگر تو یار چاہتا ہے تو خداوند عزوجل تیرا یار کافی ہے اور ہمراہی چاہتا ہے تو کراماً کاتبین کافی ہین اور اگر عبرت چاہتا ہے تو دُنیا کافی ہے اور اگر مونس و غمخوار چاہتا ہے تو قرآن مجید تیرا مونس و غمخوار کافی ہے اور اگر شغل و کار چاہتا ہے تو عبادت کافی ہے اور اگر واعظ چاہتا ہے تو مرگ کافی ہے اور اگر یہ باتین جو مینے بیان کین تجھے پسندیدہ نہین ہین تو دوزخ تیرے واسطے کافی ہے کہتے ہین کہ ایک روز آپ نے حامد لفافؒ سے کہا کہ تو کسطرح ہے اُسنے کہا کہ سلامت و عافیت سے ہون آپ نے فرمایا کہ سلامت پل صراط پر گذرنے کے بعد ہی اور عافیت وہ ہے کہ جب تو بہشت مین ہووے۔ پھر لوگون نے پوچھا کہ آپ کو کیا آرزو ہے آپ نے فرمایا یہ کہ صبح سے شام تک عافیت مین رہون لوگون نے کہا کہ آپ کا تمام روز عافیت سے گذرتا ہے اور آپ عافیت مین رہتے ہین آپ نے فرمایا کہ مین عافیت اُسکو کہتا ہون کہ جس روز مین خدا کا گنہگار و نافرمان نہ ٹھہرون۔ نقل ہے کہ لوگون نے حضرت حاتم اصمؒ سے کہا کہ فلان شخص نے مال بہت جمع کیا ہے آپ نے فرمایا کہ زندگانی بھی اُسکے ساتھ جمع کی ہے۔ لوگون نے کہا کہ نہین آپنے فرمایا تو پھر مُردے کو مال کس کام آئیگا ایک شخص نے حضرت حاتم اصمؒ سے کہا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے آپ نے فرمایا کہ ہی اُسنے کہا تو مانگیے آپ نے فرمایا کہ میری حاجت وہ ہے کہ نہ مین تجکو دیکھون اور نہ تو مجکو دیکھے۔ کہتے ہین کہ مشائخون سے ایکنے حضرت حاتم اصمؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہین آپنے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو مین

ظاہر کا وضو کرتا ہون اور باطن کا بھی وضو کرتا ہون اور وہ میرا وضو اسطرح پر ہی کہ ظاہری وضو پانی سے کرتا ہون اور باطنی وضو توبہ سے۔ اور پھر مسجد مین داخل ہوتا ہون اور مسجد الحرام کو مشاہدہ کرتا ہون اور مقام ابراہیم کو اپنی دونون ابرو کے درمیان رکھتا ہون اور بہشت کو اپنی داہنی طرف اور دوزخ کو بائین طرف اور پل صراط کو اپنے قدمون کے نیچے رکھتا ہون اور ملک الموت کو پشت کے پیچھے خیال کرتا ہون اور دل کو خدای تعالی کیطرف متوجہ کرتا ہون بلکہ اسکو سونپ دیتا ہون اسوقت بڑی تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہون اور بڑی حرمت سے ساتھ قیام کرتا ہون اور بڑی ہیبت و شوکت کے ساتھ قرأت کرتا ہون اور بڑی عاجزی کے ساتھ رکوع مین جاتا ہون اور نہایت عجز و زاری کے ساتھ سجدہ بجا لاتا ہون۔ اور بہت ہی حلم و بردباری کے ساتھ قعدے مین بیٹھتا ہون اور نہایت شکر گذاری کے ساتھ سلام پھیرتا ہون مین اسطرح پر نماز پڑھتا ہون۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت حاتم اصم عالمون کی جماعت کی طرف جا نکلے آپ نے فرمایا کہ اگر تین چیزین آپ لوگون مین ہین تو خیر ہے ورنہ دوزخ تمھارے واسطے واجب ہے۔ انھون نے پوچھا کہ وہ تین چیزین کیا ہین آپ نے فرمایا کہ ایک تو حسرت اس روز پر کہ تم سے گذر گیا اور تم نہ اس مین عبادت زیادہ کر سکے اور نہ گناہون کا عذر جاہ سکے۔ اور اگر آج چاہو بھی کہ کل کے عذر مین مشغول ہو تو یہ بتاؤ کہ آج کے روز کا حق کب ادا کروگے دوسرے یہ کہ آج کے دن کو غنیمت سمجھ کر اپنے کاروبار کی درستی مین جہان تک ہو سکے کوشش کر کے دوست یعنے حق تعالے کو عبادت سے خوش اور دشمنون یعنی نفس امارہ و شیطان کو اسکی نافرمانی سے ناخوش کرنا اور تیسرے یہ کہ خوف اسکا رکھنا کہ کل کو کیا وقوع مین آئیگا۔ نجات۔ یا ہلاک۔ اور فرمایا کہ خدائے تعالے نے تین چیزین تین چیزون مین رکھی ہین۔ فراغت عبادت مین۔ اور اخلاص خلق سے نا امیدی مین۔ اور عذاب سے نجات عبادت کے بجالانے مین تاکہ خدا کا فرمانبردار بندہ بنے نجات کی امید پر۔ اور فرمایا۔ کہ کبر۔ حرص اور

خود آرائی کی حالت مین موت سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ خداوند عزوجل متکبر کو قبل اسکے
کہ اس جہان سے باہر لیجائے اُسکو اُسی کے مثلون سے کہ کمترین وادنی ہون خواری و
ذلت کا ذائقہ چکھاتا ہی یعنی بے عزت کرتا ہی۔ اور لالچیونکو اس جہان سے باہر لیجاتا ہے
اس حالت سے کہ بھوکے ہوتے ہین اور پیاسے اور گلا گھٹتا ہوتا کہ کوئی چیز حلق کے نیچے اُتر کر
اور خود آرائون کو باہر نہین لیجاتا اس جہان سے جب تک کہ اُنکو نہین لٹاتا ہی پیشاب و
پاخانے مین اور فرمایا کہ اگر ہمارے زمانے کے عالمون زاہدون قاریون کے کبر و غرور کا
اندازہ کرین تو امیرون اور بادشاہون کے کبر و غرور سے بہت زیادہ نکلے۔ اور فرمایا کہ سجے
ہوے مکانون اور آراستہ باغون پر مغرور مت بنو کیونکہ بہشت سے خوب زیادہ کوئی جگہ
نہین ہے اور حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اور دوسرے نیک عملون پر مغرور نہو
کیونکہ تم نے ابلیس لعین کو باوجود بسیاری عبادت کے دیکھا کہ کس درجے کس پستی کو
پہونچا اور دوسرے کثرت کرامت اور عبادت پر فریفتہ نہو کہ بلعم باعور کہ بنی اسرائیل کی
قوم سے حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانے مین کیسا زاہد و مرتاض تھا لیکن بوجہ غرور
کے باوجود اُس کرامت اور خرق عادات کے اُسنے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا کہ حق تعالی نے اُسکے
بارے مین فرمایا کہ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ یعنی اُسکی مثال مانند کُتّے کے ہے۔ اور دوسرے
یہ کہ پرہیزگارون اور عالمون کی ملاقات و زیارت پر مغرور مت بنو کیونکہ کوئی حضرت
محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بزرگ نہین ثعلبہ آنحضرت کی خدمت بابرکت مین رہا
اور آنحضرت کے رشتہ دارون کو دیکھا اور خود آنحضرت کی خدمت کی اور اُسکو کچھ مفید نہوئی
اور فرمایا کہ جو کہ راہ دین مین آوے اُسکو تین طرح کی موت کا ذائقہ چکھنا چاہیے۔
موت الابیض اور وہ گرسنگی ہے۔ اور موت الاسود اور وہ احتمال یعنی صبر و شکیب ہے۔
اور موت الاحمر اور وہ خرقہ پوشی ہے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی کہ ایک رات و دن مین ایک منزل
قرآن اور چند حکایتین مشائخون کی پڑھنا اپنے اوپر لازم نہ کرے وہ اپنے دین کو سلامتی

سکے ساتھ نگاہ نہین رکھ سکتا۔ اور فرمایا کہ دل پانچ قسم کا ہے۔ دل مُردہ۔ دل بیمار۔ دل غافل۔ دل منقلبہ۔ دل صحیح۔ دل مُردہ دل کافرون کا ہے۔ اور دل بیمار۔ دل گناہگارون کا ہے۔ اور دل غافل۔ دل شکم خوارون کا ہے۔ اور دل منقلبہ یعنے دل واژگون۔ دل جہودون کا ہے چنانچہ فرمایا اللہ جل شانہ نے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ؕ اور دل صحیح دل صاحبدلون کا ہے کہ باوجود بہت عبادت کرنے کے طاعت الٰہی کے واسطے آمادہ اور خوف طلب کمال سے پُر ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ تین وقت نفس کی خبرداری و رکھوالی کر ایک تو جب عمل کرے تو یاد رکھ کہ خداے عزوجل ناظر ہے اور دوسرے جب بات کہے تو یاد رکھ کہ خداے تعالے سُنتا ہے جو کچھ کہ تو کہتا ہے اور تیسرے جب خاموش بیٹھے تو یاد رکھ کہ خداے تعالے جانتا ہے کہ تو کیون خاموش ہے۔ اور فرمایا کہ شہوت کی تین قسم ہین ایک شہوت یعنی خواہش ہے کھانے مین اور ایک خواہش ہی بولنے مین اور ایک خواہش ہے دیکھنے مین۔ پس کھانے مین خداے عزوجل پر بھروسا رکھ۔ اور بولنے مین راستی و سچائی کو نگاہ رکھ اور دیکھنے مین عبرت کو نگاہ رکھ۔ اور فرمایا کہ چار جگہ مین اپنے نفس کو خوب پرکھتے رہ ایک تو یہ کہ عمل صالح مین ریا و نمایش کو دخل نہ دے اور بولنے مین طمع کو اور مروّت اور سخاوت مین احسان جتانے کو اور جو کچھ کہ بچاے اُس مین بُخل و کنجوسی کو اور فرمایا کہ مُنافق وہ ہے کہ جو کچھ لیتا ہے حرص سے لیتا ہے اور جس چیز کو کہ منع کرتا ہے شک سے منع کرتا ہے اور اگر خرچ کرتا ہے تو معصیت مین خرچ کرتا ہے اور ایماندار جو کچھ کہ لیتا ہے کم رغبتی سے اور خوف سے لیتا ہے اور اگر رکھ چھوڑتا ہے تو بہت ہی دُشواری سے رکھتا ہے اور اگر خرچ کرتا ہے تو خالصاً واسطے اللہ تعالے کے خرچ کرتا ہے اور فرمایا کہ جہاد کی تین قسم ہین اوّل تو جہاد مخفی شیطان کے ساتھ اُس وقت تک کہ وہ لعین شکستہ ہو جاوے اور دوسرا جہاد علانیہ یعنے فرائض کا ادا کرنا اُس وقت تک کہ ادا ہو جاوے جیسا کہ فرمایا ہے نماز فرض با جماعت ادا کرنا اور زکوٰۃ آشکارا دینا اور تیسرے

جہاد کرنا کفار کے ساتھ اس حد تک کہ خود مارا جاوے یا انکو قتل کر ڈالے اور فرمایا کہ آدمیونکو سب کے ساتھ صبر و حلم و بُردباری کا برتاؤ کرنا چاہیے سوائے اپنے نفس کے۔ اور فرمایا کہ زہد کا شروع خدائے تعالے پر بھروسا کرنا ہے اور زہد کا درمیان صبر ہے اور زہد کا آخری درجہ اخلاص ہے اور فرمایا کہ ہر چیز کو ایک زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے اور خوف کی علامت کوتاہی امل یعنے امید کی کوتاہی ہے اور یہ آیۃ شریفہ پڑھی لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا۔ اور فرمایا کہ اگر چاہتے ہو کہ خداوند عزوجل کے دوست ہو راضی ہو ہر چیز پر کہ خداوند تعالے کرے اور اگر چاہتے ہو کہ تمکو آسمانون مین پہچانین قول اور وعدے کے سچے ہو اور فرمایا کہ جلدی کام شیطان کا ہی مگر پانچ چیزین۔ مہمان کے آگے کھانا رکھنے مین۔ اور میت کی تجہیز و تکفین مین۔ اور بالغہ لڑکی کے نکاح کرنے مین اور قرض کے ادا کرنے مین۔ اور گناہ کے توبہ کرنے مین جلدی ضروری ہے۔ نقل ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ کوئی چیز کسی سے قبول نہ فرماتے تھے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون نہین قبول فرمایا کرتے آپ نے فرمایا اسوجہ سے مین نہین لیتا کہ لینے مین اپنی ذلت اور اُسکی عزت دیکھتا ہون اور نہ لینے مین اپنی عزت اور اُسکی ذلت دیکھتا ہون۔ کہتے ہین کہ ایکبار آپ نے کسی کی چیز قبول فرمائی لوگون نے کہا کہ آپ نے اسکی چیز کیون قبول کی آپ نے فرمایا کہ مین نے اُسکی عزت کو اپنی عزت پر ترجیح دینا چاہا۔ نقل ہے کہ جب حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ شہر بغداد مین آئے لوگون نے خلیفہ بغداد کو خبر کی کہ خراسان کا زاہد آیا ہے خلیفہ نے آپ کو طلب کیا جب آپ دروازے سے داخل ہوئے تو آپ نے خلیفہ کو کہا کہ السلام علیک یا زاہد خلیفہ نے کہا کہ مین زاہد نہین ہون کیونکہ ساری دُنیا میرے زیر حکم ہے زاہد آپ ہین حضرت حاتمؒ نے کہا نہین بلکہ زاہد آپ ہین خلیفہ نے کہا کہ یہ کیونکر۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالے فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یعنے کہدو اے محمدؐ کہ دُنیا کی متاع بالکل قلیل ہے اور تونے تھوڑی پر قناعت کی اور بس بات

گزرا اور آپ یہ کہ جس کو دنیا اور آخرت پر بھی اطلاع ورضا نہیں ہوتا ہوں کہیں زاہد کس طرح ہو سکتا ہوں۔

اٹھائیسواں باب سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ میدان طریقت کے سیر کرنیوالے وہ حقیقت کے سمندر کے غوطہ لگانے والے وہ بزرگوں کی بزرگی وہ دلوں کے حالات صفائی باطن سے جاننے والے وہ رہبری اور راہ کے رہنا سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے کرام میں بڑے رتبے و درجے کے شخص اور اس جماعت کے بزرگوں سے تھے بلکہ اس فن میں مجتہد و پیشوا تھے اور اپنے وقت میں سلطان طریقت اور برہان حقیقت تھے اور بہت سی باتیں آپکے بلند درجہ ہونے کی شاہد ہیں آپ گرسنگی اور شب زندہ داری میں شان عالی رکھتے تھے اور علمائے مشائخ سے تھے اور امام زمانہ اور سب آپ کو مانتے تھے اور ریاضات اور کرامات میں بیمثل تھے اور معاملات واشارات میں بے بدل اور حقائق و دقائق میں بے مانند اور ظاہری علما کہتے ہیں کہ شریعت اور حقیقت کے جامع وہی ہیں اور اس بات سے تعجب آتا ہے کیونکہ یہ تو خود ہی ایک ہیں انکا جمع کرنے والا کون۔ اسلیے کہ حقیقت شریعت کا روغن ہے اور شریعت اسکا مغز یعنے گری ہے اور لب لباب اور حضرت ذوالنون مصری کے مرید تھے جس سال کہ حج کو گئے تھے ان سے بیعت کی اور کسی شیخ کو بچپن ہی کے زمانے میں ایسی کشائش حاصل نہو ئی جیسے کہ ان حضرت کو جیسا کہ انھوں نے خود فرمایا کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت حق تعالیٰ اسنے فرمایا الست بربکم اور میںنے جواب میں بلی کہا اور فرمایا کہ جبکہ میں ماں کے پیٹ میں تھا اسوقت کے بھی کل حالات مجھکو معلوم ہیں اور فرمایا کہ میں تین برس کا تھا کہ تمام رات اپنے

ماموں محمد بن سوار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا وہ مجھکو اپنے ہمراہ لیجایا کرتا اور نماز
پڑھتا دیکھکر فرمایا بھی کرتے کہ اے سہل سوجا کیونکہ میرا دل تیری وجہ سے مشوش ہوتا ہے حالانکہ
میں ظاہر و باطن میں اسی کا نظارہ کرتا ہوں ایک دن مینے اپنے ماموں سے کہا کہ مجھپر ایک
عجیب و غریب حالت واقع ہوتی ہے اور میں ایسا دیکھتا ہوں کہ میرا سر عرش کے آگے سجدے
میں ہے انھوں نے پوچھا کہ کب تک مینے کہا کہ ابد تک وہ یہ سنکر فرمانے لگے کہ اے
لڑکے اس حالت کو پوشیدہ رکھ اور کسی سے نہ کہنا۔ پھر فرمایا کہ دل سے یاد رکھ کہ اسکے بعد
زبان سے کہہ ہر رات ایک بار اللہ معی اللہ ناظری اللہ شاہدی بس میں یہ کلمات کہتا
تھا پھر مینے ماموں سے کہا انھوں نے فرمایا کہ ہر رات سات بار کہہ میں اسیطرح پڑھتا رہا
پھر ایک روز مینے ماموں سے کہا انھوں نے فرمایا کہ ہر رات پندرہ بار پڑھا کر میں نے
پڑھا اور اس سے ایک طرح کی حلاوت و لذت میرے دل میں پیدا ہونے لگی جب
ایک برس گذر گیا تو ماموں نے فرمایا کہ دیکھ جو کچھ کہ مینے تجھکو سکھلایا ہے اس کو
بجان و دل نگاہ رکھنا اور ہمیشہ اسکی مداومت رکھنا جب تک کہ تو گور میں جاوے کہ
دنیا اور آخرت میں اسکا ثمرہ ہوگا پھر برسوں تک میں وہی پڑھتا رہا اور لذت اٹھاتا رہا
پھر ماموں نے فرمایا کہ اے سہل جو ایسا ہو کہ حق تعالے اسکے ساتھ ہو اور وہ اسکو دیکھتا ہو
بھلا وہ کیسے معصیت و نافرمانی کے پاس بھٹک سکتا ہے حق تعالے تیرا معین و مددگار ہو
کہ تو گناہ سے بچے اور نافرمانی نہ کرے پس مینے گوشہ اختیار کیا اور خلوت نشین ہوا پھر
مجھکو مکتب میں بھیجنے لگے مینے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا دل پراگندہ ہو جاوے معلم سے
شرط کر لو کہ ایک گھڑی سے زیادہ مجھکو نہ بٹھاوے اور کچھ مجھکو پڑھا کر پھر مجھکو میرے کام میں
مشغول ہونے دیوے حاصل کلام اس شرط پر مکتب میں گیا میں اور قرآن مجید پڑھا میں نے
اور جب سے کہ عمر میری سات برس کی ہوئی میں نے ہمیشہ روزہ رکھنا شروع کیا اور جو کی
روٹی کھاتا تھا بارہ برس کی عمر میں مجھے ایک ایسا مسئلہ درپیش آیا کہ کوئی اسکو حل نہ کرسکا

میں نے درخواست کی مجھکو بصرہ میں بھیجدیا اور میں نے اس مسئلے کو بصرہ کے عالموں سے استفسار کیا کسی شخص نے مجھکو جواب نہ دیا پھر میں وہاں کے عابدوں سے ایک مرد کے پاس گیا کہ جو حبیب عجمی تو گئے تھے گیا اور اُنسے پوچھا انھوں نے جواب باصواب دیا میں اُنکے پاس ٹھہرا اور میں نے اُنسے بہت سے فائدے حاصل کیے پھر میں تستر کو واپس آیا اور میں نے اپنی غذا اس قدر قرار دی کہ ایک سال میں ایک درم کے جو خریدتا اور چکی میں پیستا اور روٹی پکاتا اور ہر رات کو میں ایک اوقیہ یعنی چار تولے ساڑھے چار ماشے سے روزہ افطار کرتا اور سالن وغیرہ اُسکے ساتھ کو کچھ نہوتا صرف جو کی روکھی روٹی کھاتا پھر میرا ارادہ ایسا ہوا کہ تین رات و دن کے بعد روزہ افطار کروں ایسا ہی کیا اور پھر میں نے یہاں تک کیا کہ پانچ روز کے بعد افطار کیا۔ اور پھر سات روز کے بعد اور پھر پچیس روز کے بعد اور بعض روایت میں یون بھی ہے کہ ستر روز کے بعد روزہ افطار کیا اور کبھی ایسا بھی کیا کہ چالیس رات و دن میں صرف ایک بادام کی گری کھا کر رہے - اور فرمایا کہ کتنے سال تک میں نے اپنے آپ کو بھوکا رکھ کر اور آسودہ ہو کر آزمایا شروع میں تو البتہ بھوک کے رہنے سے کمزوری اور سیری سے قوت معلوم ہوتی تھی لیکن جب ایک مدت یونہی گذری تو مجھکو گرسنگی سے قوت اور سیری سے ضعف معلوم ہونے لگا اُسوقت میں نے جناب باری تعالے میں دعا کی کہ خداوندا سہل کی آنکھیں دونوں کی طرف سے بند کیجئے تاکہ سیری کو گرسنگی میں اور گرسنگی کو سیری میں تا تیری ہی سے دیکھے - کہتے ہیں کہ اکثر آپ شعبان میں روزے رکھا کرتے کیونکہ شعبان کے روزوں کی بہت فضیلتیں احادیث سے ثابت ہیں اور ماہ رمضان المبارک میں ایک بار کچھ کھاتے اور رات و دن قیام میں رہتے ایک روز آپ نے فرمایا کہ توبہ ہر آدمی پر فرض ہے خواہ خاص ہو خواہ عام اور خواہ فرمانبردار نیک بندہ ہو خواہ گنہگار نافرمان بندہ تستر میں ایک شخص تھا کہ لوگ اُسکو عالم اور زاہد مشہور کرتے تھے وہ آپکے اس قول پر کہ گنہگار کو گناہ سے توبہ کرنا چاہیے اور مطیع کو طاعت سے توبہ کرنا چاہیے معترض ہوا اور اسطرح سے

لوگون کی نظر مین آپ کو برا ظاہر کیا اور آپ کے احوال شرع کے خلاف قرار دیکر
آپ پر کفر کا فتوی دیا اور اولی داعلی سب کو آپ کی طرف سے ورغلانا حضرت سہل اس
بات کی پروا نرکھتے تھی کہ اسکے ساتھ مناظرہ کرین دین کی سوزش آپ کی دامنگیر ہوئی اور
جو کچھ کہ آپکے پاس تھا یعنے مزرعہ زمینین گانون اسباب فرش برتن اور سونا چاندی
آپ نے سبکے نام کاغذون پر لکھے اور لوگونکو جمع کیا اور ان کاغذ کے ٹکڑون کو ان کے
سرون پر بکھیرا اور کہا کہ ہر ایک شخص ایک کاغذ کا ٹکڑا اٹھا لیو سب نے اٹھا لیا پھر آپ نے جسکے
کاغذ مین لکھا تھا وہ اسکو دیدیا اور دینے کے بعد حق تعالی کا شکر ادا کیا اور مکہ معظمہ کو روانہ
ہوئے آپ نے اپنے نفس سے کہا کہ ای نفس تو جانتا ہے کہ اب مین مفلس ہو گیا اب اسکے بعد
کوئی آرزو نکرنا کیونکہ وہ پوری نہوگی اور تو محروم رہیگا آپ کے نفس نے بھی آپ سے
ساتھ شرط کی کہ مین کوئی آرزو نہ کرونگا جب آپ کوفہ مین پہونچے تو نفس نے کہا کہ اے سہل
یہانتک تو مینے آپ سے کچھ نہین مانگا اب آپ مجکو روٹی کا ٹکڑا اور مچھلی دیجیے تاکہ مین
کھاؤن اور پھر مین آپ سے مکہ معظمہ تک کچھ نہ مانگونگا آپ کوفہ مین گئے آپ نے ایک چکی
دیکھی کہ جسکو ایک اونٹ کھینچ رہا تھا آپ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا ایک روز کا کیا کرایہ ہے
لوگون نے کہا کہ دو درم حضرت شیخ سہل نے فرمایا کہ اس اونٹ کو کھول دو اور مجکو اسکی جگہ
باندھ دو اور شام کی نماز کے وقت مجکو ایک درم دینا اور کھول دینا لوگون نے ایسا ہی کیا کہ
اونٹ کو کھول کر حضرت سہل کو اسکی جگہ چکی مین باندھ دیا شام کے وقت آپ کو ایک درم دیا
آپ نے روٹی اور مچھلی خرید کر آگے دھری اور فرمایا کہ ای نفس کہ جبکہ تو کچھ مانگے تو پہلے ٹھان لے
کہ صبح سے شام تک چار پایون کا کام کرنا ہوگا پھر آپ کعبۃ اللہ مین آئے اور بزرگان دین
سے ملاقات کی پھر وہان سے تستر کو واپس آئے اور راہ مین حضرت ذوالنون مصری
سے بیعت کی کہتے ہین کہ آپ کبھی بیٹھ دیوار سے لگا کر نہ بیٹھتے تھے اور نہ پاؤن پھیلاتے
تھے اور کسی سوال کا جواب نہ دیتے تھے اور کبھی منبر پر نہ چڑھتے کہتے ہین کہ آپ کو چار مہینے

پاؤن کی انگلیان باندھے ہوئے تھے ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی انگلیون کو کیا ہوگیا ہے آپ نے فرمایا کچھ نہین اسکے بعد وہ درویش مصر مین گئے جب حضرت ذوالنون مصری کے پاس گئے تو دیکھا کہ انکے پاؤن کی انگلیان بندھی ہین پوچھا کہ کیا ہوگیا ہے حضرت ذوالنون مصری رح نے فرمایا کہ جاڑا مہینے سے درد ہے وہ درویش کہتے ہین کہ مینے جو حساب لگایا تو ٹھیک اسی زمانے مین حضرت ذوالنون مصری رح کے درد ہوا تھا کہ حضرت سہل رح نے انکی موافقت کرنے کو اپنی پاؤن کی انگلیان باندھی تھین۔ وہ درویش کہتے ہین کہ مینے حضرت سہل رح کا حال بیان کیا حضرت ذوالنون مصری رح نے یہ سنکر فرمایا کہ کوئی شخص سوائے سہل رح کے ایسا ہے کہ اسکو ہمارے درد سے آگاہی ہو اور وہ اس مین ہماری موافقت کرے نقل ہے کہ ایک روز حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے تستر مین اپنا پاؤن دراز کیا اور دیوار سے پیٹھ لگائی اور فرمایا سَلُوْنِیْ عَمَّا بَدَا لَکُمْ۔ لوگون نے کہا کہ حضرت آپنے اس سے پہلے کبھی ایسا نہین کیا آپ نے فرمایا کہ جب تک استاد زندہ رہے شاگرد کو باادب رہنا چاہیے لوگون نے وہ گھڑی اور تاریخ لکھ لی دریافت سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت حضرت ذوالنون مصری رح نے مصر مین رحلت فرمائی تھی۔ نقل ہے کہ ایکبار عمرو لیث ایسا بیمار پڑا کہ سارے طبیب اسکے علاج سے عاجز آگئے آخر کو کہا کہ اب کسی سے دعا کی درخواست کرنا چاہیے لوگون نے کہا کہ حضرت سہل مستجاب الدعوات ہین آپ کو بلایا آپ موافق اس فرمان کے کہ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ تشریف لیگئے جب اسکے سامنے بیٹھے تو فرمایا کہ دعا ایسے شخص کے حق مین قبول ہوتی ہے کہ توبہ کرے اور خداے تعالی کی جانب رجوع لاوے اور تیرے قیدخانے مین بہت سے مظلوم قید ہین پہلے سب کو چھوڑنا چاہیے اور توبہ کرنا چاہیے عمرو لیث نے ایسا ہی کیا جیسا کہ آپ نے فرمایا پھر حضرت سہل رح نے کہا کہ خداوندا جیسا کہ تونے اپنی نافرمانی کی ذلت اسکو دکھائی اسی طرح میری طاعت کی عزت اسکو دکھلا اور جس طرح کہ اسکے باطن کو لباس توبہ کا پہنایا ہے اسی طرح اسکے ظاہر کو لباس عافیت کا پہنا آپ یہ مناجات

فرماہی رہے تھے کہ عمرولیث بالکل صحیح وسالم ہو گیا بہت سا مال آپکو نذر دینے لگا آپنے
قبول نہ فرمایا اور وہان سے باہر تشریف لے آئے ایک مرید جو آپکے ہمراہ تھا کہنے لگا کہ
حضرت اگر آپ کچھ قبول فرما لیتے تو میرا جو قرض تھا وہی ادا ہو جاتا اور یہ بہت اچھا ہوتا
آپ نے فرمایا کہ نیچے زرا پیچھے دیکھ اس مرید نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ تمامی جنگل اور بیابان
زر ہی کا تھا اور لعل و جواہر سے پر تھا پھر آپنے فرمایا کہ جسکو حق تعالی نے یہ مرتبہ عطا کیا ہو
وہ مخلوق سے کس طرح کوئی چیز لے سکتا ہے۔ نقل ہے کہ جب حضرت سہل سماع لینے
راگ سنتے تھے تو آپ کو ایسا وجد و حال پیدا ہوتا تھا کہ آپ پچیس روز تک اسی وجد و حال
مین مستغرق رہتے اور کچھ کھانا نہ کھاتے اور اگر جاڑا ہوتا تھا تو آپ کو پسینا اس کثرت
سے آتا کہ آپ کا پیراہن تر ہو جاتا جب اس حالت مین علما آپ سے سوال کرتے تو آپ
فرماتے کہ اس حالت مین مجھ سے مت پوچھو کیونکہ اسوقت مین تمکو مجھ سے اور میرے
کلام سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ نقل ہے کہ آپ پانی کی سطح پر یون ہی چلے جاتے اور آپ کا
پانون کا تلوا تک تر نہ ہوتا ایک بار لوگون نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ دریا کے سطح پر
بغیر کشتی چلے جاتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس مسجد کے موذن سے پوچھو کہ وہ راست گو ہے
موذن نے کہا صاحب مجھے اسکی تو خبر نہین ہان البتہ مین اسقدر جانتا ہون کہ چند روز ہوئے
اس حوض مین غسل فرماتے تھے پانون پھسلا حوض مین گر پڑے اگر مین موجود نہ ہوتا اور
نہ نکالتا تو اسی مین مرجاتے شیخ ابو علی دقاق رح کہتے ہین کہ آپ کرامات اور خرق عادات کے
مخزن تھے لیکن آپ اپنے آپ کو از حد چھپاتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ اپنی کرامتون
کو کسی پر ظاہر ہونے دین۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ مسجد مین بیٹھے تھے ایک کبوتر اڑتا
جاتا تھا گرمی کا موسم تھا تھک کر مسجد کے صحن مین گر پڑا اور مر گیا حضرت سہل نے دیکھکر
فرمایا کہ شاہ کرمان مر گیا جب دریافت کیا تو ویسا ہی تھا ایک شخص بزرگان دین سے
فرماتے ہین کہ مین جمعہ کے روز نماز سے پہلے حضرت سہل رح کے پاس گیا ایک سانپ جگہ

اُس مکان میں دکھائی پڑا میں ڈرا میں نے کہا کہ میں آؤں آپ نے فرمایا کہ آؤ اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ آسمانوں کی حقیقت کو نہیں پہونچتا ہے اُس چیز سے کہ روے زمین پر ہے ڈرتا ہے مجھ سے کہا کہ جمعے کی نماز کے بارے میں کیا کہتے ہو میں نے کہا کہ ہمسے اور جامع مسجد سے اتنا فاصلہ ہے کہ اگر چلیں تو ایک رات دو دن میں پہونچیں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے نگاہ کی اپنے آپ کو جامع مسجد کے اندر پایا میں نے نماز پڑھی اور باہر آیا اُن لوگوں میں میں نے نظر کی آپ نے فرمایا کہ اہل لا الٰہ الا اللہ بہت ہیں مگر مخلص لوگ تھوڑے نقل ہے کہ شیر اور درندے آپ کے پاس آتے اور آپ اُنکے ساتھ مہربانی فرماتے اور اُن کو کھانا دیتے اور اِسیوجہ سے آج تک اُس گھر کو بیت السباع یعنے درندوں کا گھر کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت سہل مدام قیام نماز میں رہتے اور ریاضت کرتے تھے آپ کو مرض حرقۃ البول ہو گیا تھا اور اس اشتداد پر تھا کہ آپ کئی کئی بار ایک گھڑی میں اُٹھتے تھے اور ہمیشہ ایک برتن اپنے ساتھ رکھتے تھے مگر یہ عجب ہے کہ جب نماز کے وقت طہارت کر کے نماز ادا کرتے یا منبر پر بیٹھکر وعظ فرماتے تو اُتنی دیر تک بالکل اچھے ہو جاتے اور جب اِن سے فارغ ہوتے پھر وہی بیماری زور کر آتی لیکن کیا مجال تھی کہ شریعت کی باتوں سے ذرہ سی تو فوت ہو جاوے۔ نقل ہے کہ آپ نے اپنے ایک مُرید سے فرمایا کہ کوشش کر کہ تو تمام روز اللہ اللہ کہا کرے وہ کہا کرتا تھا یہاں تک کہ اُسکا خوگر ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ رات کو بھی یہ شغل جاری رکھ اُسنے ایسا ہی کیا یہانتک کہ اُس مرد کی یہ حالت ہو گئی کہ اگر وہ اپنے آپ کو خواب میں بھی دیکھتا تو اللہ اللہ کہتا پاتا پھر آپ نے اُس سے فرمایا کہ اب اس سے باز آ اور یادداشت میں مشغول ہو اُس نے ایسا ہی کیا سب وقت اِسی میں مستغرق رہنے لگا کہتے ہیں کہ ایکبار وہ گھر میں تھا چھت کی کڑی اُسکے سر پر گری اُسکا سر پھٹ گیا جو خون کا قطرہ کہ اُس کے سر سے زمین پر ٹپکتا تھا صورت اللہ اللہ پیدا کرتا تھا۔ نقل ہے کہ آپ نے اپنے ایک مُرید سے

فرمایا کہ فلان کام کر اُسنے کہا کہ مین لوگون کی زبان کے خوف سے نہین کرسکتا ہون حضرت
سہل رحنے منھہ دوستون کی طرف کیا اور فرمایا کہ مرد اس کام کی حقیقت کو نہین پہونچتا
جب تک کہ دو صفت سے ایک کو حاصل نہین کرتا۔ یا تو یہ کہ مخلوق اُسکی نظر سے گر جاوے
کہ سواے خالق کے کسیکو نہ دیکھے یا اُسکا نفس اُسکی نظر سے گر جاوے کہ کسی سے خوف نہ کرے
چاہیے خلق اُسکو کسی صفت مین دیکھے یعنے حق تعالیٰ کے سوا اپنے آپ کو اور جملہ مخلوق کو
بھول جاوے خدا ہی کو دیکھے اور اُسکے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ نقل ہے کہ آپ نے
ایک بار اپنے ایک مُرید کے سامنے حکایت کی کہ شہر بصرہ مین ایک نانوائی ہے کہ مرتبہ
ولایت کا رکھتا ہے آپ کا مُرید یہ سنکر روانہ ہوا اور بصرہ مین پہونچا نانوائی کو دیکھا کہ داڑھی
پر ڈھاٹا باندھے کہ عادت نانوائیون کی ہے روٹی پکا رہا ہے اس مُرید نے یہ صورت
دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اسکو درجۂ ولایت حاصل ہوتا تو یہ آگ سے خوف
نہ کرتا پھر سلام کیا اور سوال کیا نانوائی نے کہا کہ جب ابتدا ہی مین تو نے مجھکو نظر حقارت
سے دیکھا تجھکو میری بات سے فائدہ نہوگا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین ایک بار جنگل
مین جا رہا تھا مین نے ایک بڑھیا عورت کو دیکھا کہ تن تنہا ایک کساوہ سر کو باندھے
لکڑی ٹیکتی چلی آتی ہے مینے اپنے دل مین کہا کہ شاید قافلے سے بچھڑ گئی ہے مینے ہاتھ
جیب مین ڈالا تھا کہ اُسکو کچھ دون کہ اُس سے اپنا خرچ چلاوے اور اپنے مقصود سے
محروم نہ رہے اُس بڑھیا نے یہ دیکھ کر تعجب کی اُنگلی دانتون مین پکڑی اور ہاتھ
اپنا ہوا مین پھیلایا اُسکی مٹھی زر سے بھر گئی اُسنے پھر مجھ سے کہا کہ تو جیب سے نکالتا ہے
اور مین غیب سے حاصل کرتی ہون اور یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئی مین اُسکی
حسرت مین چلا جاتا تھا یہان تک کہ عرفات مین پہونچا جب مین طواف کا وہین گیا تو
مینے کعبے کو دیکھا کہ ایک آدمی کے گرد طواف کر رہا ہے جب مین اُسکے قریب پہونچا تو
مینے دیکھا کہ وہی بڑھیا تھی اُسنے مجھے دیکھکر کہا کہ اے سہل جو شخص کہ اس خیال سے

قدم اٹھاتا ہے یعنے اپنی جگہ سے روانہ ہوتا ہے کہ کعبے کا جمال دیکھے اُسکے لیے ضرور ہے کہ
کعبے کا طواف کرے لیکن جو شخص کہ قدم اپنی خودی سے اُٹھاتا ہے اِسلیے کہ حق تعالے
کا جمال دیکھے کعبے کو چاہیے کہ اُسکے گرد طواف کرے۔ نقل ہے کہ حضرت سہل رحؒ نے
فرمایا کہ ایک مرد ابدالون سے میرے پاس آتے تھے مین اُنکی صحبت مین رہا کرتا
اور اُن سے رات کے وقت حقیقت کے مسئلے پوچھا کرتا کیونکہ اُنکا معمول تھا کہ صبح کی
نماز پڑھکر پانی مین گھس جاتے اور جب سے زوال کے وقت تک پانی کے نیچے بیٹھے
رہتے جبکہ برادر ابراہیم اذان دیتے وہ پانی کے اندر سے نکلکر باہر آتے اور نماز ظہر
جماعت سے پڑھکر پھر پانی کے اندر گھس جاتے لیکن تعجب یہ ہے کہ اُنکے بدن کا ایک
بال بھی تر نہوتا تھا اور وہ اسی طرح ہر نماز کے وقت مغرب کی نماز تک نکلا کرتے اور پھر
پانی مین گھس جایا کرتے مدت تک وہ اسیطرح میرے ساتھ رہے اور نہ مینے اُنکو اتنی
مدت کچھ کھاتے اور نہ کسی کے پاس بیٹھتے دیکھا یہان تک کہ آخر کار چلے گئے نقل ہے
کہ حضرت سہل رحؒ نے فرمایا کہ ایک رات کو مین نے قیامت کو خواب مین دیکھا کہ خلائق میدان
قیامت مین استادہ ہے یکایک ایک سفید چڑیا نظر آئی کہ میدان قیامت سے
ہر جگہ سے ایک ایک کو پکڑتی تھی اور بہشت مین لیجاتی تھی مینے کہا یہ کون چڑیا ہے
کہا کہ حق جل شانہٗ نے اپنے بندون کے سر پر احسان رکھا ہے یعنی احسان و کرم فرمایا ہے
یکایک ایک کاغذ ہوا سے نمود ہوا مینے اُسکو کھولا اُسپر لکھا تھا کہ یہ ایک مرغ ہے
کہ اِسکو ورع کہتے ہین اور فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ مجھکو بہشت مین لے گئے ہین
اور تین سو شخصون کو مینے وہان دیکھا مینے کہا السّلام علیکم پھر مینے پوچھا کہ دنیا مین
سب سے خوفناک زیادہ چیز کہ آپ لوگ اُس سے بہت زیادہ ڈرتے تھے کیا تھی اُنھون نے
کہا کہ خوف خاتمے کا اور فرمایا کہ جب حق تعالے نے چاہا کہ روح حضرت آدم علیہ السّلام مین
پھونکے روح کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے اُن مین پھونکا اور اُنکی کیفیت

ابو محمد کی اور سارے بہشت میں ایک پتا بھی ایسا نہیں ہے کہ اس پر حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا نہیں ہے اور کوئی ایسا درخت نہیں ہو سارے بہشت میں
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے نہیں بویا گیا ہے اور آغاز تمامی اشیاء کا آپ کے
نام نامی سے کیا ہے اور خاتمہ تمامی انبیا علیہم السّلام کا آپ ہی پر ہوگا اسلیے آپ کو
خاتم النبیین کہتے ہیں اور اس نام سے مکتّب ہیں اور فرمایا کہ مینے ابلیس ملعون کو خواب
مین دیکھا مینے پوچھا تجھپر کون چیز سخت زیادہ ہے اُسنے کہا کہ بندون کے دل کے اشارے
جان کے خداوند کے ساتھ اور فرمایا کہ مینے ابلیس ملعون کو ایک قوم کے درمیان دیکھا
مینے اپنی ہمت سے اسکو قید کیا جب وہ قوم چلی گئی تو مینے کہا کہ مین تجھکو نہ چھوڑون گا
جب تک کہ تو توحید مین کوئی بات نہ کہیگا ابلیس قریب آیا اور توحید مین ایک فصل
بیان کی اس شدومد سے کہ اگر عارف اُسوقت حاضر ہوتے تو سب حیرت کی انگلی دانتون
مین پکڑتے۔ اور فرمایا کہ مینے ایک رات ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ بہت ہی بھوکا تھا کھانا
اُسکے سامنے مینے رکھا اگر اُس کھانے مین کچھ شُبہ تھا اُسنے اُس کھانے کو چھوڑ دیا اور
نہ کھایا حالانکہ وہ اسقدر کمزور ہو گیا تھا کہ اُس رات بھوک کی وجہ سے عبادت الٰہی
نکر سکا اور تیس سال سے وہ برابر عبادت مین تھا لیکن اُس رات اُسنے اُس بھوک کے سہنے
اور ہاتھ مشکوک کھانے سے کھینچنے کی مزدوری اسقدر پائی کہ جملہ خلائق کے اعمال کے
ثواب اُسکے مقابلے مین کم اور بہت تھوڑے ٹھہرے اور فرمایا کہ اگر میرا پیٹ شراب سے
پُر ہووے تو مین اُسکو زیادہ دوست رکھتا ہون حلال کھانے سے۔ لوگون نے پوچھا
کہ کیون۔ فرمایا اسلیے کہ جب انسان شراب سے مست ہو جاتا ہے تو اُسکی عقل جاتی رہتی ہے
اور شہوت کی آگ بجھ جاتی ہے اور لوگ اُسکے ہاتھ اور زبان سے امن مین ہو جاتے ہین لیکن
جب کہ انسان کا پیٹ حلال کھانے سے پُر ہوتا ہے تو فضول کی آرزو کرتا ہے اور شہوتین قوی
ہوتی ہین اور نفس اپنی لذتون کی طلب مین سر اُٹھاتا ہے اور فرمایا کہ خلوت نشینی درست

نہیں ہوتی جب تک حلال روزی نہو اور حلال میسر نہیں ہوتا مگر خداوند عزوجل جسکو دے
اور فرمایا کہ رات دن میں ایکبار کھانا طریقہ صدیقوں کا ہے اور فرمایا کہ کسی کی عبادت درست
نہیں ہوتی اور عمل خالص نہیں ہوتا جب تک کہ وہ بھوکا نہ رہے اور فرمایا کہ چاہیے کہ چار چیز
کو لازم پکڑے تاکہ عبادت کی درستی نصیب ہو گرسنگی درویشی خواری اور قناعت کو اور
فرمایا کہ جو کہ بھوکا رہتا ہے شیطان لعین خدائے عزوجل کے فرمان سے اسکے پاس تک
نہیں پھٹکتا۔ اور جب سیر ہو کر کھاؤ خداوند تعالی سے طلب گرسنگی کرو کہ تمام آفتوں کی
جڑ سیر ہو کر کھانا ہے۔ اور فرمایا کہ جو کہ حرام کھاتا ہے ہفت اندام اسکے یعنے آنکھ کان
زبان پیٹ شرمگاہ ہاتھ پاؤں گناہ میں پڑتے ہیں اور اس سے قصداً اور بلا قصد گناہ ہی
صادر ہوتا ہے اور جو کہ حلال کھاتا ہے ہفت اندام اسکے طاعت میں پڑتے ہیں اور خیر
کی توفیق اسکو میسر ہوتی ہے اور فرمایا کہ صاف حلال وہی ہے کہ اس میں خدائے عزوجل
کو فراموش نکرے۔ نقل ہے کہ ایک شاگرد بھوک کی وجہ سے نہایت بیقرار ہوا کیونکہ
کئی روز بغیر کھائے ہو گئے تھے اسنے کہا کہ اے استاد ما القوت۔ قال ذکر الحی الذی لا یموت۔
یعنی اے میرے استاد روزی کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر اس زندہ کا کہ جسکو موت نہیں۔
اور فرمایا کہ مخلوق تین قسم کی ہے ایک تو وہ جماعت ہے کہ اپنے نفس سے لڑتی ہے خداوند
عزوجل کے واسطے۔ اور دوسرے وہ کہ خلق سے لڑتا ہے واسطے خدا کے اور تیسرے وہ کہ
حق تعالی کے ساتھ لڑ رہی ہے اپنے نفس کے واسطے کہ کیوں تیرا حکم ہماری مرضی کے موافق
نہیں ہے اور تیری مشیت ہماری مشاورت کے موافق نہیں ہے اور فرمایا کہ جو کہ چاہے
تقوی میں کامل بنے اس سے کہدو کہ تمام گناہوں سے باز آئے اور فرمایا کہ جس عمل میں
کہ پیشوا کی پیروی نہیں وہ نفس کے واسطے باعث عذاب ہوگا اور فرمایا کہ بندہ کی عبادت
درست نہیں ہوتی جب تک کہ عدم میں اپنے پردوستی کا اثر نہیں دیکھتا اور فنا میں اثر وجود کا
اور فرمایا کہ عالم اور زاہد اور عابد دنیا سے باہر گئے یعنی چلے گئے مر گئے حالانکہ انکے دل

اب تک غلاف میں تھی کتنا ہی خوب ہوگر دل اصحاب جنون اور شہید دل بنتے اور فرمایا کہ مرد کا ایمان
کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اسکا عمل کامل نہووے ورع سے اور ورع اخلاص سے اور اخلاص
اسکا مشاہدے سے اور اخلاص یہ ہے کہ بجز خدائے عزوجل کے جملہ کو ترک کرے اور فرمایا کہ
خوف کرنے والون کے بہترین مخلص لوگ ہین۔ اور مخلصون مین بہترین وہ لوگ ہین
جنکا اخلاص موت تک رہے اور فرمایا کہ سوائے مخلص کے کوئی ریا کو نہین جانتا اور فرمایا
کہ مخلصون کو بلا و آفت مین مبتلا کرکے آزماتے ہین اگر وہ اس رنج و بلا مین بے صبر و
بے قرار ہوتے ہین تو انکو جدائی نصیب کرتے ہین اور اگر صبر و شکیبائی کرکے صابر و
ثابت قدم رہتے ہین انکو وصل بحق حاصل ہوتا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی خداوند تعالی
کی پرستش اختیار سے نہین کرتا اسکو خلق کی پرستش مجبوری کرنا پڑتی ہے اور فرمایا کہ سوائے
خدائے تعالی کے دل کو کسی اور چیز سے آرام دینا حرام ہے کیونکہ ایسا شخص یقین کی بو ہرگز
نہ سونگھے گا اور فرمایا کہ ایسے دل مین کہ جس مین ایسی چیز ہووے کہ جس سے حق تعالے
راضی نہین ہرگز نور خدا داخل نہین ہوتا۔ اور فرمایا کہ ایسا وجد وحال کہ جسپر شہادت قرآن و
حدیث شاہد نہون باطل ہے۔ اور فرمایا کہ فاضلترین اعمال وہ ہے کہ بندہ پاک ہووے
اپنی پاکی کے دیکھنے سے۔ اور فرمایا کہ ہمت وہ ہے کہ زیادہ طلب کرے جب تمام ہووے مقصود
تک پہونچے یا اوسکے ظہور مین رہے اور اگر مقصود ظہور مین آیا تو ضرور کوتاہ ہمتی ہے
اور فرمایا کہ جو کوئی کہ نقل کرتا ہو ایک نفس سے ساتھ دوسرے کے بغیر یاد خدا اسکے وہ تمام عمر
اپنی ضائع کرتا ہو اور فرمایا کہ جو دل کہ علم سے سخت ہوتا ہو وہ تمام دلون سے سخت ہوتا ہو
اور اس دل کی علامت کہ علم سے سخت ہوتا ہے یہ ہو کہ بسبب علامت و تدبیر کے کہ اپنی تدبیر
کے بھروسے پر خداوند تعالے کو کوئی اپنا کام نہین سونپتا اور جسکو کہ حق تعالی اسکو اسکی
تدبیر پر چھوڑ دیتا ہے اس جہان مین اسکو اپنے سے بیزار رکھتا ہو اور اس جہان مین رنج
اسکی قرارگاہ بناتا ہے اور فرمایا کہ علما تین قسم کے ہین ایک تو وہ عالم کہ ظاہری علم سے

کہ عالم ہیں اور اپنا ظاہری علم اہل ظاہر کے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے وہ عالم ہیں کہ
جو عالم باطن ہیں اور وہ اپنے علم کا اظہار صاحبان باطن کے سامنے کرتے ہیں اور تیسرے
وہ عالم ہیں کہ اُن کا علم اُنکے اور حق تعالےٰ کے درمیان ہے اور دوسرے اُن کے
علم سے بالکل بے خبر ہیں اور فرمایا کہ آفتاب کا طلوع ہونا اور غروب ہونا اگر زیادہ
خوش ہے تو ایسے شخص پر ہے کہ جو اپنا تن وجان و مال و دُنیا و آخرت حق تعالےٰ پر
فدا کرتا ہے اور حق تعالےٰ کو ان سب سے برگزیدہ سمجھتا ہے اور فرمایا کہ جہل سے بڑھکر
کوئی گناہ نہیں ہے اور فرمایا کہ دیکھو اپنے آپ کو بزرگ سمجھکر فقیروں کو حقارت کی
آنکھ سے مت دیکھنا کیونکہ وہ یعنے فقرا وارث اور قائم مقام انبیا علیہم السّلام کے ہیں
کسی نے کہا کہ آپ کا علم کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارا علم ایسا نہیں کہ تصرف میں آوے
لیکن وہ علم ایسا ہو کہ تکلف سے رہا نہیں کر سکتا اگر وہ بات درمیان میں آوے تحقیق
تمامی ہستی کو تجھ سے لیوے اور فرمایا کہ ہمارے اصول چھ ہیں ایک تو تمسک خدا کے
تعالیٰ کی کتاب پر دوسرا اقتدا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر تیسرے حلال کھانا چوتھے
خلق آزاری سے برکران رہنا اگرچہ وہ آزار دیوے پانچویں منہیات سے دور رہنا
چھٹے حقوق کے ادا کرنے میں جلدی کرنا۔ اور فرمایا کہ ہمارے مذہب کے اصول تین ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا اخلاق اور افعال میں دوسرے حلال کھانا
تیسرے افعال میں اخلاص پیدا کرنا اور پہلی چیز کہ مبتدی کو چاہیے توبہ ہے اور وہ
گناہوں پر شرمندہ ہونا بُری خواہشوں کو دل سے دور کرنا اور بُری حرکتوں کو نیک
حرکتوں سے بدلنا ہے۔ اور مبتدی کو توبہ حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ خاموشی کو اپنے اوپر لازم
نہیں کرتا ہے اور خاموشی لازم نہیں ہوتی جب تک کہ خلوت نشینی اختیار نہیں کرتا ہے
اور خلوت نشینی لازم نہیں ہوتی جب تک کہ حلال نہیں کھاتا ہے اور خورش حلال حاصل
نہیں ہوتی جب تک کہ حق تعالیٰ کا حق ادا کرے اور حق تعالےٰ کا حق ادا نہیں کیا جاتا

جب تک کہ جملہ اعضا کو نگاہ نہ کیے اور ان تمام کو کہ بیان کیا ہے کوئی بھی حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ خداوند عز و جل سے توفیق کا خواہاں نہووے ان تمامی پر اور فرمایا کہ اوّل مقام عبودیت اپنے اختیار سے خالی ہونا اور اپنی قدرت و قوت سے بیزار ہونا ہے اور فرمایا کہ بزرگترین مقامات وہ ہے کہ اپنی بدخصلتی کو نیک خصلتی سے بدل کرے اور فرمایا کہ آدمیونکو دو چیزین ہلاک کرتی ہین ایک تو طلب عزت دوسرے خوف درویشی۔ اور فرمایا کہ جسکا دل فروتن و متواضع زیادہ ہوتا ہے شیطان اُسکے قریب نہیں پھٹکتا۔ اور فرمایا کہ پانچ چیزین گوہر نفس ہین وہ درویش کہ تونگری دکھاوے وہ بھوکا کہ سیری کا اظہار کرے وہ اندوہگین کہ خوشی دکھاوے وہ مرد کہ کسی سے دشمنی ہووے اور دوستی کا اظہار کرے اور وہ شخص کہ رات بھر نماز پڑھے اور دن بھر روزہ رکھے اور اپنے آپ کو قوت والا ظاہر کرے اور فرمایا کہ خداوند عز و جل اور بندوں کے درمیان کوئی پردہ سخت تر دعوی کے پردے سے نہیں ہے اور کوئی راہ افتقار یعنی محتاجی و عاجزی سے نزدیک زیادہ خداوند عز و جل سے نہیں ہے اور فرمایا کہ جو کہ مدعی ہوتا ہے خائف نہیں ہوتا اور جو کہ خائف نہیں ہوتا امین نہیں ہوتا اور جو کہ امین نہیں ہوتا اُسکو سلطان کے خزانون پر آگاہی نہیں ہوتی۔ اور فرمایا کہ جو کہ دوروئی کرتا ہے اپنے سے غیر کے ساتھ وہ صدق کی بو بھی نہ پاوے گا۔ اور اپنے ساتھ دوروئی ریا ہووے اور فرمایا کہ جو بدعتی سے ملتا ہے سُنّت اُس سے چھین لیجاتی ہے اور جو کہ بدعتی کے افعال سے خوش ہوتا ہے حق تعالے نور ایمان اُس سے لے لیتا ہے اور فرمایا کہ جو مال کہ اہل معاصی سے لیوین حرام ہو اور فرمایا کہ سُنّت کی مثال دنیا مین مثل بہشت کے ہے آخرت مین اور فرمایا کہ جو کہ بہشت مین داخل ہوا رنج و بلا سے امن مین ہوا اسی طرح سے جو شخص کہ سُنّت کی راہ پر پڑا خواہش نفسانی اور بدعت سے امن مین ہوا اور فرمایا کہ جو کہ طعن کرتا ہے کسب پر گویا کہ سُنّت پر طعن کرتا ہے اور جو کہ طعن کرتا ہے توکل پر گویا کہ ایمان پر طعن کرتا ہے اور فرمایا کہ اہل توکل کا کسب درست نہین جب تک کہ

کہ برادہ سنت کو اختیار نہ کریں اور جو متوکل ہے اسکا کسب درست نہیں مگر خلق کی مددگاری کی
نیت سے تا کہ لوگونکا دل اس سے فارغ ہووے اور فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ صبر سے بیٹھے
تو ایسا کر اور اس قوم سے مت ہو کہ صبر تجھپر بیٹھے اور فرمایا کہ تمام آفتون کی جڑ تھوڑا صبر ہے
چیزون مین۔ اور عارف کے شکر کی غایت وہ ہے کہ جانے کہ عاجز ہے اس سے کہ اسکا ایسا
شکر ادا کرنے سے کہ جیسا کہ شکر کے ادا کرنے کا حق ہے عاجز ہے اور فرمایا کہ خداوند عز و جل
کی ساعت بساعت دمبدم عطاؤن کا نزول ہے اور سب بڑی عطا وہ ہے کہ اپنی یاد تیرے
دل مین ڈالتا ہے اور فرمایا کہ خدا کو بھول جانے سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے اور فرمایا
کہ جو کہ اپنی آنکھون کو حرام کی طرف سے بند کرتا ہے ہرگز اسکی عمر بھر کوئی صدمہ اسکو
نہین پہونچتا اور فرمایا کہ حق تعالےٰ نے عرش سے لیکر ثری تک کوئی مکان عزیز تر
مومن کے دل سے پیدا نہین کیا کیونکہ خلق کو اپنی معرفت سے عزیز تر کوئی شی نہین
عطا کی ہے اور ظاہر ہے کہ عزیز ترین چیز کو عزیز ترین جگہ مین رکھتے ہین پس ثابت ہوا
کہ دل مومن عزیز تر ہے اور اگر جہان مین اس سے عزیز ترین کوئی جگہ ہوتی تو ضرور اپنی
معرفت کو اس مین رکھتا اور فرمایا کہ عارف وہ ہے کہ کبھی اسکا ذائقہ نہین بدلتا بلکہ ہر دم
خوشبودار تر ہوتا ہے اور فرمایا کہ کوئی یاری وہ نہین ہے مگر خدای تعالی اور کوئی دلیل و رہنما
نہین ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی توشہ نہین ہے مگر تقوی اور کوئی عمل نہین ہے
مگر صبر ان پانچ چیزون پر کہ مینے بیان کین اور فرمایا کہ کوئی روز نہین گذرتا کہ حق تعالےٰ
ندا نہین کرتا کہ ای میرے بندے تو انصاف نہین دیتا ہے مین تجکو یاد کرتا ہون اور تو مجھے
فراموش کرتا ہے اور مین تجکو اپنی طرف بلاتا ہون اور تو دوسرے کسی کی درگاہ مین جاتا ہے
اور مین بلاؤن کو تجھ سے ہٹاتا ہون اور تو گناہ پر تکیہ لگاتا ہے ای فرزند آدم کل
قیامت کو کہ تو حاضر ہوگا کیا معذرت پیش کرے گا۔ اور فرمایا کہ خدای تعالی نے خلق کو
پیدا کیا اور فرمایا کہ مجھ سے بھید کہو اور اگر بھید نہین کہہ سکتے ہو تو میری طرف دیکھو اور یہ بھی

نہیں کر سکتے ہو تو اپنی حاجت ہی مجھ سے مانگو اور فرمایا کہ ہرگز دل زندہ نہیں ہوتا جب تک کہ
نفس نہیں مرتا اور فرمایا کہ جو کہ اپنے نفس پر مالک ہوا عزیز ہوا بلکہ دوسروں پر بھی مالک ہوا
جیسا کہ نقل کرتے ہیں کہ اپنے تن کا بادشاہ ہر تن کا بادشاہ ہے کیونکہ کوئی دشمن تجھپر
غالب نہ آئیگا جب کہ تو اپنے اوپر غالب ہوگا اور جبتک کہ نفس اسپر مالک ہوا ذلیل ہوا اور
صدیقوں کا اول گناہ نفس کے ساتھ انکا موافقت کرنا ہے اور فرمایا کہ خداوند عزوجل کے
نزدیک کوئی عبادت فاضلتر مخالفت خواہش نفسانی سے نہیں ہے اور فرمایا کہ جسنے اپنے
نفس کو پہچانا خداوند عزوجل کو پہچانا اور جسنے کہ خداوند تعالے کو پہچانا غم اور شادی کے
سمندر میں غرق ہوا اور فرمایا کہ معرفت کی غایت حیرت اور دہشت ہے اور فرمایا کہ اول
مقام معرفت وہ ہے کہ بندے کو یقین دیتے ہیں اور اس یقین کی وجہ سے تمامی اعضا
اسکے آرام پکڑتے ہیں یعنی بڑے خطرے بباعث کمزوری یقین کے پیدا ہوتے ہیں بدینوجہ
پہلے اسکو یقین کامل عطا فرماتے ہیں اور فرمایا کہ اہل معرفت خدا اصحاب اعراف ہیں
تمامی نشان سے انکو پہچانتے ہیں اور فرمایا کہ صادق پر خدا ے تعالے ایک ایسا فرشتہ
مقرر کرتا ہے کہ جب وقت نماز آتا ہے بندے کو نماز کے واسطے آمادہ کرتا ہے اور اگر
سو گیا ہو تو بیدار کرتا ہے اور فرمایا کہ کافروں اور گنہگاروں کی توبہ سے بڑھکر نا امیدی
زبانی توبہ میں ہے اور فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا خلق پر لازم ہے مگر اسپر دل سے اعتقاد رکھنا
اور زبان سے اقرار کرنا اور عمل سے وفا کرنا ضروری ہے اور فرمایا کہ اول توبہ اجابت ہے
پھر انابت پھر توبہ پھر استغفار اور اجابت فعل سے ہے اور انابت دل سے اور توبہ نیت
سے اور استغفار تقصیر سے اور فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ صاف ہو کدورت سے اور پُر ہو
تفکر سے اور خداوند عزوجل کے قرب میں علیحدہ ہووے بشر سے اور خاک و زر اسکی
آنکھ میں یکساں ہووے اور فرمایا کہ تصوف کم کھانا اور خداوند عزوجل کے ساتھ آرام پکڑنا
اور لوگوں سے بھاگنا ہے اور فرمایا کہ توکل حال انبیا علیہم السلام کا ہے جو کوئی کہ توکل میں

حال پیغمبر کا رکھتا ہے اُس سے کہدو کہ اُسکی سُنت کو نہ چھوڑے اور فرمایا کہ اوّل مقام توکّل
مین وہ ہے کہ خدا کی قدرت کے آگے اسطرح رہے جیسے کہ مُردہ غسّال کے آگے رہتا ہے
تاکہ جس طرح کہ چاہے اُسکو لوٹاوے اور اسکی کچھ خواہش نہووے اور حرکت نہو۔ اور فرمایا کہ
توکّل درست نہین ہوتا مگر بذل روح سے اور بذل روح حاصل نہین ہوتا مگر تدبیر کے ترک
سے اور فرمایا کہ توکّل کے نشان تین ہین ایک وہ کہ سوال نکرے اور جب روبرو آوے
قبول نکرے اور جب قبول کریوے چھوڑ دیوے اور فرمایا کہ اہلِ توکّل کو تین چیزین دیتے
ہین حقیقت یقینی اور مکاشفۂ غیبی اور مشاہدۂ قُربِ حق تعالےٰ اور فرمایا کہ توکّل وہ ہے
کہ تو حق تعالےٰ کو متہم نہ کرے یعنی جو کچھ کہ اُسنے کہا ہے تجکو پہونچاونگا ضرور پہونچاوے گا
اور فرمایا کہ توکّل وہ ہے کہ اگر کوئی چیز ہووے اور اگر نہووے ہر دو حال مین ساکن
رہے اور فرمایا کہ توکّل اُس دل کو حاصل ہوگا کہ جو خداے تعالےٰ کے ساتھ علاقہ
ماسوا کو چھوڑ کر زندگی بسر کرے گا۔ اور فرمایا کہ جملہ احوال کے واسطے ایک رُو ہے اور
ایک پُشت مگر توکّل کے واسطے کہ تمامی رُو ہی ہے بغیر پُشت کے مطلب اسکا یہ ہے کہ زہد
اور تقویٰ پرہیز کرنا دُنیا سے ہووے اور مجاہدہ نفس اور ہوا کی مخالفت مین ہووے
اور علم معرفت اشیا کے دیکھنے اور جاننے مین ہووے اور خوف ورجا لطفِ کبریا پر ہووے
اور تفویض و تسلیم سبح و دعا مین ہووے اور رضا قضا پر اور شکر نعمتون پر اور صبر بلا پر
اور توکّل خدا ہی پر ہووے اسلیے توکّل ہمہ رُو بغیر پُشت ہے اور اگر کوئی کہے کہ دوستی
بھی اسیطرح پر ہے تو ہم اسکو جواب دینگے کہ دوستی ساتھ خداے تعالیٰ کے ہوتی ہے نہ خدا پر
اور فرمایا کہ دوستی ایسی ہے کہ گویا طاعت کی گردن مین ہاتھ ڈالنا اور مخالفت سے دُور
ہونا اور فرمایا کہ جوکہ خداے عزّوجل کو دوست رکھتا ہے عیش اُسکا رکھتا ہی اور فرمایا کہ
حیا خوف سے بلند تر ہے کیونکہ حیا خاص بندون کو ہوتی ہے اور خوف عالمون کو اور فرمایا
کہ عبودیت راضی برضاے الٰہی ہونا ہے خداے عزّوجل کے فعل پر اور فرمایا کہ مُراقبہ وہ ہے

کہ دُنیا اور آخرت کے فنا ہونے سے نہ ڈرے اور فرمایا کہ خوف نر ہے اور رجا مادہ ہے
اور ایمان اِن دونوں کا فرزند ہے اور فرمایا کہ جس دل مین کبر و غرور ہوتا ہے خوف و
رجا اُس دل مین قرار نہین پکڑتے۔ اور فرمایا کہ خوف منہیات سے دور ہونا اور رجا
احکام کی بجا آوری کے واسطے دوڑنا ہے اور علم رجا سے حاصل نہین ہوتا مگر خوف سے
اور فرمایا کہ بلند ترین مقام خوف وہ ہے کہ بندہ ڈرنے والا ہو دراس سے کہ خدای تعالے
کے علم مین اُسکی قسمت مین کیا لکھا ہے کہتے ہین کہ ایک شخص نے دعوی خوف کا کیا
حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیرے سَر مین قطیعت یعنی علٰحدگی و بُریدگی کے
خوف کے علاوہ اور کوئی خوف ہے اُس نے کہا کہ ہان ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے
خدائے تعالیٰ کو ابھی نہین پہچانا کیونکہ تو قطعیت سے نہین ڈرتا اور فرمایا کہ صبر کرنا
خدائے تعالیٰ سے خوشی کی امید رکھنا ہے اور فرمایا کہ مکاشفہ وہ ہو کہ فرمایا ہے
لَو کُشِفَ الغِطَآءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا یعنے اگر اُس چیز سے پردہ اُٹھا دیا جائے تو میرا یقین زیادہ نہو
اور فرمایا کہ فُتُوّت یعنی جوانمردی پیروی سُنّت ہو اور فرمایا کہ زہد چار چیز مین ہو اوّل کھانے
کی چیزون مین کہ آخری نتیجہ اُسکا پاخانہ ہے اور دوسرے پہننے کے کپڑون مین کہ آخر کو کہنہ
دنا چیز ہوگا اور تیسرے بھائی بندون مین کہ اُسکا آخر جُدائی ہوگی اور چوتھے زہد دُنیا مین
کہ آخر اُسکی فنا ہے اور فرمایا کہ ورع دُنیا کا چھوڑنا ہے اور دُنیا نفس ہے جو کہ اپنے نفس کو
دوست رکھتا ہے خدا کے دشمن کے ساتھ دوستی کیے ہے اور فرمایا کہ نفس کو چھوڑ کر خدائے
تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا ایک سخت سفر ہے اور فرمایا کہ نفس تین صفتون سے خالی نہین
یا تو کافر ہے یا منافق یا مُرائی یعنے ریاکار۔ اور فرمایا کہ نفس کی شرارتین بہت ہین ایک
منجملہ اُن شرارتون کے یہ ہے کہ فرعون کو فرعونی پر رکھتا ہے اور وہ دعوی خدائی کا ہے
اور فرمایا کہ اُنس اُس شخص کے ساتھ کرو کہ جو اُسکے نزدیک ہے جسکی تجکو ضرورت ہے
اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نکوکارون کو خیرات سے قُربت دی اور یقین سے قربت دی

آور فرمایا کہ روغن کو نگاہ رکھ تاکہ عقل کی شمع روشن رہے کیونکہ کسی دل ناقص نے ہرگز خدا کو نہ پایا ہے اور فرمایا کہ تجلی تین طرح پر ہے تجلی ذات کہ وہ مکاشفہ ہے یعنے اسرار الٰہی کا دل پر سالک کے کشف ہونا اور تجلی صفات اور وہ موضع نور ہے اور تجلی حکم ذات اور وہ آخرت ہے اور ما فیہا یعنے جو اسمین ہے اور فرمایا کہ انس وہ ہے کہ بندے کے اعضا بندے سے انس لیتے ہین اور بندہ انس لیتا ہے خداے تعالےٰ سے۔ اور فرمایا کہ ورع زہد کا اول درجہ ہے اور زہد توکل کا اول درجہ ہے اور توکل عارف کا اول درجہ ہے اور معرفت قناعت کا اول درجہ ہے اور قناعت شہوات یعنی خواہشون نفسانی کا ترک کرنا ہے اور وہ رضاے حق کا اول درجہ ہے اور رضا موافقت کا اول درجہ ہے لوگون نے پوچھا کہ نفس پر سب سے کون چیز سخت تر ہے فرمایا کہ اخلاص کیونکہ نفس کو اخلاص مین کچھ نصیب نہین ہے اور فرمایا کہ اخلاص اجابت یعنی قبولیت ہے جسکو اجابت یعنی قبولیت نہین اخلاص نہین اور فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ جسطرح کہ دین کو خداے تعالیٰ سے لیا ہے اسی طرح پھر خداے تعالیٰ کے حوالے کرنا اور کسی کو نہ دینا لوگون نے کہا کہ آپ ہم سے صادقون کے اوصاف بیان کرین فرمایا کہ تم اسرار صادقون کے لاؤ یعنے سیکھو تاکہ مین تم کو خبر دون صادقون کے اوصاف سے لوگون نے پوچھا کہ مشاہدہ کیا ہے فرمایا کہ عبودیت۔ لوگون نے پوچھا کہ گنہگارون مین بھی انس ہوتا ہے فرمایا کہ نہین ہوتا اور نہ اس شخص مین کہ اندیشہ گناہ و نافرمانی کا کرتا ہے۔ لوگون نے پوچھا کہ جو کہ نماز رات بھر پڑھتے ہین انکو ثواب کس چیز کا ملتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دن بھر نار ہستی سے محفوظ رہتے ہین لوگون نے کہا کہ ایک مرد کہتا ہے کہ مین روزی کیواسطے حرکت نہین کرتا جب تک کہ مجکو حرکت نہین دیتے فرمایا کہ یہ بات نہین کہتے مگر دو شخص یا تو صدیق یا زندیق۔ لوگون نے کہا کہ رات و دن مین ایکبار کھانا کھانے کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ ایکبار رات و دن مین کھانا کھانا صدیقون کا ہے لوگون نے کہا دو بار کھانا فرمایا کہ کھانا مومنون کا۔ لوگون نے کہا کہ تین بار کھانا فرمایا کہ کھانا

چار پایوں کو یعنے چار پایوں کا کام ہے۔ لوگوں نے نیک خصلتی کو پوچھا فرمایا کہ سب سے
ادنی درجہ اُسکا یہ ہے کہ لوگوں کی تکلیف کا بوجھ کھینچنا اور بدی کا بدلہ نکرنا بلکہ اُسپر معاف
کرنا اور اُسکے واسطے خداوند عزوجل سے استغفار کرنا اور فرمایا کہ بندوں کا خداے تعالی
کی طرف متوجہ ہونا زہد ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کس چیز سے بندہ لطف حق کے اثر کا مستحق
ہوتا ہے فرمایا کہ گرسنگی اور بیماری اور بلا میں صبر کرنے اور اِلّا ماشاء اللہ تعالے کے کہنے
سے۔ لوگوں نے پوچھا کہ جو کہ بہت روز تک کچھ نہیں کھاتا اُسکی وہ بھوک کہاں چلی جاتی ہے
فرمایا کہ اُس نار یعنے آتش گرسنگی کو نور الٰہی افسردہ کردیتا ہے اور فرمایا کہ گرسنگی کی تین قسم
ہیں ایک جوع طبع اور یہ محل عقل ہے اور دوسرے جوع موت اور یہ موضع فساد ہے اور
تیسرے جوع شہوت اور یہ موضع اسراف ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ توبہ کیا ہے فرمایا کہ گناہ
کا قبول جانا ایک مرد نے کہا کہ توبہ وہ ہے کہ گناہ کو قبول نجانا حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تو نے سمجھا ہے کیونکہ جفا کی یاد وفا کے ایام میں سخت جفا یعنے
ظلم ہے ایک شخص نے کہا کہ مجھے وصیت فرمایئے فرمایا کہ تیری نجات چار چیزوں میں ہے بیخوابی
اور تنہائی اور کم کھانا اور خاموشی اُسنے کہا کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی صحبت
میں رہوں آپ نے فرمایا کہ جب میں مرجاؤنگا تو تو کسکی صحبت میں رہے گا اُسنے کہا کہ
خداے تعالے کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ اب بھی آپ کو اُسکے ساتھ رکھ اُسنے کہا کہ کہتے
ہیں کہ شیر آپ کی زیارت کو آتے ہیں فرمایا ہاں کتا کتے کے پاس آتا ہے اگر تو درندوں
سے ڈرتا ہے تو میری صحبت میں مت رہ۔ لوگوں نے کہا کہ درویش کب آسودہ ہوتا ہے
فرمایا کہ حالت استغراق میں۔ لوگوں نے کہا کہ ہم تمام خلق سے کسکے ساتھ صحبت کریں فرمایا
کہ عارفوں کے ساتھ کیونکہ وہ ہر چیز کو کمتر شمار کرتے ہیں اور جو فعل کہ کسی سے صادر
ہوتا ہے اُسکی اُنکے پاس ایک تاویل ہوتی ہے یعنے اُس فعل پر گرفت نہیں کرتے
ضرور ہے کہ تجکو ہر حال میں معاف و معذور رکھیں گے۔

مناجات

آپ کی مناجات یہ ہے۔ الٰہی تو مجھ ایسے ناچیز کو یاد کرتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں اور اگر میں تجھے یاد کروں تو میں ہوں ہی کیا مجھے یہ خوشی کافی نہیں اور مجھ سے ناکس زیادہ کوئی بھی نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ عالم اور واعظ حقیقی تھے اور بہت خلق انکی بدولت راہ ہدایت پر آئی اور اُس روز کہ وفات انکی نزدیک پہونچی چارسو مرید انکے تھے اور وہ سب مردان حقیقی انکے آس پاس اور سرہانے بیٹھے تھے پوچھا کہ اے شیخ آپ کا جانشین کون ہوگا اور آپکے منبر پر کون وعظ کہے گا۔ ایک آتش پرست تھا کہ اُسکو شادول گبر کہتے تھے حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا کہ میری جگہ شادول گبر بیٹھے گا یہ سنکر اُن سنے کہا کہ شاید حالت نزع میں شیخ کی عقل میں کچھ فتور آگیا ہے بھلا جس شخص کے چارسو شاگرد عالم دیندار ہوں ایک گبر کو کہے کہ میرا جانشین بناؤ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شور و غوغا مت کرو جاؤ اور شادول کو بلالاؤ گئے اور اُسکو بلالائے آپنے جب اُسکو دیکھا فرمایا کہ تم میری وفات کے تین روز بعد نماز ظہر ادا کرکے میرے منبر پر بیٹھکر خلق کے سامنے وعظ کہنا یہ کہا اور واصل بحق ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تیسرے روز نماز کے بعد خلق جمع ہوئی شادول آیا اور منبر پر چڑھا وہی اپنی کلاہ گبری سر پر دھرے اور زنار کمر پر باندھے تھا پہلے اُسنے کہا کہ تمھارے اُس سردار نے مجکو تمھارا ہادی بنایا ہے اور مجھسے فرمایا کہ اے شادول اب وہ وقت آگیا کہ تو اُس آتش پرستی کے زنار کو کاٹ ڈالے اور توڑ کر پھینکدے سو اب میں کاٹتا ہوں اور فی الفور چھری نکالکر زنار کو کاٹ ڈالا اور وہ گبری ٹوپی سر سے اُتار کر پھینکدی اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا پھر کہا کہ شیخ نے کہا ہے کہ سب سے کہنا کہ جو کہ تمھارا پیر تھا اور تمھارا اُستاد بھی تھا اُسنے نصیحت کی ہے اور اُستاد کی نصیحت ماننا شرط ہے دیکھو شادول نے زنار ظاہری کاٹا اگر تم چاہتے ہو کہ کل قیامت کو ہمکو دیکھو تو تمکو تمھاری جوانمردی کی قسم ہے کہ اپنی جوانمردی سے اپنے سارے باطنی زنار کاٹ ڈالو یہ اُسکا کہنا تھا کہ حاضرین جلسہ سے قیامت کا سا شور و غوغا بلند ہوا اور بہت کی

عجیب حالت ہو گئی۔ نقل ہے کہ اُس روز کہ شیخ کا جنازہ اُٹھا یا بہت خلق جمع تھی اور فریاد وزاری کرتی تھی ایک جہود نے جسکی عمر ستر برس کی تھی جب وہ شور و غوغا سنا باہر آیا تاکہ دیکھے کہ کیا حال ہے جب جنازہ اُسکے قریب پہونچا تو وہ شور کرنے لگا کہ لوگو جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو لوگوں نے کہا کہ تو کیا دیکھتا ہی کہا کہ فرشتے آسمان سے اُتر اُتر کر آپ کو اُسکے جنازے پر مل رہے ہیں اور یہ کہتے ہی اُسنے کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا حضرت ابو طلحہ مالکؒ کہتے ہیں کہ سہل رحمۃ اللہ علیہ جس روز کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور جس روز کہ وفات کی روزہ دار تھے اور حق تعالی سے واصل ہوئے ایسے ہی حال میں کہ روزہ افطار نہ کیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے ایک مرد سامنے سے آپ کے گذرا حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مرد کچھ اسرار رکھتا ہے اتنے میں وہ مرد غائب ہو گیا بہت تلاش کیا نہ پایا جب حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کی ایک مرید آپ کی قبر پر بیٹھا تھا وہی مرد گذرا مرید نے اُسے دیکھکر کہا کہ ای خواجہ اس شیخ نے کہ یہاں مدفون ہی کہا تھا کہ تو اسرار رکھتا ہی تجھے اُس خدا کے حق کی قسم کہ جسنے تجکو یہ اسرار عطا کیا ہے کہ کوئی کرامات ہمکو دکھا اُس مرد نے حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف اشارہ کیا کہ ای سہل کہو حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے باآواز بلند قبر میں کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ پھر اُس مرد نے کہا کہ ای سہلؒ کہتے ہیں کہ اُس اہل قبر کے واسطے کہ جسنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کہا ہو قبر کا اندھیرا نہیں ہوتا یہ سچ ہے حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ راست ہے۔

اُنتیسواں ۲۹ باب حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ نسیم وصال کے ہمدم وہ حریم جلال کے محرم وہ صدر طریقت کے مقتدا وہ راہ حقیقت کے رہنما وہ عارف اسرار الٰہی قطب وقت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مقدم طریقت اور مقتدای طوائف تھے قسم قسم کے لطیفون سے مخصوص تھے اور سید محبان وقت اور خلاصۂ عارفان عہد کے تھے بلکہ اگر عارف نہ ہوتے تو معروف نہ ہوتے اور کرامات اور ریاضات اُنکے بہت ہین اور فتوی اور تقوی مین آیۂ عظیم تھے اور لطف و قرب سے متصف تھے اور مقام شوق اور اُنس مین درجۂ اعلی رکھتے تھے آپکے مان اور باپ ترسا تھے جب اُنھون نے آپکو معلم کے پاس بھیجا تو استاد نے کہا کہو ثالث ثلاثہ آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ ہو اللہ الواحد ہر چند معلم کہتا تھا کہ کہو ثالث ثلاثہ ہے آپ یہی کہتے تھے کہ نہین وہ ایک ہے بہتیرا اُستاد نے آپ کو مارا لیکن مفید نہوا ایک بار اُستاد نے آپ کو سخت مارا آپ بھاگ گئے اور پھر آپ کو نہ پایا آپکے مان اور باپنے کہا کہ کاشکے وہ پھر آجاتا اور جس دین مین کہ وہ چاہتا ہم اُسکے ساتھ موافقت کرتے آپ وہان سے خدمت مین علی بن موسی الرضا رحمۃ اللہ علیہ کی پہونچے اور اُن ہی سے بیعت کی اور مسلمان ہوئے اُسکے بعد آپ آئے اور اپنے باپکے گھر پر دستک دی کہا کہ کون ہے کہا معروف کہا کہ کون سے دین مین ہو تو کہا کہ دین پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ اور مان بھی مسلمان ہو گئے پھر حضرت داؤد طائی کی خدمت مین حاضر ہوئے بہت ریاضت کی اور عبادت تمام بجالائے اور اسقدر صدق مین قدم رکھا کہ مشہور ہو گئے محمد بن منصور طوسی نے کہا کہ مین حضرت معروفؒ کے نزدیک بغداد مین تھا مینے ایک اثر اُن مین دیکھا مینے کہا کہ مین کل کے روز آپ کے پاس تھا یہ نشان نہ تھا یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسی بات کہ جو تیرے حوصلے سے باہر ہے مت پوچھ بلکہ وہ بات پوچھ جو تیرے کام آوے مینے کہا کہ آپ کو آپ کے معبود کی قسم ہے بتائیے کہ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کل نماز پڑھتے مین میرے دل مین گذرا کہ مکہ معظمہ مین جاؤن اور طواف کرون مین وہان گیا اور طواف سے فارغ ہو کر چاہ زمزم کی طرف گیا کہ پانی پیون میرا پاؤن پھسلا اور مین مُنھ کے بھل گرا یہ نشان اُسی کا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت معروفؒ نے فرمایا کہ مین ایکبار

اپنا مُصَلّےٰ اور کلام مجید مسجد میں چھوڑ کر دجلے پر طہارت کے واسطے گیا ایک بڑھیا میرے بعد
مسجد میں آئی اور مُصَلّےٰ اور قرآن مجید دونوں اُٹھا کر جلدی اتنے میں مَیں بھی آیا اور اُسکے
پیچھے پیچھے چلا جب اُسکے مَیں قریب پہونچا تو میں نے سر جھکا کر اُس سے کہا (تاکہ میری آنکھ اُسکے
چہرے پر نہ پڑے) کہ کیا آپ کا کوئی لڑکا قرآن خوان ہی اُسنے کہا کہ نہیں میں نے کہا تو پھر آپ
کلام مجید کیا کرینگی مجھے دیدیجیے اور مُصَلّےٰ آپ ہی لیجائیے وہ بڑھیا اِس حلم و بُردباری سے
متعجب رہی اور دونوں چیزیں مجکو کو نادین میں نے کہا بھی کہ مُصَلّےٰ میں نے آپ کو بخشدیا آپ
لیجائیے لیکن وہ عورت کچھ ایسی شرمندہ ہوئی کہ چلی گئی اور نہ لیا نقل ہے کہ ایکروز
حضرت معروف ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے ایک جوانوں کی جماعت فسق و فجور میں مبتلا
تھی جب اُسنے گذر کر دجلے کے کنارے پہونچے تو آپ کے ہمراہیوں نے کہا کہ یا شیخ دُعا کیجیے تاکہ
حق تعالےٰ ان سب کو غرق کردیوے اور اُنکی نحوست منقطع ہوجاوے اور اُنکے فساد کا اثر
دوسرون پر نہ آوے حضرت معروف رح نے فرمایا کہ ہاتھ اُٹھاؤ پھر فرمایا کہ الٰہی جسطرح کہ تو نے
اُنکو خوش عیش میں رکھا ہے اِسیطرح اُنکو اُس جہان میں عیش خوش عطا فرمائیو سب اصحاب
متعجب رہے اور کہا کہ اے شیخ ہم اِس راز کو نہیں جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ذرا توقف کرو
کہ ظاہر ہوجائے گا اُس جماعت کی نظر جون ہی کہ شیخ پر پڑی اُنھوں نے اپنے رباب
توڑ ڈالے اور شراب پھینکدی اور زار زار رونے لگے اور آکر حضرت شیخ کے قدمون پر گرے
اور توبہ کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم نے دیکھا کہ مُراد سب کی بغیر ڈوبے حاصل ہوئی اور بغیر
اُسکے کہ رنج کسیکو پہونچے۔ نقل ہے کہ سری سقطی رح نے کہا کہ مَیں نے عید کے روز حضرت معروف رح
کو دیکھا کہ کھجوریں چُن رہے ہیں میں نے کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے
اِس لڑکے کو دیکھا کہ رو رہا تھا میں نے پُوچھا کیون روتا ہے اُسنے کہا کہ مَیں یتیم ہوں دیکھتا
ہون کہ اور لڑکے تو نئی پوشاک پہنے ہیں اور میرے پاس نہیں ہے۔ مَیں اِس لیے
یہ دانے کھجور کے چُن رہا ہون تاکہ اِن کو بیچ کر اُسکے واسطے جوز یعنی اخروٹ خرید دون

تا کہ اُن سے باتیں کرے اور نہ رو دے تیسری مشغلی کرتے ہیں کہ بیٹے یہ سنکر کہا کہ اس کام کو میں انجام دیدوں گا آپ بیفکر رہیے پھر میں اُس لڑکے کو لے گیا اور نیا لباس اُسکو پہنایا اور اُسکو اخروٹ خریدے دیے اور اُس لڑکے کا دل خوش کر دیا فی الفور میرے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور میری حالت دوسری ہی طرح پر ہو گئی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت معروفؒ کی خانقاہ میں ایک مسافر آیا اور وہ قبلے کو نہ جانتا تھا منھ دوسری طرف کرکے نماز پڑھی بعد اسکے جب اُسکو معلوم ہوا تو شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت آپ نے مجھکو کیوں اطلاع نہ کی آپ نے فرمایا کہ ہم درویش ہیں ہمکو تصرف سے لینے کسیکے کام میں دخل دینے سے کیا کام۔ اور اُس مسافر کے ساتھ اسقدر مہربانی اور مروت سے پیش آئے کہ جو بیان میں نہیں آسکتی۔ نقل ہے کہ حضرت معروفؒ کے ماموں تھے کہ حاکم اُس شہر کے تھے ایک روز اُنکا گذر ایک ویرانے میں ہوا حضرت معروفؒ کو دیکھا کہ وہاں بیٹھے روٹی کھا رہے ہیں اور ایک کُتا آپ کے سامنے بیٹھا ہے آپ ایک نوالہ خود کھاتے تھے اور ایک نوالہ اُسکے منھ میں دیتے تھے آپ کے ماموں نے کہا کہ تمکو شرم نہیں آتی ہے کہ کُتے کے ساتھ روٹی کھا رہے ہو آپ نے فرمایا کہ میں شرم ہی کی سبب سے تو اُسکو روٹی کھلا رہا ہوں پھر سر اُٹھایا اور ایک مرغ کو کہ ہوا میں اُڑ رہا تھا آواز دی وہ مرغ ہوا سے اُترا اور آپ کے ہاتھ پر آبیٹھا لیکن اپنے پَروں سے اپنی آنکھ اور منھ کو اُس پرند نے چھپا لیا حضرت معروفؒ نے فرمایا کہ جو کہ خدائے تعالیٰ سے شرم رکھتا ہے ہر چیز اُس سے شرم رکھتی ہے آپ کے ماموں اپنی اُس بات سے شرمندہ ہوئے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کا وضو جاتا رہا آپ نے اُسی دم تیمم کیا لوگوں نے کہا کہ حضرت دجلہ سامنے ہے آپ تیمم کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ میں وہاں تک پہونچنے نہ پہونچنے راہ ہی میں مر جاؤں۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ ذوق و شوق کی حالت میں ایک ستون کو لپٹ گئے اور ایسا اُسکو کھینچا کہ قریب تھا کہ وہ ستون پارہ پارہ ہو جائے حضرت معروفؒ نے فرمایا کہ جوانمردی تین چیزوں میں ہے ایک تو وفائے بے خلاف اور دوسرے ستائش بے جود

تیسرے عطائے بے سوال - اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی گرفت کی علامت بندو کے
حق مین وہ ہے کہ اُسکو اپنے نفس کے کام مین مشغول کرتا ہے کہ وہ اُسکو مفید نہین -
اور فرمایا کہ خدائے تعالےٰ کے دوستون کی علامت وہ ہے کہ اُنکی فکر خدا ہی مین ہوتی ہے
اور اُنکو قرار خدا ہی سے ہوتا ہے اور اُنکا شغل خدا ہی کی راہ مین ہوتا ہے اور فرمایا
کہ جب حق تعالےٰ بندے کی سلامتی چاہتا ہے تو عملِ خیر کا دروازہ اُسپر کھولتا ہے اور
سخن شر کا دروازہ اُسپر بند کرتا ہے اور فرمایا کہ بیہودہ گفتگو کرنا کہ جس سے بندے کو
کچھ سود نہو علامت گمراہی کی ہے اور وہ جب کسی کے واسطے بُرائی چاہتا ہے تو اُلٹا
آپ ہی بدی مین پھنستا ہے اور فرمایا کہ حقیقت وفا کی خوابِ غفلت سے ہوش مین آنا
اور آفت اور فضول سے اندیشے کا خالی ہونا ہے اور فرمایا کہ بہشت کی طلب کرنا بغیر عمل
کے گناہ ہے اور شفاعت کا امیدوار ہونا بغیر نگاہداشت سُنّت کے ایک قسم کا غرور
ہے اور رحمت کی امید رکھنا نافرمانی کی حالت مین نادانی اور بیوقوفی ہے اور فرمایا کہ
تصوف حقائق کا اختیار کرنا اور دقائق کا بیان کرنا اور اُس چیز سے کہ خلائق کے ہاتھ
مین ہی نا امید ہونا ہے اور فرمایا کہ جو کہ نمودی عاشق ہے کبھی فلاح نپائیگا اور فرمایا کہ
مین ایک ایسا راستہ جانتا ہون کہ خدائے تعالےٰ کے بہت نزدیک ہے کہ کسی سے کچھ
نچاہے اور نہ کچھ اپنے پاس رکھے تاکہ کوئی اُس سے مانگے اور فرمایا کہ آنکھون کو بند کرلو
ہر شر و بدی کی طرف سے اور فرمایا کہ زبان کو مدح سے نگاہ رکھو جیسے کہ ہجو سے نگاہ
رکھتے ہو لوگون نے پوچھا کہ ہم کس چیز سے عبادت کا شوق حاصل کرسکتے ہین آپ نے
فرمایا کہ دُنیا کی محبت دل سے دور کرو کیونکہ اگر دُنیا کی کسی چیز کی ذرا سی بھی محبت تمھارے
دل مین ہوگی تو جو سجدہ کروگے اُس چیز کو کروگے لوگون نے محبت سے پوچھا فرمایا کہ
محبت سیکھنے پر منحصر نہین بلکہ خدائے تعالےٰ کے فضل اور بخشش پر موقوف ہے جسکو وہ
عطا فرماوے اور فرمایا کہ اگر عارف کے پاس کچھ مال و دولت وغیرہ نہو تو کچھ پروا نہین

اسلیے کہ وہ تو خود سراپا نعمت ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کھانا خوش خوش کھا رہے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیا کھا رہے ہیں کہ اسقدر خوش ہیں آپ نے فرمایا کہ میں مہمان ہوں جو کچھ کہ مجکو دیتے ہیں میں کھاتا ہوں ۔ ایک روز آپ اپنے نفس سے فرما رہے تھے کہ ای نفس مجکو خلاص دے تاکہ تو بھی رہائی پائے ایک روز کسی نے آپ سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ توکل خدا پر کر تاکہ خدا تیرے ساتھ ہوجاوے اور خدا ہی کی طرف رجوع کر تاکہ تو تمامی شکایتیں اسی سے کرے کہ تمامی خلائق نہ تجکو کوئی نفع ہی پہونچا سکتی ہے اور نہ تیرا نقصان ہی کر سکتی ہے اور فرمایا کہ جو آرزو و عرض کہ تو کرے اسی شخص سے کر کہ جسکے پاس جملہ تمناؤں کے علاج موجود ہیں اور جو کہ تجپر رنج یا بلا یا فاقے سے آوے تو اپنے دل کو خوش رکھ اور اندوہگین مت ہو دوسرے شخص نے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا کہ خوف کر اس سے کہ خدای تعالی تجکو دیکھتا ہے اور تو باوجود اسکے مسکینوں کی جماعت میں نہیں شامل ہوتا حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت معروفؒ نے مجھ سے کہا کہ جب تجکو خدا سے تعالی سے کوئی حاجت ہو تو اسکو قسم دے کہ یارب بحق معروفؒ کرخی میری حاجت کو پورا کر فی الفور قبول ہوگی۔ نقل ہے کہ ایک جماعت شیعہ نے اکتیس ۳۱ روز تک حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حضرت معروف کرخیؒ سے مزاحمت کی اور پہلو حضرت معروف کرخیؒ کا توڑ ڈالا آپ بیمار پڑے۔ سری سقطیؒ نے کہا کہ آپ مجھے وصیت کیجیے آپ نے فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے پیراہن کو خیرات کرنا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے برہنہ جاؤں جیسا کہ ماں کے پیٹ سے برہنہ آیا ہوں غرض یہ ہے کہ آپ تجرید میں مثل نہ رکھتے تھے اور یہ بات آپ کی زیادتی تجرید ہی کی وجہ سے ہے کہ وفات کے بعد آپ کو تریاک مجرب مشہور کیا کہ جو حاجت لیکر کہ آپ کی قبر مبارک پر جاتے ہیں خداوند عزوجل اپنے فضل اور آپ کی برکت سے اسکو روا کرتا ہے پھر جب وفات کی (انا للہ و انا الیہ راجعون) ہر دین کے لوگ آپ پر دعوی کرنے لگے۔ جہودی کہتے تھے کہ ہم آپ کا جنازہ اٹھائیں گے

اور ترسا کہتے تھے کہ ہم اور مسلمان کہنے تھے کہ ہم آپ کے خادم نے کہا کہ حضرت شیخ کی وصیت یہ ہے کہ میرا جنازہ جو قوم کہ زمین سے اُٹھالیوے وہی میری تجہیز و تکفین کرو اور دفن اُسی قوم سے ہوں چنانچہ پہلے جہودون نے اُٹھایا نہ اُٹھا سکے پھر ترسا نے اُٹھایا وہ بھی نہ اُٹھا سکے پھر اہل اسلام آئے اور اُٹھایا اور وہین مدفون کیا نقل ہے کہ ایک روز آپ روزہ دار تھے ظہر کی نماز کے وقت بازار مین گئے ایک سقّا نے کہا کہ خدا رحمت کرے اُس پر جو یہ پانی پیوے آپنے پانی لیکر پی لیا لوگون نے کہا آپ تو روزہ دار تھے آپنے فرمایا کہ ہان لیکن اُسکی دعا سے مینے پانی پی لیا جب آپنے وفات کی آپ کو خواب مین دیکھا پوچھا خداے تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا کہ مجھے اُس سقّا کی دُعا کی برکت سے بخشدیا اور محمد بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا مینے پوچھا کہ خداوند عزوجل نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ بخشدیا مینے کہا کہ زہد اور ورع کی بدولت آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ ایک بات کی برکت سے کہ مینے سماک رحمۃ اللہ علیہ سے کوفے مین سنی تھی کہ کہا جو کہ سب سے قطع تعلق کرکے خدا ہی کی طرف پھر جاتا ہے خدائے تعالے رحمت سے اُسکی طرف پھرتا ہے اور تمام خلق کو اُسکی جانب رجوع کرتا ہے اُسکی اِس بات نے میرے دل مین اثر کیا اور مینے خدائے تعالے کی طرف رجوع کی اور تمامی اشغال سے دست بردار ہوا سواے خدمت علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ کے اور اِس بات کو مینے اُنسے بیان کیا اُنھون نے فرمایا اگر تو اسپر عمل کریگا تو یہ تیرے واسطے کافی ہے شیخ سری سقطی نے کہا کہ مینے حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین عرش کے نیچے دیکھا مثل اُس شخص کے کہ مدہوش ہو اور حق تعالی کی طرف سے یہ ندا آئی کہ اے فرشتو یہ کون ہے اُنھون نے کہا کہ بار خدایا تو داناتر ہے فرمان آیا کہ معروف ہو کہ ہماری دوستی مین بیخود ہوا ہے اب وہ ہمارے دیدار کے سوا ہوش مین نہ آئیگا اور سواے ہمارے دیدار کے اُسکو چین و آرام نہ آئیگا۔

تیسواں باب حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ مجاہدے سے نفس کو مارے ہوے وہ مشاہدے سے دل کو زندہ کیے ہوئے وہ سالک حضرت ملکوت وہ شاہد عزت جبروت وہ نقطۂ دائرۂ لا الفیلی شیخ وقت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اہل تصوف کے امام تھے اور اصناف علم مین کامل اور اندوہ و درد کے سمندر تھے اور حلم و ثبات کے پہاڑ اور مروت اور شفقت کے خزانہ تھے اور رموز اور اشارات مین اعجوبہ تھے پہلے جس شخص نے کہ بغداد مین حقائق اور توحید کا ذکر کیا وہ آپ ہی ہین اور اکثر مشائخ عراق کے آپ کے مرید تھے اور آپ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ نے حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا آپ شروع مین شہر بغداد کے اندر ایک دُکان مین سکونت رکھتے تھے ایک پردہ آپ نے اس دُکان کے دروازے پر تانا تھا ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے ایکبار ایک شخص کوہ لکام سے آپ کی زیارت کو آیا اُسنے اُس دُکان کا پردہ اُٹھا کر آپ کو سلام کیا اور کہا کہ فلان بزرگ نے کوہ لکام سے آپ کو سلام بھیجا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ پہاڑ مین سکونت پذیر ہوئے ہین یہ تو کوئی کام نہین ہی بلکہ مرد وہ ہے کہ بازار کے درمیان بیٹھکر خدا کے ساتھ ایسا مشغول ہو کہ اُس سے غائب نہو۔ نقل ہے کہ آپ خرید و فروخت مین دس دینار پر آدھے دینار سے زیادہ نفع نہ لیتے تھے ایکبار آپنے ساٹھ دینار کے بادام خریدے تھے اتفاق سے بادام گران ہوگئے دلال آیا اور کہا کہ آپ اپنے بادام بیچ ڈالیے آپنے فرمایا کس قیمت پر اُسنے کہا کہ نوّے دینار پر آپنے فرمایا کہ میرا عہد و اقرار وہ ہی کہ دس دینار پر آدھے دینار سے زیادہ نفع نہ لونگا دلال نے کہا کہ مین تو آپ کا مال کم پر نہ بیچونگا آپ نے فرمایا کہ مین تو اپنے اقرار کے خلاف نکرونگا آخر کار نہ دلال نے کم پر بکوائے اور نہ آپ نے

اسقدر زیادہ نفع لینا گوارا کیا وہ بادام یونہی پڑے رہے۔ منقول ہے کہ آپ شروع میں
سقط فروشی کرتے تھے ایک روز ایسا ہوا کہ بغداد کی بازار میں آگ لگی اور تمامی دکانیں وغیرہ
جلکر خاکستر ہوگئیں آپ کی بھی دکان ان ہی دکانوں میں تھی کسی نے آکر آپ سے کہا کہ
آپ کی دکان نہیں جلی آپ نے کہا الحمد للہ ہم تو بچ گئے پھر آپ کے دل میں کچھ خیال آیا
اور آپ نے جو کچھ کہ آپ کی دکان میں تھا سب درویشوں کو خیرات کردیا اور تصوف کے
طریقے کو اختیار کیا لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا شروع حال کس طرح پر تھا آپ نے فرمایا
کہ ایک روز حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ میری دکان پر گذرے مینے کچھ چیز انکے سامنے پیش کی
اور کہا کہ آپ درویشوں کو تقسیم کردیں انھوں نے فرمایا کہ خیرک اللہ جس روز کہ انھوں نے
میرے واسطے یہ دعا کی اسی روز سے دنیا میرے دل پر سرد ہوگئی دوسرے روز حضرت
معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ گذرے ایک یتیم لڑکا انکے ساتھ تھا انھوں نے مجھ سے فرمایا
کہ اس یتیم کو کپڑے بنادے مینے اسکو کپڑے بنادیے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ خدائے تعالی دنیا کو تیرے دل پر دشمن کردیوے اور تجھکو اس شغل سے آرام دیوے
انکا یہ کہنا تھا کہ انکی دعا کی برکت سے ایکبارگی دنیا مجھپر سرد ہوگئی اور اسکی ذراسی بھی
الفت مجھ میں نرہی اور کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر کسی نے ریاضت
نکی یہانتک کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے کسی شخص کو عبادت میں کامل تر
سری سے نہ دیکھا کہ اٹھانوے سال گذر گئے کہ پہلو زمین پر ٹیکا ہو مگر موت کی بیماری میں حضرت
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چالیس برس سے میرا نفس شہد کا آرزومند ہے لیکن مینے
اسکو نہیں دیا۔ اور فرمایا کہ میں ہر روز کئی بار آئینے میں اپنی صورت دیکھتا ہوں اس خوف
سے کہ ایسا نہو کہ گناہ کی شومی سے میرا چہرہ کالا ہوگیا ہو اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمامی
مخلوق کا غم والم میرے دل پر آجائے تاکہ وہ سب رنج والم سے خالی اور فارغ ہوجاویں
اور فرمایا کہ جب کوئی مسلمان بھائی میرے پاس آتا ہے اور میں اسکے سامنے اپنی ڈاڑھی میں

ہاتھ ڈالتا ہون تو مجھے بڑا خوف لاحق ہوتا ہے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ میرا نام منافقون مین لکھ لیوین اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین کسی شخص سے سواے سری کے سوال نکرتا تھا کیونکہ مین اُنکے زہد سے واقف تھا کہ جب اُنکے ہاتھ سے کوئی چیز باہر جاتی تو خوش ہوتے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین ایک روز سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا مینے دیکھا کہ رو رہے تھے مینے پوچھا کہ کیون روتے ہو آپنے فرمایا کہ ایک لڑکا آیا اور کہا کہ مین آپکا پانی کا آبخورہ ہوا مین لٹکادون تاکہ پانی سرد ہوجاوے مین اتنے مین سو گیا مینے ایک حور کو دیکھا مینے کہا کہ تو کسکی مملوکہ ہے اُسنے کہا کہ اُس شخص کی کہ کوزہ پانی سرد کرنے کے واسطے نہ لٹکادے پھر میرا کوزہ زمین پر پٹکدیا اور کہا کہ اسکو دیکھ کہ یہ کیا کیا تونے حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے کوزے کے ٹکڑے دیکھے کہ پڑے تھے اور حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین ایک رات سو رہا تھا جاگ پڑا میرے دل مین آیا کہ مسجد شونیزیہ مین جاؤن مین گیا مسجد کے دروازے پر ایک شخص ہیبتناک کو مینے دیکھا مین ڈر گیا۔ اُسنے مجھسے کہا اے جُنید آپ مجھ سے ڈرتے ہو مینے کہا ہان اُسنے کہا کہ اگر آپ خداے تعالیٰ کو اسطرح پہچانتے کہ جیسا کہ اُسکے پہچاننے کا حق ہے اُسکے سوا کسی سے نہ ڈرتے مینے کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ ابلیس مینے کہا کہ مین چاہتا بھی تھا کہ تجکو دیکھون اُسنے کہا کہ جس گھڑی کہ آپ میرا خیال فرماتے خداے تعالیٰ سے غافل ہوتے نہین معلوم کہ باوجود اس نقصان اور خسارے کے آپ کو میرے دیکھنے کی آرزو کیون ہوتی تھی مینے کہا کہ مین چاہتا تھا کہ تجھ سے پوچھون کہ تجکو فقرا پر بھی کچھ قدرت ہوتی ہے یا نہین اُسنے کہا کہ نہین مینے کہا کیون اُسنے کہا کہ جب مین چاہتا ہون کہ دُنیا مین اُنکو گرفتار کرون وہ آخرت کیطرف بھاگ جاتے ہین اور جب مین چاہتا ہون کہ آخرت مین اُنکو گرفتار کرون وہ مولا کی طرف بھاگ جاتے ہین اور مجکو وہان راہ نہین ہے مینے کہا جبکہ تو اُنپر قدرت نہین پاتا ہے تو تو اُنکو کچھ دیکھتا ہے اُسنے کہا ہان مین اُنکو اُسوقت دیکھتا ہون کہ جب وقت سماع مین حال و وجد وغیر

طاری ہوتا ہی اور میں انکو دیکھتا ہوں کر کہا نسبے نالہ و فریاد کرے ہیں بس یہ کہتے ہی گم
ہوگیا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مینے سری سقطیؒ کو دیکھا کر سر زانو پر دھرے ہوئے تھے سر اٹھایا اور
کہا کہ وہ دشمن خداے تعالیٰ کا جھوٹ کہتا ہی کیونکہ وہ خداے تعالیٰ کو عزیز تر اس سے ہیں کہ
انکو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی نہیں دکھاتا ابلیس لعین کو دکھاویگا حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں
کہ مینے کہا ای سری سقطی میں ایک مخنثوں کی جماعت کیطرف سے گذرا میرے دل میں آیا کہ
نہیں معلوم یہ کیسے جیتے ہیں حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا کہ کبھی میرے دل میں نہیں گذرا کہ مجھے
کسی مخلوق پر بھی فضل و بزرگی ہی تمام جہان میں۔ مینے کہا کہ ای شیخ کیا مخنثوں پر بھی آپ کو
فضل نہیں آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ نقل ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ میں ایکبار سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا مینے انکو کچھ متغیر دیکھا مینے پوچھا
کہ کیا ہوا انھوں نے کہا کہ ایک نوجوان پیر یاران کا میرے پاس آیا اور سوال کیا کہ حیا
کسکو کہتے ہیں جب مینے جواب دیا تو وہ پانی ہوگیا یہ جو آپ دیکھتے ہیں مینے دیکھا در حقیقت
وہاں پانی ہی پانی تھا۔ نقل ہے کہ ایک پیر کی ایک بہن تھی اُسنے اجازت چاہی کہ
آپ کا مکان صاف کر دوں اجازت نہ دی اور کہا کہ میری زندگانی تقاضا یہ نہیں کرتی.
یہانتک کہ ایک روز بہن اُسکی آئی ایک بڑھیا کو دیکھا کہ اُسکا گھر صاف کر رہی ہے آپ نے کہا
ای بھائی تو نے مجھکو اجازت کیوں نہ دی تا کہ تیری خدمت کرتی اور اب ایک نامحرم کو تو لایا۔
آپ نے کہا ای بہن دل فارغ رکھ اور مشغول مت ہو اسلیے کہ یہ دنیا ہی کہ ہمارے عشق میں جلتی
تھی اور ہم سے محروم تھی اب اُسنے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ ہمارے زمانے سے
اُسکو بھی کچھ حصہ ملے ہمارے حجرے کی جاروب اُسکو دی آپ بزرگ فرماتے ہیں کہ مینے
کتنے ایک مشائخوں کو دیکھا مینے کسیکو آپ کے برابر خداے تعالیٰ کی مخلوق پر مشفق نہ پایا۔
نقل ہے کہ جو آپکو سلام کرتا تھا آپ منہ بنا کر جواب سلام فرماتے لوگوں نے
اسکا راز پوچھا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کہ سلام

کرتا ہے دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی سو رحمتین نازل ہوتی ہین نوّے اُس شخص کے واسطے
ہوتی ہین کہ وہ تازہ رکھتا ہے مین اس لیے منھ بناتا ہون کہ وہ نوّے رحمتین اُسی پر
نازل ہون۔ بیان سے مصنف کتاب کا منقول ہے اگر کوئی کہے یہ ایثار تھا اور درجہ
ایثار اُنکے ایثار سے بڑھکر ہے کیونکہ بھائی مسلمان کو اپنے سے بہتر جانا ہوگا تو ہم جواب
مین کہینگے کہ نحن نحکم بالظاہر۔ منھ بنانے کو ہم ظاہری حکم کے ساتھ تعبیر کر سکتے
ہین چاہیے وہ ازراہ صدق ہووے چاہیے ازراہ اخلاص ہووے چاہیے
نہ ہووے اس لیے کہ ظاہر مین اُنھون نے اُس بات کو ظاہر کیا جسپر اُنکو قدرت
تھی۔ **نقل ہے** کہ ایکبار حضرت یعقوب علیہ السّلام کو خواب مین دیکھا کہا کہ اے پیغمبر خدا
یہ کیا شور ہے کہ آپ نے جہان مین ڈالا ہے جبکہ آپ کو حضرت جل شانہٗ سے محبت
کمال درجے کی ہے یوسف علیہ السّلام کا ذکر بیفایدہ ایک ندا آئی کہ اے سری سقطی
دیکھ دل کو نگاہ رکھ اور یوسف علیہ السّلام کو آپ کو دکھایا آپ نے ایک چیخ ماری اور
بیہوش ہوکر گر پڑے اور تیرہ رات اور دن بیہوش اور بے عقل پڑے رہے جب
افاقہ ہوا پھر ایک ندا سُنی کہ یہ بدلہ اس شخص کا ہے کہ جو ہماری درگاہ کے عاشقون کو
ملامت کرے۔ **نقل ہے** کہ کوئی شخص حضرت سری سقطی رحؒ کے پاس کھانا لایا اور
کہا کہ کئی روز ہوئے کہ آپ نے کچھ نہین کھایا ہے آپ نے فرمایا پانچ روز اُسنے کہا
کہ آپ کی گرسنگی تو گرسنگی بخل ہوگئی ہے گرسنگی فقر نہ رہی۔ **نقل ہے** کہ حضرت
سری سقطی رحؒ نے چاہا کہ ایک اولیاء اللہ کو دیکھین بس اتفاق سے آپ نے ایک اولیاء اللہ
کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا جب اُن کے پاس پہونچے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون
ہین اُنھون نے کہا کہ ھو لیتے وہی پھر پوچھا کہ کیا کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ ھو پھر
پوچھا کہ کیا کھاتے ہو اُنھون نے کہا کہ ھو پھر کہا کہ آپ جو یہ فرماتے ہین کہ ھو اس سے
خدا سے تعالےٰ کو چاہتے ہو لیتے تمھاری مراد اس لفظ سے خدا تعالیٰ ہے اُنھون نے

حق تعالے کا نام سنتے ہی ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی حضرت جنید بغدادی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے سوال کیا کہ محبت
کیا ہے مینے کہا کہ ایک جماعت نے کہا ہے کہ موافقت ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے
کہ اشارت ہے اور دوسرے لوگون نے اور کچھ بھی کہا ہے حضرت سری رح نے اپنے
ہاتھ کی کھال پکڑکر کھینچی کھال ہاتھ سے ذرا بھی اوپر کو نہ اُٹھی آپ نے فرمایا کہ قسم
ہے اُسکی عزت کی کہ اگر مین کہون کہ یہ کھال اُسکی دوستی سے سوکھ گئی ہے تو مین
راست کہتا ہونگا اور یہ کہکر بیہوش ہو گئے اور آپ کا چہرہ مثل چاند کے دمکنے لگا۔ اور
حضرت سری سقطی رح نے فرمایا کہ بندہ محبت مین اُس درجے کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر تیر
یا شمشیر اُسکے مارے تو بھی اُسکو خبر نہو۔ اور اُس سے میرے دل مین کچھ خبر نہ تھی
اُسوقت تک کہ آشکارا ہوا کہ اس طرح ہے اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ جب مین خبر پاتا ہون کہ لوگ میرے پاس آرہے ہین اسلیے کہ مجھ سے علم سیکھین
مین دعا مانگتا ہون اور کہتا ہون الٰہی تو اُنکو ایسا علم عطا کر کہ اُسمین مشغول ہوجاوین
تاکہ مینے اُنکی کام مین نہ آؤن کیونکہ مین نہین چاہتا ہون کہ وہ میرے پاس آوین۔
نقل ہے کہ ایک شخص تیس برس سے مجاہدے مین مشغول تھا لوگون نے کہا کہ یہ تمکو
کس طرح حاصل ہوا اُسنے کہا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے
لوگون نے پوچھا کہ کس طرح اُسنے کہا کہ مین ایک روز اُنکے گھر کے دروازے پر گیا
اور کنڈی کھٹکھٹائی وہ خلوت مین تھے آواز دی کہ کون ہے مینے کہا کہ آشنا ہے
فرمایا کہ اگر آشنا ہوتا تو مشغول اُسکے ساتھ ہوتا اور اُسکو ہماری پروا نہوتی پھر فرمایا کہ
خداوندا اُسکو اپنے ساتھ مشغول کر اسطرح کہ اُسکو پروا کسیکی نہ رہے فی الفور کوئی چیز میرے
سینے مین داخل ہوئی اور میرا کام اِس درجے کو پہونچا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ
فرمارہے تھے خلیفہ کے ندیمون سے ایک ندیم کہ جسکا نام احمد بن یزید کاتب تھا بڑی ٹھاٹھ

اور بہت خدامون اور غلامون کے ساتھ کر اُسکے اِرد گرد تھے اُس طرف سے گذرا اُسنے اپنے
خدام سے کہا کہ ذرا ٹھہرو کہ مین اس مرد کے وعظ مین جاؤن کیونکہ جبکہ ہم کتنی ہی ایسی جگہون مین
جاتے ہین کہ جہان جانا نہ چاہیے پس یہان تو جانا ضرور ہے جب وہ آپ کے سامعین مین
داخل ہوا آپ کی زبان پر گذرا کہ اٹھارہ ہزار عالم مین کوئی آدمی سے ضعیف تر نہیں ہے
اور کوئی وجود مخلوق کی نوعون سے خداوند تعالیٰ کا اتنا نافرمان نہین ہے کہ جتنا کہ آدمی
باوجود اس ضعیفی و کمزوری کے ایسے عظیم و بزرگ خداوند سے نافرمانی کرتا ہو یہ بات گویا کہ ایک
تیر تھا کہ کمان سے حضرت سری رحمتہ اللہ علیہ کی نکلکر اُس ندیم کی جان مین لگا وہ اِسقدر رویا
کہ بیہوش ہوگیا پھر ویسا ہی روتا ہوا اُٹھا اور اپنے گھر گیا اور اُس رات کچھ نہ کھایا اور نہ کسی
بات کی دوسرے روز پیدل حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس مین آیا رنگت اُسکی
زرد ہوگئی تھی اور غمگین تھا تیسرے روز اکیلا پیدل فقیرانہ لباس پہنے حضرت سری
سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کے ختم ہوجانے کے بعد حضرت سری سقطیؒ کے پاس آیا
اور کہا کہ اے اُستاد آپ کی اُس بات نے مجکو گرفتار کیا ہو اور دُنیا کو میرے دل پہ
سرد کر دیا ہے مین چاہتا ہون کہ خلق سے گوشہ اختیار کرون اور دُنیا کو چھوڑ دون
اب آپ مجھ سے سالکون کا طریقہ بیان فرمایئے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ تو راہِ طریقت چاہتا ہے یا راہِ شریعت یا راہِ عام یا راہِ خاص اُسنے کہا کہ آپ
دونون کو بیان فرمایئے آپ نے فرمایا کہ راہِ عام وہ ہے کہ پنج وقتہ نماز جماعت سے تو
ادا کرے اور اگر مال ہو تو زکوٰۃ دیوے اور راہِ خاص وہ ہے کہ دُنیا کو ٹھوکر مارے
اور دُنیا کی کسی آرایش کی طرف مشغول نہووے اور اگر تجکو دیوین بھی تو بھی تو قبول
نکرے تو یہ ہین بیان دونون راہ کے پس وہ وہان سے باہر آیا اور جنگل کیطرف رُخ کیا
جب چند روز گذر گئے تو ایک بڑھیا اپنا مُنھ اور بال نوچے ہوئے اور اُکھاڑے ہوئے
حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا کہ اے مسلمانون کے امام میرا ایک بیٹا تھا

جوان وتازہ ورو۔ آپ کی مجلس میں آیا کرتا تھا خندان اور خراماں اور جب یہاں سے جایا کرتا تھا تو گریاں اور گدازاں۔ اب کتنے ہی روز ہوئے کہ غائب ہو گیا ہے میں نہیں جانتی ہوں کہ کہاں ہے آپ میرے کام کی تدبیر کیجیے چونکہ وہ بہت روتی تھی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آگیا آپ نے فرمایا کہ آزردہ مت ہو کہ سوائے خیر کے نہوگا جب وہ آجائیگا میں تجھکو خبر دونگا کیونکہ اسنے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور اہلِ دنیا سے نافر ہوا ہے اور خدا ہی کی طرف رجوع کرنیوالا ہوا ہے۔ وہ بڑھیا چلی گئی جب ایک مدت گذر گئی تو ایک رات احمدؒ آئے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ جا کر اس بڑھیا کو خبر کرتا کہ وہ آوے پھر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے احمدؒ کو دیکھا کہ زرد اور ضعیف ہو گئے ہیں اور قد کہ مثل سرو کے تھا کمان کے مثل خمیدہ ہو گیا ہے احمدؒ نے کہا کہ اے استادِ شفیق جیسا کہ آپ نے مجھکو راحت میں ڈالا اور دنیا کے اندھیرے سے چھڑایا خدائے تعالیٰ آپ کو دونوں جہان کا آرام وچین عطا فرماوے یہ دونوں آپس میں بات چیت کر ہی رہے تھے کہ احمدؒ کی ماں آئی اور اسکی بیوی بھی ایک چھوٹے لڑکے کو لیے آئی جوں ہی کہ ماں کی نظر احمدؒ پر پڑی تو اسنے اسکو ایسے حال میں کہ کبھی نہ دیکھا تھا دیکھا کہ پھٹے کپڑے پہنے ہے جو جانت بہت بڑھی ہوئی ہے چیختی اور بیٹے کو لپٹ گئی ادھر بیوی اور بچے نے زاری کرنا شروع کی یہ حالت دیکھکر جملہ حاضرین کو رونا آگیا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بھی روئے اور بیوی نے بچے کو باپ کے آگے ڈالدیا اور کہا کہ جہاں کہ آپ جاتے ہیں اسکو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے ہر چند کوشش کی کہ انکو گھر لیجائیں لیکن وہ راضی نہوئے اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ نے کیوں انکو خبر کر دی کہ میرے کام میں رخنہ ڈالیں گے آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں نے زاری کی تھی بہت اِس سے وعدہ کر لیا تھا کہ جب وہ آئیگا میں تمکو خبر کر دونگا پھر احمدؒ نے چاہا کہ چلے جاویں اسکی بیوی نے کہا کہ مجھکو جیتے جی اپنے تو نے بیوہ کیا اور بیٹے کو یتیم جب وہ مجھسے طلب کریگا میں کیا کہونگی بس مناسب یہی ہے کہ اسکو اپنے ہمراہ لیجا احمدؒ نے کہا کہ میں ایسا ہی کرونگا

یہ کہا اور جسقدر عمدہ کپڑے کہ لڑکا پہنے تھا اُسکے بدن سے اُتار ڈالے اور ایک کمبل کا ٹکڑا اُسکو اُڑھا دیا اور زنبیل اُسکے ہاتھ مین دی اور روانہ ہوا مان نے جب یہ دیکھا تو کہا کہ مین طاقت اس کار کی نہین رکھتی ہون لڑکے کو اپنے ہمراہ لے گئی احمدؒ کو تھے اور جنگل کیطرف راہی ہوئے پھر کئی برس کے بعد ایک رات عشا کی نماز کے وقت ایک شخص خانقاہ مین آیا اور کہا کہ مجکو احمدؒ نے بھیجا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ میرا کام بہت تنگ ہوا اور قریب مرگ ہون حضرت شیخؒ سے کہو کہ مجھے آکر دیکھ جائین حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ گئے احمدؒ کو دیکھا کہ قبرستان مین خاک پر لیٹے ہین اور سانس آخری ہے لب ہل رہے ہین حضرت سری سقطیؒ نے کان لگا کر سنا تو کہہ رہے تھے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکا سر اُٹھا کر اپنی گود مین رکھا احمدؒ نے آنکھین کھولدین اور شیخؒ کو نظر بھر کر دیکھا اور کہا کہ اے اُستاد آپ ایسے وقت آئے کہ کام نزدیک پہونچا ہو کہہ وفات کی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ روتے ہوئے جنگل کیطرف روانہ ہوئے کہ سامان تجہیز و تکفین کرین لوگونکو دیکھا کہ شہر سے باہر آرہے ہین حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کہان جاتے ہو کہا آپ کو خبر نہین کہ کل آسمان سے یہ آواز آئی کہ جو کہ چاہتا ہے کہ خدا ہی تعالی کے خاص ولی کی نماز جنازہ پڑھے اُس سے کہدو کہ قبرستان شونیزیہ مین جاوے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مین یہ اثر تھا کہ آپکے مُرید اس درجے کے ہوئے دیکھا چاہیے کہ وہ کس درجے کے شخص تھے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے کہ اے جوانو کام جوانی مین کرو پہلے اس سے کہ بڑھاپا ہو پہنچے اور تم کمزور و ضعیف ہو اور ہمیشہ اقرار کوتاہی عبادت کرو جسطرح کہ مین کرتا رہا ہون اور جسوقت یہ کہ آپ کا یہ مقولہ تھا آپ ایسی عبادت گذار تھے کہ کوئی جوان آپ کی عبادت کا متحمل نہین ہوسکتا تھا اور فرمایا کہ تیس برس ہوگئے کہ مین استغفار کرتا ہون ایک شکر کہنے سے۔ لوگون نے کہا کہ یہ کیونکر ہے آپنے فرمایا کہ ایک روز بغداد کی بازار مین آگ لگی ایک شخص آیا اور کہا کہ تمھاری دُکان نہین جلی مینے کہا

کہ الحمد للہ اسکی شرم سے کہ اپنے آپ کو بہتر بھائی مسلمانوں سے جانا اور دنیا کی سلامتی پر
الحمد للہ کہا استغفار کرتا ہوں اور فرمایا کہ جو ورد میرا ہی اگر ایک حرف بھی اس سے فوت
ہو جاوے تو اسکی قضا نہیں اور فرمایا کہ توانگر ہمسایوں اور بازاری قاریوں اور امیروں
کے عالموں سے دور رہو اور فرمایا جو کہ چاہتا ہی کہ اسکا دین سلامت رہے اور اسکے دل
اور تن کو راحت حاصل ہو اور اسکا غم کم ہو جاوے کہ اس سے کہدو کہ خلق سے گوشہ اختیار کر
کیونکہ اب زمانہ عزلت کا ہی اور روزگار تنہائی کا۔ اور فرمایا کہ جملہ دنیا فضول ہی مگر پانچ
چیزیں روٹی کہ جان رکھنے کے موافق ہووے اور پانی کہ پیاس بجھانے کے موافق ہووے
اور استقدر کپڑا کہ جس سے ستر ڈھانپ سکے اور گھر جسمیں کہ رہ سکے اور ایک وہ علم کہ جس پر عمل
کرے اور فرمایا کہ جو معصیت کہ شہوت کے سبب سے ہوتی ہی اسکے بخشے جانے کی امید رکھ سکتے ہیں
اور جو معصیت و نافرمانی کہ غرور و کبر کی وجہ سے ہوتی ہے اسکے معافی کی اور بخشے جانے کی
امید نہیں رکھ سکتے کیونکہ شیطان کی نافرمانی غرور و کبر کی وجہ سے تھی اور آدم علیہ السلام کی
لغزش شہوت سے۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی ایسے باغ میں جاوے کہ اسمیں درخت بہت ہوں
اور ہر درخت پر ایک چڑیا بیٹھی ہو اور خوش الحانی کے ساتھ کہہ رہی ہو السلام علیک یا ولی اللہ
اگر وہ یہ دیکھکر اس خیال سے کہ مکر ہے یا استدراج یعنے شعبدہ بازی نڈرے اس شخص سے
ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ گمراہی کے بھنور میں پڑا۔ اور فرمایا کہ علامت استدراج کی اندھا ہو جانا ہی
نفس کے عیبوں کی طرف سے۔ اور فرمایا کہ مکر ایک قول ہے بغیر عمل کے۔ اور فرمایا کہ ادب
مترجم دل کا ہی۔ اور فرمایا کہ قوی ترین قوت وہ ہی کہ تو اپنے نفس پر غالب آئے اور فرمایا
جو کہ اپنے نفس کو ادب دینے سے عاجز ہے وہ غیر کو کیا ادب دے سکتا ہی ہزار بار عاجز ہے
اور فرمایا کہ بہت جماعتیں ہیں کہ انکی گفتار موافق فعل کے نہیں ہی اور بہت تھوڑے
ہیں وہ لوگ کہ انکا فعل موافق گفتار انکی کے ہی۔ اور فرمایا جو کہ نعمت کی قدر نہیں پہچانتا
اسکی نعمت اس جگہ سے زوال پذیر ہوتی ہے کہ جہاں سے اسکو گمان بھی نہیں ہوتا

فرمایا جو کوئی مطلع ہوتا ہے اسکا کہ جو سب سے بزرگ و بالا ہے مطلع ہو جاتے ہیں اُسکے وہ سب کہ جو اُس بزرگ اور فوقیت رکھنے والے کے ماتحت ہیں۔ اور فرمایا کہ تیری زبان تیرے دل کا ترجمہ کرنے والی ہے اور تیرا چہرہ تیرے دل کا آئینہ ہے تیرے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے جو کچھ کہ تو دل میں پوشیدہ رکھتا ہے اور فرمایا کہ دل تین قسم کے ہیں ایک تو دل ایسے ہیں کہ جیسے پہاڑ کہ کوئی شخص اُنکو جگہ سے نہیں ہلا سکتا اور ایک دل ایسے ہیں کہ مثل درخت کے اُنکی جڑ مضبوط ہے کہ ہوا کبھی کبھی اُنکو ہلاتی ہے اور ایک دل ایسے ہیں کہ مثل پَر کے ہیں کہ ہوا کے جھونکے سے ہر طرف کو جاتے ہیں اور ہر طرف چکر کھاتے پھرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ابرار یعنے نکوکاروں کے دل خاتمے کے ساتھ معلّق یعنے لٹکے ہوئے ہیں اور مقربوں کے دل سابقیت کے ساتھ متعلق ہیں مطلب اسکا یہ ہے کہ حسنات ابرار یعنی نکوکاروں کی نیکیاں مقربوں کی سیئات یعنے مقربوں کی برائیاں ہیں اور حسنہ سیئہ اسوجہ سے ہو جاتی ہے کہ طبیعت قرار پکڑتی ہے جس چیز پر کہ تو قرار پکڑتا ہے اور وہ کام تجھپر ختم ہو جاتا ہے اور ابرار وہ قوم ہیں کہ قرار پکڑتے ہیں کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ جب نعمت پر قرار پکڑتے ہیں ضرور کہ اُنکے دل خاتمے کے ساتھ معلق ہونگے لیکن سابقوں کی کہ مقرب ہیں نظر اور پر ازل کے لگی رہتی ہے اسوجہ سے ہرگز قرار نہ پکڑینگے کیونکہ اگر قرار پکڑیں تو ازل تک نہیں پہونچ سکتے اور اسی سبب سے کہ کسی چیز پر قرار نہیں پکڑتے اُنکو زنجیریں ڈال کر بہشت کی طرف کھینچینگے اور فرمایا کہ حیا اور اُنس دل کے دروازوں پر آتے ہیں اگر دل میں زُہد اور وَرَع پاتے ہیں تو قیام کرتے ہیں اور اگر نہیں تو لوٹ جاتے ہیں اور فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ دل میں قرار نہیں پکڑتیں اگر اُس دل میں کوئی اور چیز ہوتی ہے ایک تو خدائے تعالےٰ کا خوف۔ اور دوسرے رجا یعنے امید خدائے تعالےٰ سے تیسرے دوستی خداوند تعالیٰ کی چوتھے حیا خدائے تعالےٰ سے پانچویں اُنس خدائے تعالےٰ کے ساتھ۔ اور فرمایا کہ جسقدر جسکو خدائے تعالیٰ کے ساتھ نزدیکی ہے اُسیقدر اُسکی فہم ہے اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سمجھدار و عاقل مخلوق میں وہ ہے کہ قرآن کے اسرار سمجھتا ہے اور اُن اسرار میں

غور و فکر کرتا ہے اور فرمایا کہ سابق ترین خلق وہ ہے کہ حق پر صبر کر سکے اور فرمایا کہ کل
قیامت کو اُمتوں کو اُنکے نبیوں کی طرف سے پکارینگے لیکن اولیاء اللہ کو خدا کی طرف
سے پکارینگے اور فرمایا کہ شوق برترین مقام عارفوں کا ہے اور فرمایا کہ عارف وہ ہے
کہ اُسکا کھانا بیماروں کا کھانا اور اُسکا سونا مار گزیدوں یعنے سانپ کے کاٹے ہوؤں کا سونا
اور اُس کا عیش غرق شدگان یعنے پانی میں ڈوبے ہوؤں کا عیش ہو اور فرمایا کہ
بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ حق تعالی نے فرمایا کہ اے میرے بندے جب میرا ذکر تجھپر
غالب ہوتا ہے میں تیرا عاشق بن جاتا ہوں اور عشق یہاں مراد محبت ہے اور فرمایا کہ
عارف آفتاب صفت ہے کہ سب پر چمکتا ہے اور زمین شکل ہے کہ بوجھ تمامی موجودات کا
کھینچتی ہے اور آب نہاد ہے کہ زندگانی دلوں کی اُس پر منحصر ہے اور آتش رنگ ہے
کہ عالم اُس سے روشن ہوتا ہے اور فرمایا کہ تصوف نام ہے تین معانی کا ایک وہ کہ
اُسکی معرفت اُسکی پرہیزگاری و ورع کے نور کو نہیں بُجھاتی دوسرے علم باطن میں
کچھ تصرف نہیں کرتی کیونکہ خلاف ظاہری کتاب کے ہووے اور اُسکی کرامات وہ
کام کرتی ہے کہ لوگوں کو حرام سے باز رکھتی ہے اور فرمایا کہ علامت زہد کی نفس کا
آرام پکڑنا ہے طلب سے اور قناعت کرنا ہے اُس چیز پر کہ اُس سے گرسنگی زائل ہووے
اور راضی ہونا ہے اُس چیز پر کہ اُس سے ستر کو چھپاوے اور نفرت کرنا نفس کا بیفضول
سے اور باہر نکالدینا خلق کا ہے دل سے اور فرمایا کہ سرمایہ عبادت کا زہد ہے دُنیا میں
اور سرمایہ فتوت کا رُوگردانی ہے دُنیا سے اور فرمایا کہ عیش زاہد پر خوش نہ ہووے
کیونکہ وہ ساتھ اپنے مشغول ہووے اور عیش عارف پر خوش ہووے جبکہ اپنے سے
معزول ہووے اور فرمایا کہ میں نے جملہ کار زاہدوں کے اختیار کیے اور جو کچھ ہے جانا اُنسے
حاصل کیا مگر زُہد ہاتھ نہ آیا اور فرمایا کہ جو خلق کی نظر میں اپنے میں دکھاتا ہے وہ باتیں کہ
اُن میں موجود نہیں حق تعالی کی نظر سے دور پڑتا ہے اور فرمایا کہ جو لوگوں سے بہت

آمیزش رکھتا ہے جا تو کہ صدق اُس میں کم ہے اور فرمایا کہ حُسنِ خلق وہ ہے کہ تو خلق کو نہ ستائے بلکہ خلق کا رنج کھینچے بغیر کینہ و کینٹ اور بدلا لینے کے اور فرمایا کہ کسی سے شک و گمان پر قطع مت کر اور ہاتھ اُسکی صحبت کے دامن سے باز مت رکھ بلکہ اُسکے ساتھ رہ غصّے سے خالی ہو کر کے۔ اور فرمایا کہ قوی ترین خلق وہ ہے کہ اپنے غصّے پر غالب آتا ہے اور فرمایا کہ ترکِ گناہ کرنا تین طرح پر ہے ایک دوزخ کے خوف سے دوسرے بہشت کی رغبت سے تیسرے خدا کی شرم سے اور فرمایا کہ بندہ کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے دین کو خواہش نفسانی پر ترجیح نہیں دیتا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ صبر کا ذکر فرما رہے تھے اسی اثنا میں ایک بچھو نے کئی مرتبہ آپ کے ڈنک مارا لیکن آپ نے اُف تک نہ کی بعد کو جب لوگوں کو معلوم ہوا تو کہا کہ آپ نے کیوں اُسکو دفع نہ فرمایا آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی تھی کیونکہ میں اُسوقت صبر کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ مناجات میں فرماتے۔ الٰہی تیری عظمت نے مجھکو تیری مناجات سے باز رکھا اور تیری معرفت نے مجھکو تیرے ساتھ اُنسیت عطا کی اور اگر تو نے خود نہ فرمایا ہوتا کہ مجھکو زبان کے یاد کرو تو میں ہرگز زبان سے تیری یاد نہ کرتا یعنے زبان سے تیرے اوصاف ادا ہونا ناممکن ہے اور بھلا ایسی زبان کہ لہو و بازی سے آلودہ ہو کیسے ہو سکتا ہے کہ تیری یاد میں کھولوں نقل ہے کہ حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ بغداد میں مروں اس خوف سے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے زمین قبول کرے گی اور میں رسوا ہونگا اور آدمی جو مجھپر گمان نیک لے گئے ہیں بدگمان ہونگے اور حضرت جنید نے فرمایا کہ جب وہ بیمار ہوئے تو میں اُنکی بیمار پرسی کو گیا ایک پنکھا رکھا تھا میں نے اُسکو اُٹھایا اور اُنکو جھلنے لگا آپ نے فرمایا کہ اے جنید رکھدو کیونکہ آگ ہوا سے تیز تر ہوتی ہے اور بھڑکتی ہے پھر حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں کہا عبدًا مملوکًا لا یقدر علی شیءٍ میں نے کہا کہ آپ کچھ وصیت فرمائیے تو فرمایا کہ اے جنید خلق کی صحبت کے سبب سے خدائے تعالےٰ کی صحبت سے غافل و محروم مت ہوجیو۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ

فرمایا کہ اگر یہ بات آپ پہلے سے فرماتے تو میں آپ کے ساتھ بھی صحبت نہ رکھتا
ان ہی باتوں ہی باتوں میں واصل بحق ہوئے اور غریق رحمت حق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رحمۃ اللہ علیہ؀

اکتیسواں باب حضرت فتح موصلی کے ذکر میں اللہ کی رحمت اُنپر ہو

وہ فرع اور اصل کے عالم وہ وصل و فصل کے حاکم وہ دستور رجال وہ ربود جلال وہ در حقیقت ولی حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ بزرگان مشائخ سے تھے اور صاحب ہمت تھے اور عالی قدر۔ اور ورع اور مجاہدے میں انکو درجہ کمال حاصل تھا اور غم اور حزن اور خوف کے خزانہ تھے اور علیحدگی خلق سے اسقدر رکھتے تھے کہ ہر وقت ایک گنجیوں کا گچھا سوداگروں کیطرح باندھے رہتے تھے اور جہاں کہیں کو جاتے تھے اُن گنجیوں کو اپنے مصلّے کے سرے پر رکھتے تاکہ کوئی نہ جانے کہ وہ کون ہیں ایک مرتبہ ایک ولی انکے پاس آئے پوچھا کہ آپ ان گنجیوں سے کیا کرتے ہیں کہ آپ ہر وقت انکو بندھا رکھتے ہیں آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ سے پوچھا کہ حضرت فتح موصلیؒ کو کچھ علم ہے انھوں نے کہا کہ کافی ہے علم اسکا اسلیے کہ بکلی ترک دُنیا کیے ہے۔ ابو عبد اللہ جلاؒ کہتے ہیں کہ میں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں تھا جب ایک پہر رات گذر گئی تو مینے دیکھا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے پاکیزہ لباس پہنا اور چادر اوڑھی مینے پوچھا کہ آپ اسوقت کہاں جاتے ہیں فرمایا کہ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی بیمار پرسی کو جب باہر نکلے تو چوکیداروں نے انکو گرفتار کرلیا اور قیدخانے میں لے گئے جب دن ہوا تو داروغہ جیل خانہ نے حکم دیا کہ قیدیوں کو مارین وہ مارنے لگے جب آپ کی باری آئی اور جلّاد نے ہاتھ مارنے کو اٹھایا اسکا ہاتھ ہوا میں رہگیا اور وہ اس کو

حرکت بھی نہ دے سکا کہا کہ کیون نہین مارتا اُسنے کہا کہ ایک بوڑھے بزرگ شخص کو اس شخص نے میرے روبرو کھڑا کر دیا ہے وہ مجھ سے کہتا ہے کہ مت مار اس لیے میرا ہاتھ بیکار ہوگیا ہے لوگون نے دیکھا کہ وہ پیر کون ہے تو حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا اور آپ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ اُنکے گھر گئے۔ نقل ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے صدق کو پوچھا آپ نے ایک لوہار کی روشن بھٹی مین اپنا ہاتھ ڈال کر اُسکے اندر سے ایک لوہے کا دہکتا ٹکڑا باہر نکالا اور اپنی ہتھیلی پر رکھکر کہا صدق یہ ہے۔ نقل ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا مینے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے آن جناب نے فرمایا کہ مینے توانگر کی تواضع سے درویش کے ساتھ حق تعالے کے ثواب کی امید پر کوئی نیکوتر چیز نہین دیکھی مینے کہا زیادہ کیجیے آپ نے فرمایا کہ اس سے بھی نیکوتر پایا مینے درویش کا کبر توانگر پر حق تعالی پر بھروسا کرنے سے۔ نقل ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین ایک مرتبہ مسجد مین اپنے یارون کے ساتھ تھا مین نے ایک جوان کو دیکھا کہ پُرانا پیراہن پہنے تھا اور اُسنے کہا کہ تم جانتے ہو کہ مسافرون کا حق ہوتا ہے کل فلان محلّے مین میرے گھر کا پتا لگا کر مجھکو دیکھنا مین مردہ ہونگا مجھکو نہلانا اور اسی میرے پیراہن کو میرا کفن بنانا اور دفن کرنا جب دوسرا روز ہوا تو مین گیا اُسیطرح مینے اُسکو اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور وہی اُسکا پیراہن کفن کیا اور دفن کیا جب مین فارغ ہوکر لوٹنے لگا تو اُسنے میرا دامن پکڑ کر کہا کہ اے فتح موصلی اگر مین حق تعالی کے نزدیک مرتبہ پاؤنگا تو یاد رکھ کہ مین ضرور اِس خدمت کے عوض مین کہ تونے میری کی تیرا بدلہ ادا کرونگا پھر کہا کہ اے مرد اسطرح جیتا رہ کہ حسین زیست جاودانی حاصل ہو یہ کہکر خاموش ہوگیا۔ نقل ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز روتے تھے اور سُرخ آنسو آپ کی آنکھون سے جاری تھے لوگون نے کہا کہ حضرت

اظہار الاذکیا

آپ ہمیشہ کیوں روتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہوں سری آنکھوں سے
خون جاری ہوتا ہے اِس خوف سے کہ ایسا نہو کہ یہ میرا رونا مکر و نمایش سے ہو اور اخلاص سے
نہو۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پچاس درم لایا اور کہا
کہ حدیث میں ہے کہ جس کسی کو کہ بغیر مانگے کوئی چیز دیوین اور وہ رد کرے گویا کہ خدا
تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو اُسنے رد کیا آپ نے ایک درم لے لیا اور باقی کو واپس
کر دیا۔ نقل ہے کہ حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین تیس ۳۰ ایسے بزرگوں کی
صحبت مین رہا کہ وہ سب ابدالون سے تھے سب نے مجھ سے یہی کہا کہ خلق کی صحبت سے بچو
اور پرہیز کرو اور سب نے کم کھانے کو فرمایا اور فرمایا کہ اے لوگو اگر بیمار کا کھانا پانی بند کر دیں
تو مر تو نہیں جاتا انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں مرجاتا یعنے ضرور مرجاتا ہے آپ نے فرمایا کہ
اِسیطرح اگر دل کو علم اور حکمت اور مشائخون کی باتون سے روک لیوین تو وہ دل مرجاتا
ہے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک راہب سے سوال کیا کہ خدای تعالی کی طرف راہ کیونکر ہی اُسنے
کہا افسوس تمھاری سمجھ پر جس طرف کہ مُنھ کرو اور توجہ لاؤ اُسی جگہ ہے۔ اور فرمایا کہ
اہل معرفت وہ قوم ہین کہ جب بات کہتے ہین خدای تعالی ہی کی کہتے ہین اور جب عمل
کرتے ہین خداے تعالی ہی کے واسطے کرتے ہین اور جب طلب کرتے ہین خدای تعالے ہی
سے کرتے ہین اور فرمایا کہ جو ہمیشگی اور ملازمت کرتا ہے دل پر وہان محبوب کی خوشنودی
ظاہر ہوتی ہے اور جو کہ خداے تعالے کو اپنی خواہش نفسانی پر اختیار کرتا ہے وہان خدای
تعالی کی دوستی ظاہر ہوتی ہے اور فرمایا کہ جو آرزومند ہوتا ہے خدای تعالی کا مُنھ پھیرتا ہے
ہر چیز سے کہ سواے اُسکے ہے کہتے ہین کہ جب حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کی
لوگون نے اُنکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا
آپ نے فرمایا کہ حق تعالے نے مجکو فرمایا کہ تو اسقدر کیوں روتا تھا مینے کہا الٰہی اپنے
گناہون کے شرم سے حق تعالے نے فرمایا کہ اے فتح مینے اُس فرشتے کو کہ تیرے

گناہوں کے لکھنے پر مقرر تھا حکم دیا تھا کہ تیرا کوئی گناہ نہ لکھے تیرے بہت روتے ہی کی وجہ سے

بیسواں باب حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شیخ کبیر وہ امام خطیر وہ زمانے کے زینت دینے والے وہ جہان کے رکن وہ ولی قبہ تواری قطب وقت حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ وقت تھے اور فنون علم میں عالم۔ اور طریقت میں بیان بلند رکھتے تھے اور حقائق و دقائق میں معتبر تھے اور روایات اور احادیث میں مقتدا۔ اور اُس زمانے کے لوگوں کے مرجع تھے اور شام کے بزرگ مشائخوں سے۔ اور ہر ایک کی زبان پر سراہے گئے یہاں تک کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت احمد حواری ملک شام کے ریحان ہیں کہتے ہیں کہ آپ مرید سلیمان دارائی رح کے تھے اور سفیان عیینہ کی صحبت میں رہتے تھے اور کہتے ہیں کہ آپ کی باتوں کا دلوں میں اثر عجب ہوتا تھا۔ ابتدا میں آپ نے تحصیل علم بھی کی اور علم میں درجہ کمال کو پہونچے پھر کل کتابیں دریا میں ڈبو دیں اور کہا کہ علم ایک بہت اچھی دلیل اور بہت اچھا راہبر ہوتا میرے واسطے لیکن مقصود تک پہونچنے کے بعد دلیل کے ساتھ مشغول ہونا محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ دلیل کی ضرورت اُسوقت تک ہے کہ مرید راہ میں ہووے اور جبکہ درگاہ کے سامنے پہونچ جاوے پھر اُسکے واسطے کیا حاجت ہے دلیل و راہبر کی۔ اور بعض مشائخ نے ایسا بھی فرمایا ہے کہ یہ حال حالت سکرات میں پیش آیا۔ نقل ہے کہ حضرت سلیمان دارائی اور حضرت احمد حواری رح کے درمیان عہد تھا کہ کسی چیز میں احمد اُنکے خلاف نکریں کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان دارائی وجد و حال میں تھے احمد گئے اور کہا کہ تنور روشن کیا ہے حضرت سلیمان دارائی رح نے فرمایا کہ اُس میں جا بیٹھو حضرت احمد

گئے اور تنور کے اندر جا بیٹھے جب اس بات کو تھوڑا عرصہ گذر گیا تو حضرت سلیمان دارانی کو احمد
یاد آئے کہا کہ انکو تلاش کرو لوگون نے بہتیرا ڈھونڈھا نہ پایا اتنے مین انکو یاد آیا کہا کہ تنور
مین تو دیکھو کیونکہ اُسنے میرے ساتھ عہد کیا ہی کہ مخالفت نہ کریگا جب نظر کی تو آپ تنور مین
تھے اور ایک بال بھی آپکا بیکا نہوا تھا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مینے ایک کنیزک کو
خواب مین دیکھا کہ نہایت خوبصورت تھی اور ایک طرح کا نور اُسکے چہرے پر چمکتا تھا مینے کہا
کہ ای کنیزک تیرا چہرہ بڑا خوبصورت ہے اُسنے کہا کہ ای احمد میری نیکی تجھی سے ہی تجھے یاد ہوگا
کہ فلان رات کو تو رویا تھا مینے اُن ہی تیری آنکھ کے آنسوؤن کو اپنے منھ پر ملا میرا چہرہ
ایسا نورانی ہو گیا اور فرمایا کہ بندہ تائب نہین ہوتا جب تک کہ پشیمان نہووے دل سے اور
استغفار نکرے زبان سے اور گناہون سے بری الذمہ نہین ہوتا جب تک کہ کوشش نکرے
عبادت مین اور جبکہ ایسا ہو جاوے کہ کہا مینے توبہ اور اجتہاد سے۔ زہد و صدق اُٹھ جاتا ہی اور
صدق سے توکل اُٹھ جاتا ہے اور استقامت سے معرفت اُٹھ جاتی ہی اُسکے بعد اُنس کی
لذتین حاصل ہوتی ہین اُنس کے بعد حیا حاصل ہوتی ہی حیا کے بعد خوف طاری ہوتا ہے
مکر و استدراج سے۔ اور اس تمامی احوال مین اُسکے دل سے مفارقت نہین کرتا اور خوف کے
سبب سے یہ بات پیدا ہوتی ہی کہ یہ احوال اُسکے دل سے دور ہو جاتا ہی اور زوال سے محفوظ رہتا ہی
اور حق تعالے کے دیدار سے مشرف ہوتا ہی اور فرمایا جو کہ پہچان جاتا ہی اُس چیز کو کہ اُس سے
ڈرنا چاہیے اُسکے واسطے آسان ہوتا ہی دور رہنا اُن چیزون سے کہ جنکی ممانعت کی ہی اور
فرمایا جو کہ زیادہ عاقل ہوتا ہے خداے تعالی کا زیادہ عارف ہوتا ہی اور جلدی منزل مقصود
پر پہونچتا ہے اور فرمایا کہ رجا خوف کرنے والون کی قوت ہی اور فرمایا کہ سب سے بڑھکر رونا
بندے کا رونا ہووے اُن اوقات کے ضائع ہو جانے پر کہ جو ناموافقتی مین گذرے اور
فرمایا جو کہ دنیا کی طرف نظر کرتا ہے دوستی کے ارادے کی نظر سے حق تعالی فقر اور زہد
کے نور کو اُسکے دل سے باہر لیجاتا ہے اور فرمایا کہ دنیا مثل گھورے کے ہی اور مثل اُس

جانے سے ہے کہ جہان کتے اکٹھا ہوتے ہین اور وہ شخص کتے سے بھی کمتر ہے جو کہ دنیا کے حاصل کرنے کے خیال پر بیٹھتا ہو اسلیے کہ کتا جب گھور سے اپنی حاجت روا کر لیتا ہی اور سیر ہو جاتا ہے لوٹ آتا ہے اور فرمایا کہ جو کہ اپنے نفس کو نہ پہچانے گا وہ بیشک کبر و غرور مین رہیگا اور فرمایا کہ حق تعالی نے بندے کو سخت دلی اور غفلت سے زیادہ کسی سخت چیز مین مبتلا نہین کیا اور فرمایا کہ انبیا علیہم السلام نے موت کو بوجہ جدائی ذکر حق کے مکروہ سمجھا ہی اور فرمایا کہ حق تعالے کے دوست رکھنے کا نشان اسکی طاعت کا دوست رکھنا ہی اور فرمایا کہ کوئی دلیل نہین ہے حضرت حق تعالی کے پہچاننے کے واسطے سوا حق تعالی کے لیکن دلیل طلب کرنا اسکی خدمت کے آداب کے لیے ہی اور فرمایا کہ جو کہ دوست رکھتا ہی اسکو کہ اسکو نیکی کرنے سے پہچانے مشرک ہی خداے تعالی کی عبادت مین اسلیے کہ جو کوئی کہ خداے تعالی کو دوستی کے خیال سے پوجتا ہے جانو کہ وہ اسکو دوست نہین رکھتا ہی کیونکہ اسکی خدمت کوئی شخص نہ دیکھے گا سوا مخدوم کے والسلام۔

تینتیسوان باب حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ راہ کے جوانمرد وہ درگاہ کے پاکباز وہ طریقت کے متصرف وہ حقیقت کے متوکل وہ صاحب فتوت و شیخی حضرت احمد خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے معتبر مشائخون سے تھے اور کاملان طریقت سے اور مشہوران فتوت سے۔ اور سلطان ولایت کے۔ اور مقبولان تربیت سے۔ اور ریاضتون مین مشہور و معروف اور کلمات عالی مین مذکور۔ اور صاحب تصانیف تھے۔ اور آپ کے ایک ہزار مرید تھے کہ ہر ایک ان مین سے دریا کے سطح پر چلتا تھا اور ہوا مین اڑتا تھا اور سب صاحب کرامات تھے آپکے شروع کا حال اسطرح پر ہے کہ آپ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور ابو تراب کی

صحبت میں رہے لوگوں نے ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس جماعت سے کسکو دیکھا تھا آپ نے کہا کہ میں نے کسی شخص کو صادق احوال اور بلند حوصلہ حضرت احمد خضرویہ سے زیادہ نہیں دیکھا اور یہ مقولہ بھی ابوحفص کا ہے کہ اگر احمد خضرویہ نہ ہوتے تو فتوت اور مروت ظاہر نہ ہوتی۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت احمد خضرویہ لباس فوجی لوگوں کا سا پہنتے تھے اور فاطمہ کہ آپ کی بیوی تھیں طریقت میں ایک آیت تھیں اور بلخ کے سرداروں کی بیٹیوں سے تھیں انکا ابتدائی احوال یوں ہے کہ اُنھوں نے توبہ کی اور ایک شخص کو حضرت احمد خضرویہ کے پاس بھیجا کہ آپ میرے باپ سے نکاح کی درخواست کیجیے حضرت احمد خضرویہ نے قبول نکیا اُنھوں نے دوسری بار ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ میں تجکو مردانہ تر اس سے گمان کرتی تھی کیونکہ تو خدا کی راہ کا دیکھنے والا ہے تجکو لازم ہے کہ راہ بَر ہو نہ راہ بُر حضرت احمد خضرویہ نے ایک آدمی بھیجا اور اُنکے باپ سے اُنکی درخواست کی اُنکے والد نے مبارک سمجھکر حضرت احمد خضرویہ کے ساتھ اُنکا عقد کر دیا اور یہاں فاطمہ نے آتے ہی تمامی دُنیوی کار دبار کو ترک کیا اور حضرت احمد خضرویہ کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کی جب کہ حضرت احمد خضرویہ نے حضرت بایزید بسطامی کی زیارت کا قصد کیا فاطمہ اُنکے ساتھ گئیں جب حضرت بایزید کے سامنے گئے تو فاطمہ نے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا دی اور حضرت بایزید کے ساتھ بیباکی سے گفتگو کی حضرت احمد خضرویہ اس بات سے متغیر ہوئے اور ایک طرح کی غیرت اُنکے دل پر طاری ہوئی کہا اے فاطمہ یہ کیا گستاخی تھی کہ تو نے بایزید کے ساتھ کی فاطمہ نے کہا اسوجہ سے کہ آپ میری طبیعت کے رازدار ہیں اور وہ میری طریقت کے رازدار ہیں میں تم سے اپنے نفس کی خواہشوں کو حاصل کرتی ہوں اور اُنسے واصل بحق ہوتی ہوں اور دلیل اس بات پر یہ ہے کہ وہ میری صحبت سے بے پرواہیں اور تم میری صحبت کے محتاج ہو اور ہمیشہ فاطمہ کا یہی دستور تھا کہ حضرت بایزید کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کرتیں یہانتک کہ ایک روز حضرت بایزید کی نگاہ فاطمہ کے ہاتھ پر پڑی ہاتھ میں مہندی لگی تھی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اے فاطمہ

یہ مہندی ہاتھ میں کیوں لگائی ہے فاطمہؓ نے کہا اے بایزیدؒ آج تک کہ آپ نے میرا ہاتھ اور مہندی نہ دیکھی تھی مجکو انبساط آپ کے ساتھ روا تھا لیکن اب کہ آپ کی نظر اسپر پڑی مجکو آپ کے پاس بیٹھنا حرام ہوا۔ یہ مقولہ کہ آئندہ آتا ہے حضرت فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اگر کسیکو یہاں خیال ہووے تو ہم اُس سے پہلے کہہ چکے ہیں کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے حق تعالےٰ سے درخواست کی کہ عورتوں کا بار مجھ سے اُٹھالیوے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایسا ہی کیا کہ عورتیں اور دیوار میرے سامنے ایک حکم رکھتی ہیں بس خیال کرنا چاہیے کہ جو اس درجے کا مرد ہو وہ کہاں عورت کو دیکھے گا۔ پھر حضرت احمد خضرویہؒ اور فاطمہؒ وہاں سے نیشاپور میں آئے اور اہل نیشاپور حضرت احمد خضرویہؒ کے وہاں آنے سے بہت خوش ہوئے جب یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور میں آئے اور ارادہ بلخ کا رکھتے تھے تو حضرت احمد خضرویہؒ نے چاہا کہ اُنکی دعوت کریں فاطمہؒ کے ساتھ مشورت کی اور کہا حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کے واسطے کس کس چیز کی ضرورت ہے، فاطمہؒ نے کہا کہ اتنی گائیں اور بکریاں چاہییں اور شمع اور عطر اسقدر اور اسکے علاوہ بیس گدھے بھی تاکہ ہم اُنکو کاٹیں حضرت احمد خضرویہؒ نے کہا کہ گدھے کیسے میں نہیں سمجھا فاطمہؒ نے کہا کہ جب کہ ایک بڑے درجے کا کریم شخص مہمان آوے ضرور ہے کہ محلے کے کتّے بھی محروم نہ رہیں بلکہ ایک حصہ حاصل کریں یہ فاطمہؒ بڑی صاحب فتوّت تھیں چنانچہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا جو کہ چاہتا ہے کہ ایک مرد کو عورتوں کے لباس میں دیکھے اُس سے کہدو کہ فاطمہؒ کو دیکھے۔ نقل ہے کہ حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا کہ مینے مدّت دراز تک اپنے نفس پر قہر کیا ایک روز ایک جماعت جہاد کو جاتی تھی میرے دل میں بھی بہت رغبت پیدا ہوئی اور نفس نے وہ احادیث کہ جہاد کے ثواب کی شان میں وارد ہیں میرے روبرو پڑھیں اور میرے سامنے پیش کیں تو مینے کہا کہ نفس سے نشاط طاعت تو نہیں آتی یہ بیشک مکر ہے پھر کہا مینے کہ مگر اس سبب سے ہے کہ میں اسکو ہمیشہ

روزہ دار رکھتا ہون گرسنگی کی وجہ سے طاقت اس مین نہین رہی ہے چاہتا ہے
کہ سفر کرے تاکہ روزہ افطار کرے مینے کہا کہ مین سفر مین بھی روزہ نہ کھولونگا نفس نے کہا
کہ مجھے منظور ہے مجھے عجب ہوا مینے کہا کہ شاید اسواسطے کہتا ہو کہ مین اسکو رات کو نماز کے
واسطے فرماتا ہون چاہتا ہے کہ سفر کو جاوے تاکہ رات کو سووے اور آرام کری مینے کہا
کہ مین تجکو ہر وقت خواہ رات ہو یا دن بیدار رکھونگا اُسنے کہا کہ مجھے منظور ہے مینے پھر
سوچا کہ شاید اسلیے کہتا ہے کہ خلق سے ملے جلے کہ تنہائی کی وجہ سے ملول ہو گیا ہے
اب لوگون کے ساتھ چاہتا ہے کہ اُنس پکڑے مینے کہا کہ مین جہان کہین کہ جاؤنگا
ویرانے مین قیام کرونگا اور لوگون کی صحبت مین نہ بیٹھونگا اُسنے کہا کہ بہت خوب پھر تو
مین عاجز آیا مینے گڑگڑا کر حق تعالے کی طرف رجوع کی کہ نفس کے مکر سے مجھے آگاہ کرے
پس حق تعالی نے اُسکو اقراری بنایا کہ اُسنے مجھ سے کہا کہ تو مجھے مُراد کے خلافون سے ہر روز
سو بار قتل کرتا ہے اور مخلوق اس بات سے بیخبر ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ مین ایکبار جہاد
مین مقتول ہون اور سارے جھگڑون سے چھوٹ جاؤن اور تمام جہان مین شہرت ہو جاوے
کہ کیا خوب تھا احمد خضرویہ کہ درجہ شہادت کا پایا اور زمرہ شہدا مین داخل ہوا مینے کہا
سبحان اللہ کیا بزرگ ہے وہ خدا کہ ایسے نفس کو پیدا کرتا ہے کہ جو زندگانی مین بھی منافق
اور موت کے بعد بھی منافق نہ اس جہان مین اسلام لاویگا نہ اُس جہان مین مینے تو
خیال کیا تھا کہ طلب طاعت کرتا ہے مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تو زنار باندھتا ہے پھر مینے اُس
روز سے نفس کے خلاف کرنا اور زیادہ شروع کیا۔ **نقل ہے** کہ فرمایا کہ مین ایکبار
ایک جنگل توکل پر گیا تھوڑی راہ چلا تھا تو ایک ببول کا کانٹا میرے پانون مین چبھ کر
ٹوٹ گیا مینے اُس کانٹے کو پانون سے نہ نکالا اور مینے کہا کہ توکل ٹوٹ جائیگا اسیطرح
مین چلتا تھا میرا پانون سوج گیا مین لنگڑاتا لنگڑاتا مکہ معظمہ مین پہونچا اور حج ادا
کرکے واپس لوٹا اور تمامی راہ پیپ بہتی رہی مین بڑی دقت سے راہ چلتا رہا اور

اپنے آپ کو سنبھالتا یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا اور اس کانٹے کو میرے پاؤں سے باہر نکالا میرا پاؤں زخمی ہوگیا میں بسطام کی طرف روانہ ہوا اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جوں ہی کہ حضرت بایزیدؒ کی نظر مجھپر پڑی مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شکل کہ تیرے پاؤں پر رکھی تھی تو نے کیا کیا میں نے کہا کہ میں نے اپنے اختیار کو اسکے ہی اختیار پر رکھا شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز نے فرمایا اے مشرک یعنی تجھکو کسی طرح کا وجود اور اختیار باقی ہے کیا یہ شرک نہیں ہے۔ نقل ہے کہ فرمایا آپ نے درویشی کی عزت کو پوشیدہ رکھ پھر فرمایا کہ ایک درویش رمضان شریف کے مہینے میں ایک توانگر کو اپنے گھر لیگیا اور اُسکے گھر میں سوائے رکھی اور سوکھی روٹی کے اور کچھ موجود نہ تھا جب توانگر اپنے مکان کو واپس آیا تو اُسنے ایک تھیلی زر سے بھری درویش کو بھیجی درویش نے واپس کر دی اور کہلا بھیجا کہ اُس شخص کی یہی سزا ہے کہ جو اپنا راز تجھ ایسے شخص سے ظاہر کرے ہم اس درویشی کو دونوں جہان کے عوض بھی نہ بیچیں گے۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک چور حضرت احمد خضرویہؒ کے گھر میں آیا بہت پھرا کچھ نہ پایا جب ناامید ہوکر لوٹنے لگا حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا اے جوان ڈول اٹھاکر پانی کھینچ اور وضو کر اور نماز میں مشغول ہو تاکہ جو چیز کہ آئے وہ میں تجھکو دوں اور تو خالی ہاتھ ہمارے گھر سے نجائے اُس جوان چور نے ایسا ہی کیا جب روز روشن ہوا ایک خواجہ سو دینار لایا اور شیخ کو دیئے شیخؒ نے کہا اے جوان لے کہ یہ تیری ایک رات کی نماز کا عوض ہے چور کو یہ سنکر ایک طرح کی حالت پیدا ہوئی اور اسکا بدن کانپنے لگا اور اُسنے رونا شروع کیا اور کہا کہ ہائے افسوس میں راہ بھولا ایسے خدا کی کہ جو ایک رات کی اپنی عبادت کی عوض اتنا کرم فرما دے اور اسقدر زر عطا کرے پھر توبہ کی اور خدا کی طرف رجوع کی اور وہ زر قبول نکیا اور شیخؒ کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہوا۔ نقل ہے کہ ایک نے بزرگوں میں سے بیان کیا ہے کہ میں نے احمد خضرویہؒ کو دیکھا کہ ایک گاڑی میں سوار ہیں اور فرشتے اُسکی سونے کی زنجیر میں پکڑے اُس گاڑی کو کھینچ رہے ہیں درمیان ہوا کے میں نے پوچھا کہ اے شیخ اس شوکت کے ساتھ

آپ کہاں جا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے ایک دوست کی زیارت کو۔ شیخ نے کہا کہ آپ کو باوصف ایسے درجے کے کسی کی زیارت کی کیا حاجت۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نہ جاؤنگا تو وہ خود آئیگا اُسوقت درجہ زائرون کا اُسکو حاصل ہوگا نہ مجکو۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ ایک خانقاہ میں پرانے کپڑے پہنے اور صوفیوں کی رسم سے فارغ ہو کر گئے اور وظائف حقیقت میں مشغول ہوئے اُس خانقاہ کے لوگوں نے باطن میں آپ کا انکار کیا اور اپنے شیخ سے کہا کہ یہ شخص اہل خانقاہ سے نہیں ہے اتفاق سے ایک روز حضرت احمد خضرویہؒ کوئیں کی جگت پر پانی بھرنے کو گئے ڈول کوئیں میں گر پڑا اسپر خادم نے آپ کو برا بھلا کہا حضرت احمد خضرویہؒ شیخ کے پاس گئے اور کہا کہ فاتحہ پڑھیے تاکہ ڈول کوئیں سے نکل آوے شیخ یہ سنکر تامل میں ہوا کہ یہ کیا التماس دیوانہ وار ہے حضرت احمد خضرویہؒ نے کہا کہ اگر آپ نہیں پڑھتے ہیں تو اجازت دیجیے تاکہ میں پڑھوں شیخ نے اجازت دیدی حضرت احمد خضرویہؒ نے فاتحہ پڑھی ڈول خود بخود کوئیں کی جگت پر آگیا شیخ نے جب یہ دیکھا ٹوپی اپنے سر سے اُتار کر رکھدی اور کہا اے جوان تو کون ہے کہ ہمارے مرتبے کا کھلیان تیرے دانے کے مقابلے میں گھاس ہوگیا حضرت احمد خضرویہؒ نے کہا کہ آپ اپنے مریدوں سے فرما دیوین کہ آیندہ مسافروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں یہ کہا اور آپ وہاں سے چلدیے۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت احمد خضرویہؒ کے پاس آیا اور کہا کہ میں رنج میں مبتلا ہوں اور درویش ہوں مجھے آپ کوئی ایسا طریقہ بتائیے کہ اس رنج و محنت سے رہائی پاؤں آپ نے فرمایا نام جو ہر پیشے کا ہے علحدہ علحدہ ایک ایک کاغذ پر لکھ اور ایک توبڑے میں ڈالکر میرے پاس لا وہ مرد چلا گیا اور ویسا ہی کیا حضرت احمد خضرویہؒ نے اپنا ہاتھ توبڑے میں ڈالا ایک کاغذ نکلا اسپر چوری کا نام لکھا تھا آپ نے فرمایا کہ تجھے چوری کرنی چاہیے وہ مرد حیرت میں رہا اور کہا کہ شیخ مجکو چوری کا حکم فرماتا ہے اب مجھے اس سے چارہ نہیں ہے ناچار اُن چوروں کے پاس گیا کہ راہ لوٹتے تھے اور کہا کہ مجھے اس کام کی رغبت پیدا ہوئی ہے چوروں کے سردار نے کہا کہ اس کام کی ایک شرط ہے کہ جو کچھ کہ فرماؤں

تو اسکو بچا لو اس نے کہا کہ مین ویسا ہی کرونگا چند روز تک مین اُسکے ساتھ رہا چورون نے ایک قافلے کو لوٹا اور ایک شخص کو کہ اُسکے پاس مال بہت تھا پکڑ لائے اور اُس کو بیشتر سے کہا کہ اسکی گردن مارو وہ مرد توقف کرتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس چورون کے سردار نے کتنے ہی لوگون کو قتل کیا ہوگا اگر مین اسکو قتل کر ڈالون تو اس سے بہتر ہوگا کہ سوداگر کو قتل کرون وہ مرد اس خیال ہی مین تھا کہ سوداگر نے کہا کہ جس کام کو کہ تو آیا ہے جلدی کر اور اس کام سے فارغ ہو کر دوسرے کام مین جا کر مشغول ہو اُس مرد نے کہا کہ جب فرمانبرداری ہی کرنا چاہیے تو بہتر ہے کہ حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے نہ کہ چورون کے سردار کی پھر تلوار کھینچکر چورون کے سردار کا سر تن سے جدا کر دیا دوسرے چورون نے جب یہ معاملہ دیکھا تو بھاگ گئے اور اس سوداگر نے رہائی پائی اور وہ مال بھی اُسکا سلامتی کے ساتھ اُسکے پاس رہا اور اس سوداگر نے اُسکے صلے مین اسقدر مال اس مرد کو دیا کہ مستغنی ہو گیا۔ **نقل** ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش حضرت احمد خضرویہؒ کے یہان مہمان آیا حضرت احمد خضرویہؒ نے سات شمعین روشن کین اس درویش نے کہا کہ مجھے ان مین سے کچھ پسند نہین آتا کیونکہ تکلف تصوف کے ساتھ کچھ علاقہ و نسبت نہین رکھتا حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا کہ آپ اُٹھیے اور اُن مین سے جسکو کہ بغیر خدا کے واسطے نہ روشن کیا ہو گل کر دیجیے وہ درویش اُٹھا اور ساری رات پانی اور خاک اُن شمعون پر چھڑکتا اور ڈالتا رہا صبح ہو گئی لیکن ایک شمع بھی نہ بجھنا تھی نہ بجھی دوسرے روز آپ نے اس درویش سے کہا کہ اسقدر تعجب آپ کو کیون ہے اُٹھیے تاکہ آپ کو عجائب دکھاؤن دونون اُٹھے اور ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ ایک کلیسا کے دروازے پر پہونچے اُسکے دروازے پر ترسا کا سردار بیٹھا تھا جب اُسنے احمد خضرویہؒ کو دیکھا تو کہا کہ آئیے اور جھٹ دسترخوان کھانے کا بچھایا اور کہا کہ کھائیے حضرت احمد خضرویہؒ نے فرمایا کہ دوست دشمنون کے ساتھ کوئی چیز نہین کھایا کرتے اُسنے کہا

کہ آپ مجھے مسلمان کریجیے میں مسلمان ہو گیا اور اُسکے ساتھ اُسکی قوم کے ستر شخص
اور بھی مسلمان ہوئے اُس رات کو حضرت احمد خضرویہؒ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالےٰ
نے فرمایا کہ اے احمد تو نے ہمارے واسطے سات شمعیں روشن کیں ہمنے تیرے واسطے
تیرے ہی ذریعے سے ستر دلوں کو نور ایمان سے روشن کیا۔ نقل ہے کہ حضرت احمد خضرویہؒ
نے فرمایا کہ مینے تمامی مخلوق کو دیکھا کہ مثل بیل اور گدھے کے ایک ناند سے چارہ چرتے
تھے ایک شخص نے کہا کہ خواجہ آپ کہاں تھے آپ نے فرمایا کہ میں بھی اُنکے ساتھ تھا لیکن
مجھ میں اور اُن میں فرق یہ تھا کہ وہ کھاتے جاتے تھے اور ہنستے جاتے تھے اور اُچھلتے
کودتے جاتے تھے اور کچھ بیخبر سے تھے اور میں کھاتا تھا اور روتا تھا اور سر زانو پر رکھے تھا
اور با خبر تھا۔ اور فرمایا کہ جو کہ خدمت درویشوں کی کرتا ہے تین چیز سے بزرگ ہوتا ہے
تواضع اور حسن ادب اور سخاوت سے۔ اور فرمایا جو کہ چاہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ اُسکا
ہو جاوے اُس سے کہدو کہ صدق کو لازم پکڑے کہ فرمایا ہے وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اور
فرمایا کہ جو کہ صبر کرتا ہے اپنے صبر پر وہ صابر ہوتا ہے نہ وہ کہ صبر کرے اور شکایت کرے۔
اور فرمایا کہ صبر توشہ و زاد مضطروں کا ہے اور رضا درجہ عارفوں کا ہے اور فرمایا کہ
معرفت کی حقیقت وہ ہے کہ تو اُسکو دل سے دوست رکھے اور اُسکو زبان سے یاد کرے
اور اُن تمام سے کہ اُس کے سوا ہیں ہمت کو قطع کرے اور فرمایا کہ سب سے زیادہ معزز
نزدیک خدائے تعالےٰ کے وہ شخص ہے کہ جس میں خلق بیشتر ہے اور فرمایا کہ نہیں ہے
کوئی شخص کہ طلب کرتا ہے اُسکو حق تعالےٰ قریب اپنے مگر وہ شخص کہ طلب کرتا ہے
حق تعالےٰ کو اپنی تمامی نعمتوں پر۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ محبت کی علامت کیا ہے
فرمایا یہ کہ دونوں جہان کی کوئی چیز اُسکے دل میں کچھ عظمت اور بزرگی نرکھتی ہو کیونکہ
اُسکا دل تو پُر ہوگا خدائے تعالےٰ کے ذکر سے اور یہ کہ کوئی آرزو نہووے اُسکو مگر اُسکی
خدمت کی اسلیے کہ وہ نہیں دیکھتا ہے عزت دنیا اور آخرت کی مگر اُسکی خدمت میں

آور یہ کہ اپنے نفس کو غریب دیکھتا ہے اگرچہ درمیان اپنے اہل کے ہو اسلیئے کہ کوئی شخص
اُس چیز کے ساتھ کہ دو عالم مین ہے اُسکا موافق نہوگا اُسکے دوست کی خدمت مین آور فرمایا
کہ دل چلنے والے ہین یا تو عرش کے گرد گھومتے ہین یا پاکی کے آس پاس چکر کھاتے ہین۔
آور فرمایا کہ دل مکانات ہین جب کہ حق سے پُر ہوتے ہین اُسکے انوار کی زیادتی ظاہر کرتے
ہین اعضا پر اور جب کہ باطل سے پُر ہوتے ہین اُسکی تاریکی کی زیادتی ظاہر کرتی ہین اعضا پر
آور فرمایا کہ کوئی خواب گران تر خوابِ غفلت سے نہین ہو آور کوئی مالک نہین ہے قوی تر
شہوت سے۔ آور اگر گرانی غفلت نہووے تو ہرگز شہوت ظفر نہ پاسکے آور فرمایا کہ تمام بندگی
آزادی مین ہو اور بندگی کی تحقیق مین آزادی تمام ہووے آور فرمایا کہ تمکو دنیا و دین مین
درمیان دو متضاد کے زندگانی کرنا چاہیے آور فرمایا کہ طریقہ ظاہر ہے اور حق روشن ہو اور
پکارنے والا سُننے والا ہو پس اسکے بعد کسی طرح کا تحیر نہین ہے مگر اندھے پنے کے سبب سے
آور پوچھا کہ کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا نگاہ رکھنا سر کا اُس چیز کی طرف توجہ کرنے سے کہ
سوائے خدا کے ہو کہتے ہین کہ ایک روز آپ کے آگے پڑھا کہ فَفِرُّوا اِلَی اللہ آپ نے فرمایا
کہ تعلیم دیتے ہین ایسے شخص کو کہ جو سب سے زیادہ خدا کی درگاہ کا فراری ہے کسی نے کہا کہ
مجھے وصیت کیجیے فرمایا کہ مار ڈال نفس کو تاکہ زندہ ہووے کہتے ہین کہ جب آپکی وفات کا
وقت نزدیک پہونچا آپ کو ستر ہزار درم دینے تھے کہ سب قرض لے کر مسکینون اور مسافرونکو
دیئے تھے جب جان کنی شروع ہوئی تمامی قرضخواہ یکبارگی آپ کے سرہانے آموجود ہوگئے
حضرت احمد خضرویہ نے اُسوقت مناجات کی اور کہا الٰہی مجکو تو لیے جاتا ہو اور میری
جان اِنکے پاس گرو ہی جب کہ تو دستاویز ان سے لیے لیتا ہو تو کسیکو مقرر کر تاکہ اِنکا
حق ادا کردیوے اُس کے بعد میری جان لے آپ یہ دُعا ہی فرما رہے تھے کہ کسی نے
کُنڈی کھٹکھٹائی کہ شیخ کے قرضخواہ باہر آوین وہ سب باہر گئے اور اپنا تمام روپیہ وصول
کیا جب قرض ادا ہوگیا حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ جان بحق تسلیم ہوکر واصل بحق ہوئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

چونتیسواں باب حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ بلا کی صف کے مبارز وہ میدان معنی کے مرد۔ وہ ایوان تقوی کے فرد وہ محقق حق زینی قطب وقت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے عیار پیشوں اور بلا کی راہ کے مجردوں سے تھے اور فقرا کے جنگل کے سیاحوں سے اور راس جانے کے میدان کے مردوں سے تھے خراسان کے بزرگ مشائخوں سے تھے اور مجاہدہ اور تقوی میں قدم استوار رکھتے تھے اور اشارات اور کلمات میں بنفس عالی۔ اور چالیس حج کیے تھے اور کتنے ہی برس تک کبھی سر تکیے پر نہ رکھا مگر خانہ کعبہ میں ایکبار سجدے کے وقت خواب میں گئے حوروں کی ایک جماعت نے چاہا کہ اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کریں حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ مجکو حق حی غفور کے ساتھ اسقدر استغراق ہے کہ میں حوروں کی پروا نہیں رکھتا ہوں حوروں نے کہا اے بزرگ اگرچہ یوں ہی ہے لیکن ہماری سہیلیاں ہمپر ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی جب کہ سنیں گی کہ تو نے ہمکو قبول نہ فرمایا یہ سنکر رضوان نے جواب دیا کہ ممکن نہیں ہے کہ تم کو اس عزیز کے آگے قبولیت کا درجہ حاصل ہوا اور یہ تمکو قبول کی نظر سے دیکھے یا اسکو تمھاری پروا ہو جاؤ چلی جاؤ کہ کل قیامت کو جب کہ یہ بہشت میں قرار پکڑے گا اور بادشاہت کے تخت پر بیٹھے گا اسوقت آنا اور جو قصور کہ ہوا ہے اسکو پورا کرنا حضرت ابوتراب نخشبی رح نے فرمایا کہ اے رضوان انسے کہدو کہ اگر میں کل قیامت کو بہشت میں داخل ہونگا تو خدمت کرنا اور ابن جلاء رح کہتے ہیں کہ میں نے چھ سو بزرگوں کو دیکھا انکے درمیان کوئی شخص بزرگتر چار شخصوں سے نہ تھا اور اول انکے ابوتراب نخشبی تھے اور ابن جلاء رح کہتے ہیں کہ جب ابوتراب نخشبی رح مکہ معظمہ میں آئے

تازہ اور خوش رُو رہتے تھے پوچھا کہ آپ کھانا کہاں کھاتے ہیں فرمایا بصرہ میں اور کبھی بغداد میں اور کبھی بیابان۔ نقل ہے کہ جب آپ اپنے اصحاب کو کوئی ایسی چیز دیکھتے کہ آپ اُس سے کراہیت رکھتے تھے آپ خود توبہ کرتے اور مجاہدے میں زیادتی کرتے اور فرماتے کہ یہ بیچارہ میری نحوست سے بلا میں پڑا اور آپ اپنے مریدوں سے فرماتے کہ جسنے کہ تم میں سے مُرقع یعنی فقیرانہ لباس پہنا اُسنے گویا کہ سوال کیا اور جو کہ خانقاہ میں بیٹھا گویا کہ اُسنے سوال کیا اور جسنے قرآن مجید پڑھا گویا کہ اُسنے سوال کیا غرض آپکے فرمانے سے یہ تھی کہ ایسا کام نہ کرو جس میں ریا یا نمائش کو دخل ہو کہتے ہیں کہ ایک روز آپکے مُریدوں سے ایک مُرید نے کہ تین رات دن اُسکو بغیر کھائے گذرے تھے ہاتھ خربزے کے چھلکے کیطرف دراز کیا آپ نے اُس سے فرمایا کہ جا چلا جا کہ تو تصوف کو نہ پہچانے گا تجھے بازار میں جانا چاہئے اور فرمایا کہ میرے اور خدا کے درمیان عہد ہے کہ اگر میں ہاتھ حرام کی طرف دراز کروں تو مجھکو اُس سے باز رکھے اور فرمایا کہ کسی آرزو کا میرے دل پر غلبہ نہیں ہوا مگر ایک مرتبہ میں ایک جنگل میں جا رہا تھا مجھے روٹی کی آرزو پیدا ہوئی اور قرع کے انڈے نے میرے دل پر گذر کیا اتفاق سے میں راستہ بھول گیا اور ایک قافلے کیطرف جا نکلا ایک جماعت کھڑی شور و غوغا کر رہی تھی جوں ہی کہ اُنھوں نے مجھے دیکھا مجھے لپٹ گئے اور کہا کہ ہمارا اسباب تو ہی لے گیا ہے اور ایک چور بیشک اُنکا اسباب چرا لے گیا تھا بس اُنھوں نے دو سو چھڑیاں میرے ماریں اسی اثنا میں ایک بوڑھا اُس قافلے کا مجھپر گذرا جب میرے قریب آیا تو اُسنے مجھکو پہچانا اور شور و غل مچایا کہ یہ تو شیخ الشیوخ طریقت ہے یہ کیا گستاخی و بے ادبی ہے کہ تم سید صدیقان طریقت کے ساتھ کر رہے ہو وہ قوم گریہ و زاری کرنے لگی اور معذرت چاہی میں نے کہا اے بھائیو مجھے قسم ہے اسلام کے وفا کے حق کی کہ کبھی کوئی وقت اس سے خوشتر مجھپر نہیں گذرا اور برسوں سے میری آرزو تھی کہ میں اپنے نفس کو اُسکے مقصد کے موافق دیکھوں آج میں نے دیکھا پھر وہ بزرگ شخص مجھکو اپنے گھر لیگیا اور اجازت

چاہی کہ کھانا لاوے پھر گیا اور گرم روٹی اور مرغ کے انڈے میرے آگے لایا مینے چاہا کہ ہاتھ دراز کرون مینے ایک آواز سُنی کہ اے ابوتراب کہا لے بعد دو تسو تازیانے کے اور جو آرزو کہ تیرے دل پر گذرے گی بغیر دو تسو تازیانے کہائے وہ پوری نہ ہو گی۔ نقل ہے کہ حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی لڑکے تھے اسی زمانے مین ایک بھیڑیا مردم خوار آگیا تھا آپ کے کئی لڑکونکو پھاڑ ڈالا ایک روز آپ مُصلّے پر بیٹھے تھے بھیڑیے نے قصد آپ کا کیا لوگون نے آپ کو خبر بھی کی آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی بھیڑیے نے جب آپ کا چہرہ دیکھا اُلٹا پھر گیا اور چلا گیا۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ اپنے مریدون کے ساتھ ایک جنگل مین جارہے تھے آپ کے سب مُریدون کو پیاس لگی اِدھر وضو کی ضرورت ہوئی سبنے شیخ رح کی جانب رجوع کی آپ نے ایک خط کھینچا وہ تو ایک نہر پانی سے لبریز ہو گئی سبنے پانی سیر ہو کر پیا بھی اور وضو بھی کیا اور ابو العباس رح کہتے ہین کہ مین حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جنگل مین تھا آپکے مُریدون سے ایک مُرید نے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے آپنے اپنا پانون زمین پر مارا ایک پانی کا چشمہ نمود ہوا اُس مرد نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ پانی آبخورے سے پیون شیخ رح نے ہاتھ زمین پر مارا ایک پیالہ نکل آیا سفید آبگینہ سا کہ اُس سے خوبصورت شاید ہی کوئی پیالہ ہو اُسنے پانی پیا اور ہمکو بھی پانی پلایا اور وہ پیالہ مکہ معظمہ تک ہمارے ساتھ رہا۔ نقل ہے کہ حضرت ابوتراب نخشبی رح نے ابو العباس رح سے پوچھا کہ آپکے اصحاب کیا کہتے ہین ان کامون کے بارے مین کہ حق تعالیٰ اپنے دوستون کے ساتھ کرتا ہے کرامت کے اُنھون نے کہا کہ مینے کسی شخص کو نہین دیکھا کہ ایمان لاتا ہو مگر بہت تھوڑا آپنے فرمایا کہ جو ایمان نہین لاتا وہ کافر ہے۔ نقل ہے کہ ایکبار آپکے مُریدون نے جنگل مین کہا کہ یا شیخ ہم تو بھوک کے مارے بے قرار ہین اور ہمکو اب چارہ نہین ہے کیا کرین آپنے فرمایا کہ مین کیا کرون چارہ نہین ہے اُس چیز سے کہ جسکا چارہ نہین ہے۔ نقل ہے کہ حضرت ابوتراب نخشبی رح نے فرمایا کہ ایک رات مین جنگل مین جارہا تھا اور وہ رات اندھیری تھی مینے ایک حبشی دیکھا

کہ جسکا قد مینار کے برابر تھا میں ڈر گیا اور مینے کہا کہ تو آدمی ہے یا جن اُسنے کہا کہ تو مسلمان ہے یا کافر میںنے کہا کہ مسلمان آسنے کہا کہ مسلمان تو سواے خداے تعالی کے کسی سے نہیں ڈرتا ہے پس میرا دل قرار سے ہوگیا اور میں سمجھا کہ غیب کا فرستادہ ہے دل کو اطمینان ہوگیا اور خوف جاتا رہا۔ اور فرمایا کہ مینے جنگل میں ایک غلام کو دیکھا کہ اُسکے پاس توشہ و سواری نہ تھی مینے کہا کہ اگر اسکو حق تعالے پر یقین نہوتا ہلاک ہوجاتا پھر مینے کہا اے غلام ایسی جگہ میں تو بغیر توشہ اور سواری کے ہے اُس نے کہا اے بزرگ سر اُٹھا تاکہ تو سواے خداے تعالے کے کسیکو نہ دیکھے مینے کہا اب کسی شخص کو یہ یقین کر تو رکھتا ہے نہوگا جہان کہ تو چاہتا ہے جاتا ہے اور فرمایا کہ مین نے بیس برس تک نہ کسی سے کوئی چیز لی اور نہ کسی کو کوئی چیز دی لوگون نے کہا کہ یہ کیونکر آپ نے فرمایا کہ اگر مین لیتا تھا تو اُس سے لیتا تھا اور اگر نہیں لیتا تھا اُس سے نہین لیتا تھا اور فرمایا کہ ایک روز کھانا میرے سامنے پیش کیا مینے منع کیا چودہ روز تک بھوکا رہا اُس منع کرنے کی نحوست سے اور فرمایا کہ کوئی چیز نہین جانتا ہون مین مُریدکے واسطے مضرتر نفس کی پیروی پر سفر کرنے سے اور کسی فساد نے مُرید کیطرف راہ نپائی مگر بسبب فساد سفرہاے باطل کے۔ اور فرمایا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ دُور رہو کبائر سے اور کبائر نہیں ہین مگر دعوی فاسد اور اشارت باطل اور یون سرکشون کا ایسے الفاظ کا اندر سے خالی اور بے حقیقت ہین فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِہِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ ج اور فرمایا کہ کبھی کوئی شخص خداے تعالی کی رضا تک نہین پہونچتا اگر دُنیا کی محبت اُسکے دل مین ذرہ بھر بھی ہو اور فرمایا کہ جب بندہ صادق ہوجاتا ہے عمل مین حلاوت پاتا ہے پہلے اس سے کہ عمل کرے اور اگر اخلاص بجالاتا ہو اُس عبادت مین حلاوت پاتا ہے اُسوقت مین کہ وہ عبادت کرتا ہے اور فرمایا کہ تم تین چیزون کو دوست رکھتے ہو حالانکہ وہ تینون چیزین تمھاری نہیں ہین نفس کو دوست رکھتے ہو

اور نفس بندہ خدا کا ہے اور روح کو دوست رکھتے ہو اور روح ملکیت خدای تعالی کی ہے
اور مال کو دوست رکھتے ہو اور مال خدای تعالی کی ملک ہے آور دو چیزونکو طلب کرتے ہو
اور نہین پاتے ہو شادی اور راحت اور یہ دونون بہشت مین ہونگی آور فرمایا کہ سب وجہ دل
بھی ستر درجے ہین اُن سب مین ادنی درجہ اجابت ہے اور اُن سب کا اعلی درجہ توکل کرنا ہو
خداے تعالی پر حقیقت مین آور فرمایا کہ توکل وہ ہو کہ تو اپنے آپ کو عبودیت کے دریا مین
ڈالے اور دل کو خدا مین بند رکھے اگر دیوے تو شکر کرے تو اور اگر نہ دے تو صبر کرے تو
آور فرمایا کہ کوئی چیز عارف کو تیرہ نہین کرتی بلکہ ساری تاریکیان اُسکی وجہ سے روشن
ہو جاتی ہین آور فرمایا قناعت اختیار کرنا قوت کا ہو خداے تعالی سے آور فرمایا دلون مین
ایسے دل بھی ہین کہ زندہ ہین نور فہم سے خدای تعالی سے آور فرمایا کوئی چیز نہین ہو عبادات
سے نافع تر دلون اور خطرون کی اصلاح سے آور فرمایا کہ اپنے اندیشے کو نگاہ رکھو اس لیے کہ
مقدمہ تمامی چیزون کا ہے کیونکہ جسکا اندیشہ درست ہوا بعد اسکے جو کچھ کہ اُس سے صادر
ہوتا ہے افعال اور احوال سے سب درست ہوتا ہو آور فرمایا کہ خدای تعالے نے بنایا علما کو
بولنے والا ہر زمانے مین موافق اعمال اہل زمانہ کے آور فرمایا کہ غنا کی حقیقت وہ ہے کہ تو
مستغنی ہووے ہر شخص سے کہ مثل تیرے ہو آور فقر کی حقیقت وہ ہو کہ تو حاجتمند ہووے
ہر شخص کا کہ مثل تیرے ہو۔ نقل ہے کہ کسی نے کہا کہ آپ کو کوئی حاجت ہو شیخ نے فرمایا
کہ مجکو تیری اور تیرے مثل کی کبھی حاجت نہوگی کیونکہ مجھے خدای تعالے کے ساتھ بھی حاجت
نہین ہے یعنی مقام رضا مین ہون راضی برضا کو حاجت کے ساتھ کیا کام آور فرمایا کہ فقیر وہ ہو
کہ غذا اسکی وہ ہووے کہ پاوے یا آوے اور لباس اسکا وہ ہووے کہ ستر کو ڈھانپے اور گھر
اسکا وہ ہووے کہ جہان رہے۔ نقل ہے کہ آپ نے بصرہ کے جنگل مین وفات پائی تھی
آپ کی وفات کے کئی برس بعد ایک جماعت اُس جنگل مین پہونچی آپ کو دیکھا کہ کھڑے
ہین اور منہ قبلے کی طرف ہے اور ہونٹ خشک ہین اور ایک آبخورہ آگے دھرا ہے

اور ایک لاٹھی ہاتھ مین لیے ہین اور کوئی درندہ آپکے آس پاس نہین ہے رحمۃ اللہ علیہ والسلام

پینتیسوان باب یحیی معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ روضہ رضا کی چشمہ وہ کعبہ رجا کی نقطہ وہ ناطق حقائق وہ واعظ خلائق وہ فرید مراد یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ لطیف روزگار تھے اور خلق عظیم رکھتے تھے اور کبیط ساتھ قبض کے ملا ہوا اور رجا کا غالب اور کام خوف کرنے والون کا اختیار کیے ہوئے تھے اور زبان طریقت اور محبت تھے اور گستاخ درگاہ۔ اور وعظ آپ کا کامل تھا اسیوجہ سے آپ کو یحیی واعظ کہتے تھے اور علم وعمل مین قدم استوار رکھتے تھے اور لطائف اور حقائق مین مخصوص تھے اور مجاہدہ اور مشاہدے مین موصوف۔ اور صاحب تصنیف تھے۔ اور سخن موزون اور نفس پاکیزہ رکھتے تھے یہانتک کہ مشائخ نے کہا ہے کہ خدا کے دو یحیی ہوئے ایک انبیا علیہم السلام سے اور ایک اولیاء اللہ سے حضرت یحیی بن زکریا صلوات اللہ علیہما نے طریق خوف ایسا طے کیا کہ سارے صدیق اسکے خوف کو دیکھکر اپنی فلاح سے ناامید ہوئے اور حضرت یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے طریق رجا کو اسطرح طے کیا کہ ہاتھ تمامی دعوی کرنیوالون رجا کا خاک پر ملدیا یعنے انکو بے دعوی بنا دیا۔ کہا کہ حال حضرت یحیی بن زکریا کا معلوم ہے حال اس یحیی کا کیونکر تھا کہا مجکو دریافت ہوا ہے کہ کبھی اسکو جاہلیت نہ تھی اور کبھی اس سے گناہ کبیرہ صادر نہوا اور معاملہ اور ورزش مین ایسی بڑی کوشش کرتے تھے کہ کسی کو ویسی قدرت وطاقت نہ تھی آپکے مریدون نے پوچھا کہ ای شیخ مقام رجا اور معاملہ خائفان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ واضح ہو کہ عبودیت وبندگی کا ترک کرنا ضلالت وگمراہی ہے اور خوف اور رجا دو قائمے ایمان کے ہین محال ہو کہ کسی کی ورزش مین کوئی رکن ایمان کے

بزرگوں سے ضلالت میں پڑے تو ایسا عبادت کرتا ہے علیحدگی کے خوف سے اور رجا امید رکھتا ہے وصل کی اور یاد رکھو جب تک عبادت نہ حاصل ہو نہ خوف درست آتا ہے اور نہ رجا اور جب عبادت حاصل ہو جاتی ہے بخوف و رجا نہیں رہتا۔ اور کوئی شخص اس طائفے کے مشائخوں سے خلفائے راشدین کے بعد منبر پر نہ چڑھا مگر یہ یعنی حضرت یحییٰ معاذؒ نقل ہے ایک دن آپ منبر پر چڑھے چار ہزار مرد حاضر تھے آپ نے دیکھا اور منبر سے اتر آئے اور فرمایا کہ جس شخص کے واسطے کہ میں منبر پر چڑھا تھا وہ حاضر نہیں ہے۔ نقل ہے کہ آپ کے ایک بھائی تھے وہ مکہ معظمہ میں جا کر وہاں کے مجاور ہو گئے تھے انہوں نے حضرت یحییٰ معاذؒ کو خط لکھا کہ مجھکو تین چیزوں کی آرزو تھی دو ان میں سے مجھکو حاصل ہوئیں ایک رہی ہے آپ دعا کیجیے تاکہ وہ بھی پا جاؤں۔ اور ان تین آرزوؤں سے ایک یہ ہے کہ میری آرزو تھی کہ میں اپنی آخر عمر تک ایک مبارک جگہ میں رہوں چنانچہ اب میں خانہ کعبہ میں پہونچ گیا ہوں کہ سب سے بڑھ کر مبارک جگہ ہے آرزو پوری ہوئی اور دوسری آرزو یہ تھی کہ میرا ایک خادم ہووے تاکہ میری خدمت کرے اور میرے وضو کے واسطے پانی طیار کر دیوے سو وہ خدائے تعالےٰ نے پوری کر دی کہ ایک لونڈی شائستہ مجھکو عطا کی تیسری آرزو میری یہ تھی کہ موت سے پہلے آپ کو دیکھوں تو امید ہے کہ حق تعالےٰ پوری کرے گا حضرت یحییٰ معاذؒ نے جواب لکھا کہ وہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ میں بہترین جگہ کی آرزو رکھتا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ آپ خود بہترین مخلوق ہو جیے اور پھر جس جگہ میں کہ پسند ہو رہیے۔ یاد رکھیے کہ جگہ مردوں سے بزرگ و عزیز بنا کرتی ہے نہ مرد جگہ سے۔ اور وہ کہ لکھا تھا کہ مجھے ایک خادم کی آرزو تھی اور وہ پوری ہو گئی اسکا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کو مروت اور جوانمردی ہوتی تو آپ حق تعالیٰ کے خادم کو اپنا خادم نہ بناتے اور حق تعالےٰ کی خدمت سے اسکو باز نہ رکھتے اور اپنی خدمت میں مشغول نہ کرتے آپ کو تو خود خادم بننا چاہیے نہ کہ آپ مخدومی کی آرزو کرتے ہیں یاد رکھیے کہ مخدومی حق تعالیٰ کی صفات سے ہے اور خادمی بندے کی صفات سے پس بندے کو بندہ ہی رہنا چاہیے

اور جبکہ بندہ حق تعالے کے صفات کی آرزو کرے ایسا جاننا چاہیے کہ فرعونی کرتا ہی اور دوسرے وہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھکو تیرے دیدار کی آرزو ہے معلوم ہوتا ہی کہ آپ خداے تعالی سے غافل ہین اگر آپ خداے تعالے سے باخبر ہوتے مین آپ کو ہرگز یاد نہ آتا آپ کو لازم ہے کہ حق تعالی کے ساتھ اسطرح صحبت رکھو کہ کبھی آپ کو بھائی کی یاد نہ آوے کہ وہان فرزند کی قربانی کرنا چاہیے بھائی کا کیا ذکر ہی اور بھائی بیچارہ کس شمار مین ہے اور کون ہی۔ اور اگر آپنے اُسکو پایا تو پھر مجھے کیا کرینگے اور اگر اُسکو نہ پایا تو مجھ سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا نقل ہے کہ ایکبار ایک دوست کو خط لکھا کہ دُنیا مثل خواب کے ہی اور آخرت مثل بیداری کے جو شخص کہ خواب مین دیکھتا ہی کہ رو رہا ہے اُسکی تعبیر وہ ہووے کہ بیداری مین ہنسے گا اور شاد ہوگا بس تمکو دُنیا کے خواب مین رونا چاہیے تاکہ آخرت کی بیداری مین ہنسو اور خوش ہو۔ نقل ہے کہ حضرت یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی تھین ایک روز اُنھون نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ مجھے فلان چیز درکار ہی ماں نے کہا کہ خُداے مانگو اُنھون نے کہا کہ ای اماں مجھے شرم آتی ہی کہ نفسانی ضرورت کو خداے تعالے سے مانگون آپ ہی دیدیجیے کہ جو کچھ آپ دینگی وہ آپ کی ملک سے ہی۔ نقل ہے کہ حضرت یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ ایک گانون کے دروازے کی طرف سے گذرے آپ کے بھائی نے کہا کہ یہ بہت اچھا گانون ہی حضرت یحیی معاذ نے فرمایا کہ خوش زیادہ اِس گانون سے دل اُس شخص کا ہی کہ اِس گانون سے فارغ ہے بوجہ کافی سمجھنے کے اُس بادشاہ کو کہ جسکی بادشاہت بڑی وسیع ہے نقل ہے کہ حضرت یحیی معاذ کو ایک دعوت مین لے گئے آپ بہت کم کھانا کھاتے تھے لوگون نے بہت اصرار کیا کہ آپ کچھ اور تناول فرمائیے آپ نے فرمایا کہ بھلا مین کیسے ایکدم تازیانہ ریاضت کا ہاتھ سے رکھ سکتا ہون جب کہ اِس ہمارے نفس کی خواہشین اپنی مکروفریب کی گھات مین بیٹھی ہین اگر ذرا بھی اُسکی باگ ڈھیلی کرون مجھکو ہلاکی کے بھنور مین

واللہ یہی نقل ہے کہ ایک رات ایک شمع آپ کے سامنے روشن کر کے رکھی تھی ایک ہوا کا جھونکا آیا اور وہ شمع گل ہو گئی حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے رونا شروع کیا تو کسی نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں ہم ابھی پھر روشن کیے دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اسلیے نہیں روتا ہوں بلکہ اس خیال سے روتا ہوں کہ ایمان کی شمعیں اور توحید کے چراغ کہ سینوں میں روشن کیے ہیں کہیں ایسا نہو کہ بے نیازی کی ہوا چلنے کی جگہ سے اسی طرح ایک ہوا کا جھونکا آئے اور انکو گل کر دیوے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کے سامنے کہا کہ دنیا ملک الموت کے سامنے ایک دانے کے برابر قدر و قیمت نہیں رکھتی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر ملک الموت نہ ہوتا تو دنیا بالکل ہی بیقدر ہوتی پھر فرمایا کہ موت ایک پل ہے کہ دوست کو دوست تک پہونچاتا ہے ایک روز آپ اس آیت تک پہونچے آمنا برب العالمین آپ نے فرمایا کہ جب کہ ایک ساعت کا ایمان دو سو برس کے کفر کے مٹانے و محو کرنے سے عاجز نہیں بھلا ستر برس کا ایمان ستر برس کے گناہوں کے میٹنے و محو کرنے سے کب عاجز ہوگا۔ اور فرمایا کہ اگر خدای تعالیٰ روز قیامت کو کہیگا کہ تو کیا چیز چاہتا ہے۔ میں کہونگا کہ خداوندا وہ چاہتا ہوں کہ مجھکو تو دوزخ کے قعر میں بھیجدیوی اور حکم دیوے کہ میرے واسطے آگ کے خیمے کھڑے کریں اور ان خیموں میں آگ کے تخت بچھائیں اور جبکہ میں دوزخ کے قعر میں مملکت کے تخت پر بیٹھوں تو تو فرمائے کہ تو سانس نہ لیوے مگر اس آتش سے کہ تو نے ہمارے سر میں امانت رکھی ہے تاکہ مالک کو اور خزنۂ دوزخ کو ہستی کے پردے میں لیجاویں اور اگر تو اس حکایت کی نقل سے سند چاہے تو جز یا مؤمن فان نورک اطفأ لہبی کافی ہے اور فرمایا کہ اگر دوزخ مجھکو بخشیں تو میں کسی عاشق کو نہ جلاؤں اسلیے کہ عاشق نے ہر روز سو بار اپنے آپ کو جلایا ہے۔ ایک سائل نے کہا کہ اگر کسی عاشق کے گناہ بہت ہوں تو اسکو بھی تو نہ جلاوے فرمایا نہیں اسلیے کہ وہ گناہ اختیار سے نہیں ہوئے ہیں اور عاشقوں کے کام اضطراری ہوتے ہیں نہ اختیاری اور فرمایا کہ جو کہ خدای تعالیٰ کی خدمت سے

شاد ہوتا ہے جو اشیا اُسکی قدرت سے شاد ہوتی ہین اور جسکی آنکھ روشن ہوتی ہو خدا تعالی
سے جو اشیا کی آنکھ روشن ہوتی ہے اُسکی طرف نظر کرنے سے اور فرمایا کہ کوئی شخص خدا ے
تعالے مین اسقدر متحیر نہین ہوتا جسقدر کہ دوسرے شخص ان عجائبات کو دیکھکر اُسپر گذرتے
ہین متحیر و حیران ہوتے ہین اور فرمایا کہ خداے تعالے اس سے کریم زیادہ ہو کہ عارفون کی
دعوت کرے طعام بہشت پر اس حال مین کہ اُنکی ہمتین تقاضا کر رہی ہین کہ اُسکے دیدار سے
سوا ہم کسی چیز پر راضی نہونگے اور فرمایا کہ جسقدر کہ تو خداے تعالے کو دوست رکھتا ہو اسیقدر
خلق تجھکو دوست رکھتی ہے اور جسقدر کہ تو خداے تعالی سے ڈرتا ہو اسیقدر خلق تجھسے ڈرتی
ہے اور جسقدر کہ تو خداے تعالے کے ساتھ مشغول ہوتا ہے خلق تیرے کام مین مشغول ہوتی
ہے اور جو کہ شرم رکھتا ہے خداے تعالے سے طاعت کے حال مین خداے تعالے شرم و کرم
رکھتا ہے کہ اُسکو عذاب کرے واسطے گناہ کے اور فرمایا کہ بندے کی حیا ندامت کی حیا ہوتی
ہے اور خدا کی حیا کرم کی حیا ہووے اور فرمایا کہ بندے کا گمان خداے تعالے کے کرم پر
اُسیقدر ہوتا ہے کہ جسقدر کہ اُس بندے کو معرفت خداے تعالے کی ہوتی ہے اور کوئی
شخص ہرگز ایسا نہین کہ ترک گناہ کرے اپنے نفس کے واسطے کہ اپنے نفس پر ڈرے جب
کوئی شخص کہ ترک گناہ کرتا ہو شرم سے اُس خدا کی کرتا ہے کیونکہ جانتا ہو کہ خداے تعالی اُسکو
دیکھتا ہے اُس چیز مین کہ اُسکو منع فرمایا ہو پس وہ اسلیے گناہ سے روگردانی کرتا ہو نہ اپنے
لیے اور فرمایا کہ گمان نیک خداے تعالے کے ساتھ رکھنا سب گمانون سے خوبترین گمان ہے
جبکہ اعمال شایستہ اور مراقبہ بھی اُسکے ساتھ ہو اور اگر غفلت اور معاصی کے ساتھ ہو
وہ صرف آرزو ہی آرزو ہو کہ اُسکو خطرے مین ڈالے اور فرمایا کہ نیک عمل سے گمان نیک
پیدا ہوتا ہے اور عمل بد سے گمان بد اور فرمایا کہ مغبون یعنے بڑے خسارے اور نقصان
و زیان مین وہ شخص ہے کہ بیفائدہ اپنے زمانے کو بیہودگی و بطالت مین گذارتا ہے
اور مسلط کرتا ہے اپنے اعضا کو ہلاکت پر اور مرتا ہے پہلے اُسکے کہ ہوش مین آوے گناہ سے

اور فرمایا کہ عبرت کے انبار انبار لگے ہین لیکن جو کہ عبرت نہین لیتا اُسکے واسطے گویا ہمہ جہان مین ساڑھے چار ماشے یعنے ذراسی بھی عبرت نہین ہے اور جو کہ عبرت نہین لیتا معائنے سے نصیحت نہین قبول کرتا اور جو کہ عبرت لینے والا ہے وہ صرف معائنے کے سبب سے بے پروا ہوجاتا ہے نصیحت سے آور فرمایا کہ تین قوم کی صحبت سے دور رہو ایک علماے غافل دوسرے قاریان کاہل تیسرے صوفیان جاہل۔ آور فرمایا کہ تنہائی آرزو صدیقون کی ہے۔ اور اُنس پکڑنا ساتھ خلق کے وحشت اُنکی۔ آور فرمایا کہ تین خصلتین اولیاء اللہ کی صفت سے ہین۔ اعتماد کرنا خدای تعالے پر تمام چیزون مین۔ آور بے نیاز ہونا تمام چیزون سے اور رجوع اُسکی طرف تمام چیزون مین۔ آور فرمایا کہ اگر موت کو بازار مین طباق پر رکھکر بیچئے تو آخرت والے کو زیب دیتا کہ کوئی چیز موت کے سوا نہ خریدتے۔ آور فرمایا کہ دنیا کے لوگونکی خدمت لونڈی اور غلام کرتے ہین اور آخرت والون کی خدمت نکوکار اور زاہد اور آزاد اور بزرگوار کرتے ہین آور فرمایا کہ مرد حکیم نہین ہوتا جب تک کہ اُس مین یہ تین خصلتین جمع نہون ایک وہ کہ نصیحت لینے کی نظر سے توانگرون کیطرف دیکھے نہ حسد کی نظر سے دوسرے وہ کہ شفقت کی نظر سے عورتون کیطرف دیکھے نہ شہوت کی نظر سے تیسرے وہ کہ تواضع کی نظر سے درویشون کی طرف دیکھے نہ کبر وغرور کی نظر سے۔ آور فرمایا کہ جو کہ خدای تعالے کی خیانت کرتا ہے پوشیدہ مین خدای تعالے اُسکا پردہ پھاڑتا ہے ظاہر مین آور فرمایا کہ اگر بندہ انصاف خداے تعالی کا دیتا ہے نفس سے خدای تعالی اُسکو بخشتا ہے آور فرمایا کہ لوگون کے ساتھ بات کم کرو اور خدای تعالے کے ساتھ بہت کہو اور فرمایا اگر عارف حق تعالی سے ساتھ ادب کا لحاظ نہ رکھین ہلاک ہوجاوین۔ اور فرمایا کہ جسکی کہ توانگری خدای تعالے سے ہے وہ ہمیشہ توانگر ہے اور جسکی کہ توانگری اپنے کسب سے ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اس جگہ اوّل سے مجذوب اور آخر سے مجاہد مُراد ہین جیسا کہ فرمایا حق تعالے کی نعمت کے عیش خانے مین غفلت ہے اور نعمت کے غم خانے مین تطہیر یعنے پاک کرنا۔ توانگر بندہ بن جائے تو پھر کیا ہے

عشق ثابت نہین رہتا اور فرمایا کہ مین تعجب کرتا ہون آدمے سے موحدون کی مقدار رکھنے والی زمین
مین کہ کیونکر جلاتی ہے آگ انکی توحید کی تجلی سے اور فرمایا کہ پاک ہے وہ خدا کہ بندہ
گناہ کرتا ہے اور خداے تعالےٰ اُس سے شرم رکھتا ہے شرم کرم یعنے اپنے کرم کے سبب سے
اور فرمایا کہ وہ گناہ کہ تجکو محتاج بنا دے اُسکا یعنے حق تعالےٰ کا زیادہ دوست رکھتا ہون
مین اُس غم سے کہ جو اُس تک یعنی حق تعالیٰ تک نہ پہونچا دے اور فرمایا کہ جو کہ خداے
تعالےٰ کو دوست رکھتا ہے نفس کو دشمن رکھتا ہے اور فرمایا کہ خداے تعالےٰ کا دوست
ریاکاری اور نفاق نہین کرتا اور باوصف اسکے ایسے شخص کے دوست کم ہوتے ہین
اور فرمایا کہ وہ بہت بڑا دوست ہووے کہ تجکو حاجت پڑے اُس سے کسی چیز کے مانگنے کی
یا اُسکو کہنے کی کہ ہمکو دعا مین یاد رکھنا یا اُس زندگانی مین کہ تو اُسکے ساتھ بسر کرے
حاجت پڑے صلح و مروت کرنے کی یا حاجت پڑے عذر چاہنے کی اُس سے کسی خطا و لغزش پر
کہ تجھسے ظاہر ہوئی ہو اور فرمایا کہ حصہ مومن کا تجھ سے تین چیزین چاہیین کہ تجھ دین
ایک وہ کہ اگر تو نفع نہ پہونچا سکے تو نقصان بھی نہ پہونچا دے، دوسرے اگر خوش اُسکو
نہ کر سکے تو غمگین بھی اُسکو نہ کرے تیسرے اگر تو تعریف اُسکی نہ کرے تو ہجو بھی اُسکی
نہ کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی حماقت اس سے بڑھ کر نہین ہے کہ تو آگ کا بیج بوئے اور اُمید
بہشت کی رکھے اور فرمایا کہ توبہ کے بعد ایک گناہ بھی زیادہ بُرا ہووے اُن ستر گناہون
سے کہ توبہ سے پہلے کیے ہون۔ اور فرمایا کہ مومن کا گناہ کہ بیم اور اُمید کے درمیان ہووے
مثل اُس لومڑی کے ہووے کہ درمیان دو شیرون کے ہو اور فرمایا کہ گناہ کا ترک کرنا
تمھارے واسطے کافی ہے اور بہتر ہے تمامی علاجون سے۔ اور فرمایا کہ مین عجب رکھتا ہون
اُس شخص سے کہ کھانے سے پرہیز کرتا ہے بیماری کے خوف سے اور کس واسطے پرہیز نہین
کرتا ہے گناہ سے آخرت کے عذاب کے ڈر سے اور فرمایا کہ خداے تعالےٰ کا کرم دوزخ کے
پیدا کرنے مین ظاہر تر ہے اُس سے کہ بہشت کے پیدا کرنے مین اسلیے کہ ہر چند بہشت کا وعدہ

کیا ہے لیکن اگر دوزخ کا ڈر نہوتا ایک شخص بھی فرمانبردار نہوتا اور فرمایا کہ دُنیا اشغال
کی جگہ ہے اور بندہ ہمیشہ اُمید اور بیم کی مشغولی کے درمیان ہے اور اسی دُبدھا
میں پڑا ہے کہ دیکھیے بہشت نصیب ہو یا دوزخ۔ اور فرمایا کہ ساری دُنیا اوّل سے لیکر
آخر تک ایک دَم کے غم کے برابر قیمت نہیں رکھتی پس کیا حال ہو اُسکا کہ جسنے ساری عمر
غم میں گذاری ہو بمقابلہ اُسکے کہ جسنے غم کا حصّہ بھی کم پایا ہو۔ اور فرمایا کہ دُنیا شیطان
کی دُکان ہے خبردار کہ اُسکی دُکان سے کوئی چیز تو نہ چُراوے کہ تیرے پیچھے پیچھے آئیگا
اور تیرا دین تجھسے اسکے عوض میں چھین لیگا اور فرمایا کہ دُنیا شیطان کی شراب
ہے جو کہ اُس سے مست ہوا ہرگز اُسکا نشہ اُس سے زائل نہوا مگر آخرت میں درمیان
لشکر خدای تعالےٰ کے روز قیامت کو پشیمانی اور زیان کاری میں۔ اور فرمایا کہ دُنیا
مثل دُولھن کے ہے اور اُسکا تماشی مثل اُسکی مشاطہ کے۔ اور زاہد دُنیا میں وہ شخص ہووے
کہ اُسکا یعنے دُنیا کا مُنھ کالا کرے اور اُسکے بال نوچے اور فرمایا کہ دُنیا میں اندیشہ اور غم
ہے اور آخرت میں عذاب اور سزا پس اُس سے راحت کب ہوگی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے کہ تم میری شکایت کرتے ہو تمکو یہ کافی نہیں ہے کہ دونوں جہان میرے ہیں
اور میں تمھارا۔ اور فرمایا کہ دُنیا کمانے میں نفسوں کی ذلّت ہے اور بہشت کی تحصیل میں
نفسوں کی عزّت ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے اُس شخص پر جو اختیار کرتا ہے خواری اور ذلّت کو
ایسی چیز کی طلب میں کہ باقی اور ہمیشہ نہ رہے گی اور فرمایا کہ نحوست دُنیا کی تیرے
واسطے اسقدر ہے کہ صرف اُسکی آرزو خدائے تعالیٰ سے تجھکو غافل بناتی ہے اب
سوچ لینا چاہیے کہ دُنیا کے پانے میں تیرا کیا حال ہوگا اور فرمایا کہ عقلمند تین شخص ہیں
ایک وہ کہ دُنیا کو ترک کرتا ہے۔ دوسرے وہ کہ سامانِ قبر مہیا کرتا ہے پہلے اِس سے
کہ قبر میں جاوے تیسرے وہ کہ خداوند تعالےٰ کو رضامند کرتا ہے پہلے اِس سے کہ اُس سے
واصل ہو۔ اور فرمایا کہ دو مصیبتیں ہیں بندے کے واسطے کہ اگلوں اور پچھلوں نے اُس سے

فرمایا دو مصیبتین ہین ایسی ہین اور وہ اس بندے کو کہ مال رکھتا ہے موت کے وقت
پیش آتی ہین لوگون نے کہا کہ وہ دو مصیبتین کونسی ہین فرمایا کہ ایک یہ کہ جو مال اُسنے
جمع کیا ہے اُس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ کہ اُسکے کل مال سے ذرہ ذرہ کا حساب
لیتے ہین آور فرمایا کہ دینار اور درم بچھو ہین ہاتھ اُنپر مت ڈال جب تک کہ منتر نہ سیکھ جاوے
نہین تو اُسکا زہر تجھکو ہلاک کر ڈالے گا لوگون نے پوچھا کہ اُسکا منتر کیا ہی فرمایا یہ ہی کہ آمدنی
اُسکی حلال سے ہووے اور خرچ اُسکا حق پر ہووے آور فرمایا کہ عاقل کے واسطے دُنیا کا طلب
کرنا جاہل کے دُنیا کے ترک کرنے سے نیکوتر ہے۔ آور فرمایا کہ ای صاحبان علم تمھارے محل
قیصر کے محل کے مثل اور تمھارے گھر نوشیروان کے گھر کے مثل پس عمارتین تمھاری شدادی
اور کپڑا تمھارا عادی ہے اور اِس سب تامل مین وہ آن وبان ہی جو کوئی بھی احمدی نہین
ہے۔ آور فرمایا کہ اس جہان کا طالب ہمیشہ معصیت کی ذلت مین ہی اور اُس جہان کا
طالب تمامی طاعت کی عزت مین ہی اور حق کا تلاشی ہمیشہ آرام و آسایش مین ہے
آور فرمایا کہ اُودی لباس پہننا گویا کہ دُکان داری ہی آور زہد مین گفتگو کرنا گویا کہ پیشہ ہے
آور وہ کہ عبادت کا اظہار کرتا ہے گویا کہ اپنی عبادت کا اظہار کرتا ہی اور یہ سب علامتین
ہین آور فرمایا کہ جو کہ توکل پر طعن کرتا ہے گویا کہ ایمان پر طعن کرتا ہی آور فرمایا کہ تکبر کرنا
اُس شخص کے ساتھ کہ مال پر تکبر کرتا ہے ایسا ہے جیسا کہ متواضعون کے ساتھ تواضع کرنا۔
آور فرمایا کہ مُردون کا درجے سے گرنا ایسا ہووے جیسا کہ آفت مین گرنا دو مردون کا
آور فرمایا کہ مرید کو تین چیزون سے چارہ نہین ہے۔ ایک تو وہ گھر کہ جس مین پوشیدہ
ہووے۔ دوسرے وہ روزی کہ جس سے جی سکے تیسرے وہ کام کہ اُس سے اپنا کام
چلا سکے لیکن پوشیدہ تر یہ ہے کہ اُسکا گھر خلوت ہی اور اُسکی روزی توکل اور اُسکا پیشہ
عبادت پس اُسکو چاہیے کہ اُن پر عامل ہو۔ آور فرمایا کہ مرید جب مبتلا ہوتا ہی بسیار خواری
مین تو ملائکہ اُسپر روتے ہین اور جسکو کہ بہت کھانے کی حرص مین مبتلا کیا جلد ہووے

کہ شہوت کی آگ میں جلکر سوختہ ہوجاوے آور فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے فرزندون
کے تن میں ہزار عضو ہین تمامی شر و بدی کے اور وہ سب شیطان کے ہاتھ مین ہین
جب کہ فرمایا بھوک کی محنت و تکلیف نفس کو دیتا ہی تو وہ تمامی اعضا خشک ہوجاتے ہین
اور بھوک کی آگ سے وہ لیتے اعضا سب کے سب جل جاتے ہین آور فرمایا کہ گرسنگی
یعنے بھوکا رہنا ایک نور ہے اور سیر ہوکر کھانا ایک نار ہے اور شہوت اسکی لکڑیان
کہ جسکے ذریعے سے آگ پیدا ہوتی ہے اور وہ آگ نہین سرد ہوتی جب تک کہ خداوند تعالے
اسکو نہ سرد کرے آور فرمایا کہ کوئی بندہ سیر ہوکر نہین کھاتا کہ حق تعالے نہین چھین لیتا ہے
اس سے ایسی چیز کہ بعد اسکے اسکو نہین پا سکتا آور فرمایا کہ گرسنگی طعام حق تعالے
کا ہے اور دنیا مین صادقون کے بدن اسی سے قوت پاتے ہین آور فرمایا
کہ گرسنگی مریدون کے واسطے ریاضت ہے اور توبہ کرنے والون کے واسطے تجربہ
ہے اور زاہدون کے واسطے سیاست یعنی سزا ہے اور عارفون کے واسطے بخشش ہے
آور فرمایا کہ مین پناہ چاہتا ہون ساتھ حق تعالے کے ایسے زاہد سے کہ فاسد کیا ہو
اپنے معدے کو بہت رنگ برنگ کے کھانے امیرون کے سے کھانے سے آور فرمایا
کہ تین قوم ہین ایک زاہد دوسرے مشتاق تیسرے واصل۔ زاہد معالجہ صبر سے کرتا ہے
اور مشتاق معالجہ شکر سے کرتا ہے۔ آور واصل معالجہ ولایت سے کرتا ہے آور فرمایا کہ
تو جب دیکھے کہ مرد اشارت طرف عمل کے کرتا ہی تو جان جا کہ طریق اسکا طریق ورع ہے
آور جب تو دیکھے کہ اشارت طرف آیات کے کرتا ہے تو جان جا کہ طریق اسکا طریق ابدال کا
ہے آور جب تو دیکھے کہ اشارت طرف احسانات کے کرتا ہی جان جا کہ اسکا طریق محبون
یعنے دوستون کا ہے آور جب تو دیکھے تعلق اسکا ساتھ ذکر کے ہو جان جا کہ طریق اسکا
طریق عارفون کا ہے آور فرمایا کہ جب تک کہ تو شکر کرتا ہے شاکر نہین ہے اور نہایت شکر
یعنے انتہائے شکر تحیر ہے آور فرمایا کہ مرید آخرت کا دل ساکن نہین ہوتا مگر جا کر جگہ مین

یا تو گھر کے کونے مین یا کسی مسجد کے یا کسی قبرستان کے یا ایسی جگہہ مین کہ جسکو کوئی دیکھ نہین سکتا بس کیسکے ساتھ کہ بیٹھے کوئی چاہیے کہ بیٹھ نہووے خداے تعالی کے ذکر سے - لوگون نے پوچھا کہ مریدپر سخت ترکیا چیز ہے - فرمایا ہمنشینی اضداد کی - اور فرمایا کہ نظر کر اپنے اُنس پر خلوت مین اور تیرا اُنس حق کی طرف خلوت مین ہی - اگر اُنس تیرا خلوت کے ساتھہ ہوگا جبکہ تو خلوت سے باہر آئے گا تیرا اُنس جاتا رہے گا اور اگر اُنس تیرا حق تعالی کے ساتھہ ہوگا تو ساری جگہین تیرے واسطے یکسان ہونگی جنگل اور پہاڑ اور بیابان - اور فرمایا کہ تنہائی مُصاحب صدیقون کی ہے اور فرمایا کہ بلا کے نازل ہونے کے وقت صبر کی حقیقتین آشکارا ہوتی ہین اور مکاشفے کے وقت مین رضا کی حقیقتون کی کُچھ قدرت ظاہر ہوتی ہی اور فرمایا جو کہ آج کے روز جس چیز کو دوست رکھتا ہے کل یعنے روز قیامت کو اُسکے پیچھے پیچھے آئے گی اور جو کہ آج کے روز جس چیز کو کہ دشمن رکھتا ہے کل یعنے روز قیامت کو جس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے اُسکو ملیگی اور فرمایا کہ دین کا ضائع ہونا طمع سے ہی اور باقی رہنا دین کا ورع مین ہے اور فرمایا کہ خوش خُلقی کے مقابلے مین معصیت نقصان نہین رکھتی - اور فرمایا کہ ایک کالے دانے کے برابر دوستی میرے نزدیک ستّر برس کی بے دوستی کی عبادت سے دوست تر ہے اور اعمال محتاج ہین تین خصلت کے علم اور نیت اور اخلاص اور فرمایا کہ توکل سے آزادی پا سکتے ہین بندگی سے اور اخلاص سے نیک بدلے نکال سکتے ہین اور حکم خدا پر راضی ہونے سے زندگی کو خوشی کے ساتھہ گذار سکتے ہین اور فرمایا کہ ایمان تین چیز سے ہے خوف اور رجا اور محبت اور خوف کے ضمن مین ترک گناہ ہی تاکہ تو آگ سے رہائی پاوے اور رجا کے ضمن مین طاعت مین خوض و فکر کرنا ہی تاکہ تو بہشت و درجات پاوے اور محبت کے ضمن مین گمان مکروہات کا کرنا ہے تاکہ حق تعالے کی رضامندی حاصل ہووے - اور فرمایا کہ عارف وہ ہی کہ کوئی چیز ذکر الٰہی سے دوست تر نرکھے - اور فرمایا کہ معرفت تیرے دل مین راہ نپاویگی جب تک کہ تو معرفت کا پورا پورا حق

اوا نہ کرے گا اور فرمایا کہ خوف ایک درخت ہے دل مین اور اسکا پھل دعا اور زاری جب
خائف ہوتا ہے تمامی اعضا عبادت مین قبولیت کرتے ہین اور نافرمانیون کی پرہیز کرتے
ہین اور فرمایا کہ بلند ترین منزل طالبون کی خوف ہے اور بلند ترین منزل واصلون کی
حیا یا رجا اور فرمایا ہر چیز کے واسطے ایک زینت ہے اور عبادت کی زینت خوف ہے
اور خوف کی علامت کوتاہی اَمل یعنے آرزو ہے اور فرمایا کہ فقر کی علامت فقر یعنی تنگی
و محتاجی کا خوف ہے اور فرمایا کہ بلند ترین پرہیزگاری تواضع ہے اور فرمایا کہ عیبون
سے عمل کا نگاہ رہنا اخلاص ہے اور فرمایا کہ شوق کی علامت وہ ہے کہ تو اعضا کو
شہوات سے نگاہ رکھے اور شوق کی علامت خدائے تعالےٰ کے ساتھ دوستی حیات ہر
ساتھ راحت کے یعنے جب زندگی ہوگی اور کسی طرح کا رنج نہ ہوگا شوق اُسکا زیادہ ہوگا
اور فرمایا کہ طاعت خزانۂ خدا ہے اور اُسکی کُنجی دُعا ہے اور فرمایا کہ توحید نور ہے
اور شرک نار۔ توحید کا نور تمامی گناہون کی آگ کو جلاتا ہے اور شرک کی آگ مشرکون
کی تمامی نیکیون کو جلاکر راکھ بناتی ہے اور فرمایا کہ جس طرح کہ توحید عاجز نہین مٹانے
اور محو کرنے سے ہر چیز کے کہ پہلے گئی ہے اسی طرح عاجز نہ ہوگی مٹنے اور محو کرنے
سے کُفر و طُغیان کے جو کچھ کہ بعد اُسکے صادر ہوا ہے گناہ اور نافرمانی سے۔ اور فرمایا کہ
ورع جم جانا ہووے حد علم پر بغیر تاویل کے۔ اور فرمایا ورع دُو قسم ہے ایک تو ورع
ظاہری کہ نہین حرکت کرتا مگر طرف خدا کے دوسرے ورع باطنی کہ دل مین سوائے خدا کے
اور کی گنجایش نہین رہتی اور فرمایا کہ زہد کے تین حرف ہین زا۔ ہا۔ دال۔ زا سے مراد
ترک زینت ہے اور ہا سے ترک ہوا اور دال سے ترک دُنیا۔ اور فرمایا کہ زہد سے سخاوت
پیدا ہوتی ہے ساتھ ملک کے اور حُب سے سخاوت پیدا ہوتی ہے ساتھ نفس کے
روح مین اور فرمایا کہ زاہد وہ ہے کہ دُنیا کے ترک پر حریص تر ہووے اس حریص سے
کہ طالب دُنیا ہے اور فرمایا کہ زاہد ظاہر مین صاف و بے میل ہے اور باطن مین ملا جلا۔

اور عارف باطن مین صاف ویسے کدر سے ہے اور ظاہر مین ملا جلا۔ اور فرمایا کہ فوت سخت تر ہے موت سے اسلیے کہ موت علٰحدگی ہے خلق سے اور فوت علٰحدگی ہے حق سے اور فرمایا جو کہ بات بے سوچ کہتا ہے پشیمان ہوتا ہے اور جو کہ سوچ کر بات کہتا ہے اسکی بات درست و سلامت ہوتی ہے اور فرمایا کہ توبہ نصوح کی علامت تین ہین کم کھانا واسطے روزے کے اور کم سونا واسطے نماز کے اور کم بولنا واسطے خداے عزوجل کے اور فرمایا کہ حق تعالے کا ذکر تمامی گناہون کو ڈوبا دیتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ رضا اسکی کس درجے پر ہوگی اور اسکی رضا غرق کرتی ہے آرزؤن کو۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اسکی حب کس درجے کی ہوگی اور اسکی حب دہشت و حیرت مین ڈالتی ہے عقول کو اب دیکھنا چاہیے کہ اسکی دوستی کس درجے کی ہوگی اور اسکی دوستی فراموش کردیتی ہے ہر چیز کو جو اسکے سوا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اسکا لطف کس درجے کا ہوگا لوگون نے کہا کہ ہم کس طرح پہچان سکتے ہین کہ حق تعالے ہم سے راضی ہے یا نہین فرمایا کہ اگر تو راضی ہے اس سے یہ نشان ہے کہ وہ بھی تجھ سے راضی ہے لوگون نے کہا کوئی ایسا بھی ہو کہ اس سے راضی نہو اور اسکی معرفت کا دعوی کرے فرمایا ہان جو کہ غافل رہے اسکے انعام سے غصے مین پڑے بسبب غفلت کے کیا نعمت سے اور کیا مصیبت سے راضی نہووے کسی نے کہا کب جائز ہو کہ مقام توکل مین رسم اور رداے زہد کو پہنون یا اوڑھون اور زاہدون کے ساتھ بیٹھون۔ فرمایا اسوقت کہ نفس کو پوشیدہ ایسی ریاضت تو دیوے کہ اگر خداے تعالے تین روز تجھکو روزی نہ دیوے تو بھی تو کمزور نہووے اپنے نفس مین زاہدون کی ہمنشینی جائز ہو اور اگر اس درجے پر تو نہ پہونچا ہو تو تیری نشست زاہدون کے بچھونے پر جہل ہووے اور نیز تیری فضیحت و رسوائی سے بخوف نہ رہون۔ پوچھا کہ کل یعنے روز قیامت کو کون بخوف زیادہ ہوگا۔ فرمایا جو کہ آج کے روز بیشتر ڈرتا ہے پوچھا کہ مرد توکل پر کب پہونچتا ہے۔ فرمایا اسوقت کہ خدا کے توکل پر راضی ہوتا ہے۔

پوچھا توانگری کیا ہے فرمایا خداے تعالےٰ کی پناہ وامن مین ہونا۔ پوچھا عارف کون ہے فرمایا وہ شخص کہ ہست نیست ہو۔ پوچھا درویشی کیا ہے فرمایا یہ کہ اپنی خداوند سے تمامی موجودات سے مستغنی وتوانگر ہوجاوے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کے سامنے توانگری اور درویشی کا ذکر ہوتا تھا فرمایا کہ نہ روز قیامت کو توانگری کچھ وزن رکھتی ہوگی نہ درویشی البتہ وزن ہوگا تو صبر وشکر مین۔ چاہیے کہ تو شکر کرے اور صبر کرے پوچھا کہ خلق سے زہد مین کون زیادہ ثابت قدم ہے۔ فرمایا وہ کہ یقین جسکا بیشتر ہے کہا محبت کا نشان کیا ہے فرمایا کہ نیکوی کیطرف زیادہ دیکھے اور جفا پر نقصان نہ پکڑے۔ ایک نے کہا آپ مجھے وصیت کیجیے آپ نے فرمایا سبحان اللہ جب میرا نفس مجھ سے قبول نہین کرتا ہے دوسرا مجھسے قبول کب کریگا لوگون نے کہا ہم ایک جماعت کو دیکھتے ہین کہ وہ آپ کی غیبت کرتی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر خداے تعالےٰ مجکو بخشدے گا تو اُس سے میرا کچھ نقصان نہوگا جو کچھ کہ وہ کہتے ہین اور اگر نہ بخشے گا تو ضرور مین لائق اُسی کے ہون کہ وہ کہتے ہین لوگون نے کہا کہ کیون آپ تمامی باتین رجا کی کہتے ہین اور تمامی بیان کرم اور لطف ہی کا کرتے ہین فرمایا کہ ضرور بات مجھ ایسے عاجز کی ساتھ اُس جیسے بزرگ کے سواے لطف وکرم کے نہووے اور آپ کی مناجات اِسطرح تھی کہ فرماتے۔ خداوندا میری اُمید تجھپر سیئات یعنی بُرائیون اور گناہون کے ہوتے اُس سے زیادہ ہے کہ میری اُمید ساتھ تیرے حساب پر۔ اسلیے کہ مین اپنے آپ کو ایسا نہین پاتا ہون کہ مین اعتماد کرون طاعت با اخلاص پر اور مین کیونکر طاعت با اخلاص کر سکتا ہون اور مین آفات مین معروف ہون لیکن مین اپنے آپ کو گناہ مین ایسا دیکھتا ہون کہ مین اعتماد رکھتا ہون تیری عفو ومعافی پر اور تو کیونکر میرا گناہ معاف نہ کرے گا درحالیکہ تو بخشش سے موصوف ہے اور فرمایا کہ الٰہی تو نے موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون عزیز کو نزدیک فرعون سرکش وباغی کے بھیجا اور تو نے فرمایا کہ بات اُس کے ساتھ نرمی اور آہستگی سے کہو الٰہی جب کہ یہ لطف

تیرا ہے اُس شخص کے ساتھ کہ دعوی خدائی کا کرتا ہے کیا لطف تیرا ہوگا بھلا اُس شخص کے ساتھ کہ جو تیری بندگی جان کی کر سے کرتا ہے الٰہی جب تیرا لطف ایسے شخص کے ساتھ کہ انا رَبُّکُمُ الاَعلیٰ کہے یہ ہے تیرا لطف و کرم اُس شخص کے ساتھ کہ سُبحانَ رَبّیَ الاَعلیٰ کہتا ہے نہیں معلوم کسقدر ہوگا۔ اور فرمایا الٰہی میرے تمام مُلک و مال مین سوای ایک پُرانی کملی کے نہیں ہے باوجود اس سب کے اگر کوئی حاجتمند اس کملی کا آوے اور مجھ سے مانگے تو مین اس کملی کو اُس سے عزیز نرکھون۔ اور تیرے تو کئی ہزار رحمت کے جہان ہین اور ذرہ بھر بھی تو حاجتمند نہیں بھلا تو اپنی رحمت سے اتنے ہزار کو کہ درماندہ ہین کیسے محروم رکھے گا اور رحمت کو اُن سے عزیز رکھے گا اور فرمایا الٰہی تونے فرمایا ہے کہ مَنْ جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنے جو کہ نیکوئی ہماری طرف لاتا ہے ہم اُس سے بہتر اُسکو واپس دیتے ہین کوئی چیز نیکوتر ایمان سے نہیں ہے کہ تونے ہمکو دیا ہے کیا بہتر چیز اُس سے تو ہمکو دیگا خداوندا سواے اپنے دیدار کے اور فرمایا کہ الٰہی جیسے کہ تو کسی سے مشابہ نہیں ہے ایسے ہی تیرے کام بھی کسی کے کامون کے ساتھ مشابہ نہیں ہین اور جو شخص کہ کسی کو دوست رکھتا ہے تمامی آرام اُس شخص کے چاہتا اور ڈھونڈھتا ہے بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ جسکو تو دوست رکھے گا اُسکے سر پر بلا برساوے گا اور فرمایا کہ الٰہی جو کچھ کہ تو مجکو دنیا سے دینا چاہتا ہے کافرونکو دے اور جو کچھ کہ تو آخرت مین مجکو دینا چاہتا ہے وہ مومنون کو دے کہ مجھے کافی ہے دنیا مین یاد کرنا تیرا اور آخرت مین دیدار تیرا اور فرمایا الٰہی کیونکر باز رکھون بسبب گناہ کے دُعا تجھ سے یعنے گناہ کے سبب سے دُعا کس طرح نہ مانگون کہ نہیں دیکھتا ہون مین کہ باز رکھتا ہے تو بسبب میرے گناہ کے اپنی عطا کو مجھ سے ہرچند مین گناہ کرتا ہون تو اُسی طرح عطا دیتا ہے پس مین بھی اگرچہ گناہ کرتا ہون لیکن دُعا سے باز نہیں رہ سکتا ہون اور فرمایا الٰہی اگر مین قدرت نہیں رکھتا ہون کہ گناہ سے باز رہون تو قدرت رکھتا ہے

کہ میرے گناہ معاف کر دیوے اور بخشدیوے اور فرمایا کہ جو گناہ کہ مجھ سے ظہور میں آتا ہے دو رُخ رکھتا ہے ایک تیرے رُخ کی طرف دوسرا میری کمزوری کی طرف یا تو تو اُس رُخ سے میرے گناہ کو معاف کر دے کہ تیری مہربانی و لطف کی طرف رکھتا ہے یا اس رُخ سے بخشدے کہ میرے ضعف و کمزوری کی طرف رکھتا ہے اور فرمایا الٰہی اس بدکرداری سے کہ میری ہے مین تجھ سے ڈرتا ہون اور اُس فضل سے کہ تیرا ہے تجھ سے اُمید رکھتا ہون پس مجھ سے باز مت رکھ اُس فضل کو کہ تیرا ہے بسبب اُس بدکرداری کے کہ میری ہے اور فرمایا الٰہی مجھپر رحم فرما اس لیے کہ مین تیری ملک سے ہون یعنی تیرا مملوک ہون اور فرمایا الٰہی کیونکر مین ڈرون تجھ سے درحالیکہ تو کریم ہی اور کیونکر نہ ڈرون مین تجھ سے درحالیکہ تو عزیز ہے اور فرمایا الٰہی کیونکر یاد کرون مین تیری درحالیکہ مین بندۂ گنہگار ہون اور کیونکر نہ یاد کرون مین تیری درحالیکہ تو خداوند کریم ہی اور فرمایا کیا خوب خداوند پاک ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور تجکو شرم کرم ہوتی ہی یعنے تو اپنے کرم کی وجہ سے اُس سے خود شرماتا ہے اور فرمایا الٰہی مین ڈرتا ہون تجھ سے اسلیے کہ تیرا غلام و بندہ ہون اور مین امید رکھتا ہون تجھ سے اسلیے کہ تو خداوند ہی اور فرمایا الٰہی تو دوست رکھتا ہی کہ مین تجکو دوست رکھون باوجود اسکے کہ تو بے نیاز ہی مجھ سے پس مین کیونکر تجھے دوست نہ رکھونگا ساتھ اس سبب کے کہ احتیاج تیری ساتھ رکھتا ہون اور تیرا محتاج ہون اور فرمایا کہ مین غریب ہون اور ذکر تیرا غریب اور مین تیری ذکر کے ساتھ اُلفت پکڑے ہوے ہون کیونکہ غریب ساتھ غریب کے الفت پکڑتا ہی الٰہی شیرین ترین عطا او بخششہا میرے دل مین تیری رجا ہے اور خوشترین سخنہا میری زبان پر تیری ثنا ہے اور دوست ترین وقتہا مجھپر تیرے دیدار کا وقت ہے اور فرمایا میرا عمل بہشت کا نہین ہے اور دوزخ کی طاقت نہین رکھتا ہون اب کام تیرے فضل پر موقوف ہے اور فرمایا الٰہی اگر کل قیامت کو مجھ سے کہین گے تو کیا لایا ہے تو خدایا مین کہونگا قیدخانے سے بال بڑھے ہوئے اور میلا کچیلا لباس اور جہان کا جہان

درد و غم کا اور شرمندگی کا اور کیا لاتا مجھے نہلاؤ اور خلعت دو اور میرا احوال مت پوچھو

نقل ہے کہ حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک شہر کا سو ہزار درم قرض ہوگیا کہ آپ نے غازیون اور حاجیون اور فقیرون اور صوفیون اور عالمون پر خرچ کیے تھے قرضخواہ تقاضا کرتے تھے اور آپ کا دل اسوجہ سے مشوش تھا جمعے کی رات مین حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ای یحییٰ تنگدل و آزردہ مت ہو کیونکہ تیری تنگدلی مجکو رنجیدہ کرتی ہے اُٹھ اور خراسان کیطرف جا کہ اُس سو ہزار درم کی عوض کہ فقرا کو دیے ہین ایک شخص نے تین سو ہزار درم یعنے تین لاکھ درم تیرے واسطے رکھ چھوڑے ہین تا کہ تجھے اِس اندیشے سے فارغ کرے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کہان ہے اور وہ شخص کون ہے فرمایا کہ تو شہر بشہر جا اور وعظ کہہ کہ تیری بات دلون کے واسطے صحت و شفا ہے مین جس طرح کہ تیرے خواب مین آیا ہون اُس شخص کے خواب مین جاؤنگا پس حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور مین آئے لوگون نے محراب کے آگے منبر استادہ کیا آپ نے فرمایا کہ ای باشندگان نیشاپور مین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے یہان آیا ہون کہ فرمایا ہے کہ تیرا قرض وہان ایک شخص ادا کریگا اور مجھپر سو ہزار درم چاندی کے قرض ہین اور تم جانتے ہو کہ ہمارا کلام ہر وقت مین کس خوبی و رونق کے ساتھ ہوا ہے لیکن اب قرض اسکا پردہ ہوگیا ہے حاضرین سے ایک نے کہا کہ پچاس ہزار درم مین دونگا دوسرے نے کہا کہ مین چالیس ہزار درم دونگا تیسرے نے کہا کہ مین دس ہزار درم دونگا حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنکر کہا کہ مین ہرگز نہ لونگا کیونکہ سردار جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ طرف ایک شخص کے کیا ہے پھر آپ نے وعظ شروع کیا پہلے ہی روز سات جنازے آپ کی مجلس سے اُٹھائے گئے جب نیشاپور مین قرض آپ کا ادا نہوا آپ بلخ کو گئے جب وہان پہنچے تو بلخ کے لوگون نے آپ کو روک لیا مُدت تک آپ نے وہان وعظ

فرمایا اور تو انگری کی فضیلت بیان کی تو ہزار درم آپ کو دیے ایک شیخ اس طرف
مین تھے انکو یہ خوش نہ آیا کہ آپ نے درویشی پر توانگری کو فضیلت دی کہا خدا ے
تعالے اسپر برکت نہ کرے جب بلخ سے باہر آئے لٹیرون نے لوٹ لیا اور مال لے گئے
آپ نے فرمایا کہ یہ اثر اس بزرگ کی دعا کا ہوا پھر ارادہ ہری کا کیا اور فرزمین سے گئے
پھر ہری مین قصہ قرض کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب مین دیکھنے کا بیان کیا
امیر ہری کی صاحبزادی آپ کی مجلس وعظ مین حاضر تھی اسنے کہا امام صاحب آپ
قرض سے فارغ دل رکھیے کہ اس رات کو سردار موجودات صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے خواب مین آئے
اسی رات میرے خواب مین آئے مینے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مین
انکے پاس جاؤن فرمایا نہین وہ خود تیرے پاس آئینگے مین جب سے آپکے انتظار مین تھی جب
میرے باپ نے میری شادی کردی جو سامان کہ دوسرون کے یہان کا نسے اور تانبے کا
ہوتا ہے میرے واسطے چاندی اور سونے کا طیار کیا جو اسباب کہ چاندی کا ہے تین لاکھ درم کا ہے
وہ سب مینے آپ کو خیرات کیا لیکن ایک حاجت رکھتی ہون اور وہ یہ ہے کہ آپ چار روز
اور وعظ فرمائین حضرت یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے چار روز تک وعظ فرمایا پہلے روز
دس جنازے آپ کی مجلس سے نکلے اور دوسرے روز پچیس جنازے اور تیسرے روز
چالیس جنازے اور چوتھے روز ستر جنازے پانچوین روز ہری سے باہر آئے سات اونٹ
آپ کے ساتھ بھرے ہوے چاندی کے اس امیر کی صاحبزادی نے کردیے جب بلخ مین
پہونچے اپکے صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے اور وہ مال لاتے تھے آپ نے فرمایا کہ
جب شہر مین داخل ہو تو مال قرضخواہون کو دینا اور باقی درویشون کو اور ہمارے
واسطے کچھ نہ رکھنا صبح کے وقت حضرت یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ مناجات مین مشغول تھے
سر زمین پر رکھے تھے اور مناجات کررہے تھے کہ ایک پتھر آپ کے سر پر مارا حضرت
یحیی معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مال قرضخواہون کو دیدو اور داصل بحق ہوے

اِنّا جعفر و اِنّا الکبیر یا جوہن بعد کو اہلِ طریقت آپ کو اپنی گردن پر اٹھا کر نیشاپور میں لائے
اور گورستان حیرہ میں دفن کیا والسّلام

چھیتواں باب شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ چشمِ بصیرت کے نورانی ستارہ وہ صورت اور سیرت کے شاہباز وہ صدیق معرفت وہ مخلص بے صنعت وہ نور چراغ روحانی شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ عہد اور محتشم روزگار تھے اور عیارانِ طریقت سے تھے اور صعلوکانِ راہ حقیقت سے۔ اور تیز فراست تھے اور کبھی آپ کی سمجھ بوجھ نے خطا نہ کی ابنائے ملوک سے تھے اور صاحبِ تصنیف اور ایک کتاب آپ کی تصنیف سے ہے جسکا نام مرآۃ الحکما ہے بہت سے مشائخ سے ملاقات کی جیسے حضرت ابو تراب اور حضرت یحییٰ معاذ رحمہم اللہ تعالےٰ اور علاوہ اسکے آور قبا پہنتے تھے جب نیشاپور میں آئے ابو حفص حداد رحمۃ باوصف اپنی عظمت کے جب انکو دیکھا کھڑے ہو گئے اور استقبال کیا اور کہا کہ میں جس چیز کو عبا میں ڈھونڈھتا تھا میں نے اُس چیز کو قبا میں پایا۔ نقل ہے کہ آپ چالیس برس تک نہ سوئے اور نمک آنکھوں میں چھڑکتے تھے یہانتک کہ آپ کی آنکھیں دو خون کے پیالے ہو گئی تھیں چالیس برس کے بعد کہ سوئے اُس خداوند کو کہ بیخوابی اُسکے واسطے کھینچتے تھے خواب میں دیکھا اور کہا کہ ای بارِ خدایا میں تجھکو شب بیداری میں طلب کرتا تھا خواب میں پایا ارشاد ہوا کہ تو نے ہمکو خواب میں اُن ہی بیداریوں کی برکت سے پایا ہے اگر تو وہ بیداریاں نہ کھینچتا تو ایسا خواب نہ دیکھتا بعد اسکے لوگ آپ کو دیکھتے تھے کہ جہاں کہیں کہ جاتے تھے تکیہ سرہانے رکھکر سو رہتے تھے اور کہتے تھے شاید کہ ایکبار اور ایسا خواب دیکھوں اور اپنے خواب کے عاشق ہو گئے تھے اور فرماتے

کہ ایک ذرے کے برابر اس خواب سے دونوں جہان کی بیداری کے عوض نہ دونگا
نقل ہے کہ شاہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا سبز خط سے اُسکے سینے پر لکھا تھا کہ
اللہ جل جلالہٗ جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو سیر و تماشے میں مشغول ہوا اور رباب بجانا سیکھا
اور بہت خوش آواز تھا رباب بجایا کرتا اور رُویا کرتا ایک رات کو محل سے نکلکر رباب بجاتا
اور گیت گاتا ایک محلے میں گیا ایک دلھن اپنے شوہر کے پاس سے اُٹھکر اسکے دیکھنے کو
آئی اتنے میں شوہر کی آنکھ کھل گئی بیوی کو نہ دیکھا اُٹھا اور وہ حال دیکھا پھر آواز دی
کہ ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا یہ بات اُس شاہزادے کے دل میں اثر کر گئی اور کہا کہ آیا
اور یہ کہتے ہی رباب کو توڑ ڈالا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور غسل کیا اور ایک گھر میں
گوشہ گزین ہوا اور وہ اللہ جل جلالہٗ کہ سینے پر لکھا تھا کچھ مٹ گیا تھا پھر سینے پر لکھا
چالیس روز تک کچھ نہ کھایا پھر باہر نکل گیا اور کوچ کی کہ لڑکا دین درست کیں باپ نے
یہ حال دیکھکر کہا کہ جو کچھ کہ ہمکو چالیس برس میں دیا اس لڑکے کو چالیس روز میں دیا۔
نقل ہے کہ شاہ کی ایک صاحبزادی تھی بادشاہ کرمان نے خواستگاری کی شاہ نے کہا
کہ مجھے تین روز کی مہلت دیجیے آپ اُن تین روز میں برابر مسجدوں کے گرد پھرتے
رہے تیسرے روز ایک درویش کو دیکھا کہ ایک مسجد میں نماز بہت اچھی طرح پڑھ رہا ہے
شاہ ٹھہر گئے جب وہ درویش نماز سے فارغ ہوئے پوچھا اے درویش آپ کی بیوی ہے
اُسنے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھی بیوی چاہتے ہو اُس درویش نے کہا کہ مجھے
کون اپنی بیٹی دیگا کیونکہ میرے پاس تین درم سے زیادہ نہیں ہیں شاہ نے کہا کہ میں
دونگا اپنی بیٹی تجھکو۔ یہ تین درم جو تمھارے پاس ہیں ایک درم روٹی کو دیجیے اور ایک
شیرینی کو اور ایک خوشبوئی کو اور نکاح کر لیجیے پھر اُسنے ایسا ہی کیا اور اُسی رات
شاہ نے اپنی بیٹی اُسکو بیاہ دی۔ آپ کی صاحبزادی جب اُس درویش کے گھر میں
داخل ہوئیں خشک روٹی دیکھی کہ پانی کے آبخورے کے اوپر رکھی ہے پوچھا کہ یہ روٹی کیسی ہے

کہا کہ کل کی بچی ہوئی ہے آج کی رات کے واسطے رکھی ہے صاحبزادی نے چاہا کر باہر چلی جاوین اور اپنے باپ کے گھر واپس آوین درویش نے کہا کہ مینے جانا تھا کہ شاہ کی صاحبزادی ہماری بے سروسامانی پر راضی ہوگی صاحبزادی صاحبہ نے فرمایا کہ اے عزیز مین تیری بے سامانی کی وجہ سے نہین جاتی ہون بلکہ مین تیرے ایمان و یقین کی کمزوری کے سبب جاتی ہون کہ تو نے کل کے واسطے روٹی رکھ چھوڑی ہے مجھے اپنے باپ پر حیرت آتی ہے کہ مجکو بیس برس تک گھر مین رکھا اور کہا کہ تجکو کسی پرہیزگار کے ساتھ بیاہونگا اور پھر ایسے شخص کے ساتھ میرا نکاح کیا کہ جسکو اپنی روزی پر بھی خداے تعالےٰ پر بھروسا نہین ہے درویش نے کہا کہ یہ گناہ کسی عذر سے کفارہ بھی قبول کر سکتا ہے یعنی کسی عذر سے اس گناہ کا کفارہ ہو سکتا ہے شاہ کی صاحبزادی نے کہا کہ اس گھر مین یا تو مین ہی ہونگی یا خشک روٹی۔ نقل ہے کہ ابوحفص نے شاہ کو نامہ لکھا اور کہا کہ مینے اپنے نفس مین اور اپنے عمل مین اور اپنی تقصیر مین نظر کی پس مین ناامید ہوا والسلام۔ شاہ نے جواب لکھا کہ تیرے نامے کو مینے اپنے دل کا آئینہ بنایا اگر میری ناامیدی اپنے نفس سے خالص ہوگی تو امید میری خداے تعالےٰ کے ساتھ صاف ہووے گی اور اگر صاف ہووے گی امید میری خداے تعالےٰ کے ساتھ۔ میرا خوف خداے تعالےٰ سے صاف ہووے گا اُس وقت مین اپنے نفس سے ناامید ہون گا اور خدا کی یاد کر سکونگا اور اگر خدا کی یاد کرون گا خداے تعالےٰ مجکو یاد کریگا تو نجات پاؤنگا مخلوقات سے اور ہمیشہ رہون گا محبوبون کے چھپر کھٹ پر۔ نقل ہے کہ درمیان شاہ اور یحییٰ معاذ کے دوستی تھی اتفاق سے ایکبار دونون ایک شہر مین قیام کرنے والے ہوئے حضرت یحییٰ معاذ نے مجلس وعظ کی شاہ مجلس وعظ مین نہ گئے کہا کہ آپ کیون نہ آئے کہا صواب اسی مین ہے جب بہت اصرار کیا آپ ایک روز گئے اور ایک کونے مین جا کر بیٹھ گئے کسی نے آپ کو نہ دیکھا حضرت یحییٰ معاذ وعظ فرماتے فرماتے ساکت ہو گئے

اور فرمایا کہ کوئی ایسا شخص یہاں موجود ہو کہ اسکا وعظ مجھ سے بہتر و افضل ہے آپ گوشے سے اٹھکر روبرو آسکے اور کہا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میرا بندہ آنا مصلحت ہے اور فرمایا کہ اہل فضل کو فضل ہوتا ہے بسبب پر اسوقت تک کہ اپنے نفس کو نہ دیکھیں جب دیکھا اسکا فضل نہیں رہتا اور اہل ولایت کو ولایت ہوتی ہے بسبب پر اسوقت تک کہ اپنی ولایت کو نہ دیکھیں جب دیکھا انکی ولایت نہیں رہتی اور فقر سر خدا ہے نزدیک بندے کے جب تک کہ فقر کو پنہاں رکھتا ہے امانت دار رہتا ہے جب ظاہر کرتا ہے فقر کا نام اس سے اٹھ جاتا ہے اور فرمایا علامت صدق کی تین ہیں اوّل وہ کہ دنیا کی قدر تیرے دل سے چلی جاوے ایسی کہ چاندی اور سونا تیرے سامنے مثل خاک کے ٹھہرے اور جب کہ سونا اور چاندی تیرے ہاتھ میں آوے تو تو ہاتھ کو اس سے اسطرح جھاڑے جیسے خاک سے دوسرے یہ کہ خلق کا دیکھنا تیرے دل سے گر پڑے ایسا کہ تعریف اور ہجو تیرے سامنے ایک ہی ٹھہریں کیونکہ نہ تو انکی مدح سے زیادہ ہوگا اور نہ انکی ہجو سے کم ہوگا۔ اور تیسرے یہ کہ شہوات کا غلبہ تیرے دل سے گر پڑے یہانتک کہ تو ہووے شاد و خوش گرسنگی و ترک شہوات سے اسقدر کہ اہل دنیا شاد و خوش ہوتے ہیں پیٹ بھر کر کھانے اور شہوات کے پورا کرنے سے پھر جب کہ تو ایسا ہو جائے طریقت مردان کو لازم پکڑ اور اگر ایسا نہووے تو تجکو ان باتوں کے ساتھ کیا کام اور فرمایا کہ ترس کاری اندوہ دائمی ہو اور فرمایا کہ خوف دوست تر وہ ہے کہ تو جانے کہ کوتاہی کی ہے حقوق میں خدائے عز و جل کے اور فرمایا کہ علامت رجا حسن ظاہر ہے اور فرمایا کہ علامت صبر تین چیز ہے ترک شکایت اور صدق رضا۔ اور قبول قضا ساتھ دل خوشی کے اور فرمایا کہ علامت تقوی ورع ہی اور علامت ورع شبہات سے باز رہنا اور فرمایا کہ عشاق عشق مردم میں در آئے ہی وجہ تھی کہ جب وصال تک پہونچے خیال سے۔ خدا و ندی کا دعوی کیا۔ اور فرمایا جو کہ آنکھ کو نگاہ رکھتا ہے حرام سے اور تن کو شہوات سے اور باطن کو آباد رکھتا ہو مراقبہ دائمی

سے اور ظاہر کو آراستہ رکھتا ہے متابعت سنت سے اور فخر کرتا ہو حلال کھانے کی اُسکی فراست میں خطا نہیں واقع ہوتی۔ نقل ہے کہ ایک روز یاروں سے کہا کہ جھوٹ بولنے اور خیانت کرنے اور غیبت کرنے سے دُور رہو اور اُس کے سوا اور جو کچھ چاہو کرو اور فرمایا کہ دُنیا کو چھوڑ کر تو نے توبہ کی اور نفس کی ہوا کو چھوڑ کر تو مراد تک پہونچا پُوچھا کہ آپ کی رات کس طرح گذرتی ہے کہا کہ مثل اُس مرغ کے کہ تو نے اسکو سیخ پر لگایا ہو اور آگ پر رکھوائے حاجت نہیں کہ تو اُس سے پوچھے کہ تو کیونکر ہے۔ نقل ہے کہ خواجہ علی سیرجانی رحؒ شاہؒ کی تربت کے آگے روٹیاں تقسیم کیا کرتے تھے ایک روز روٹی سالن آگے دھرے کہہ رہے تھے خدایا کسی مہمان کو بھیج تاکہ میں اور وہ ملکر کھائیں ناگاہ ایک کُتا مسجد کے دروازے سے داخل ہوا خواجہ علی سیرجانیؒ نے اُس کُتے کو ڈانٹا جب کُتا چلا گیا ایک ہاتف نے شاہؒ کی قبر سے آواز دی کہ پہلے تو خود ہی مہمان کی آرزو کر رہا تھا اور جب ہم نے مہمان بھیجا تو اُسکو للکارا اور اُلٹا پھیرا فوراً خواجہ علی سیرجانیؒ اُٹھکر دوڑے اور محلے کے گرد پھرے کہیں اُس کُتے کو نہ دیکھا پھر جنگل میں تلاش کیا اُسکو دیکھا کہ ایک گوشے میں پڑا ہے کھانا کہ آپ کے ساتھ تھا اُسکے آگے دھرا کُتے نے التفات نہ کیا خواجہ علی شرمندہ ہوئے اور استغفار پڑھنا شروع کی اور پگڑی سر سے اتار لی اور کہا میں نے توبہ کی کُتے نے کہا احسنت یعنی خوش گفتی اے خواجہ علی شاد رہ۔ تو مہمان چاہتا ہے تجھے آنکھیں مانگنا چاہییں اگر شاہؒ کا سبب نہ ہوتا دیکھتا جو کچھ کہ تو دیکھتا والسلام

پینتیسواں باب حضرت یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

دلم شکیب حضرت والم وصحبت ولایت والتجا فوق کونسہ آکام وہ آفتاب نمانی ورودر ظلمت آب زندگانی وہ شاہباز کونین قطب وقت یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بزرگ ترین مشائخ کبار سے تھے اور مقتدیان اولیا سے اور انواع علوم ظاہر و باطن کے عالم تھے اور معارف و اسرار کے بیان میں ملکہ راسخہ رکھتے تھے اور اہل رَے اور کوہستان کے پیر بزرگوار تھے اور بہت مشائخ کو دیکھا تھا اور حضرت ابوتراب کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور حضرت ابوسعید خراز کے رفیقوں سے تھے اور مرید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے آپ کی عمر بہت بڑی ہوئی اور ہمیشہ مجاہدے اور مراقبے میں کوشاں اور عبادت اور ریاضت میں ثابت قدم رہتے اور بہت بلند حوصلہ تھے اور ریاضتیں اور کرامتیں عجیب غریب رکھتے تھے اور آپ کا شروع حال اسطرح تھا کہ عرب میں ایک جماعت کے ساتھ ایک قبیلے میں پہونچے حاصل کلام جون ہی سردار عرب کی بیٹی کی نظر آپ پر پڑی عاشق ہو گئی کیونکہ بہت خوبصورت اور وجیہ تھے الحجار اُس لڑکی نے موقع پاکر ناگاہ اپنے آپ کو آپ کے سامنے پیش کیا آپ کانپ اٹھے اور اسکی طرف التفات نہ فرمایا اور ایک اور قبیلے میں کہ دور تر تھا چلے گئے اور رات کو وہاں رہے سر زانو پر دھرے تھے سو گئے ایک ایسی جگہ دیکھی کہ اپنی عمر بھر مثل اُسکے نہ دیکھی تھی اور ایک جماعت دیکھی کہ سب سبز پوش تھے اور ایک شخص بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھا تھا یوسف بن الحسین کو یہ آرزو ہوئی کہ معلوم کریں کہ یہ کون ہیں آپ انکے قریب گئے جب انھوں نے آپ کو اپنی طرف آتے دیکھا راہ دی اور تعظیم کی پوچھا کہ آپ کون ہیں انھوں نے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور یہ جو تخت پر بیٹھے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں کہ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ کی زیارت کو آئے ہیں حضرت یوسف بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجکو رونا آیا میں نے کہا کہ میں کون ہوں کہ پیغمبر خدا کے میری زیارت کو آئے ہیں میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تخت سے اُترے اور مجھ سے بغلگیر ہوئے اور پھر اپنے ساتھ اپنے برابر مجکو تخت پر بٹھایا میں نے کہا یا نبی اللہ میں کون ہوں کہ میرے ساتھ

آپ یہ لطف فرماتے ہین ذوالنون نے فرمایا کہ اُس گھڑی کہ عرب کے بادشاہ کی بیٹی نے کہ حسینہ اور جمیلہ تھی اپنے آپ کو تیرے سامنے پیش کیا اور تو نے اپنے آپ کو خدای تعالے کو سونپا اور اُس سے پناہ چاہی خدائے تعالے نے تجکو مجھپر اور تمامی ملائکہ پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ دیکھ لے یوسف تو وہ یوسف ہے کہ تو نے قصد کیا طرف زلیخا کے تا کہ تو اُسکو دور کرے اور یہ وہ یوسف ہے کہ قصد نہ کیا عرب کے بادشاہ کی بیٹی کیطرف اور بھاگا پس مجھے اِن فرشتون کے ساتھ تیری زیارت کو بھیجا اور خوش خبری دی کہ تو ایک برگزیدگان حق سے ہے پھر فرمایا ہر ایک زمانے مین ایک شخص نشانہ ہوتا ہے اور اِس زمانے مین نشانہ ذوالنون مصری رح ہے اور وہ اسم اعظم جانتا ہے تو اُسکے پاس جا۔ جب یوسف بن الحسین رح بیدار ہوئے تمامی آپ درد و شوق سے پُر تھے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور خدائے تعالے کے اسم اعظم کی آرزو مین تھے جب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد مین پہونچے سلام کرکے بیٹھ گئے حضرت ذوالنون رح نے سلام کا جواب دیا یوسف رح ایک سال مسجد کے گوشے مین بیٹھے کیونکہ یہ قدرت نہ رکھتے تھے کہ حضرت ذوالنون رح سے کچھ پوچھین جب ایک سال گذر گیا حضرت ذوالنون رح نے کہا اے جوان تو کس کام کو آیا ہے کہا آپ کی زیارت کو پھر ایک سال تک کچھ نہ کہا بعد اُسکے کہا کچھ حاجت ہے کہا اِسلیے آیا ہون کہ خدائے تعالیٰ کا اسم اعظم یعنے بڑا نام آپ مجکو سکھلائین خاموش ہو رہے اور ایک سال تک کچھ نہ کہا بعد اُسکے ذوالنون رح نے ایک لکڑی کا پیالہ سرپوش سے ڈھنکا ہوا آپ کو دیا اور فرمایا جا اور دریائے نیل سے پار اُتر اور فلان جگہہ ایک شخص ہے یہ پیالہ اُسکو دے اور جو کچھ کہ وہ تجھسے کہے یاد کر لے حضرت یوسف رح نے کاسہ لیا اور روانہ ہوئے جب تھوڑی راہ چلے تو یہ وسوسہ آپ کو پیدا ہوا کہ نہین معلوم اِس پیالے مین کیا ہے کہ ہلتا ہے جب کاسے کا ڈھکنا کھولا ایک چوہا اُسمین تھا کہ جَست کر کے باہر نکل گیا یوسف رح متحیر رہے کہ یہ کیا ہوگا اپنے دل مین کہا اُب کیا مین اُس

شخص کے پاس جاؤں یا لوٹ چلوں اور حضرت ذوالنون مصری رح کے پاس جاؤں غرض کار
اس پر آمادہ ہوئے کہ اس شخص ہی کے پاس جائیں غرض آگئے پاس کے تھالی
پیالہ لیے ہوئے جب اس شخص نے آپ کو دیکھا مسکرایا اور کہا کہ شاید خدا تعالے کا
اسم اعظم تم نے ذوالنون رح سے پوچھا ہوگا اور درخواست کی ہوگی کہا ہاں۔ کہا ذوالنون رح نے
بے صبری تیری دیکھی ہوگی اسوجہ سے چوہا تجکو دیا تھا۔ پاک ہے اللہ جس حال میں کہ تو ایک
چوہے کو نگاہ نہیں رکھ سکتا ہے بھلا تو اسم اعظم کو کس طرح نگاہ رکھ سکے گا یوسف رح شرمندہ
ہوکر حضرت ذوالنون مصری رح کی مسجد کی طرف لوٹ آئے حضرت ذوالنون مصری رح نے فرمایا
کہ کل میں نے سات بار حق تعالے سے اجازت چاہی کہ اسم اعظم تجکو سکھلاؤں حق تعالی نے
اجازت نہیں دی یعنے ابھی وقت نہیں آیا ہے پھر فرمایا کہ اسکو ایک چوہا دے کر آزما
جب میں نے آزمایا ویسا ہی تھا اب اپنی ولایت کو واپس جا جب تک کہ وقت آوے یوسف رح
نے کہا کہ مجھے وصیت کیجیے فرمایا میں تجھے تین وصیتیں کرونگا ایک بزرگ اور ایک میانہ
اور ایک خرد تر۔ وصیت بزرگ تر یہ ہے کہ تو نے جو کچھ کہ لکھا پڑھا ہے سب کو دھو
ڈال اور بھول جا تاکہ حجاب یعنے پردہ اٹھ جائے۔ یوسف رح نے کہا کہ یہ تو میں کر سکونگا
فرمایا کہ میانہ یہ ہے کہ تو مجھے بھول جائے اور میرا نام کسی کے سامنے نہ لیو کہ میرے
پیر نے ایسا کہا ہے اور میرے شیخ نے ایسا فرمایا ہے کیونکہ یہ بالکل اپنے آپ کو سراہنا ہے
یوسف رح نے کہا کہ یہ میں نہیں کر سکتا فرمایا کہ وصیت خرد تر یہ ہے کہ تو مخلوق کو نصیحت
و پند کرے اور خدا کی طرف بلاوے یوسف رح نے کہا کہ میں انشاء اللہ تعالے
یہ کر سکونگا۔ فرمایا لیکن اس شرط پر خلق کو تو نصیحت کرے کہ اپنے آپ کو
درمیان میں نہ دیکھے کہا میں ایسا ہی کرونگا پھر رے کی جانب آئے آپ رے کے
بزرگ زادہ تھے رے کے باشندوں نے آپ کا استقبال کیا جب آپ نے مجلس شروع
کی اور حقیقت کی باتیں بیان کیں تو اہل ظاہر آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے کیونکہ

اسوقت میں علم ظاہری کے سوا نہ تھا اور اسقدر آپ کی برائی کی کہ لوگون نے
آپ کی مجلس میں آنا چھوڑدیا ایک روز آپ آئے کہ وعظ فرمائیں جب مجلس کے درمیان
پہونچے کسی کو نہ دیکھا چاہا کہ واپس جائیں ایک بڑھیا عورت نے آواز دی کہ تو نے
ذوالنون رح کے ساتھ قول قرار نہیں کیا تھا کہ خلق کو نصیحت خدا کے واسطے کرے گا اور
آپ کو درمیان میں نہ دیکھے گا اب کیون لوٹا جاتا ہے جب یہ سنا تو متحیر ہوئے اور وعظ
کہنا شروع کیا اور پھر تو آپ نے پچاس برس اسیطرح گذارے کہ خواہ کوئی ہوتا یا نہیں ہوتا
آپ وعظ فرماتے اور ابراہیم خواص رح آپ کی صحبت کی برکتون سے اس درجہ کو پہونچے
کہ بغیر توشہ اور سواری کے بیابانون کو طے کرتے تھے ابراہیم خواص رح کہتے ہین کہ مینے
ایک رات ندا سُنی کہ جا اور یوسف حسین رح سے کہہ کہ تو راندون مینے درگاہ کے ہنکائے
ہوؤن سے ہے ابراہیم خواص رح کہتے ہین کہ اس بات کا کہنا آپ سے مجکو اسقدر ناگوار ہوا
کہ اگر پہاڑ بھی میرے سر پر دے مارتے تو وہ بھی مجکو اس سے سہل زیادہ معلوم ہوتا پھر
مینے دوسری رات بھی آواز سنی کہ اُس سے کہدے کہ تو درگاہ کے ہنکائے ہوؤن سے ہے
مین اُٹھ بیٹھا اور مینے غسل کیا اور استغفار پڑھنے لگا اور فکرمند بیٹھا رہا یہانتک
کہ پھر مجھ سے تیسری رات کو بہت خوف کے ساتھ کہا کہ اُس سے کہدے کہ تو راندگان
درگاہ سے ہی نہین تو ایک زخم کھائے گا کہ اُٹھ نہ سکے گا۔ مین اُٹھا اور بہت رنجیدہ مسجد
مین گیا مینے آپ کو محراب مین بیٹھا دیکھا جونہی کہ اُنکی نظر مجھپر پڑی کہا کوئی بیت
تمکو یاد ہے مینے کہا یاد ہے پھر مینے ایک بیت تازہ پڑھی آپ کو بہت پسند آئی اور
دیر تک کھڑے روتے رہے اور آپ کی آنکھون سے آنسو ایسے بہے کہ خون آلود تھے
پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ صبح سے اب تک میرے سامنے قرآن پڑھ رہے
تھے لیکن ایک پانی کی بوند بھی میری آنکھ سے باہر نہ آئی اور کسی طرح کی حالت مجھپر
طاری نہوئی اور اس ایک بیت نے مجھ مین ایسی حالت پیدا کی کہ طوفان میری آنکھون

سے جنے لگا لوگ سچ کہتے ہیں کہ وہ (یعنے میں) زندیق ہے اور وہ نگاہ حق تعالےٰ سے
خطاب ملتا ہے کہ وہ (یعنے میں) راندگان یعنی ہانکے ہوؤن سے ہے ظاہر ہو کہ جو
شخص کہ ایک بیت سے ایسا ہوجائے اور قرآن سے افسردہ اور پژمردہ رہے راندہ درگاہ ہے
حضرت ابراہیم خواصؒ کہتے ہیں کہ میں متحیر رہا انکے کام میں اور میرا اعتقاد انکے ساتھ
کمزور ہوگیا میں ڈرا اور اٹھا اور جنگل کی طرف راہی ہوا اتفاق سے حضرت خضر علیہ السلام
سے ملاقات ہوگئی انھون نے فرمایا کہ یوسف حسینؒ دلی زخم خوردۂ حق ہے اسکی جگہ
علیین ہے کیونکہ راہ حق میں قدم اتنا رکھنا چاہیے کہ اگر رد کا ہاتھ تیری پیشانی پر رکھے
تو بھی تیری جگہ اعلیٰ علیین ہووے اسلیے کہ جو اس راہ میں بادشاہی سے گر پڑتا ہے
وزارت سے نہیں گرتا۔ نقل ہے کہ عبدالواحد زیدؒ ایک مرد شاطر یعنی شوخ و بیباک تھا
اسکے ماں باپ ہمیشہ اسکے پیچھے دوڑتے تھے کیونکہ نہایت نالائق تھا ماں اور باپ
ہرگز ناخلف بیٹے کو دوست نہیں رکھتے ہیں اتفاقاً ایک روز اس لڑکے کا گذر حضرت
یوسف بن حسینؒ کی مجلس میں ہوا آپ یہ کلمہ فرمارہے تھے کہ دعاھم بلطفہ کانہ محتاج الیہم
یعنے حق تعالےٰ بندۂ عاصی کو بلاتا ہے اپنے لطف سے اسطرح کہ جیسے کسی کو کسی کی حاجت
ہووے عبدالواحدؒ نے اپنی قبا اتار ڈالی اور ٹوپی سر سے اتار کر پھینکدی اور ایک چیخ
ماری اور گورستان کی طرف چلدیا۔ اور تین دن رات بیخود رہا حضرت یوسف بن حسینؒ
نے اسکو خواب میں دیکھا اور ایک ندا سنی کہ ادرک الشاب التائب یعنی اس جوان
تائب کو پا حضرت یوسف بن حسینؒ روانہ ہوئے اور تلاش کرتے کرتے اس تک پہونچے
آپ نے اسکا سر اپنی گود میں رکھا اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ آپ تین
رات دن ہوئے کہ بھیجے گئے اور اب آئے ہیں۔ نقل ہے کہ نیشاپور میں ایک
سوداگر نے ایک کنیزک ترکی ہزار دینار کو خریدی تھی اسکا ایک قرضہ ار تھا وہ دوسرے
شہر کو بھاگ گیا اب اس سوداگر کو ضرور ہوا کہ اسکے پیچھے جائے لیکن شہر نیشاپور میں وہ

کچھ بڑا اعتماد رکھتا تھا کہ وہ لونڈی اُسکے سپرد کر جائے حضرت ابو عثمان حیری کے پاس گیا اور بہت رو یا کہ آپ میری اس کنیزک کو اپنے گھر میں اپنی عورتوں کے ساتھ رہنے دیجیے جب تک کہ میں واپس آؤں کیونکہ اس شہر میں میں آپ پر اعتماد رکھتا ہوں حضرت ابو عثمانؒ نے قبول نہ فرمایا آخر کار اُسنے بہت اصرار کیا کہ آپ کی عورتیں اسکی نگاہداشت کرینگی اور میرا کام نکل جائیگا اور میرا مال برباد نہوگا۔ پس کنیزک کو اُنکے گھر میں بھیجدیا اور خود روانہ ہوا ایک روز ایسا ہوا کہ آنکھ ابو عثمانؒ کی بے اختیار اُسپر پڑی اور وہ لونڈی نہایت جمیلہ تھی سے فی الفور ابو عثمانؒ کا دل ہاتھ سے گیا اور کچھ نہ جانا کہ کیا کریں سوای اسکے کہ اپنے شیخ ابو حفص حدادؒ سے کہیں جب شیخ کی نظر ابو عثمانؒ پر پڑی تو اُنھوں نے فرمایا کہ تجھے یوسف حسینؒ کے پاس جانا چاہیے اُنھوں نے فی الفور چلنے کی تیاری کی اور یوسف حسینؒ کیطرف روانہ ہوئے جب وہاں پہونچے نشان ڈھونڈھا کہ یوسف حسینؒ کہاں قیام رکھتے ہیں تو لوگوں نے کہا تو مرد صوفی اور روشن دل نظر آتا ہے اور ریاس پرہیز گاروں کا رکھتا ہو بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو وہاں جائے تو یہ کیا کام کرتا ہو وہ تو ملحد زندیق منکر نہایت خراب وخستہ ہو گیا تو بھی اُس سے ملکر اپنے آپ کو خرابی دنیا ہی میں ڈالا چاہتا ہو ابو عثمانؒ نے جب یہ سُنا تو پشیمان ہوے اور واپس پھرے جب چلتے چلتے نیشاپور میں آئے تو جونہی کہ شیخ ابو حفص حدادؒ کی نظر اُنپر پڑی پوچھا کہ تو نے یوسف حسینؒ سے ملاقات کی اُنھوں نے کہا کہ نہیں کہا کیوں کہا کہ لوگ اُنکو ایسا اور ایسا بتاتے ہیں ابو حفصؒ نے کہا کہ اب پھر تجھے جانا چاہیے اور اُن سے ملنا چاہیے فی الفور ابو عثمانؒ اُسیطرح لوٹ گئے اور رَے کی طرف روانہ ہوے جب وہاں پہونچے پھر یوسف حسینؒ کا پتہ دریافت کیا پھر لوگوں نے پہلے سے بھی زیادہ بُرائیاں بیان کیں ابو عثمانؒ نے کہا کہ مجھے چارہ نہیں ہے میں اُن سے ایک ضروری کام رکھتا ہوں آخر کار لوگوں نے اُنکا نشان دیا جب اُن کے گھر کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ ایک بزرگوار بیٹھے ہیں اور دروازہ کھلا ہے اور ایک

نوجوان بے داڑھی مونچھ کا آپ کے سامنے بیٹھا ہے اور ایک صُراحی اور پیالہ رکھا ہے اور نور آپ کے چہرے سے چمک رہا ہے ابو عثمانؒ آگے گئے اور سلام کیا یوسف حسینؒ نے گفتگو شروع کی اور ایسی عجیب عجیب باتین کہین کہ ابو عثمانؒ بیخود ہو گئے جب ہوش مین آئے تو پوچھا کہ اے خواجہ خدا کے واسطے یہ تو بتایئے کہ باوجود ایسی باتون اور اس مشاہدے کے یہ کیا حالت ہے کہ آپ نے بنا رکھی ہے اور یہ کیا طریقہ ہے کہ آپ نے اختیار کیا ہے کہ شراب بھی رکھی ہے اور آمرد یعنے بے داڑھی مونچھ کا لڑکا بھی سامنے بیٹھا ہے حضرت یوسف حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آمرد میرا فرزند ہے اور لوگون کے کم کو اس بات کی خبر ہے کہ مین اسکو قرآن مجید پڑھاتا ہون اور اس صُراحی مین شراب نہین ہے پانی بھرا ہے میرے پاس لوٹا نہ تھا ایک روز یہ صُراحی مینے ایک بھٹی مین پڑی دیکھی اُٹھا لایا اور اسکو طاہر کرکے اس مین پانی بھرا تھا کہ جس کسیکو پیاس لگے اس سے پانی پی لیوے اس لیے اسکو یہان رکھ بھی چھوڑا ہے ابو عثمانؒ نے کہا واسطے خدا کے بتایئے کہ آپ یہ کام کیون کرتے ہین کہ لوگ آپ کو اِنکی وجہ سے ایسے ایسے کلمات کہتے ہین کہ جنکو مین زبان پر نہین لاسکتا آپ نے فرمایا کہ یہ اسلیے ہے تاکہ کوئی لونڈی ترکی میرے گھر مین امانت کے طور پر نہ بھیجین ابو عثمانؒ نے جب یہ سُنا تو قدمونپر گر پڑے اور سمجھ گئے کہ جوکہ اپنے آپ کو پرہیزگاری و تقویٰ مین مشغول کیے ہو اسکو کسی کی صحبت و ملازمت کی کیا حاجت ہے۔ نقل ہے کہ حضرت یوسف حسین رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھین بوجہ کثرت بیداری کے سُرخ ہو گئی تھین لوگون نے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ سے کہا کہ کچھ اُنکی عبادت کا حال آپ بیان کرین اُنھون نے کہا کہ جہان عشا کی نماز سے فارغ ہوئے پھر جب تک کہ روز روشن ہو قیام فرماتے ہین رکوع اور سجدہ کچھ نہین کرتے قیام ہی مین رہتے ہین پھر لوگون نے حضرت یوسف حسینؒ سے پوچھا کہ عشا کی نماز کے بعد سے روز روشن تک قیام کرنا کس قسم کی عبادت ہے حضرت یوسف بن حسینؒ نے فرمایا کہ

فریضہ تو آسانی کے ساتھ ادا کرتا ہون لیکن جب مین یہ چاہتا ہون کہ نمازِ شب پڑھون تو
خداے تعالے کی عظمت مجھپر ایسی طاری ہوتی ہے کہ تمام رات مجکو اسی طرح کھڑے
گذر جاتی ہے اور میری وہ قدرت نہین ہوتی کہ مین تکبیر کہون اور نیت باندھون
یہان تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور اسوقت مین نمازِ صبح ادا کرتا ہون۔ نقل ہے کہ ایک
مرتبہ حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو نامہ لکھا کہ خداے تعالے تیرے نفس کا ذائقہ تجھے
نہ چکھائیو اگر یہ مزہ تجھے چکھادیا تو پھر تو کچھ نہ دیکھیگا اور فرمایا کہ ہر ایک اُمّت مین ایک
جماعت برگزیدہ ہے کہ وہ امانت خداے عزّوجل کی ہین کہ اُنکو اپنی خلق سے پوشیدہ
رکھتا ہے اگر وہ اِس اُمّت مین ہین تو صوفی ہین اور فرمایا کہ آفت صوفیون کی صحبت
مین لڑکون کی ہے اور صحبت مین اضداد کی اور رفاقت مین عورتون کی اور فرمایا
کہ جو قوم کہ جانتی ہے کہ خداے تعالے اُنکو دیکھتا ہے پس وہ شرم رکھتے ہین نظرِ خلق سے
اِس خوف سے کہ ایسا نہو کہ وہ لوگ ایسی بات اُنکی شان مین کہین کہ جو اُن مین نہو۔
اور جو کہ حقیقت مین ذکر خداے تعالے کا کرتا ہے حق تعالے اپنے ما سوا کی یاد اُسکے
دل سے فراموش کر دیتا ہے اور حق تعالے جملہ اشیاء کا خود عوض ہوتا ہے اور فرمایا کہ
اشارت خلق بمقدار یافت خلق کے ہے اور یافتِ خلق بقدر شناخت بدل خلق ہے
اور شناختِ خلق بر قدر محبتِ خلق ہے اور کوئی حال نہین ہے نزدیک خداے تعالے
کے دوست زیادہ محبت بندہ سے خاص خدا کے واسطے۔ لوگون نے محبّت سے پوچھا
فرمایا کہ جو کہ خداے تعالے کو زیادہ دوست رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو نہایت ہی ذلیل
اور خوار سمجھتا ہے اور اُسکی شفقت اور نصیحت خلق خدا کے ساتھ بہت ہی زیادہ ہوتی ہے
اور فرمایا کہ اُنس کے پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ دُور رہے ہر چیز سے کہ اُس کو جدا
کرنے والی ہے دوست کے ذکر سے اور فرمایا کہ علامت صادق کی دو ہین تنہائی کا
پسند کرنا اور اپنی عبادت کو چھپانا اور فرمایا کہ توحید خاص وہ ہے کہ خیال دو دل مین

ایسا تصور کرے کہ اسکی درگاہ کے حضور مین کھڑا ہے اور اس کے احکام اور قدرت کے سامنے اس کی تمامی تدبیرین باطل ہو گئی ہین اور اسکی تمامی نمائشین اسکی توحید کے مقابل نیست و فنا ہو گئی ہین بلکہ اسکی ہستی خود ہستی نہین رہی ہے اور وہ بالکل بے خبر ہے اور ذات جو وہ ہے تو ایسا ہے کہ جیسا اس سے پہلے عدم مین تھا کہ جو کچھ حق تعالے نے چاہا اُسکے احکام اُسپر جاری ہوئے اور اُس مین چون و چرا کی مجال نہ تھی اور فرمایا جوکہ توحید کے سمندر مین پڑا ہر روز تشنہ تر ہوتا ہی اور کبھی سیراب نہین ہوتا کیونکہ تشنگی حقیقت کی رکھتا ہے اور وہ سوائے حق کے ساکن نہین ہوتی یعنے نہین بجھتی اور فرمایا کہ عزیز ترین چیز دنیا مین اخلاص ہے کہ جسقدر مین کوشش کرتا ہون کہ نمائش اور ریا کو دل سے باہر کرون دوسری طرح پر میرے دل سے اُگتا ہے اور فرمایا کہ اگر مین خدا کو دیکھون باوجود جملہ معصیتون کے مین زیادہ دوست رکھتا ہون اس سے کہ ذرے کے برابر بناوٹ دیکھون اور فرمایا کہ علامت زہد وہ ہے کہ طلب کو گم نہ کرے اُس وقت تک کہ اپنے موجود کو گم نہ کرلے اور فرمایا کہ انتہائے عبودیت وہ ہے کہ تو اسکا بندہ ہووے ہر ایک چیز مین اور فرمایا کہ جسنے کہ پہچانا اُسکو شکر سے عبادت اسکی دل سے اور فرمایا ذلیل ترین مردمان طامع یعنے بہت لالچی ہیں جیسا کہ شریف ترین انسان درویش صادق صابر ہے اور جب حضرت یوسف حسین رح کی وفات نزدیک پہونچی فرمایا کہ یا رب خدا مین نے نصیحت کی خلق کو قولاً اور مین نے نصیحت کی نفس کو فعلاً میرے نفس کی خیانت اپنی خلق کی نصیحت کی برکت سے بخشدے اور بعد وفات کے اُنکو خواب مین دیکھا پوچھا خدائے عزّ وجلّ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا مجھے بخشدیا پوچھا کس سبب سے کہا اُسکی برکت سے کہ کبھی مینے ہزل یعنے بازی و لعب کو جِد یعنے سخن شود مند و سنجیدہ کے ساتھ نہین ملایا رحمۃ اللہ علیہ

اڑتیسواں باب حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ پیشوای رجال وہ نقطۂ کمال وہ عابد صادق وہ زاہد عاشق وہ سلطان اولیا وہ قطب عالم ابوحفص حداد
رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ مشایخ کے علی الاطلاق تھے اور خلیفہ حق استحقاق سے تھے اور اس طائفے کے
مخصوصوں سے تھے اور کوئی اُنکے وقت میں اُنکے برابر بزرگی میں نہ تھا اور ریاضت اور کرامت
اور مروّت اور فتوّت میں بیمثال تھے اور کشف و بیان میں یگانہ ۔ اور معلّم اور ملقّن یعنے
تلقین کرنے والے بے نظیر ۔ آپ بے واسطہ با خدا تھے اور ابوعثمان حیری انکے پیر و مرشد
اور شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ کرمان سے آپ کی زیارت کو آئے اور آپکے ساتھ بغداد کو گئے
مشایخ کی زیارت کو ۔ اور آپ کا آغاز یوں ہے کہ ایک کنیزک پر عاشق ہو گئے اور صبر و قرار
آپ سے رخصت ہوا لوگوں نے آپ سے کہا کہ نیشاپور کے شہروں میں ایک جادوگر
جہودی ہے وہ آپکے کام کا انتظام بخوبی کر دیگا حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ اُس کے
پاس گئے اور حال اُس سے کہا جہودی نے کہا کہ آپ کو چالیس روز ترک عبادت کرنا چاہیے
اور خیالات بد سوچنا چاہیں تاکہ میں جادوگری کروں اور اپنے جادو کی مدد سے آپ کو
مقصود تک پہونچاؤں حضرت ابوحفص رہ گئے اور ایسا ہی کیا جب چالیس روز ہو گئے اُس
جہود پاس آئے جہود نے اپنا طلسم کیا کچھ اثر پذیر نہوا جہود نے کہا بیشک اِن چالیس روز
میں آپ کوئی امر خیر ظہور میں آیا ہے اچھی طرح سوچ کر بتائیے حضرت ابوحفص رح نے کہا کہ اِن
چالیس روز میں کوئی امر خیر ظاہر میں تو مجھ سے نہیں سرزد ہوا ہاں البتہ یہ ضرور ہوا ہے
کہ جس راہ میں کہ میں چلا ہوں اُس راہ کے کنکر پتھر کنارے ڈالتا چلا ہوں تاکہ کوئی
ٹھوکر کھا کر نہ گرے ۔ جہود بولا کہ مت آزردہ کر اُس خداوند کو کہ جسکی تم تو چالیس روز تک

نافرمانی کرے اور اس پر بھی وہ اپنے کرم سے تیری اس ذرہ سی محنت کو برباد نہ کرے
یہ بات سنکر ایک طرح کی آگ حضرت ابوحفص کے دل میں بھڑکی اُسی جود کے ہاتھ پر
توبہ کی۔ اور وہی اپنا پیشہ کہ لوہاری تھا کرنے لگے اور اپنا واقعہ پوشیدہ رکھا کرتے ہیں
کہ ہر روز ایک دینار کماتے اور رات کو درویشوں کو خیرات کر دیتے اور بیوہ عورتوں
کے جھونپڑوں میں پھینک آتے اس طرح سے کہ کسیکو خبر نہوتی اور عشا کی نماز کے بعد
بھیک مانگتے اور اس سے اپنا روزہ افطار کرتے اور کبھی کبھی اُس حوض کی طرف کہ
جس میں بقال و سبزی فروش اپنا ساگ پات لاکر دھوتے تھے جاتے اور اس میں جو
گرے پڑے پتے ہوتے اُن کو سمیٹ کر دھوتے اور اپنے واسطے سالن پکاتے مدت تک
اسی طرح عمر کو گذارا اتفاق سے ایک روز ایک اندھا بازار میں یہ آیت کہ اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ پڑھ رہا تھا
آپ کا دل اس آیت کی طرف مشغول ہوا اور آپ بیخود ہوگئے اُسی بیخودی کے عالم
میں اپنا ہاتھ بھٹی میں ڈالکر جلتا لوہا اُس سے باہر نکالا اور سِندانی پر رکھا آپ کے
شاگردوں نے جو یہ دیکھا کہا اُستاد یہ کیا حالت ہے آپ نے شاگردوں کو ڈانٹا کہ کوٹو
انھوں نے کہا کہ کہاں کوٹیں جب حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہوش میں آئے
تو جلتا گرم لوہا اپنے ہاتھ میں دیکھا اس لوہے کو تو آپ نے پھینک دیا اور اسیوقت
دکان لٹا دی اور فرمایا میں نے بہت چاہا کہ اس کام کو تکلف سے پاک رکھوں نہ رکھ سکا
آخرکار اس حدیث نے حملہ کیا اور مجھکو مجھ سے چھین ہی لیا۔ پھر ریاضت سخت میں متوجہ
ہوئے اور عزلت یعنی گوشہ نشینی اختیار کی اور مراقبے میں مشغول ہوئے جیسا کہ
نقل ہے کہ آپ کے ہمسایہ میں لوگ استماع احادیث کرتے تھے آپ سے بھی کہا کہ
شیخ صاحب آپ کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بھی سنیں آپ نے فرمایا کہ تیس برس ہوگئے
کہ میں یہ آرزو کر رہا ہوں کہ ایک حدیث جو میں نے سنی ہے اُسکی داد دوں لیکن نہیں دے سکا

بتلائیں دوسری احادیث کی سماعت کے قابل کب ہو سکتا ہون پوچھا وہ کونسی حدیث
ہے فرمایا یہ ہے کہ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ یعنے نکوئی اسلام مرد سے وہ ہے
کہ ترک کرے اس چیز کو کہ اسکے کام نہ آئیگی۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز یارون کے ساتھ
جنگل کو گئے تھے ذوق شوق الٰہی مین مستغرق تھے ناگاہ ایک ہرن سامنے آیا اور اپنا سر
حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کی گود مین رکھدیا حضرت ابوحفص رح اپنے منھ پر طمانچہ مارنے لگے
اور شور و فریاد کرنے لگے وہ ہرن چلا گیا جب شیخ اپنے حال مین آئے تو یارون نے
سوال کیا کہ یہ کیا تھا فرمایا کہ جب وقت ناخوش ہوا تو میرے دل مین آیا کہ کاش کے ایک
بکری ہوتی تو اسکو کباب کرتا اور یار آج کی رات پراگندہ سوتے فی الفور یہ ہرن آیا یارون
نے کہا اے شیخ جبکہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ ہو وہ فریاد کیون کرے فرمایا تم نہین
جانتے ہو کہ ہرن کا میری گود مین رکھنا مجھکو دروازے سے باہر نکالنا ہے اگر خداوند عالم
فرعون کی بھلائی چاہتا اسکی مراد کے موافق نیل کو روان نفرماتا۔ نقل ہے کہ جس وقت
آپ کو غصہ آتا خوشخوئی کا ذکر فرماتے جب آپ کا غصہ دب جاتا پھر اور باتین فرماتے۔
نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص کو گریان اور سرگردان اور سوزان دیکھکر حضرت
ابوحفص رح نے پوچھا کہ تجھکو کیا ہوا ہے اُس نے کہا کہ میرا ملک و مال جو تھا ایک گدھا تھا سو وہ
کھویا گیا شیخ وہین کھڑے ہوگئے اور کہا اے حضرت جل شانہٗ تیری عزت کی قسم ہے کہ مین
قدم نہ اٹھاؤن گا جب تک کہ اسکا گدھا اسکو نہ مل جائیگا فی الفور گدھا ظاہر ہوا۔
حضرت ابوعثمان حیری رح کہتے ہین کہ مین ایک روز حضرت ابوحفص رح کی خدمت مین گیا
مین نے دیکھا کہ آپکے سامنے منقے دھرے ہین مینے ایک دانہ اٹھاکر منھ مین ڈال لیا
آپ نے لپک کر میرا گلا پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے خیانت کرنے والے تو نے میرے منقے
کیون کھائے مینے کہا کہ مین آپ کے دل و جان سے باخبر ہون اور مجھے آپ کے
دل پر اعتماد ہے اور مین سمجھے ہوئے ہون کہ جو کچھ آپ کے پاس ہوتا ہے آپ خیرات

کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے جاہل مین خود اپنے دل پر اعتماد نہین رکھتا ہون تو بھلا
میرے دل پر کس طرح اعتماد رکھتا ہے قسم ہے باکی حق تعالے کی کہ عمر گذر گئی کہ اس
آرزو مین ہون کہ مجھسے کیا ظہور مین آویگا اور مجھے اب تک اسپر اطلاع نہین ہوئی بھلا
جو شخص کہ اپنے دل کا احوال خود نہین جانتا دوسرا اُس کے دل کے حال پر کیونکر
واقف ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو عثمان رح نے کہا کہ یا اباحفص رح ہم ابو بکر حنفیہ رح کے گھر مین
تھے اور ایک جماعت اُنکے اصحاب کی بھی وہان حاضر تھی ہمنے ایک درویش کو یاد کیا
اور ہم نے کہا کہ کاشکے وہ یہان ہوتا حضرت ابو حفص رح نے فرمایا اگر کاغذ ہوتا تو مین تم
لکھتا تو وہ آجاتا مینے کہا کاغذ موجود ہے آپ نے فرمایا کہ صاحب خانہ بازار گیا ہو اور
شاید کہ وہ مرگیا ہو اور اس صورت مین یہ سب کاغذ اُسکے وارث کا ہو اُس کاغذ پر
لکھنا نہ چاہیے اور کبھی حضرت ابو عثمان رح نے کہا کہ مینے حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ سے
کہا کہ مجھے ایسا روشن ہوا ہے کہ وعظ کہون فرمایا تجھکو کیا اسپر لایا ہے مینے کہا شفقت
خلق پر پھر فرمایا کہ تیری شفقت خلق پر کسقدر ہے مینے کہا اسقدر کہ اگر حق تعالے مجکو
مومنون کے عوض دوزخ مین ڈالدے اور عذاب کرے تو مین جائز رکھون فرمایا
بسم اللہ الرحمن الرحیم لیکن جب تو وعظ کہے اوّل اپنے دل کو اور تن کو نصیحت دے پھر دوسرونکو
نصیحت کر اور چاہیے کہ آدمیون کا جمع ہونا تجکو مغرور نہ کرے کیونکہ وہ تیرے ظاہر پر نظر کرینگے
اور حق تعالے تیرے باطن پر نظر کرتا ہے۔ پھر مین منبر پر چڑھا حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ
بھی حاضر ہوئے اور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھ گئے اسطرح کہ مینے اُنکو نہ دیکھا جب وعظ تمام ہوا
تو ایک سائل کھڑا ہوا کہ مجکو ایک پیراہن درکار ہے حضرت ابو عثمان رح نے فی الفور پیراہن
اپنا اُتار کر اسکو دیدیا حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ گوشے سے اُٹھے اور فرمایا
یا کذاب انزل من المنبر یعنے اے دروغگو منبر سے اُترآ۔ مینے کہا کہ کیا مینے دروغ کہا
فرمایا کہ تونے دعویٰ کیا تھا کہ مجکو خلق پر شفقت بہت زیادہ ہے بہ نسبت اپنے اور تونے

مسرور رہتے ہیں حقیقت کی تاکہ فضل سابقان یعنے سبقت کرنیوالون کا فضل تجکو حاصل ہو تونے دنیا بھلا چاہا دوسرون سے۔ اگر تیرا دعوی صحیح ہوتا تو تو تھوڑی دیر تامل کرتا تاکہ فضل سابقون کا دوسرون کو حاصل ہوتا پس تو کذاب ہے اور منبر جانے کذابون کی نہین ہے۔ نقل ہے کہ آپ بازار مین جارہے تھے ایک جہودی آپ کے سامنے سے گذرا آپ اسکو دیکھکر بیخود ہوگئے اور ایک حالت آپ پر طاری ہوئی جب ہوش مین آئے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوگیا تھا فرمایا کہ مینے ایک مرد کو دیکھا لباس عدل پہنے ہوئے اور اپنے آپ کو لباس فضل پہنے ہوئے مین ڈرا کہ ایسا نہو کہ فضل کا لباس مجھ سے اتار کر اس جہود کو پہنا دوین اور عدل کا لباس اس سے اتار کر مجکو پہنا دیوین اور فرمایا کہ تیس برس تک مین حق تعالی کو خشمگین دیکھتا رہا کہ میری طرف دیکھتا تھا۔ یہ مقولہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے سُبحان اللہ کیا سوز و بیم ہوا ہوگا اُنکو اُس حال مین۔ نقل ہے کہ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ ہوا کہ حج کو جائین آپ فارس کے باشندے تھے اور بے لکھے پڑھے اور زبان عربی نہین جانتے تھے جب بغداد مین پہونچے مُریدون نے باہم کہا کہ کوئی بڑا ماہر زبان ہونا چاہیے کہ حضرت شیخ الشیوخ خُراسان کا مترجم ہووے تاکہ انکی بات سمجھ مین آوے پس حضرت جُنید رحہ نے اپنے مُریدون کو استقبال کے واسطے بھیجا جب خانقاہ مین پہونچے حضرت شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان مین فی الفور گفتگو کرنا شروع کی اور ایسی فصیح بولتے تھے کہ اہل بغداد حیران رہ گئے ایک بزرگون کی جماعت جمع ہوئی اور فتوت سے سوال کیا حضرت ابوحفص رح نے فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ کہ تم فتوت کسکو کہتے ہو حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک فتوت وہ ہے کہ جو فتوت کہ تو نے کی ہو اُسکو اپنی طرف سے نہ دیکھے اور جو کچھ کہ کیا ہو تو نہ کہے کہ وہ مینے کیا ہے اور اپنی طرف نسبت نہ دیوے حضرت ابوحفص رح نے فرمایا خوب ہے جو کچھ کہ آپ نے فرمایا لیکن میرے نزدیک فتوت یہ ہے کہ خود انصاف دینا اور انصاف کا

نہ طلب کرنا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ اے صاحبو عمل مین لاؤ حضرت ابو حفصؒ نے فرمایا
کہ یہ کہنے سے راست نہ آوے جب حضرت جنیدؒ نے یہ سنا فرمایا ای ہمارے صاحبو اٹھو
کیونکہ ابو حفصؒ بڑھا ہوا ہے آدم علیہ السلام اور اُنکی ذریت پر جوانمردی مین یعنے
رد کا خط تمامی اولاد آدم پر کھینچا جوانمردی مین۔ اور اگر جوانمردی یہ ہی کہ وہ کہتا ہی تو تحقیق
ہم راہ جوانمردی مین نہین چلے ہین۔ حضرت ابو حفصؒ کا رعب داب اُنکے مریدون پر
اسقدر تھا کہ کوئی مرید اُنکی ہیبت سے اُنکے روبرو بات نکر سکتا تھا اور نظر بھر کر اُنکی
طرف نہ دیکھ سکتا تھا اور اُنکے سامنے تمامی مرید ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے اور کسی
مین یہ قدرت و مجال نہ تھی کہ بغیر اُنکی اجازت کے بیٹھے۔ اور حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ
بادشاہون کی طرح بیٹھے رہتے حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ آپ مریدون کو بادشاہون کے
آداب سکھلاتے ہین حضرت ابو حفصؒ نے فرمایا کہ آپ اگلا سرنامہ نہین ملاحظہ فرماتے
حالانکہ سرنامہ ہی دلیل کر سکتے ہین کہ نامے مین کیا ہے پھر حضرت ابو حفصؒ نے فرمایا کہ آپ
فرمائیے کہ زیربا اور حلوا طیار کرین حضرت جنیدؒ نے فرمایا تو طیار کیا پھر حضرت ابو حفصؒ نے
فرمایا اسکو ایک مزدور کے سر پر رکھو اور اسکو وہان تک لیجائے کہ تھک جائے۔ پھر
وہان ٹھہرے اور جو گھر کہ وہان سے نزدیک تر ہو اُسکے دروازے پر آواز دیوے اور جو کہ
باہر آوے اُسکو دیدیوے ایک مرید کا بیان ہے کہ مین اُس مزدور کے پیچھے روانہ ہوا وہ
مزدور جہان تک چل سکا چلا جب اُس مین طاقت نہ رہی تو ایک گھر کے قریب ٹھہر گیا اور
اُسکی کنڈی کھٹکھٹائی اور آواز دی ایک پیر مرد باہر آئے پہلے اُنھون نے اندر ہی سے
یہ کہا کہ اگر زیربا اور حلوا دونون ہین تو مین دروازہ کھولون وہ مرید کہتا ہی کہ مین حیرت
مین رہا مینے اُس پیر مرد سے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے آپ مجھے اسپر مطلع فرمائیے اُنھون
نے فرمایا کہ کل رات مناجات کے وقت میرے دل مین گذرا کہ مدت دراز سے میرے بچے
مجھ سے زیربا اور حلوا مانگتے ہین مین سمجھا کہ مانگنے کی کیا حاجت ہے زمین پر نہ پڑا ہوگا

نقل ہے کہ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید بہت مہذب و باادب تھا حضرت جنیدؒ نے کئی بار اُسکی طرف دیکھا اور اُسکا وہ ادب حضرت جنیدؒ کو پسند آیا حضرت ابوحفصؒ سے پوچھا کتنی مدت سے یہ جوان آپ کی خدمت میں ہے فرمایا کہ دس برس سے حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ بہت مؤدب ہے اور عجب شوکت رکھتا ہے اور بہت مہذب جوان ہے حضرت ابوحفصؒ نے فرمایا البتہ۔ اسنے ستر ہزار دینار ہماری راہ میں خرچ کیے اور اسکے علاوہ اور ستر ہزار دینار کا قرضدار ہے کہ وہ بھی ہماری راہ میں خرچ کیے ہیں اور اب تک یہ قدرت نہیں رکھتا ہے کہ کوئی بات پوچھے۔ پھر حضرت ابوحفصؒ بیابان کی طرف راہی ہوئے فرماتے ہیں کہ سولہ روز تک ہمنے پانی کی صورت نہ دیکھی ایک روز ہم ایک پانی کے کنارے پہونچے ہم علم اور یقین کے درمیان انتظار یعنے نظر کر رہے تھے اتنے میں ابوتراب نخشبیؒ نمود ہوئے اور مجھ سے کہا کہ تجکو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے مینے کہا کہ مین علم اور یقین کے درمیان انتظار کر رہا ہون دیکھون کہ غلبہ کسکو ہے تاکہ جو غالب ہے مین اُسکا یار ہون یعنی اگر علم کا غلبہ دیکھون گا تو پانی پیون گا اور اگر یقین کا تو اپنی راہ لون گا حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیرا رتبہ بزرگ ہو دیگا۔ نقل ہے کہ جب حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ مین پہونچے تو آپ نے ایک جماعت مسکینون کی دیکھی کہ نہایت حیران و پریشان و مصیبت زدہ ہے آپ نے چاہا کہ اُنکے ساتھ احسان و انعام فرماوین ایک طرح کی حالت آپ پر طاری ہوگئی آپ نے اُسی عالم مین زمین سے ایک پتھر اُٹھایا اور فرمایا کہ اے خدائے عزّوجل تیری عزت کی قسم ہے کہ اگر تو مجھے کوئی چیز نہ دیگا تو مین تمامی قندیلین مسجد کی توڑ ڈالون گا یہ کہکر طواف کرنے لگے اتنے ہی مین ایک شخص آیا اور ایک زر کی بھری تھیلی آپ کو دی آپ نے جا مسکینون کو زر تقسیم کیا پھر جب حج سے فارغ ہوئے اور بغداد مین آئے بغداد کے صاحبون نے آپ کا استقبال کیا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ شیخ ہمارا ارمغان کیا ہے حضرت ابوحفصؒ نے فرمایا کہ بالتحقیق ایک بھی ہمارے

صاحبون سے جیسا کہ چاہیے زندگانی نہین کر سکتا اچھا خیر سنیئے۔ اگر کوئی شخص اخوان اسلام سے ترک ادبی دیکھے اسکا اپنی طرف سے ایک عذر و بہانہ اٹھادے اور اسکی غیبت مین معذرت اپنی ہی طرف سے اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اگر اُس تاویل و عذر سے بھی گناہ رفع نہووے اور حق تیری جانب ہو اُس پہلے عذر سے بھی بہتر عذر و حیلہ پیدا کرے اور اُسکا گناہ نہ سمجھ کر عذر اپنی ہی طرف سے پیش کرے اسیطرح اگر نفس تیرا راضی نہو تو چالیس بار تک کر اگر اسکے بعد بھی غبار ملال دور نہوا اور چالیس کے چالیس عذر اُس قصور کے مقابلے مین جو اُس سے تیری نسبت صادر ہوا ہے بے اصل ٹھہرین تو بیٹھ اور اپنے نفس سے کہہ کہ زہے کاہ نفس زہے گران تاریک زہے خودرائے بے ادب زہے ناجوانمرد ظالم کہ تیرے بھائی نے ایک جرم کی خاطر چالیس عذر تیرے سامنے پیش کیے اور تو نے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اُسیطرح اینٹھا ہوا اور مغرور بنا ہوا ہے۔ اچھا تو ایسا ہی بنا رہ مین تجھ سے نا امید ہوا اور تیری صحبت سے باز آیا۔ اب جس طرح تجھے منظور ہے رہ حضرت جنید رح نے جب یہ سُنا تو تعجب کیا یعنے یہ قوت کسکو ہو سکتی ہے۔ نقل ہے کہ حضرت شبلی رح نے چار مہینے آپ کو مہمان رکھا اور ہر بار کھانا اور مٹھائی دوسری طرح کی آگے دھرے شیخ رح نے وقت وداع یعنے رخصت کے وقت کہا اے شبلی اگر آپ کبھی نیشاپور مین آئینگے تو مین میزبانی اور جوانمردی آپ کو سکھلاؤنگا حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یا ابا حفص رح مینے کیا قصور کیا فرمایا کہ آپ نے تکلف کیا اور متکلف یعنے تکلف کرنے والے کو جوانمرد نہ کہنا چاہیے مہمان کو اسطرح رکھنا چاہیے کہ اُسکے آپ کو مہمان کے آنے سے گرانی نہو اور چلے جانے سے شادی نہو جب آپ تکلف کو راہ دینگے بیشک آپ پر کسی کا آنا گران گذرے گا اور اُسکا چلا جانا بھلا معلوم ہوگا اور جو کہ مہمان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے وہ جوانمردی نہین کرتا بلکہ اُسکی یہ ناجوانمردی ہے جب شبلی رح نیشاپور گئے حضرت ابو حفص رح کے پاس ٹھہرے چالیس شخص تھے حضرت ابو حفص رح نے

اکتالیس چراغ روشن کرائے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے نہین فرمایا تھا کہ تکلّف نہ کرنا چاہیے فرمایا مینے کیا تکلف کیا کہا کہ اکتالیس چراغ روشن کرائے حضرت ابوحفص رح نے فرمایا اُٹھیے اور جو زائد ہو اُسکو گُل کر دیجیے حضرت شبلی رح اُٹھے اور بہت کوشش کی لیکن سواے ایک چراغ کے گُل نہوا باقی اُسی طرح روشن رہے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کیا حال ہے کہ ایک تو گُل ہو گیا اور باقی سب اسیطرح جل رہے ہین فرمایا کہ آپ چالیس شخص ہین خدا کے بھیجے ہوئے کیونکہ مہمان فرستادۂ خُدا یعنے بھیجا ہوا خداے تعالے کا ہوتا ہے مینے ہر فرستادہ کے واسطے ایک چراغ خداے تعالے کی خوشنودی کے واسطے روشن کرایا اور ایک چراغ اپنے واسطے روشن کرایا یہ چالیس چراغ کہ خدا کے واسطے تھے آپ بجھا نسکے اور وہ ایک چراغ کہ میرے واسطے تھا آپ گُل کر سکے۔ تمنے جو کچھ کہ بغداد مین کیا تھا میرے واسطے کیا تھا اس لیے وہ تکلّف تھا اور مین جو کچھ کہ کرتا ہون واسطے خدا کے کرتا ہون اس لیے یہ تکلّف نہین ہے۔ اور ابوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو کہ اپنے احوال اور افعال کو ہر وقت کتاب اور سُنّت کی ترازو مین نہین تولتا اور اپنے خطرون کو متہم نہین سمجھتا اُسکو مُردون سے مت گنو اور حضرت ابوحفص رح سے پوچھا کہ ولی کے واسطے خاموشی بہتر ہے یا بات کہنا اور بولنا۔ فرمایا کہ یہ اگر بات کہے تو بات کی آفت کو جانے اور خاموشی کی لذّت خداے تعالے سے دو عمر نوح کی درخواست کرتی ہے تاکہ خاموشی مین گذارے پوچھا کہ آپ دُنیا کو کیون دشمن رکھتے ہین فرمایا کہ یہ ایک ایسا گھر ہے کہ ہر ساعت بندہ کو دوسرے ہی گناہ مین ڈالتا ہے کہا کہ اگر آپ کی دانست مین توبہ نیک ہے اور توبہ بھی تو دنیا ہی مین حاصل ہوتی ہے فرمایا ایسا ہی ہے لیکن وہ گناہ کہ دُنیا مین کیے جاتے ہین یقین ہین اور یقین مین ہم توبہ کو توڑ ڈالین گے اور خطر مین پڑینگے۔ پوچھا کہ عبودیت کیا ہے فرمایا یہ کہ

ترک ہر چیز کا کہ تیرے واسطے آیا ہے تو کرے یعنے منہیات سے باز رہے اور تو لازم
پکڑنے والا ہووے اس چیز کو کہ جسکا حکم فرمایا ہے لوگون نے پوچھا کہ درویشی کیا ہے
فرمایا کہ خدای تعالی کی درگاہ مین شکستگی پیش کرنا - پوچھا کہ علامت دوستون کی کیا ہی فرمایا
یہ کہ جس وقت کہ مرین خوش جاوین یعنی ایسا مجرد و تنہا دنیا سے باہر جاوے کہ اس سے کوئی چیز ایسی
نہ رہے کہ وہ چیز تجرید مین اسکے دعوی کے خلاف ہووے - پوچھا کہ ولی کون ہی فرمایا جو کہ اپنے
نفس سے اخلاص طلب کرے پوچھا بخل کیا ہی فرمایا وہ کہ ترک ایثار کرے ایسے وقت مین کہ اسکا
خود بھی محتاج و حاجتمند ہووے اور فرمایا کہ ایثار یہ ہی کہ بھائیون کے نصیب کو اپنے نصیب پر تو مقدم
رکھے دنیا اور آخرت کے کامون مین - اور فرمایا کہ کرم ڈالنا دنیا کا ہی واسطے اس شخص کے
کہ اسکا حاجتمند ہے اور رجوع کرنا طرف خدا کے بسبب اس احتیاج کے کہ تجکو حق تعالے کے
ساتھ ہے اور فرمایا بہت اچھا وسیلہ کہ بندہ اس سے تقرب ڈھونڈھے ساتھ خدای تعالے
کے مداومت فقر کی ہے سب حال مین اور لازم پکڑنا سنت کا ہی تمام فعلون مین اور طلب
کرنا قوت یعنے غذاے حلال کا - اور فرمایا جو کہ اپنے آپ کو متہم نہین رکھتا ہی تمام وقتون
مین اور تمام حالتون مین اور اپنی مخالفت نہین کرتا ہی مغرور ہے اور جسنے کہ رضا کی آنکھ
سے اپنی طرف دیکھا ہلاک ہوا اور فرمایا کہ خوف دل کا چراغ ہی جو کچھ کہ دل مین ہووے خیر و شر سے
اس چراغ سے دیکھ سکتے ہین اور فرمایا کسی کو فقر درست نہین آتا جب تک کہ کسی چیز کے
دینے کو کسی چیز کے لینے سے زیادہ عزیز نہ رکھے اور فرمایا کہ کوئی اس درجہ کو نہین پہونچا
کہ دعوے فراست کا کرے لیکن دوسرون کی فراست سے ڈرنا چاہیے اور فرمایا کہ جو کہ
دیتا ہے اور نہین لیتا ہے وہ مرد ہے اور جو کہ دیتا ہے اور لیتا ہے آدھا مرد ہے اور
فرمایا جو کہ نہین دیتا ہے اور لیتا ہے وہ مکھی ہے آدمی نہین ہے اور اس مین کچھ خیر نہین
ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے مطلب اس بات کا ان سے پوچھا تو فرمایا جو کہ
خداے تعالی سے لیتا ہے اور پھر خداے تعالے کو واپس دیتا ہے وہ مرد ہے کیونکہ وہ

اِس حالت مین اپنے آپ کو نہین دیکھتا ہے اور جو کہ دیتا ہے اور لیتا ہے وہ آدمی جوانمرد ہے کیونکہ اِس کام مین کہ کرتا ہے اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ یہ ہونے مین ایک فضل ہے اور جو کہ نہین دیتا ہے اور لیتا ہے وہ کوئی بھی نہین ہے کیونکہ اسکا گمان ہی کہ دینے والا اور لینے والا وہی ہے نہ خداے تعالے۔ اور فرمایا جو کہ ہر حال مین خداے تعالے کے فضل کو لینے اور پر دیکھتا ہے مین امید رکھتا ہون کہ ہالکون یعنی ہلاک ہونیوالون سے نہوگا اور فرمایا نہو چیز کہ خداے تعالی کی عبادت میں پشیمان لینے اعتماد کی جگہ ہووے تاکہ معبود و مقصود ٹھہرے اور فرمایا اہل اعمال کے واسطے سب سے بزرگ چیز نگاہبانی اپنی ہے خداے تعالی کے ساتھ۔ اور فرمایا خوب ہی استغنا یعنی بے پروائی ساتھ خدا کے اور بُرا ہی استغنا ساتھ کنجوسون کے اور فرمایا جو کہ شوق کی شراب کا ایک گھونٹ چکھتا ہے ایسا بیہوش ہو جاتا ہے کہ ہوش مین نہ آئیگا مگر حق تعالی کے دیدار اور اسکے مشاہدے کے وقت۔ فرمایا حال مفارقت یعنی جدائی نہین کرتا عالم سے اور مفارقت کرتا ہی قبول سے اور فرمایا خلق خبر دیتی ہے وصول سے اور قرب سے اور مقامات عالی سے اور میری تمامی آرزو یہ ہے کہ دکھلاوین مجھے وہ راہ کہ وہ حق تک پہونچا وے مجکو اگرچہ ایک لحظہ ہی کے واسطے کیون نہو۔ اور فرمایا عبادات ظاہر مین سرور ہے اور حقیقت مین غرور اسلیے کہ گمان ہے کہ سبقت حاصل کیے ہوئے ہے اور اصل یہ ہے کہ کوئی اپنے فعل پر خوش نہین ہوتا مگر مغرور اور فرمایا معاصی یعنے نافرمانیان حق تعالی کی کفر کا ڈنک ہین جیسے کہ زہر موت کا ڈنک ہے اور فرمایا کہ جو کہ جانتا ہے کہ اسکو اٹھاوین گے اور اس سے حساب لین گے اور پھر معاصی سے پرہیز نہین کرتا اور مخالفات سے منہ نہین پھیرتا یقین ہے کہ اپنے باطن سے خبر دیتا ہے کہ مین ایمان نہین رکھتا ہون بعث و حساب پر یعنے روز قیامت پر اور فرمایا جو کہ دوست رکھتا ہی کہ اسکا دل متواضع ہو جاوے اُس سے کہو کہ صالحون کی صحبت مین رہے اور اُنکی خدمت لازم پکڑے اور فرمایا تقون کی روشنی

خدمت مین ہو اور جانون کی روشنی استقامت ہین اور فرمایا تقوی حلال محض مین ہے
اور بس۔ اور فرمایا تصوف تمامی ادب ہے اور فرمایا بندہ توبہ مین کسی کام پر نہین ہو کیونکہ
توبہ وہ ہے کہ اُسکی طرف آوے نہ وہ کہ اُس سے آوے اور فرمایا جو کہ عمل کرتا ہی کر شایستہ ہووے
اسکو کاٹتے ہین اور تجکو اُس سے فراموش بناتے ہین اور فرمایا نا بینا حق وہ ہو کہ خداے
تعالے کو اشیار سے دیکھتا ہے اور اشیار کو خداے تعالے سے نہین دیکھتا اور بینا
وہ ہے کہ خداے ہووے نظر اُسکی طرف موجودات کے ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی
فرمایا کہ ایک ورد کو لازم پکڑنے والا رہو تاکہ سارے دروازے تجپر کشادہ کرین اور لازم
پکڑنے والا ایک سید یعنے سردار کا رہ تاکہ سارے سردار تیرے آگے گردن جھکاوین۔
اور محمش رح نے کہا مین بائیس ۲۲ برس تک حضرت ابو حفص رح کے ساتھ رہا مینے کبھی اُن کو
نہ دیکھا کہ غفلت یعنے بیخبری اور انبساط یعنے خوشی پر خدا کو یاد کیا ہو بلکہ جب یاد کرتے
فی الفور متغیر ہو جاتے اور جسوقت خدا کو یاد کرتے بر سبیل حضور اور تعظیم حرمت یاد کرتے
اور ایسے متغیر ہو جاتے کہ جو کہ موجود ہوتا وہ حالت اُن مین دیکھتا۔ اور یہ اُنکا مقولہ ہے
جو وقت نزع کے فرمایا تمامی دلون سے زیادہ دل شکستہ ہونا چاہیے اپنی تقصیرات پر۔
لوگون نے پوچھا کہ آپ جو رُخ طرف خداے تعالے کے لائے ہین کس لیے لائے ہین فرمایا
فقیر کہ غنی یعنے مالدار کی طرف رُخ لاتا ہے کس لیے لاتا ہے مگر فقر اور فرومائدگی کے
سبب سے۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ سلمی رح کی وصیت یہ تھی کہ میرا سر حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ
کے قدمون پر رکھنا۔

اُنتالیسوان ۳۹ باب حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ یگانۂ قیامت و ولشانۂ ملامت وہ پیر ارباب ذوق وہ شیخ اصحاب شوق وہ موزون ابرار

حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ اپنی قوم کے بزرگون سے تھے اور ورع اور تقوی مین مشہور تھے اور فقہ اور
علم حدیث مین درجہ بلند رکھتے تھے اور عیوب نفس مین صاحب نظر تھے اور مجاہدہ اور مطلب مین
بدرجہ کوشان اور چست تھے اور انکا کلام موثر اور سبت بلند وعالی اور مذہب حضرت
سفیان ثوری کا رکھتے تھے اور مرید حضرت ابو تراب نخشبی رح کے تھے اور پیر عبد اللہ مبارک رح کے اور خلق
کی ملامت مین مبتلا تھے اور مذہب ملامتیون کا نیشاپور مین اُن ہی سے منتشر ہوا اور طریقت
مین مجتہد اور صاحب مذہب تھے اور ایک جماعت نے اس طائفے سے انکو بہت عزیز سمجھا
اور انکو دوست رکھا اور اُن پر اعتماد رکھتا ہے اور انکو قصاریان کہتے ہین اور تقوی انکا
اسقدر تھا کہ ایک رات ایک دوست کے سرہانے تھے اور وہ دوست حالت نزع مین تھا
جب اُنھون نے وفات کی تو آپ نے چراغ بجھا دیا لوگون نے کہا کہ آپ نے ایسا کیون کیا
فرمایا کہ اسوقت تک تو یہ مال ہمارے دوست کا تھا اب مال یتیمون کا ہے پس یہ چراغ کا
روغن بھی اُن ہی وارثون کا ہے ہمکو نہ جلانا چاہیے۔ کہتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مین ایک
روز نیشاپور کے دریا کے کنارے جا رہا تھا ایک عیار پیشہ تھا جوانمرد اور جوانمردی مین مشہور
اور نیشاپور کے تمامی عیار اُسکے زیر حکم تھے میرے قریب آیا مینے کہا یا نوح جوانمردی کیا چیز ہے
کہا کہ تو میری جوانمردی سے پوچھتا ہے یا اپنی جوانمردی سے مینے کہا دونون کو بیان کر کہا
جوانمردی میری وہ ہے کہ قبا کو اتار ڈالون اور مرقع پہنون اور معاملہ مرقع پوشون کا اختیار
کرون تاکہ صوفی ہو جاؤن اور خلق کی شرم سے اُس لباس مین معصیت ونافرمانی سے پرہیز
کرون اور تیری جوانمردی یہ ہے کہ مرقع اُتار ڈالے تاکہ تو خلق سے اور خلق تجھ سے فریفتہ نہو
اور اُس سے تو حفظ حقیقت اوپر اسرار کے اور اُس سے مین حفظ شریعت اوپر اظہار کے کرون
اور یہ اصل عظیم ہے اور تو بیشک مرقع کو اتار ڈال تاکہ خلق تجھ سے اور تو خلق سے فریفتہ نہووے
اور فتنے مین نہ پڑے۔ نقل ہے کہ جب کلام آپ کا بلند ہوا اور کلمات آپ کے منتشر ہوئے
نیشاپور کے اماموں اور بزرگون نے کہا کہ آپ کو وعظ کہنا چاہیے اور لوگون کو نصیحت

کرنا چاہیے کہ آپ کا کلام سوشیدہ ہاہے فرمایا کہ مجھے وعظ کہنا جائز نہین اسلیے کہ میرا دل
دُنیا اور جاہ مین بستہ ہے میری بات سے تمکو فائدہ نہوگا اور دلون مین کچھ اثر پیدا نکریگی
اور جو بات کہ دل مین اثر نہ کرے اُس بات کا کہنا علم پر ٹھٹھا کرنا ہووے اور شریعت پر
سبکی رکھنا اور بات کہنا سزاوار اُس شخص کو ہووے کہ جسکے خاموش رہنے کی وجہ سے
دین باطل ہوا جاتا ہو اور جب کہے خلل دور دفع ہوجاوے اور فرمایا نہ چاہیے کسی شخص کو
کہ علم مین وہ بات کہے کہ جس بات کو دوسرا شخص کہہ رہا ہے اور اُس کی نیابت یعنے
قائم مقامی کرے۔ اور بات کہنا جائز نہووے جب تک نہ جانے کہ فرض یا واجب ہے اُسپر بات
کہنا تا کہ اُسکو اُسکی صلاحیت ہووے پوچھا کہ نشان اُسکی صلاحیت کا کیا ہووے فرمایا
یہ کہ جو بات کہی ہو ہرگز دوبارہ نہ کہے اور اُسمین یہ سوچ و تامل نہووے کہ اسکے بعد مین
کیا کہونگا اور اُسکی بات غیب سے ہووے جب تک کہ غیب سے اُس تک پہونچتی رہین کہتا رہے
اور اپنے آپ کو درمیان مین نہ سمجھے۔ پوچھا کہ اگلون کا کلام کیون نافع تر ہے فرمایا اسلیے
کہ انھون نے سخن اسلام کی عزت کے واسطے کہا اور نفس کی نجات کے واسطے اور
حق تعالے کی رضا کے واسطے اور ہم نفس کی عزت کے لیے اور دُنیا کی طلب اور خلق کے
قبول کے لیے کہتے ہین اور فرمایا کہ چاہیے کہ علم حق تعالے کا ساتھ تیرے نیک تر اُس سے ہو
کہ علم خلق کا۔ یعنے تو حق تعالے کے ساتھ معاملہ خلوت مین نیکو تر اُس سے کرے کہ ظاہر
اور فرمایا کہ جو کہ محقق ہوتا ہے اپنے حال مین اپنے حال سے خبر نہین دیسکتا اور فرمایا
ظاہر مت کر کسی شخص پر وہ چیز کہ واجب کرے کہ تجھ سے بھی پوشیدہ رہے اور فرمایا جو بات
کہ تو چاہے کہ پوشیدہ رہے کسی شخص پر ظاہر مت کر اور فرمایا جسمین کہ تو کوئی نیک خصلت
دیکھے اُس سے جُدا مت ہو کہ جلد ہو اُسکی برکتون سے ایک خیر تجکو بھی پہونچے اور فرمایا
مین تمکو دو چیز کی وصیت کرتا ہون عالمون کی صحبت کی اور جاہلون کی صحبت پرہیز
کرنے کی اور فرمایا صحبت صوفیون کے ساتھ رکھو کیونکہ بُرائیون کے اُنکے نزدیک

عذر ہوتے ہین اور سبکو بی اُنکے آگے بہت قدر نہین رکھتی تا کہ تجکو اُسکے سبب سے بزرگ کہین اور تو بوجہ بزرگ رکھنے کے راہ سے بے راہ ہو جاوے اور فرمایا جو کہ اگلون کی خصلتون مین نظر کرتا ہے اپنی تقصیر کو جانتا ہے اور اپنا پیچھے رہنا مردون کے درجے سے اور فرمایا کافی ہے جو کچھ کہ تجکو پہونچتا ہے آسانی کے ساتھہ بغیر رنج کے اور یاد رکھو رنج کہ ہے زیادہ طلبی مین ہے اور فرمایا شکر نعمت کا یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایک طفیل و ذریعہ تو دیکھے اور فرمایا جو کہ چاہتا ہو کہ اندھا ہووے اُس سے کہدو کہ نفس کے نقصان کے دیکھنے سے اندھا بن۔ اور فرمایا کہ خیال کرنا کہ نفس میرا بہتر ہے نفس فرعونی سے کبر و غرور کا آشکارا کرنا ہے اور فرمایا جب کہ تو مست کو دیکھے کہ پڑا ہے کراہیت و ناپسندی سے اُسکو ملامت مت کر کیونکہ ڈر ہے کہ ایسا ہو کہ تو بھی اُسی بلا مین مبتلا ہو جاوے اور فرمایا ملامت ترک سلامت ہے۔ لوگون نے پوچھا ملامت سے۔ فرمایا یہ راہ خلق پر دشوار ہے اور مشکل یعنے سخت مشکل لیکن ذرا سی مین بیان کرتا ہون رجا یعنے امید مرجیون یعنے امیدوارون کی اور خوف قدریون کا صفت ملامتی کی ہووے یعنے رجا مین اسقدر قدم جمائے ہین کہ مرجیون کو اُسکے سبب سے سب لوگ ملامت کرتے ہین اور خوف مین اسقدر چلے ہین اور اندیشہ مند ہوئے ہین کہ قدریون کو اُسکی وجہ سے خلق ملامت کرتی ہے غرض کہ وہ تمامی حال مین نشانہ تیر ملامت کا ہووے اور فرمایا مین نیک خصلتی کو نہین جانتا ہون مگر سخاوت مین اور نہین پہچانتا ہون بدخصلتی کو مگر بخل مین۔ اور فرمایا جو اپنے آپ کو ملکی جانتا ہے وہ بخیل ہے اور فرمایا فقیر کا حال تواضع مین ہے جب کہ اپنے فقر پر تکبر کرتا ہے تمامی دولتمندون پر تکبر مین بڑھ جاتا ہے اور فرمایا تواضع یہ ہے کہ کسیکو اپنے سے محتاج تو نہ دیکھے نہ اِس جہان مین اور نہ اُس جہان مین۔ اور فرمایا نصیب حق فقیر کو جب تک حاصل رہتا ہے کہ وہ متواضع رہے اور جب کہ تواضع ترک کی تمامی خیرات ترک کی۔ اور فرمایا کہ زیرکی یعنے دانائی کی میراث عُجب یعنی خود بینی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشائخ اور بزرگون نے اکثر زیرکون کو اِس راہ سے دور رکھا ہے اور فرمایا اصل تمام

اور دون کی بہت کھانا کھاتا ہے اور آفت دین بہت کھانا کھاتا ہے اور فرمایا جسکو مشغولی
کیا دُنیا کی طلب مین آخرت سے ذلیل و خوار ہوا یا دُنیا مین یا آخرت مین۔ اور فرمایا تو اہل کفر
دُنیا کو تاکہ تو بزرگ دکھائی دے اہل دُنیا کی آنکھ مین اور حضرت عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا کہ حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ نے مجکو وصیت کی کہ جب تک ہوسکے دُنیا کے
واسطے غمزدہ مت ہو پوچھا کہ بندہ کون ہو فرمایا جو کہ حق تعالیٰ کی پرستش کرے اور اس بات
کو دوست رکھے کہ اسکی پرستش کرین۔ پوچھا کہ زہد کیا ہے فرمایا میرے نزدیک زُہد وہ ہے
کہ جو کچھ کہ تیرے ہاتھ مین ہو اس سے تو زیادہ مطمئن ہووے اُس چیز سے کہ خدای تعالیٰ کی
ضمان مین ہو پوچھا توکل کیا ہے فرمایا توکل یہ ہے کہ اگر دس ہزار درم کا تجہپر قرض ہے تو
نظر کسی پر نہ رکھے اور تو نا امید نہووے حق تعالیٰ سے اُس قرض کے ادا کرنے مین اور فرمایا
توکل خدای تعالیٰ پر اعتماد کرنا ہو اور فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے کاروبار حق تعالیٰ جل شانہ پر
چھوڑے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو حیلہ اور تدبیر مین مشغول ہووے اور فرمایا کہ مصیبت کے وقت
بے صبری نہین کرتا مگر وہ شخص کہ خدای تعالیٰ کو متہم رکھتا ہو اور فرمایا کہ شیطان اور اسکے یار اتنا
کسی چیز سے خوش نہین ہوتے جتنا کہ تین چیز سے۔ ایک تو کسی ایماندار کے قتل کرنے سے
دوسرے کسی کے کفر مین مرنے سے تیسرے اُس دل سے جسمین دُرویشی کا خوف ہووے حضرت عبداللہ مبارک رح
نے فرمایا کہ جب حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ بیمار پڑے کہا کہ آپ اپنے فرزندون کو وصیت
فرمایئے فرمایا کہ مین اُنکی تونگری سے زیادہ اُس سے ڈرتا ہون کہ دُرویشی سے۔ حضرت
عبداللہ مبارک رح نے حالت نزع مین فرمایا کہ مجکو وفات کے بعد عورتون مین رکھنا بس وفات پائی۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ سالہ ۱۹۱ھ مین واصل بحق ہوئے۔

چالیسوان باب منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ حقیقت کی راہ کے سابق وہ پرہیزگاری کے نقش کے پرکھنے والے وہ رہنمائی کی انگشتری کے نگینہ وہ عین الوفا
کی دوستی کے جہان کے امانت دار وہ حقیقت کے رازوں سے واقف کار حضرت منصور عمار (ان پر
اللہ کی رحمت اُن پر ہو) بزرگان دین کے حکیموں سے تھے اور اس پاک جماعت یعنی اصفیاء کرام کے
سرداروں سے اور ایسے واعظ ناصح تھے کہ انکا مثل و نظیر نہ تھا اور ہر نوع علم میں کامل تھے اور
معاملت میں چست اور معرفت میں کامل تھے بعضے صوفیوں نے آپ کی تعریف بہت مبالغے کے
ساتھ کی ہے باشندے عراق کے اور مقبول اہل خراسان کے تھے بعض کہتے ہیں کہ وطن آپ کا
مرو تھا اور بعض کہتے ہیں بوشنج جسکو بوشنک بھی کہتے ہیں اور بصرہ میں مقیم ہوئے آپ کی توبہ
کا سبب اس طرح پر ہے کہ آپ نے راہ میں ایک کاغذ پایا اُسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تھا آپ نے
اُسکو اُٹھا لیا اور ایسی کوئی پاکیزہ جگہ کہ جہاں اُس کاغذ کو رکھتے نہ پائی اسلیے آپ اُس
کاغذ کو گولی بنا کر نگل گئے اُسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں کہ اُس تعظیم و بزرگی
کے سبب سے کہ تو نے ہمارے نام کی کی ہمنے حکمت اور دانائی کے دروازے تجھپر وا کر دیے
اور کھول دیے آپ بہت مدت تک ریاضت کھینچتے اور پند و وعظ اہل عالم کو کرتے رہے -
نقل ہے کہ ایک جوان شر و فساد کی مجلس میں مشغول تھا اُسنے چار درم چاندی کے اپنے
غلام کو دیکر کہا کہ اسکے عوض مٹھائی وغیرہ لے آ. راستے میں حضرت منصورؒ کی مجلس پڑی اُس
غلام نے اپنے دل میں کہا کہ میرا دل اُس جلسے سے اکتا گیا ہے آؤ تھوڑی دیر اس مجلس میں جاکر
اپنے دل کو تازہ کروں غرض کہ حضرت منصورؒ کی مجلس میں داخل ہوا اسی ساعت حضرت منصورؒ
نے چاہا کہ ایک درویش کو جو وہاں حاضر تھا کچھ دیویں فرمایا کہ کوئی ہے کہ اس درویش کو چار درم
دیوے اور چار دعا لیوے غلام نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے بہتر کچھ نہ ہوگا کہ یہ چاروں درم
اس درویش کو دیدوں تاکہ ایسا بزرگ و صاحب کرامات شخص میرے حق میں چار دعائیں کرے
یہ سوچتے ہی اُس غلام نے چاروں درم اُس درویش کو دیدیے حضرت منصورؒ نے فرمایا
اب چاہا کہ تو کس قسم کی دعائیں چاہتا ہے اُسنے کہا اول تو یہ کہ مجھے آزادی نصیب ہو اور

تیسرا آقا مجکو آزاد کر دیوے دوسرے یہ کہ خداوند تعالےٰ جل شانہٗ میرے خواجہ کو توبہ نصیب
کرے تیسرے یہ کہ اِن چار درم کی عوض مجکو چار درم اور ملجاوین چوتھے یہ کہ حق تعالےٰ
غفور رحیم مجہپر اور تجہپر اور تمامی حاضرین جلسہ پر اپنی رحمت نازل فرماوے حضرت منصورؒ نے
دعا کی پہر غلام لوٹکر گھر گیا خواجہ نے کہا کہ تو نے اتنی دیر کہان لگائی اور کیا لایا غلام نے
قصہ بیان کیا کہ اسطرح مینے چار درہمون کے عوض چار دعائین حضرت منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ
کی حاصل کین خواجہ نے پوچہا کہ وہ کیا کیا دعائین ہین ذرا مجکو بھی تو سُنا غلام نے کہا
ایک تو یہ کہ حق تعالےٰ مجکو آزادی دیوی اور دوسرے یہ کہ عوض چار درم کا پہیر دیوی اور تیسرے
یہ کہ تجکو توبہ دیوے اور مجہپر اور تجہپر اور حضرت منصور عمارؒ اور اُنکے حاضرین جلسہ پر اپنی
رحمت فرماوے خواجہ نے کہا کہ خدا گواہ ہے مینے تجکو آزاد کر دیا اور خدا کے سامنے مین توبہ
کرتا ہون کہ اب کبھی حق تعالیٰ کی نافرمانی کے قریب بھی نہ پہٹکون گا اور مین تجکو اُن چار درہمون
کے عوض چار سو درہم دون گا اب جو کچھ کہ میری قدرت مین تہا مینے اسکو پورا کیا اور بجا لایا
لیکن جو کچھ کہ میرے ہاتھ و اختیار سے باہر ہے اُسین مین مجبور ہون اور اُسکو نہین کر سکتا
اُسی رات خواب مین دیکھا کہ ایک ہاتف نے کہا ای جوان جو کچھ کہ تیرے اختیار مین تہا تو نے
اُسکو باوجود اپنی لئیمی کے پورا کیا اور اُسکو بجا لایا اب جو کچھ کہ ہماری ہاتھ و اختیار مین ہے ہم
اپنی کریمی کی صفت سے کہ جو ہماری واسطے مخصوص ہے اُسکو پورا کرتے ہین اور بجا لاتے ہین ای لو
ہمنے تجہپر اور تیرے غلام پر اور منصور عمار پر اور اُسکے تمام حاضرین جلسہ پر رحمت فرمائی **نقل ہے**
کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تہے ایک شخص نے ایک کاغذ کا ٹکڑا آپ کو دیا اور اُسپر یہ شعر
عربی لکہا تہا **شعر** وغیر تقی یأمر الناس بالتقی ٭ طبیب یداوی الناس وہو مریض ٭ یعنی جو کہ
خود متقی و پرہیزگار نہین ہی مگر خلق کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی واسطے حکم کرتا ہے اُسکی
مثال مثل اُس طبیب کے ہی کہ لوگون کی دوا کرتا ہی درحالیکہ وہ سب سے بیمار زیادہ ہے حضرت
منصور عمارؒ نے فرمایا ای مرد تو میری بات پر عمل کر کیونکہ میری بات اور علم سے تجکو فائدہ ہوگا۔

اور میری عمل پر نفرت کر کیونکہ میری بے عملی تجھکو کچھ نقصان نہ کرے گی اور اس سے کسی طرح کا نقصان
تجھکو نہ پہنچے گا اور فرمایا ایک رات کو میں ٹہلتا ٹہلتا ایک گھر کے دروازے پر پہنچا جہاں کہ
ایک شخص یہ مناجات کر رہا تھا کہ خدایا یہ گناہ کہ مجھ سے سرزد ہوا تیری خلاف کے واسطے نہ تھا
بلکہ یہ میرے نفس امّارہ سے تھا کہ اسنے مجھکو راہ سے بہکایا اور ابلیس نے مدد کی ناچار میں گناہ میں مبتلا
ہوا اگر تو میری مدد نہ کریگا اور میرا ہاتھ نہ پکڑیگا کون مجھکو سنبھالے گا اور تو معاف نہ فرما دے گا تو کون
معاف کریگا اور تیری سوا اور کون ہے کہ جسکے سامنے میں ان گناہوں کو پیش کر کے اس سے معافی کا
خواستگار ہوں حضرت منصورؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات سنکر کے رونا آگیا اور مینے یہ پڑھنا شروع کیا
کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم
نارا وقودھا الناس والحجارۃ الآیۃ صبح کو اس گھر کی طرف سے پھر میرا گذر ہوا اس گھر میں شور و
غل مچ رہا تھا مینے کہا کہ یہ شور و غل کیا ہے ایک شخص نے کہا میرا لڑکا آج رات کو خدا کے
خوف سے مرگیا ہے کہ ایک مرد خدا اس میرے کوچے سے آیت پڑھتے گذرے اسنے غشی نعرہ مارا اور
جان بحق ہوا حضرت منصورؒ نے فرمایا کہ اسکا قاتل میں ہی ہوں نقل ہے کہ ہارون رشید نے
حضرت منصورؒ سے کہا کہ میں آپ سے دو سوال کرتا ہوں آپ انکا جواب خوب سوچ کر دیں اسلئے
آپ کو تین روز کی مہلت دیتا ہوں ایک تو یہ کہ عالم ترین خلق کون ہے اور دوسرے یہ کہ
جاہل ترین خلق کون ہے۔ حضرت منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ بعد اسکے اسکے سامنے سے باہر
آئے اور پھر راہ سے لوٹ گئے اور کہا یا امیر المومنین یعنے اے مسلمانوں کے سردار جواب سن
عالم ترین خلق مطیع ترسناک ہے اور جاہل ترین خلق عاصی ایمن ہے یعنے وہ فرمانبردار بندہ
خدا کا کہ جو باوصف طاعت اور فرمانبرداری حق تعالی کے مدام اسکے خوف و دہشت سے
پر ہے اور ہمیشہ اسکے خوف سے لرزتا اور کانپتا رہتا ہے سارے جہان کے مخلوق سے
زیادہ عالم ہے اور وہ بندہ گنہگار کہ باوجود اپنے گنہگار ہونے کے بےخوف و بےخطر ہو اور کبھی
اسکو اپنے گناہوں کے خیال سے بھی خوف نہیں پیدا ہوتا ساری دنیا کی مخلوق سے زیادہ

نادان ہے اور اُن ہی کا یہ بھی مقولہ ہے کہ پاک ہے وہ خدا جسنے عارفون کا دل اپنے ذکر
کی جگہہ بنایا اور زاہدون کا دل توکّل کی جگہ بنایا اور متوکّلون یعنے توکّل کرنے والون کا
دل رضا یعنے اپنی خوشنودی کا چشمہ اور سوتا بنایا اور درویشون کا دل قناعت کی جگہہ بنایا
اور دُنیا دارون کا دل لالچ کا میدان بنایا اور فرمایا کہ آدمی دو قسم کے ہین ایک تو وہ کہ
بخود عارف ہین اور دوسرے وہ کہ عارف بحق ہین جو کہ عارف بخود ہین اُنکا توشغل اور مشغول
مجاہدہ اور ریاضت ہے اور جو کہ عارف بحق ہین اُنکا شغل واشتغال عبادت اور طلب
رضاے حق ہے اور فرمایا کہ آدمی دو طرح پر ہین ایک تو نیازمند بحق تعالے ہین اور یہ لوگ
بہت بڑے درجے پر ہین شریعت کے ظاہری حکم کے اعتبار سے اور دوسرے وہ کہ دوسرے
کے یعنے دوسری مخلوق کے حاجتمند نہین ہین اسلیے کہ جانتے ہین کہ جو کچھہ پیدایش کے
روز حق تعالے نے کہ قسّام ازل ہے اُنکا حصّہ کیا ہے خلق سے اور رزق سے اور زندگی سے
اور موت سے اور نیکبختی سے اور بدبختی سے اُسکے سوا ہرگز نہوگا پس یہ لوگ عین افتقار مین
یعنے بالکل ہی مفتقر اور محتاج ہین ساتھہ حق تعالے کے۔ اور عین استغنا یعنے نہایت ہی
بے پرواہ ہین خلق سے۔ اور فرمایا کہ حکمت عارفون کے دل مین تصدیق کی زبان سے بات
کہتی ہے اور زاہدون کے دل مین تفضیل کی زبان سے بات کہتی ہو اور عابدون کے دل مین
توفیق کی زبان سے بات کہتی ہو اور مُریدون کے دل مین تفکّر کی زبان سے بات کہتی ہو اور عالمون
کے دل مین تذکر کی زبان سے بات کہتی ہے اور فرمایا کہ خوشحال اُس شخص کا کہ صبح ہی اُٹھے
اور عبادت اُسکا پیشہ ہووے اور دُرویشی اُسکی آرزو ہووے اور گوشہ نشینی اُسکی
جاے قیام ہووے اور آخرت کی طرف اُسکی تمامی ہمت مصروف ہووے اور موت مین
فکر اُسکی ہووے اور امیدواری اُسکی توبہ کے ساتھہ اُس جلّ جلالہٗ کی رحمت پر ہووے
اور فرمایا کہ بندون کے دِل بالکل روحانی ہین پس جسوقت کہ دُنیا دلون مین راہ پاتی ہے
وہ روح کہ اُن دلون مین ہیوہ بخشی تھی پردے مین ہوجاتی ہے ظاہر ہے کہ اہتاب کو

آفتاب کی کرنین روشن کرتی ہین لیکن جب یہ زمین درمیان مین حائل ہوجاتی ہے گویا کہ
پردہ بن جاتی ہے واسطے ماہتاب کے اور وہ بالکل تاریک ہوجاتا ہے یہی حال دل کا بھی
تصور کرلینا چاہیے اور فرمایا کہ سب سے اچھا اور عمدہ لباس بندے کے واسطے فروتنی اور
عاجزی ہے اور بہت ہی اچھا لباس عارفون کے واسطے تقوی و پرہیزگاری ہے۔
اور فرمایا جو کہ خلق کے ذکر مین مشغول ہوا حق کے ذکر سے دور رہا اور فرمایا نفس کی
سلامتی اُس کی مخالفت مین ہے اور آدمی کے واسطے بلا و آفت اُسکی پیرِ نفس امّارہ
کی پیروی مین اور فرمایا جو کہ دُنیا کی مصیبتون پر بے صبری کرتا ہے بہت ہی جلد دین کی
مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے اور فرمایا کہ دُنیا کی آرزو کو ترک کر تاکہ غم سے راحت
پاوے اور زبان کو نگاہ رکھ تاکہ معذرت چاہنے سے چھوٹے۔ اور فرمایا کہ ایسی حالت
مین تیرا گناہ بہت ہی بڑا گناہ ہووے کہ جب کہ تجھ مین اُس گناہ کے نہ کرنے کی
قدرت ہو۔ اور فرمایا کہ تو جہان کہین پہونچے پتھر کو لوہے پر مار شاید کہ کوئی سوختہ یعنے
جلنے کے قابل چیز کہ جس سے آگ روشن ہوجاوے جیسے چیتھڑا وغیرہ درمیان مین ہو
اگر جلجاوے تو کہہ کہ معاف رکھ کیونکہ تو خود ہی قافلے کی راہ پر پڑی تھی اور جب
حضرت منصور عمّار رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ حضرت
ابوالحسن شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو خواب مین دیکھا پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ
کیا معاملہ کیا کہا مجھ سے فرمایا کہ منصور عمّار تو ہی ہے۔ مین نے کہا ہان ارشاد ہوا کہ تو ہی تھا
کہ خلق کو زُہد کی تعلیم دیتا تھا اور خود اُس پر عمل نہ کرتا تھا۔ مین نے کہا خداوندا یون ہی
ہے کہ جس طرح فرماتے ہو مگر مین نے کبھی کوئی وعظ بغیر اس کے کہ تیری پاک تعریف
نہ کی ہو نہ کہا اور بعد اُس کے تیرے پیغمبر پر درود بھیجا پھر تیرے بندون کو نصیحت
کی خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے پھر فرشتون کو حکم دیا کہ اُسکے واسطے کرسی
بچھاؤ تاکہ آسمان مین فرشتون کے جلسے مین میری تعریف کرے جس طرح سے کہ زمین پر

آدمیون کے درمیان کہتا تھا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

اکتالیسوان باب حضرت احمد بن عاصم الانطاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ گدی نشینون کے پیشوا وہ بلند درجہ رکھنے والون کے سردار وہ کوشش و مشقت کے میدان کے بہادر سپاہی وہ اپنے زمانے کے لوگونکے غازی وہ پاکی کے جہان کے پاک و صافی حضرت احمد بن عاصم انطاکی (اللہ کی اُنپر رحمت ہو) قدیم بزرگانِ دین سے تھے اور بڑے اولیاؤن سے اور ظاہری اور باطنی علمون کی نوعون مین عالم تھے اور بڑے بڑے مجاہدے کیے اور عمر بھی آپ کی بہت ہوئی اور آپ نے اتباعِ تابعین کو پایا تھا اور مُرید رشید حضرت محاسبی کے تھے اور بشر رحمتہ اللہ علیہ اور سری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تھا اور حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ کو بھی پایا تھا اور حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ آپ کو جاسوس القلوب یعنی دلون کے مخبر آپ کی تیزی فراست یعنی دانائی و قیافہ شناسی کی وجہ سے کہتے تھے اور آپ کے کلمے لطیف و پاکیزہ ہین اور اشارے عجیب و غریب ہین جیسا کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ مشتاق خدا کے ہین آپ نے فرمایا نہین کہا کیون فرمایا اسلیے کہ شوق تو غائب کے ساتھ ہوتا ہے اور جب کہ غائب حاضر ہو وے پھر شوق کہان رہتا ہے پوچھا معرفت کیا ہے فرمایا اُسکے تین درجے ہین اوّل اثبات وحدانیتِ واحدِ قہار یعنے زبردست یکتا یعنے حق تعالے کے ایک ہونے کا ثبوت دینا دوم دل کو باز رکھنا اس سے یعنے جو خدا کے علاوہ ہین اُن سے کاٹنا تیسرے یہ کہ کسی کو اُسکی عبادت کرنے کی جیسا کہ حق اُسکی عبادت کا ہے قدرت و تاب نہین ہے وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ پوچھا محبت کی علامت کیا ہے فرمایا یہ کہ عبادت اُسکی تھوڑی ہووے اور تفکر اُسکا ہمیشہ اور خلوت اُسکی بہت یعنے تنہا بیٹھنا دل کو سب طرف سے ہٹا کر اور خاموشی اُسکی

قدام ہووے سبب اُسکو بچھنا چاہیں دکھائی نہ دے یعنے اُسکو نہ دیکھ سکیں اور اگر بیکار رہیں اُس سے کچھ سُننے میں نہ آوے اور جب اُسپر کوئی مصیبت و بلا آوے غمگین ہووے اور جب کوئی راستی و درستی کا ر اُسکی طرف رُخ رکھے تو خوش ہووے اور کسی شخص سے نہ ڈرے اور نہ کسی شخص سے امید رکھے پوچھا خوف و رجا یعنے امید کیا ہے اور دونوں کی علامت کیا ہو فرمایا خوف کی علامت گریہ یعنے رونا اور رجا کی علامت طلب ہے جو کہ صاحب رجا ہو اور طلب نہیں رکھتا جانو جھوٹا ہے اور جو کہ صاحب خوف ہے اور گریہ نہیں رکھتا جانو کذاب یعنے بہت ہی جھوٹ بولنے والا ہے اور فرمایا کہ تمام لوگوں سے زیادہ واصل نجات پر یعنے اُس شخص کو دیکھا کہ وہ ڈرنے والا تھا اپنے نفس پر اِس خوف سے کہ ایسا نہو کہ نجات سے محروم رہے اور تمام خلق سے زیادہ ڈرنے والا ہلاک پر اُس شخص کو یعنے پایا کہ وہ بہت بےخوف تھا اپنے نفس پر اور فرمایا تونے وہ نہیں دیکھا کہ یونس علیہ السلام نے جب گمان کیا کہ حق تعالے اُنپر غصہ نکریگا کس طرح کی عقوبت یعنے عذاب نے اُنکی طرف رُخ کیا یعنے اُنپر آیا اور فرمایا کہ کمترین یقین یہ ہے کہ جب دل تک پہونچتا ہے دل کو پُر نور یعنے روشن کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اُس سے ہر ایک شک کہ ہوتا ہے دل میں شکر و خوف خدا کا پیدا ہوتا ہے اور یقین حق تعالی کی بزرگی کی معرفت یعنی پہچان موافق قدر و عظمت حق تعالے کے ہے اور ہو سکتا ہے کہ عظمت حق تعالے کی عظمت کی معرفت ہو اور فرمایا کہ جب صاحبان مجاہدہ کے پاس بیٹھو سچائی و صدق سے بیٹھو کیونکہ یہ لوگ جاسوس یعنے پتہ لگانے والے دلوں کے ہیں تمہارے دلوں میں جاتے ہیں اور باہر آتے ہیں اور فرمایا نشان رجا کا وہ ہو کہ جب کوئی نیکی طرف اُسکے پہونچتی ہے اُسکے دل میں شکر کی توفیق دیتے ہیں تا کہ اُسکو حق تعالے سے تمامی نعمت کی اُمید دنیا میں اور تمامی عفو یعنے معافی کی آخرت میں ہووے اور فرمایا نشان زہد کے چار ہیں بھروسا کرنا خدائے عزوجل پر اور بیزار ہونا خلق سے اور اخلاص واسطے حق تعالی کے اور جھیلنا ظلم کا واسطے بزرگی دین کے اور فرمایا کہ بندگی کی اپنے

نفس کی تھوڑی معرفت کا نشان تھوڑی حیا اور تھوڑا خوف ہی اور فرمایا جو کہ خدائے تعالے
کا عارف تر ہے خدائے تعالے سے ترسان تر ہے اور فرمایا کہ اگر تو دل کی صلاح ڈھونڈھتا ہی
تو خدائے تعالی سے توفیق چاہ کہ تیری زبان کو رُد کے اور فرمایا کہ سب سے عمدہ اور نافع فقیری
یہ ہی کہ تو فقر پر برداشت کرنے والا اور راضی ہووے اور نافع ترین عقل یہ ہی کہ تجکو واقف
کرین تا کہ تو نعمتین خدا کی اپنے اوپر دیکھے اور توفیق دیوین تجکو انکے شکر ادا کرنے کی اور
نیکوئی کرنے کی اور خواہش نفس سے مخالفت کرنے کی اور فرمایا کہ نافع ترین اخلاص وہ ہووے
کہ تجھ سے ریا اور تکلف اور آراستگی اور خود آرائی کو دور کرے اور فرمایا بزرگترین تواضع
وہ ہووے کہ تجھ سے کبر کو دور کرے اور غصے کو تجھ مین مار ڈالے اور فرمایا گناہون سے بھی
زیادہ نقصان پہونچانے والا کام وہ ہووے کہ بندگی و طاعت تو کرے جہل پر کہ اسکا نقصان تجکو
اس سے زیادہ پہونچے کہ تو گناہ کرے جہل پر اور فرمایا جو کہ تھوڑی گناہ کو آسان سمجھتا ہی اور
چھوٹا خیال کرتا ہی جلد ہوتا ہی کہ اسمین بڑی آفت واقع ہوتی ہی اور فرمایا خواص فکر کے
سمندر مین غوطہ زنی کرتے ہین اور عوام سرگشتہ اور گمراہ ہوتے ہین غفلت کے بیابان مین اور
فرمایا تمام علمون کا پیشوا اور امام علم ہے اور علمون کا امام حق تعالی کی عنایت ہی اور فرمایا یقین
ایک نور ہی کہ حق تعالی بندے کے دل مین پیدا کرتا ہی تا کہ اس نور سے تمامی کاروبار آخرت
کے مشاہدہ کرے اور اس نور کی قوت سے تمامی پردے کہ درمیان اسکے اور درمیان آخرت کے
ہین جل جاتے ہین تو اس نور سے تمامی کاروبار کو کہ آخرت مین ہین دیکھتا ہی اسطرح سے کہ
گویا کہ اسکو مشاہدہ ہی اور فرمایا اخلاص وہ ہی کہ جب تو عمل کرے تو دوست نرکھے کہ تجکو
اس عمل سے یاد کرینگے اور تجکو اس عمل کے سبب سے بزرگ رکھینگے اور اپنے عمل کا ثواب
طلب نکرے کسی شخص سے مگر خدائے تعالے سے اور اسی کو اخلاص عمل کہتے ہین اور فرمایا
عمل کر اور ایسا جان کہ کوئی شخص نہین ہی زمین مین سوای تیرے اور کوئی شخص نہین ہے
آسمان مین سوای اسکے اور فرمایا چند روز کہ رہے ہین انکو غنیمت جان اور اسقدر عمر

اگر رکھتا ہے صلاح میں گذار تا کہ بخشے جویں وہ گناہ کہ پہلے ہوئے ہیں اور فرمایا دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں ہمنشینی اہل صلاح کی اور پڑھنا قرآن کا اور خالی رکھنا پیٹ کا اور نماز شب کی اور زاری کرنا سحر کے وقت میں اور فرمایا عدل کی دو قسم ہیں ایک عدل ظاہر کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہے اور دوسرا عدل باطن کہ درمیان تیرے اور درمیان حق تعالے کے ہے اور طریق عدل استقامت ہے اور طریق فضل طریق فضیلت ہے اور فرمایا موافق اہل صلاح کے ہیں ہم اعمال جوارح یعنے اعضا کے عملوں میں اور اُنکے مخالف ہیں ہم مشکل و مانندی میں اور فرمایا حق تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ اور حال یہ ہے کہ ہم فتنہ زیادہ کرتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک رات کو انتیس آدمی اُنکے اصحاب سے جمع ہوئے اور دسترخوان بچھا روٹی تھوڑی تھی حضرت شیخ احمد بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے روٹیوں کے ٹکڑے توڑ کر ہر ایک شخص کے سامنے رکھے اور چراغ اُٹھا لیا جب چراغ پھر لائے تو سب روٹی کے ٹکڑے اسی طرح دھرے تھے کہ کسی شخص نے ایثار کے قصد سے نہ کھائے تھے مریدوں کو اسطرح کی تربیت فرمائی تھی۔ اللہ تعالے کی رحمت اُنپر اور اُنکے مریدوں پر اور ہم سب پر ہو

بیالیسواں باب حضرت عبد اللہ خبیق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ دین کے سمندر میں غوطہ لگانیوالے و یقین کے سمندر کے روشن موتی وہ قدرت و توانگری کے مرکز وہ سنت نبوی کے ستون وہ مجرد بون اور سنت کرنیوالوں کے پیشوا حضرت عبد اللہ خبیق (اللہ کی رحمت اُنپر ہو) زاہد صوفیوں اور پرہیزگاروں اور توکل کرنے والوں سے تھے اور خورش حلال میں بہت مبالغہ رکھتے تھے اور حضرت یوسف اسباط کے صحبت یافتہ تھے اور اصل میں

کوفی تھے اور انطاکیہ مین سکونت پذیر تھے اور مذہب سفیان بن سعید ثوری کا رکھتے تھے
فقہ مین اور معاملت مین اور حقیقت مین اور اُنکے اصحاب کو دیکھا تھا اور کلے پاکیزہ اور لطیف
رکھتے تھے حضرت فتح موصلی نے فرمایا کہ مینے پہلی مرتبہ کہ انکو دیکھا مجھ سے فرمایا کہ یا خراسانی
چار چیزون سے زیادہ نہین ہے آنکھہ اور زبان اور دل اور ہوا - آنکھہ سے ایسی جگہ مت دیکھ
کہ جہان دیکھنا منع آیا ہے اور زبان سے ایسی بات مت کہہ کہ خداے تعالیٰ جل شانہٗ تیرے
دل مین اُسکے خلاف جانے اور دل کو باطن مین خیانت اور کبر سے اور مسلمان کے اور ہواے
نفسانی سے نگاہ رکھہ اور ہوا سے کسی چیز کا طالب مت بن اگر یہ چارون اس صفت سے
موصوف نہون تو سر پر خاک ڈالنا چاہیے کہ تیری بدبختی کے نشان ہین اور فرمایا کہ
حق تعالیٰ نے دل کو جاے ذکر پیدا کیا جب نفس کے ساتھ صحبت رکھی جاے شہوت ہوے
اور دل سے شہوتون کو جدا نہین کر سکتا مگر خوف بے قرار کرنے والا یا شوق بے آرام
کرنے والا اور فرمایا جو کہ چاہے کہ اپنی زندگانی مین زندہ ہو اُس سے کہدو کہ دل کو
شکستہ رکھ اور لالچ کو چھوڑ تا کہ کل سے تو آزاد ہو جاوے اور فرمایا غم مت کھا مگر واسطے
ایسی چیز کے کہ کل روز قیامت کو تجھے نقصان پہونچانے والی ہو اور خوش مت ہو مگر
اُس چیز سے کہ کل روز قیامت کو تجھے شاد و خوش کرے گی اور فرمایا رسیدہ ترین
بندگان خداے تعالیٰ وہ ہووے کہ دل سے بھاگنے والا زیادہ ہے اُنکو اگر اُنس ہوتا
ساتھ خداے تعالیٰ کے ساری چیزون کو اُنکے ساتھ اُنس ہوتا اور فرمایا نافع ترین خوف
وہ ہووے کہ نافرمانی اور معصیت سے جُدا رکھے اور نافع ترین امیدون مین وہ امید ہووے
کہ کام تجھپر آسان کرے اور فرمایا جو کہ باطل اور ناراست بہت سُنتا ہے طاعت کا ذوق و مزا
اسکے دل سے جاتا رہتا ہے اور فرمایا نافع ترین خوف وہ ہووے کہ تجھے ہمیشہ غمگین رکھے
اُس چیز کے ضائع اور تباہ ہونے پر کہ ضائع ہو لی ہے عمر کو غفلت مین گذارنے سے اور فا
کہ تیرا مصاحب بنا دے تیری باقی عمر مین اور فرمایا رجا تین قسم ہو دو ایک مرد ہوتا

کہ نیکی کرتا ہے اور امیدوار ہوتا ہے کہ قبول کریں اور ایک مرد ہوتا ہی کہ برائی کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ بخشیں اور دیکھیے معاف کریں یا نہ کریں تیسرے رجا ہے کاذب ہووے کہ ہمیشہ گناہ کرے اور امید بخشش کی رکھے اور جو کہ بدکردار ہووے خوف اسکا چاہیے کہ رجا پر غالب ہووے اور فرمایا اخلاص عمل میں سخت تر ہی عمل سے اور عمل خود ایسا ہے کہ عاجز ہوتے ہیں اُسکے ادا کرنے سے مردان خدا پھر اخلاص تو کیا کہنا ہے اور فرمایا مستغنی نہیں ہوسکتا کسی حال میں جملہ احوال سے صدق سو اور صدق مستغنی ہے جملہ احوال سے اور جو کہ صدق پر ثابت قدم ہوتا ہے جو کہ اُسکے درمیان اور خدا تعالے کے درمیان کہ حقیقت سے ہے اُسپر واقف ہوتا ہی اور آسمانوں اور زمینوں میں اور اگر تو چاہے کہ کوئی شخص تجھپر سبقت نہ حاصل کرے خداوند کے کام میں کسی چیز کو مت قبول کر کیونکہ تیرے واسطے وہ تمام چیزوں سے بہتر ہووے

والسلام خیر الانام

تینتالیسواں باب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شیخ مطلق وہ اپنی حق داری کے لحاظ سے زمانے کے قطب وہ رازوں کے چشمے وہ انوار الٰہی کے مربع وہ سبق بردہ باستادی سلطان طریقت وارشاد حضرت جنید بغدادی شیخ الشیوخ عالم اور جہان کے اماموں کے امام اور علموں کے ہر فن میں کامل اور اصول و فروع میں مفتی اور معاملات اور ریاضات میں شامل تھے اور پاکیزہ کلموں اور عالی اشاروں میں تمامی سبقت رکھتے تھے اور اول حال سے آخر کار تک پسندیدہ اور محمود اور مقبول تمامی فرقوں کے تھے اور سب انکی امامت پر متفق تھے اور اُنکا کلام طریقت میں حجت ہی اور تمامی زبانوں میں تعریف کیا گیا ہی اور کوئی شخص اُنکے ظاہر اور باطن پر انگلی نہ رکھ سکا اور اعتراض نہ کرسکا بخلاف سنت نبوی

مگر وہ شخص کہ اندھا تھا اور آپ صوفیوں کے پیشوا تھے اور آپ کو سید الطائفہ کہا ہے اور لسان القوم لقب دیا ہے اور اعبد المشائخ لکھا ہے اور طاؤس العلما جانا ہے اور سلطان المحققین کہا ہے کیونکہ شریعت اور طریقت اور حقیقت میں انتہا کے درجے پر تھے اور عشق اور زہد میں بے مثال اور طریقت میں صاحب اجتہاد تھے بہت مشائخ نے آپ کا مذہب اختیار کیا ہے اور آپ کا طریق طریق صحو ہے برخلاف طیفوریوں کے کہ اصحاب حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہیں اور معروف ترین طریق طریقت میں اور مشہور ترین مذہب حضرت جنیدؒ کا مذہب ہے اور اپنے وقت میں جائے رجوع مشائخ بزرگ کے تھے اور آپ کی تصانیف بہت اشارات اور حقائق و معانی میں ہیں اور اول جسنے کہ علم اشارت منتشر کیا آپ ہیں اور باوصف اس بلند درجہ ہونے کے دشمنوں اور حاسدوں نے آپ کو زندیق اور کافر بتایا اور اُسپر گواہیاں دین اور آپ نے صحبت حضرت محاسبیؒ کی پائی تھی اور بھانجے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور مرید بھی اُنکے تھے اور آپ اُس درجے تک پہونچے کہ ایک روز لوگوں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کسی مرید کا پیر سے بھی درجہ بلند تر ہوتا ہے فرمایا ہاں اور اُسکی دلیل روشن یہی ہے کہ حضرت جنیدؒ کا درجہ میرے درجے سے بلند تر ہے اور حضرت جنید تمامی درد اور شوق اور عشق تھے اور شیوہ معرفت اور کشف توحید میں شان بلند رکھتے تھے اور مشاہدہ اور مجاہدے اور فقر کی تو گویا صورت ہی تھے اور نقل کیا ہے کہ باوجود اس عظمت کے کہ حضرت سہل تستریؒ رکھتے تھے حضرت جنیدؒ نے اُنکی شان میں فرمایا کہ صاحب آیات اور صاحب بلند درجے پر سبقت کرنیوالے ہیں لیکن دل نہیں رکھتے ہیں یعنی مَلَک صفت تھے مُلک صفت نہیں تھے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام تمامی درد اور عبادت تھے یعنی درد کا جھیلنا کام دوسرا ہے یہاں تک یہ مقولہ حضرت مصنفؒ کا ہے (اور وہ جانتے ہیں کہ کیا کہتے ہیں ہمکو اُسکے ساتھ کچھ کام نہیں ہے اور ہمکو خوف معلوم ہوتا ہے اُن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت رکھتے یا افضل بتاتے) اور آپ کا ابتدائے حال یوں ہے کہ لڑکپن سے دردِ الٰہی سے پر اور طلبگار اور باادب اور

صاحب فراست اور فکرت تھے اور بہت تیز فہم تھے ایک روز مکتب سے گھر آئے تھے باپ کو روتے
دیکھا پوچھا ای باپ رونے کا کیا سبب ہے کہا آج مال کی زکوٰۃ سے کچھ چیز تمھارے ماموں کو
بھیجی انھوں نے قبول نہ کی مین اسلیے روتا ہون کہ مینے اپنی عمر ساری ان پانچ درہموں
مین بسر کی اور یہ بھی خدای تعالیٰ کے دوستوں سے ایک دوست کے لائق نہین ٹھہرتے
ہین حضرت جنیدؒ نے کہا مجھے دیجیے تاکہ مین انکو دون آپ کو وہ درم دیے آپ گئے اور اپنے
ماموں صاحب کے گھر کی کنڈی کھٹکھٹائی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کون ہی کہا
جنیدؒ ہے دروازہ کھولو اور یہ فریضۂ زکوٰۃ لو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین
نہین لونگا حضرت جنیدؒ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے حق اس خدا کی کہ جسنے آپ کے ساتھ فضل کیا
اور میرے باپ کے ساتھ عدل کیا کہ یہ لیجیے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ای
جنید میرے ساتھ کیا فضل کیا اور تیرے باپ کے ساتھ کیا عدل کیا کہا کہ آپ کے ساتھ فضل کیا
کہ آپکو درویشی دی اور میرے باپ کے ساتھ وہ عدل کیا کہ اسکو دنیا مین مشغول کیا آپ اگر
چاہین قبول کرین اور اگر چاہین رد کرین اور میرا باپ اگر چاہے اور اگر نہ چاہے لیکن ضرور
ہے کہ فریضۂ زکوٰۃ کو حقدار کو پہونچانا چاہیے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پسند آئی
اور فرمایا ای بیٹے پہلے اس سے کہ مین یہ زکوٰۃ قبول کرون مینے تجکو قبول کیا اور دروازہ کھولکر
وہ زکوٰۃ لے لی اور انکو یعنے حضرت جنیدؒ کو اپنے دل مین جگہ دی حضرت جنیدؒ سات برس کے
تھے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ انکو اپنے ساتھ خانۂ کعبہ حج کو لے گئے خانۂ کعبہ مین
چار سو پیرون کے درمیان مسئلۂ شکر درپیش تھا اور اسمین بحث ہو رہی تھی ہر چار سو نے
اپنی اپنی تقریر کی حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے جنیدؒ تم بھی کچھ کہو
حضرت جنیدؒ تھوڑی دیر سر آگے جھکائے رہے پھر کہا کہ شکر یہ ہے کہ نعمت کہ حق تعالیٰ
نے تجکو عطا کی ہو تو اس نعمت کے سبب سے اسکا نافرمانبردار نہ بنے اور اس کی نعمت کو
سامان نافرمانی و معصیت کا نہ کرے ہر چار سو پیرون نے کہا ای میرے آنکھون کی روشنی

تو نے بہت اچھا کیا تو سچا ہے اور ہیبت سے متفق ہو کر کہا کہ اس سے بہتر نہیں کر سکتے اور کہا اے صاحبزادے جلد ہووے کہ تیرا حظ وبہرہ حق تعالیٰ سے تیری زبان ہووے پھر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹے تو یہ کہا سے لایا حضرت جنید رحؒ نے فرمایا آپ کی ہمنشینی کی برکت ہے۔ پھر بغداد کو واپس آئے اور آئینہ فروشی کرتے ہر روز دکان میں جاتے اور پردہ چھوڑ دیتے اور چار سو رکعت نماز ادا کرتے ایک مدت اسطرح گذری دکان کو چھوڑ دیا اور سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی دہلیز میں ایک کوٹھری تھی وہاں گوشہ گزین ہوئے اور اپنے دل کی چوکیداری اختیار کی اور مراقبے کی حالت میں مصلّٰی تک نیچے سے نکالکر پھینکدیتے تاکہ سوائے خدائے عزوجل کے کوئی چیز انکی خاطر پر نہ گذرے چالیس برس اسطرح گوشہ گزین رہے ایسے کہ تیس سال تک عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد سے صبح کے وقت تک کھڑے اللہ اللہ فرمایا کرتے اور اسی وضو سے صبح کا فرض ادا کرتے۔ فرمایا کہ جب چالیس برس ہو گئے مجھے گمان ہوا کہ میں مقصود سے کامیاب ہوا اسیوقت ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے جنید اب وہ وقت آیا کہ تیری زنار کا گوشہ تجکو دکھاؤں جب مینے یہ سنا عرض کی خداوندا جنید کا کیا گناہ ندا آئی کہ اس سے بھی بڑھ کر گناہ چاہتا ہے کہ تو موجود ہے حضرت جنیدؒ نے ایک آہ بھری اور سر جھکا لیا اور کہا مَنْ لَمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَہْلًا فَکُلُّ حَسَنَاتِہٖ ذُنُوْبٌ پھر اس گھر میں گوشہ گزین ہوئے اور تمام شب اللہ اللہ کہا کرتے مخالفون نے آپکے کام میں زبان درازی کی اور آپ کا قصہ خلیفہ سے کہا خلیفہ نے کہا کہ انکو بغیر کسی حجت کے منع نہیں کر سکتے کہا کہ خلق انکی کامون سے فتنہ وفساد میں پڑتی ہے خلیفہ کی ایک کنیزک تھی جسکو اسنے تین ہزار درم کو خریدا تھا اور بہت خوبصورت بے مثال تھی اور اپنے وقت میں زیبائی اور رنگینی حسن میں گویا کہ ایک نمونہ تھی اور خلیفہ اسپر عاشق تھا حکم دیا تو اسکو زر و زیور سے آراستہ پیراستہ کیا اور جواہر نفیس کی ٹکی ہوئی پوشاک اسکو پہنائی اور اس سے کہا کہ تجکو فلان جگہ جنیدؒ کے آگے جانا چاہیے جب پہونچے تو اپنے منھ سے نقاب اٹھائیو اور بڑے ہی انداز سے

اپنے آپ کو آنکو دکھلائیو اور اُن سے یون کہیو کہ میرے پاس مال بہت سا ہو لیکن میرا دنیا کے کاروبار سے دل اُکتا گیا ہے مین آپ کے پاس آئی ہون تاکہ آپ مجھے اپنی صحبت مین قبول فرماوین اور مین آپ کے ساتھ عبادتِ الٰہی کرون کیونکہ میرا دل اب بھی چاہتا ہے کہ آپ کے سوا کسیکے پاس نہ بیٹھون اور جہانتک تجھ سے ہوسکے خوشامد اور چاپلوسی کیجیو پھر ایک خادم کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ اصل حال دریافت کرے الغرض جب کنیزک پہونچی تو اُسنے حضرت جنیدؒ کے آگے اپنے مُنھ سے نقاب اُٹھائی حضرت جُنیدؒ کی بے اختیار نظر اُس پر پڑی جیسا اُسکو دیکھا تو اُسی دم سر جھکا لیا کنیزک نے جو جو کچھ کہ اُسکو سکھلایا گیا تھا کہنا شروع کیا اور بہت زاری کی اور بہت اصرار کیا حضرت جنیدؒ گردن جھکائے سُنتے رہے پھر ایکبارگی آپ نے سر اُٹھاکر آہ فرمایا اور لونڈی پر پھونکا وہ فی الفور گر پڑی اور مر گئی خادم نے جاکر خلیفہ کو خبر کی ایک آگ خلیفہ کی جان مین لگی اور پشیمان ہوا اور کہا جو کہ اُنکے ساتھ وہ کریگا کہ نہ کرنا چاہیے وہ دیکھے گا کہ نہ دیکھنا چاہیے اور اُٹھکر حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا لوگون نے کہا بھی کہ اُنکو یہان طلب کر کہا کہ ایسے شخص کو اپنے پاس نہ بُلانا چاہیے بلکہ خود اُسکے پاس جانا چاہیے پھر کہا اے شیخؒ آپ کا دل کیسا ہو کہ آپ نے ایسی محبوبہ کو جلادیا اور مار ڈالا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا اے امیر المؤمنین تجکو مومنون پر شفقت ایسی ہی ہو کہ تو چاہتا تھا کہ میری ریاضتین اور بیخوابی اور جان کندنی چالیس برس کی برباد کردیوے اور مین درمیان مین کون ہون مت کر تاکہ وہ بھی نہ کرے۔ بعد اسکے حضرت جنیدؒ قدس اللہ سرہ العزیز کے کاروبار نے ترقی پکڑی اور آپ کا آوازہ جہان مین منتشر ہوا اور جس چیز پر آپ کو آزمایا ہزار درجے بڑھ کر پایا اور آپ نے وعظ فرمانا شروع کیا ایک مرتبہ آپ نے لوگون سے فرمایا کہ مین نے وعظ نہ کہا جب تک تیس شخصون نے جو ابدال سے تھے مجھسے اصرار سے نہ کہا کہ تجکو وعظ کہنا ضرور چاہیے اور لوگون کو خدا کی طرف بُلانا اور فرمایا کہ مینے ایسے دو تیسو پیرون کی خدمت کی جو عجب با قدرت تھے اور فرمایا کہ ہمنے یہ تصوف قیل و قال مین نہین اختیار کیا ہو

اور لڑائی اور کارزار میں حاصل نہیں کیا ہے لیکن گرسنگی اور بیخوابی سے اور دنیا کے ترک
کرلے اور اُس چیز سے علیحدہ ہونے سے کہ ہمکو مرغوب اور ہماری نظر میں آراستہ و پیراستہ
تھی اور فرمایا کہ اس راہِ تصوف کے واسطے ایسا شخص چاہیے کہ خدای تعالیٰ کی کتاب کو
داہنے ہاتھ میں لیوے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کو بائیں ہاتھ میں
اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلے تاکہ شُبہے کے گڑھے میں نہ گرے اور بدعت کی
تاریکی میں نہ پھنسے اور فرمایا کہ ہمارے شیخ اصول اور فروع اور بلاکشی میں حضرت امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیرو ہیں کہ حضرت مرتضیٰ علی کی لڑائیوں کی مشغولی و دیگر خوبیوں کو نقل
فرماتے کہ کوئی شخص اُسکے سُننے کی طاقت نہ رکھتا تھا کیونکہ وہ ایسے امیر تھے کہ حق تعالیٰ
نے اُنکو اسقدر علم اور حکمت کرامت فرمایا تھا اور فرمایا اگر حضرت مرتضیٰ یہ ایک بات نہ فرماتے
اصحاب طریقت کیا کرتے اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ سے سوال کیا کہ آپ نے خدای تعالیٰ
کو کیونکر پہچانا فرمایا کہ اُس خداوند تعالیٰ نے مجھکو اپنی معرفت سے شناسا کیا کہ وہ خداوند بے مثل
و بے مانند ہے کوئی صورت اُس سے مشابہ نہیں ہوسکتی اور کسی حس میں اُسکو پا نہیں سکتے اور
کسی مخلوق پر اُسکو قیاس نہیں کرسکتے وہ نزدیک ہے باوجود اپنی دوری کے اور دور ہے باوجود
اپنی نزدیکی کے۔ وہ سب چیزوں پر برتری رکھتا ہے اور نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اُسکے نیچے کوئی
چیز ہے اور وہ نہیں ہے مثل کسی چیز کے اور نہیں ہے کسی چیز سے اور نہیں ہے کسی چیز پر پاک ہے وہ خدا
کہ وہ ایسا ہے اور ایسا اور نہیں ہے کوئی چیز اُسکے سوا اُن صفات سے متصف۔ اور اگر کوئی اس
کلام کی شرح کرے وہ دفتر ہوگا فَہِمَ مَنْ فَہِمَ۔ اور فرمایا دس ہزار صادق مریدوں کو جنید سے
ساتھ صدق کے طور پر لائے اور سب کو معرفت کی راہ میں قہر کے سمندر میں غرق کیا آخر کار
ابوالقاسم جنید کو اوپر لائے اور ہماری عبادت کے آسمان کا آفتاب بنایا اور فرمایا اگر میں
ہزار برس تک جیتا رہوں اعمال سے ذرہ کے برابر کم نہ کرونگا مگر اُس وقت کہ مجھکو باز رکھیں اور
فرمایا کہ اگلوں اور پچھلوں کے گناہ میں میں گرفتار ہوں کیونکہ ابوالقاسم جنید کو تائب

جز کو کل کے وجود سے باہر آنا چاہیے اور یہ علامت کل کی ہونے کی ہے جب کہ کوئی اپنے آپ کو کل تصور کرتا ہے تمامی خلائق کو اپنے اعضا کے مثل تصور کرتا ہے اور اس مقام کو پہونچتا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ یعنے ایماندار لوگ مثل ذات واحد کے ہیں آپ کا کلام یہ تھا کہ حضرت خواجۂ عالم نے فرمایا کہ مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ اور فرمایا کہ مجھے ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ اہل زمین و آسمان مجھپر روتے تھے پھر ایسا ہوا کہ میں اُنکے حال پر رو رہا ہوں اب ایسا ہو گیا ہوں کہ نہ اُنکی خبر رکھتا ہوں اور نہ اپنی اور فرمایا میں دس برس دل کے دروازے پر دل کی حفاظت کے واسطے بیٹھا ہوں اور دل کی نگہبانی کرتا رہا ہوں پھر دس برس تک میرا دل میری نگہبانی کرتا رہا ہے اب بیس برس ہو گئے کہ نہ میں دل کی خبر رکھتا ہوں اور نہ دل میری اور فرمایا تیس برس ہو گئے کہ حق تعالی جنید کی زبان سے بات کرتا ہے اور جنید درمیان میں نہیں اور خلق اس سے بیخبر ہے اور فرمایا کہ بیس برس ہے اس علم تصوف کے حاشیوں کو بیان کر رہا ہوں اور اسکے نکات اور باریکیاں بیان نہیں کیں کیونکہ زبانوں کو اُنکے کہنے سے منع کیا ہے اور دل کو اُنکی دریافت سے محروم بنایا ہے اور فرمایا مجھکو خوف بستگی میں لاتا ہے اور رجا مجھے کشادگی دیتی ہے پس جسوقت کہ بستہ ہوتا ہوں خوف کے سبب سے بیخود و فنا ہوتا ہوں اور جسوقت کہ کشادہ ہوتا ہوں رجا کے سبب سے پھر میرے حال پر مجھے لاتے ہیں اور فرمایا کہ اگر کل روز قیامت کو حق تعالی مجھ سے فرمائیگا کہ مجھے دیکھ میں کہونگا کہ میں نہیں دیکھونگا کیونکہ آنکھ دوستی میں غیر ہے اور بیگانہ اور بیگانگی اور غیریت کی غیرت مجھکو دیدار سے باز رکھتی ہے اور دنیا میں میں بغیر وسیلہ آنکھ کے دیکھ رہا ہوں اور فرمایا جب میں جانا کہ اِنَّ الْکَلَامَ لَفِی الْفُؤَادِ تیس برس کی نماز میں نے دہرائی اور فرمایا کہ بیس برس تک تکبیر اولی مجھ سے فوت نہیں ہوئی اسطرح کہ اگر نماز میں مجھے دنیا کا خیال آتا میں اُس نماز کو دوبارہ پڑھتا اور اگر بہشت و آخرت کا خیال آتا سجدۂ سہو کرتا ایک روز آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اگر میں جان جاتا کہ فرض کے علاوہ نماز نفل دو رکعت تمہارے ساتھ بیٹھنے سے افضل تر ہے تو میں ہرگز تمہارے ساتھ نہ بیٹھتا نقل ہے کہ حضرت جنید

رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن جب کبھی آپ کے یار آپ کے یہاں آتے آپ روزہ افطار فرماتے اور زبان پر لاتے کہ برادران اسلام کے ساتھ موافقت کرنے کا فضل نفل روزہ کے فضل سے کم نہیں کہتے ہیں کہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اور ابوبکر کسائیؒ کے درمیان ہزار مسئلوں کا مراسلہ ہوا تھا جب کہ کسائی قریب مرگ تھے فرمایا کہ ان مسئلوں کو میرے ساتھ قبر میں رکھنا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ میں انکو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ چاہتا ہوں یہ مسئلے خلق کے ہاتھ سے بھی نہ چھوٹے جاویں۔ نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ عالمانہ لباس پہنتے تھے کہا اے پیر طریقت کیا خوب ہو کہ آپ یاروں کی خاطر سے مُرقّع پہنیں فرمایا اگر میں جانتا کہ مرقع پر کشاد کار منحصر ہے تو میں لوہے اور آگ سے لباس بناتا اور پہنتا لیکن ہر گھڑی باطن میں ندا آتی ہے کہ خرقے کا اعتبار نہیں بلکہ جان کے جلنے کا اعتبار ہے جب حضرت جنیدؒ کے کلام نے بزرگی پائی اور آپ کا کلام اس طرح پر دیکھا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو وعظ کہنا چاہیے حضرت جنیدؒ متردد ہوئے اور وعظ کہنے کی رغبت نہ کی اور فرمایا کہ شیخ کے ہوتے میں کیا وعظ کہوں ادب کے خلاف ہے ایک رات آپ نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تو وعظ کہہ آپ صبح کو اٹھے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے کہیں دیکھا کہ حضرت سری سقطیؒ دروازے پر کھڑے ہیں فرمایا کہ ابھی تک اسی خیال میں ہو کہ دوسرے تمسے کہیں اب تمکو ضرور ہے کہ وعظ کہو کہ تمہارا وعظ اہل عالم کی نجات کا سبب ہوگا اور ہم سب لوگ یعنی تمہارے مرید اور بغداد کے مشائخ تو سب پہلے ہی سے کہتے تھے کہ تم وعظ کہو لیکن تمنے ہمارا کہنا پذیرا نہ کیا اور اب تو حضرت رسالت مآب فرماتے ہیں کہنا ہی چاہیے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا اور استغفار کی اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت آپ نے کیسے جانا کہ میں نے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جناب باری تعالٰی کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے تا کہ جنید سے فرمائیں کہ منبر پر چڑھ کر وعظ کہے پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کہونگا لیکن اس شرط پہ

کہ چالیس شخصوں سے زیادہ ہوں ایک روز وعظ فرمایا اُس روز چالیس ہی آدمی تھے اٹھارہ آدمی جان بحق ہوگئے اور بائیس آدمی بیہوش ہوگئے انکو لوگ اپنی گردن پر لاد لاد کر لے گئے ایک روز آپ جامع مسجد میں وعظ فرما رہے تھے ایک غلام ترسا مسلمانوں کے لباس میں آیا اور کہا اے شیخ حکم پیغمبر صاحب کا ہے صلے اللہ علیہ وسلم کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی پرہیز کرو فراست سے ایماندار کی کہ وہ حق تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے حضرت جنید رح نے فرمایا کہ قول وہ ہے کہ تو مسلمان ہوجاوے اور زنار توڑ ڈالے کہ وقت مسلمان ہونے کا ہے پس اسیوقت غلام مسلمان ہوگیا لوگوں نے بہت شور و غوغا مچایا پھر جنید مجلسوں کے بعد آپ گھر میں پوشیدہ ہوئے اور وعظ نہ فرمایا ہر چند لوگوں نے درخواست کی مفید نہوئی آپ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہیں آتا کہ اپنے آپ کو ہلاک کروں دو برس کے بعد بغیر درخواست خلق کے آپ منبر پر چڑھے اور وعظ کہنا شروع کیا پوچھا کہ اب پھر وعظ کہنے کا کیا سبب ہے فرمایا کہ میں نے ایک حدیث دیکھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں کفیل خلق ایسا شخص ہوگا کہ وہ ساری مخلوق سے بدترین ہوگا اور وہ خلق کو وعظ کریگا پس میں اپنے آپ کو بدترین خلق جانتا ہوں اسلیئے اب میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی راستی کے لیے کہتا ہوں تاکہ میں نے آپکے فرمان کے خلاف نہ کیا ہو ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ اس درجے کو کیونکر پہونچے فرمایا کہ چالیس برس تک رات بھر ایک قدم سے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر کھڑا رہا۔ نقل ہے کہ فرمایا کہ ایک روز میرا دل گم ہوگیا تھا میں نے کہا الٰہی میرا دل مجھکو پھیر دیجیے میں نے ایک ہاتف سنی کہ اے جنید ہمنے تیرا دل اسلیئے لیا ہے کہ تو ہمارے ساتھ رہے تو واپس مانگتا ہے تاکہ ہمارے سوا کسی اور کے ساتھ توجہ کرے۔ نقل ہے کہ جب حسین منصور حلاج رح حالت کے غلبے میں عمرو بن عثمان مکی رح سے بیزار ہوکر حضرت جنید رح کے پاس آئے حضرت جنید رح نے فرمایا کہ کیوں آئے مجھکو ایسا نہیں لائق تھا کہ ساتھ سہل بن عبداللہ تستری رح اور عمرو بن عثمان مکی رح کے ساتھ کیا حسین منصور حلاج رح نے کہا کہ بندے میں صحو و سکر یعنے ہوشیاری و مستی دو صفتیں ہیں اور ہمیشہ

بندہ اپنے خداوند سے اُسکے اوصاف میں فانی نہیں ہو سکتا حضرت جنیدؒ نے کہا اے بیٹے منصور تو نے خطا کی صحو و سکر میں اُسکے خلاف نہیں ہے کہ صحو عبارت ہے حال کی صحت سے ساتھ حق تعالیٰ کے اور یہ خلق کے اکتساب اور صفت کے تحت میں نہ آوے اور میں اے بیٹے منصور تیرے کلام میں بہت فضول دیکھتا ہوں اور عبارات بے معنی۔ نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ نے کہا کہ میں نے ایکبار ایک جوان کو بیابان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا دیکھا پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو اُسنے کہا کہ میں ایک حال رکھتا تھا یہاں گم کیا ہے حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں چلا گیا اور حج کیا جب واپس پھرا تو اُس جوان کو وہیں دیکھا پوچھا کہ تمہارے یہاں رہنے اور قیام کا سبب کیا ہے اُسنے کہا جس چیز کی مجکو تلاش تھی اُسکو میں نے یہاں پایا اسلیے میں نے اس مقام کی ملازمت اختیار کی حضرت جنیدؒ نے فرمایا میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دو حال سے کونسا حال شریف تر ہے ملازمت کرنا طلب میں یا ملازمت حال پانے میں۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر خداوند تعالےٰ قیامت کے روز مجکو صاحب اختیار بنائے گا دوزخ اور بہشت کے درمیان تو میں دوزخ کو اختیار کرونگا اسلیے کہ بہشت اختیار میرا ہے اور دوزخ مراد دوست کی جو کہ اپنے اختیار کو دوست کے اختیار پر مقدم رکھے اُسکو دوست نہ کہنا چاہیے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کی خبر دی گئی فرمایا شبلی لڑکا پن کرتا ہے اگر مجکو صاحب اختیار کریں میں اختیار نہ کروں اسلیے کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔ بلکہ یہ کہونگا کہ جس جگہ کہ تو بھیجے گا میں وہاں جاؤنگا اور جہاں کہ تو رکھے گا میں رہونگا مجھے وہی پسندیدہ ہے جو تیری مرضی ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا آپ یکدم حاضر ہوں تاکہ میں چند باتیں آپ سے کروں حضرت جنیدؒ نے فرمایا اے جوان تو مجھ سے ایسی چیز طلب کرتا ہے کہ جسکو میں بہت مدت سے تلاش کر رہا ہوں اور برسوں ہو گئے ہیں کہ آرزو کر رہا ہوں کہ ایک دم حق تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہوں میں نے نہیں پایا۔

اس گھڑی تیرے ساتھ حاضر کیونکر ہو سکتا ہون۔ نقل ہے کہ رویم نے کہا کہ مین ایک بیابان مین چلا جاتا تھا ایک بڑھیا کو دیکھا لکڑی ہاتھ مین لیے کمر باندھے ہوئے اُسنے مجھ سے کہا کہ جب تو بغداد مین پہونچے تو جنید سے کہنا کہ تجھے اسکا ذکر عام لوگونکے روبرو کرتے شرم نہین آتی جب مینے پیغام پہونچایا حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ معاذ اللہ ہم اسکا ذکر اُنکے سامنے کہتے ہین کہ اُسکا ذکر نہین کرسکتے۔ نقل ہے کہ ایک نے بزرگون سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہین اور حضرت جنیدؒ بھی حاضر ہین اسی اثنا مین ایک شخص آیا اور ایک فتوی پیش کیا۔ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ جنید کو دے تاکہ جواب لکھے۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس حال مین کہ آپ خود تشریف فرما ہین جنیدؒ کو کیونکر دین حضرت پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جسقدر کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی ساری اُمت پر فخر تھا مجھکو جنید پر فخر ہے اور جعفر بن نصر کہتے ہین کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درم مجھکو دیا کہ انجیر اور روغن زیتون خرید دون جب آپ نے روزہ افطار کیا ایک انجیر مُنھ مین رکھا اور نکالکر پھینکدیا اور روئے اور مجھ سے فرمایا کہ اسکو اُٹھا لے مین نے کہا کیون کیا ہوا فرمایا ایک ہاتف نے آواز دی کہ تجھے شرم نہین آتی کہ ایک چیز کو ہمارے واسطے تو نے حرام کیا پھر تو اُسکے گرد پھرتا ہے اور یہ بیت پڑھی بیت نون الہوان من الہوی مسروقۃ ٭ وصریع کل ہوی صریع کل ہوان ٭ نقل ہے کہ ایکبار آپ بیمار ہوئے فرمایا اللّٰھم اشفنی ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے جنید خدائے تعالی اور بندے کے درمیان تجھے کیا کام ہو تو ہمارے درمیان مت آ اور جس چیز کا کہ حکم فرمایا ہے اس مین مشغول ہو اور جس مصیبت مین کہ تجھکو مبتلا کیا ہے صبر کر تجھکو اختیار سے کیا سروکار۔ نقل ہے کہ ایکروز آپ ایک درویش کی بیمار پرسی کو گئے وہ درویش رو رہا تھا حضرت جنید قدس سرہ الشریف نے فرمایا کس سے رو رہا ہے اور کس کی شکایت کر رہا ہے درویش خاموش ہو رہا

آپ نے پھر فرمایا یہ صبر کس کے ساتھ کر رہا ہے وہ درویش فریاد برلایا کہ نہ سامان رونے ہی کا ہے اور نہ قوت صبر کرنے کی۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤن مین درد تھا آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پاؤن پر دم کی ایک ہاتف نے آواز دی کہ تجھے شرم نہین آتی کہ ہماری کلام کو تو اپنے نفس کے حق مین صرف کرتا ہے۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ کی آنکھین دکھنے آئین طبیب نے کہا کہ پانی سے بچایئے گا فرمایا مین وضو کس طرح کرون آسنے کہا اگر آنکھین رکھنا منظور ہین تو پانی مت پہونچایئے گا ورنہ آپ مختار ہین اور طبیب ترسا تھا جب وہ چلا گیا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور سر رکھکر سو رہے جب آپ اٹھے آپ کی آنکھین اچھی ہو گئی تھین ایک آواز سُنی کہ اے جنید تو نے ہماری رضامندی کی طلب مین ترک چشم کیا اگر اُس ارادے کے توسّل سے تو تمامی دوزخیون کی ہم سے سفارش کرتا تو ہم قبول کرتے جب طبیب پھر آیا تو آپ کی آنکھین اچھی ہو گئی تھین کہا کہ کیا عمل کیا آپ نے کیفیت بیان فرمائی وہ ترسا مسلمان ہو گیا اور کہا یہ علاج خالق کا ہے نہ علاج مخلوق کا اور دراصل میری آنکھون مین درد تھا نہ آپ کی اور طبیب آپ تھے نہ مین۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آرہے تھے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بھاگا جاتا ہے جب وہ بزرگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئے دیکھا کہ آپ غصّے سے بھرے ہین اور ایک شخص پر غصہ ہو رہے ہین اُن بزرگ نے کہا اے شیخ مینے سُنا ہے کہ ابلیس لعین کا اولاد آدم علیہ السلام پر اُسوقت غلبہ زیادہ ہوتا ہے کہ وہ جتنے آدمی غصّے ہوتا ہے اور آپ اسوقت اِس حالت مین ہین یعنی غصّے سے بھرے ہین اور مینے ابھی ابھی ابلیس لعین کو دیکھا کہ وہ بھاگا چلا جاتا تھا اِسکی وجہ فرمایئے کیا ہے حضرت جنید رح نے فرمایا کہ تو نے نہین سُنا ہے اور تو نہین جانتا ہے کہ اگر ہم غصہ بھی ہوتے ہین تو اپنے

نفس کے واسطے غصہ نہیں ہوتے ہیں بلکہ حق تعالیٰ کے واسطے غصہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابلیس لعین کسی وقت ہم سے ایسا نہیں بھاگتا جیسا کہ اسوقت جب کہ ہم غصہ ہوتے ہیں اور دوسرے اپنے نفس کی خرسندی کے واسطے غصہ ہوتے ہیں اور اگر وہ سنتا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھیں تو مَیں ہرگز طلب پناہ کی درخواست نکرتا۔ نقل ہے کہ فرمایا مینے ایک روز چاہا کہ ابلیس لعین کو دیکھوں ایک روز مَیں مسجد کے دروازے پر تھا ایک بوڑھا دور سے چلا آتا تھا اُسنے میری طرف رُخ کیا جب مینے اسکو دیکھا تو وحشت میرے دل مین پیدا ہوئی مینے کہا اے بوڑھے تو کون ہے وہ بولا تیری آرزو مینے کہا کہ اے ملعون کس چیز نے تجکو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے منع کیا اُسنے کہا کہ اے جنیدؒ بھلا کب سزاوار تھا کہ مَیں غیر خدا کو سجدہ کرون حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ مَیں اُسکی بات سے حیران رہا میرے سر مین ندا آئی کہ کہ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو بندہ ہوتا حکم سے سر نہ پھیرتا اور اُسکی منع کی ہوئی چیزون سے نزدیکی نہ حاصل کرتا ابلیس نے جون ہی کہ یہ ندا میرے سر سے سُنی چلا اُٹھا اور کہا خدا کی قسم تونے مجکو جلا دیا اور گم ہو گیا۔ نقل ہے کہ حضرت شبلیؒ نے ایک روز کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ حضرت جنیدؒ نے فرمایا یہ گفتار تنگدلون کی ہے اور تنگدلی کا ترک کرنا راضی ہونا ہے قضا پر نقل ہے کہ کسی نے آپ کے سامنے کہا کہ برادرانِ دین اس زمانے مین نایاب ہو گئے ہین اور نا پیدا ہو گئے ہین کہ ڈھونڈھے سے بھی نہین ملتے اور یہ کئی بار کہا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے کہ تیرا بار کھینچے نایاب ہے اور اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اُسکا بار کھینچے تو اس طرح کے برادر میرے نزدیک بہت ہین۔ نقل ہے کہ ایک رات ایک مُرید کے ساتھ راہ مین جارہے تھے ایک کُتا بھونکا حضرت جنیدؒ نے فرمایا لبیک لبیک یعنی مَین تیری خدمت مین نہایت ادب سے حاضر ہون حاضر ہون مُرید نے پوچھا حضرت آپنے یہ کیا فرمایا حضرت جنیدؒ نے کہا کہ مینے کُتے کا غصہ اور غلبہ حق تعالیٰ کے قہر سے دیکھا اور آواز

آواز حق تعالی کی سُنی میں نے کہ تو درمیان میں نہیں دیکھا اسلیے میں نے لبیک جواب میں کہا ایک روز آپ زار زار رو رہے تھے لوگوں نے پوچھا کہ رونے کا سبب کیا ہے فرمایا کہ اگر بلا اژدہا ہو جاوے تو بھلا وہ شخص میں ہی ہوں کہ آپ کو اسکے منہ کا لقمہ بناؤں اور باوجود اسکے میں نے ساری عمر بلا کی طلب میں گذار دی اور ابتک مجھ سے یہی کہتے ہیں کہ تیری اسقدر بندگی نہیں ہے کہ ہماری بلا کے مقابل ٹھہر سکے۔ لوگوں نے کہا حضرت ابوسعید خرازؒ کو موت کے وقت ذوق و شوق بہت تھا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کچھ تعجب نہیں کہ انکی روح نے اسی حال میں پرواز کی ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ تو فرمائیے یہ کونسا مقام ہے آپنے فرمایا انتہائے محبت اور یہ مقام ایسا بزرگ مقام ہے کہ جملہ عقول کو مستغرق کرتا ہے اور جملہ نفوس کو فراموش کرتا ہے اور یہ بہت ہی بلند مقام ہے علم اور معرفت کو اس مقام میں راہ نہیں ہے کیونکہ بندہ اُس درجے کو پہونچتا ہے کہ جان جاتا ہے کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے اسوقت یہ بندہ کہتا ہے میری حق کی قسم کہ تجھپر ہے اور میرے مرتبے کا طفیل کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ تیری دوستی کی قسم۔ پھر فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالے پر ناز کرتے ہیں اور انس اسی سے پکڑتے ہیں اور خدائے تعالی اور انکے درمیان سے حشمت اٹھ جاتی ہے اور ایسے ایسے کلمات انسے صادر ہوتے ہیں کہ عوام الناس ان کلموں کو بد سمجھیں۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں خدائے تعالی کی درگاہ میں کھڑا ہوں اور وہ مجھ سے فرماتا ہے کہ تو یہ باتیں کہاں سے کہتا ہے میں نے کہا جو کچھ کہ میں کہتا ہوں حق کہتا ہوں فرمایا کہ بیشک تو راست کہتا ہے نقل ہے کہ ابن شریحؒ حضرت جنیدؒ کی مجلس میں گذرے لوگوں نے انسے پوچھا کہ آپ انکے کلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں حضرت ابن شریحؒ نے فرمایا کہ میں انکے کلام میں عجیب شوکت دیکھتا ہوں پھر لوگوں نے پوچھا کہ یہ تو فرمایئے کہ جو کچھ جنیدؒ کہتے ہیں اپنے علم سے کہتے ہیں حضرت ابن شریحؒ نے فرمایا کہ یہ تو میں نہیں جانتا ہوں البتہ

مین یہ جانتا ہون کہ انکا کلام عجب شوکت رکھتا ہے کہ جسکے بارے مین یون کہا جاتا ہے
کہ گویا وہ باتین حق تعالے انکی زبان سے کہلواتا ہے جیسا کہ نقل ہے کہ جب
حضرت جنیدؒ توحید کا ذکر فرماتے ہر بار دوسری عبارت مین شروع کرتے کہ کسی کی سمجھ اُس تک
نہ پہونچتی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شبلیؒ نے حضرت جنیدؒ کی مجلس مین اللہ عز جلالہٗ
کہا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے شبلیؒ اگر خدا غائب ہے غائب کا ذکر کرنا
غیبت ہے اور غیبت حرام ہے اور اگر حاضر ہے تو حاضر کے روبرو اُسکا نام لینا
ترک ادب ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کچھ ذکر فرما رہے تھے ایک شخص کھڑا ہوا
اور کہا کہ مین آپ کی بات تک نہین پہونچتا ہون آپ نے فرمایا ستر برس کی عبادت
قدمون کے نیچے رکھ تاکہ تو پہونچے اُسنے کہا نیچے رکھی لیکن نہین پہونچا آپ نے فرمایا
ستر قدمون کے نیچے رکھ اور اگر جب بھی نہ پہونچے تو میرا قصور جان. نقل ہے کہ
ایک شخص حضرت جنیدؒ کی مجلس مین بہت تعریف کرتا تھا حضرت جنیدؒ نے فرمایا ان
اوصاف سے کہ تو کہتا ہے میرے لیے کچھ نہین ہے تو تو ذکر خدا تعالیٰ کا کر رہا ہے اور
اُسی کی تعریف مین سرگرم ہے. نقل ہے کہ ایک شخص حضرت جنیدؒ کی مجلس مین کھڑا ہوا
اور کہا کہ دل کس وقت خوش ہوتا ہے آپ نے فرمایا اُس وقت کہ وہ دل مین ہووے۔
نقل ہے کہ ایکبار ایک شخص پانچ سو دینار حضرت جنیدؒ کے پاس لایا حضرت جنیدؒ نے
فرمایا سوا اسکے کہ تو لایا ہے اور بھی کچھ تیرے پاس ہے اُسنے کہا بہت کچھ. آپ نے فرمایا
اور کچھ کی تجھکو حاجت ہے اُسنے کہا۔ ہان۔ آپ نے فرمایا تو تو انکو لیجا کیونکہ تو مجھسے
زیادہ اِن کا سزاوار ہے اسلیے کہ میرے پاس کچھ نہین ہے اور نہ مجھکو حاجت ہے
نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ نماز کے بعد جامع مسجد سے تشریف لا رہے تھے راہ مین آپ نے
بہت مخلوق دیکھی آپ نے مریدون سے فرمایا یہ سب بھرتی بہشت کی ہے لیکن جو لوگ کہ
ہمنشینی کے قابل ہین وہ اور ہی لوگ ہین۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مسجد مین

سوال کیا حضرت جنیدؒ حاضر تھے آپ کے دل میں آیا کہ یہ مرد تندرست ہے مزدوری کرسکتا ہے سوال کیوں کرتا ہے اور اس خواری کو اپنے اوپر گوارا کیوں کرتا ہے رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک طباق آپ کے سامنے دھر آگیا اسکا سر ڈھنکا تھا اور کہا گیا کہ کھائیے جب آپ نے سرپوش طبق سے اٹھایا اسی درویش کو دیکھا مردہ طبق پر رکھا تھا حضرت جنیدؒ نے فرمایا میں آدمی کو نہیں کھاؤنگا کہا کہ تو اسکو مسجد میں کیوں کھاتا تھا حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ میں نے دل میں اسکی غیبت کی ہے یہ اسی کی پکڑ کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں اسکی دہشت سے جاگ پڑا اور اٹھا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور اس درویش کی تلاش میں باہر آیا میں نے اسکو دیکھا کہ دجلے کے کنارے بیٹھا ہے اور ساگ کے ٹکڑے کہ پانی کی سطح پر بہہ رہے ہیں انکو اٹھا اٹھا کر کھا رہا ہے ایکبارگی اسنے سر پھیر کر مجکو دیکھا کہ اسکے پاس آرہا ہوں کہنے لگا اے جنیدؒ تو نے توبہ کی اس بات سے کہ ہمارے حق میں سوچا تھا میں نے کہا ہاں کہا تو اب جا۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ اور خبردار اسکے بعد دل کو نگاہ رکھنا۔ نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے کہ جس وقت کہ میں مکہ معظمہ میں تھا ایک حجام ایک خواجہ کے بال درست کر رہا تھا میں نے کہا کہ تم میرے بال بھی خدا کے واسطے مونڈ سکتے ہو اسنے کہا ہاں اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور ابھی تک اسکی حجامت پوری نہ ہوئی تھی کہ اس خواجہ سے کہا کہ آپ اٹھیے کیونکہ جب خدا کا نام درمیان میں آیا میں نے سب بھر پایا پھر مجکو بٹھایا اور بوسہ میرے سر پر دیا اور میرے بال مونڈے بعد اسکے ایک کاغذ مجکو دیا اس میں ریزگاری تھی اور کہا اسکو لیجیے اپنے خرچ میں خرچ کرنا میں نے اپنے دل میں نیت کی کہ اول جو کشائش کہ مجکو حاصل ہوگی میں اسکے ساتھ مروت کرونگا پھر بہت روز نہ گذرے کہ لوگوں نے مجکو بصرہ سے زر کی تھیلی بھیجی میں اس حجام کے پاس لے گیا اسنے کہا یہ کیا چیز ہے میں نے کہا کہ میں نے نیت کی تھی کہ اول جو کشائش کہ مجکو ہوگی

پھر وہ بچا آپسے کہا اے مرد تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ تو نے مجھسے کہا تھا کہ
خدا کے واسطے میری حجامت بنا دے اور اب یہ لیکر آیا ہے اور کہتا ہے کہ لے لو یہ اسکا
عوض ہے بھلا تو نے کسی کو دیکھا ہے کہ اُسنے خدا کے واسطے کام کیا اور پھر مزدوری لی۔
حضرت جنیدؒ فرماتے ہین کہ مین ایک رات نماز مین مشغول تھا مینے بہیترا کوشش کی لیکن
نفس میرے ساتھ ایک سجدہ مین بھی موافقت نکرتا تھا اور مین کوئی فکر نہ کر سکتا تھا
مین ملول ہو گیا مینے چاہا کہ گھر سے باہر نکلجاؤن جب مینے دروازہ کھولا تو ایک جوان
کو دیکھا کہ کملی اوڑھے دروازے پر بیٹھا ہے آپنے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ مین اسوقت تک
تمھارا انتظار کر رہا تھا مینے کہا یہ آپ ہی تھے کہ آج کی رات مجکو بے قرار کرتے رہے
کہا ہان مجھے ایک مسئلے کا جواب دیجیے آپ نفس کے بارے مین کیا کہتے ہین اُسکا درد
اُسکی دوا ہوتا ہے یا نہین مینے کہا ہان جب تو اُسکی مخالفت کر گیا اُسکا درد اُسکی دوا ہوگا
جب مینے یہ کہا تو اُسنے گریبان کی طرف دیکھا اور کہا تو نے کئی بار مجھسے یہی جواب سُنا
اور اب حضرت جنیدؒ سے بھی سُن لیا اور یہ کہکر اُٹھکر چلدیا مین نہین جانتا کہ کہا لنے آیا تھا
اور کہان گیا اور فرمایا کہ حضرت یونسؑ اسقدر روے کہ نابینا ہو گئے اور اسقدر نماز
مین قیام فرمایا کہ اُنکی پیٹھ دوہری ہو گئی اور فرمایا اے خدا تیری عزت کی قسم کہ اگر میرے
اور تیری درگاہ کے درمیان آگ کا دریا ہو اور راستہ اُسیر سے ہو اور مین جان جاؤن
تو مین کود پڑون اُس دریا مین بباعث اُس اشتیاق کے کہ تیری خدمت مین رکھتا
ہون۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ علی بن سہلؒ نے حضرت جنیدؒ کو ایک نامہ لکھا کہ
خواب غفلت ہے اور قرار اور ایسا چاہیے کہ محب کو خواب اور قرار نہو کیونکہ اگر
سوئے گا مقصود سے باز رہے گا اور اپنے سے اور اپنے وقت سے غافل رہے گا
جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد پیغمبر علیہ السّلام کو وحی بھیجی کہ جھوٹا بولا اُس
شخص نے کہ ہماری محبت کا دعویٰ کیا اور جب رات آئی تو سو رہا اور میری دوستی سے

فارغ ہو گیا حضرت جنیدؒ نے جواب لکھا کہ ہماری بیداری ہمارا معاملہ ہے راہ حق مین اور ہمارا خواب فعل حق تعالےٰ کا ہی ہمارے پر پس جو کچھ کہ ہمارے اختیار مین نہو حق سے ہو اس سے بہتر ہے کہ ہمارے اختیار مین ہو وَ النَّوْمُ مَنُوْہِبَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ عَلَی الْمُحِبِّیْنَ یعنے نیند عطا ہے حق تعالےٰ اُسکے دوستون پر یہ مقولہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حضرت جنیدؒ سے عجب وہ ہے کہ خود صاحب صحو تھے اور اس خط مین تربیت اہل سکر کو فرماتے ہین ہوسکتا ہے کہ بیان معنی اس حدیث کے فرماتے ہین کہ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ یا اس کا بیان فرماتے ہین کہ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ نے ایک روز بغداد مین ایک چور کو دیکھا کہ لوگون نے اُسے پھانسی دیکر لٹکایا تھا حضرت جنیدؒ اُسکے پاس گئے اور اُسکے قدمون کو چوما۔ لوگون نے پوچھا آپ یہ کیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہزار رحمت ہو اسپر ہون کہ اپنے کام مین مرگیا۔ اور جس کام کو کہ شروع کیا تھا اُسکو انجام تک پہونچایا یہان تک کہ اپنی جان تک اُس مین دیدی۔ نقل ہے کہ ایک بڑھیا حضرت جنیدؒ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا بیٹا غائب ہو گیا ہے آپ دعا فرمایئے تاکہ لوٹ آئے حضرت جنیدؒ نے فرمایا صبر کر۔ بڑھیا چلی گئی اور صبر کیا پھر آئی حضرت جنیدؒ نے فرمایا صبر کر۔ بڑھیا نے کہا کہ اب مجھے صبر کی طاقت نہین رہی خدا کے واسطے میرا علاج کر حضرت جنیدؒ نے فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو تیرا بیٹا بہت جلد واپس آویگا کیونکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہی کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ اور آپ نے دعا مانگی بڑھیا گھر گئی بیٹا گھر مین آگیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک رات ایک چور حضرت جنیدؒ کے گھر مین آیا سوا سے پیراہن کے نہ پایا دوسرے روز حضرت جنیدؒ بازار مین جارہے تھے پیراہن دلاّل کے ہاتھ مین دیکھا اور خریدار کہہ رہا تھا کہ مین ایک واقف کار چاہتا ہون کہ گواہی دیوے کہ یہ تیرا مال ہے تب خریدونگا حضرت جنیدؒ نے فرمایا مین خوب واقف ہون اُس مرد نے خرید لیا۔ نقل ہے

کہ کسی شخص نے حضرت جُنیدؒ سے شکایت کی کہ مین بھوکا ہون اور ننگا۔ آپ نے فرمایا جا اور بے خوف رہ کیونکہ وہ ایسے شخص کو ننگا اور بھوکا نہین رکھتا کہ جو اُسکو طعنہ دیوے اور جہان کو شکایت سے پُر کرے وہ تو یہ نعمت اپنے دوستون اور صدیقون کو عطا کرتا ہے تو شکایت مت کر۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت جُنیدؒ اپنے مُریدون کے ساتھ بیٹھے تھے ایک دُنیادار آیا اور ایک دُرویش کو پُکارا اور اپنے ساتھ لے گیا تھوڑی دیر کے بعد وہی دُرویش ایک ٹوکرا سَر پر دھرے آیا اُس مین طرح طرح کے کھانے تھے اور اُس دُرویش کے پیچھے وہ خواجہ نظر پڑا کہ آرہا ہے حضرت جُنیدؒ کو غیرت آئی فرمایا کہ وہ ٹوکرا اُس دُنیادار کے مُنھ پر مار دو کیونکہ وہ بڑا بے ادب ہے اُسکی باربرداری کے واسطے دُرویش ہی رہ گئے تھے پھر آپ نے فرمایا اگر دُرویشون کو نعمت نہین ہے ہمت ہی اور اگر دُنیا نہین ہے آخرت ہے۔ نقل ہے کہ ایک توانگر اپنا صدقہ صوفیون کے سوا کسیکو نہ دیتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ صوفی اِس درجے کے شخص ہین کہ اُنکی ہمت سواے خدا کے نہین ہے جب اُنکو حاجت ہوگی ہمت اُنکی پراگندہ ہوویگی حق تعالیٰ سے باز رہین گے اور مین ایک دل کہ خداے تعالےٰ کی حضرت مین لیجاؤن زیادہ دوست رکھتا ہون اُن ہزار دل سے کہ ہمت اُنکی دُنیا ہووے یہ بات حضرت جُنیدؒ کے کان تک پہونچی فرمایا یہ بات تو خداے تعالےٰ کے اولیاؤن سے کسی ولی کی ہے بعد اِسکے اتفاق ایسا ہوا کہ وہ مرد مفلس ہوگیا اِس سبب سے کہ جو کچھ کہ صوفی اُس سے خریدتے تھے اُسکی قیمت اُن سے نہ لیتا تھا حضرت جُنیدؒ نے مال اُسکو دیا اور کہا کہ تجھ لیسے مرد کی تجارت مین نقصان نہ ہوگا۔ نقل ہے کہ حضرت جُنیدؒ کا ایک مُرید تھا جسنے بہت مال آپ کے قدمون پر نثار کیا تھا صرف گھر رہ گیا تھا پوچھنے لگا حضرت کیا کرون آپ نے فرمایا کہ گھر بیچ ڈال اور روپیہ لا تا کہ تیرا کام انجام پاوے اُسنے جا کر گھر بھی بیچ ڈالا اور اُسکا روپیہ لایا حضرت جُنیدؒ نے فرمایا کہ دجلے مین ڈال آ اُسنے ایسا ہی کیا کہ جا کر دجلے مین ڈال دیا

اور آپ کے پیچھے ہو لیا آپ نے اسکو للکارا اور اپنے پاس سے ہنکایا اور فرمایا میرے پاس سے چلا جا تو میرا کون ہے کہ میرے ساتھ ساتھ آتا ہے وہ بہت کچھ منت سماجت کرتا تھا آپ اسکو ہنکاتے تھے لیکن وہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود سے کامیاب ہوا۔ نقل ہے کہ ایک جوان کو حضرت جنیدؒ کی مجلس مین ایسی حالت طاری ہوئی کہ اُسنے توبہ کی اور جو کچھ اُسکے پاس تھا سب لٹا دیا اور ہزار دینار حضرت جنیدؒ کی نذر کو لایا۔ لوگون نے کہا تو خیال تو کر کہ دربار مین حضرت جنیدؒ کے یہ کیا لیے جاتا ہے بھلا اُن کا دربار اس لائق ہے کہ تو اسکو آلودہ دنیا کرے یہ سنکر وہ جوان دجلے کے کنارے جا بیٹھا اور ایک ایک کر کے سارے دینار دجلے مین پھینکدیے جب سب کو پھینک چکا خالی ہاتھ حضرت جنیدؒ کی خانقاہ مین حاضر ہوا جون ہی کہ حضرت جنیدؒ کی نظر اُسپر پڑی فرمایا کہ جو راستہ کہ ایک قدم کا تھا تو نے اسکو ہزار قدم مین طے کیا تو ہماری صحبت کے لائق نہین ہے تو نے بہت برا کیا شاید کہ تیرے دل نے اجازت نہ دی کہ تو ایکبارگی دجلے مین پھینکدیتا اس راہ مین بھی اگر اسیطرح کریگا اور حساب لگاویگا ہرگز کسی درجے کو نہ پہونچیگا جا لوٹ جا اور بازار مین جاکر کسی جنس کا شمار بازار کے لیے خوب زیبا ہے۔ نقل ہے کہ ایک مرید پر یہ دیوانگی سوار ہوئی تھی کہ مین کامل ہو گیا ہون اور میرے واسطے صحبت سے تنہائی بہتر ہے چنانچہ ایک گوشے مین جا کر گوشہ گزین ہوا اور اُسکی کچھ ایسی حالت ہو گئی کہ ہر رات اُسکو یہ دکھائی دیتا کہ اُسکے واسطے فرشتے اونٹ لاتے ہین اور کہتے ہین کہ تجکو بہشت مین لے چلینگے وہ اُسپر سوار ہوتا اور چلا جاتا یہان تک کہ ایک شاداب جگہ اُسکو نظر آتی اور وہان بہت سے لوگ خوبصورت دیکھتا اور کھانے نفیس اور نہرین جاری پاتا اور وہان اُتر پڑتا پھر وہین خواب مین جاتا جب اُٹھتا تو آپ کو اپنے اُسی عبادت خانے مین پاتا رفتہ رفتہ یہ خیال خام ایسا بڑھا کہ وہ اپنی زبان سے بھی کہنے لگا کہ مین تو ایسا ہو گیا ہون کہ مجکو ہر رات بہشت مین لیجاتے ہین

اور یوں یوں ہوتا ہوا اُڑتے اُڑتے یہ خبر حضرت جنیدؒ تک بھی پہونچی آپ اُسکے عبادت خانے کے دروازے پر تشریف لے گئے اُسکو دیکھا کہ بڑی ہی آن وبان سے بیٹھا ہوا آپنے کیفیت دریافت فرمائی اُسنے تمامی حال عرض کیا آپ نے فرمایا آج کی رات جب تم وہان پہونچو تو تین بار پڑھنا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم جب رات ہوئی تو اسیطرح معمول کے موافق اونٹ اُسکی سواری کو لائے اور اُسکو سوار کرکے لیگئے وہ اپنے دل میں شیخ رح سے انکاری تھا لیکن جب اُس جگہ مین پہونچا اُسنے آزمایش کے طور پر لاحول پڑھی پڑھنا تھا کہ سب چلاّئے اور اُسکو چھوڑ کر بھاگے دیکھتا ہے کہ گھورے پر بیٹھا ہے اور مُردون کی ہڈیاں اُسکے آگے دھری ہین چونکا اور اپنی غلطی کو سمجھ گیا اور توبہ کی اور دوسری بار حضرت جُنیدؒ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسکے خاطر نشین ہوگیا کہ مُرید کے واسطے تنہائی زہر ہے۔ نقل ہے کہ حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے ایک مُرید نے نعرہ مارا آپ نے اُسکو منع فرمایا اور سخت وسُست کہا اور فرمایا کہ اگر تو پھر کبھی نعرہ ماریگا تو مین تجھکو نکال دونگا اور آپنے از سر نو اُسی بات کو شروع کیا اُس جوان نے اپنے آپ کو بہت سنبھالا یہانتک کہ اُسکی ایسی حالت ہوگئی کہ آپ کو نہ سنبھال سکا اور فوت ہوگیا لوگون نے دیکھا کہ گُدڑی کے اندر راکھ کا ڈھیر تھا۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک مُرید سے کچھ گستاخی ظہور مین آئی وہ شرم سے باہر نکل گیا اور مسجد شونیزیہ مین جا بیٹھا حضرت جُنیدؒ کا گذر اُسپر ہوا آپنے اُسکی طرف دیکھا وہ مُرید آپ کی ہیبت کے سبب گر پڑا اور اُسکا سر پھوٹ گیا خون کے قطرے کہ زمین پر ٹپکتے تھے اللہ جل جلالہٗ اُنپر مرقوم ہوتا تھا حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تو جلوہ گری کرتا ہے لیکن یہ دکھانا چاہتا ہے کہ مین ایسے مقام کو پہونچا ہون خبردار ہو چھوٹے چھوٹے لڑکے تیرے ساتھ ذکر مین برابر ہین مرد کو چاہیے کہ مذکور کو پہونچے یہ بات مُرید مین اثر کر گئی تڑپ کر جان دیدی پھر اُسکو دفن کیا اُسکے بعد ایک بزرگ نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ تو نے آپ کو کیسا پایا اُسنے کہا برسون ہو گئے کہ دوڑ دھوپ کر رہا ہون اب تک اپنے

کفر کی سرحد پر پہونچا ہون دین و درد و دور ہے اب مجھے کھل گیا وہ میرے سارے گمان باطل تھے۔
نقل ہے کہ حضرت جنید کا بصرہ مین ایک مرید تھا کہ خلوت نشین ہوا تھا شاید ایک روز کسی
گناہ کا خیال اُسکے دل مین گذرا آئینے کی طرف جو نظر جا پڑی تو اپنا سارا مُنھہ کالا دیکھا حیران
ہوا اور ہر ایک تدبیر کی مفید نہو ئی شرم کے سبب اپنا مُنھہ کسیکو دکھا نہ سکتا تھا الغرض تین روز
مین اُسکی سیاہی کم ہوتے ہوتے بالکل دور ہو گئی اور سفید مُنھہ نکل آیا ناگاہ ایک شخص نے اُسکا
دروازہ کھٹکھٹایا اُسنے اندر سے پوچھا تو کون ہو کہا کہ حضرت جنید کا خط لانے والا خط لیا کیکر
جو پڑھا لکھا تھا کہ کیون بزرگ بارگاہ بندگی کے پاس بے ادب نہین رہتا کہ آج مجھے تین رات
دن گذر گئے ہین کہ دھوبی کا کام کرنا پڑا تا کہ تیرے مُنھہ کی سیاہی سپیدی سے بدل جاوے۔
نقل ہے کہ شاید ایک روز ایک مرید سے ایسی کوئی بات ظاہر ہوئی کہ شرمندگی کے سبب سے
خانقاہ سے چلا گیا اور مدت تک نہ آیا اتفاق سے ایک روز حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اصحاب کے
ساتھ بازار مین جا رہے تھے آپ کی نظر اُس مرید پر پڑی وہ مرید بھاگا اور ایک کوچے مین
گھس گیا آپ نے یہ دیکھکر اپنے اصحاب سے فرمایا تم سب خانقاہ کو جاؤ کہ ہمارا ایک مرغ جال سے بھاگا
ہوا ہے اور آپ اُسکے پیچھے روانہ ہوئے مرید نے جو پاٹ کر دیکھا کہ حضرت شیخ اُسکے پیچھے آرہے
ہین قدم اُٹھائے اور تیز چلا چلتے چلتے ایسی جگہ پہونچا کہ آگے راستہ نہ تھا شرم کے سبب سے
دیوار کی طرف مُنھہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کہا ای حضرت آپ کہان آرہے ہین آپ نے فرمایا
وہان کہ مرید کا مُنھہ دیوار کی طرف ہو وہان شیخ کام آوے کہ اُسکو خانقاہ مین پھر لیجاوے تا کہ
ایسا ہو کہ دیوار اُسکو راستہ پھر دیوے۔ نقل ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ایک مرید کے
ہمراہ جنگل مین تشریف لے گئے مرید کے گریبان کا گوشہ پھٹا تھا آفتاب کی چمک اُس کی
گردن پر چمکتی تھی یہانتک کہ وہ بیقرار ہو گیا اور خون اُسکے نتھون سے بہنے لگا اُس مرید
کی زبان سے نکلا کہ بہت گرم روز ہے حضرت شیخ نے ہیبت سے اُسکی طرف نظر کی اور فرمایا چلا جا
تو ہماری صحبت کے لائق نہین ہے اور اُسکو اپنے پاس سے نکال دیا۔ نقل ہے کہ حضرت جنید کا

ایک مُرید تھا جسکو تمام مُریدون سے زیادہ چاہتے تھے بعض کو اُسپر رشک آیا آپ نے فرمایا کہ ادب اور سمجھ اُسمین بہت ہے اور مین اسیوجہ سے اُسکو دوست رکھتا ہون اور اب مین امتحان کرونگا تاکہ تمکو معلوم ہوجاوے پھر آپ نے ہر مُرید کو ایک مُرغ اور ایک چھُری دی اور فرمایا ایسی جگہ جاکر ذبح کرو کہ کوئی نہ دیکھے سب گئے اور ذبح کرلائے مگر وہ مُرید مُرغ کو جیتا واپس پھیر لایا حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ تونے ذبح کیون نہین کیا اُسنے کہا کہ جہان جاتا ہون حاضر اور ناظر ہے حضرت جنید رح نے فرمایا تمنے دیکھا سمجھ اُسکی کیسی ہے سب مُریدون نے استغفار و توبہ کی۔ **نقل ہے** کہ حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ مُرید تھے جو خاص مُرید تھے اُن مُریدون کے دل مین گذرا کہ ہمکو جہاد کو جانا چاہیے آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جہاد کا سامان مہیّا کرے پھر آپ اُنکے ساتھ جہاد کے واسطے روم کو گئے جب میدان جنگ مین صف بستہ ہوئے ایک گبر آیا اور اُسنے آٹھون مُریدون کو شہید کیا حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مینے نو ہَودے ہوا مین معلّق دیکھے جو کہ اُن مین سے مارا جاتا تھا اُسکی روح کو اُن ہودون سے ایک ہودے مین رکھتے تھے جب سب ہودے بھر گئے تو ایک خالی باقی رہ گیا مینے کہا کہ شاید یہ میرے واسطے ہوگا مین لڑنے لگا وہی گبر باہر آیا اور کہا ای ابو القاسم جُنید وہ ہودا میرے لیے ہے تو بغداد کو لوٹ جا اور قوم کا پیر بن اور مجھے ایمان کی تعلیم کر مینے اُسکو کلمہ پڑھایا وہ مسلمان ہوا اور اُسی تلوار سے کہ اُنکو شہید کیا تھا آٹھ کافرون کو اپنی قوم سے مارا اور خود بھی شہید ہوا مینے دیکھا کہ اُسکی جان کو بھی اُس ہودے مین رکھا اور سب ہودے گم ہوگئے۔ **نقل ہے** کہ لوگون نے حضرت جُنید رح سے کہا کہ ایک برس گذر گیا فلان شخص نے زانو سے سر نہین اُٹھایا ہے اور کھانا پانی نہین چکھا ہے اور جوئین اُسکے پڑ گئی ہین اور اُسکو اُنکی بھی کچھ پروا نہین آپ ایسے مرد کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ وہ مقام جمع الجمع مین ہے یا نہین آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالے ہوجائیگا۔ **نقل ہے** کہ ایک شیخ تھے کہ اُن کو ناصری کہتے تھے اُنھون نے حج کا قصد کیا جب بغداد مین پہونچے حضرت جُنید رح کی زیارت کو گئے آپ نے فرمایا

سید کرمان سے آئے تھے جب انھون نے کہا گیلان سے پوچھا کسکی اولاد سے ہو کہا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے فرزندون سے۔ آپ نے فرمایا آپکے دادا دو تلوارین مارتے تھے ایک کافرون کو اور دوسری نفس کو۔ آپ سید ہو کر انکی اولاد سے ہو کونسی تلوار مارتے ہو ان سید نے جب یہ سنا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گر پڑے اور زمین پر لوٹنے لگے اور روتے تھے اور کہتے تھے اے شیخ معراج یہین تھا مجکو خدا کی طرف رہنمائی کیجیے حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ یہ تمھارا سینہ خاص حرم حق تعالی کا ہی جب تک تمسے ہو سکے کسی نامحرم کو اُسکے خاص حرم مین راہ نہ دو جون ہی کہ آپ کی نصیحت تمام ہوئی وہ سید تمام ہو گئے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات عالی مین آپ نے فرمایا کہ فتوت شام مین ہی اور فصاحت عراق مین اور صدق خراسان مین اور فرمایا کہ اس راہ مین راہزن بہت ہین اور راہ مین طرح طرح کا جال بچھاتے ہین مکر کا جال اور استدراج کا جال اور قہر کا جال اور دوسرے لطف کا جال اور اسکی نہایت نہین ہے آپ ایسا مرد چاہیے کہ اُن جالون کے درمیان فرق کرے اور فرمایا نفس رحمانی جب کہ سر سے ظہور کرتا ہے نفس در سینے اور دل کو مردہ بناتا ہے اور کسی چیز پر وہ نہین گذرتا مگر اس چیز کو جلاتا ہے اگرچہ تمامی زندگی ہی کیون نہو اور فرمایا کہ جب قدرت نظر آتی ہے دیکھنے والے کو سانس بھی لینا جرم معلوم ہوتا ہے اور جب عظمت کو دیکھتا ہی دم محو ہوتا ہے اور جب ہیبت کو دیکھتا ہے تو دم لینا کفر جانتا ہو اور فرمایا جو دم کہ بیقراری کے ساتھ فرد سے نکلتا ہے تمامی پردون اور گناہون کو کہ درمیان خدا اور بندے کے ہین جلاتا ہے اور فرمایا کہ صاحب تعظیم دم مار سکتا ہے لیکن وہ نفس اُس سے گناہ ہووے پر نہین سکتا ہے کہ اس سے باز رہے اور صاحب ہیبت صاحب حد ہے اور یہ اُسکے نزدیک گناہ ہووے اور نہین سکتا کہ یہان دم مارے اور فرمایا خوش حال اُسکا کہ جسکو ساری عمر مین ایک ساعت بھی حضور خدا حاصل ہوا اور فرمایا لحظات کفران ہے اور خطرات ایمان اور اشارات غفران یعنی لحظ اختیاری ہووے اور فرمایا بندے دو قسم کے ہین بندے حق کے ہین اور بندے

حقیقت کے لیکن بندے حق کے اس مقام میں ہیں کہ اگر وہ پرخاک میں سخنیک۔ اور فرمایا خدائے تعالیٰ بندوں سے دو علم چاہتا ہے ایک عبودیت کے پہچاننے کا علم دوسرے ربوبیت کے پہچاننے کا علم اور جو کچھ ان دو کے علاوہ ہے محض نفس ہے اور فرمایا نسبتوں میں بزرگترین اور بلندترین نسبت یہ ہے کہ توحید کے میدان میں فکر سے رہنا اور فرمایا تمام راستے خلق پر بند ہیں مگر راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادہ ہے کہ اس پر چلے۔ جو کہ قرآن پر عمل کرنے والا نہو اور پیغمبر صاحب کی حدیث سے آگاہ نہو اسکی پیروی اور تقلید مت کرو اسلیے کہ علم کتاب اور سنت نبوی پر منحصر ہے اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اور بندے کے درمیان چار دریا ہیں جب تک بندہ انکو طے نہیں کرتا واصل بحق نہیں ہوتا ایک دنیا ہے اور اسکی کشتی زہد ہے اور ایک آدمی ہیں اور انکی کشتی تیرا انسے دور ہونا اور ایک ابلیس لعین ہے اور اسکی کشتی بغض ہے اور ایک ہوا ہے اور اسکی کشتی مخالفت ہے یعنے مخالفت نفس اور فرمایا کہ نفس کے خدشوں اور شیطان کے وسوسوں میں فرق یہ ہے کہ نفس جس چیز کی آرزو کرتا ہے جب تک کہ اسکو نہیں پاتا ہرگز باز نہیں رہتا چاہے تو اسکو کسی قدر منع کرے بالفرض اگر اسوقت باز بھی رہتا ہے پھر دوسرے کسی وقت میں ورغلاتا ہے غرض یہ ہے کہ چین نہیں لیتا جب تک کہ نہیں پاتا۔ اور شیطان لعین کا وسوسہ لاحول کے پڑھنے سے چلتا پھرتا نظر آتا ہے اور پھر نہیں آتا۔ اور فرمایا کہ یہ نفس امارہ سخت حکم چلانے والا ہے ہلاکت کی طرف بلاتا ہے اور دشمنوں کی مدد کرتا ہے اور ہوائے نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور تمام بدیوں سے دوستی رکھتا ہے اور فرمایا ابلیس نے اپنی طاعت میں مشاہدہ حاصل کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش میں مشاہدہ گم نہ کیا اور فرمایا طاعت علت نہیں ہوسکتی اس چیز پر کہ ازل میں لکھی جا چکی لیکن بشارت دیتی ہے اسپر کہ روز ازل میں حکم طاعت کے حق میں کیا ہے اور بہتری لکھی گئی ہے اور فرمایا آدمی سیرت سے آدمی ہوتا ہے نہ صورت سے اور فرمایا خدائے تعالیٰ کے دوستوں کا دل خدا کے

سر کی جگہ ہو اور خدا نے تعالیٰ اپنا سر ایسے دل میں نہیں رکھتا جس میں دنیا کی دوستی ہو۔ اور فرمایا فساد کی بنیاد وہ ہے کہ تو نفس کی مراد پر قیام کرے اور فرمایا خدا سے غافل ہونا آگ میں جانے سے سخت تر ہے۔ اور فرمایا تو آدمی کی حقیقت کو نہ پہونچے گا جب تک کہ عبودیت سے کچھ بھی باقی رہے گا اور فرمایا نفس ہرگز حق تعالیٰ کے ساتھ الفت نہیں پکڑتا اور فرمایا جو کہ اپنے نفس کو پہچان جاتا ہو اسپر عبودیت آسان ہوتی ہو اور جو کہ نیک ہوتا ہو رعایت اور ولایت اسکی ہمیشہ رہتی ہے اور فرمایا جسکا معاملہ اشارت کے برخلاف ہووے وہ جھوٹا مدعی ہے اور فرمایا جو کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مشاہدہ ہو وہ جھوٹا ہے اور فرمایا جسنے خدا کو نہ پہچانا کبھی خوش نہوگا اور فرمایا جو کہ چاہتا ہو کہ اسکا دین سلامت رہے اور اسکا تن آسودہ اور اسکا دل بخشش و مطمئن ہو جملہ عوارض سے اس سے کہدو کہ لوگون سے جدا رہ کیونکہ ایسا وقت آگیا ہے کہ سب سے بھاگنا خوب ہے اور عقلمند وہ شخص ہے کہ تنہائی اختیار کرتا ہو اور فرمایا جسکا علم یقین تک نہیں پہونچا ہے اور یقین خوف تک اور خوف عمل تک اور عمل ورع تک اور ورع اخلاص تک اور اخلاص مشاہدہ تک وہ ہلاک ہونے والون سے ہو اور فرمایا ایسے ایسے مرد گذرے ہیں کہ یقین کی برکت سے پانی پر چلے ہیں اور وہ مرد کہ پیاسے مرے یقین انکا فاضلتر تھا اور فرمایا کہ حقوق کی رعایت پر نہیں پہونچ سکتے مگر بسبب نگہبانی دلون کے اور فرمایا اگر ساری دنیا ایک شخص کے پاس ہووے اسکو نقصان نہوگا لیکن اس حال میں کہ حرص نہو اور اگر کھجور کے دانے کے برابر حرص ہوگی تو ضرور اسکو نقصان میں ڈالے گی اور فرمایا جہانتک ہوسکے کوشش کر کہ تیرے گھر کے برتن بھی مٹی کے ہوا کرین اور فرمایا بندہ وہ ہو کہ کسی سے شکایت نکرے اور خدمت میں کوتاہی نکرے اور کوتاہی تدبیر میں ہو اور فرمایا جب وقت کاروبار اور بھائی حاضر آوین نفل عبادت کو موقوف رکھے اور فرمایا سچا مرید عالمون کے علم سے مستغنی ہے اور فرمایا میں سچ کہتا ہون کہ حق تعالیٰ آخرت میں بندون کے ساتھ

جو معاملہ کرے گا وہ اُسی اندازے پر ہوگا کہ بندوں نے اوّل مین کیا ہوگا۔ اور فرمایا مین
سچ کہتا ہون خدای پاک اور برتر اسیقدر بندی کے دل کے قریب ہوتا ہی جسقدر کہ بندہ کو
اپنی قریب دیکھتا ہے اور فرمایا اگر تجھ سے تحقیق دیکھتا ہی راستہ تجھپر آسان کرتے ہین اور
اگر تو مردون کے مانند ہوجاوے اوّل ہی مصیبتون مین تجھپر بہت سی چیزین عجائب لطائف
سے روشن ہوجاوین وَالصَّبرُ عِندَ الصَّدمَۃِ الاُولیٰ یعنے پہلی مصیبت پر صبر کرنا چاہیے
اور فرمایا بخشش ہرحال مین پسندیدہ ہی اور معلوم رہے کہ جو شخص کہ حق تعالی کو طلب کرتا ہے
بخشش وجود سے بہتر ہے اُس شخص سے کہ طلب کرتا ہی اُسکو بذلِ مجہود سے یعنے جسمانی ریاضت
کی کوشش سے اور فرمایا تمامی علم عالمون کا دو کلمون پر منحصر ہے ایک تصحیح ملت ہی دوسرا
تجرید خدمت۔ اور فرمایا جسکی کہ زندگی سانس پر ہے اُسکی موت جان کے نکلنے پر ہے
اور جسکی کہ زندگی خدای تعالے پر ہے وہ نقل کرتا ہی حیات طبعی سے طرف حیات اصلی کے اور
اصل حیات یہی ہی اور جو آنکھ کہ حق تعالی کی صنعت کو عبرت سے دیکھنے والی نہو اندھی بہتر
اور جو زبان کہ حق کے ذکر مین مشغول نہو گونگی بہتر اور جو کان کہ حق سننے کے منتظر نہون
بہرے بہتر اور جو تن کہ اُسکی خدمت کے کام مین نہ آوے مردہ بہتر اور فرمایا جسنے کہ اپنے
عمل کو سند ٹھہرایا اُسکا پانون جگہ سے ڈگا۔ اور جسنے کہ مال کو وسیلہ جانا مفلسی مین پڑا اور
جسنے کہ خدای تعالے پر اعتماد کیا بزرگ اور بزرگوار ہوا اور فرمایا جب حق تعالی کسی مرید کی
نیکی چاہتا ہی اُسکو صوفیون مین داخل کرتا ہی اور قاریون سے باز رکھتا ہے اور فرمایا
مرید کو نہ چاہیے کہ کوئی چیز سیکھے سواے اُس چیز کے کہ جسکی نماز مین اُسکو ضرورت ہو اور
سورۂ فاتحہ اور قُل ہُوَ اللّٰہُ اَحَد کافی ہے۔ اور جو مرید کہ بیوی کرتا ہے اور لکھنے پڑھنے
مین دستگاہ حاصل کرتا ہے اُس سے کچھ نہو گا اور فرمایا جو کہ اپنے اور حق تعالے کے
درمیان کہانے کا توبڑا رکھتا ہی اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پاوے یہ ہرگز اُسکو
حاصل نہوگی اور فرمایا دُنیا مریدون کے دل مین ایلوے سے تلخ تر ہے جب حق کی

معرفت اُنکے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ تلخی شیرین تر شہد سے ہو جاتی ہے اور فرمایا زمین روشن ہے گدڑی پہننے والوں سے جیسے کہ آسمان روشن ہے ستاروں سے اور فرمایا تم کہ درویش ہو اور اسی کی وجہ سے دُنیا کے لوگ تمہاری تعظیم کرتے ہیں اپنے دل میں غور کرو کہ خلوت میں حق تعالیٰ کے ساتھ کس طرح ہو اور فرمایا سب سے بزرگ عمل علم اوقات ہے اور وہ علم یہ ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ رکھنے والا بنتا اور دل کو نگاہ رکھنے والا اور دین کو نگاہ رکھنے والا۔ اور فرمایا خطرے چار قسم کے ہیں ایک تو خطرہ حق کی طرف سے کہ بندے کو دعوت کرتے ہیں طرف آگاہی کے اور دوسرے خطرے فرشتے کی جانب سے کہ بندے کو رغبت دلاتے ہیں طرف عبادت کے اور تیسرے خطرے نفس کی جانب سے کہ بندے کو پکارتے ہیں طرف آرایش اور عیش و عشرت دُنیا کے اور چوتھے خطرے شیطان کی طرف سے جو بندے کو پکارتے ہیں طرف کینہ اور حسد اور دشمنی کے اور فرمایا بلا عارفوں کا اخراج ہے اور مریدوں کی بیدار کرنے والی اور غافلوں کی ہلاک کرنے والی ہے اور فرمایا ہمت اشارت خدا ہے اور ارادت اشارت فرشتہ ہے اور خاطر اشارت معرفت ہے اور دیت شیطان کی اشارت ہے اور شہوت نفس کی اشارت ہے اور لہو کفر کی اشارت ہے اور فرمایا خداوند عزّ و جل ہرگز صاحب ہمت کو عذاب نہ کرے گا اگرچہ اُس سے گناہ و نافرمانی صادر ہو اور فرمایا جسکو ہمت ہے وہ بینا ہے اور جسکو ارادت ہے وہ نابینا ہے اور فرمایا کوئی شخص کسی شخص پر سبقت نہیں حاصل کرتا اور کوئی عمل کسی عمل پر ترقی نہیں پاتا لیکن البتہ یہ ہوتا ہے کہ صاحب ہمت کی ہمت دوسرے ہمسروں اور مانندوں پر سبقت حاصل کرتی ہے اور ہمتیں اعمال خیر میں سے بڑھتی ہیں اور فرمایا کہ اسپر چار ہزار پیر طریقت کا اتفاق ہے کہ جب تو اپنے دل کو طلب کرے ملازم حق تعالیٰ لگا دیکھے اور فرمایا جو کہ موافقت میں حقیقت کو پہونچا ہوتا ہے اُس سے دُور تا ہے کہ ایسا نہو کہ اُسکا خطا غذا کے سبب بدل جائے ساتھ چیز دوسری کے

اور فرمایا مقامات مشاہدون پر موقوف ہین جسکو مشاہدۂ احوال ہے وہ رفیق ہے
اور جسکو مشاہدۂ صفات حاصل ہے وہ قیدی ہی کیونکہ رنج یہان سے ہوتا ہی اسلیے کہ
اپنی خودی باقی ہوتی ہے اور رات و دن مین ہزار بار اسکو مرنا چاہیے جبکہ وہ فانی ہوا
اور حضور حق تعالے کا حاصل ہوا اسیر ہوا۔ اور فرمایا نبیون کا کلام خبر ہے حضور سے اور
صدیقون کا کلام اشارہ ہی مشاہدہ سے اور فرمایا اوّل جو چیز کہ ظاہر ہوتی ہے احوال ہے
احوال مین خالص ہونا اُنکے افعال کا ہوتا ہی اور جس کسی کا سر خالص نہین ہوتا کوئی فعل
اسکا صافی نہین ہوتا اور فرمایا صوفی مثل زمین کے ہوتا ہی کہ تمامی پلیدی اسمین ڈالتے
ہین اور تمامی نیکوئی اور سرسبزی اُس سے باہر نکلتی ہے اور فرمایا تصوّف ایک ذکر ہے
اجتماع سے اور ایک وجد ہی استماع سے اور ایک عمل ہے اتباع سے اور فرمایا تصوّف صفا سے
مشتق ہے جو کہ برگزیدہ ہوا ماسوی اللہ سے وہ صوفی ہے اور فرمایا صوفی وہ ہی کہ اسکا دل
مثل دل ابراہیم علیہ السّلام کے سلامت پایا ہوا ہووے دُنیا کی دوستی سے اور خدای تعالیٰ کے
فرمان کا بجالانے والا ہو اور تسلیم اُسکی مثل تسلیم اسمٰعیل علیہ السّلام کے ہو اور آزردہ و غم اسکا
مثل داؤد علیہ السّلام کے غم واندوہ سے ہو اور فقر اُسکا مثل فقر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ہو
اور صبر اُسکا مثل صبر ایّوب علیہ السّلام کے ہو اور شوق اُسکا مثل شوق موسیٰ علیہ السّلام
کے ہو اور مناجات کے وقت مین اُسکا اخلاص مثل اخلاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو اور فرمایا تصوّف ایسی نعمت ہے کہ قیام بندہ اُسپر موقوف ہی پوچھا نعمت حق ہے
یا نعمتِ خلق فرمایا اُسکی حقیقت نعمتِ حق ہی اور اُسکی رسمت نعمتِ خلق ہے اور فرمایا
تصوّف وہ ہے کہ تو ساتھ حق تعالےٰ کے مشغول ہووے سارے علاقون کو ترک کرکے
اور فرمایا تصوّف وہ ہے کہ تجکو تجھ سے مارتا ہی اور اپنے سے زندہ کرتا ہی اور فرمایا تصوّف
ایک ذکر ہے پھر ایک وجد ہے پھر نہ یہ ہے اور نہ وہ اسلیے کہ نیست ہو جاتا ہی جیسے کہ اوّل تھا
لوگون نے تصوّف کی ذات سے سوال کیا فرمایا تو ایسا ہو جاوے کہ اُسکے ظاہر پر اکتفا کرے

اور اسکی ذات سے نہ پوچھے کیونکہ ستم کرتا ہووے اسپر اور فرمایا صوفی وہ ہین کہ اُن کا قیام خداوند پر ہے اسقدر کہ نہ جانے سواے اسکے جیسا کہ نقل ہے کہ ایک جوان حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدون کے حلقے مین داخل ہوا چند روز تک اُسنے سر نہ اُٹھایا مگر نماز کے وقت اُٹھا اور گیا حضرت جُنیدؒ نے ایک مُرید کو فرمایا کہ اُسکے پیچھے جا اور سوال کر کہ صوفی کو ساتھ صفا کے موصوف ہے کس طرح یاد میں اُسکو جو وصف ہے پاک ہو مُرید گیا اور پوچھا اُس جوان نے کہا کُن بِلا وصف تدرک لمن لا وصف لہ یعنے بے وصف ہو جا تاکہ بے وصف کو تو پاوے حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے جب سُنا اِس بات کی بزرگی مین مستغرق ہو گئے اور فرمایا ہاے ایک بڑی نعمت غیر مترقبہ تھی ہمنے اُسکی قدر نہ جانی اور فرمایا عارف کے ہر مقام مین کم و زیادہ ایک اُن کا ہر سے اِس جہان کی مُراد کا نہ پاتا ہے اور فرمایا عارف کو ایک حال ایک حال سے جُدا نہین رکھتا اور ایک منزل ایک منزل سے اور فرمایا عارف وہ ہے کہ حق تعالیٰ اُسکے سر سے بات کہے اور وہ خاموش اور فرمایا عارف وہ ہے کہ درجات مین گردش کرے اسطرح سے کہ کوئی چیز اُسکے درمیان پردہ نہ کرے اور خدا اندر رکھے اور فرمایا معرفت کی دو قسم ہین معرفتِ تعرّف ہو اور معرفتِ تعریف۔ معرفت تعرّف وہ ہے کہ اپنے آپ کو اُنکے ساتھ آشنا کرے اور معرفتِ تعریف وہ ہے کہ اُنکو شناسا کرے ساتھ اپنے اور فرمایا معرفت مشغول ہو ساتھ خدا کے اور فرمایا معرفت مکر خدا ہے یعنے جو کہ خیال کرتا ہے کہ عارف ہے مکرو یعنے مکر سے بُرا ہے اور فرمایا معرفت وجود کی نادانی و جہل ہے تیرے علم کے حصول کے وقت مین لوگون نے کہا زیادہ کیجیے فرمایا عارف اور معروف وہی ہے اور فرمایا علم ایک چیز ہے محیط اور معرفت ایک چیز ہے محیط پس خدا کہان ہے اور بندہ کہان یعنے علم خدا کے واسطے ہے اور معرفت بندے کے واسطے اور دونون محیط ہین اور یہ محیط اِس سبب سے ہے کہ عکس اُسکا ہے جب یہ محیط اُس محیط مین غرق ہو جاتا ہے شرک نہین رہتا اور جب تک کہ تو خدا ہے اور بندہ ہے کہتا ہے شرک سوا ہوتا ہے بلکہ عارف اور معروف ایک ہے جیسا کہ کہا ہے حقیقت مین وہی ہے یہان یعنے اِس حیلے مین

کہ حقیقت میں تو ہی ہے خدا اور بندہ کہاں ہو یعنے خدا کے لیے سب باعتبار حقیقت کے اور
فرمایا اوّل علم ہے پھر معرفت انکاری پھر وجود ہی انکاری پھر نفی ہے پھر غرق ہے پھر ہلاک اور
جب پردہ اُٹھ جاتا ہے سب خدا و دوست کے حجاب ہین اور فرمایا علم وہ ہے کہ تو اپنی قدر جانے اور
فرمایا اثبات مکر ہے اور علم باثبات مکر ہے اور حرکات تدبر ہین اور جو کچھ کہ موجود ہو مکر اور غدر مین
داخل ہے اور فرمایا علم توحید حد ہے اُسکے وجود سے اور اُسکا وجود مفارق علم ہے اُس سے
اور فرمایا بیس[2] برس ہوئے کہ علم توحید لکھا ہے اور لوگ اُسکے حاشیون پر باتین کہ رہے ہین
اور فرمایا توحید خداے تعالیٰ کو جاننا ہو اور اُسکے قدم کا جاننا ہے حدوث سے یعنی تو جانے
اگر سیر دریا مین ہو لیکن نہ دریا ہو اور فرمایا توحید کی غایت و نہایت توحید کا انکار ہے یعنے
ہر توحید کہ تو جانے انکار کرے کہ توحید نہین ہے اور فرمایا محبت خدا کی امانت ہی اور فرمایا جو
محبت کہ عوض مین ہوتی ہو جب عوض نہین رہتا چلتی پھرتی نظر آتی ہے اور فرمایا محبت درست
نہووے مگر درمیان دو شخص کے لیکن ایسے دو شخص کہ ایک دوسرے کو کہے اے مین اور جب
محبت درست ہوتی ہو شرط ادب اُٹھ جاتی ہے اور فرمایا حق تعالیٰ نے حرام کی ہو صاحب
علائق کی محبت اور فرمایا محبت زیادتی خواہش کی ہو بے مثل پر اور فرمایا خدا کی محبت تک
نہین پہونچ سکتا جب تک کہ اپنی جان کو اُسکی راہ مین سخاوت نکرے اور فرمایا اُنس پانا
دعدون سے اور بھروسا کرنا اُنپر خلل ہے سخاوت مین اور فرمایا اہل اُنس خلوت اور مناجات
مین ایسی باتین کہتے ہین کہ عام کو کفر معلوم ہوتا اور اگر عوام اُن باتون کو سُنین تو اُن کو
کافر بتلادین اور وہ اپنے احوال مین اُسپر زیادتی پاوین اور جو کچھ کہ اُنکو کہین اُس کی
برداشت کرین اور اُنکے لائق یہی ہووے اور فرمایا مشاہدہ غرق ہے اور وجد ہلاک ۔
اور فرمایا وجد زندہ کرنے والا اُنس کا ہو اور مشاہدہ مارنے والا اُس کا اور فرمایا مشاہدہ ربوبیت
کو قائم کرتا ہے اور عبودیت کو دور کرتا ہے لیکن اس شرط پر کہ تو اپنے آپ کو درمیان مین
نا چیز سمجھے اور فرمایا کسی چیز کا دکھائی دینا اور اُسکی ذات کا پانا مشاہدہ ہو اور فرمایا ہلاک وجد ہے

اور فرمایا وجد علیحدگی اوصاف کی ہے ظاہر ذات کی خوشی میں یعنے جو کچھ کہ اوصاف تیری
کے تجھ میں ہیں جدا ہو جاویں اور وہ چیز کہ تیری ذات ہے ایک ناچیز دکھائی دیوے اور فرمایا
قرب ساتھ وجد کے ملا ہے اور غیبت بشریت میں تفرقہ ہے اور فرمایا مراقبہ وہ ہے کہ تو رہنیوالا ہووے
برباد کی ہونی پر لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ مراقبے اور حیا میں فرق کیا ہے فرمایا مراقبہ
غائب کا انتظار ہے اور حیا حاضر سے شرم ہے اور فرمایا جو وقت کہ گذر جاتا ہے کبھی اُسکو نہیں
پا سکتے اور کوئی چیز قیمتی زیادہ وقت سے نہیں ہے اور فرمایا اگر کوئی صادق ہزار سال تک
خدا کی طرف متوجہ رہے اور ایک دم اُس سے غافل رہے جو کچھ کہ اُس ایک دم میں اُس سے
فوت ہوا ہوگا اس سے زیادہ ہوگا کہ اس ہزار سال میں حاصل کیا ہوگا یعنے اُس ایک دم میں
حاصل کر سکتا تھا جو کچھ کہ اس ہزار سال میں حاصل کیا تھا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اُس
ایک دم کی غیر حاضری کے نقصان کا کہ خدای تعالےٰ سے رُوگردان رہا ہے ہزار برس کی
عبادت اور حضوری اُس بے ادبی کا عوض نہیں ہو سکتی اور فرمایا کہ اولیا واللہ پر اوقات میں
انفاس کی نگہداشت سے سخت تر کوئی شئے نہیں ہے اور فرمایا عبودیت دو خصلت میں ہے اختیار
کرنا صدق ساتھ خدای تعالےٰ کے باطن اور ظاہر میں اور پیروی ٹھیک ٹھیک کرنا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرمایا عبودیت شغلوں کا ترک ہے اور مشغول ہونا اُس چیز کے ساتھ
کہ اصل فراغت ہے اور فرمایا عبودیت چھوڑنا اُن دو نسبت کا ہے ایک تو ساکن ہونا لذت
میں دوسرے اعتماد کرنا حرکت پر جب کہ یہ دونوں تجھ سے دور ہوئیں بس حق عبودیت کا
تو بجا لایا اور فرمایا شکر یہ ہے کہ اپنے نفس کو صاحبان نعمت سے نہ شمار کرے اور
فرمایا شکر کے واسطے ایک علت ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس کو اسکی طرف بہت ہی رغبت
دلادے تا کہ نفس اپنی آرزو سے گذر کر حق تعالیٰ کی طرف مائل ہو اور فرمایا زہد کی حد
مفلسی ہے اور علیحدگی اُسکے کاروبار سے اور فرمایا صدق کی حقیقت یہ ہے کہ تو ایسے
دشوار اور مشکل کام میں کہ جس میں بغیر جھوٹ کے رہائی ناممکن ہو سچ بولے اور فرمایا

دل ایسا شخص ہوگا جسنے صدق کو طلب کیا اور نہ پایا اور اگر بالفرض کامل نہوا ہوگا تو ناقص بھی نہ رہا ہوگا اور فرمایا صادق ایک روز میں چالیس بار ایک حال سے دوسرے حال پر پھرتا ہے اور ریاکار چالیس برس تک ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور فرمایا فقرای صادق کی علامت یہ ہی کہ سوال نہیں کرتے اور معارضہ نہیں کرتے اور اگر کوئی اُنسے جھگڑا کرتا بھی ہے تو خاموش رہتے ہین اور فرمایا تصدیق کو لحظہ بلحظہ زیادتی ہوتی ہی کمی نہین ہوتی اور زبانی اقرار کو نہ زیادتی ہے اور نہ کمی اور ارکانی اعمال کو زیادتی اور کمی دونون شامل ہین اور فرمایا صبر کی انتہا توکل ہے چنانچہ فرمایا حق جل جلالہٗ نے اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ اور فرمایا صبر کیا ہے باز رکھنا ہے نفس کو اور رجوع کرنا ہی طرف خدای تعالی کے اور خالی ہونا ہے شکایت و ناشکری و بے صبری سے اور فرمایا کہ تلخیون پر تحمل کرنا اور ناخوشی کا اظہار نکرنا صبر ہے اور فرمایا توکل اُسکو کہتے ہین کہ بغیر کھانے کے کھانا لینے کھانے کا درمیان مین نام نہ آنا۔ اور فرمایا توکل یہ ہے کہ تو خدا کا ہوجائے اسطرح سے جیسے کہ پہلے اس سے کہ جب تو موجود نہ تھا خدا کا تھا اور فرمایا اس سے پہلے توکل حقیقت تھا اب علم ہے اور فرمایا کہ توکل نہ کمانا ہی اور نہ کمانا بلکہ سکون دل ہے حق تعالی کے وعدے پر جو اُسنے کیا ہی اور فرمایا یقین علم کے اسطرح پر دل مین قرار پکڑنے کو کہتے ہین کہ کسی حال مین تغیر نہ آوے اور دل اُس سے خالی نہووے اور فرمایا یقین یہ ہی کہ تو ارادہ روزی کا نکرے اور روزی کا غم نہ کھائے اور وہ تجھے کافی ہو یعنی اُس علم کے ساتھ کہ تیری ذمے کیا ہے مشغول ہووی کہ اُسکے یقین کی برکت سے تیرا رزق تجکو ملیگا اور فرمایا فتوت یہ ہے کہ تو درویشون کی آزمایش نکرے اور توانگرون کے ساتھ معارضہ نکرے اور فرمایا جوانمردی یہ ہی کہ تو اپنا بوجھ دوسرون پر نہ رکھے ہان جو کچھ تیرے پاس ہو اُسکو خرچ کرے اور فرمایا تواضع یہ ہے کہ تو تکبر نکرے ہر دو جہان کے لوگون پر اور مستغنی ہووے حق تعالی سے اور فرمایا خلق کی چار قسم ہین سخاوت اور الفت اور نصیحت اور شفقت اور فرمایا

کرمین نیک خو فاسق کی صحبت کو بد خو عابد کی صحبت سے بہتر سمجھتا ہون اور فرمایا حیا حق تعالیٰ
کی نعمتون کا دیکھنا ہے اور اپنی تقصیرات کا دیکھنا یعنے ان دونون حالتون کے دیکھنے
سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین اور فرمایا عنایت کا وجود آب وگل یعنے
اس دنیا کے پہلے سے ہے اور فرمایا حال ایک چیز ہے کہ دل مین آتی ہو لیکن ہمیشہ
نہین رہتی اور فرمایا رضا اختیار کا اُٹھا دینا ہے اور فرمایا رضا یہ ہو کہ تو بلا کو نعمت شمار
کرے اور فرمایا فقر بلا کا دریا ہو اور خالی ہونا دل کا اشکال سے اور فرمایا خوف یہ ہے
کہ تو خوف سے باہر نکلجاے تاکہ سوت پر تیرا عمل نذر ہے اور فرمایا صوم یعنی روزہ آدھی
طریقت ہے اور فرمایا توبہ کے تین معنی ہین اوّل ندامت دوّم گناہ کے ترک پر پکا ارادہ
سوّم اپنے کو ظلم اور خصومت سے پاک و خالی کرنا اور فرمایا ذکر کی حقیقت ذاکر کا فانی ہونا ہے
ذکر مین اور ذکر کا فانی ہونا ہو مذکور کے مشاہدے مین اور فرمایا مکر یہ ہو کہ کوئی پانی پر
چلتا ہو اور ہوا مین اُڑتا ہو اور سب اُسکی اس سبب سے تصدیق کرتے ہین اور اُسکے اشارے
کی یہ حالت دیکھکر تصحیح کرتے ہین اور یہ بالکل مکر ہے لیکن اُس شخص کے نزدیک کرجاتا ہو
اور فرمایا مرید کا مکر سے بے فکر و بیخوف رہنا کبیرہ گناہ ہو اور واصل کا مکر سے بے فکر رہنا
کفر ہے لوگون نے پُوچھا کہ حضرت یہ تو فرمائیے کہ ایک شخص صحیح وسالم خوش و خرّم سماع کے
سُنتے ہی بیقرار ہوجاتا ہو اسکی کیا وجہ ہو آپ نے فرمایا کہ حضرت حق جل شانہٗ نے روز ازل
مین آدم علیہ السّلام کی ذُرّیات کو خطاب ساتھ اَلَستُ بِرَبِّکُم کے فرمایا تمامی ارواحین اس
خطاب کی لذّت مین مستغرق ہوگئین جب کہ اس جہان مین سماع سُنتی ہین اُس کیفیت و
لذّت کا خیال اُنکے دل مین گذرتا ہو تو جوش مین آتی ہین اور اُسکی وجہ سے بیقرار ہوجاتی ہین
لوگون نے تصوّف کی حقیقت دریافت کی آپ نے فرمایا کہ دل کو صاف کرنا ہے مخلوق کی
طرف رجوع کرنے سے اور علٰحدگی اختیار کرنا ہو طبیعت کی پیروی اور خواہش سے اور مارڈالنا
ہے بشری صفات کا اور دُور رہنا ہو نفسانی خواہشون سے اور اُترنا اور قائم ہونا ہے

روحانی صفتون پر اور بلند ہوتا ہے علوم حقیقی پر اور عمل مین لاتا ہو اُس چیز کو کہ قیامت تک فائدہ دینے والی ہے اور نصیحت کرنا ہو تمامی اُمت کو اور پورا کرنا اور بجا لانا ہو حقیقت کا اور پیروی کرنا ہو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی احکام شریعت مین اور پوچھا کہ تصوف کیا ہو آپ نے فرمایا تصوف ایک عبرت ہو کہ اُسمین صلح نام کو نہین ہو اور حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ نے ذات تصوف سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ حق تعالی تجکو اسکی دریافت سے دور رکھے خبردار تصوف کو ظاہر مین ڈھونڈھیو ذات سے سوال نہ کیجیو پھر حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ بہت گڑگڑائے آپ نے فرمایا صوفی ایک قوم ہو قائم تجدا اسطرح کہ کوئی اُنکو نہین جانتا سوائے خدا کے اور لوگون نے آپ سے دریافت کیا کہ تمام بُرائیون سے کیا چیز زیادہ بُری ہو آپ نے فرمایا صوفی کے واسطے بخل کرنا اور توحید کو دریافت کیا آپ نے فرمایا توحید کے معنے یہ ہین کہ ناچیز و گم ہو جاوے اُسمین اور پوشیدہ ہو جاوین اُسمین علوم اور خدا ہی تعالے موجود ہووے جیسے کہ ہمیشہ تھا پھر پوچھا توحید کیا ہو آپ نے فرمایا کہ بندگی کی صفت تمامی خواری اور عجز اور کمزوری اور فروتنی و انکساری ہو اور حق تعالی کی صنعت تمامی غلبہ اور بزرگی اور قدرت ہے اور جو کہ محو ہو کر صفات مذکورہ بالا سے پاک ہو جائے یا اُسمین فنا ہو جائے وہ موحد ہے پھر توحید سے پوچھا آپ نے فرمایا یقین ہے لوگون نے کہا آپ اِسکی شرح فرمائیے آپنے فرمایا کہ تو پہچانے کہ خلق کی حرکات و سکنات تمامی فعل ایسے خدا کے ہین کہ واحد ہو اور کوئی اُسکا شریک نہین جب تو نے اِسپر عمل کیا توحید کی شرط کو بجا لایا سوال کیا فنا سے اور بقا سے آپ نے فرمایا بقا حق کے واسطے ہو اور فنا اُسکے واسطے کہ علاوہ اُسکے ہین۔ پوچھا تجرید کیا ہو آپ نے فرمایا یہ ہو کہ اُسکا ظاہر خالی اور پاک ہو اغراض سے اور باطن اُسکا اغراض سے محبت کو دریافت کیا آپنے فرمایا کہ محبوب کی صفتین محبت کی صفتون کے بجائے اپنا عمل دخل کرتی ہین۔ حضرت رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ كُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا اُنس سے سوال کیا آپ نے فرمایا یہ ہے کہ وحشت اُٹھ جائے

سوال کیا تفکر سے. آپ نے فرمایا کہ اسکی کئی قسم ہین ایک تو تفکر ہے کہ خدای تعالے کی آیات مین کیا جائے اور اسکی علامت یہ ہو کہ اس سے معرفت پیدا ہوتی ہو اور ایک تفکر ہے خدای تعالیٰ کی نعمتون اور احسانات پر کہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہو حق تعالے کے ساتھ اور ایک تفکر ہے حق تعالیٰ کے وعدے مین اور اس سے ہیبت پیدا ہوتی ہو حق تعالے سے اور ایک تفکر ہے نفس کی صفات مین اور خدای تعالے کے اس احسان مین جو نفس پر ہو اور اس سے حیا پیدا ہوتی ہے حق تعالے سے (یہانتک منقول حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے) اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ کے وعدے مین فکر کرنے سے ہیبت کیون پیدا ہوتی ہو تو ہم اسکو جواب دینگے کہ جب حق تعالیٰ کے کرم پر بندے کو اعتماد اور بھروسا ہوتا ہو تو اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین گناہ کرنے سے اسکے کرم سے محروم رہون گناہ سے بچا کرتا ہو لوگون نے پوچھا کہ بندہ عبودیت کی حقیقت کو کب دریافت کرتا ہو آپ نے فرمایا جب کہ تمامی اشیاء کا حق تعالیٰ کو مالک دیکھتا ہے اور ظہور مین آنا سب کا خدا سے دیکھتا ہو اور قیام سب کا خدا سے دیکھتا ہو اور سب کی جای بازگشت خدا کو دیکھتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو فَسُبْحَانَ الَّذِی بِیَدِہٖ مَلَکُوتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ہ جب کہ یہ تمامی باتین بندی پر ثابت ہو جاتی ہین عبودیت کے رتبے کو پہونچ جاتا ہو سوال کیا مراقبے کی حقیقت سے آپ نے فرمایا وہ ایک حال ہے جس مین صاحب مراقبہ کو انتظاری ہے اس چیز کی کہ جسکے وقوع سے ڈرتا ہے اسلیے اسکو اضطراب لاحق حال ہوتا ہو جیسے کہ کوئی شبخون سے ڈرے اور نہ سووے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا فارتقب یعنے فانتظر جسکے معنے ہین انتظار کر صادق اور صدیق اور صدق سے سوال کیا آپ نے فرمایا صدق صفت صادق کی ہو اور صادق وہ ہے کہ جب تو اسکو دیکھے تو ویسا ہی دیکھے کہ تو نے اسکی خبر سُنی ہو بلکہ جیسی اسکی خبر ایکبار تجکو پہونچی ہو تو ساری عمر اسکو ویسا ہی پاوے اور صدیق وہ ہی کہ ہمیشہ صدق اسکے افعال اور اقوال اور احوال مین ہووے اخلاص سے سوال کیا آپنے فرمایا فرضٌ فی فرضٍ و نفلٌ فی نفلٍ. آپنے فرمایا اخلاص فریضہ ہے ہر چیز مین

کہ فریضہ ہووے جیسے کہ نماز وغیرہ اور جو نماز کہ فریضہ ہے فرض ہی سنت مین ساتھہ اخلاص کے رہنا اور ساتھہ اخلاص کے رہنا مغز نماز ہی اور مغز نماز سنت ہے پھر سوال کیا اخلاص سے آپنے فرمایا اپنے نفل سے باہر آنا ہی یعنے اسکو اپنے آگے سے اُٹھا دینا اور پھر نہ دیکھنا اسکو کبھی اور فرمایا اخلاص وہ ہی کہ تو نفس کو خدا کے معاملے سے باہر نکال دے کیونکہ وہ دعوی ربوبیت کا کرتا ہے خوف سے سوال کیا آپ نے فرمایا ہر دم عذاب کا امیدوار رہنا ہی پوچھا کہ بلا اُسکی کیا کام کرتی ہی آپ نے فرمایا گھر یا ہے کہ گرد کو صاف کرتی ہی اور جو کہ اس گھریا مین صاف ہوا ہرگز بلا کا اُسکو منھہ نہین دکھاتے۔ سوال کیا شفقت سے اوپر خلق کے آپنے فرمایا یہ ہی کہ اپنی خواہش اور رغبت سے جو چیز کہ طلب کرتے ہین تو اُنکو دیوے اور اُسکا بار یعنے احسان اُنپر نرکھے کہ وہ اُس کی برداشت نہین کر سکتے اور اُنکے ساتھہ ایسی بات جسکو وہ نجانتے ہون نہ کہے پوچھا کہ تنہا ہونا کب سزاوار و شایان ہی آپ نے فرمایا اُسوقت کہ تو اپنے نفس سے تنہائی اختیار کرے اور وہ چیز قبل از پیدائش تیری کے لکھی ہے آج کے روز سبق تیرا ہووے پوچھا ساری مخلوق سے زیادہ بزرگ و پیارا کون ہے۔ آپنے فرمایا درویش راضی برضای الٰہی۔ پوچھا ہم صحبت کس کے ساتھہ رکھین آپ نے فرمایا ایسے شخص کے ساتھہ کہ تمھاری ساتھہ نیکی کرے اور اُسکو فراموش کر دیوے اور اگر کوئی قصور اُسکی خدمت مین تم سے واقع ہو اُسکو معاف کر دیوے۔ پوچھا کہ رونے سے فاضلتر کوئی اور چیز بھی ہی آپ نے فرمایا ہان رونے پر بھی رونا پوچھا بندہ کون ہے آپ نے فرمایا وہ ہی کہ دوسرون کی بندگی سے آزاد ہووے پوچھا مُرید کون ہے اور مُراد کیا ہے آپ نے فرمایا مُرید وہ ہی کہ علم کی نگہداشت مین ہووے اور مُراد وہ ہی کہ حق تعالی کی رعایت مین ہووے کیونکہ مُرید دوندہ ہی اور مُراد پرندہ ظاہر ہے کہ دوندہ اور پرندہ مین بہت فرق ہے پوچھا راہ طرف خدا کے کیونکر ہے آپ نے فرمایا دُنیا کو ترک کر تو پائیگا اور نفس کو خلاص کر تو واصل بخدا ہوگا پوچھا تواضع کیا ہے آپ نے فرمایا سر جھکانا اور زمین پر سونا۔ پوچھا آپ فرماتے ہین کہ حجاب تین ہین۔ نفس اور خلق اور دُنیا آپ نے فرمایا یہ حجاب عام کے لیے ہین

لیکن وہ حجاب جو خاص کے واسطے ہین وہ تین ہین عبادت کا دیکھنا ثواب کا دیکھنا کرامت کا دیکھنا اور فرمایا عالم کی لغزش توجہ ہے حلال سے طرف حرام کے اور زاہد کی لغزش تجھکنا ہے بقا سے طرف فنا کے اور عارف کی لغزش جھکنا ہے کریم سے طرف کرامت کے پوچھا کہ مومن اور منافق کے دل کے درمیان کیا ہے آپ نے فرمایا مومن کا دل ایک ساعت مین ستر بار گردش کرتا ہے اور منافق کا دل ستر سال مین ایکبار بھی نہین پھرتا۔ نقل ہے کہ حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ فرماتے تھے ای پروردگار کل قیامت کو نہ مجھے نابینا اُٹھانا کیونکہ وہ شخص کہ تجھے نہ دیکھے اُسکے لیے اندھا ہی ہونا خوب ہے تاکہ اور کسی کو بھی نہ دیکھے جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا ایسا کہتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ لوگ وضو کراتے وقت شاید اُنگلیون کا خلال بھول گئے آپ نے فرمایا تب خلال کیا پھر آپ سجدے مین گئے اور زار زار رُوتے تھے لوگون نے کہا ای سردار طریقت اس تمامی طاعت اور عبادت کے ہوتے کہ اپنے آگے آپ بھیج چکے ہین یہ کیا وقت سجدی کا ہے آپنے فرمایا کسی وقت جُنید اسوقت سے زیادہ محتاج نہ تھا اور قرآن پڑھنے لگے ایک مُرید نے کہا آپ قرآن پڑھتے ہین آپ نے فرمایا اس سے بہتر میری واسطے اسوقت کون ہوگا کہ وہ وقت قریب آیا ہے کہ میرا اعمال نامہ طے کرین اور مین اپنی ستر برس کی طاعت کو بچشم دید دیکھ رہا ہون کہ ہوا مین ایک بال کے تار مین لٹک رہی ہے اور ایک زور کی ہوا چلکر اُسے ہلاتی ہے مین نہین جانتا کہ یہ ہوا قطعیت یعنی بریدگی کی ہے یا وصلت کی اور ایک طرف جو نظر کرتا ہون تو پل صراط ہے اور دوسری طرف ملک الموت اور قاضی کہ جسکی صفت عدل ہے توجہ نہین فرماتا اور راہ میری آگے رکھی ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ مجھے کونسی راہ پر لیجانا چاہتے ہین پھر آپ نے قرآن مجید ختم کیا اور سورۂ بقرہ سے ستر آیتین پڑھین اور آپ اسوقت نہایت بے قرار ہوئے اور حالت سکرات مین پڑے لوگون نے کہا اللہ کہو آپ نے فرمایا مینے اُسکو فراموش نہین کیا ہے کہ مجھکو یاد دلاتے ہو پھر تسبیح شروع کی اور

انگلیونکی پورون پر پڑھنے لگے جب کہ شہادت کی انگلی پر پہونچے تو آپنے اسکو اٹھا کر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آنکھیں بند کرلیں اور واصل بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جب غسل دینے والے نے غسل کے وقت چاہا کہ پانی آپکی آنکھوں میں پہونچا دے ایک ہاتف نے آواز دی کہ اپنی ہاتھ کو ہمارے دوست کی آنکھوں سے جدا رکھ کیونکہ ایسی آنکھیں جو ہمارے نام کے ذکر سے بند ہوئیں ہمارے دیدار کے بغیر وا نہونگی پھر غسل دینے والے نے بہت چاہا کہ انگلیاں جو وقت تسبیح کی شمار کے بند ہوگئی تھیں کھولیں نہ کھول سکا اور ایک آواز سنی کہ ایسا ہاتھ کہ جو ہمارے نام سے بند ہوا ہمارے حکم کے بغیر نہ کھلے گا اور جب جنازہ اٹھایا ایک سفید کبوتر آیا اور آپکے جنازے کے ایک کونے پر بیٹھا اصحاب نے بہت کوشش کی کہ اڑجاوے نہ اڑا اور بولا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج مت دو کیونکہ میرے پنجے عشق کی میخ سے جنازے کے کونے پر سلے ہوئے ہیں اور تم جنازے کے اٹھانے کی تکلیف مت گوارا کرو کیونکہ آج کے روز حضرت جنید رح کا قالب نصیب کروبیان کا ہے اور اگر تمھاری بھیڑ بھاڑ نہوتی تو انکا کالبد سفید باز کی طرح ہوا میں اڑتا پھر ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپنے منکر اور نکیر کا جواب کیا دیا آپنے فرمایا جب کہ وہ دونوں مقرب حضرت جل وعلا کی درگاہ سے اس شوکت وعظمت کے ساتھ میرے پاس آئے اور کہا من ربک میں نے انکی طرف دیکھا اور ہنسا اور کہا کہ اس روز کہ مجھکو پوچھنے والا وہ تھا کہ الست بربکم میں نے جواب دیا کہ بلی اب تم آئے ہو کہ پوچھتے ہو تیرا خدا کون ہے جس شخص نے کہ جواب بادشاہ کا دیا ہو غلام سے کب اندیشہ کرے میں آج کے روز اسی کی زبان سے کہتا ہوں الذی خلقنی فہو یھدین یہ وہ حیرت کے سبب میرے آگے سے چلے گئے اور باہم کہتے گئے کہ وہ ابتک محبت کے نشے میں ہے اور دوسرے شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا خدا تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا رحمت کی اور وہ تمامی اشارات اور عبادات برباد گئیں اور ہمارا کام اس اندازہ پر نہ تھا کہ ہم جانے ہوئے تھے جہاں کہ سیکڑوں ہزاروں نقطہ نبوت خاموش اور سر افگندہ ہیں ہمارا کیا گنتا ہے حریری نے کہا میں نے حضرت جنید کو خواب میں دیکھا

پوچھا خدا تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا رحمت کی اور بخشدیا اور کوئی چیز کام نہ آئی سواے اُن دو رکعت نماز کے کہ آدھی رات کو پڑھتا تھا۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر استادہ تھے کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے جواب نہ دیا اور یہ شعر پڑھا شعر انی لاستحییت فی التراب بیننا * کما کنت استحییت وھو یرانی * یعنے مجکو اسی طرح شرم آتی ہے اُس شخص سے کہ جو درمیان قبر کے ہے جس طرح کہ جب وہ میری طرف نظر کرتا تھا تو مجھے شرم آتی تھی۔ یہ بھی ترجمہ اس شعر کا ہو جو حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین بزرگون کا حال حیات اور ممات مین یکسان ہو پس مجھے شرم آتی ہو کہ اُنکے مرقد مبارک کے سامنے مسئلے کا جواب دون کیونکہ مجھے اسوقت بھی آپ سے ویسی ہی شرم ہو جیسے کہ زندگی مین تھی رحمۃ اللہ علیہ۔

چوالیسوان باب حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ طریقت کے شیخون کے شیخ وہ حقیقت کی اصلون کی اصل وہ عالم کی شمع وہ حرم شریف کے چراغ وہ انسان طاق خواص حضرت عمرو بن عثمان مکی قدس اللہ روحہ العزیز طریقت کے بزرگون سے تھے اور اس قوم کے سردارون سے تھے اور بڑے حشمت والے اور معتبر اس جماعت کے تھے اور تمامی اُنکے فرمانبردار و معتقد تھو اور آپکا کلام مقبول انام تھا اور ریاضت اور ورع سے مخصوص تھے اور حقائق اور لطائف سے موصوف تھے آپکے کل اوقات بہت اچھی طرح گذرتے تھے سکر سے پاک صحو سے پُر تھو آپ کی تصانیف طریقت مین عمدہ عمدہ ہین آپکے مرید حضرت جُنید بغدادی تھے حضرت ابوسعید خراز کے صحبت یافتہ اور پیر حرم تھے سالہا سال مکہ معظمہ مین معتکف رہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپنے حسین بن منصور حلاج کو دیکھا کہ کچھ لکھ رہے ہین آپ نے پوچھا یہ کیا ہی کہا مین کچھ لکھتا ہون تاکہ قرآن کے ساتھ مقابلہ کر دون

حضرت عمرو بن عثمانؓ نے اُنکے حق مین بد دعا کی اور اُنکو جھٹلا دیا بزرگان دین نے اسطرح پر فرمایا ہی کہ حضرت منصورؒ پر جو واقعہ کہ واقع ہوا وہ آپ ہی کی بد دعا کا اثر تھا۔ نقل ہی کہ ایک ورق گنج نامہ کا ترجمہ آپ کے مُصلّے کے نیچے رکھا تھا آپ اُٹھکر وضو کو گئے وضو کے درمیان آپ کے دل مین آیا آپ باہر آئے اور فرمایا لے گئے جب دیکھا تو فی الواقع لے گئے تھے آپنے فرمایا وہ مرد کہ وہ گنج نامہ لے گیا ہی اُسکے ہاتھ پانوں کاٹین گے اور سولی پر چڑھاوین گے اور اُسکو جلاوین گے اور اُسکی خاک ورا کو ہوا مین اُڑاوین گے وہ گنج نامہ کو چُراتا ہی اُسکو گنج کے سر تک پہونچنا چاہیے اور اُس گنج نامہ مین یہ لکھا تھا کہ اُسوقت کہ آدمؑ کی جان مینے قالب مین بھیجونگی تمام فرشتونکو فرمایا کہ سجدہ کرو سبنے سر خاک پر دھرا مگر ابلیس لعین نے کہا کہ مین سر دونگا جان ہارونگا لیکن سجدہ نہ کرونگا اور مین پسند کرتا ہون کہ مجھے لعنت کرین اور باغی اور بدکار اور ریاکار کہین حاصلِ کلام یہ ہی کہ سجدہ نکرنا تھا اور نہ کیا آخرکار حضرت آدم علیہ السلام کے سِر کو دیکھا اور اُسپر واقف ہوا اور یہی وجہ ہے ابلیس لعین کے سوا کوئی آدم علیہ السلام کے سِر پر واقف نہوا اور کسی نے ابلیس لعین کے سِر کو نہ جانا مگر آدم علیہ السلام نے۔ پس ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام کے سِر پر اطلاع پائی اس سبب سے سجدہ نکیا آخرکار دیکھا کیونکہ سِر کے دیکھنے مین مشغول تھا ابلیس لعین اسی سبب سے مردود ہوا کہ اُسکی آنکھون پر خزانہ رکھا تھا ارشاد ہوا کہ ہمنے ایک خزانہ خاک مین رکھا ہی اور شرط گنج وہ ہی کہ ایک شخص دیکھے ولیکن شرط یہ ہی کہ سر اُسکا کاٹ لین تا کہ چغلخوری نکرے ابلیس لعین نے فریاد بلند کی کہ مجھے فرصت دیجیے اور مارے جانے سے امان۔ اگرچہ مین واقف اس گنج سے ہون اور بے پرواہی کی شمشیر کو حکم ہوا کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ یعنے تحقیق تو مہلت دیے گیون سے ہی لیکن ہم تجھکو خلائق مین متہم اور بدنام کرینگے تاکہ تو جھوٹا کہلائے اور کوئی تجھکو راست گو نہ جانے اور کہین کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنے وہ شیطان ہی سچ کب بولے گا اسلیے کہ پھٹکارا ہوا ہی اور راندہ اور مردود اور بدنام وگمنام ہی حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے گنج نامہ کا یہ مضمون تھا اور تہامی کو

کتاب محبت مین درج فرمایا ہو کہ حق تعالے نے دلون کو جانون سے سات ہزار سال پہلے پیدا
کیا اور اُنکے روضے مین رکھا اور سِرّون کو جانون سے ایک ہزار برس پہلے پیدا کیا اور
وصل کے درجہ مین رکھا اور ہر روز اُنپر تین سو ساٹھ نظرین کرامت کی کین اور محبت کے کلمے
جانون کو سُنوائے اور تین سو ساٹھ لطیفے اُنس کے دلون پر ظاہر کیے اور تین سو ساٹھ بار کشف
جمال کی سِرّ پر تجلی کی آخرکار اُن سب نے مخلوق مین نظر کی اپنے سے بزرگتر کسی کو نہ دیکھا حق تعالے
نے اِسلیے اُنکا امتحان کیا سِر کو جان مین محبوس و مقید کیا جان کو دل مین قید کیا اور دل کو تن
مین رکھا پھر عقل کو اُن مین مخلوط کیا اور نبیون کو بھیجا اور اپنے احکام دیے تب تو ہر ایک اُن مین سے
اپنے اپنے مقام کا جویان ہوا حق تعالی نے اُنکو نماز کا حکم فرمایا مطابق فرمانِ خدا کے تن نماز مین
دل محبت مین مصروف ہوا جان ساتھ قربت کے پہونچی سِر وصلت سے واصل ہوا۔ نقل ہے
کہ حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے حرم کعبہ سے اہل عراق کو نامہ لکھا کہ اے جنید اے حریری اے شبلی
جانو کہ تم عزیزون اور پیرون عراق سے ہو خلائق سے جو کوئی کہ زمین حجاز اور جمال کعبہ کا مشتاق ہو
اُس سے کہدو لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اور جو کوئی کہ بساطِ قرب اور درگاہ عزت کا مشتاق
ہو اُس سے فرمادو لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَرْوَاحِ اور آخر نامے مین لکھا کہ یہ خط ہو عمرو بن عثمان کی
سے اور مرشدون اور عزیزون حجاز سے کہ یہ سب باخود ہین اور درخود ہین اور بیخود ہین اور
اگر تم سے کوئی ہو کہ ہمت بلند رکھتا ہو اُس سے کہدو کہ آئے اِس راہ مین کہ اِسمین دو ہزار آگ کے
پہاڑ ہین اور دو ہزار دریا مُغرق اور مُہلک اور اگر یہ مرتبہ نہین رکھتے ہو تو دعوی مت کرو کہ
صرف دعوی پر کچھ نہین دیتے جب نامہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پہونچا آپنے عراق کے
پیرون اور مرشدون کو جمع کیا اور وہ خط اُنکے سامنے پڑھا پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا آؤ اور کہو کہ اِن آگ کے پہاڑون سے اُنکی کیا غرض ہو سب نے کہا کہ مراد اُس سے
نیستی ہے جب تک کہ مرد دو ہزار بار نیست نہووے اور دو ہزار بار ہست نہووے وہ حضرت
جل وعلا کی درگاہ تک نہین پہونچتا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مینے اِن دو ہزار سے

سواے ایک کے کوئی نہین کیا ہے حضرت حریری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ بڑی خوش قسمت اور صاحب نصیب ہین کہ آخر کار راہ کا ایک حصہ تو طے کر لیا ہے مجھے دیکھو کہ ابھی تین قدم سے زیادہ نہین چلا ہون اُس وقت حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہای ہای کرنے لگے اور زار زار روے اور فرمایا خوش حال ہے کا کہ آپ ایک پہاڑ کو طے کر چکے ہین اور بھی آپ کہ تین قدم چلے ہین وای بر حال من کہ مینے اس راہ کی گرد بھی دور سے نہین دیکھی ہے۔ نقل ہے کہ جب عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک جوان دوست کے ملنے کو کہ جو آپ کا بڑا رفیق تھا اصفہان مین آئے اتفاق سے وہ جوان بیمار ہوگیا اور بیماری طول پکڑ گئی ایک روز ایک جماعت اُسکی بیمار پرسی کو آئی۔ جوان نے حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ قوال کو فرمایئے کہ ایک بیت پڑھے حضرت شیخ نے قوال سے ایک عربی کی بیت پڑھنے کو جسکا ترجمہ یہ ہے ارشاد کیا مین بیمار پڑا ہون کوئی میری پرسش کو نہین آتا حالانکہ مین ہمیشہ ہر ایک کی بیمار پرسی کو جایا کرتا تھا۔ جون ہی وہ شعر اُس جوان نے سُنا فی الفور اچھا ہوگیا کمزوری اور ناتوانی بالکل رفع ہوگئی اُس جوان کے باپ نے یہ معاملہ دیکھکر اس جوان کو حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور ایک بزرگون سے ہوا۔ لوگون نے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا معنے یہ ہین کہ جب بندہ کی نظر علم وحدانیت کی عظمت اور ربوبیت کے جلال پر پڑتی ہے تو دل کشادہ ہو جاتا ہے بعد اُسکے اُسکی نظر جس چیز پر پڑتی ہے وہ اُسکو نیست و نابود دکھائی دیتی ہے اور فرمایا خدا کرے تم ایسے ہوجاؤ کہ پرہیز کرو ایسی چیز مین فکر کرنے سے کہ خدای تعالی کی عظمت سے ہے یا ایسی چیز مین کہ خدای تعالے کی صفات سے ہے کیونکہ خداے تعالی مین تفکر کرنا معصیت ہے اور کفر۔ اور فرمایا وجد وہ ہے کہ حق تعالی نے خطاب کیا بندون کو روز میثاق مین اور تفرقہ وہ ہے کہ اُسکے حالات سے بیان کرے اور فرمایا کہ دوستون کے وجد کی کیفیت بیان نہین ہو سکتی کیونکہ وہ خداے تعالی کا ستر ہے نزدیک مومنون کے اور فرمایا اوّل مشاہدہ قربت ہے اور معرفت علم الیقین اور حقیقتین اُسکی۔

اور فرمایا اوّل مشاہدے سے ترقیان یقین کو حاصل ہوتی ہین و یقین کا اوّل حقیقت کا آخر ہو اور فرمایا محبت داخل ہے رضا مین اور رضا محبت سے علیحدہ نہین اسلیے کہ تو دوست نہین رکھتا مگر اُس چیز کو کہ اُس سے راضی ہووے اور راضی نہوگا جبتک کہ اُسکو دوست نرکھے گا اور فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت مین مشغول ساتھ اُس چیز کے ہووے کہ اُسوقت مین وہ اوّلی تر ہووے اور فرمایا صبر ٹھہرنا ہووے ساتھ خدای تعالی کے اور اختیار کرنا بلا کا ساتھ خوشی اور آسانی کے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ:۔

پینتالیسوان باب حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ پاکی کے جہان سے بختہ و کامل و انس کے مقام کے سوختہ و اکمل و طریقت کے محل کے صدر نشین و حقیقت کے سمندر کے غریق و آشنا و اعزاز کے عالم کے معظم و سرفراز اپنے وقت کے قطب حضرت ابو سعید خراز بزرگ شائخون سے تھے اور قدیم نیکو کارون سے اور انوار باطنی سے منور اور پرہیزگاری اور نفس کُشتی مین کامل تھے اور کرامت سے مخصوص اور حقائق اور دقائق مین اکمل اور ہر فن مین یکتا تھے اور مرید برداری مین ایک آیت تھے اور اُنکو لسان التصوف کہا ہو اور یہ لقب اس سبب سے پایا کہ اس علم مین کسی کو زبان حقیقت مثل آپکے نہ تھی اور اس علم مین چار سو کتابین تصنیف کین اور تجرید اور انقطاع مین بے مثل تھے اور اصل آپ کی بغداد سے تھی اور ذو النون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا اور حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مین رہے تھے اور طریقت مین مجتہد تھے اور اوّل اوّل بقا اور فنا کا بیان آپ ہی نے کیا اور اپنی طریقت کو ان ہی دو عبارت پر شامل کیا اور دقائق علوم مین ظاہری علما سے بعض نے آپ پر انکار کیا اور آپ کو کفر سے منسوب کیا بوجہ بعض لفظون کے کہ آپ کی تصنیفات مین دیکھے اور اس کتاب کا نام کتاب السر تھا بڑے بڑے مفتی اس کے معنی

سمجھنے سے قاصر تھی اور آپ نے اسمین منجملہ دیگر عبارت کے یہ عبارت بھی لکھی تھی کہ ان عبدًا اذا رجع الی اللہ و تعلق باللہ و سکن فی قرب اللہ قد نسی نفسہ و ما سوی اللہ فلو قلت لہ من این انت و این ترید لم یکن لہ جواب غیر اللہ یعنے جب بندہ خدا کی طرف رجوع ہوا اور تعلق پکڑا ساتھ خدا کے اور اُسکے قرب مین ساکن ہو تحقیق اپنے نفس کو اور ماسوی اللہ کو فراموش کرتا ہے اگر اس سے کہین کہ تو کہان سے ہے اور کیا چاہتا ہے اُسکو کوئی جواب اس سے خوب تر نہ معلوم ہو کہ کہے اللہ یعنے اس قوم کی صفت مین خود حق جل شانہ فرماتا ہے کہ اگر قوم مین سے کسی کو پوچھین تو کیا چاہتا ہے تو وہ کہے گا اللہ جل جلالہ اور اگر تمامی اعضا اُسکے اس مقام مین بول مین آوین تو سب سے یہی آواز بلند ہو کہ اللہ جل جلالہ کیونکہ ہر ایک عضو اسکا نور سے معمور اور حق کے جذبے سے مجذوب ہو جاتا ہے اور قرب مین اس حد کو پہونچتا ہے کہ کوئی شخص اُسکے روبرو اللہ نہین کہہ سکتا اسلیے اس سے جو لفظ اللہ صادر ہوتا ہے اصل حقیقت سے ہوتا ہے نہ اس بندے سے۔ پس ظاہر ہے کہ جو کوئی اس مقام کو نہ پہونچا ہو وہ کیونکر اُسکے سامنے لفظ اللہ کہہ سکتا ہے اور تمامی عقلا کی عقل اس مقام مین چکر مین آجاتی ہے اور فرمایا کہ مین برسون صوفیون کی صحبت مین رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان مخالفت نہ آئی اسلیے کہ مین اُنکے ساتھ بھی رہا اور اپنے ساتھ بھی اور فرمایا سب کو اختیار دیا ہے قرب اور بُعد کے درمیان۔ مینے بُعد کو اختیار کیا کیونکہ مجھے طاقت قُرب کی نہین تھی جیسا کہ لقمان نے کہا مجکو اختیار دیا درمیان حکمت اور نبوت کے مینے حکمت کو اختیار کیا کیونکہ مینے اپنے مین برداشت نبوت کے بار کی نہ دیکھی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک رات مینے خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے اور مجھ سے پوچھا کہ صدق کیا ہے مینے کہا الوفاء بالعھود اُنھون نے کہا صدقت اور پھر آسمان پر چلے گئے اور فرمایا ایک رات مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو مجکو دوست رکھتا ہے مینے کہا معاف رکھیے کہ خداوند عزوجل کی دوستی مین ایسا مشغول ہون کہ ہر طرف سے بیخبر ہون

فرمایا جسنے خدا کو دوست رکھا اُسنے مجھی کو دوست رکھا اور آپ نے فرمایا کہ مین نے ابلیس لعین کو خواب مین دیکھا۔ مینے لاٹھی اُٹھائی کہ اُسکو مارون ایک ہاتف نے آواز دی کہ وہ عصا سے نہین ڈرتا ہے بلکہ وہ اُس نور سے ڈرتا ہے کہ دل مین مومن کے ہوتا ہے مینے اُس سے کہا آ آسنے کہا مین تمھارے پاس آکر کیا کرون تمنے اُس چیز ہی کو دل سے نکال ڈالا ہے جس سے کہ مین لوگون کو فریب دیتا ہون مینے کہا وہ کیا چیز ہے کہا دُنیا بعد اِس کے واپس چلا اور پھر پلٹ کر دیکھا اور کہا مین تمھارے مین ایک لطیفہ پاتا ہون جس سے امید کرتا ہون کہ اُسکے ذریعے سے مین تم سے اپنی مُراد پاؤن مینے کہا وہ کیا ہے۔ کہا لڑکون کی مصاحبت اور فرمایا کہ مین دمشق مین تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تکیہ دیے تشریف لا رہے ہین اور مین ایک بیت پڑھتا ہوا اپنے سینے پر انگلی سے اشارہ کر رہا تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِسکی بدی اِسکی نیکی سے زیادہ ہے یعنے سماع نہ کرنا چاہیے۔ نقل ہے کہ حضرت ابوسعیدؒ کے دو بیٹے تھے ایک نے آپکے روبرو وفات پائی ایک رات آپ نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدای تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اُسنے کہا کہ مجکو اپنے ہمسایے مین اُتارا اور بزرگ کیا حضرت ابوسعیدؒ نے فرمایا اے بیٹے مجکو وصیّت کر اُسنے کہا ای باپ بد دلی سے خدای تعالی کے ساتھ معاملہ مت کرنا آپنے فرمایا اور کچھ کہو اُسنے کہا ای باپ اگر مین کہون تو آپ طاقت نہین رکھنے آپنے فرمایا مین خدای تعالےٰ سے توفیق چاہونگا کہا ای باپ اپنے اور خدای تعالےٰ کے درمیان ایک پیراہن کے سوا مت رکھنا بعد اسکے حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک زندہ رہے آپ نے دوسرا پیراہن نہ پہنا اور آپنے فرمایا کہ ایک وقت نفس نے مجکو اسیر کیا وہ کیا کہ خدای تعالی اسی کوئی چیز چاہیون ایک ہاتف نے آواز دی کہ خدای تعالی سے خدای تعالی کے سوا اور کچھ نہ مانگا چاہیے آپکا مقولہ ہے کہ مین شرماتا ہون کہ جس حال مین کہ خداوند تعالی کفیل روزی کا ہو مین دوسرے

وقت کے واسطے پنیر وغیرہ اُٹھا رکھون اور آپ نے فرمایا مَین ایک مرتبہ جنگل مین جا رہا تھا بھوک نے
مجھپر غلبہ کیا نفس نے کچھ چیز طلب کی اور کہا کہ خدای تعالی سے کچھ چیز مانگ مینے کہا یہ کام
متوکلون کا نہین ہے جب نفس ناامید ہوا تو اُسنے دوسرا مکر شروع کیا اور کہا اگر تو کھانا نہین
چاہتا ہی تو صبر کی توفیق چاہ مینے قصد کیا کہ صبر پر توفیق چاہون حق تعالی کی یاری میرے
شامل حال ہوئی مینے ایک آواز سُنی کہ یہ ہمارا دوست کہتا ہی کہ ہم اس کے نزدیک تر ہین اور
مقرب ہے کہ ہم اُس شخص کو جو ہماری طرف آتا ہی ضائع نہین کرتے تاکہ ہمسے صبر کی قوت
چاہے اور اپنی عاجزی اور کمزوری پیش کرے اور خیال کرے کہ نہ اُسنے ہمکو دیکھا ہے
اور نہ ہمنے اُسکو یعنی کھانے کی درخواست کرنے سے محجوب ہوا جاتا تھا اسلیے کہ کھانا غیر ہمارا
ہے اور صبر کی توفیق چاہنے سے بھی محجوب ہوا چاہتا تھا کہ صبر بھی غیر ہمارا ہی اور فرمایا ایک مرتبہ
مَین جنگل مین جا رہا تھا میرے پاس کچھ بھی توشہ نہ تھا دن بھر بھوکا رہا جب منزل نظر آئی
تو مَین بہت خوش ہوا کیونکہ وہان ایک چھوہارے کا باغ تھا نفس نے تسکین پائی مینے قسم
کھائی کہ اس منزل پر نہ اُترونگا ریتی ہی مین اُتر پڑا اور اُسمین چھپ رہا اتفاق سے ایک
قافلہ اُس منزل مین اُترا ہوا تھا اُنھون نے کہین مجھے دیکھ لیا میرے پاس آئے اور بہت
کہہ سنکر مجھے اپنے یہان لے گئے مینے اُنسے پوچھا کہ تمنے کیسے جانا کہ مَین یہان ہون اُنھون نے
کہا ہمنے ایک آواز سُنی کہ ایک نے خدای تعالی کے اولیاؤن مین سے اپنے آپکو ریگ کے
درمیان چھپایا ہی اُسکو پاؤ ہم اس طرف اسلیے آئے اور فرمایا میرا چند روز تک یہی
معمول رہا کہ دن رات مین ایکبار کھانا کھاتا تھا ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ جنگل مین جا رہا تھا
تین روز تک کھانے کو کچھ نہ پایا چوتھے روز مَین نہایت کمزور ہو گیا اور طبیعت عادت کے
موافق طلبگار کھانے کی ہوئی مَین ایک جگہ بیٹھ رہا ایک ہاتف نے آواز دی کہ تو ایسا سبب
چاہتا ہی کہ جس سے یہ کمزوری دور ہو جاوے یا کھانا اب اِن دو سے جو تجکو پسند ہی اُسکو اختیار کر
مینے کہا الٰہی مَین ایسا سبب چاہتا ہون فی الفور قوت و توانائی مجھمین آگئی اور مَین نے

اسی طرح بے کھائے پیے بارہ منزلین طے کین اور فرمایا مین ایکروز دریا کے کنارے جا رہا تھا مینے ایک جوان کو دیکھا گدڑی پہنے تھا اور ایک سیاہی کی دوات لٹکائے تھا مینے اپنے دل مین کہا اس جوان کی پیشانی سے روشن وظاہر ہی کہ اسکا معاملہ ایسا نہین ہے آپ فرماتے ہین کہ جب مین اُسکے چہرے کی طرف نظر کرتا تھا تو کہتا تھا کہ وہ مطلوب ہے اور جب دوات کی طرف دیکھتا تھا تو کہتا تھا طالبعلم ہے ہو پھر آپ فرماتے ہین کہ میرے دل مین آیا کہ آؤ اس سے پوچھون کہ کون ہو پھر آپ فرماتے ہین کہ مینے اس سے پوچھا ای جوان خدا کی طرف راہ کیا ہی اُسنے کہا راہین خدا کی طرف دو ہین ایک راہ خواص کی راہ ہی اور دوسری راہ عوام کی راہ ہی آپ کو خواص کی راہ سے کچھ بہرہ نہین ہے ہان عوام کی راہ یہی ہو جسپر تو چل رہا ہی اور اپنے معاملے کو حق تعالی سے واصل ہونے کا ذریعہ سمجھ رہا ہے اور دوات کو پردہ وحجاب خدا کی راہ کا خیال کر رہا ہی اور فرمایا ایک روز مین جنگل کی طرف گیا چرواہے کے دنبل پھاڑنے والے کتون نے جو مجھے دیکھا آکر مجھکو گھیر لیا مین بیٹھ گیا اور مراقبے مین ہو رہا ایک سپید کتا اُن مین تھا اُسنے اُن دوسرے کتون پر حملہ کیا اور سب کو میرے پاس سے بھگا دیا اور خود مجھ سے علیحدہ نہوا مین اُٹھا اور چلا وہ میرے ساتھ ہو لیا لیکن جب مینے دور جا کر نگاہ کی تو اُسکو نہ پایا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ ورع و پرہیزگاری کا بیان فرماتے تھے اتفاق سے عباس المہتدی کا گذر ہوا اور کہا ای ابوسعید آپ کو شرم نہین آتی کہ سایے مین دوانقی کے بیٹھا ہی اور زبیدہ کے حوض سے پانی پیتا ہے اور اُسپر یہ طرہ کہ ورع کا بیان کرتا ہے آپنے فی الفور سر جھکا لیا اور فرمایا تم سچ کہتے ہو اور آپ کا مقولہ ہے دلون کی پیدائش اُس شخص کی دوستی کے واسطے ہی جو اُنکے ساتھ نیکی کرتا ہے اور فرمایا عجب یہ ہی کہ جو کہ خداوند تعالی کو محسن نہ جانے کیونکر دل بالکل اُسکو سونپ دیگا اور فرمایا دشمنی بعضے فقیرون کی بعضون کے ساتھ حق تعالی کی غیرت سے ہوتی ہی اسی سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ آرام نہین پکڑ سکتے اور فرمایا حق تعالی اپنے اولیاؤن سے اعمال کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ وہ برگزیدہ اور مقبول اُسکے ہین جب تو پروا نہین رکھتا کہ کچھ زیان

اُسکے اور اُسکے حائل و مانع ہوا اور پسند نہین کرتا کہ انکو اُسکے سوا کسی کام مین راحت و
چین حاصل ہو آور فرمایا جب حق تعالے چاہتا ہے کہ دوست پکڑے بندے کو اپنے ذکر کا
دروازہ اُسپر کشادہ کرتا ہے پھر اُسکو فردانیت و وحدانیت کے محل مین اُتارتا ہو اور اپنی
عظمت اور جلال کو اُسپر ظاہر کرتا ہے پس جسوقت کہ اُسکی نظر اُسکے جلال اور عظمت پر
پڑتی ہو وہ اپنی خودی سے پاک ہو کر حق تعالی کی حفاظت مین ہوجاتا ہو آور فرمایا اوّل مقام
اہل معرفت کا تحیر ہے ساتھ عجز اور انکسار اور افتقار کے پھر سرور ہے ساتھ وصل و اتصال کے
پھر فنا ہو ساتھ خبرداری اور انتباہ کے پھر بقا ہو ساتھ انتظار کے اور نہین پہونچی کوئی مخلوق
اس مقام سے آگے آور اگر کوئی کہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہین پہونچے تو ہم کہین گے کہ
پہونچے لیکن حسب حوصلہ جیسا کہ سب پر حق تعالی ایکبار متجلی ہو گا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
پر ستّر بار اور ہر شخص پر اُسکے حوصلے کے موافق جیسا کہ پہلے اس سے ہمنے بیان کیا ہو ذکر حضرت
ابو تراب اور بایزید رح کے مرید کا آور فرمایا جو کہ گمان لیجاتا ہو کہ کوشش و مشقت سے واصل بحق ہو گا
آپ کو بے نہایت رنج مین ڈالتا ہے آور جسنے کہ گمان کیا کہ بغیر کوشش و مشقت حق تعالے
تک رسائی ہو گی اُسنے بھی اپنے آپ کو تمنا ئے بے نہایت مین ڈالا آور فرمایا خلق خدای تعالے
کے قبضے مین ہو اور اُسکی ملک مین ہو جسوقت کہ بندے کو حق تعالے کا مشاہدہ ہوتا ہے خدا
اور بندے کے درمیان اور بندے کے اسرار اور بندگی کے وہم کے درمیان سوای خدا کے
کچھ باقی نہین رہتا آور فرمایا اپنے وقت عزیز کو سوائے عزیز چیزون کے بدلے نہ دینا چاہیے
اور بندے کی عزیز ترین چیزون مین وہ شغل ہے کہ درمیان ماضی اور مستقبل کے ہو یعنے اپنے
وقت کو نگاہ رکھے آور فرمایا جو کہ نور فراست سے دیکھتا ہو نور حق سے دیکھتا ہو اور اُسکے
علم کا مادہ حق سے ہوتا ہے اسلیے سہو و غفلت اُسکے پاس نہین پھٹکتی بلکہ حکم حق ہوتا ہو
کہ بندے کی زبان اُس سے گویا کرتا ہے آور فرمایا حق تعالے کے بندون سے ایک قوم ہو
کہ خدا ے تعالے کے خوف نے اُنکو خاموش کر رکھا ہے اور وہ خدا سے فصاحت اور بلاغت

ے کے ساتھ گویا ہین۔ اور فرمایا جس کسی کے دل مین معرفت نے قرار پکڑا اُسکو چاہیے کہ
دونون جہان مین اُسکے سوا نہ دیکھے اور اُسکے سوا نہ سُنے اور اُسکے سوا غیر کے ساتھ
مشغول نہووے اور فرمایا فنا فنا کے بندہ سے مُراد ہے از روی بندگی اور بقا بقا کے بندہ
سے مُراد ہے از روے حضور الٰہی اور فرمایا فنا محو ہونا ہی حق مین اور بقا حضور ہی ساتھ
حق کے اور فرمایا قرب کی حقیقت پاکی دل کی ہی تمام چیزون سے اور آرام پکڑنا دل کا
حق تعالی کے ساتھ اور فرمایا جو باطن کہ خلاف ظاہر ہو باطل ہے اور فرمایا ذاکر کا ذکر تین
قسم پر ہے ایک تو وہ ذکر کہ زبان سے ہوتا ہی اور دل اُس سے غافل ہوتا ہی اور اسکو ذکر عادتی
کہتے ہین اور دوسرے وہ ذکر کہ زبان سے ہوتا ہی اور دل حاضر ہوتا ہی ایسا ذکر ثواب طلب ہے
تیسرے وہ ذکر کہ دل ذکر مین مشغول ہوتا ہی اور زبان گونگی۔ یہ ذکر ایسا ذکر ہے کہ اسکا مرتبہ
خدا کے سوا کوئی نہین جانتا اور فرمایا توحید تمام چیزون سے خالی ہو کر بالکل خدا کی طرف
رجوع کرنا ہے اور فرمایا جب تک کہ عارف نارسیدہ ہی مدد چاہتا ہے ہر چیز سے اور جب کہ
رسیدہ ہوتا ہے خدا کے فضل سے سب چیزون سے مستغنی اور بے پروا ہو جاتا ہے اور ساری
چیزین اُسکی محتاج ہو جاتی ہین اور فرمایا قرب کی حقیقت وہ ہی کہ دل مین کسی چیز کا خیال
نہ گذرے اور اگر سامنے بھی آئے تو اُسکی طرف توجہ نہو اور فرمایا علم وہ ہی کہ تجکو علم مین
لاوے اور یقین وہ ہی کہ اُٹھا لیوے تجکو اور فرمایا تصوف تمکین ہے وقت سی لوگون نے
تصوف سے پوچھا آپ نے فرمایا وہ ہی کہ اپنے خداوند سے صاف اور اُسکے انوار سے معمور اور
اُسکے اذکار سے پُرلذت رہے اور لوگون نے پوچھا تصوف سے آپ نے فرمایا کیا ہی گمان تیرا
ساتھ اُس قوم کے کہ دیتے ہین تاکہ کشایش پاوین اور منع کرتے ہین تاکہ نپاوین پھر ندا کرتے
ہین ساتھ اسرار کے کہ برگزیدہ کرے اوپر ہمارے لوگون نے پوچھا کہ عارف کو رونا بھی ہے
آپ نے فرمایا ہان جب تک کہ راہ مین ہے جب قرب کے حقائق کو پہونچا اور وصال کا ذائقہ چکھا
اُسکا رونا موقوف ہو جاتا ہے اور فرمایا عیش زاہد کا خوش نہو دی کیونکہ ساتھ اپنے مشغولی ہو

اور فرمایا خُلق عظیم وہ ہے کہ اسکو ہمت نہووے سوای خداے تعالی کے اور فرمایا توکل دل کا بھروسا کرنا ہے حق سُبحانہٗ وتعالے پر اور فرمایا توکل ایک اضطراب ہے بے سکون اور ایک سکون ہے بے اضطراب یعنی صاحب توکل کو چاہیے کہ ایا پانی مین ایسا مضطرب ہووے کہ ہرگز اسکو سکون نہووے اور قُرب کی یافت مین سکون اسکو ایسا ہووے کہ ہرگز اسکو جنبش نہووے اور فرمایا جو کہ غالب نہین آسکتا اُس چیز پر کہ اُسکے اور خداے تعالی کے درمیان ہو تقوی اور مراقبے اور کشف اور مشاہدے کو نہین پہونچ سکتا اور فرمایا عبودیت کی صفا پر مغرور نہونا چاہیے کیونکہ منقطع ہو نفس سے اور ساکن ہو ساتھ خداے تعالی کے لوگون نے کہا کیا وجہ ہے کہ حق توانگرون کا درویشون کو نہین پہونچتا ہو آپنے فرمایا تین وجہ ہین ایک وہ کہ مال اُنکا حلال نہین دوسرے مال کے موافق اُنکا عمل نہین تیسرے یہ کہ درویشون نے قناعت کو اختیار کیا ہے والسّلام علے خیر الانام ⸎

چھیالیسوان باب حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ وحدت کے مجذوب وہ عزت کے مسلوب قبلۂ انوار وہ نقطۂ اسرار وہ اپنے آپ کو ہلاک کیے ہوئے درد اور دوری سے وہ لطیفِ عالم حضرت ابوالحسن نوری یکتاے زمانہ اور پیشواے وقت اور ظریف اہل تصوف تھے اور شریف اہل محبت اور ریاضات غریب اور معاملات پسندیدہ اور نکات عالی اور رموزات عجیب اور نظر صحیح اور فراست صادق اور عشق کامل اور شوق بے نہایت رکھتے تھے اور مشائخ آپ کی مشیخت پر متفق تھے اور آپ کو امیر القلوب کہتے تھے اور قمر الصوفیہ کہکر پکارتے تھے آپ مرید حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ تھے اور طریقت مین مجتہد اور صاحب مذہب تھے اور علما اور مشائخ کے صاحب صدر تھے آپ طریقت مین براہین قاطع اور دلائل ساطع رکھتے تھے اور قاعدہ

آپ کے مذہب کا یہ تھا کہ آپ تصوف کو فقر پر فضیلت دیتے تھے اور آپ کا معاملہ حضرت جنید
رحمۃ اللہ علیہ کے موافق تھا اور آپ کی طریقت کی روشوں سے ایک عمدہ روش یہ ہے
کہ صحبت بے ایثار کو حرام جانے اور مصاحبت میں مصاحب کا حق اپنے حق پر اختیار کرے
اور کہے صحبت درویشوں کے ساتھ فریضہ ہے اور گوشہ نشینی ناپسندیدہ اور ایثار صاحب
صاحب مکرر پر بھی فریضہ کہے اور آپ کو نوری اس وجہ سے کہتے تھے کہ جب آپ اندھیری رات میں
کلام فرماتے ایک ایسا نور آپ کے دہن مبارک سے باہر آتا کہ گھر روشن ہو جاتا اور بھی اس وجہ سے
نوری کہا ہے کہ آپ اپنی فراست کے نور سے اسرار باطن سے خبر دیتے تھے اور اس وجہ سے بھی کہا ہے
کہ آپ کا عبادت خانہ بیابان میں تھا کہ رات بھر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگ وہاں
زیارت کو جاتے تھے رات میں ایک نور دیکھتے کہ چمک رہا ہے اور آپ کے عبادت خانے پر ستارہ ہے
اور ابو احمد مغازلی نے کہا ہے کہ میں نے کسی شخص کو نوری کے برابر عبادت کرتے نہیں دیکھا لوگوں
نے کہا حضرت جنید کو انھوں نے کہا نہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو اور نہ اور کسی کو اور آغاز میں
آپ کا یہ حال تھا کہ ہر روز علی الصباح گھر سے روٹیاں لیکر باہر تشریف لاتے کہ دکان کو جاتا ہوں
روٹیاں خیرات کرتے اور مسجد میں جاتے اور ظہر کے وقت تک نماز میں مشغول رہتے پھر دکان پر آتے
گھر کے لوگ جانتے کہ آپ جو روٹی لے گئے تھے دکان پر کھائی ہے اسی طرح سے آپ نے بیس
برس تک کیا اور کوئی آپ کے احوال پر مطلع نہوا نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے برسوں
مجاہدہ کیا ہے اور گویا کہ آپ کو قید خانے میں رکھا ہے اور لوگوں سے ملنا جلنا بالکل ترک کیا ہے
اور بڑی بڑی ریاضتیں کھینچی ہیں لیکن راہ مجھپر گشادہ ہوئی پھر میں نے اپنے دل میں کہا اب
ایسا کار کرنا چاہیے جس میں کشایش کار ہو یا تو غرق ہی ہو جاؤں یا نجات ہی پا جاؤں
یہ سوچ کر میں نے کہا ہے تن تو نے برسوں اپنی مراد کے موافق کھایا اور دیکھا اور کہا اور سُنا اور گیا
اور آیا اور سویا اور اٹھا اور عیش کیا اور مزے اڑائے اور سچ پوچھیے تو یہ سب مجھپر تاوان
و ڈنڈ ہے اب تو کنوئیں کی طرف چل تاکہ میں تجھکو اسمیں قید کروں اور حق تعالے کے

حقوق کا پٹہ تیری گردن میں ڈالوں اگر تو اُسپر برابر رہے گا تو صاحب دولت ہوجائیگا اور
ضرور ہے کہ تو حق تعالےٰ کی راہ میں واصل ہوگا ورنہ ہلاک ہی ہو جائیگا پھر میں نے چالیس
برس تک ایسا ہی کیا میں نے سن رکھا تھا کہ اس جماعت کے دل نازک ہوتے ہیں کہ جو کچھ کہ وہ دیکھتے
ہیں اور سنتے ہیں اُسکے اسرار پر واقف ہوجاتے ہیں لیکن میں نے اپنے میں اس سے کچھ بھی نہ دیکھا
میں نے کہا قول انبیا علیہم السلام اور اولیا رحمہم اللہ تعالےٰ کا برحق و سچا ہے بیشک ریاضت میں میری
ریا ہے اور نمائش بھری ہی اور یہ قصور میرا ہی اور بالیقین وہاں خلاف کو راہ نہیں ہے۔
پھر میں نے کہا کہ اب اپنے ظاہر و باطن پر نظر ڈالوں اور غور کروں کہ کیا علت مجھ میں ہی بالآخر
نہایت غور کے بعد سراغ لگا کہ نفس میرے دل کے ساتھ ایک ہوگیا تھا اور جب نفس دل کے ساتھ
گٹھ جاتا ہے تو یہ بلا و آفت نازل ہوتی ہی کہ جو کچھ دل میں آتا ہی نفس اپنا حصہ اُس سے
اڑا لیتا ہے اور غور کرنے سے یہ بھی کھل گیا کہ جو کچھ کہ دل حق تعالیٰ کی درگاہ سے حظ و بہرہ
پاتا رہا نفس دل سے اپنا حصہ لیتا رہا اور مزے اڑاتا رہا اور کسی طرح کی کمزوری و ناتوانی نے
اس میں سرایت نہ کی۔ جب کہ یہ بھید معلوم ہوگیا تو پھر میں نے یہ تدبیر کی کہ نفس میرا جس چیز سے
کہ آسودہ ہوتا تھا میں نے اسکو بالکل ترک کیا اور اُسکے خلاف کرنا شروع کیا مثلاً اگر اُسکو ساتھ نماز
اور روزے کے اُنس ہوتا یا ساتھ صدقہ یا ساتھ خلوت یا ساتھ جلوت کے۔ میں ان سب کو
ترک کرتا اور سب تعلقوں کو قطع کرتا پھر تو اسرار مجھ میں ظاہر ہونے لگے پس نفس سے میں نے پوچھا
تو کون ہی اُسنے کہا نامراد اور کہا کہ اب تو اپنے مریدوں سے کہدے کہ میرا ٹھکانا نامرادی کی جگہ ہے
پھر میں دجلے پر گیا اور دو ڈونگوں کے درمیان کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ نہ جاؤنگا جب تک کہ مچھلی میرے
کانٹے میں نہ لگے گی جب لگ گئی تو میں نے کھینچی اور میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر کیا کہ میرا کام بن گیا اُسیوقت
میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اُنسے کہا کہ مجھے ایسی کشایش و فتوح حاصل ہوئی ہی
حضرت جنیدؒ نے فرمایا اے ابوالحسن اگر بجائے ماہی کے مار تیرا شکار ہوتا تو تیری کرامت ہوتی۔
لیکن جب تو درمیان میں ہی فریب ہے نہ کرامت۔ کرامت وہ ہوتی کہ تو درمیان میں نہ ہوتا

سبحان اللہ وہ آزاد لوگ کیا مردِ راہِ خدا تھے۔ نقل ہے کہ جب غلام خلیل اس جماعت کی دشمنی پر آمادہ ہوا اور ہر ایک کے ساتھ خاص خاص طرح سے خصومت ظاہر کی اور خلیفہ کے پاس جا کر کہا کہ ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے کہ گیت گاتی ہے اور ناچتی ہے اور کفر بکتی ہے دن بھر یہی حال رکھتی ہے اور اپنے گیتوں میں کنایے اور اشاروں کے طور پر باتیں کہتی ہے میرے نزدیک یہ قوم زندیق و بے دین ہے۔ اگر امیرالمؤمنین انکو قتل کا حکم دیویں تو مذہب زنادقہ نیست و نابود ہو جاوے کیونکہ یہ جماعت تمامی کی سردار ہے اور یہ اگر نیک کام خلیفہ کے ہاتھ سے ہو تو میں اسکا ضامن ہوں کہ روز قیامت کو ایک بڑا ثواب خلیفہ کو حاصل ہوگا خلیفہ نے حکم دیا کہ ان سب کو حاضر کرو ملازم خلیفہ کے حضرت ابو حمزہؒ اور رقامؒ اور شبلیؒ اور نوریؒ اور جنیدؒ اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت غرض یہ ہے کہ سب کو خلیفہ کے روبرو لے گئے پس خلیفہ نے حکم دیا کہ ان سب کو قتل کرو۔ اول جلاد نے حضرت رقام رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ جھٹ لپک کر حضرت رقامؒ کی جگہ جا بیٹھے ہنسی خوشی اور مسکراتے ہوئے تمام ارکین سلطنت اس بات سے عجب میں آئے اور کہنے لگے اے جوان تلوار ایسی چیز نہیں ہے کہ اسپر جلدبازی کریں اور ابھی تیری باری نہیں ہے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری طریقت ایثار پر ہے اور دنیا میں سب سے عزیز ترین چیز زندگانی ہے میں چاہتا ہوں کہ ان چند سانسوں کو ان بھائیوں کے کام میں کردوں تاکہ میں نے عمر کو بھی ایثار کیا ہو حالانکہ ایک نفس دنیا میں میرے نزدیک آخرت کے ہزار سال سے دوست تر ہے اسلیے کہ یہ سرائے خدمت ہے اور وہ سرائے قربت اور قربت خدمت سے حاصل ہوتی ہے خلیفہ نے حضرت نوریؒ کے اس انصاف اور اس قدم صدق سے متعجب ہو کر حکم دیا کہ توقف کرو اور قاضی کی طرف رجوع کرو اور قاضی کو حکم دیا کہ انکے کام میں نظر کرے قاضی نے کہا کہ بغیر کسی دلیل و حجت کے انکو منع نہیں کر سکتے اور قاضی جانتا تھا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ علوم میں کامل ہیں اور حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سن ہی چکا تھا اپنے دل میں کہا کہ اس دیوانہ مزاج یعنے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی ایسا مسئلہ فقہ کا پوچھوں کہ جسکا یہ جواب دے سکے پوچھا کہ بیس دینار پر کیا زکوٰۃ دینا چاہیے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساڑھے بیس دینار

دینا چاہیے قاضی نے کہا یہ کس نے کیا ہے فرمایا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہو کہ چالیس ہزار دینار دیدیے اور کچھ بھی اٹھا نہ رکھا قاضی نے کہا کہ یہ آدھا دینار کیسا ہے کہ آپ نے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ تاوان ڈھونڈا کہ ان بیس دیناروں کو کیوں جمع کیا کہ آدھا دینار اور اسکو دینا پڑا پھر حضرت نوری سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے فی الفور جواب دیا قاضی شرمندہ ہوا اسوقت حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے قاضی تو نے یہ سب پوچھا لیکن ابھی کچھ نہ پوچھا کہ خدای تعالے کے ایسے مرد ہیں کہ سب کا قیام اسی پر ہے اور سب کی حرکت اور سکون اسی پر ہے اور سب زندہ اسی سے ہیں اور بولنا اور خاموش ہونا سب کا اسی سے ہو اور حرکت پانے والے اسی کے مشاہدے سے ہیں اگر ایکدم حق تعالے کے مشاہدے سے باز رہیں انکی جان نکل جائے اسی سے سوتے ہیں اور اسی سے کھاتے ہیں اور جس چیز کی حاجت ہو اسی سے مانگتے ہیں اور اسی سے دیکھتے ہیں اور اسی سے سنتے ہیں اور اسی کے پاس موجود رہتے ہیں اگر علم ہے تو یہ ہے نہ یہ کہ تو نے پوچھا قاضی آپ کی بات سے متحیر ہو گیا خلیفہ سے کہا کہ اگر یہ لوگ زندیق اور ملحد ہیں تو مین فتوی دیتا ہوں کہ روے زمین پر موحد نہیں ہیں پھر خلیفہ نے سب کو اپنے پاس بلایا اور بہت کچھ مہربانی فرمائی اور کہا جو کچھ مانگنا ہو مانگو سب نے کہا ہماری حاجت اور آرزو یہی ہے کہ ہم سب کو آپ اپنے دل سے فراموش کر دیوین یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور نہ یہ کہ اپنے رد سے مہجور کریں کیونکہ ہمارے واسطے آپ کی جدائی آپکے قبول کے مثل ہے اور آپ کا قبول آپکے رد کے مثل ہے خلیفہ بہت رویا اور سب کو بڑی عزت اور حرمت سے رخصت کیا۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز میں اپنی ڈاڑھی کے ساتھ کھیل کر رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو حق تعالے کی ڈاڑھی سے باز رکھ یہ بات خلیفہ کو پہونچائی تمام فقیہوں نے اتفاق کیا کہ وہ اس بات سے کافر ہو گیا اسکو قتل کرنا چاہیے پس آپ کو خلیفہ کے آگے لے گئے خلیفہ نے پوچھا یہ بات آپ نے کہی آپ نے فرمایا ہان کہا کیون آپ نے فرمایا بندہ کسکی ملک ہے کہا خدا کی ملک ہے کہا پھر بتایئے کہ بندے کی ڈاڑھی کسکی ملک ہوئی کہا اس شخص کی ملک ہے

اگر بندہ جسکی ملاقات سے پس خلیفہ نے کہا الحمد للہ کہ ہمکو خدای تعالیٰ نے اُسکے قتل کرنے سے بچایا
حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چالیس برس ہوئے کہ میرے نفس اور دل کے درمیان
جُدائی کی سبب کہ اس چالیس برس مین کوئی آرزو نفس کی اور مجھکو کسی شہوت کی طرف نہ لے گیا
اور کچھ میرے دل مین نہ آیا اور بہت اُسوقت ہوا کہ مینے خدای تعالیٰ کو پہچانا اور فرمایا کہ مینے
غیب مین چمکتا ہوا نور دیکھا ہمیشہ اُسکی طرف دیکھتا رہا یہانتک کہ مین تمامی وہ نور ہوگیا
اور فرمایا کہ ایک مرتبہ مینے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھکو حالت دائمی عطا فرمائے ایک
ہاتف نے آواز دی کہ ای ابوالحسن دائمی پر صبر نہو سکیگا سوای دائم کے۔ نقل ہے کہ ایک روز
حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے
فریادرسی کے لیے اپنے آپ کو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے آگے خاک پر ڈالا اور کہا کہ ایک معاملہ
سخت درپیش ہوا ہے اور طاقت میری طاق ہوگئی ہے تیس برس ہوتے ہین کہ یہ معاملہ ہو رہا ہے کہ جب
وہ ظاہر ہوتا ہے تو مین گم ہو جاتا ہون اور جب مین ظاہر ہوتا ہون تو وہ گم ہو جاتا ہے اور اُسکا
حضور میری غیبت مین ہے بہت کچھ زاری کرتا ہون لیکن وہ یہی کہتا ہے کہ یا تو مین ہی رہونگا
یا تو ہی۔ حضرت جنیدؒ نے اصحاب سے فرمایا دیکھو ایسے شخص کو کہ دردمند اور آزمودہ اور متحیر
حق تعالیٰ کا ہے پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ای نوری ایسا رہنا چاہیے کہ خواہ ظاہر ہو
خواہ باطن تو نہ رہے بلکہ تمام وہی وہ رہے۔ نقل ہے کہ ایک جماعت نے حضرت جنید
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر خبر دی کہ تین رات دن گذر گئے ہین کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ
ایک پتھر پر بیٹھے ہین اور اللہ اللہ کہہ رہے ہین نہ کچھ کھایا ہے نہ کچھ پیا ہے اور نہ سوئے ہین
ہان البتہ نماز کے وقت نماز ادا کرتے ہین حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے کہا وہ
ہوشیار ہے فانی نہین ہے اسلیے کہ نماز کے وقتون کو جانتا ہے اور اُنکے آداب بجا لاتا ہے
بس یہ تکلیف ہے نہ فنا کیونکہ فانی کو کسی چیز کی خبر نہین رہتی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا اس طرح نہین ہے کہ تم کہتے ہو کیونکہ وہ وجد مین ہے اور جو لوگ کہ وجد مین ہوتے ہین

محفوظ ہوتے ہین پس خدا انکو نگاہ رکھتا ہے اس لیے کہ وقت خدمت کے خدمت سے محروم
رہین پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور فرمایا اے
ابو الحسن اگر آپ جانتے ہو کہ اسکو خروش پسند ہے اور اس مین فائدہ ہے تو مین بھی خروش
مین آؤن اور اگر آپ جانتے ہین کہ رضا بہتر ہے تو اسپر راضی ہو جیے تاکہ آپ کا دل
خروش سے فارغ ہو حضرت نوریؒ خروش سے باز رہے اور فرمایا کہ آپ میرے بڑے نیک
استاد ہین۔ نقل ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز وعظ فرما رہے تھے حضرت نوریؒ
تشریف لے گئے اور ایک کنارے کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیک یا ابا بکر حضرت شبلیؒ
نے فرمایا وعلیک السلام یا امیر القلوب آپنے فرمایا کہ حق تعالی راضی نہین ہوتا ایسے عالم سے
کہ جسکا علم کے موافق عمل نہو یعنے ایسا ہی ہونا چاہیے کہ کہتا ہو اگر آپ کا عمل موافق گفتار کے
ہے تو خیر ورنہ منبر سے اتر آیے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے غور کیا آپ کو بالکل ٹھیک نہ پایا
اتر آئے اور چار مہینے تک گھر مین بیٹھے رہے اور باہر نہ نکلے بعد اسکے لوگ جمع ہوئے اور
آپ کو باہر لائے اور منبر پر بٹھایا حضرت نوریؒ نے خبر پائی تشریف لے گئے اور فرمایا یا ابا بکر
آپنے اپنے آپ کو لوگون سے چھپایا اسلیے انھون نے آپ کو منبر پر بٹھایا اور مین نے
انکو نصیحت کی مجھے پتھرون سے مار مار کر نکالا اور گھورون مین ڈال ڈال دیا حضرت
شبلیؒ نے فرمایا یا امیر القلوب آپ کی نصیحت کیا تھی اور میرا پوشیدہ ہونا کیا تھا آپنے
فرمایا میری نصیحت وہ تھی کہ مینے خدای تعالی کی خلق کو خداے تعالی سے چھڑایا اور آپ کا
پوشیدہ ہونا یہ تھا کہ تو حجاب ہوا درمیان خلق کے اور خدای تعالی کے۔ اور آپ کون ہین
کہ درمیان خداے تعالے اور اسکی خلق کے واسطہ ہون پس مین نہین دیکھتا ہون آپ کا
کام سواے فضول کے اور کچھ۔ نقل ہے کہ ایک جوان پا برہنہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ
کی زیارت کے واسطے اصفہان سے روانہ ہوا حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک
مرید کو حکم دیا کہ ایک فرسنگ راہ کو جھاڑ دیکر جھاڑ ڈال کیونکہ ہمارا ایک معتقد پا برہنہ آرہا ہے

گویا کہ آپ کو اسکے آنے کا کشف ہو گیا تھا جب وہ جوان راوے پہونچا لوگون نے پوچھا کہ کہان سے آئے ہو آپنے کہا اصفہان سے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وہ بادشاہ کہ اصفہان مین ہے ایک محل ہزار دینار کی لاگت کا طیار کراتا اور ایک کنیزک ہزار دینار کی خریدتا اور دوسرے اسباب اور لوازمات کے ساتھ تجکو دیتا تو تو اس طلب کے مقابلہ مین قبول کرتا یا نہین اور ایسا ہی ہوا تھا کہ اصفہان کا بادشاہ جیسا کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کرامت سے فرمایا اس جوان کو دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ محل اور کنیزک اور زر و نقد لے اور اس طلب سے باز رہ لیکن اس جوان نے نہ منظور کیا تھا اور آیا تھا اب جبکہ جوان نے اپنی تمامی کیفیت آپ کی زبان مبارک سے سُنی بیقرار ہو گیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ مجھے مت مارئیے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اٹھارہ ہزار عالم کو ایک طباق پر رکھکر مُرید کے آگے دھرین اگر وہ اسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی دیکھے تو اسکو پھر زیبا نہین دیتا کہ خدای تعالی کا ذکر کرے۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے پاس بیٹھے تھے اور دونون زار زار رو رہے تھے جب وہ شخص چلا گیا تو آپنے اپنے یارون کی طرف مُنھ کرکے کہا تم جانتے ہو وہ کون تھا اُنھون نے کہا نہین آپنے فرمایا ابلیس لعین تھا کہ اپنی خدمتون کا ذکر کرتا تھا اور فراق و جُدائی کے درد سے اسطرح روتا تھا کہ مین بھی اُسکے ساتھ روتا تھا حضرت جعفر خدری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک روز حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ خلوت مین تھے اور مناجات کر رہے تھے مین کان لگائے تھا کہ کیا کہتے ہین آپ کہہ رہے تھے اے بار خدا آپ دوزخیون پر عذاب کرینگے حالانکہ سب آپکے علم اور قدرت اور ارادت قدیم کے پیدا کیے ہوئے ہین اور بیشک آپ دوزخ کو لوگون سے پُر کرینگے حالانکہ آپ قادر ہین اسپر کہ دوزخ کو مجھ سے پُر کر دیوین اور اُن سب کو بہشت مین داخل فرما دیوین حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین یہ باتین سُنکر متحیر و حیران رہ گیا پھر مینے اُسی رات کو خواب مین دیکھا کہ کوئی آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ حق تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ ابوالحسن سے کہدے کہ ہمنے تجکو اُس تعظیم اور شفقت کے سبب کہ تجکو ساتھ خلق کے ہے بخشدیا۔

نقل ہے کہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک طواف گاہ کو خالی پایا
میں طواف کر رہا تھا جب کہ میں حجر الاسود کے قریب پہونچتا تھا یہ دعا کرتا تھا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ
حَالًا وَّ صِفَۃً لَّا اَتَغَیَّرُ مِنْہُ یعنے خدایا مجھے ایسی صفت اور حالت عطا کر کہ اس سے آخر حال تک
نہ پھروں ناگاہ میں نے کعبے کے درمیان سے ایک آواز سُنی کہ یا ابا الحسن تو چاہتا ہے کہ ہمارے
ساتھ برابری کرے وہ ہم ہی ہیں کہ اپنی صفات کو نہیں بدلتے لیکن بندوں کو بدلنے والا
رکھتے ہیں تاکہ ربوبیت عبودیت سے ظاہر ہو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک روز
حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا میں نے آپ کو دیکھا کہ مراقبے میں محو ہیں ایسے کہ آپ کے
بدن کے رونگٹے تک حرکت نہیں کرتے تھے میں نے کہا آپ نے ایسا خوب مراقبہ کس سے سیکھا ہے
آپ نے فرمایا بلی سے کہ چوہے کے بل پر تھی اور مجھ سے بہت درجہ ساکن زیادہ تھی نقل ہے
کہ ایک رات اہل قادسیہ نے ایک آواز سُنی کہ ایک ولی اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے اس بیابان
میں ہے اور وہاں درندے اور گزندے ہیں اسکو پاؤ تمامی باہر آئے اور درندوں کے
جنگل میں گئے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک قبر کے اندر آپ بیٹھے تھے اُن لوگوں نے
بہت کچھ کہا سُنا اور آپ کو اپنے ہمراہ شہر میں لائے پھر آپ سے پوچھا کہ یہ کیا حال تھا آپ نے فرمایا
میں چند روز سے بیابان میں تھا میں نے کچھ کھانا نہ پایا جب شہر کے قریب پہونچا اور میں نے کھجور کا
باغ دیکھا تو نفس نے بہت خوشی منائی اور مجھ سے کھجوروں کی درخواست کی میں نے کہا تجھے ابھی
کچھ آرزو باقی ہے اب میں تجھکو اس جنگل میں اُتاروں تاکہ شیر تجھکو پھاڑ ڈالیں۔ نقل ہے
کہ ایک روز آپ غسل فرما رہے تھے ایک چور آیا اور آپ کے کپڑے اٹھا کر لے گیا آپ ابھی پانی سے
باہر نہیں آئے تھے کہ چور واپس آیا اُسکے ہاتھ سوکھ گئے تھے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا الٰہی جب میرے کپڑے واپس لے آیا آپ بھی اُسکے ہاتھ اچھے کر دیجیے فی الفور اسکے ہاتھ
اچھے ہو گئے۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ آپ کے ساتھ کیا
معاملہ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں حمام میں جاتا ہوں میرے کپڑوں کی نگہبانی کرتا ہے

لوگوں نے کہا کیونکر آپ نے فرمایا ایک روز میں حمام میں گیا ایک شخص آکر میرے کپڑے اٹھا لے گیا میں نے کہا خدایا کپڑے میرے مجھے دے فی الفور وہ شخص آیا اور میرے کپڑے مجھکو واپس دیے اور معذرت کی۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ بغداد کے کھجوروں کے بازار میں آگ لگی بہت لوگ جل گئے دو غلام بچے رومی بہت خوبصورت صاحب جمال تھے آگ نے انکو بھی گھیرا انکا آسی دور سے فریاد کرتا تھا اور غلاموں کا خواجہ کہہ رہا تھا جو کہ میرے ان دونوں غلاموں کو اس آگ کے درمیان سے باہر نکالے گا میں اسکو دو ہزار دینار مغربی دونگا لیکن کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ اسکے پاس بھی پھٹک سکے ناگاہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ وہاں جا نکلے اور وہ واقعہ مشاہدہ کیا کہ آپ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس آگ کے اندر قدم رکھا اور ان دونوں غلاموں کو باہر سلامت نکال لائے غلاموں کے خواجہ نے دو ہزار دینار حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو پیش کیے آپ نے فرمایا انکو اٹھا لے اور اپنے خداوند تعالیٰ کا شکر کر جسنے یہ منزلت اور مرتبت نہ لینے کی وجہ سے ہمکو عطا کی ہے کیونکہ ہمنے دنیا کو آخرت سے بدلا ہے۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خادمہ زیتونہ نام تھی وہ خادمہ بیان کرتی ہے کہ میں ایک روز روٹی اور دودھ آپکے آگے لے گئی تاکہ آپ نوش فرماویں دیکھتی کیا ہوں کہ آپ آگ کا انگارا ہاتھوں میں لیے مل رہے ہیں اور آپکے ہاتھ کی انگلیاں کالی ہیں آپ اسی طرح کالی انگلیوں سے روٹی کھانے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑا بدسلیقہ شخص ہے کہ کالی انگلیوں سے روٹی کھاتا ہے اور نہیں دھوتا ہے فی الفور ایک شخص آیا اور اس خادمہ کو گرفتار کرکے کہنے لگا کہ تو جامہ چرا کرکے آئی ہو اور اسکو کوتوال کے پاس لیجانے لگا حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا اسکو مت مارو کہ جامہ ابھی لاتے ہیں اتنے میں ایک شخص آیا اور وہ جامہ لایا حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیتونہ سے فرمایا پھر کہے گی کہ کیا بدسلیقہ آدمی ہو کہ بے ہاتھ دھوئے کھانا کھاتا ہے خادمہ نے کہا کہ میں نے توبہ کی۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کو دیکھا کہ اسکا بوجھ بڑا تھا اور گدھا اسکا مر گیا تھا اور وہ شخص نہایت

حیران تھا اور زار زار رو رہا تھا حضرت نوری نے اس گدھے کے ایک ٹھوکر مار کر کہا کہ تجھے
کیا موقع سونے کا ہی فی الفور وہ گدھا اٹھ کھڑا ہوا اس شخص نے بوجھ اسپر لادا اور اپنی
راہ لی۔ نقل ہے کہ حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی
بیمار پرسی کو آئے اور پھول اور میوے لائے بعد اسکے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے
حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ مع اصحاب کے انکی بیمار پرسی کو گئے جب پہونچے تو آپ نے اپنے
اصحاب سے فرمایا کہ یارو ہر ایک تم سے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری سے ذرا ذرا سا حصہ
بانٹ لیوے سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ بانٹ لیا حضرت جنید اسی دم اچھے ہوگئے حضرت
نوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جب کسی کی بیمار پرسی کو جائے تو
اسطرح جائے نہ اسطرح کہ پھول اور میوہ لیجاؤ اور حضرت نوری نے فرمایا کہ مینے ایک ضعیف بوڑھے کو
دیکھا کہ اسکو کوڑے سے مار رہے تھے اور وہ کچھ غل و شور نہیں کرتا تھا اور صبر کے ساتھ خاموش
تھا جب اسکو قیدخانے بھیجا تو مین اسکے پیچھے پیچھے گیا اور مینے کہا ای بوڑھے تو ایسا تو ضعیف و
ناتوان ہی لیکن تعجب ہے کہ تو نے صبر کیونکر کیا اسنے کہا ای فرزند ہمت سے بلا کی برداشت کر سکتے
ہین نہ تن سے۔ مینے کہا تیرے نزدیک صبر کیا ہی اسنے کہا یہ ہی کہ بلا و آفت مین مبتلا ہونے کو
ایسا سمجھے جیسا کہ بلا سے نجات پانے کو سمجھتا ہی لوگون نے پوچھا کہ معرفت کا راستہ کیا ہی آپ نے
فرمایا سات سمندر آگ اور نور کے ہین جب کہ ان ساتون کے پار جاتا ہی اسوقت معرفت کا لقمہ
ہوتا ہی اور علم اولین اور آخرین اسپر منکشف ہوجاتا ہی نقل ہے کہ ایک روز حضرت ابوحمزہ قرب
کا بیان فرما رہے تھے حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سے فرمایا کہ ابوحمزہ
سے کہدو کہ نوری سلام کے بعد کہتا ہی کہ قرب کا قرب کہ جسمین کہ ہم لوگ ہین بعد کا بعد ہی لوگون نے
عبودیت سے سوال کیا آپ نے فرمایا مشاہدہ ربوبیت ہی پوچھا کہ آدمی خلق کو نصیحت کرنے کا مستحق کب
ہوتا ہی آپ نے فرمایا اسوقت کہ خدای تعالی کو پہچان جاوے اور اسکو وہ توفیق حاصل ہو کہ خدا کی
مخلوق کو وہ سمجھا سکے اور اگر خود ہی خدا کو نہ پہچانا اور نہ سمجھا تو اسکی بلا حق تعالے لا کے

شہروں اور بستیوں میں دریا کی تمام کی طرح پھیلتی ہے لوگوں نے اشارت سے سوال کیا آپ نے فرمایا
اشارت بیان کرتا ہے اور بیانا اس شارت کا حق سے استغراق اسرار ہے ساتھ صدق کے
سوال کیا وجد سے آپ نے فرمایا خدا کی قسم زبان اسکی حقیقت کی تعریف سے رُدی گئی ہو اور ادب
کی بلاغت اسکے جواہر کے وصف سے گونگی ہی کیونکہ وجد ایک بہت بڑا کار ہے اور کوئی دردلا علاج
زیادہ وجد کے علاج سے نہیں ہے اور فرمایا وجد ایک شعلہ ہی کہ سر میں بھڑکتا ہی اور شوق سے ظاہر
ہوتا ہی کہ کل اعضا حرکت میں آتے ہیں خوشی سے یا غم سے۔ پوچھا دلیل کیا ہی اور پر خدای تعالے
کے آپ نے فرمایا خدای تعالےٰ ہی۔ لوگوں نے کہا پس حال عقل کا کیا ہی آپ نے فرمایا عقل نہایت
عاجز ہے اور عاجز دلالت نہیں کرسکتا مگر اس عاجز پر کہ مثل اسکے ہووے اور فرمایا راہ
مسلمانی خلق پر بند ہے جب تک سر اوپر خط فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
نہ رکھیں ہرگز کشادہ نہووے اور فرمایا صوفی وہ قوم ہی کہ انکی جان بشریت کی کدورت سے
آزاد ہوئی ہے اور نفس کی آفت سے صاف ہوئی ہی اور ہوا سے نجات پائی ہی تب صف اوّل
اور درجۂ اعلیٰ میں حق کے ساتھ آرام وراحت حاصل کیے ہیں اور اسکے غیر سے بھاگی ہوئے
ہیں نہ مالک رہے ہیں نہ مملوک اور فرمایا صوفی وہ ہی کہ کوئی چیز اسکی قید میں نہووے
اور وہ کسی چیز کی قید میں نہووے اور فرمایا تصوف نہ رسوم ہی نہ علوم لیکن اخلاقی ہی
یعنے اگر رسم ہوتا تو مجاہدے سے ہاتھ آتا اور اگر علم ہوتا تو تعلیم سے حاصل ہوتا بلکہ اخلاقی ہے
تخلقوا باخلاق اللہ اور حق تعالی کے خلق پر متصرف ہونا نہ رسوم پر منحصر ہے اور نہ علوم پر
اور فرمایا تصوف آزادی ہے اور جوانمردی اور چھوڑنا تکلف کا اور فرمایا تصوف تمامی
نفس کے حصوں اور نصیبوں کا ترک کرنا ہی حق تعالی کے نصیب کے واسطے اور فرمایا تصوف
دنیا کی دشمنی اور مولی کی دوستی ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک اندھا شخص اللہ اللہ کہہ رہا تھا
حضرت نوری رحمۃ اللہ علیہ اسکے پاس گئے اور فرمایا تو اسکو کیا جانے اور اگر جانتا ہے تو
زندہ کیونکر ہے یہ کہکر بیہوش ہوکر گرپڑے پھر اٹھکر جنگل کو چلدیے چلتے چلتے ایک بانس کے

تن میں ہو نیچے بھرنے لگے وہ بانس آپ کے پاؤں میں چبھتے تھے اور آپ کے پہلو میں گڑتے تھے
خون بہتا تھا ہر قطرہ خون کا کہ بانس کی نیتی پر ٹپکتا تھا نقش اللہ ظاہر ہوتا تھا حضرت
ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کو گھر میں لائے تو کہا کہ کہو لا الٰہ الا اللہ
آپ نے فرمایا آخر وہیں تو جا رہا ہوں بس اسی دم وفات فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون
حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب سے نوری نے وفات کی کسی شخص نے حقیقت میں
سخن صدق نہ کہا کیونکہ صدیق زمانہ وہ تھے رحمۃ اللہ علیہ۔

بینتالیسواں باب حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں

وہ حافظ اسرار طریقت وہ ناظر انوار حقیقت وہ عبودیت کے آستانے کے ادب یافتہ وہ ربوبیت کے جذبے کے
جگر سوختہ وہ مرید اور پیری میں سبق بردہ قطب وقت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بزرگ
شائخوں سے تھے اور اہل تصوف کے معتبر وں کے تھے اور بلند قدر رکھنے والے اور عالی حوصلہ تھے اصحاب
کے مقبول و انواع کرامات اور ریاضات سے مخصوص تھے اور بڑی عظمت اور شوکت والے تھے اور
اشارات بلند رکھتے تھے علم طریقت اور شریعت کے فنون میں کامل اور بے نظیر تھے کلام آپ کا
مؤثر تھا کسی شخص کو آپ کی بزرگی میں کلام نہیں ہے جیسا کہ اہل طریقت نے آپ کے زمانے میں کہا ہے
کہ دنیا میں تین مرد خدا ہیں کہ مثل انکے چوتھا نہیں ہے حضرت ابو عثمان نیشاپور میں اور حضرت
جنید بغداد میں اور حضرت ابو عبداللہ جلا شام میں اور حضرت عبداللہ بن محمد الرازی رحمۃ
اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جنید اور حضرت رویم اور حضرت یوسف بن الحسین اور حضرت
محمد فضل اور حضرت ابو علی جرجانی وغیرہم کو (اللہ کی رحمت کاملہ ان سب پر ہو) دیکھا لیکن ان میں
سے کسی شخص کو حضرت ابو عثمان سے زیادہ خدائے عز و جل کا شناسا نہ پایا۔ آپ ہی کی بدولت
خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا آپ حضرت جنید اور حضرت رویم اور حضرت یوسف بن الحسین

اور حضرت محمد فضل رحمہم اللہ کے ساتھ صحبت بھی رکھتے رہے اور آپ کے تین پیر بزرگوار تھے اوّل حضرت یحییٰ بن معاذ دوم حضرت شاہ شجاع کرمانی سوم حضرت ابو حفص حداد (اللہ کی رحمت ان سب پر ہو) کسی شخص نے مشائخوں اور پیرون کے دل سے ایسا جشن نہیں پایا جیسا کہ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے شہر نیشاپور میں آپ سے استدعا کی اور منبر بچھایا تاکہ آپ اہل تصوف کا کلام بیان فرماوین آپ کا مقولہ ہے کہ آغاز حال مین کہ میرا لڑکپن کا زمانہ تھا میرا دل ہمیشہ مجھ سے حقیقت ہر چیز کی طلب کرتا تھا اور اہل ظاہر سے بھاگتا تھا اور ہمیشہ مجھے یہی خیال رہتا تھا کہ اس طریقے کے سوا کہ عامۂ مردم اسپر سلوک کر رہے ہین اور طریق بھی ضرور ہے اور شریعت ظاہر تو ظاہر ہے لیکن شریعت باطن بھی ضرور ہوگی۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ مکتب کو جا رہے تھے چار غلام آپکے پیچھے تھے ایک ترکی تھا ایک رومی ایک حبشی اور ایک کشمیری سونے کی دوات ہاتھ مین تھی اور زربفت کا عمامہ سر پر اور قیمتی پیرہن بدن مین آپ کی نظر ایک قافلے پر جا پڑی دیکھا کہ ایک گدھا جسکی پیٹھ زخمی تھی کوّے اسکی پیٹھ سے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہین اور وہ بیچارہ مجبور ہے انکو اڑا نہین سکتا کیونکہ اسکا منھ پیٹھ تک نہین پہونچتا تھا آپ کو اسپر ترس آیا آپ نے غلامون سے فرمایا تم میری ساتھ کیون ہو انھون نے کہا اسلیے کہ جو اندیشہ کہ آپکے دل مین گذرے ہم اسکے بجالانے مین ہم آپکے مددگار رہون فی الفور آپ نے اپنی ریشمی قبا اتار کر اس گدھے کی پیٹھ پر اڑھا دی اور اپنی ریشمی دستار بجائے تنگ کے اسکی کمر پر باندھ دی اور آگے بڑھے گدھے نے زبان حال سے حضرت ذوالجلال کی درگاہ مین دعا کی حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ ابھی گھر نہ پہونچے تھے کہ آپ پر جذبہ طاری ہوا آپ ذوق و شوق سے پر حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین گئے اور حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک کلام سے آپ کا سینہ کھل گیا آپ والدین سے علیحدہ ہوگئے اور مدت تک حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین رہے اور ریاضت کشی کی یہانتک کہ ایک جماعت حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ادھر آگئی اور آپ نے انکی زبان سے

شاہ موصوف کے اوصاف سُنے آپ کو بڑا اشتیاق حضرت شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھنے کا پیدا ہوا آپ نے اجازت چاہی اور شہر کرمان کو روانہ ہوئے جب آپ وہاں پہنچے تو حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دربار میں آپ کو دخل نہ دیا اور فرمایا کہ تم خوگر رجا کے ہو گئے ہو کیونکہ مقام حضرت یحییٰ ابن معاذ کا رجا ہے اور جو شخص کہ رجا کا پروردہ ہے وہ سلوک میں داخل نہیں ہو سکتا اسلیے کہ رجا کی تقلید میں کاہلی کا ثمرہ میسر ہوتا ہے اور رجا حضرت یحییٰ ابن معاذ کی تحقیقی ہے اور تمھاری تقلیدی رجا ہے آپ نے بہت کچھ گریہ وزاری کی اور بیس روز تک اُنکے دروازے پر بیٹھے رہے تب حضرت شاہ شجاع کرمانی رح نے دخل دیا آپ مدت تک اُنکی صحبت میں رہے اور بہت فائدہ حاصل کیے جب کہ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور کا قصد حضرت ابو حفص رح کی زیارت کے واسطے کیا تو آپ بھی اُنکے ہمراہ آئے حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ قبا پہنتے تھے حضرت ابو حفص رح نے بہت تعریف حضرت شاہ شجاع رح کی کی حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو خواہش و آرزو حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی پیدا ہوئی لیکن حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ کے خوف و رعب نے باز رکھا کیونکہ حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ بڑے غیور واقع ہوئے تھے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے دل میں کہتے تھے کہ خدای تعالیٰ کوئی ایسا سبب کرے کہ میں حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہ جاؤں اور شاہ سے مجھے کوئی آزار نہ پہنچے اور آپکے اس اشتیاق و آرزو کا باعث یہ تھا کہ آپ حضرت ابو حفص رح کا کاروبار بلند دیکھتے تھے پھر جب کہ شاہ نے ارادہ لوٹنے کا کیا حضرت ابو عثمان رح بھی اُنکے ساتھ ہوئے لیکن آپ کا دل حضرت ابو حفص رح ہی میں لگا تھا حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ اے شاہ آپ اس جوان کو تو بخوشی خاطر یہیں چھوڑ جایئے کیونکہ ہمکو اس سے دلبستگی ہے حضرت شاہ نے آپ کی طرف خطاب کر کے کہا قبول کرو پھر حضرت شاہ روانہ ہوئے اور آپ کو وہیں چھوڑا آپ نے جو کچھ کہ وہاں مشاہدہ کیا اور حاصل کیا اسکا کیا بیان ہو سکتا ہے ایکبار حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں فرمایا کہ اس واعظ یعنے یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو نقصان میں ڈالا ہے دیکھیے کب تک صلاح پر آوے گا یعنے اول اگ تھا کوئی ایسا شخص چاہیے تھا کہ اسکو ٹھکانا لگاتا لیکن

کسی میں یہ توفیق ہی نہ تھی۔ نقل ہے کہ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوانی کے حال میں حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ نے مجھکو اپنے پاس سے دور کیا اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ دوسری بار میرے پاس آئے میں کچھ نہ بولا اور میرے دل نے مجھکو اجازت نہ دی کہ میں انکی طرف سے پیٹھ موڑوں میں اسیطرح رخ انکی طرف کیے تھا اور چلا جاتا تھا یہانتک کہ انکی آنکھوں کے سامنے سے روتا ہوا اوجھل میں ہوا پھر تو نہایت ہی بیچینی و دلگیر ہوئی میں نے دیوار میں ایک سوراخ کیا اور اس سوراخ سے انکے روی مبارک کو دیکھا کرتا اور میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ وہاں سے ہرگز نہ ہٹونگا مگر جب کہ شیخ یعنے حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرمائینگے جب کہ انھون نے میری ایسی حالت دیکھی تو مجھکو اپنے پاس بلایا اور اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دی۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ چالیس برس ہوتے ہیں کہ خداوند تعالی نے مجھکو جس حال میں کر رکھا ہے میں اسمین ناخوش نہیں ہوا ہوں اور مجھکو ایک حال سے کسی ایسے دوسرے حال کی طرف نہیں پھیرا ہے کہ جس سے مجھکو رنج و ملال ہوا ہو۔ اور حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقولے کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک شخص آپ کی ولایت کا منکر تھا ایکدن اسنے آپ کی دعوت کی جب آپ اسکے گھر کے دروازے پر گئے تو اسنے کہا کہ آئیے بیٹھو کچھ موجود نہیں ہے جا سیدھا چلا جا آپ لوٹے پھر آواز دی کہ آ آپ لوٹے اور اسکے پاس گئے تو کہنے لگا کہ تو بہت کھاؤ ہے اور میرے پاس کھانا تھوڑا ہے جلد سے جب آپ چلنے لگے تو پھر آواز دی آپ پھر گئے کہنے لگا کہ پتھر ہیں کھائے گا چل یہاں سے دور ہو حاصل کلام اسیطرح اسنے تیس بار بلایا اور ہر مرتبہ بہت ہی کچھ سخت و سست کہا لیکن آپ ذرا بھی رنجیدہ نہوئے تیسوین مرتبہ کہ آپ کو دھتکارا حق تعالی کی قدرت کاملہ سے ایسا ہوا کہ اسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے زار زار رونے لگا اور توبہ کی اور آپ کا مرید ہوا اور کہا کہ آپ کیسے شخص ہیں کہ میں نے تیس بار آپ کو ذلت سے ہنکایا لیکن آپ ذرا بھی رنجیدہ نہوئے آپ نے فرمایا یہ بہت آسان کام ہے کتوں کا کام ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب تم انکو آواز دو آتے ہیں اور ہنکاؤ تو چلے جاتے ہیں اور کسیطرح کا رنج و ملال ان میں ظہور نہیں پاتا پس ایسی کوئی کار نہ کرنا چاہیے کیونکہ کتے اس

کانون مین ہمارے ساتھ برابر ہین مُردون کا کام دوسرا ہی ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ
جا رہے تھے کسی نے راکھ کا بھرا طباق اپنے کوٹھے سے آپکے سر پر پھینکدیا آپکے مرید بہت
ناخوش ہوئے اور چاہا کہ اُس شخص کو بُرا بھلا کہین آپنے فرمایا کہ ہزار شکر کرنے کا مقام ہے کیونکہ جو
شخص کہ اِس قابل تھا کہ آگ اُسکے سر پر ڈالین ذرا سی راکھ ہی ڈالکر اُسکو کہا کہ بدلہ ہوگیا یہ تو
بڑی خوش قسمتی کی علامت ہے۔ ابو عمرو کہتے ہین کہ مینے ابتدا مین حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ
کی ہی مجلس مین توبہ کی اور مدت تک اُس توبہ پر ثابت قدم رہا پھر مین معصیت مین گرفتار ہوا
اور آپکی خدمت سے رُوگردان ہوا آپنے مجھسے فرمایا کہ اے بیٹے اگر تو ہماری صحبت سے بھاگتا ہے
تو خیر لیکن دیکھ دشمنون کے ساتھ بھی صحبت مت رکھ شاید گناہ سے محفوظ رہے اسلیے کہ دشمن تیرا
عیب دیکھتے ہین اور جب تو عیب دار ہوگا دشمن خوش ہوگا اور جب کہ تو گناہ سے پاک رہیگا دشمن
غمگین ہوگا اور اگر تو معصیت ہی کیا چاہتا ہے تو بھی ہمارے پاس آ تا کہ ہم تیری بلا کو اپنی جان پر
کھینچین اور تو دشمن کی مرضی کے موافق نہو جب کہ حضرت شیخ رح نے یہ کلمات فرمائے میرا دل
گناہ سے سیر ہوگیا اور مینے توبہ نصوح کی۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک آوارہ جوان ہاتھ مین رباب
لیے ننگے سر بیخودی کے عالم مین جا رہا تھا جون ہی کہ اُسنے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا
جھٹ ٹوپی پہن لی اور رباب کو آستین کے نیچے چھپا لیا کیونکہ اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ شیخ رح
باز پرس کرینگے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ ازراہ مہربانی اُسکے پاس گئے اور فرمایا ڈرمت
کیونکہ ہم تم آپس مین بھائی ہین اور ایک ہین اُس جوان نے توبہ کی آپنے اُسکو خانقاہ مین بھیجدیا
اور حکم دیا کہ اُسکو نہلائین دھلائین اور ایک خرقہ اُسکو پہنائین پھر آپنے سر اُٹھا کر کہا یا اللہ جو
میرے اختیار کی بات تھی وہ تو مینے کی اور جو تیرے اختیار کی ہے وہ تیرے قبضۂ قدرت مین ہے
فی الفور ایسی وجد و حالت اُسپر طاری ہوئی کہ آپ اُس حالت سے حیرت مین رہ گئے عصر کی نماز کے
وقت حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ جا پہونچے آپنے چیخ ماری اور کہا اے شیخ مین
رشک مین بجائے خود یعنی آگ کے جل رہا ہون کہ جس چیز کی کہ مین ساری عمر سے آرزو

کر رہا تھا شفقت میں اس جوان کو عطا کر دی کہ جیسے پیٹ سے اب تک کو شراب کی آرہی ہے
اور آپ سے یاد اس لیے کہتا ہوں کہ آپ جان جاوین کہ عنایت کا کام دل سے علاقہ
رکھتا ہے نہ عمل سے اور کار کشش وجذبے کو سبب نہ سعی وکوشش کو بکام سابقت رکھتا ہو
نہ عاقبت بکام فائل رکھتا ہے نہ خلق۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا
کہ مین زبان سے یاد الٰہی کرتا ہوں لیکن میرا دل اس طرف کو مائل نہیں ہوتا آپ نے فرمایا
جا اور شکر کرو کہ جب ایک عضو مطیع ہوا ہو اور ایک جزو کو تیرے راہ دی ہو دل کی بھی موافقت
کی امید ہے۔ نقل ہے کہ ایک مرید نے پوچھا کہ حضرت آپ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے
حق میں کہ اگر ایک جماعت اوسکی تعظیم کے لیے اُٹھے تو خوش ہوتا ہو اور اگر نہ اُٹھے تو ناخوش
ہوتا ہے آپ نے کچھ نہ فرمایا اتفاق سے ایک روز وہ شخص کہ تعظیم طلب تھا ایک مجمع میں حاضر تھا
آپ نے فرمایا کہ مجھ سے اس قسم کا مسئلہ دریافت کیا گیا مینے کچھ جواب نہ دیا لیکن اسوقت
کہتا ہوں کہ جو شخص کہ ایسا ہو اگر اسی مصیبت مین گرفتار رہے گا تو ضرور ہے کہ ترسا یا جہود
ہو کر مرے گا۔ نقل ہے کہ ایک مرید نے دس برس تک آپ کی خدمت کی اور خدمت کے
آداب ذرا سی بات بھی اُٹھا نہ رکھی اور آپکے ساتھ کہ معظمہ کے سفر مین بھی ساتھ رہا اور
بہت ریاضتین کھینچین اور اس تمام مدت مین آپکے برابر کہتا رہا کہ آپ اسرار سے ایک سر
مجھ سے کہیے آپنے دس برس کے بعد اُس سے کہا کہ بھائی ایک مقولہ ہی جون بکر دروی آزار باے
بکش کہ یہ سخن بہت دور و دراز کا ہے میری سمجھ مین اسکا مطلب نہین آتا ہو جو سمجھا دیجیے سمجھا
اور یہ بات اس بات کے نزدیک ہو کہ حضرت ابو سعید ابوالخیر سے پوچھا کہ معرفت کیا ہی آپ نے
فرمایا وہ کہ لڑکون سے کہین ناک صاف کرو اسکے بعد ہمارا ذکر کرو کلمات حضرت ابو عثمان
رحمۃ اللہ علیہ صحبت و ہمنشینی خدا وند عزوجل کے ساتھ ہیبت اور شائستگی اور حسن آداب کے
ساتھ کرنا چاہیے اور صحبت ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور متابعت
سنت کے اور علوم ظاہری اپنے اوپر لازم کرنے سے اور صحبت ساتھ اولیاء اللہ کے ساتھ حرمت

رکھنے اور خدمت کرنے کے۔ آور صحبت ساتھ برادران اسلام کے ساتھ تازہ روئی کے اگر گناہ میں مبتلا ہوون اور صحبت ساتھ جاہلون کے ساتھ دعا کے اور مہربانی کرنے کے اُنپر آور فرمایا جب مُرید کوئی بات سُنتا ہے علم سے اِس قوم صوفیای کرام کے اور اسپر عمل کرتا ہی اُسکا نور اُسکے دل مین اثر کرتا ہی اور آخر عمر مین اُسکا نفع اسکو پہونچتا ہی اور جو کہ اس سے وہ بات سُنتا ہی اُسکو فائدہ دیتی ہی آور جو مُرید کہ حضرات صوفیای کرام کے کلام سے کوئی بات سُنتا ہی اور اُسپر عمل نہین کرتا اُسکے لیے وہ بات حکایت کا حکم رکھتی ہے کہ یاد کرتا ہی اور بھول جاتا ہی آور فرمایا جس شخص کی ابتدا مین ارادت وعقیدت درست نہوئی اُسکی آیندہ ترقی نہوئی مگر بدبختی وشقاوت مین اور فرمایا جو کہ سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر حاکم ٹھہراتا ہی حکمت کہتا ہی اور جو کہ ہوای نفس کو اپنے اوپر حاکم قرار دیتا ہے بدعت کہتا ہے اور فرمایا کوئی شخص اپنے عیبون پر نظر نہین کرتا نیکیون پر نظر کرتا ہی مگر ہان نفس کے عیبون پر وہ شخص نظر کرتا ہی جو ہر حال مین اپنے آپ کو برا خیال کرکے ملامت کرتا ہی آور فرمایا مرد کامل نہین ہوتا جب تک کہ یہ چار چیزین اُسکے دل مین برابر ہون منع اور عطا اور ذلت اور عزت اور فرمایا عزیز ترین چیزون مین دُنیا مین تین چیزین ہین ایک تو وہ عالم جسکا پند و وعظ مطابق علم یا عمل اُسکے ہو دوسرے وہ مُرید کہ جسمین طمع نہو تیسرے وہ عارف کہ حق تعالے کی صفت بے کیفیت بیان کرتا ہو آور فرمایا اصل ہماری اِس طریق مین خاموشی ہے اور کفایت کرنا حق تعالی کے علم پر۔ آور فرمایا سُنّت نبوی کے خلاف کرنا ظاہر مین علامت ریا و باطن کی ہو آور فرمایا جسکو کہ حق تعالی نے اپنی معرفت سے عزیز کیا ہی اسکو لائق ہے کہ اپنے آپ کو معصیت سے ذلیل نکرے آور فرمایا دل کی صلاح ودرستی چار چیزون سے ہے ایک تو فقر کہ ساتھ خدای تعالی کے ہو دوسرے استغنا کہ غیر خدا سے ہو تیسرے تواضع چوتھے مراقبہ آور فرمایا جسکا اندیشہ تمام معاملات مین خدا کے نہوگا تمام معانی مین اُسکا حصہ خدا سے ناقص ہوگا آور فرمایا جو کوئی آخرت کے لیے تفکر کرتا ہی پاتا ہی اس رغبت اور تفکر کی

اُسکو آخرت مین ظاہر ہوگی۔ اور فرمایا جو کوئی اپنی تقدیر کے موافق عزت اور راحت اور ریاست کو چھوڑ کے زاہد ہوتا ہے فارغ دل پاتا ہی اور رحمت اوپر بندون حق تعالی کے اور فرمایا زُہد چھوڑنا دُنیا کا ہی اور پروا نکرنا خواہ کسی کے قبضے مین ہو اور فرمایا غمگین وہ شخص ہوگا کہ جسکو آگ کی پروا نہین ہے اور ایسا سمجھے ہوئے ہو کہ گویا اُسکو کوئی غم نہ پہونچے گا اور فرمایا ہر چیز کا غم کھانا مومن کی فضیلت ہے بشرطیکہ کسی معصیت کے سبب نہووی اور فرمایا خوف اُسکے یعنی خدا تعالیٰ کے عدل سے ہی اور رجا یعنے اُمید اُسکے فضل سے ہی اور فرمایا صدق خوف پرہیز کرنا ہر زمانے سے ظاہر و باطن مین اور فرمایا خوفِ خاص اپنے وقت مین ہی اور خوفِ عام زمانۂ آیندہ مین اور فرمایا خوف خدا تک پہونچاتا ہی اور خود بینی اور غرور خدای تعالی سے دور کرتا ہی اور فرمایا صابر وہ ہے جو مصیبتون کی برداشت پر عادی و خوگر ہو گیا ہو اور فرمایا شکر عامۂ مردم کا کھانے اور لباس پر ہے اور شکر خاص کا اُس چیز پر کہ اُنکے دل مین وارد ہوتی ہی معانی سے اور فرمایا تواضع کی اصل تین چیزین ہین ایک تو یہ ہی کہ وہ چیز کہ بندہ اپنی جہل و نادانی سے یاد کرے دوسرے وہ چیز کہ بندہ اپنے گناہ سے یاد کرے۔ تیسرے وہ چیز کہ جسکو خدا کے ساتھ محتاج ہونے سے یاد کرے اور فرمایا توکل کفایت کرنا ہے خدا پر کیونکہ اُسکا تکیہ اُسی پر ہے اور فرمایا جو کہ حیا کا بیان کرتا ہے اور خود شرم نہین کرتا ہی خدا سے اُس چیز مین کہ کہتا ہی وہ مستدرج ہی یعنے بیدین کہ جس سے کاروبار مثل اولیاء اللہ کی کرامات کے ظاہر ہون اور فرمایا کوئی شخص اپنے نفس کا عیب نہین دیکھتا جب تک کہ تمام چیزونکو اُس سے بہتر نہین سمجھتا اور فرمایا الیقین وہ نہین ہی کہ کل کے کام کا قصد اور اندیشہ اُسکو تھوڑا ہووے اور فرمایا شوق ثمرہ محبت کا ہی جو کہ خداوند تعالے کو دوست رکھتا ہی آرزومند خدا کا اور دیدار خدا کا ہوتا ہے اور فرمایا جسقدر کہ بندی کے دل مین خدای تعالے سے سرور پہونچتا ہے بندے کو اُسکے ساتھ اشتیاق پیدا ہوتا ہی اور جسقدر اشتیاق کہ بندہ دور رہنے سے پاتا ہے اُسکی دوری سے ڈرتا ہے اور فرمایا خوف سے محبت درست ہوتی ہے اور ملازمت سے ادب دوستی مستحکم و پائدار ہوتا ہی اور فرمایا محبت کا اسلیئے نام محبت رکھا ہے

کہ محبت جو کچھ کہ دل میں ہوتا ہے سوائے محبوب کے محو کر دیتی ہے اور فرمایا جسنے کہ غفلت کی وحشت کا مزہ نہ چکھا ہوگا اُنس کا مزہ نہ پاویگا اور فرمایا تفویض یعنی سونپنا وہ ہے کہ جو علم کہ تو نہیں جانتا ہے اسکو اس عالم پر چھوڑ دیوے اور فرمایا تفویض مقدمہ رضا ہے اور رضا حق جل شانہٗ کا بڑا دروازہ ہے اور فرمایا زُہد حرام میں فریضہ ہے اور مباح میں سُنّت اور حلال میں قربت اور فرمایا علامت سعادت کی یہ ہے کہ تو فرمانبردار ہے اور ڈرے کہ ایسا نہو مردود ہو جاوے اور علامت شقاوت و بدبختی کی وہ ہے کہ معصیت کرتا رہے اور امید رکھے کہ مقبول ہوگا اور فرمایا عاقل وہ ہے کہ جس چیز سے کہ ڈرتا ہے پہلے اُس سے کہ اُسمیں مبتلا ہووے درستی و بندوبست اسکا کرے اور فرمایا خواہش نفسانی کی فرمانبرداری میں رہنا گویا کہ قیدخانے میں رہنا ہے پس اپنے ہر کام کو خدا پر رکھے کہ سلامت پاوے اور راحت دائمی حاصل کرے اور فرمایا صبر کرنا طاعت پر تاکہ طاعت فوت نہو طاعت میں داخل ہے اور صبر کرنا معصیت سے تاکہ نجات حاصل ہو طاعت میں داخل ہے اور فرمایا صحبت رکھ ساتھ اغنیا کے ساتھ عزت کے اور ساتھ فقرا کے ساتھ انکسار و فروتنی کے کہ عزت سے رہنا ساتھ اغنیا کے تواضع ہووے اور انکسار و عاجزی کے ساتھ رہنا ساتھ فقرا کے تیری بزرگی کا باعث ہووے کیونکہ فقرا کو تذلل و خواری پسندیدہ تر ہے بہ نسبت تعزز و عزت کے اور فرمایا خدا کی عزت سے شریف ہو تاکہ کبھی خوار نہو اور فرمایا دُنیا کی شادی و خوشی حق تعالیٰ کی خوشی و شادی کو تیرے دل سے دور کریگی اور اگر تو غیر خدا سے ڈریگا تو خدائے تعالےٰ کا خوف تیرے دل سے بالکل دور ہو جاویگا اور اگر غیر خدا کے ساتھ امید رکھیگا تو خدائے تعالیٰ کے ساتھ تیری امید منقطع ہو جاویگی اور فرمایا مناسب ہے کہ غیر خدا سے نہ ڈرے اور نہ غیر خدا سے اُمید رکھے اور جہان تک ہو سکے کوشش کرے کہ رضائے الٰہی کو اپنے نفس کی خواہشوں پر مقدم کرے اور فرمایا خدا کا خوف تجکو واصل بحق کریگا اور غرور اور خودبینی تجکو خدا سے علیحدہ کریگی اور فرمایا کہ خلق کو خوار و حقیر سمجھنا ایک ایسی بیماری ہے کہ لاعلاج ہے اور فرمایا آدمی اپنے اخلاق پر ہیں جب تک کہ اُنکی خواہش کے خلاف نہ کیا جائے اور جب کہ

انکے خلاف کیا جائے تو سارے اچھے اخلاق رکھنے والے بد اخلاق ہو جاوین اور فرمایا
عداوت کی اصل تین چیزین ہین طمع مال مین اور طمع عزّت طلبی مین لوگون سے اور طمع
قبول خلق مین اور فرمایا جسقدر مرید دُنیا کو ترک کرے غنیمت ہے اور فرمایا ادب فقر
کی اعتماد گاہ ہے اور اغنیا کی آرایش و آراستگی اور فرمایا حق تعالی نے اپنے کرم پر
بندون کی عبادت تقصیر کا عفو کرنا واجب کیا ہو کہ فرمایا ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ۔
اور فرمایا اخلاص وہ ہے کہ نفس کو حظ و خوشی اسمین حاصل نہو کسی حال مین اور یہ اخلاص
عوام کا ہے اور اخلاص خواص کا ان ہی پر گذرتا ہے نہ انکے ساتھ اور جو طاعت کہ بجالاتے
ہین وہی ہین اور وہ اُس طاعت سے باہر اور طرفہ یہ ہے کہ وہ اُس طاعت پر کچھ پندار
وگمان نہین کرتے اور اُس طاعت کو بہت ہی ادنی طاعت سمجھتے ہین اور فرمایا اخلاص
وہ ہو کہ جو کچھ تو زبان سے کہے خدا سے دل تیرا تصدیق زبان کی کرے اور فرمایا اخلاص
نیّت ہے حق تعالے کے ساتھ اور فرمایا اخلاص یہ ہے کہ خلق کے دیکھنے کو بھول کر خالق
کی طرف ہمیشہ منتظر رہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے فرغانہ سے ارادہ حج کا کیا جب وہ نیشاپور
مین پہونچا تو حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا جب آپ کے روبرو حاضر ہوا
تو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اُسنے اپنے دل مین کہا عجب ہے کہ ایک مسلمان ایک مسلمان کو
سلام کرے اور جواب نہ پاوے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حج اسطرح کرتے ہین
کہ مان کو رنجیدہ اور غمگین چھوڑتے ہین اور خود ارادہ حج کا کرتے ہین یہ تو خوب نہین
معلوم ہوتا وہ مرد اُسی دم لوٹ گیا اور فرغانہ مین آیا اور جب تک اُسکی مان زندہ رہی
برابر خدمت کرتا رہا بعد اسکے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا قصد کیا۔
جب وہان پہونچا حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ اُسکے استقبال کو دوڑے اور اُسکی تعظیم کی
پھر اُس جوان نے بہت کوشش کی کہ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ ستور بانی یعنی خدمت
خاطب چارپایان اُسکو دین آپنے دم اسکو دی وہ اُس کام کو کرتا رہا جب کہ حضرت ابو عثمان

رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب ہوا اور علامات موت ظاہر ہوئیں آپکے بیٹے نے اپنا جامہ چاک کرڈالا حضرت ابو عثمان رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو فرمایا ای بیٹے تو نے سُنت کے خلاف کیا اور سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرنا علامت نفاق کی ہی جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک برتن سے ٹپکتا ہی وہی جو اس مین ہوتا ہے اور سب کے روبرو جان بحق تسلیم کی رحمتہ اللہ علیہ والسلام۔

اڑتالیسوان باب حضرت ابو عبد اللہ جلاء رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ دینداری کے سمندر کے سفینہ وہ اہل بشارت کے سکینہ وہ مقامات کے بدرقہ و رہنما وہ کرامات کے آئینہ وہ آفتاب فلکِ رضا حضرت ابو عبد اللہ جلاء رحمتہ اللہ علیہ بزرگ مشائخون سے تھے اور بہت بزرگ پیشواؤن شام سے تھے اور محمود و مقبول صوفیای کرام کے تھے کلمات بلند اور اشارات لطیف و نادر سے مخصوص اور حقائقِ معارف اور دقائق لطائف مین بے نظیر تھے اور آپ نے حضرت ابو تراب اور ذوالنون رحمہما اللہ کو دیکھا تھا اور حضرت جنید اور نوری رحمہما اللہ کے صحبت یافتہ تھے حضرت ابو عمرو دمشقی رح نے کہا کہ مینے آپ سے سُنا ہی کہ فرمایا کہ مینے ابتدا مین اپنے ماں اور باپ سے کہا کہ مجھے راہِ خدا مین سونپ دیجیے انھون نے کہا کہ ہمنے سونپ دیا پس مین انکے پاس سے چلدیا جب مین مُدت کے بعد واپس آیا اور اپنے گھر کے دروازے پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہی مینے کہا تمھارا بیٹا انھون نے کہا ہمارا ایک بیٹا تھا سو ہمنے خدا کو دیدیا اور ہم اسکو دے چکے ہین پھر نہین لینے غرض یہ ہی کہ میرے لیے دروازہ نہ کھولا نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز مینے ایک جوان ترسا صاحب جمال کو دیکھا اسقدر حسین و جمیل تھا کہ مین اُسے دیکھکر حیران رہ گیا اور اُسکے روبرو کھڑا ہوکر اسکو دیکھنے لگا اتفاق سے

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا گذر مجھپر ہوا میں نے انسے عرض کی یا استاد ایسی صورت دوزخ کی آگ مین جلنے کی انھون نے مجھسے فرمایا کہ یہ فریب نفس کا ہے اور جال شیطان کا کہ تجکو یون لبھا رہا ہے اور یاد رکھہ یہ نظارۂ شہوت ہے نہ نظارۂ عبرت اگر نظارۂ عبرت ہوتا اور نظارہ ہزار عالم مین بہت سے عجائبات ہین تو انسے عبرت لیتا یہ کچھ نہین مکر و فریب ہے قریب ہے کہ تو اس حجرہ میں اور نظارے کی سزا مین گرفتار ہو آپ فرماتے ہین کہ حضرت جنیدؒ کا یہ کہکر چلنا تھا کہ مین قرآن بھول گیا پھر مینے برسون حق تعالیٰ سے مدد چاہی اور زاری اور توبہ کی تب حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے پھر قرآن حفظ کرا دیا اب مدت ہو گئی کہ مین کسی چیز کی طرف التفات کرنے کی قدرت نہین رکھتا ہون کیونکہ کسی چیز کی طرف نظر کرنا اپنی اوقات کا برباد کرنا ہے۔

نقل ہے کہ آپ سے فقر کو پوچھا آپ خاموش ہوئے اور باہر گئے اور پھر آئے لوگون نے پوچھا یہ کیا تھا آپ نے فرمایا میرے پاس چار دانگ چاندی تھی مجھے شرم آئی کہ فقر کا اس حال مین بیان کرون اب مین انکو خیرات کرکے آیا ہون تاکہ فقر کا بیان کرون آپنے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین رنج و تکلیف اٹھاتا فاقے کرتا پہونچا جب کہ مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے قریب پہونچا مینے کہا آپ کے یہان مہمان آیا ہون مجھے نیند آگئی مینے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپنے ایک قرص نان مجکو عطا فرمائی مینے آدھی کھائی تھی کہ آنکھہ کھل گئی آدھی میرے ہاتھہ مین تھی لوگون نے پوچھا کہ مرد مستحق فقر کا کب ہوتا ہے آپ نے فرمایا جب کہ اس سے کچھ باقی نہ رہے پوچھا مرد کیونکر تائب ہوتا ہے فرمایا جب کہ بیس روز تک بائین ہاتھہ کا فرشتہ اسکی کوئی معصیت اور برائی نہ لکھے اور فرمایا کہ جسکے روبرو کہ آدمیون کی تعریف اور برائی یکسان ہے وہ زاہد ہے اور جو کہ فرائض ادا کرتا ہے اول وقت مین وہ عابد ہے اور جو کہ تمام افعال حق تعالیٰ سے دیکھے وہ موحد ہے اور زاہد وہ ہے کہ دنیا مین زوال کی نظر سے دیکھے تاکہ اسکی آنکھہ مین دنیا کی کچھ قدر و قیمت نہ رہے اور دل کو آسانی کے ساتھہ اس سے اٹھا سکے۔ اور فرمایا ہمت عارف کی چاہیے کہ حق ہو

اور حق تعالےٰ کے سوا کسی چیز کی طرف رجوع نکرے اور فرمایا جو کہ درویشی مین پرہیزگاری کو چھوڑ کر
محض حرام کھاتا ہے اور فرمایا تصوف ایک فقر ہے مجرد اسباب سے اور فرمایا اگر تواضع کا شرف ہوتا
فقر کا حکم وہ ٹھکرا مارتا اور فرمایا تواضع شکر معرفت ہو اور تواضع شکر عزت ہو اور صبر شکر
مصیبت ہے اور فرمایا خالف وہ ہے کہ تمام غمون سے اسکو مخوف کرین اور فرمایا جو کہ اپنے
نفس کی استطاعت سے مرتبے پر پہونچتا ہے جلدی وہان سے گرتا ہے اور جسکو کہ حق تعالےٰ
کے کارگذار پہونچاتے ہین کسی مرتبے پر ہمیشہ اُس مقام پر قائم رہتا ہے اور فرمایا جس حق کے
ساتھہ کہ باطل شریک ہوسکے وہ حق سے قسم باطل ہر آیا ہے اسلیے کہ حق ایسے حق سو بے پروا
ہے اور فرمایا تیرا رزق پر قصد کرنا خداوند تعالیٰ سے دور پڑنا ہے اور مخلوق کا محتاج بننا۔
نقل ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہونچا آپ ہنستے تھے اور جب آپنے انتقال
فرمایا تو اسی طرح ہنستے معلوم ہوتے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ طبیب نے کہا زندہ ہین
جب نبض دیکھی تو مُردہ تھے رحمۃ اللہ علیہ۔

اُنچاسوان باب حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ صفی پردہ شناخت وہ ولی قبہ نواخت وہ زبدہ بے دلال وہ صادق بے بدل وہ آفتاب بے غیم امام عہد
حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار سے تھے اور سب کے ممدوح تھے اور آپ کی امامت اور بزرگی پر سب
متفق تھے صاحب اسرار حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور مذہب مین حضرت داؤد فقیہ الفقہا کے تھے
اور مفسر کامل تھے اور ہر علم مین کمال رکھتے تھے اور مشار الیہ قوم تھے اور صاحب ہمت اور صاحب فراست تھے
حالات پسندیدہ رکھتے تھے بڑی بڑی ریاضتین کی تھین اور بہت سفر توکل پر کیے تھے آپ کی
تصانیف بہت ہین طریقت مین آپسے نقل کرتے ہین کہ فرمایا کہ بیس برس ہوگئے کہ میرے
دل مین کسی کھانے کا خیال نہ گذرا کہ فی الفور وہ کھانا میرے آگے موجود ہوا اور آپ نے فرمایا

کہتے ہین ایک روز بغداد مین دوپہر کے وقت ایک محلے مین گذرا مجھے بڑی زور کی پیاس لگی
مینے ایک گھر سے پانی مانگا ایک لڑکے نے دروازہ کھول کر ایک آبخورہ پانی کا مجکو دیا پھر
کہا کہ او تو صوفی نے دن مین پانی پی لیا جب مینے یہ سُنا پھر کبھی دن کو پانی نہ پیا نقل ہے
کہ ایک روز ایک شخص آپکے پاس آیا اور پوچھا آپ کا حال کیسا ہو آپنے فرمایا کیسا ہوگا حال
اُسکا کہ دین اُسکا ہوا اُسکی ہو اور ہمت اُسکی دینار اُسکا نہ ایسا نکوکار ہو کہ خلق سے چھپا ہوا
ہوا ہو اور نہ ایسا عارف کہ خلق سے برگزیدہ ہو نہ ایسا پرہیزگار ہو کہ پرہیزگاری مین ثابت قدم
ہو لوگون نے پوچھا کہ اوّل چیز جو حق تعالی نے بندہ پر فریضہ کی ہو کیا ہے فرمایا معرفت ہو
چنانچہ خود ارشاد فرمایا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ اور فرمایا حق تعالی
نے چیزون کو چیزون مین پوشیدہ کیا ہو مگر اپنی ذات پاک کو کہ پوشیدہ نہین کیا ہے
اور فرمایا حاضرین تین طرح پر ہین ایک تو وہ کہ ایک حاضر ہے شاہد وعید اسلیے ہمیشہ وہ
ہیبت مین رہتا ہے اور دوسرے وہ کہ ایک حاضر ہو شاہد وعدہ اسلیے ہمیشہ وہ غیبت
مین رہتا ہے اور تیسرے وہ کہ ایک حاضر ہے شاہد حق اسلیے ہمیشہ وہ طرب و خوشی مین
رہتا ہے اور فرمایا جب حق تعالی نے تجکو قول اور فعل عطا کیا ایک سعادت تھی اور جب تیری
گفتار تجھ سے لے لیوے اور فعل و عمل تجکو عطا کر دیوے ایک نعمت ہے اور اگر فعل و عمل کو لے لیوے
اور گفتار کو چھوڑ دیوے ایک معصیت ہووے تیرے لیے اور اگر دونون کو لے لیوے ایک آفت ہووے
تیرے لیے اور فرمایا کہ تیرا ہر جماعت کے ساتھ پل صراط سے گذرنا آسان تر ہو اور سلامت تر ہی
صوفیون کے ساتھ ہونے سے کیونکہ تمامی مخلوق سے مطالبہ و بازپرس ظاہر شرع سے ہوگی
مگر اس جماعت صوفیہ سے ورع کی حقیقت سے بازپرس ہوگی اور صدق دائمی سے اور جو کہ
ان صوفیاے کرام کی صحبت مین بیٹھتا ہے اور انکے خلاف کرتا ہو اُس چیز مین کہ وہ اسمین
محقق ہین اللہ تعالے ایمان کا نور اُسکے دل سے لے لیتا ہو اور حکم حکیم کا یہ ہو کہ حکمون کو
اپنے بھائیون پر فراخ کرے اور اپنے اوپر تنگ کیونکہ انپر فراخ کرنا ایمان اور علم ہووے

اور باتین اور تنگ کرنا ورع اور پرہیزگاری کے حکم سے لوگون نے پوچھا آداب سفر کیا ہین
فرمایا یہ کہ مسافر کو کسی قسم کا اندیشہ و خطرہ چلنے سے باز نہ رکھے اور جس جگہ کہ اسکے دل نے
آرام پکڑا سمجھ لو کہ اسکا مقام وہی ہے اور فرمایا کہ آرام پکڑنا بساط پر اور پرہیز کرنا انبساط سے
اور صبر کرنا ضرب سیاط کے یعنی کوڑے پر اسوقت تک کہ تو گذر جاوے پل صراط سے اور فرمایا تصوف
کی بنیاد تین خصلت پر ہے تعلق کرنا ساتھ فقر اور افتقار کے اور ثابت قدم ہونا بخشش اور
ایثار پر اور ترک کرنا اعتراض اور اختیار کا اور فرمایا تصوف ثابت قدم ہونا ہے افعال حسن پر
اور فرمایا توحید حقیقی وہ ہے کہ تو اسکی محبت و دوستی مین فانی ہو جاوے اپنی ہوا و خواہش سے اور
اسکی وفا مین اپنی جفا سے یہانتک کہ اسیطرح ہر ایک چیز تیری فانی ہو جاوے ہر ایک چیز مین
اسکی اور فرمایا توحید مٹانا آثار بشری کا ہے اور تجرید اپنے آپ کو اسمین گم کرنا اور فرمایا عارف کے
پاس ایک آئینہ ہے کہ جب اسمین دیکھتا ہے اسکا مولی اسکو دکھائی دیتا ہے اور فرمایا تمامی
حقائق وہ ہے کہ مقارن علم ہو اور فرمایا قرب زائل ہونا جملہ معترضات کا ہے اور فرمایا انس وہ ہے
کہ ایک وحشت تجھ مین پیدا ہو ماسوی اللہ سے اور اپنے نفس سے اور فرمایا انس سرور دل ہے
ساتھ حلاوت بے خطاب کے اور فرمایا انس خلوت کرنا ہے غیر خدا سے اور فرمایا صوفی دیوار
راست نیک کے ہین جب تک کہ ایک دوسرے سے نفور اور رمیدہ رہین اور جب کہ ایک دوسرے کے
ساتھ ساکن ہو وین اور صلح کرین انمین کچھ خیر باقی نہ رہے اور فرمایا ہمت ساکن نہین ہوتی مگر
محبت سے اور ارادت ساکن نہین ہوتی مگر دوری سے مشیت کے اور مشیت اسی کو لائق ہے کہ جو کام
فراخ رکھے اور فرمایا محبت وفا ہے ساتھ وصال کے اور حرمت ہے ساتھ طلب وصال کے اور فرمایا یقین
مشاہدہ ہے لوگون نے پوچھا فقیر کون ہے فرمایا فقیر وہ ہے کہ نگاہ رکھے سر اپنے کو اور نفس اپنے کو اور ادا کرے
فرض خدا کے اور فرمایا صبر ترک شکایت ہے اور شکر وہ ہے کہ جہانتک ہو سکے خدمت سے باز نہ رہے
اور فرمایا توبہ وہ ہے کہ توبہ سے توبہ کرے اور فرمایا تواضع دلون کی ذلیلی ہے علام الغیوب کی جلیلی
مین اور فرمایا شہوت حقیقی وہ ہے کہ ظاہر ہووے مگر عمل کے وقت مین اور فرمایا مجاملات راحت مین

اور خطرات امارت اور حکومت ہیں اور اشارات بشارت اور خوشخبری ہیں اور فرمایا وہم مارنا اشارات میں حرام ہو اور خطرات اور مکاشفات اور معاینات میں حلال ہے اور فرمایا از بد حقیر رکھنا دنیا کا ہو اور اسکے آثار کا دل سے میٹنا اور دور کرنا اور فرمایا خالف وہ ہو کہ غیر خدا سے نہ ڈرے اور فرمایا رضا وہ ہو کہ اگر دوزخ کو داہنے ہاتھ پر رکھیں تو نہ کہے کہ بائیں ہاتھ کو چاہیے اور فرمایا رضا احکام کا بجالانا ہو خوشی دل سے اور فرمایا اخلاص عمل میں وہ ہو کہ دونوں جہان کی اسکے عوض میں امید نہ رکھے نقل ہے کہ حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی فرمایا کمترین کار اس راہ میں روح کا نثار کرنا ہو اگر تو یہ نہیں چاہتا ہو تو صوفیوں کے پاکیزہ اقوال میں مشغول مت ہو نقل ہے کہ آپ نے آخر عمر میں آپ کو دنیاداروں کے لباس میں پوشیدہ کیا اور قضات کے درجے پر خلیفہ کے معتمد علیہ ہوئے اور اس سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اپنے واسطے ایک ڈھال اور اوٹ بناویں اور محجوب ہو دیں جیسا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم عارفان فارغ مشغول ہیں اور روئیم مشغول فارغ ہے رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم بالصواب۔

پچپاسواں باب حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ قطب عالم روحانی وہ معدن حکمت ربانی وہ ساکن کعبہ سبحانی وہ گوہر بحر دانا امام المشائخ ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ سلطان اہل تحقیق کے تھے اور برہان اہل توحید کے اور ہر علم کے فن میں ایک آیت تھے اور اصول اور فروع میں مفتی تھے اور کسی شخص کو مشائخ سے آپ سے پہلے اسرار تنزیل اور معانی تاویل کتاب میں کشف حاصل نہوا کہ آپ کو اور آپ علم تفسیر اور اسکے حقائق اور احادیث اور اسکے دقائق اور قرأت اور اسکے مسائل میں اور علم بیان اور اسکے لطائف میں باکمال تھے اور آپ کے سارے ہمعصروں نے آپ کو عزیز و محترم رکھا ہو اور ابو سعید خراز نے آپکے اوصاف میں مبالغہ کیا ہو اور آپکے سوا کسی کو تصوف میں نہیں مانا ہو آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مریدوں سے تھے

نقل ہے کہ ایک روز ایک جماعت آپکے عبادت خانے مین آپ کی زیارت کو گئی دیکھا کہ آپ زار زار اسقدر رو رہے ہین کہ تمامی عبادت خانہ آپکے آنسوؤن سے تر ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ چھڑکاؤ کیا ہی پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے تو آپنے فرمایا کہ مجھے ایک حالت پیدا ہوئی جسکی شرم سے اس عبادت خانے مین روتا پھرتا ہون پوچھا کہ کیا بات ہی کہ جسکے سبب یہ حالت پیدا ہوئی فرمایا کہ مینے لڑکپن مین ایک کبوتر ایک شخص کا پکڑ لیا تھا مجھے وہ یاد آیا حالانکہ تین ہزار درم اسکے مالک کو اسکے عوض مین دے چکا ہون لیکن تاہم میرا دل تسکین نہین پاتا رو رہا ہون اس خیال سے کہ دیکھیے میرا حال کیا ہووے پوچھا کہ آپ ہر روز کسقدر قرآن شریف پڑھتے ہین فرمایا کہ اس سے پہلے ایک رات دن مین ایک کلام مجید ختم کرتا تھا اب چودہ برس سے پڑھ رہا ہون آج سورۂ انفال تک پہونچا ہون یعنے اس سے پہلے میرا پڑھنا غفلت سے تھا نقل ہے کہ حضرت ابن عطا کے دس بیٹے تھے سب خوبصورت اور صاحب جمال تھے ایکبار آپکے ہمراہ سفر کر رہے تھے راہ مین چورون نے حملہ کیا اور گرفتار کر لیا اور آپکے ایک ایک صاحبزادے کی آنکھ پر پٹی باندھکر قتل کرنا شروع کیا آپ خاموش تھے اور کچھ نہ فرماتے تھے اور منھ آسمان کی طرف کرکے مسکراتے جاتے تھے یہانتک کہ ان چورون نے آپکے نو فرزندون کو اسیطرح قتل کر ڈالا جب دسوین صاحبزادے کی آنکھین باندھین اور گردن مارنے لگے اسنے رخ آپکی طرف کیا اور کہا عجب ہے باپ کی اس نامہربانی پر کہ جسکے نو بیٹون کو مار ڈالا اور وہ ہنس رہا ہی اور کچھ نہین کہتا ہی آپنے فرمایا اے باپ کی جان جو شخص کہ یہ کر رہا ہی اس سے کچھ نہین کہہ سکتے وہ خود جانتا ہی اور دیکھتا ہی اور قدرت رکھتا ہی اگر چاہی تو بچا لیوے اس چور نے جب یہ بات سنی تو ایک حالت اسپر طاری ہوئی کہنے لگا اے پیر کیون یہ بات اس سے پہلے نہ کہی تاکہ تیرا کوئی بیٹا مارا نہ جاتا نقل ہے کہ آپنے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اغنیا افضل فقرا سے ہین کیونکہ قیامت کے روز اغنیا سے حساب لینگے اور حساب لینا کلام بواسطہ سننا ہوتا ہے محل عتاب مین اور عتاب دوست کا افضل ہے حساب سے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فقرا افضل اغنیا سے ہین کیونکہ فقرا سے عذر چاہین گے اور عذر افضل ہے حساب سے حضرت شیخ علی بن عثمان الجلابی اس موقع پر ایک لطیفہ فرماتے ہین کہ محبت کی تحقیق مین عذر بیگانگی ہووے

اور عتاب مخالفت پر دوست کی ہوتا ہی اور عذر باعث تقصیر و کوتاہی کا ہی۔ تین بھی بیان کچھ
عرض کرتا ہون (یعنے یہ مقولہ کہ آیندہ ہی حضرت فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف اس کتاب کی ہی)
عتاب مین شر بندہ کی طرف سے ثابت ہوتا ہی کیونکہ حق تعالی نے بندہ کو غنی بنایا اور بندہ اپنے
نفس کے شر سے فضول مین مشغول ہوا اسلیے عتاب مین گرفتار ہوا ہی لیکن فقر مین شر حق تعالے
کی طرف واقع ہو رہا ہی کیونکہ بندہ کو فقر عطا فرمایا جسکے باعث سے بندہ نے وہ سب رنج کھینچے پس
اسکو عذر چاہنا چاہیے اور عذر حق کی طرف سے ہووے کہ عوض تمامی چیزون کا ہی کہ جو کہ فقیر تر ہوتا ہی
حق تعالے سے نزدیک تر ہوتا ہی کہ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰہِ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اور جو کہ
توانگر تر ہوتا ہے حق تعالی سے دور تر ہوتا ہے اسلیے جو درویش کہ توانگر کی تواضع کرتا ہو ایک
تہائی اُسکے دین سے کم ہو جاتا ہی پس توانگر کا دین مغرور توانگری ہی کون جانتا ہی کہ کیونکر ہوگا کیونکہ
وہ در حقیقت مُردہ ہین کہ اِیَّاکُمْ وَ مُجَالَسَۃَ الْمَوْتٰی یعنے تمکو مُردون کی صحبت سے پرہیز لازم ہے
آن ہی کی لیے توانگرون کی شان مین ہی اور وہ یہی ہین کہ پانچسو برس کے بعد دُرویشون سے
طرف حق تعالی کے راہ پاوینگے پس ظاہر ہے کہ وہ عتاب کہ پانچسو برس جسکا انتظار کھینچنا پڑے
اس عذر سے کہ اُسکے صاحب پانچسو برس سے غرق وصل ہون کہان بہتر ہو سکتا ہی اور اسپر
بھی غور ہو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص پیارے فرزند کے لیے سواے فقر کے
جائز نرکھا حالانکہ ہرگاہ انکو اپنی عطا سے توانگر کر دیا کہان کہہ سکتے ہین کہ توانگر دُرویش سے
فاضلتر ہے پس قول حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا سابق ہے۔ نقل ہے کہ بعض متکلمین نے
حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ صوفیاے کرام کو کیا ہوا ہی کہ ایسے لفظ اپنے واسطے مقرر کیے
ہین کہ سُننے والون کو حیرت مین ڈالتے ہین اور زبان محاورہ کو چھوڑ دیا ہی آپ نے فرمایا کہ یہ اس
واسطے کیا ہی کہ انکو منظور نہین کہ سواے اس جماعت یعنے صوفیاے کرام کے کوئی اُنکو جانے
اسلیے وہ الفاظ اُنکو بہت پسند ہین اور چونکہ اُنکو منظور نہوا کہ الفاظ مستعمل عوام کو اپنے عمل مین
لاوین وہ الفاظ ایجاد کیے کلمات حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ آپنے فرمایا کہ سب علون سے

بہترین عمل وہ ہین کہ اگلے بزرگان دین نے کیے ہین اور بہترین علم وہ ہی کہ جسکے بارہ مین انہون نے
فرمایا ہی پس لازم ہی کہ جو کچھ انہون نے نہین کیا مت کرو اور جسکو انہون نے نہین فرمایا زبان پر
مت لاؤ اور فرمایا مرد کو اسرار کو ڈھونڈھنا چاہیے علم کے میدان مین اور اگر نہ پائے تو حکمت کے
میدان مین اُسکی تلاش کرنا چاہیے اور اگر وہان بھی نہ ملے تو توحید کے میدان مین وہ ڈھونڈ
کرنا چاہیے اور اگر اسمین بھی سُراغ نہ لگے تو ان تینون میدانون سے قطع کرنا اور آرزو کو توڑ دینا بہتر ہے
اور فرمایا اولیاء اللہ کا طریق اُنکے دلون مین ہی اور دشمنون کا رویّہ اُنکے نفس مین ہی اور فرمایا
بزرگترین دعویٰ وہ ہی کہ دعویٰ کرے خدای تعالیٰ مین اور اشارہ کرے خدای تعالیٰ کی طرف یا کچھ
کلام کرے خدای تعالیٰ سے اور قدم رکھے درمیان انبساط کے یہ سب جو مینے بیان کین جھوٹے اور
کاذبون کی صفات سے ہین اور فرمایا صفاتون کی طرف رجوع نہ رہین بلکہ عامل رہین اور فرمایا ہر علم
کے لیے ایک بیان ہی اور ہر بیان کے لیے ایک زبان ہی اور ہر زبان کے لیے ایک عبارت ہے اور ہر
عبارت کے لیے ایک طریقہ ہی اور ہر طریقے کے لیے ایک جماعت ہے پس جو کوئی انمین تمیز کر سکتا ہو کلام کرنا اُسکو
زیب دیتا ہی اور فرمایا جو کہ اپنے آپ کو آداب سُنّت سے آراستہ کرتا ہی حق تعالیٰ اُسکے دل کو معرفت کے نور سے
منوّر کرتا ہی اور فرمایا کوئی مقام خدا اور رسول کے فرمانون اور اخلاق کی موافقت سے بلندتر نہین ہے
اور فرمایا سب سے بڑی غفلت وہ ہی کہ خدای تعالیٰ سے غافل رہے اور اُسکے فرمانون اور معاملے
سے اور فرمایا بندہ مقہور ہی اور عمل اُسکا مقدور ہی ان دونون کے درمیان بندہ معذور ہے اور
فرمایا اپنے نفسون کو اپنے نفس کی ہوا کی راہ مین خرچ مت کرو سوای اسکے موجودات سے جہان چاہو
صرف کرو اور فرمایا افضل طاعات خیال رکھنا حق تعالیٰ کا ہی سب وقتون مین۔ اور فرمایا اگر کوئی
بیس برس تک نفاق کی راہ مین قدم رکھے اور اس ساری مُدّت مین ایک قدم اپنے بھائی
مسلمان کے نفع کے لیے اُٹھاوے بڑھ جائیگا اُس شخص سے کہ جسنے ساٹھ برس عبادت خلوص سے
اپنے نفس کی رہائی و نجات کے لیے کی ہو اور فرمایا جو کہ خدا کے سوا دوسری چیز سے آرام پاتا ہے
آخر کار وہی چیز اُسکے واسطے آفت ہوگی اور فرمایا صحیح ترین عقلون مین وہ عقل ہے کہ موافق

توفیق کے ہو دی اور بدترین طاعتون مین وہ طاعت ہی کہ جس سے خود بینی پیدا ہو اور بہترین گناہون
مین وہ گناہ ہی کہ جسکے پیچھے توبہ ہو اور فرمایا اُلفت پکڑنا اُس چیز سے کہ طبیعتون کو اُسکے
ساتھ اُلفت ہو مرد کو حقائق کے درجون سے گراتا ہی اور فرمایا اسباب پر تکیہ کرنے سے غرور
پیدا ہوتا ہی اور ٹھہرنا احوال پر خدا سے علیحدہ ہونا ہی اور فرمایا باطن جاے نظر حق ہی اور ظاہر
جاے نظر خلق ہی پس چاہیے کہ جاے نظر حق تعالی زیادہ پاک رہے جاے نظر خلق سے اور فرمایا
جسکو اوّل مدخل ہمت ہو وہ خدا تک پہونچے اور جسکو اوّل مدخل ارادت ہو وہ آخرت کو
پہونچے اور جسکو اوّل مدخل زر کے ساتھ ہو دیوے وہ دُنیا کی طرف رجوع کرے اور فرمایا وہ چیز کہ بندہ کو
آخرت سے باز رکھتی ہے وہ دُنیا ہی اور بعض کے واسطے دُنیا سرا ہی اور بعض کے واسطے ایک
تجارت گاہ کہ جسمین عزّت اور غلبہ دونون حاصل ہون اور بعض کے واسطے ایک مکتب فائدہ کہ
جسمین بزرگی بھی علم کے ساتھ ہو اور بعض کے لیے ایک مجلس و محفل اور بعض کے لیے ایک مقام
عیش اور خوشی منانے کا کہ جسمین جملہ اشیاء خواہش والی موجود ہون پس ہر ایک کو کہ اسمین ہے
اسکی ہمت کے موافق اُسکے یعنی دُنیا کے ساتھ وابستگی دی ہی اور فرمایا دلون کے لیے ایک شہوت ہی
اور روحون کے لیے ایک شہوت ہی اور نفسون کے لیے ایک شہوت ہی تمام شہوتون کو جمع کیا
پس روحون کی شہوات قُرب خدا اور دلون کی شہوات مشاہدہ اور نفس کی شہوات راحت کے لذّت
حاصل کرنا ہی اور نفس کی سرشت و پیدائش بے ادبی پر ہی اور بندہ حکم کیا گیا ہی کہ نفس کو ادب کے
ساتھ رکھے پس جب کہ نفس بے ادبی اور مخالفت کے میدان مین آتا ہی بندہ اُسکو کوشش سے اُسکی
طلب سے باز رکھتا ہی اور جس بندہ مین کہ توفیق نہین وہ نفس کے ساتھ بدی مین شریک ہوتا ہی
لوگون نے پُوچھا کہ خدای تعالی کے نزدیک کیا چیز دشمن زیادہ ہی آپنے فرمایا رویت نفس اور اُسکی
خواہشین اور اپنے افعال پر عوض چاہنا اور فرمایا منافق کی قوت و غذا کھانا اور پینا ہوتا ہی
اور مومن کی قُوت و غذا یاد الٰہی اور ریاضت ہوتی ہی اور فرمایا وہ انصاف کہ درمیان
خداوند تعالی اور بندہ کے ہی تین طور پر ہے یعنی استعانت جہد ادب۔ استعانت چاہنا بندہ کے

اور قوت دینا خدا سے۔ جہد کرنا بندہ سے اور توفیق بخشنا خدا سے اور بندگی بجا لانا بندہ سے
کرامت عطا کرنا خدا سے اور فرمایا جسکو کہ ادب صالحین کا میسر ہوا ہوگا اُسکو بساط کرامت کی
صلاحیت نصیب ہوگی اور جسکو کہ صدیقون کا ادب ملا ہوگا اُسکو اُنس اور انبساط کے بساط کی
صلاحیت نصیب ہوگی اور فرمایا جسکو کہ ادب سے بےنصیب کیا ہے اُسکو تمام خیرون اور نیکیون سے
بےنصیب کیا ہے اور فرمایا قُرب مین تقصیر ادب سخت تر ہے بہ نسبت تقصیر ادب دوری کے کیونکہ
جُہال سے گناہ کبیرہ معاف کرتے ہین اور صدیقونکو ایک ذرا سی پلک جھپکنے اور دل کے کسی طرف
جانے پر گرفتار کرتے ہین اور فرمایا جسکو کہ آداب اولیا حاصل ہوا ہوگا اُسکو بساط قُرب کی صلاحیت
نصیب ہوگی اور جسکو کہ صدیقون کا آداب حاصل ہوا ہوگا اُسکو بساط مشاہدہ کی صلاحیت نصیب
ہوگی اور جسکو کہ آداب انبیا نصیب ہوا ہوگا اُسکو بساط اُنس کی صلاحیت نصیب ہوگی اور فرمایا
تم مقام قُرب کو نہ پہونچ سکوگے کیونکہ تم نفس کے گرفتار ہو اور فرمایا کہ اگر تم مجھکو آگ مین ڈال دو تو
مجھکو اُسکا اسقدر خوف نہوگا اور اُس سے اِسقدر نہ ڈرونگا جسقدر کہ حق تعالی کی بےتوجہی اور
رُخ گردانی سے ڈرتا ہون اور فرمایا ہلاکت اولیا لحظات قلوب پر ہے اور ہلاکت عارفان اشارات
کے خطرات پر ہے اور ہلاکت موحدان حقیقت کے اشارات پر ہے اور فرمایا موحد چار قسم کے ہین۔ پہلی قسم کے
وہ کہ وقت اور حالت مین نظر کرتے ہین۔ دوسری قسم کے وہ کہ عاقبت مین نظر کرتے ہین تیسری
قسم کے وہ کہ حقائق مین نظر کرتے ہین۔ چوتھی قسم کے وہ کہ سابقت یعنی سابق ہونے مین نظر کرتے
ہین۔ اور فرمایا رسولون کا ادنی مرتبہ اعلی مرتبہ انبیا کا ہے اور ادنی مرتبہ انبیا کا صدیقون کا اعلی
مرتبہ ہے اور ادنی مرتبہ صدیقون کا ادنی مرتبہ شہدا کا ہے اور فرمایا ادنی مرتبہ رسولون کا اعلی مرتبہ
شُہدا کا ہے اور ادنی مرتبہ شُہدا کا اعلی مرتبہ صُلحا کا ہے اور ادنی مرتبہ صُلحا کا اعلی مرتبہ مومنون کا ہے
اور فرمایا حق تعالی کے بعض بندے ہین کہ اُنکا اتصال حق تعالی کے ساتھ درست ہے اور
اُنکی آنکھین ہمیشہ اُسی سے روشن اور اُنکی زندگی اُسی سے ہے اور خداوند تعالی کے ساتھ اُنکے
دلون کے اتصال کا سبب اُنکی صفائی یقین اور نظر دائمی ہے اور ایکدم کا بھی اُنکو فرصت نہین اسلیے

کہ انکی زندگی خدای تعالیٰ سے ہے اور فرمایا جب کہ بندے کو ربوبیت سے کشف حاصل ہوتا ہے
دَم مارنا اُسپر حرام ہو جاتا ہے وہ ایسا گم ہوتا ہے کہ اُسکا پتا نہین لگتا اور فرمایا اولیا خدا پر غیرت
فرض ہے پھر فرمایا کیا اچھی ہے غیرت محبت اور ہمنشینی کے وقت مین اور فرمایا صاحب غیرت کو
ایک ایسی صحیح حالت حاصل ہوتی ہے کہ اُسکا قتل ہونا فاضلتر اُس سے ہووے کہ اُسکے غیر کا یعنے
حال صحیح صاحب غیرت کا ایسا بے نہایت ہوتا ہے کہ جو اُسکو قتل کرے ثواب پاوے تاکہ اُس غیرت
کی آگ سے نجات پاوے اور فرمایا ہمت وہ ہے کہ عوارض سے کوئی شی اُسکو باطل نہ کر سکے اور
ہمت وہ ہے کہ دُنیا مین نشو و نما ہے اور فرمایا زندگی محبت کی دل سے ہے اور زندگی مشتاق کی آنسوؤن
سے اور زندگی عارف کی ذکر سے اور زندگی موحد کی زبان سے اور زندگی صاحب تعظیم کی نفس سے
اور زندگی صاحب ہمت کی نفس کی بُریدگی اور علیحدگی سے اور یہ زندگی جلنا اور غرق
ہو جانا ہے اور اگر کوئی کہے زندگی موحد کی زبان سے کس طرح ہے تو ہم کہین گے (یہ مقولہ حضرت
فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف اس کتاب کا ہے) کہ اُسکا باطن تمام توحید سے معمور ہوتا ہے
اور اُسکو ذرے کے برابر باطن سے خبر نہین ہوتی بجز زبان ہلانے کے جیسے کہ حضرت بایزید
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین برس ہو گئے کہ بایزید کو تلاش کر رہا ہون اور اُسکا پتہ نہین پاتا اور
زندگی صاحب تعظیم کی نفس سے اسطرح ہوتی ہے کہ زبان اُسکی بیکار ہو جاتی ہے صرف دَم باقی رہتا ہے
اور زندگی صاحب ہمت کی اُسکے نفس کی علیحدگی ہوتی ہے اور اگر اُس ہیبت مین دَم مارے
ہلاک ہووے جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ میرا ایک وقت ہے کہ جسمین
نہ مین سماتا ہون کہ نبی مرسل ہون اور نہ جبرئیل اور فرمایا علم چار ہین علم معرفت علم عبادت
علم عبودیت علم خدمت اور فرمایا حقیقت اسم بندہ ہے اور ہر ایک حق کے لیے ایک حقیقت ہے اور
ہر ایک حقیقت کے لیے ایک حق ہے اور ہر ایک حق کے لیے ایک حق ہے یعنے جو حقیقت کہ تو جانے
اسم بندہ ہووے اور وہ بے نشان ہے اور بے نہایت ہے اور بے نشان بے نہایت کے مانند ہووے
اور فرمایا حقیقت توحید نشان توحید ہے اور یہ بات ہر ایک حقیقت کے لیے ایک حق ہووے

بیان اسکا یہ ہی کہ حقیقت اسم بندہ ہو وے اور فرمایا صدق توحید یہ ہی کہ ایک ہی پر قائم ہو وے
اور فرمایا محبت دوامی عتاب ہو وے اور فرمایا جب محب مملکت کا دعوی کرتا ہی محبت دور پڑتا ہے
اور فرمایا وجد او وجدان سے علیحدگی کا نام ہی تاکہ ارادہ کا نشان ظہور مین نہ آئے نہ غم ہی غم ہو
اور فرمایا جب کہ تو وجد کی یاد کر سکے وجد تجھ سے دور ہی اور فرمایا نشان نبوت اٹھ جانا پردہ کا ہی
کہ درمیان حق تعالی کے اور دلون کے کوئی چیز حائل نہین رہتی اور فرمایا علم بڑی ہیبت اور حیا
کا نام ہی جب ان دونون سے بندہ دور رہتا ہی کچھ اسمین ظاہر نہین ہوتا اور فرمایا جسکی توبہ عمل
سے درست ہے وہ مقبول ہے اور فرمایا عقل آلہ عبودیت کا ہی نہ آلہ ربوبیت پر بلندی پانے کا
اور فرمایا جو کہ خدا پر توکل کرے وہ متوکل ہے خدا پر اپنے توکل پر نہ واسطے کسی اور چیز کے اور
فرمایا توکل کرنا خدا پر نیک التجا ہے اور صدق خدا کے ساتھ محتاجی ہی اور فرمایا توکل وہ ہے
کہ جب شدت فاقہ تجھ مین ظاہر ہو وے تو تو کسی سبب کی طرف نظر نہ کرے اور اسطرح ثابت قدم رہے
کہ حق تعالے جانے کہ تو اپنے توکل پر ثابت و قائم ہے اور فرمایا معرفت کے تین رکن ہین ہیبت
حیا انس اور فرمایا خداوند تعالے کے قدیم اختیار مین دل کا نظر کرنا رضا ہی کہ جس چیز کو کہ
ازل مین بندہ کے لیے پسند کیا ہے اور اسکا ترک کرنا باعث خشم و غصے کا ہی اور فرمایا رضا وہ ہی
کہ دل سے دو چیزون پر نظر کرے ایک وہ کہ دیکھے کہ جو کچھ کہ وقت پر مجھے پہونچا روز ازل مین
ایسا ہی میرے لیے چاہا ہی اور دوسرے وہ کہ دیکھے کہ جو کچھ کہ حق تعالی نے میرے واسطے پسند کیا ہی
نیکوتر اور فاضلتر ہے اور فرمایا اخلاص وہ ہی کہ خالص ہو وے آفتون سے اور فرمایا تواضع قبول
حق ہے اور فرمایا تقوی کے لیے ایک ظاہر ہی اور ایک باطن اسکا ظاہر حدون کا نگاہ رکھنا ہے
اور باطن اسکا نیت ہے اور اخلاص لوگون نے پوچھا کہ ابتدا اس کام کی کیا ہی اور اسکی
انتہا کیا آپ نے فرمایا اسکی ابتدا معرفت ہے اور اسکی انتہا توحید اور فرمایا دو چیز کو نگاہ رکھنا ہے
پہلے آداب عبودیت کو دوسرے تعظیم حق معرفت اور ربوبیت کو اور فرمایا جس چیز کو نیک
فرمایا ہے اس پر ثابت قدم ہونا ادب ہے لوگون نے پوچھا یہ کیونکر ہے آپ نے فرمایا اسطرح کہ تو

مخوا ہم ادا کیا

فرمایا خداوند تعالے کے ساتھ ظاہر و باطن مین ادب کے ساتھ بجالا وے جب کہ اس طرح
بجالایا بس ادب ہے اگرچہ عجمی یعنے عرب کا باشندہ ہو بلکہ ایرانی و تورانی ہو لوگون نے
پوچھا کہ طاعت سے کون سی طاعت فاضلتر ہے فرمایا حق تعالے کا مراقبہ ہر وقت پوچھا
شوق کیا ہے فرمایا دل کا جلنا اور جگر کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا اور آگ کا اس کے اندر بھڑکنا
پوچھا شوق برتر ہے یا محبت۔ فرمایا محبت کیونکہ شوق اسی سے پیدا ہوتا ہے اور فرمایا جب کہ
حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کا آوازہ ہر چہار طرف پھیلا تو تمام چیزین انپر رُوئین مگر چاندی
اور سونا نہ رویا حق تعالی نے انکی طرف وحی بھیجی کہ تمکو حضرت آدم پر رونا کیون نہ آیا انھون نے
جواب دیا کہ بار خدایا ہم نہ روئین گے ایسے شخص پر کہ تیرا نافرمان ہوا ہو حق تعالی نے فرمایا کہ
مجکو میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مین ساری چیزون کی قیمت تم مین ظاہر کرون گا اور
تمامی آدم کے فرزندون کو تمھارا خادم بناؤن گا کہتے ہین ایک شخص نے آپ سے کہا کہ مین
عزلت وگوشہ نشینی اختیار کرنا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو مخلوق سے علحدگی اختیار کر کے
کسکی صحبت مین رہیگا اور کسکے ساتھ اختلاط و آمیزش رکھے گا اُس مرد نے کہا تو آپ ہی فرمایئے
کہ مین کیا کرون آپ نے فرمایا کہ ظاہر مین خلق کے ساتھ بسر کر اور باطن مین حق تعالی کے ساتھ
ایک روز آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آدمی کا مرتبہ کس چیز سے بلند ہوتا ہے بعض نے کہا کہ روزون
کی زیادتی سے بعض نے کہا کہ نماز کی مداومت و ہمیشگی سے اور بعض نے کہا مجاہدے سے اور بعض
نے کہا محاسبے سے اور بعض نے کہا موازنے سے اور بعض نے کہا مال کے خرچ کرنے سے آخر مین آپ نے
فرمایا بلندی نہین پائی مگر اُس شخص نے کہ جسکو خوی خوش عطا فرمائی ہے نقل ہے کہ ایکبار آپ نے
اصحاب کے روبرو پاؤن پھیلائے اور فرمایا ترکِ ادب درمیان اہل ادب ادب ہے جیسے کہ جناب
رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو اپنے مبارک
پاؤن دراز فرمائے تھے کیونکہ انکے ساتھ بہت صفائی تھی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے
آنحضرت نے پاؤن مبارک کھینچ لیے۔ نقل ہے کہ لوگون نے حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ کو زندیق مشہور کیا

اور خلیفۂ وقت سے جاکر کہا علی بن عیسیٰ جو کہ وزیر تھا غصے میں آیا اور آپ کو بلایا اور بہت سی
آپ پر سختی کی آپ نے بھی اُسکو سخت کہا وزیر آگ بگولا ہوگیا اور حکم دیا آپ کے پاؤن سے
موزہ اُتار کر آپ کے سرِ مبارک پر مارنے لگے آپ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو آپ نے
اُسکے واسطے بددعا کی کہ قَطَعَ اللّٰہُ یَدَیکَ وَرِجلَیکَ یعنی کاٹے جائیو تیرے ہاتھ اور پاؤن اور
جان بحق تسلیم ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۔ ایک مدت کے بعد خلیفہ وزیر پر غصے ہوا اور
حکم دیا کہ اُسکے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالیں بعض مشائخ حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض
کرتے ہیں کہ آپ نے کیون وزیر کے واسطے بددعا کی آپ کو لازم تھا کہ اُسکے حق میں نیک دعا کرتے
بعض مشائخ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ بددعا آپ نے اسواسطے کی کہ وہ مسلمانون کے حق میں ظالم تھا
اور بعض یون کہتے ہیں کہ حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ اہلِ فراست تھے آپ نے غور فرمایا کہ
اسکے ساتھ کیا معاملہ کرینگے موافقت قضا و قدر کی حق تعالےٰ نے آپ کی زبان پر یہ کلمات
کہ کاٹے جائیو ہاتھ اور پاؤن اُسکے ۔ جاری کیے آپ کو درمیان میں کچھ سروکار نہ تھا اور مجھکو
ایسا معلوم ہوتا ہی (یہ مقولہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے) کہ ابنِ عطار رحمۃ اللہ
علیہ نے اُسکے واسطے نیک چاہا ۔ بد اسلیے کہ وزیر نے درجۂ شہادت پایا اور دنیا کی خواری سے نجات
پائی کیونکہ دنیا کا مال و مرتبہ و عہدہ درحقیقت بمقابلہ اُس درجے کے کہ اُسکو حاصل ہوا ایک ناچیز تھا
پس درحقیقت آپ نے اُسکے حق میں دعای نیک فرمائی کہ جسکی بدولت وہ وزیر اس رتبے کو پہونچا
اور دوسرے یہ کہ عذاب اِس جہان کا بمقابلۂ عذابِ آخرت کے کچھ بھی نہیں ہے پس بہت مناسب ہوا
کہ وہ اپنے اعمال کی سزا یہین پاکر پاک و صاف اُس جہان کو گیا ۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔

اکاونواں باب حضرت ابراہیم بن داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ پرہیزگارون کے قبلہ وہ برگزیدہ لوگون کے پیشوا وہ مرغ جال میں سبقت کرنیوالے وہ وہ شخص

شام بن صبح صادق کا جلوہ دکھانے والے وہ فانی بخود اور باقی بحق پرہیزگار کامل حضرت
ابراہیم بن داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ اکابر علما اور مشائخ کبار اور قدمای طریقت سے تھے اور
بزرگوار و صاحب کرامات تھے اور ریاضت اور کلمات عالی رکھتے تھے اور بزرگان شام سے تھے
اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ لوگوں سے ہیں اور حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ و عبد اللہ
بن جلا رحمہ کے یاروں سے تھے اور آپ کی عمر شریف بڑی ہوئی۔ نقل ہے کہ ایک درویش
جنگل میں جا رہا تھا ایک شیر نے اسپر حملہ کیا جب وہ شیر اس درویش کے نزدیک پہونچا اور درویش
کی نظر اسپر پڑی تو شیر نے اپنی گردن جھکالی اور چپکا چلا گیا درویش کو تعجب ہوا جب اُسنے غور کی تو
معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم بن داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقے کا ایک ٹکڑا اُسکی گدڑی میں ٹکا تھا
پس وہ درویش تاڑ گیا کہ اسی کی برکت سے شیر نے مجھکو کچھ نہ کہا اور راہ اپنی لی۔ کلمات حضرت ابراہیم بن
داؤد الرقی رحمۃ اللہ علیہ کے آپنے فرمایا کہ حق کو ثابت کرنا معرفت ہے سوا ان چیزوں کے کہ آدمی کا وہم
ان تک پہونچتا ہے اور فرمایا قدرت آشکارا و ظاہر ہے اور آنکھیں کھلی ہیں لیکن بصارت بینائی کی ضعیف ہے
اور فرمایا حق کی دوستی کا نشان طاعت و عبادت کی زیادتی ہے اور متابعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اور فرمایا مخلوق میں ضعیف تر وہ ہے کہ خواہش نفسانی کے ترک کرنے سے عاجز ہو اور قوی تر
وہ ہے کہ خواہش نفسانی کے ترک کرنے پر قادر ہو اور فرمایا ہر آدمی کی قیمت و قدر اُسکی ہمت کے موافق
ہے اگر اُسکی ہمت دنیا میں مصروف ہے تو وہ بے قدر ہے اور اگر اُسکی ہمت حق تعالی کی رضامندی پر ہے
تو ممکن ہے کہ کامل قدر و منزلت پاوے اور اُسپر وقعت حاصل کرے اور فرمایا راضی وہ ہے کہ سوال نکرے
اور دعا میں مبالغہ کرنا رضا کے خلاف ہے اور فرمایا توکل راضی ہونا اور قرار پکڑنا ہے ان چیزوں پر
کہ حق تعالی نے جنکا وعدہ فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو شی کہ مقدر ہے تجھکو بغیر تکلیف و مشقت کھینچے پہونچتی ہے
اور اگر تو زیادہ طلبی کرے تو اسمیں بجز رنج و محنت کے اور کچھ نہیں ہے اور فرمایا درویشوں کی کفایت
توکل پر ہے اور تونگروں کی کفایت یہ کہ مال و اسباب پر اعتماد رکھتے ہیں اور فرمایا درویشوں کا
ادب کرنا اسوقت ہو کہ حقیقت سے علم کی طرف رجوع کریں اور فرمایا جب تک کہ تیرے دل میں خطرہ ہووے

یقین جان کہ خدا تعالے کے نزدیک تیری کچھ قدر و منزلت نہیں ہے اور فرمایا جو کہ سوای خدا تعالے کے دوسری چیز کو اپنی عزت کا باعث خیال کرتا ہو سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنی عزت میں خوار ہے اور فرمایا مجھے دنیا مین دو چیز پسند ہین ایک صحبت فقرا اور دوسرے حرمت اولیا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

باونوان باب حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ مجاہد مردان مرد وہ مبارز میدان درد وہ خو کردہ تقوی وہ پروردہ معنی وہ مخلص مجتبا حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ حضرات صوفیای کرام کے عابدون اور زاہدون سے تھے اور تابعین ہین آپکے زہد کے برابر کسی کا زہد نہ تھا اور مراقبے اور محاسبے مین کمال رکھتے تھے اور معرفت اور حالت اپنی کو بہت چھپاتے تھے اور ریاضت بہت کرتے تھے اور دنیا سے بالکل علیحدہ رہتے تھے اور کلمات شافی فرمایا کرتے تھے اور بہت سے مشائخ کبار کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے نقل ہے کہ آپنے ستر ہزار درم میراث مین پائے تھے آپنے اپنی کھانے اور خرچ مین اُن درمون سے ایک درم بھی خرچ نہ کیا بلکہ کھجور کے پتون کو بنکر اپنی قوت و غذا اُس سے بہم پہونچاتے آپ چالیس برس تک پرانا خرقہ پہنے رہے اور ہرگز نیا خرقہ نہ پہنا نہ ملکی نہ عاریتی سوای اُس پرانے خرقے کے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپنے حذیفہ مرعشی کو خط لکھا کہ ای حذیفہ مینے سنا ہو کہ تو نے اپنے دین کو دو حبے زر کے عوض بیچ ڈالا ہو اور وہ یہ ہے کہ تو ایک روز بازار مین ایک شخص سے ایک چیز خریدتا تھا وہ شخص ایک دانگ اُسکی قیمت مانگتا تھا اور تو تہائی کی تہائی دینا چاہتا تھا اور اس سبب سے کہ وہ تجکو پہچانتا تھا وہ تیری نکوکاری کے لحاظ سے کچھ نہ کہہ سکا اور تجکو وہ چیز اُسی تھوڑی قیمت پر دیدی (یہ مقولہ حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے) پوشیدہ نہ رہے کہ اس حکایت کو دوسری کتابون مین اسکے برعکس لکھا ہے لیکن مینے معتبر کتابون مین اسیطرح پایا اور یہ بھی حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ نے حذیفہ کو لکھا کہ جو شخص کہ فضائل کو گناہ سے زیادہ دوست رکھتا ہو وہ فریب مین ہو اور جو کوئی قرآن پڑھتا ہو دنیا کمانے کو وہ ٹھٹھا کرنیوالا ہی حالانکہ مین ڈرتا ہون

کہ ہمارے اعمال خیر پر زیادہ خرابی لانے والے ہیں ہمارے گناہ سے اور جسکے کہ دل میں
درم اور دینار کی وقعت آخرت سے زیادہ ہو تعجب ہے کہ وہ کس طرح امید وار ہو حق تعالےٰ کے
ساتھ اپنے دین اور دنیا میں اور فرمایا اگر میں صدق دل سے ایک رات اپنے خدا کے واسطے
کام کروں اُسکو میں جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور یہ بھی آپ نے
حذیفہ کو لکھا کہ اے حذیفہ میں تجکو وصیت کرتا ہوں تقویٰ کی ساتھ حق تعالےٰ کے اور اُس پر عمل
کرنے کی کہ جسکی تجکو اُسنے تعلیم دی ہو اور ایسے مراقبے کی کہ کوئی شخص نہ دیکھے تجکو اُس جگہ میں کہ
جہاں تو مراقبہ کرے سوائے حق تعالےٰ کے اور موافقت کرنے کی اُس چیز کے ساتھ کہ اُسکے دفع کرنے کی
کسی شخص کو طاقت و مجال نہیں ہے اور اُسکے نازل ہونے کی پشیمانی فائدہ نہیں رکھتی اور شبلی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ غایت تواضع کیا ہو آپ نے
فرمایا جب کہ گھر سے باہر نکلو جسکو دیکھو ایسا جانو کہ تمسے بہتر ہے اور تھوڑی تقویٰ کی جزا بہت
عملوں کے برابر عطا کرتے ہیں اور تھوڑی تواضع کا عوض بہت مجاہدے کے برابر دیتے ہیں اور فرمایا علامت
تواضع کی یہ ہو کہ حق تعالےٰ کے احکام جس سے سُنے قبول کرے اور عاجزی و نرمی کرے ہر شخص کے
ساتھ اگرچہ ادنیٰ ہی شخص کیوں نہو اور عزت اور حرمت رکھے اُس شخص کی کہ مرتبے میں اُس سے
بالاتر ہو اور اگر کوئی اپنا نقصان بھی دیکھے تو بھی برداشت کرے اور جو کچھ کہ خداے تعالےٰ دیوے
اُسپر شکر کرے اور غصے کو کہا دے یعنے کبھی غصہ نہو اور جہاں کہ رہے متوجہ طرف خدا کے رہے اور تونگروں
پر تکبر کرے اور فرمایا توبہ کے دس مقام ہیں۔ دور ہونا جاہلوں سے اور باز رہنا منع کی گئی چیز دل
سے اور منھ پھیرنا تکبر کرنے والوں سے اور گس پڑنا پسندیدہ اور مقبول چیزوں اور شخصوں میں اور دوڑنا
طرف نیکیوں کے اور ہمیشگی کرنا توبہ پر اور غایت قدم رہنا توبہ پر اور ادا کرنا حقوق کا اور طلب
کرنا غنیمت کا اور زائل کرنا قوت کا اور فرمایا علامت زہد کی دس ہیں ترک کرنا موجود کا اور
ترک کرنا آرزوے مفقود کا اور کہجا آوری خدمت معبود و مقررہ کی اور آشنا ہونا مولیٰ اور صفائے
باطن اور مقرر ہونا ساتھ پرہیزگی کے اور احترام شفقت کا اور زہد مباح میں اور طلب منافع

آخرت میں اور کمی کرنا آرام و آسائش میں۔ اور فرمایا علامات زہد سے ایک یہ ہے کہ جانے
بندہ زہد نہیں کر سکتا اور نہ زہد کو اختیار کر سکتا ہے مگر اسوقت کہ حق تعالیٰ کی امان میں
ہو جائے اور فرمایا ورع کی علامت دس ہیں غور و تامل کرنا مشابہات میں اور باہر آنا
شبہات سے اور تلاش و جستجو کرنا نیک و بد میں اور تشویش سے علیحدہ رہنا اور خیال رکھنا نفع
اور نقصان کا اور مداومت کرنا رضای رحمٰن پر اور صفائی و صدق کے ساتھ امانت کو رکھنا اور
آفت کی جگہ سے رو گردانی کرنا اور دور رہنا طریق آفات سے اور رو گردانی کرنا فخر کرنے سے اور
فرمایا علامات صبر کی دس چیزیں ہیں حبس کرنا نفس کا اور مضبوط کرنا درس کا اور ہمیشگی کرنا اور
طلب انس کے اور دور کرنا بے صبری کا اور قدرت چاہنا تقوی کی اور حفاظت کرنا عبادات کی
اور کمال و انتہا کو پہونچانا واجبات کو اور سچائی معاملات میں اور طول قیام مجاہدات میں اور
اصلاح کرنا گناہوں کی اور فرمایا محو نہیں کرتی کوئی چیز شہوت کو دل سے مگر وہ خوف کہ مرد کو
آمادہ کرتا ہو یا وہ شوق کہ مرد کو بے آرام کرتا ہو اور فرمایا مراقبے کی کئی علامت ہیں پسند کرنا
اس چیز کو کہ حق تعالیٰ نے اسکو پسند کیا ہو اور ارادہ کرنا نیک ساتھ خدای تعالیٰ کے اور پہچاننا
کمی اور زیادتی دونوں کا خدای تعالیٰ کی طرف سے اور آرام پکڑنا دل کا ساتھ خدای تعالیٰ کے
اور علیحدہ ہونا تمام خلائق سے اور رجوع کرنا طرف خدای تعالیٰ کے اور فرمایا صادق کی کئی علامات
ہیں دل کو ساتھ زبان کے ٹھیک کہنا اور قول کو ساتھ فعل کے برابر رکھنا اور اپنی تعریف کی
طلب سے درگذرنا اور سرداری و ریاست کو اختیار نکرنا اور آخرت کو دنیا پر اختیار کرنا اور نفس پر
قہر کرنا اور فرمایا توکل کی بھی کئی علامات ہیں آرام و تسلی پانا اس چیز کے ساتھ کہ حق تعالیٰ نے
اسکی ضمان کی ہو اور ثابت قدم ہونا اسپر جو کہ اسکو پہونچے بلند و پست سے اور گردن جھکا نا ہر جائے
پر اور تعلق پکڑنا دل کا درمیان کاف و نون کے یعنی ایسا جانے کہ ابھی کاف ساتھ نون کے
نہیں ملا ہے اسلیے جو کچھ کہ کاف اور نون ہووے توکل درست ہووے اور قدم عبودیت میں رکھنا
اور ربوبیت سے باہر آنا یعنے دعوی فرعونی اور خود دینی کا نکرنا اور ترک اختیار کرنا اور خلائق

سے نا امید ہونا اور خلائق سے علیحدگی کرنا اور حقائق میں داخل ہو کر دقائق کو حاصل کرنا اور فرمایا عمل کر و اُس مرد کے عمل کے مانند کہ جو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اُسکو نجات نہ حاصل ہوگی مگر اُس عمل سے اور توکل کر و اُس مرد کے توکل کے مانند جو آنکھوں سے دیکھ رہا ہو کہ اُسپر نازل نہوگا مگر وہ جو حق تعالی نے روز ازل میں اُسکی تقدیر میں لکھدیا ہو اور حکم کیا ہو اور فرمایا اُنس کی پانچ علامت ہیں ہمیشہ خلوت میں بیٹھنا اور مخالطت و آمیزش سے بہت ہی گھبرانا اور ذکر حق سے لذت پانا اور مجاہدہ میں راحت پانا اور بندگی کی رستی میں جنگل مارنا اور فرمایا حیا کی علامت انقباض و دلبستگی دل کی ہو بباعث عظمت پروردگار کے اور وزن کرنا بات کا قبل کہنے کے اور دور رہنا اس چیز سے کہ جسکے لیے عذر خواہی ہو اور ایسی چیزیں کہ جسمیں غور کرنے سے شرمندگی حاصل ہو غور نکرنا اور آنکھ زبان کان کا نگاہ رکھنا اور شرمگاہ اور پیٹ کی حفاظت کرنا اور دنیا کی زندگی کی آرائش کو ترک کرنا اور گورستان اور مُردوں کی یاد کرنا اور فرمایا شوق کے لیے علامتیں ہیں دوست رکھنا موت کو راحت کے وقت میں اور دشمن رکھنا زندگی کو خوشی و طرب میں اور وقت صحت و رغبت کے اور اُنس پکڑنا ساتھ ذکر حق تعالی کے اور بیقرار ہونا وقت پراگندگی نعمتوں حق سبحانہ تعالی کے اور خوش ہونا وقت تفکر کے علی الخصوص وقت مشاہدے کے لوگوں نے جمع اور تفرقے سے سوال کیا آپ نے فرمایا جمع دل کا جمع کرنا ہو معرفت میں اور تفرقہ متفرق کرنا ہے احوال میں اور آپ کا مقولہ ہے کہ نماز جماعت فریضہ نہیں طلب حلال فرض ہے رحمۃ اللہ علیہ ؛

دو سو تئیسواں باب حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق النہرجوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ مشرف رقم فضیلت وہ مقرب حرم وسیلت وہ منور حالات وہ معطر مسالک وہ شاہد مقامات مشہوری حضرت ابو یعقوب بن اسحٰق النہرجوری رحمۃ اللہ علیہ بزرگ صوفیائے کرام سے تھے اور لطف عظیم رکھتے تھے اور خدمت

اور ادب میں مخصوص اور مقبول اصحاب تھے اور سوز نہایت رکھتے تھے اور مجاہدہ بہت اور مراقبہ کامل اور کلمات پسندیدہ رکھتے تھے اور کہا ہے کوئی پیر مشائخوں سے زیادہ نورانی آپ سے نہ تھا آپ حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور برسوں مجاور حرم رہے اور وہیں وفات پائی — نقل ہے کہ آپ ایک گھڑی عبادت اور مجاہدہ سے چین نہ لیتے تھے اور ایک دم خوش دل نہ ہوتے تھے ایک بار آپ رو رو کر حق تعالیٰ سے مناجات کر رہے تھے ندا آئی کہ یا یعقوب تو بندہ ہے اور بندہ کو راحت اور آرام کے ساتھ کیا کام۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اے شیخ میں اپنے دل میں سختی پاتا ہوں اور میں نے اسکا ذکر فلاں شیخ اور فلاں شیخ سے جو کیا تو ایک نے تو روزے کو فرمایا اور دوسرے نے سفر کو اور میں نے دونوں کو کیا لیکن دل کی سختی زائل نہ ہوئی اب آپ فرمائیے کیا فرماتے ہیں حضرت یعقوب بن اسحٰق النہرجوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انھوں نے تیری کار میں خطا کی تیرا طریق یہ ہے کہ جس وقت کہ لوگ سوتے ہوں تو مسجد میں جائے اور نالہ و زاری کرے اور گڑگڑائے اور زبان پر لائے خدایا میں تیری کار میں متحیر ہوں میری مدد کر اس مرد نے کہا کہ میں نے ویسی ہی کیا جیسے کہ آپ نے فرمایا میری سختی دل زائل ہوگئی ایک اور شخص نے آپ سے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں لیکن دل میں اسکی حلاوت وغیرہ نہیں پاتا آپ نے فرمایا جب کہ تو دل کی طلب نماز میں کریگا نماز کی حلاوت نہ پاویگا جیسا کہ ایک مثل میں کہا ہے کہ اگر سفر میں تو گدھے کے پاؤں میں عقیلہ یعنی رسی ڈالیگا عقبہ یعنی راہ کو طے نہ کر سکے گا اور آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے ایک کانے شخص کو دیکھا کہ طواف میں کہہ رہا تھا اعوذ بک منک یعنی پناہ ڈھونڈھتا ہوں میں تجھ سے ساتھ تیرے میں نے کہا یہ کیا دعا ہے اس نے کہا کہ ایک دن میں نے نظر کی طرف ایسے شخص کے کہ وہ مجھے دیکھنے میں بہت اچھا معلوم ہوا اتنے ہی میں ہوا کا ایک تھپیڑا آیا اور میری اس آنکھ پر لگا کہ میں نے اس سے اسکو دیکھا تھا اور پھوٹ گئی میں نے ایک آواز سنی کہ تو نے ایک نظر کی ایک طمانچہ کھایا اگر زیادہ دیکھتا زیادہ سزا کا مستحق ہوتا اور آپ نے فرمایا دنیا دریا ہے اور اسکا کنارہ آخرت ہے اور اسکی کشتی تقویٰ اور آدمی سب مسافر اور فرمایا جس کسی کی کہ سیری و آسودگی کھانے پر موقوف ہے وہ ہمیشہ بھوکا ہے

اور جو کسی کی توانگری مال پر ہے وہ ہمیشہ درویش ہے اور جو کہ اپنی حاجت کو خلق کے روبرو
روشن کرتا ہے ہمیشہ محروم رہتا ہے اور جو کہ اپنے کام میں خدای تعالی سے مدد چاہیگا ہمیشہ
ذلیل و رسوا ہوگا اور فرمایا زوال نہیں ہے اس نعمت کو جسکا کہ تو شکر کرے اور پائداری نہیں ہے
اس نعمت کو کہ جسکی تو ناشکری کرے اور فرمایا جب بندہ یقین کی حقیقت کے کمال کو پہونچا بلا
اسکے نزدیک نعمت ہوجاتی ہے اور رجا مصیبت اور فرمایا اصل ریاضت کم کھانا ہے اور کم بولنا
اور کم سونا اور خواہشوں کو چھوڑنا اور فرمایا جب کہ بندہ اپنی خودی سے فانی ہوتا ہے حق تعالے سے
باقی ہوتا ہے اسلیے اسنے اسکو کسی نام سے نہ پکارا بلکہ اسطرح ارشاد فرمایا الا بعبدہٖ فاوحی الی عبدہٖ ما
اوحی اور فرمایا جو کہ عبودیت میں استعمال علم رضا کا نکرے اور عبودیت فنا میں اور بقا میں
اسکی درست نہو وہ مدعی اور کذاب ہے اور فرمایا شادی کی تین قسم ہیں ایک شادی خدای
تعالی کی طاعت پر اور دوسری شادی خدای تعالی کی نزدیکی پر اور خلق سے دوری پر تیسری
شادی خدا کے یاد کرنے اور خلق کے فراموش کرنے پر اور اسکا نشان کہ شادی خدای تعالے
پر ہو تین چیز ہیں ایک یہ کہ ہمیشہ عبادت میں مشغول ہو دوسری وہ کہ دنیا اور اسکے لوگوں سے
دوری تیسرے وہ کہ خلق کی حاجت کا نظروں سے گرجانا کہ کسی چیز کو یاد نکرے سوای خدا کے
مگر اس چیز کو کہ خدا کے لیے ہو اور سب سے اچھا کام وہ ہے کہ علم سے علاقہ رکھتا ہو اور فرمایا سب سے
بڑا عارف وہ ہے کہ حق تعالی کے جلال و جمال میں متحیر ہو اور فرمایا عارف حق تعالے تک
نہیں پہونچتا جب تک کہ تین چیزوں سے دل کو قطع نکرے یعنی علم اور عمل اور خلوت سے یعنے ان
تینوں میں ان تینوں سے جدا ہو ایک نے آپ سے پوچھا کہ عارف کسی چیز پر تاسف کھاتا ہے
سوای خدای تعالی کے آپنے فرمایا کہ عارف کسی چیز کو سوای خدا کے نہیں دیکھتا ہے کہ اسپر افسوس
کھاے گا سائل نے پوچھا کہ عارف کونسی آنکھ سے کل چیزوں کو دیکھتا ہے آپنے فرمایا فنا اور نیستی
کی آنکھ سے اور فرمایا مشاہدہ ارواح تحقیق ہے اور مشاہدہ قلوب تحقیق اور فرمایا جمیع معنی حق کے
اسمای اشیا سے پر قائم ہیں اور تفرقہ صفت خلق کی ہے باطل ہے یعنی جو کچھ کہ سوای حق کے ہے

باطل ہے بہ نسبت حق کے اور جو صفت کہ وہ باطل کرے حق کو وہ تفرقہ ہی اور فرمایا جمع وہ ہے کہ
تعلیم دی حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء سے اور تفرقہ وہ ہی کہ اسکے علم پراگندہ ہوا اور منتشر ہوا
اُسکے باب میں اور فرمایا رزق متوکلوں کا خداوند تعالے کیطرف سے پہونچتا ہی خدا کے علم سے اُنکو
اور اُنکو پہونچتا ہی بغیر کسی شغل اور رنج کے اور جو اُنکے علاوہ ہیں وہ دن بھر رزق کی تلاش میں مشغول
رہتے ہیں اور رنج کھینچتے ہیں اور فرمایا درحقیقت متوکل وہ ہی جسنے کہ اپنا رنج و بار خلق سے اُٹھا لیا ہو
نہ شکایت اُس چیز کی ہو کہ اُسکو ملے اور نہ برائی اُسکی کہ اُسکو منع کرے اسلیے کہ نہیں دیکھتا ہے
منع اور عطا مگر خداے تعالیٰ سے اور فرمایا توکل درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھا کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے اسوقت میں کہ اُنسے فرمایا کہ آپ کو کچھ حاجت ہی آپنے کہا تیرے ساتھ نہیں
اسلیے کہ اپنے نفس سے غائب تھے اور خدا کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھتے تھے اور فرمایا اہل توکل کو حقائق
توکل میں ایسے اوقات ہیں غلبات میں کہ اگر اُس غلبات میں آگ پر چلے جاویں تو بھی ذرا سا بھی
آزار نہ پاویں اور اگر اس غلبہ کے [illegible]
تیر اُنکے ماریں اور اُنکو گھائل کردیویں اُنکو ذرا درد نہ معلوم ہووے اور بھی ایک وقت ایسا ہوتا ہے
کہ اگر ایک مچھر اُنکے ڈنک مارے تو اُنکو ایذا معلوم ہو اور تھوڑی سی حرکت پر بیقرار ہوجاویں اور
اُس صدمے کی برداشت نکر سکیں لوگوں نے آپ سے پوچھا خدا کی راہ کیونکر اور کس طرح ہے
آپنے فرمایا جاہلوں سے دور رہنا اور عالموں کے ساتھ صحبت رکھنا اور علم کا عمل میں لانا اور
ہمیشہ حق تعالے کا ذکر کرنا لوگوں نے تصوف کو پوچھا آپنے فرمایا تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَہَا
مَا کَسَبَتْ یعنی وہ لوگ گذر گئے اُنہی کے واسطے ہوا جو کچھ اُنھوں نے کیا پس آخر میں ذرات
قلوب کے ہیں امانت حضور سے اسلیے کہ سب کو خطاب کیا ہی حق تعالیٰ نے اور وہ سب ذرات کی
صورت میں تھے کہ خبر دی ہی گویا قال عزوجل اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنے جیسا کہ فرمایا خدا نے
غالب اور بزرگ نے کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں سب ذروں نے کہا بیشک تو ہمارا
پروردگار و مالک ہے رحمۃ اللہ علیہ ۔ واللہ اعلم ۔

چہتّرواں باب حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ مجذوبِ ہمہ جذب و بے عقل ہمہ کرب و پروانۂ شمعِ جمال و شیفتۂ صبحِ وصال و ساکنِ مضطرب محبوبِ حق حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اپنی شان میں یگانہ تھے اور مقبولِ اہلِ زمانہ اور الطف مشائخ تھے اور اشارات لطیف اور رموز عجیب غریب رکھتے تھے اور محبت میں ایک آیت تھے اور تمامی مشائخ آپ کی بزرگی کے معترف تھے اور آپ کو بباعث کمال محبت کے سمنون محب کہتے تھے اور آپ خود اپنے آپ کو سمنون کذاب فرمایا کرتے تھے آپ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور آپ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصروں سے تھے اور آپ کا محبت میں مذہب خاص ہے اور آپ نے محبت کو معرفت پر مقدم رکھا ہے اور اکثر مشائخوں نے صوفیائے کرام سے معرفت کو محبت پر مقدم رکھا ہے اور آپ کا یہ قول ہے کہ محبت اصل [illegible] ہے اور وہ زوال در مقامات تمامی جو نسبت سے علاقہ رکھتے ہیں مقابل محبت کے بازی ہیں اور جہاں کہ طالب اسکو سمجھا ناظر ہے پھر اسکو زوال نہیں آتا اور محل محبت میں جب تک کہ ذات موجود ہے۔ نقل ہے کہ جس وقت کہ آپ حج سے واپس آ رہے تھے اہلِ فید نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں وعظ سنائیے آپ منبر پر گئے اور وعظ فرمایا جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سامعین میں میرے وعظ نے کچھ اثر نہ کیا آپ نے رخ طرف قندیلوں کے کیا اور فرمایا کہ اے قندیلو ایسے تم سے ذکر محبت کا کہتا ہوں ساری قندیلیں فی الفور حرکت اور رقص میں آ گئیں اور اسقدر ایک قندیل دوسری قندیل سے ٹکرائی کہ پاش پاش ہو گئیں اور گر پڑیں۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ محبت کا ذکر فرما رہے تھے ایک مرغ ہوا سے اتر کر آپ کے سر پر آ بیٹھا اور پھر سر سے اتر کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھا پھر آپ کی گود میں آ بیٹھا پھر گود سے اتر کر زمین پر جا بیٹھا اور اسقدر اپنی چونچ زمین پر ماری کہ خون اسکی چونچ سے بہنے لگا اور گر کر مر گیا۔ نقل ہے کہ آپ نے اپنی آخر عمر میں سنت کی متابعت کے لیے نکاح کیا اور آپ کے یہاں اس بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی

جب وہ تین برس کی ہوئی تو حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو اُسکے ساتھ بہت الفت و محبت پیدا ہوئی آپنے اُسی رات قیامت کو خواب میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ایک جھنڈا استادہ کرتے ہین واسطے ایک قوم کے اور اُس جھنڈے کے نیچے ایک قوم کو دیکھا اور وہ جھنڈا اسقدر روشن تھا کہ اسکی روشنی نے تمام میدانِ قیامت کو روشن کر رکھا تھا حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ جھنڈا کس قوم کا ہے کہا اس قوم کے محبّون کے واسطے کہ یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ اُنکی شان مین آیا ہے حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ دوڑ کر اُن مین جا ملے ایک شخص آیا کہ آپ کو باہر نکالے آپنے فریاد کی آخر کیون مجکو باہر نکالتا ہے اُسنے کہا تو اِس قوم سے نہین ہے آپنے کہا آخر مجکو سمنون محب کہتے ہین اور حق تعالی میرے دل کا حال جانتا ہے فی الفور ایک ہاتف نے آواز دی کہ تو محبّون سے تھا لیکن جب تیرے دل نے اُس چھوٹی لڑکی کی طرف میل و رغبت کی تیرا نام محبّون کے دفتر سے مٹا دیا حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ خواب ہی مین فریاد برلائے اور فرمایا اے بارِ خدایا اگر یہ لڑکی میری راہ کی قطع کرنیوالی ہوگی تو اسکو تو راہ سے اُٹھا لے فی الفور گھر سے شور و غوغا بلند ہوا آپ خواب سے چونک پڑے اور پوچھا کہ کیا ہوا کہا کہ آپ کی صاحبزادی کوٹھے سے گر کر مر گئی نقل ہے کہ ایک بار آپ مناجات مین کہتے تھے الٰہی جس چیز مین کہ آپ مجکو آزمائین مجکو اُسمین راست پائین اور مین اُسمین صابر رہون اور خاموش رہون اتفاق سے اُسی رات آپکے ایسا درد اُٹھا کہ جان بلب ہوگئے لیکن آپنے دم نہ مارا اور آہ تک نہ کی صبح کو ہمسایہ کے لوگون نے کہا اے شیخ کل رات آپکو کیا ہوگیا تھا کہ آپنے اسقدر غل و شور مچایا کہ جسکی وجہ سے ہم صبح تک نہ سو سکے اور آپنے حالانکہ بالکل فریاد نہ کی تھی لیکن آپکے حال کی صورت نے واویلا کی آواز سُننے والون کے کانون تک پہونچائی تھی کہ حق تعالی نے آپکو اُسپر آگاہی دی کہ خاموشی درحقیقت خاموشی باطن کی ہے اسلیے کہ اگر تو درحقیقت خاموش ہوتا ہمسایونکو خبر نہوتی اور جب خبر نہوتی تو کیسے کہہ سکتے نقل ہے کہ ایک روز آپ یہ بیت پڑھتے تھے **بیت**

لیس لی فی ما سواک حظ ✤ فکیف ما شئت فاختبرنی ✤ یعنے مجکو تیرے سوا آرام نہین ہے اور نہ میرا دل اور طرف کو مائل ہے جو کچھ تو چاہے امتحان لے فی الفور آپ کا پیشاب بند ہوگیا آپ نے مکتب خانہ کی طرف جاتے ہوئے لڑکون سے فرمایا کہ اے لڑکو اپنے جھوٹے چچا کے لیے دعا کرو کہ حق تعالے

اُسکو تمہا عطا فرما دی اور حضرت ابو محمد مغازلی رحمۃ نے فرمایا ہی کہ مین حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغداد مین تھا چالیس ہزار درم درویشون کو خیرات کیے اور ہمکو کچھ نہ دیا حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آؤ تاکہ ہم تم ایک جگہ چلین اور ہر ایک درم کے عوض کہ اُنھون نے خیرات کیا ہی ایک رکعت نماز پڑھین پس ہم مدائن مین گئے اور چالیس ہزار رکعت نماز ادا کین نقل ہے کہ غلام خلیل نے اپنے آپ کو خلیفہ کے روبرو تصوف مین مشہور کیا تھا اور دین کو دُنیا کے عوض بیچا تھا اور ہمیشہ خلیفہ کے آگے مشائخون کا عیب کرتا اور اُسکی غرض یہ تھی کہ سب لوگ حضرات صوفیائے کرام سے بد باطن ہوکر اُنکو چھوڑ دین اور کوئی اُنکی طرف التفات نکرے اور اِسطرح کرنے سے اُسکا خود کا رتبہ قائم رہے اور بدنام ہوویں پس جب حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کا جاہ و مرتبہ بغداد مین بلند ہوا اور آپ کا شہرہ پھیلا غلام خلیل نے بہت رنج و تکلیف آپ کو پہونچائی اور آپ پر تہمتین لگائین اور موقع ڈھونڈھتا رہا کہ خلیفہ کے آگے اُنکو کسی طرح رُسوا اور بدنام کرے یہانتک کہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک دولتمند عورت نے حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ مجھ سے نکاح کرلین لیکن آپنے قبول نہ فرمایا وہ عورت حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی اور کہا کہ آپ حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائیے کہ وہ مجھ سے نکاح کرلین حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت کو نکلوادیا اور اُسپر التفات نہ کی وہ عورت غلام خلیل کے پاس گئی اور حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگایا غلام خلیل بہت خوش ہوا اور اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور خلیفۂ وقت کو آپ پر بہت کچھ کہہ سُنکر آگ بگولا بنادیا اُس نے حکم کیا کہ سمنون رحمۃ اللہ علیہ اور جلاد کو حاضر کرین جب دونون حاضر ہوئے خلیفہ نے جونہی کہ چاہا کہ حکم کرے کہ حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو جلاد قتل کرے زبان اُسکی بند ہوگئی ایسی کہ کچھ بات نکرسکا جب رات کو سویا تو خواب مین دیکھا کہ خبردار اگر سمنون کو قتل کیا تو تیرا مُلک برباد ہوا خلیفہ جب صبح کو بیدار ہوا تو حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور عذر چاہا اور بڑی عزت اور حرمت کے ساتھ آپ کو رخصت کیا جب غلام خلیل نے اِس حالت کو دیکھا اُسکا حسد اور بھی حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھا آخر کار اپنی آخر عمر مین بباعث ایذا رسانی

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کے عارضۂ جذام مین مبتلا ہوا کسی نے یہ اسکا قصہ بزرگ مشائخ مین سے کسی شیخ کے روبرو کہا کہ غلام خلیل کو جذام ہوگیا ہو اُسنے کہا یقیناً ایک شخص نے کہ طریقت تا رسیدہ دن سے ہی اُسکے واسطے بددعا کی ہی اور یہ اچھا نہین کیا ہی اور ضرور اسکا سبب یہی ہوا ہے کہ وہ مشائخ کرام سی جھگڑا کیا کرتا ہی اور کبھی کبھی مشائخ کے اعمال مین خلل انداز ہوتا ہی خدای تعالی اُسکو شفا عطا فرما دی لوگون نے یہ بات غلام خلیل تک پہونچائی کہ فلان شیخ نے ایسا فرمایا اُس نے توبہ کی اور اپنے کیے سے پشیمان ہوا اور جو کچھ کہ مال و دولت اُسکے پاس تھا سب صوفیای کرام کے روبرو بھیجا ان صاحبون نے قبول نکیا ذرا غور کرنا چاہیے کہ انکار اس جماعت کا کیا رتبہ رکھتا ہو کہ منکر کو آخرکار توبہ کے مقام تک پہونچاتا ہی جو شخص کہ اقراری ہوگا اُسکا حال کیا ہوگا اسلیے بزرگون نے فرمایا ہو کہ کسی شخص نے اُن بزرگون سے نقصان نہین پایا اور نہ پاویگا لوگون نے آپسے محبت کا سوال کیا آپ نے فرمایا صفای محبت دوستی ہی ساتھ ذکر دائمی کے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اُذکُرُوا اللّٰہَ ذِکراً کَثِیراً اور فرمایا خدای تعالی کے محب شرف دُنیا اور آخرت کے لے گئے حدیث شریف مین وارد ہی کہ مرد کا حشر اُسکے ساتھ ہوگا کہ جسکو وہ دوست رکھتا ہی پس خدا کے محب دُنیا اور آخرت مین خدا کے ساتھ ہونگے اور فرمایا کہ ایسی چیز کو کہ جس سے نازک تر اور پاکیزہ تر اور بہتر کوئی چیز نہو بیان نہین کر سکتے ہین وہ چیز محبت ہے ظاہر ہی کہ محبت کو کیسے بیان کر سکتے ہین لوگون نے کہا کہ محب کو بلا مین گرفتار کیون کیا ہو آپ نے فرمایا تا کہ ہر کمینہ اُسکی محبت کا دعوی نکرے جب بلا کو دیکھے بھاگتا نظر آوے لوگون نے فقر سے پوچھا آپ نے فرمایا فقیر وہ ہی کہ فقر سے ایسا اُنس پکڑے جیسے کہ جاہل نقد سے اور فقیر کو نقد سے ایسی وحشت ہوتی ہی جیسے کہ جاہل کو فقر سے اور فرمایا التصوف وہ ہی کہ کوئی چیز تیری مِلک نہو اور نہ تو کسی غیر کی مِلک سے ہو واللہ اعلم بالصواب ۔

پچپنواں باب حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ بیجان سالکِ سنی وہ مرد باتقویٰ وہ سالکِ بساط وجدان پرورش حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ بزرگ مشائخوں اور معزز و معتبر اہلِ تصوف سے تھے اور مقبول اکابر تھی اور تجرید میں فخر کردہ اور شایستہ خدمتوں سے معروف اور نیشاپور کے کوکار و رحج تھے اور آپ نے حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا اور حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ و حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور شونیزیہ آپ کا مقام تھا اور بغداد میں وفات پائی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین تیرہ برس تک برابر اپنی خیال سے حج کو توکل پر جاتا رہا لیکن بعد کو جو مینے غور کیا تو کھل گیا کہ ایک بھی حج نفس سے خالی و پاک نہ تھا پوچھا کہ آپ نے کس طرح جانا آپ نے فرمایا کہ میری والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک پانی کا گھڑا بھر لا مجکو اسکا لانا بہت ہی ناگوار معلوم ہوا مین اُسیوقت تاڑ گیا کہ وہ حج نفس کی حرص سے پاک نہ تھے ایک درویش کہتے ہین کہ مین بغداد مین تھا اور ارادہ حج کا رکھتا تھا میرے دل مین آیا کہ مرتعش رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہین پندرہ درم انکے پاس ہین بس اُنسے دو درم لیکر کوزہ اور جوتے کا جوڑا خریدونگا اور جنگل کو روانہ ہونگا اتنے ہی مین کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا مینے دروازہ کھولا تو حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ تھے اور پندرہ درم لیے تھے مجھ سے فرمایا لے یہ درم لے اور مجکو رنج نہ دے۔ نقل ہے کہ حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بغداد کے ایک محلے مین جارہے تھے آپ کو پیاس لگی آپ ایک گھر کے دروازے پر پہونچے اور پانی مانگا ایک ایسا شخص پانی کا لوٹا ہاتھ مین لیے باہر آیا کہ حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کا دل اُسکے جمال پر لوٹ پوٹ ہوگیا آپ نے پانی پیا اور وہین بیٹھ گئے اسی اثنا مین صاحب خانہ آیا آپ نے فرمایا کہ ای خواجہ تیرے گھر سے مجکو ایک گھونٹ پانی پلا کر میرا دل چھین لیا ہے اور ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک گھونٹ پانی کے عوض دل لے لینا یہ تو سراسر زبردستی ہے کیونکہ دل تو بہت قیمتی چیز ہے وہ صاحب خانہ بڑے درجے کا شخص تھا اور آپ کو پہچانتا تھا کہنے لگا اے شیخ وہ میری بیٹی ہے اگر آپ کی مرضی ہو تو مین آپ کی خدمت مین دون۔ آپ نے فرمایا عین نوازش ہے یہ سنکر اُس خواجہ نے لوگون کو جمع کیا اور اپنی بیٹی آپ کے نکاح مین دی اور اپنے نوکرون کو حکم دیا انھون نے آپ کو حمام کرایا اور پرانی گدڑی کو اُتار کر نیا جوڑا عمدہ پہنایا جب آپ دلھن کے ساتھ خلوت مین گئے تو نماز مین مشغول ہوئے یکایک آپ نے شور مچایا کہ میری گدڑی لادو

اور اُس قیمتی لباس کو اُتار ڈالا اور اپنی وہی گدڑی پہن لی اور اُس عورت کو طلاق دی کر
باہر تشریف لائے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حال تھا آپ نے فرمایا کہ میری سِر میں ندا کی کہ اُس پر نظر
کیے بیٹھے ہیں کہ تو نے ہماری خلاف کی ہمنے تجکو کارون کا لباس تیرے ظاہر سے اُتار لیا اور
اگر اب کی مرتبہ دوسری نظر تونے اور کی تو ہم دوستی کا لباس تیری باطن سے اُتار لین گے
نقل ہے کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ فلان شخص پانی کی سطح پر جاتا ہے اور ہوا میں اُڑتا ہے آپ نے
فرمایا وہ شخص کہ جسکو حق تعالی توفیق بخشتا ہے کہ اپنے نفس کی ہوا کے خلاف کرے بزرگتر ہے
اُس شخص سے کہ ہوا میں اُڑتا ہے اور پانی کی سطح پر چلتا ہے نقل ہے کہ آپ کو ایک ایسا عارضہ
ہو گیا تھا کہ جسمین غسل کرنے کی سخت ممانعت تھی اور آپ غسل کے بہت شائق تھے لوگوں نے کہا
کہ غسل کرنا آپکے واسطے خوب نہو گا آپ نے فرمایا کہ مین اسکو ترک نکرونگا لوگوں نے کہا کہ حضرت
جان جاکر تو پھر نہ آئیگی آپ کو ذرا خیال کرنا چاہیے آپنے فرمایا جائے اور نہ آئے کچھ پروا نہین۔
نقل ہے کہ ایکبار آپ رمضان شریف کے آخر مہینے مین مسجد مین معتکف بیٹھے تھے دو تین روز تک
بیٹھے رہے پھر باہر نکل آئے اور اعتکاف باطل کیا لوگوں نے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو اعتکاف
سے باز رکھا اور بیزار کیا آپ نے فرمایا کہ مین قاریوں کی جماعت کو دیکھ نہ سکا اور اُنکی اُسطاعت کا
دیکھنا مجھپر گران آیا اور فرمایا جو کہ گمان کرتا ہے کہ اسکا فعل اُسکو آگ سے نجات دیگا یا بہشت
مین پہونچا دے گا وہ نفس کے فریب مین ہے اور جو کہ اعتماد خدای تعالی کے فضل پر کرتا ہے
حق تعالے اُسکو بہشت مین پہونچا دیگا جیسا کہ فرمایا اللہ برتر نے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک
فلیفرحوا۔ اور فرمایا اسباب پر اعتماد کرنا مسبب الاسباب پر اعتماد کرنے سے علیحدہ ہونا ہے
لوگوں نے پوچھا کہ بندہ کس چیز سے دوستی خدای تعالے کی حاصل کر سکتا ہے آپ نے فرمایا
اُسکی دشمنی سے کہ جسکو خدای تعالی نے دشمن رکھا ہے اور وہ دنیا ہے اور نفس اور فرمایا توحید کی اصل
تین چیزین ہین پہچاننا خدا کو ربوبیت پر اور اقرار کرنا خدای تعالی کی وحدانیت پر اور نفی کرنا تمامی
موانعات کی اور فرمایا عارف شکار ہے معروف کا کیونکہ معروف نے اُسکو شکار کیا ہے تاکہ اُسکو بزرگ کرے

اور بزرگی کے محل مین اُسکو بٹھا دی اور فرمایا درست کرنا معاملات کا ساتھہ دو چیز کے ہے صبر اور خلاص صبر اُسپر اور اخلاص اُسمین اور فرمایا مخلص جب دل خداوند تعالے کو دیتا ہی اُسکو سکوت حاصل ہوتا ہی اور جب مخلوق کو دیتا ہی تو انکار پر آمادہ ہوتا ہی اور فرمایا تصوف حسن خلق ہی اور فرمایا تصوف ایک حال ہے کہ غائب کرتا ہی صاحب تصوف کو گفتگو سی اور لیجاتا ہی حق تعالی کی طرف پس خدا ہی رہتا ہی اور وہ فنا ہو جاتا ہی اور فرمایا یہ نسخہ مذہبی ہی تمامی جد و جہد ہزل کے ساتھہ ہرگز نہ ملانا چاہیے اور فرمایا سب سے اچھی نشست فقرا سے بل بیٹھنا ہی جب کہ فقیر فقیر سے جدا ہو جان کر کسی علّت سی خالی نہین۔ نقل ہے کہ بعض اصحاب نے آپ سے وصیّت کی درخواست کی آپ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس جاؤ کہ وہ تمھارے لیے بہتر مجھ سے ہو اور مجھے ایسی شخص کے پاس چھوڑ دو کہ تم سے بہتر ہو واللہ اعلم بالصواب۔

چھپنوان[۵۶] باب حضرت ابو عبد اللہ محمد بن محمد فضل رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ متمکن بکرامات و حقائق وہ متعین باشارات و دقائق وہ مقبول طوائف وہ مخصوص لطائف وہ دُر دریاے عشق و عقل حضرت ابو عبد اللہ محمد فضل رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بزرگ مشائخون سی تھے اور محمود و مقبول ہر خاص و عام اور ریاضت اور فتوت و مروت مین بےمثال اور مرید رشید حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور آپنے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا اور حضرت ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بہت کچھ عقیدت رکھتے تھے چنانچہ ایکبار خط مین آپ کو لکھا کہ بدبختی کی علامت کیا ہی آپنے فرمایا تین چیز ایک وہ کہ حق تعالی اسکو علم عطا فرما دی لیکن عمل سی بےنصیب رکھے دوسرے وہ کہ عمل دیوی اور اخلاص نہ دیوی تیسرے وہ کہ اُسکو نیکو کارون کی صحبت نصیب کری لیکن اُنکی حُرمت و عزت کرنے سی محروم رکھے حضرت ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابو عبد اللہ محمد فضل بخی مردون مین تیسرے ہین اور کبھی حضرت ابو عثمان حیری فرمایا کہ اگر مجھ مین قوت ہوتی تو مین اپنی تمام عمر حضرت ابو عبد اللہ محمد فضل رح کی خدمت مین رہتا

تاکہ میرا دل آپکے دیدار فیض انوار کے فیض سے روشن وصاف ہو جاتا اور آپنے اہل بلخ سے بڑے بڑے ظلم وستم دیکھے بہت کچھ آپ کو اہل بلخ نے طعن وتشنیع دیے حتیٰ کہ شہر بلخ سے باہر نکالدیا اور آپنے اُنکے حق مین بددعا کی کہ الٰہی صدق اُنسے لے لیجیے اسکے بعد بلخ مین کوئی صدیق نہوا نقل ہے کہ آپ سے سوال کیا کہ سینون کی صفا کس طرح حاصل ہوتی ہے آپ نے فرمایا حق الیقین پر ثابت وقائم ہونے سے اور وہ ایک زندگی ہے کہ بعد اُسکے علم الیقین دیتے ہین تاکہ علم الیقین سے مطالعہ عین الیقین کا کرین یہانتک سلامت صدور ہی جب تک کہ اولاً عین الیقین نہین ہوتا علم الیقین حاصل نہین ہوتا جیسا کہ جسنے کعبے کو نہ دیکھا ہوگا ہرگز اُسکو علم الیقین کعبے کا نہوگا پس معلوم ہوا کہ علم الیقین بعد عین الیقین کے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ علم کہ عین الیقین سے پہلے ہے وہ ہمت اور اجتہاد کا ثمرہ ہے اور یہی وجہ ہے اسمین صواب وخطا کو گنجایش ہے جب علم الیقین حاصل ہوا علم الیقین سے عین الیقین کے حقائق واسرار کو مطالعہ کرسکتا ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے کہ ایک بچہ بھنوری مین پڑا ہوا ہو جب کہ اُسکو تہ خانے سے باہر نکالینگے آفتاب کو دیکھکر حیران ہوگا اور جب کہ چند روز باہر رہیگا ضرور ہے کہ آفتاب کا خوگر ہوگا اور ایسا ہوگا کہ آفتاب کا وہ علم اُسکو حاصل ہوگا کہ جس سے وہ آفتاب کے اسرار پر واقف ہوسکے گا۔ اور فرمایا کہ مین ایسے شخص سے عجب رکھتا ہون جو اپنی ہوا سے اُسکے گھر پر جاوے تاکہ زیارت کرے کیون اپنی ہوا پر قدم نہین رکھتا کہ اُسکے تک پہونچنے والا ہو اور اُسکے دیدار سے مشرف ہو۔ اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ پاک رہے تمام بلاؤن سے اور علیحدہ رہے تمام عطاؤن سے اور فرمایا نفس کی خواہشون سے رہائی پانے مین راحت ہے اور فرمایا جو مرید کہ توجہ خاطر سے دنیا کی طرف نظر کرے تو اُسکی طرف نظر نکر کیونکہ وہ مرید طریقت نہین ہے اور فرمایا اسلام چار چیز سے آدمیون سے علیحدگی کرتا ہے ایک تو وہ کہ جس بات کو کہ جانتا ہو اُسپر عمل نکرے دوسرے اُسپر عمل کرے جسکو کہ نہ جانتا ہو تیسرے وہ کہ جسکو کہ جانتا ہو اُسکی تلاش نکرے چوتھے وہ کہ آدمیون کو علم کے سیکھنے سے مانع ہو اور فرمایا علم کے تین حرف ہین

عین ولام و میم عین سے مراد علم ہی اور لام سے مراد عمل ہے اور میم سے مراد مخلص حق ہو علم اور عمل مین اور فرمایا اہل معرفت مین بزرگترین وہ ہی کہ اجتہاد زیادہ رکھتا ہو شریعت کے ادا کرنے مین اور سنت نبوی کے حفظ مراتب اور اتباع مین سیاتھ رغبت بہت کے اور فرمایا محبت ایثار ہی اور وہ چار طرح پر ہی ایک تو ہمیشگی کرنا ذکر دلی پر اور خوش ہونا اس سے دوسرے حق تعالی کی ذکر سے انس عظیم پکڑنا تیسرے اشغال کا قطع کرنا اور ہر ایک سے کہ قاطع ہی علیحدہ ہونا اور چوتھے اسکو اپنے اوپر اور اس چیز پر کہ اسکے سوا ہی اختیار و پسند کرنا اور چننا جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ اِلٰی قَوْلِہٖ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ حق تعالی کے محبون کا وصف یہ ہی کہ انکی محبت ایثار کے معنی پر ہو بعد اسکے انکا معاملہ چار منزل پر چلے ایک محبت دوسری ہیبت تیسرے حیا چوتھے تعظیم اور فرمایا ایثار زاہدون کا وقت بے نیازی کے ہوتا ہی اور ایثار جوانمردون کا وقت حاجت کے اور فرمایا زہد دنیا مین ترک ہی اگر ہو سکتا ہی ایثار کو اختیار کر اور اگر نہین ہو سکتا ہے خوار رکھ۔

ستاونوان باب حضرت ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ صادق کار دیدہ وہ مخلص باکشیدہ وہ موحد یکرنگی حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے جوانمردون سے تھے اور اپنے زمانے کے لوگون مین بڑی حشمت والے اور بڑے عالم مشائخان طریقت مین اور تجرید مین ثابت قدم تھے اور آپنے حضرت ابوعثمان اور ابن عطا اور حریری اور ابو عمرو دمشقی رحمہم اللہ کو دیکھا تھا اور آپ برسون بوشنج سے باہر رہے اور عراق مین بسر کرتے رہے جب آپ بوشنج کو واپس آئے تو وہان آپ پر زندیق ہونے کا الزام لگایا آپ وہان سے نیشاپور کو تشریف لے گئے اور عمر وہین گذار دی اور عمر بھر وہین مشہور و معروف ہوئے نقل ہے کہ ایک گنوار کا گدھا گم ہو گیا تھا وہ آیا حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑکر کہنے لگا کہ میرا گدھا آپنے چرایا ہی آپنے فرمایا ای جوانمرد تو غلط کہتا ہے شیخ تجکو آج ہی دیکھا ہی وہ کہنے لگا نہین آپ ہی نے چرایا ہی آپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا الٰہی مجکو

اس شخص سے نجات بخشی فی الفور گدھا روبرو آیا گنوار معذرت کرکے کہنے لگا کہ ای شیخ مجکو یقین کامل تھا
کہ آپنے نہیں چرایا ہے لیکن مینے اپنے مین وہ لیاقت نہ دیکھی کہ اُس رحیم و کریم کی درگاہ مین حاضر ہوکر عرض
کرون اسلیے مینے یہ خیال کرکے کہ آپکے ذریعہ سے عرض کراؤن آپکو تکلیف دی معاف فرمایئے۔
نقل ہے کہ ایک روز آپ صوفیون کے لباس مین جارہے تھے ناگاہ ایک ترک نے آپکی گردن مبارک پر
ایک گردنی ماری اور چلتا ہوا آدمیون نے اُس ترک سے کہا کہ وہ تو فلان مشہور و معروف شیخ ہین تونے یہ کیا
گستاخی کی یہ سنکر وہ ترک واپس آیا اور معذرت کرنے لگا آپنے فرمایا کہ جاؤ تم بیفکر رہو کیونکہ مین یہ فعل
تم سے نہین دیکھتا ہون اور جہان سے کہ ہے وہان غلطی کا احتمال نہین۔ نقل ہے کہ ایک روز طہارت خانے
مین آپکے دل مین آیا کہ یہ پیرہن فلان درویش کو دینا چاہیے فی الفور آپنے خادم کو پکارا فرمایا کہ یہ میرا
پیرہن لیجا اور فلان درویش کو دیدے خادم نے عرض کی کہ اتنی دیر توقف کیجیے کہ آپ غسل خانہ سے
باہر تشریف لاوین آپنے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ ایسا ہو کہ شیطان لعین مجکو فریب مین ڈال دیوے
اور یہ خیال میرے دل سے دور کردیوے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ آپنے فرمایا کہ میرے دانت
خداے تعالی کی نعمتین کھاتے کھاتے گھس گئے ہین اور زبان میری بیکار ہوگئی ہے خدا کی شکایت
کرتے کرتے یہ حال ہے۔ آپسے پوچھا کہ مروت کیا ہے آپنے فرمایا ہاتھ اُٹھانا اُس چیز سے کہ تجھپر حرام ہے
تاکہ مروت ہو کہ ساتھ کراما کاتبین کے کی ہو۔ پوچھا کہ تصوف کیا ہے۔ آپنے فرمایا آج کے روز صرف
نام ہے اور وہ خود ظاہر نہین اور اگلے زمانے مین وہ خود بذات خود موجود تھا اور نام نہ تھا۔ لوگون نے
تصوف سے پوچھا آپنے فرمایا کوتاہی عمل کی ہے اور مداومت و ہمیشگی عمل کی۔ فتوت سے پوچھا
آپنے فرمایا نیک سلوک کرنا اور اُسکے ساتھ موافقت دائمی کرنا اور اپنے نفس سے ظاہر مین ایسی
چیز کو نہ دیکھنا کہ باطن جسکے خلاف پر ہو۔ اور فرمایا توحید وہ ہے کہ جانے کہ اُسکے مانند کوئی ذات
نہین ہے اور فرمایا اخلاص وہ ہے کہ جسکو کراما کاتبین نہ لکھ سکین۔ اور شیطان لعین اُسکو تباہ
نہ کرسکے۔ اور کوئی آدمی اُسپر مطلع نہو سکے۔ اور فرمایا ایمان کا اول ساتھ آخر کے ملا ہے پوچھا ایمان
اور توکل کیا ہے آپنے فرمایا وہ کہ روٹی اپنے آگے سے کھائے اور چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر چبائے

ساتھ اطمینان خاطر کے اور جاننے کہ جو کچھ اُسکے مقدر مین ہو وہ فوت وضائع نہوگا۔ اور فرمایا جو کہ اپنے آپ کو خوار رکھتا ہو خدائے تعالیٰ اُسکو بلند قدر کرتا ہو اور جو کہ اپنے آپ کو عزیز رکھتا ہو خدائے تعالیٰ اُسکو خوار و ذلیل کرتا ہو کسی نے آپ سے دُعا کی درخواست کی آپنے فرمایا حق تعالےٰ تجکو تیرے نفس سے نگاہ رکھے۔ نقل ہے کہ ایک درویش آپ کی قبر پر گیا اور حق تعالیٰ سے دُنیا چاہی اُسی رات کو حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا آپنے فرمایا کہ اے درویش جب تو ہماری قبر پر آئے دُنیا مت چاہ اور اگر تو دُنیا اور نعمت دُنیا کا خواہان ہو تو دُنیا کے خواجگان کی قبر پر جا اور ہماری قبر پر تو جب آئے دونون جہان سے علیحدہ ہونے کی توفیق حق تعالےٰ سے چاہ۔ رحمۃ اللہ علیہ

اٹھاونوان باب حضرت محمد علی حکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ سلطان سنت و عظیم ملت و مجتہد اولیا و متفرد اصفیا و محرم حرم ایزدی حضرت شیخ محمد علی حکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ محترم مشائخون سے تھے اور اہل ولایت کے معروف و مشہورون سے تھے اور محمود حجاج تھے اور شرح معانی مین ایک آیت تھے اور احادیث اور روایات اخبار مین معتبر تھے اور بڑے شفقت فرمانیوالے تھے اور آپ کا خلق بہت وسیع تھا اور ریاضات اور کرامات آپ کی بہت ہین اور فنون و علوم مین کامل تھے اور شریعت اور طریقت مین مجتہد تھے اور اہل ترمذ سے ایک جماعت نے آپ کی اقتدا کی ہو اور آپ کا مذہب علم پر تھا کیونکہ آپ عالم علم ربانی تھے اور حکیم اُمت کے تھے اور مقلد کسی کے نہ تھے کیونکہ صاحب کشف تھے اور صاحب اسرار بھی اور آپ کو حکمت مین بڑا دخل تھا چنانچہ آپ کو حکیم الاولیا کہتے تھے اور آپ حضرت ابوتراب و خضرویہ اور ابن جلاء رحمہم اللہ کے صحبت یافتہ تھے اور حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ کرتے رہے جیسا کہ خود فرمایا ہو کہ مین ایک روز امیر یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ مین مشغول تھا ایک ایسی بحث درمیان مین آئی کہ امیر یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ متحیر رہ گئے۔ آپ کی تصانیف بہت اور مشہور اور مذکور ہین آپکے زمانے مین ترمذ مین کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ آپکے کلام کو سمجھ سکتا اور آپ اہل شہر سے علیحدہ رہتے تھے

ابتدا میں آپ اور دو اور طالب علم اس بات پر آمادہ ہوئے کہ علم کی تلاش میں دوسرے شہر کو جائیں جب ارادہ پکا ہو گیا تو آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹا میں بوڑھی اپاہج ہوں میرے کام کی سربراہی کرنے والا بظاہر تو ہی ہے تو مجھکو کس پر چھوڑ کر جاتا ہے یہ بات سنکر آپ کو نہایت ترس آیا اور آپ نے سفر کا ارادہ فسخ کر دیا۔ وہ دونوں شخص چلے گئے اسپر پانچ مہینے گذرے ہونگے کہ ایک روز آپ قبرستان میں بیٹھے زار زار رو کر کہہ رہے تھے کہ میں یہاں ضائع اور بیکار رہا اب دیکھو کل کو میرے ساتھی عالم ہو کر آ جائینگے یک بیک ایک بوڑھے نورانی شکل ایک گوشہ سے نمودار ہوئے اور فرمایا کہ کیوں رو رہا ہے آپ نے کل کیفیت بیان کی۔ وہ پیر نورانی شکل فرمانے لگے میاں اگر تم منظور کرو تو میں ہر روز یہیں آکر سبق پڑھا جایا کروں تاکہ تم جلدی اُنسے سبقت لیجاؤ آپ نے فرمایا حضرت میری تو یہی آرزو ہے وہ بوڑھے مبارک صورت تین برس تک روز آتے رہے اور آپ کو سبق پڑھاتے رہے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں تو آپ نے فرمایا کچھ نہیں یہ دولت مجھکو میری والدہ صاحبہ کی رضامندی سے نصیب ہوئی وہ پیر اسی طرح سے آتے رہے اور باہم بحث و تکرار ہوتی رہی حضرت ابوبکر وراق رح نے فرمایا ہے کہ ہر ہفتے کو حضرت خضر علیہ السلام آپکے پاس آتے تھے اور باہم بحث ہوتی تھی۔ اور یہ بھی حضرت ابوبکر وراق رح نے فرمایا ہے کہ ایک روز محمد حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھسے کہا کہ آج میں تجھکو ایک جگہ لیچلونگا میں نے کہا آپ مختار ہیں میں آپکے ہمراہ ہو لیا تھوڑی دور چلے ہونگے کہ ایک بیابان بہت بڑا نظر آیا اور ایک سونے کا تخت اُس بیابان میں ایک سبز درخت کے سایے میں بچھا ہوا تھا اور ایک پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا اور ایک شخص اُس تخت پر نہایت مکلف پوشاک پہنے بیٹھے تھے جبکہ حضرت شیخ اُن بزرگ کے قریب گئے تو وہ بزرگ تخت سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور شیخ رح کو اُس تخت پر بٹھایا تھوڑی دیر نہ گذری ہوگی کہ ہر طرف سے ایک ایک شخص آنا شروع ہوا یہانتک کہ چالیس ۴۰ شخص جمع ہو گئے پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا کھانا نازل ہوا سب نے کھانا شروع کیا شیخ رح نے ایک سوال کیا۔ اور اُس مرد نے جواب میں بہت کچھ کہا لیکن میری سمجھ میں اُس گفتگو سے ایک کلمہ بھی نہیں آیا۔ پھر اجازت چاہی اور پلٹے اور آپ نے مجھسے فرمایا کہ جا تو سعید ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ہم ترمذ میں آ گئے میں نے پوچھا حضرت یہ تو فرمائیے کہ یہ کون جگہ تھی وہ دو بزرگوار کون ہیں آپ نے فرمایا وہ تیہ بنی اسرائیل تھا اور مرد قطب المدار تھے میں نے کہا کہ ہم ایکدم میں تیہ بنی اسرائیل میں کیسے پہنچ گئے آپ نے فرمایا اے ابابکر تجھے ان باتوں سے کیا کام ہے خاموش رہ

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے بہت نفس کے ساتھ کوشش کی کہ اسکو عبادت میں مشغول کروں لیکن کچھ کارگر نہوئی ناچار ہو کر بیٹھ گیا میری زبان پر آئے کہ حق تعالی نے نفس کو خاص واسطے دوزخ کے پیدا کیا ہے بس میں دوزخی کو کیا پالوں۔ پھر میں جیحون کے کنارے گیا اور ایک دوست سے کہا اسنے میری کہنے کے موافق کیا کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھکر چلتا ہوا بعد اسکے میں کروٹ کی بل لڑھکتا لڑھکتا جیحون میں جا پڑا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب ڈوب جاؤنگا یکبیک میرے ہاتھ پاؤں کھل گئے اور ایک لہر آئی اسنے مجھکو کنارے پر لا ڈالا میں نہایت ہی مایوس ہوا اور میں نے کہا پاک ہے وہ خدا جسنے ایسا نفس پیدا کیا کہ جو نہ دوزخ کے لائق ہے نہ بہشت کے۔ اس ساعت کہ میں اپنے سے ناامید ہوا اسکی برکت سے میرا دل کھل گیا میں نے دیکھا جسکی مجھکو ضرورت تھی اور اسی دم اسی گھڑی کی برکت سے اپنے سے غائب ہوا جب تک جیتا رہا ابوبکر وراق نے کہا ہے کہ شیخ نے ایک روز کچھ جزو اپنی تصانیف سے مجھکو دیکر فرمایا کہ انکو جیحون میں ڈبو آ میں نے جو انکو مطالعہ کیا تو تمامی حقائق کا خلاصہ لکھا تھا میرے دل نے مجھکو اجازت نہ دی کہ انکو پانی میں ڈبوؤں میں نے انکو اپنے گھر میں رکھا اور آپ سے کہدیا کہ ڈبو آیا آپ نے فرمایا کہ تو نے کیا دیکھا میں نے کہا میں نے کچھ نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تو تو نے نہیں ڈالے مجھکو یہ سنکر تعجب ہوا پھر آپ نے فرمایا جاؤ اب جا کر ڈبو آؤ آخر کار میں نے جا کر انکو جیحون کے اندر ڈالدیا اسوقت میں نے دیکھا کہ جیحون درمیان سے شق ہو گیا اور ایک صندوق جسکا ڈھکنا کھلا تھا باہر آیا اور وہ جزو اس صندوق میں چلے گئے صندوق کا ڈھکنا بند ہو گیا اور اندر چلا گیا اور جیحون جسطرح تھا ہو گیا میں واپس آیا آپ نے پوچھا اس بار تو جیحون میں ڈال آیا میں نے کہا آپکو حق تعالی کی عزت اور بزرگی کی قسم ہے کہ آپ اسکا راز مجھ سے بیان کریں آپ نے فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا صوفیائے کرام کے علم سے لکھا تھا لیکن چونکہ اس قسم کے مطالب تھے کہ تمامی عقلیں انکی حقیقت کے دریافت سے عاجز و قاصر تھیں

میری برادر خضر علیہ السلام نے مجھ سے مانگے تھے اور اُس صندوق کو مچھلی انکے حکم سے لائی تھی
اور حق تعالی نے اس دریا کو حکم دیا ہی کہ اُسکو پہونچا دیوے نقل ہے کہ ایکبار آپ نے اپنی عجل تصنیف
پانی مین ڈالدی خضر علیہ السلام آئے اور سب کو نکالکر آپکے سامنے پھرلائے اور فرمایا کہ اپنے آپ کو اسمین
مشغول رکھیے اور آپنے فرمایا ہی کہ مینے کبھی اس خیال سے کہ مین صاحب تصنیف مشہور ہون ایک جزو بھی
نہین لکھا ہان البتہ میرے دل بہلانے کو یہ ایک شغل رہا ہی نقل ہے کہ آپنے اپنی مدت العمر ایک ہزار
ایکبار حق جل جلالہٗ کو خواب مین دیکھا۔ نقل ہے کہ آپکے زمانے مین ایک زاہد بڑی اچھی طبیعت کا تھا
اور اُسکی عادت تھی کہ ہمیشہ آپ پر اعتراض کیا کرتا آپ ایک ایسی چھوٹی سی جھونپڑی مین رہتے تھے کہ
جسمین دروازہ تک نہ تھا آپ مکّہ معظمہ حج کو گئے جب واپس آئے تو ایک کُتّے نے اُس گھر مین بچّے دیدیے تھے
آپکو یہ خوب نہ معلوم ہوا کہ اُس کُتّے کو مار کر وہانسے نکالدین آپنے خیال فرمایا کہ خود ہی چلا جائیگا
اُس روز مین آپ اسّی بار اُس کُتّے کے سر پر گئے کہ خود اُٹھکر چلا جائے اور آپ اُسکو اور اُسکے بچّون کو تکلیف
ندین۔ اُسی رات اُس زاہد نے کہ آپ پر اعتراض کیا کرتا تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ اُس سے ارشاد فرمایا کہ تو ایسے شخص سے مقابلہ کرتا ہی جسنے کہ اسّی بار کُتّے کے ساتھ
ملنساری کی اگر تو ابدی سعادت چاہتا ہی تو جا اور اُسکی فرمانبرداری کا ٹپکہ جان کی کمر پر باندھ
یا تو اس زاہد کو آپکے سلام کا جواب تک دینا عار و ننگ معلوم ہوتا تھا یا دوڑا آیا اور ساری عمر
آپ کی خدمت مین گذاری۔ نقل ہے کہ آپکے علاقہ دارون نے پوچھا کہ جب شیخ کو غصہ آتا ہی
انکو معلوم ہوتا ہی کہا ہان جس روز کہ ہمسے رنجیدہ ہوتے ہین ہمارے ساتھ نکوئی زیادہ کرتے ہین اور
آپ کچھ کھاتے پیتے نہین اور رو رو کر مناجات مین کہتے ہین الٰہی مینے تجکو کس بات سے آزردہ کیا ہی
کہ تو نے اُنکو میرے مقابلے پر آمادہ کیا ہی الٰہی مینے توبہ کی اُنکو صلاح پر کردے ہم جان جاتے ہین اور
توبہ کرتے ہین تاکہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاوے۔ نقل ہے کہ آپنے مدت تک چاہا کہ خضر علیہ السلام
سے ملاقات کرین نہوئی آپ کی ایک لونڈی تھی اُسنے چھوٹے بچّے کا کرتا وغیرہ ایک طشت مین
دھو کر تمام پانی طشت مین جمع کیا تھا جمعے کا روز تھا آپ سفید پوشاک پہنکر جامع مسجد جاتے تھے

نہیں معلوم کہ کیا سبب ہوا کہ اُس لونڈی نے غصے میں آکر وہ طشت آپکے سر پر دے ڈالا پر آپ
چپ رہے اور کچھ نہ کہا اور غصے کو پی گئے فی الفور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا اور خضر علیہ السلام نے آپسے
فرمایا کہ یہ سختی غصے کی کہ تمنے سہی مجکو دیکھا۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک بزرگ نے فرمایا کہ حضرت محمد علی حکیم
رحمۃ اللہ علیہ میں اسقدر ادب ہے کہ آپنے کبھی اپنے عیال کے روبرو بھی ناک صاف نہ کی جس شخص کے سامنے
یہ بات کہی گئی تھی اسکو حیرت ہوئی اور فی الفور اُسنے قصد آپکی زیارت کا کیا جب پہونچا حضرت شیخ کو
مسجد میں پایا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ آپ باہر تشریف لائے وہ مرد آپکے پیچھے پیچھے چلا اور اپنے دل
میں کہتا جاتا تھا کیا اچھا ہوتا کہ یہ بات جو آپکے بارے میں کہی گئی ہے میں جان جاتا کہ سچ ہے یا جھوٹ۔
حضرت شیخ تاڑ گئے آپ ایکبارگی لوٹے اور ناک صاف کی۔ اُس مرد نے اپنے دل میں کہا کہ یا تو وہ بات جھوٹ
ہے یا یہ تاڑ گیا ہے کہ حضرت شیخ مجھپر مارتے ہیں تاکہ بزرگونکے اسرار کے در پے ہوں حضرت شیخ پھر مڑے اور کہا اے
بیٹے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ سب کا راز و اسرار تیرے آگے رکھدیوں تو تجکو لازم ہے
کہ خلائق کا اسرار خلائق ہی پر رہنے دیوے کیونکہ جو بادشاہوں کے اسرار کو ضائع کرتا ہے وہ رازداری کے
قابل نہیں ہوتا۔ نقل ہے کہ آپ بہت حسین خوبصورت تھے جبکہ آپکا زمانہ جوانی کا تھا ایک خوبصورت
مالدار عورت نے آپکے حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر بہت کوشش کی کہ آپ اُسکے گھر آئیں لیکن آپنے کبھی
التفات نہ فرمایا ایک روز اُس عورت کو خبر لگی کہ آپ باغ میں ہیں اُسنے اپنے آپکو خوب آراستہ و پیراستہ کیا
اور بناؤ سنگار کر کے باغ میں پہونچی حضرت شیخ کی نظر جونہی کہ اُس پر پڑی آپ بھاگے اور وہ عورت
آپکے پیچھے دوڑی اور کہتی جاتی تھی کہ آخر آپ کیوں میرے قتل میں کوشش کرتے ہیں آپنے مڑ کر بھی نہ دیکھا
اور دیوار پھاند کر چل دیے ایک بار آپ اپنے بڑھاپے کے زمانہ میں اپنے احوال و اقوال کا مطالعہ فرماتے
تھے کہ اُس عورت کا خیال گذرا اور آپ کو وہ حالت یاد آئی آپکے دل میں آیا کہ کیا ہوتا اگر میں اُس وقت
اُس عورت کی حاجت کو روا کر دیتا کیونکہ جب جوان تھا اور اُسکے بعد توبہ کر لیتا یہ خطرہ گذرا ہی تھا کہ
آپ چونکے اور نہایت رنجیدہ ہو کر فرمایا ہائے اے بدذات گناہوں کی کوٹ نفس جوانی میں یہ آرزو
نہ ہوئی اب بڑھاپے میں اسقدر مجاہدے اور ریاضت کے بعد گناہ کے ذکر کرنے پر اسقدر پریشانی

ہیہات ہیہات اور بہت ہی غمگین ہوئے اور تین روز تک اس بات کے ماتم مین رہے تین روز
کے بعد آپنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمایا کہ رنجیدہ مت ہو
کہ یہ اس قسم سے ہے کہ تیرے زمانے مین تیری لیے جرم وگناہ ہے بلکہ یہ خطرہ اس وجہ سے تھا کہ ہماری وفات پر
چالیس برس اور گذر چکے کہ ہماری مدت دنیا سے دور تر کھنچی اور ہم بھی دور تر ہوگئے نہ تیرا جرم ہے
اور نہ تیری حالت پر قصور ہے جو کچھ کہ تو نے دیکھا ہماری جدائی کی مدت کی درازی سے ہے نہ تیرے
نقصان کے سبب سے۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین ایکبار بیمار پڑا اور وظیفہ وطاعت کی زیادتی سے
باز رہا مینے کہا اے تندرستی کیا اچھی تھی کہ مجھ سے اتنی نیکیان ظہور مین آتی تھین اب سب درہم برہم
ہین مینے ایک آواز سنی کہ اے محمد علی حکیم یہ کیا بات ہے جو تو نے کہی تیرا کام ہرگز ہمارے کام کے مثل نہین
ذرا خیال تو کر کہ تیرا کام غفلت اور بھول کے سوا اور بھی کچھ ہے اور ہمارا کام صدق و راستی کے سوا
اور بھی کچھ۔ آپنے فرمایا کہ اس بات سے مجھکو سخت ندامت ہوئی اور مینے توبہ کی اور آپ کا کلام ہے
کہ مرد بعد بہت ریاضت کھینچنے اور بہت ظاہری ادب بجالانے اور اخلاق کی درستی حاصل کرنیکے
خدای تعالے کی عطا اور بخشش کی روشنیان اپنے دل مین پاتا ہے اور اسکا دل اسکے سبب سے وسعت
پکڑتا ہے اور اسکا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور اسکا نفس توحید کے میدان مین داخل ہوتا ہے
اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب کہ اس مقام کو پہونچتا ہے گوشہ نشینی کو
ترک کرتا ہے اور کلام مین آتا ہے اور اس فتوح کی کہ اسکو اس راہ مین پیش آئی ہے شرح کرتا ہے
اور وہ حکمت کہ اسپر روشن ہوئی ہے بیان کرتا ہے اور خلق سے ملتا ہے اور خلق جب اسکا یہ حال
دیکھتی ہے تو اسکی اسکے کلام کے سبب سے اور اس فتوح کے سبب سے کہ غیب سے اسکو حاصل ہوئی
ہوتی ہے عزت کرتی ہے اور اسکو بزرگ رکھتی ہے اور بزرگون مین شمار کرتی ہے اس صورت مین
اسکا نفس اپنے آپے مین نہین رہتا اور مثل شیر کے جست کرکے اسکی گردن پر سوار ہوتا ہے
اور ساری وہ لذتین کہ مجاہدہ کے ابتدا مین اسکو حاصل ہوئی تھین کشادہ ہوتی ہین پھر تو
نفس فرعون بے سامان ہو جاتا ہے جیسے کہ مچھلی کہ جب جال سے نکلجاتی ہے تو کیسے اچھل کر

دریا مین جاتی ہے اور پھر اُسکو کوئی چاہے کہ جال مین پھانس لیوے دُشوار ہو یہی حال نفس کا ہر کہ جب توحید کے میدان مین پہونچ جاتا ہی تو ہزار درجے پلید اور خبیث اور مکّار بہ نسبت پہلے کے ہو جاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ پھر اُسکا قابو مین آنا دُشوار ہوتا ہی اسلیے کہ اوّل مین بندھا ہوتا ہی اور میان کشادہ و منبسط ہو جاتا ہی اور اوّل مین بشریت کی تنگی سے اپنا سامان مہیّا کرتا تھا اور میان توحید کی وسعت سے اپنا سامان طیار کرتا ہی پس نفس سے بخوف و بخطر مت رہو اور حفاظت کرتا رہو تاکہ نفس پر فتحیاب ہو اور اس آفت سے جو ہمنے بیان کی علحدہ و برکران رہے کیونکہ شیطان ملعون اندر بیٹھا ہی چنانچہ ایک موقع پر خود آپنے ایک حکایت نقل کی ہی کہ جب حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ باہم ملے اور اُنکی توبہ قبول ہوئی تو ایک روز آدم علیہ السّلام کسی کام کو گئے تھے ابلیس ملعون آیا اور اپنے بچے کو کہ جسکا نام خنّاس تھا ساتھ لایا اور حضرت حوّاؑ سے کہا آپ ذرا اسکی حفاظت کیجیے مین ابھی واپس آکر اسکو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون جبکہ ابلیس ملعون اسکو حضرت حوّاؑ کو سپرد کرکے چلا گیا تو اسی اثنا مین حضرت آدم علیہ السّلام تشریف لائے خنّاس کو دیکھا حضرت حوّاؑ سے پوچھا یہ کون ہی آپنے فرمایا کہ ابلیس لعین کا فرزند ہی وہ اسکو لایا ہی اور مجھے سپرد کر گیا ہے حضرت آدم علیہ السّلام حضرت حوّاؑ پر خفا ہوئے کہ بھلا آپنے یہ کیا کام کیا کہ اسکو یہان بٹھا لیا اور آپنے غصّے مین آکر اُس بچے کو مار ڈالا اور اُسکو پارہ پارہ کر ڈالا اور ہر پارہ اُسکا ایک ایک درخت مین لٹکا دیا اور کہین کو گئے اِتنے مین ابلیس ملعون آیا اور اپنے بیٹے کو طلب کیا حضرت حوّاؑ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے اُسکو مار ڈالا ابلیس لعین نے خنّاس کو آواز دی فی الفور اُسکے اعضا باہم جمع ہو گئے اور زندہ ہو گیا اور حضرت حوّاؑ کے آگے آ بیٹھا دوسری بار ابلیس لعین نے پھر اُسکو حضرت حوّاؑ کے سپرد کیا حضرت حوّاؑ نے بہت کہا کہ مجھے مت سپرد کر کہ حضرت آدم علیہ السّلام اگر مجھسے ناراض ہونگے لیکن ابلیس لعین منّت سماجت کرکے گڑگڑا کے سپرد کر ہی گیا جب آدم علیہ السّلام آئے اور پھر اُسکو بیٹھے دیکھا تو حضرت حوّاؑ پر ناخوش ہوئے کہ کیون تمنے ابلیس لعین کا کہنا مانا اور اُسکی بات پر فریفتہ ہوئین اور اس بچے کو پکڑ کر مار ڈالا اور جلا کر خاک کر دیا اور

آدھی خاک اسکی دریا میں بہادی اور آدھی جنگل میں اڑادی اور آپ چلے گئے ابلیس لعین آیا اور اپنے لڑکے کو طلب کیا حضرت حوّا نے کیفیت بیان کی ابلیس ملعون نے پھر خنّاس کو آواز دی اسکے ذرے سب باہم جمع ہوئے اور زندہ ہوگیا اور ابلیس لعین کے آگے آ بیٹھا پھر ابلیس لعین نے حضرت حوّا کو قسم دلائی کہ آپ اس مرتبہ اور قبول کیجیے حضرت حوّا قبول نکرتی تھیں لیکن سخت قسمیں دلائیں ناچار حضرت حوّا نے قبول کیا جب آدم آئے اور اسکو بیٹھے دیکھا آپنے فرمایا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اس بات کے درمیان کیا ہوگا کہ تم بار بار خدا کے دشمن کی بات مانتی ہو اور میرے کہے پر عمل نہیں کرتیں ا درست ہی خفا ہوئے اور خنّاس کو مار کر قلیہ پکایا اور آدھا خود کھایا اور آدھا حضرت حوّا کو کھلایا اور ایسا کہا ہے کہ اس آخری بار ابلیس لعین خنّاس کو بھیڑ کی صورت میں لایا تھا۔ جب ابلیس لعین پھر آیا اور فرزند طلب کیا حضرت حوّا نے حال بیان کیا ابلیس نے سنکر کہا میرا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح خنّاس کی جگہ آدمی کے سینے میں ہو اب میرا مقصود بر آیا۔ چنانچہ حق تعالی نے فرمایا کہ اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اور حضرت محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک کسی میں ایک صفت صفات نفسانی سے باقی رہے وہ آزاد نہیں بلکہ وہ مثل مکاتب کے ہے کہ جب تک کہ ایک درم اسپر باقی رہتا ہے آزاد نہیں ہوتا اور بندہ اس ایکدرم کا رہتا ہے ہان آزاد وہ ہے کہ جسپر کچھ باقی نرہا ہو اور ایسا شخص مجذوب ہوتا ہے کہ حق تعالی اسکو اپنے سے آزاد کر دیتا ہے جبکہ اسکو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے پس ایسا شخص درحقیقت آزاد ہے جیسا کہ حق تعالی جل شانہ نے فرمایا اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ یعنی اللہ جسکو کہ چاہتا ہے اپنی طرف کھینچتا ہے اور جسکو کہ اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اسکو ہدایت فرماتا ہے اہل اجتبا وہ قوم ہے کہ جذبہ حق میں گرفتار ہے اور اہل ہدایت وہ قوم ہے کہ توبہ اور استغفار سے اسکی طرف راہ ڈھونڈھتی ہے اور فرمایا مجذوب کے لیے چند درجے ہیں بعض کو انسے ایک تہائی نبوت دیتے ہیں اور بعض کو آدھی اور بعض کو آدھی سے زیادہ جبکہ اس درجہ کو پہونچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصے کے سبب تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور خاتم الاولیا ہوتا ہے اور سردار تمام ولیوں کا جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا تھے اور سب کے

سردار تھے اور نبوت کا خاتمہ آپ پر ہوا اور فرمایا کہ ایسا مجذوب مہدی ہو سکتا ہی - اگر کوئی اعتراض کیے کہ اولیا کو نبوت سے نصیب و حصّہ کیونکہ پانا ممکن ہی تو یہین (یہ مقولہ حضرت فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب تذکرۃ الاولیا کا ہے) جواب دونگا - حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میانہ روی اور سچا خواب اور رویۂ نیک ایک جز ہی چوبیس جز و نبوت سے اور مجذوب کو میانہ روی اور رویۂ نیک حاصل ہو سکتا ہی آور فرمایا کہ جذب پیغمبری کا ایک جز ہی اور دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ جو کوئی ایکدرم حرام کمائی کا دشمن کو پھیرتا ہی نبوت کے درجون سے ایک درجہ پاتا ہی پس تمام مجذوب کو میسر ہو سکتے ہین - اور اولیاء اللہ کے واسطے بہت راست و درست تر یہ نشان ہی کہ علم کے اصول مین کلام کرین کسی نے پوچھا یہ کیونکر ہے آپنے فرمایا علم ابتدا ہی اور علم معاد ہی اور علم عہد میثاق اور علم حروف اور یہ تینون حکمت کے اصول ہین آور علما کی حکمت یہ ہی کہ یہ علم بزرگان اولیا سے ظاہر ہوتا ہی اور کوئی اُنسے قبول نہین کرسکتا مگر وہ شخص کہ جسکو ولایت سے حصّہ ہو - لوگون نے پوچھا کہ کیا اولیا ؤن کو بھی سوء خاتمہ کا خوف ہوتا ہی آپنے فرمایا - ہان - اور وہ خطرات کا خوف ہوتا ہی اور کوئی روز نہین ہوتا کہ خدا کو پسند نہین آتا کہ اپنے عیش کو بندی پر تیرہ نکرے - آور فرمایا کہ خدا کے ذکر مین ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ اس سے سوال نکرسکے اور وہ مقام عالی ہی اُس سے کہ طلبیون نے خیال کیا - لوگون نے پوچھا حضرت باطنی کون ہین آپنے فرمایا وہ لوگ ہین کہ آیات الٰہی کے سمجھنے کی لیاقت نہین رکھتے لوگون نے تقوی اور جوانمردی کو پوچھا - آپنے فرمایا تقوی وہ ہی کہ قیامت کے روز تیرا دامن کوئی نپکڑے اور جوانمردی وہ ہی کہ تو کسیکا دامن نپکڑے آور فرمایا عزیز وہ شخص ہے کہ جسکو معصیت نے خوار نکیا ہو اور آزاد وہ شخص ہے کہ جسکو طمع نے بندہ نبنایا ہو اور خواجہ وہ ہی کہ شیطان کے جنگل مین گرفتار نہوا ہو اور عاقل وہ ہی کہ پرہیزگاری کرتا ہو واسطے خدا کے اور اپنے نفس سے حساب لیتا ہو آور فرمایا جو کہ اہل طریقت مین شامل ہوا اُسکو اہل معصیت سے کچھ انکار نرہا اور فرمایا طرفہ ماجرا ہے کہ جو کوئی کسی چیز سے ڈرتا ہی اُس سے بھاگتا ہے اور جو کوئی کہ خدا سے ڈرتا ہی اُلٹا خدا ہی کی طرف بھاگتا ہی آور فرمایا مسلمانی کی اصل دو چیزین ہین ایک خدا کے احسانات کا دیکھنا دوسری قطعیت یعنی

بزرگی کا خوف رکھنا اور فرمایا کسی شی کے گم کرنے پر دو غم نہ کھانا چاہیے کہ نیت کے گم کرنے پر کیونکہ کوئی کار خیر بے نیت درست نہین ہوتا اور فرمایا جسکی کہ ہمت مصروف طرف دین کے ہوتی ہے اُسکے تمامی دنیاوی کاروبار اُسکی اس ہمت کی برکت سے انجام پاتے ہین اور فرمایا جسکی کہ ہمت مصروف طرف دُنیا کے ہوتی ہی اُسکے تمامی دین کے کاروبار دُنیا کی نحوست سے تباہ ہوتے ہین اور فرمایا جو کہ کفایت کرتا ہی علم سے بے زہد کی بات پر زندیق ہو جاتا ہی اور جو کوئی کہ بغیر تقوی کے فقر پر کفایت کرتا ہی فسق و فجور مین گرفتار ہوتا ہی اور فرمایا جو کہ عبودیت کے اوصاف مین جاہل ہے وہ ربوبیت کے اوصاف مین جاہل تر ہوگا اور فرمایا اگر تو چاہی کہ باوجود قائمی اپنی نفس کے حق تعالی کو پہچانے نہ سکے گا کیونکہ تو نے جس حال مین کہ اپنے نفس ہی کو نہ پہچانا خدا کو کیا پہچانے گا اور فرمایا بدترین خصلت آدمی مین کبر ہے اور مختاری کاموں مین۔ کیونکہ کبر ایسے شخص کو زیب دیتا ہی کہ اُسکی ذات بے عیب ہووے اور اختیار ایسے شخص کو بھلا معلوم ہوتا ہی کہ جسکا علم بغیر جہل کے ہو اور فرمایا سنو ہزار بھیڑیے بھیڑون مین اسقدر تباہی نہین کرتے کہ ایک ساعت مین ایک شیطان تیری ساتھ کرتا ہی اور ہزار شیطان لعین تیری ساتھ وہ خرابی نہین کرتے کہ تیرا نفس تیری ساتھ کرتا ہی اور فرمایا جو کہ اپنے بُری کام پر خوش ہوتا ہی کافی ہی یہ خوش ہونا اُسکی خرابی کو اور فرمایا حق تعالی نے بندون کی روزی کی ضمانت کی ہی پس لازم ہی کہ بندے اُسکی ضمانت پر توکل کرین اور فرمایا مُراقبہ اور لحاظ اُسکا کرنا چاہیے کہ اُسکی کوئی نظر تجھسے غائب نہین ہے اور شکر ایسے شخص کا کرنا چاہیے کہ اُسکی کوئی نعمت تجھ سے منقطع نہین ہے اور فروتنی اُسکے سامنے کرنی چاہیے کہ جسکی سلطنت اور بادشاہت سے تو ایک قدم ہرگز باہر نہین رکھ سکتا۔ اور فرمایا جوانمردی وہ ہی کہ مسافر اور مقیم اُسکے سامنے یکسان ہون اور فرمایا خدای تعالی کی محبت کی حقیقت ہمیشہ اُنس ہے اُسکے ذکر سے اور فرمایا لوگ جو کہتے ہین کہ انتہا ہی یہ راست نہین ہے کیونکہ ہر ایک دل کا کمال معلوم ہی جب وہان پہونچتا ہی ٹھہر جاتا ہی لیکن مطلب وہ ہی کہ راہ نا تمام ہی ہی ایسا خیال مین آتا ہی کہ اس بات سے حضرت محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی مُراد یہ ہی کہ دل در حقیقت تمام ہی نہین ہے جیسا کہ ہمنے شرح القلب مین بیان کیا ہی اور فرمایا آدم اعظم کبھی تجلّی کرنیوالا نہوا اگر ہمارے

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور فرمایا ایک نفس ہی کہ تیری سامنے زاری کرتا ہی اور عاجزی کا اظہار کرتا ہو مگر درشتی اور شدت اور سختی کی حالت میں۔ اور یہ نفس لئیم ہی۔ اور ایک نفس ہے کہ زاری کرتا ہی نیکوئی اور بخشش و نرمی پر یہ نفس کریم ہی۔ اور فرمایا خوف کرنیوالا وہ ہو کہ شہوت کی آگ کو بجھاتا ہے اور اپنے دل کے دھوئیں کو دباتا ہی اور تعظیم کی روشنیاں اپنے دل میں روشن کرتا ہی تاکہ اسکی شہوت مر جاوی اور اسکا دل زندہ ہووے اور اسکے اعضا خوف کرنے والے نہیں۔ اور فرمایا عارفوں کا خوف گردش دل ہے

انسٹھواں باب حضرت ابو بکر وراق رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ خزانہ علم اور حکمت وہ یگانہ حلم اور عصمت وہ شرف عباد وہ کشف زہاد وہ مجرد آفاق حضرت ابو بکر وراق رحمتہ اللہ علیہ تھی عابد اور زاہد اور بڑے مشائخوں سی تھے ورع اور تقوی میں کامل تھی اور تجرید اور تفرید میں عجب کمال رکھتی تھے اور معاملہ اور ادب میں حنبل تھے جیسا کہ مشائخوں نے آپ کو مودب الاولیا کہا ہی اور کشتہ نفس اور مبارک نفس تھی حضرت محمد علی حکیم رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت یافتہ تھی بلخ آپ کا مقام ہی حضرت خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ کے یاروں میں تھی آپ کی ریاضات اور آداب میں تصانیف بہت ہیں آپ مریدوں کو سفر سے باز رکھتی آپ کا منقول ہی کہ تمامی برکتوں کی کنجی صبر ہی موضع ارادت میں اسوقت تک کہ ارادت درست ہووے جہاں ارادت درست ہوئی اول برکتیں کشادہ ہوئیں نقل ہے کہ آپ ایک مدت حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کی آرزو میں رہے ہر روز آپ قبرستان کو جاتے اور آنے جانے کے درمیان ایک جزو قرآن مجید کا ختم کرتے ایک روز آپ نے قدم دہلیز کے باہر ہی رکھا تھا ایک پیر نورانی شکل نظر پڑی آپ نے السلام علیکم کہا اور فرمایا کہ آپ میری ساتھ صحبت رکھنا پسند فرماتے ہیں ان بزرگ نے کہا ہاں۔ بعد اسکے وہ پیر آپ کے ساتھ ہو لیے آپ راہ میں انکے ساتھ باتیں کرتے چلے جب رخصت چاہی تو ان پیر نے کہا کہ اے وراق تو مدت سے چاہتا تھا کہ مجھے دیکھے آج کہ میرا مصاحب ہوا قرآن مجید کا جزو پڑھنے سے

محروم رہا جب صحبت خضر نے یہ فائدہ دیا صحبت دوسرون کی کیا نتیجہ دیگی بس تو جان لے کہ عزلت
اور تنہائی تمام کامون پر شرف رکھتی ہے نقل ہے کہ آپکا ایک صاحبزادہ تھا مکتب جایا کرتا ایک روز
آپ نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے اور اسکے چہرہ کا رنگ فق ہے آپنے پوچھا کیون کیا ہوا اُسنے کہا آج استاد
نے مجھے ایک آیت پڑھائی اُسکے سبب سے میرا یہ حال ہو رہا ہے آپنے فرمایا وہ کونسی آیت ہے لڑکے نے کہا
یوما یجعل الولدان شیبا یعنے ایک روز وہ ہوگا کہ لڑکے بوڑھے ہو جاینگے۔ پس وہ لڑکا اس آیت کے
خوف سے بیمار ہوگیا اور مرگیا آپ اُسکی قبر پر بیٹھکر روتے اور کہتے تھے اے ابوبکر فرزند تیرا ایک آیت سے
ایسا ہوگیا کہ جان دیدی اور تو اتنے برس سے ختم کلام مجید کا کرتا ہے پر افسوس ہے کہ تیری مین کچھ اثر نہوا
نقل ہے کہ جبکہ آپ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے واپس آتے تو ایسے گھبرائے چلتے کہ جیسے کوئی چور چوری
کرکے چلے یا کوئی شخص بڑے گناہ مین مبتلا ہوکے بھاگے۔ نقل ہے کہ ایک شخص آپ کی زیارت کو
آیا جب لوٹنے لگا عرض کی کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپنے فرمایا کہ مینے دُنیا اور آخرت کی
خیر تھوڑے مال مین پائی اور دونون جہان کی بُرائی بہت مال مین اور لوگونکے ساتھ ملنے جُلنے
مین اور آپنے فرمایا کہ مینے مکہ معظمہ کی راہ مین ایک عورت کو دیکھا اُسنے مجھسے پوچھا تو کون ہے
مینے کہا کہ مین ایک مرد مسافر ہون اُسنے یہ سُنکر کہا کہ تو مسافرت کی وحشت و افسردگی کی شکایت
کرتا ہے افسوس تونے اپنے خداوند تعالے کے ساتھ اُنس و محبت نہ پکڑی کہ سفر کا شاکی ہے جون ہی
مینے یہ سُنا مجھکو اتنی قدرت نہ رہی کہ ایک قدم اُسکے پیچھے چلون ناچار رہ گیا وہ چلی گئی۔ اور
فرمایا کہ ایک مرتبہ گشایش کا دروازہ مجھپر کشادہ کیا حکم ہوا مانگ کیا مانگتا ہے مینے عرض کی اے
خداوندا وہ قوم کہ نبیون کی تھی اور آفرینش کی فوج کی سردار اور سپاہ کی ہراول و پیش رو
معلوم ہے کہ کیسی کیسی بلائین اُنھون نے سہین اور کیسے کیسے سخت رنج و غم پر صابر رہے اور تو وہ
ہے کہ تیری بارگاہ مین کچھ کمی نہین اور ایک ذرہ بھی تیرے سوا کسی کی طرف منسوب نہین ہوسکتا
مین کیا مانگون مجکو اِسی مقام عاجزی و بیچارگی مین رہنے دے کیونکہ مین اپنے مین وہ طاقت
نہین دیکھتا کہ بلا و آفت کی برداشت کرسکون اور فرمایا آدمی مین تخم مین ایک مراد و مسے غلبہ

تیسرے فقرا جب اُمرا تباہ ہووین خلائق کی معاش اور کمائی تباہ ہووے اور جب علما تباہ ہووین
خلائق کا دین تباہ ہووے اور جب فقرا تباہ ہووین خلائق کا دل تباہ ہووے اور فرمایا کہ اصل
انہیں نفس شہوتون کی نزدیکی ہی جب ہوا غالب ہوتی ہی دل تاریک ہوتا ہی اور جب دل تاریک
ہوتا ہی خلق سے دشمنی کرتا ہی اور خلق بھی اُس سے دشمنی کرتی ہی اور خلق پر ظلم کرنا شروع کرتا ہی
جور و ستم کو اپنا پیشہ کرتا ہی اور فرمایا آدم علیہ السّلام کے زمانے سے ابتک کوئی فتنہ ظاہر نہین ہوا
مگر خلق کا خلق کے ساتھ ملنے سے اور اُس وقت سے ابتک کسی شخص نے سلامتی نہین پائی مگر اُس شخص نے
کہ صحبت خلائق سے کنارہ پکڑا۔ کسی نے آپ سے وصیت چاہی آپ نے فرمایا ایک پتھر لیکر اپنے دونون
پانون کو کچل ڈال اور ایک چھری لیکر اپنی زبان کو کاٹ ڈال اُسنے کہا حضرت بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہی
آپ نے فرمایا کہ جسکی زبان کرسر کے بولنے مین آئی اور جسکے کان خدا کی طرف سے شنوا ہوئے اُسکو
لائق ہی کہ اُسکی ظاہر کی زبان گونگی ہووے اور اُسکے ظاہر کے کان بہرے ہون اور یہ بات زبان کاٹنے
اور پانون کچلنے سے حاصل ہوتی ہی اور فرمایا کہ حکما بعد انبیا کے ہین اور نبوت کے بعد کوئی درجہ نہین ہے
مگر حکمت اور حکمت احکام امور ہے اور اوّل نشان حکمت خاموشی ہی اور بولنا ضرورت کے موافق
اور فرمایا خاموشی عارف کی نافع تر ہووے اور کلام اُسکا خوشتر ہووے اور فرمایا خداوند تعالےٰ خلق سے
آٹھ چیزین چاہتا ہی اُسکے دل سے دو چیز حق کے فرمان کی تعظیم اور خلق پر شفقت اور اُسکی زبان سے
دو چیز توحید پر اقرار کرنا اور خلق کے ساتھ نرمی کرنا اور اعضا سے دو چیز خدا کی طاعت کرنا۔ اور
ایماندارون کی مددگاری کرنا۔ اور خلق سے دو چیز خدا کے حکم پر صبر کرنا اور خدا کی مخلوق کے ساتھ
حلم سے پیش آنا اور فرمایا جو کہ اپنے نفس پر عاشق ہوا کبر اور حسد اور خواری اُسپر عاشق ہوئی
اور فرمایا اگر طمع سے کہین کہ تیرا باپ کون ہی کہے شک کرنا مقدور ہین۔ اور اگر کہین تیری
غایت کیا ہی کہے بے نصیبی اور فرمایا ایک بزرگ نے بزرگون مین سے کہا ہی کہ شیطان لعین کہتا ہی
کہ مین ایسا احمق نہین ہون کہ مومن کو شروع سے ساتھ کافری کے وسوسہ کرون اوّل اُسکو
شہوات حلال پر حریص بناتا ہون جب اُسپر حریص ہوجاتا ہی اور ہوا اُسپر غالب ہوجاتی ہے اور

ترو ریکھ دجاتی ہے اور معاصی پر دلیر ہو جاتا ہے تو کافری سے وسوسہ کرتا ہون اور فرمایا پانچ چیزین ہین کہ ہمیشہ
ساتھ تیری ہین اگر توان پانچ کی صحبت کو جان جائیگا نجات پائیگا اور اگر نہ جانیگا ہلاک ہوگا اول
خدای تعالی کے پھر نفس کے پھر شیطان کے پھر دنیا کے پھر خلائق ۔ حق تعالی سے موافقت نفس سے مخالفت شیطان سے عداوت
دنیا سے نفرت ۔ خلائق سے شفقت ۔ اگر یہ کریگا نجات پاویگا ۔ اور فرمایا جب تک کہ تو مخلوق سے قطع علائق نکرے
حق تعالی کے ساتھ انس کی توقع مت رکھ اور جب تک کہ دل کو شغلون مین متردد رکھے فکرت اور عبرت کی طمع
مت رکھ اور جب تک کہ سینے کو ریاست اور سرداری کی طلب سے پاک نکرے الہام اور حکمت کی طمع مت رکھ اور
فرمایا صحبت ساتھ عقلا کے پیروی سے کر اور زاہدون کے ساتھ حسن مدارات اور جاہلون کے ساتھ صبر جمیل سے اور
فرمایا اصل آدمی زاد کی آب ہے اور خاک یعنی پانی اور مٹی جسکی سرشت مین پانی غالب ہے اس سے لطف و نرمی
کار لینا چاہیے کیونکہ اگر اُسپر سختی ہوگی تو درہم اور برہم ہوکر کام کو بگاڑویگا اور جسکی سرشت مین مٹی غالب ہے
اسپر سختی کرنی چاہیے اور شریعت کے احکام سختی سے اسکو سکھانے چاہیین تاکہ وہ کسی کام کے لائق ہو اور
فرمایا حق تعالی نے جب چاہا کہ پانی کو پیدا کرے ہر ایک رنگ سے رنگ اسکا کیا اور ہر ایک مزے سے مزہ اسکا
بنایا جب سب رنگونکو باہم ملایا پانی کی رنگت ظہور مین آئی یہی سبب ہے کہ کوئی پانی کی رنگت نہ جان سکا
اور جب سب مزون کو باہم ملایا پانی کا مزہ قرار پایا اسی سبب سے کسی نے اُسکے مزے کو نہ جانا ۔ اسکو پینے
سے لذت حیات کی باقی ہین اور کسی کو اسکی لذت کی کیفیت سے خبر نہین کسی کو اس معنی سے کہ باعث حیات
ہی خبر نہین ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ دلیل اسکی ہے اور فرمایا خوشحال ایسے درویش کا کہ دنیا
مین سلطان کو اُس سے خراج نہین ہے اور آخرت مین جبار عالم کو اُسکے ساتھ حساب کتاب نہین ہے اور
فرمایا مین علی الصباح اُٹھتا ہون اور لوگونکو دیکھتا ہون نہین جانتا ہون کہ کتنے لقمہ حلال کا کھایا ہے
اور کتنے حرام کا کھایا ہے ہان البتہ جب کسی کو لغو غیبت بیہودہ گوئی مین مشغول پاتا ہون جان جاتا ہون
کہ اُسنے لقمہ حرام کھایا ہے اور جسکو کہ تہلیل اور استغفار اور یاد خدا مین مشغول دیکھتا ہون جان جاتا
ہون کہ اُسنے لقمہ حلال کھایا ہے اور فرمایا صدق بندے کو اس چیز سے کہ خدا اور بندے کے درمیان
مین نگاہ رکھتا ہے اور صبر بندے کو اُس چیز سے کہ نفس اور بندے کے درمیان ہے نگاہ رکھتا ہے اور

فرمایا یقین ایک نور ہی کہ بندہ اُس سے منور ہوتا ہی اپنے احوال مین پس وہ نور اُسکو متقیون کے درجے تک پہونچاتا ہی لوگون نے زہد سے پوچھا آپنے فرمایا زہد کے تین حرف ہین ز او ہا و دال ز اسے مُراد ترک زینت ہے و ہا سے مراد ترک ہوا و دال سے مُراد ترک دُنیا اور فرمایا یقین روشن کرنیوالا ول کا ہی اور ایمان کا کمال اسی سے ہی اور فرمایا یقین تین قسم ہے یقین خبر اور یقین دلالت اور یقین مشاہدہ - اور فرمایا جسکو معرفت ساتھ خدا کی درست ہوتی ہی ہیبت اور خوف اُسپر طاری ہوتا ہی اور فرمایا شکر نعمت مشاہدہ کرنا منت و احسان کا ہی اور نگاہ رکھنا حُرمت کا اور فرمایا پیغمبر صرف معجزے سے پیغمبر نہین ہوا بلکہ اسلیے پیغمبر ہوا کہ حق تعالے نے اُسکو بھیجا اور اُسپر وحی نازل فرمائی چاہی معجزہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو واجب ہوا اُنکو جنکو پیغمبر نے دعوت کی اُسکے فرمان کا قبول کرنا جان و دل سے اگرچہ معجزہ نہ رکھتا ہو اور فرمایا کوئی ہوتا ہے کہ اِس راہ مین عمر بھر سرگردان رہتا ہی اور عالم کے گرد پھرتا ہی اور ایک مرد کو مردون سے ڈھونڈھتا ہے اور ہرگز نہین پاتا جیسے مرد کی کہ اُسکو ضرورت ہوتی ہی اور کس طرح پاوے کہ وہ مرد خود ہوتا ہی لیکن وہ اُس سے بیخبر ہوتا ہی اور بندہ حق دا یقین نہین ہوتا جب تک کہ اُس سبب کو کہ درمیان اُسکے اور خدا کے ثریٰ سے لیکر عرش تک ہی نہ اُکھاڑے اور اُسوقت تک کہ مُراد تمامی چیزون خدا سے نہو وے اور فرمایا توکل انتظاری کی کدورت سے اپنے وقت کو صاف رکھنا ہی اسطرح کہ نہ کسی چیز کے جانے پر افسوس ہو اور نہ کسی چیز کے آنے کی انتظاری اور فرمایا جو کوئی کہ کامون کو آسمان کی جہت سے دیکھتا ہی صبر کرتا ہی اور جو کوئی کہ زمین کی طرف سے دیکھتا ہی حیرتمند ہوتا ہی اور فرمایا بداخلاقی سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ حرام لقمے سے نقل ہی کہ آپکی وفات کے بعد آپکو خواب مین دیکھا زرد اور غمگین اور گریان پوچھا حضرت یہ تو فرمایے کہ سبب گریہ اور ضعف کا کیا ہی آپنے فرمایا کیا پوچھتے ہو جس قبرستان مین کہ مین ہون دس جنازے آئے سب بے ایمان مرے ہین دوسرے شخص نے آپکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا مجکو اپنے حضور مین بلایا اور نامۂ اعمال میرے ہاتھ مین دیا مین نے اُسکو پڑھنا شروع کیا ایک گناہ اُسمین لکھا تھا جب اُسکو مینے پڑھا تمام نامۂ اعمال کالا ہوگیا مجھے پڑھ نہ سکا ندا آئی کہ ہمنے تیری اِس گناہ کو اپنے کرم سے پوشیدہ کیا اور اِس جہان مین تجھے رسوا کرنا نہ چاہا

ایک بیتے تیرے گناہ کو معاف کر دیا۔

ساٹھوان باب حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ بدرقۂ تیر ملامت وہ صدف دُر کرامت وہ مجرد رجال وہ مشرف کمال وہ خزانۂ فضائل حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ روزگار تھے اور ملامتیون کے شیخ اور پرہیزگار اور متوکل تھے اور دُنیا اور مخلوق سے بالکل رُو گردان اور حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اکمل تھے اور ظاہر و باطن کے علوم کے عالم تھے اور آپنے بہت حدیثین لکھی ہین اور سماع فرمائی ہین آپ کے وقت مین کوئی مجرد آپ کے مثل نہ تھا چنانچہ ایک وقت ابوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کچھ کلام فرماتے تھے آپنے فرمایا ای ابوعلی موت کے واسطے تیاری کر کہ اُس سے چارہ نہین ہے، حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو تیار رہ آپنے ہاتھ بجای تکیے کے سرہانے رکھکر فرمایا کہ ای تو مین تو مرگیا اور فی الفور جان بحق تسلیم ہوئے حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ شرمندہ ہوئے اسلیے کہ آپکے ساتھ مقابلے کی تاب نہ رکھتے تھے کیونکہ حضرت ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ علائق دار تھے اور حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ مجرد تھے اور حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کچھ کلام فرما رہے تھے فرمایا کہ تو نے اپنے واسطے فرمایا وہ خلق کے واسطے اور فرمایا کہ جو کچھ کہ تو کہے اپنا حال اپنی زبان سے کہے نہ کہ اپنی زبان سے دوسرون کا حال اپنی عبارت مین بیان کرے۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آپسے ایک مسئلہ پوچھا آپنے جواب دیا اُس شخص نے کہا کہ ایکبار اور فرمائیے آپنے فرمایا کہ تو کہتا ہی کہ دوبارہ کہو مین اس پریشانی مین ہون کہ ایکبار ہی کیون کہا۔ اور فرمایا جو شخص کہ فرض کو ضائع کرتا ہی ضرور ہی کہ سُنتون کو بھی ضائع کریگا اور جس کسی نے کہ سُنّت کو ضائع کیا قریب ہے کہ بدعت مین پڑے اور فرمایا تیرا سب سے فاضلترین وقت وہ ہی کہ جسمین تو نفس کے وسوسون سے امن مین ہو اور لوگ تیری بدگمانی سے محفوظ ہون اور فرمایا جسکا نفس کہ ایسی چیز کے ساتھ لگا رہتا ہی کہ اُسکی حاجت نہین وہ برباد کرتا ہی اپنی اوقات عزیز کو تمہین اسقدر کہ جسقدر اُسکو حاجت کی چیز مین صرف کرنا چاہیے اور فرمایا

آدمی اپنی بدبختی پر عاشق ہے یعنے تمامی اُن باتون کی آرزو کرتا ہے کہ اُسکی بدبختی کا باعث ہون ایک روز آپنے اصحاب سے فرمایا تم عاشق ہوئے ہو اُسپر کہ تمہیں عاشق ہو اور فرمایا مجھے اُس شخص سے عجب آتا ہے کہ حیا کا ذکر کرتا ہے اور خدا سے شرم نہین رکھتا یعنے جب خداے تعالیٰ کو متکلم دیکھتا ہے پھر کیون بات کرتے وقت اُسکو شرم نہین آتی اور فرمایا جسکو کہ محبت اور فقر دیا ہے اگر اُسکو خوف نہ دین تو وہ فریفتہ ہے اور فرمایا خدمت ادب ہے نہ ہمیشگی کرنا اور خدمت ادب ہے کیونکہ ادب خدمت مین عزیز تر ہے خدمت سے اور فرمایا ہم ادب کے حاجتمند زیادہ ہین بہ نسبت علم کے اور فرمایا جو کہ اپنا مرتبہ خلائق کی نظر مین بلند دیکھتا ہے اُسپر واجب ہے کہ اُسکا نفس اُسکی نظر مین خوار و ذلیل ہو جاوے تو نہین دیکھتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اپنا خلیل فرمایا اور ارشاد کیا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ اور فرمایا غیبی احکام دنیا مین کسی پر ظاہر نہین ہوتے لیکن دعوی کی رسوائی ظاہر ہوتی ہے اور فرمایا ہرگز تسلیم اور دعوی ایک جگہ جمع نہین ہوتے اور فرمایا جو کہ کسی چیز سے محجوب ہو جاتا ہے وہ ہرگز اپنا عیب اپنے علم سے نہین دیکھ سکتا اور فرمایا جو فقر کہ مجبوری سے ہو فضیلت سے خالی ہے اور فرمایا حقیقت فقر کی علیحدگی ہے دنیا اور آخرت سے اور خدا کے ساتھ مستغنی رہنا ہے دنیا اور آخرت سے اور فرمایا جو کہ اوقات گذشتہ مین مشغول ہوتا ہے بیفائدہ نقد وقت کو ہاتھ سے دیتا ہے یعنے برباد کرتا ہے اور فرمایا آدمی آگے اور پیچھے نظر کرسکتا ہے حالانکہ وہ غائب ہے اُس وقت اپنے وقت اور مقام سے اور فرمایا تو ظاہراً دعوی عبودیت کا کرتا ہے لیکن باطناً سراو صاف ربوبیت کے نکالے ہے یعنے دعوی ربوبیت کا کر رہا ہے اور فرمایا عبودیت اضطراری ہے نہ اختیاری اور فرمایا جسنے مزہ عبودیت کا چکھا اُسکو عیش کہان اور فرمایا عبودیت تمام چیزون مین خدا کی طرف رجوع کرنا ہے بغیر اضطرار کے اور فرمایا بندہ بندہ اُسکا ہے جب تک کہ کوئی خادم اپنے لیے نہ ڈھونڈھے جب کہ خادم ڈھونڈھا بندگی کی حد سے خارج ہوا۔ اور ترک ادب کیا۔ اور فرمایا ایسے شخص مین کچھ بھی نہین جسنے کہ بندگی کی خواری اور سوال کی ذلت اور رد کی شرمساری نہین چکھی ہے اور فرمایا حق تعالیٰ نے اقسام عبادت کو یاد فرمایا ہے۔ اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

بالا تجارہ ہشتم مقامات کا استغفار پر کیا ہے تاکہ بندہ ہوشیار رہو وے اپنی تقصیر پر تمامی احوال اور افعال میں۔ پس سب سے استغفار کرے اور فرمایا جسنے کہ اپنے نفس کا سابقہ اپنے نفس سے اٹھا دیا ہے خلائق کا عیش اس کے سایہ میں ہے اور فرمایا جو کہ کسب و ہنر کرتا ہے اور آپ کو خدا کو سونپتا ہے بہتر ہے اس سے کہ جو خلوت نشین ہے اور کسب و ہنر سے دست بردار ہے اور فرمایا جو کہ اس راہ میں ضعیف ہو کر آتا ہے قوی ہوتا ہے اور جو کہ قوی بنکر آتا ہے ضعیف ہوتا ہے اور رسوا۔ اور فرمایا اگر بندہ کو ساری عمر میں ایکدم بے ریائی کا میسر ہو جاتا ہے اسمین شک نہیں کہ اس ایک دم کی برکتیں آخر عمر تک اس کے ساتھ باقی رہتی ہیں اور فرمایا عارف وہ ہے کہ کسی چیز سے اسکو عجب نہ آوے۔ نقل ہے کہ ایک مرد نے آپ کو دعا دی اور کہا کہ خداوند تعالی آپ کو وہ چیز عطا کرے کہ جسکے آپ امیدوار ہیں آپ نے فرمایا امید بعد معرفت کے ہوتی ہے یہاں معرفت کہاں ہے آپ کی وفات نیشاپور میں ہوئی آپ کا مدفن مشہد میں ہے۔ احمد بن اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مینے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ سے کہدے کہ موت کی تیاری کرتا رہے کہ ایک سال کے بعد تیرا انتقال ہوگا مینے یہ بات حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ سے کہی حضرت عبداللہ نے فرمایا یہ مدت مدید اور عہد بعید ہے طاقت کسکو ہے کہ دوسرے سال تک انتظار کرے۔

اکسٹھواں باب حضرت علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ خواجہ درویش وحاضر بے خویش وداشتۂ محبوب بینندۂ عیوب وخزانۂ حقائق ومعانی حضرت شیخ علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ اور معتبر تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ آپ سے مکاتبت رکھتے تھے آپ حضرت ابوتراب اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہما کے مصاحب تھے۔ آپ کا کلام حقائق میں بدرجہ اعلی ہے آپ معاملات اور ریاضات میں کامل تھے اور طریقت میں بیان شافی رکھتے تھے حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ آپ کی

زیارت کو اصفہان مین آئے اُنپر تینس ہزار درم کا قرض تھا آپنے سب قرض اُنکا بیباق کردیا۔
آپکے کلمات یہ ہین۔ عبادت کی رغبت ہونا علامت توفیق کی ہی مخالفتون سے باز رہنا رعایت کی
علامت ہے مراعات اسرار بیداری کی علامت ہے۔ دعویٰ کرلیے آمادہ ہونا بشریت کے جہل و نادانی کی
علامت ہے جسنے کہ شروع مین ارادت درست نکی ہوگی آخر مین عافیت اور سلامت سے محروم رہا ہوگا لوگون
نے کہا کہ یافت کی حقیقت بیان فرمایئے آپنے فرمایا جو کہ گمان کرتا ہی کہ حقیقت سے نزدیکتر ہی حقیقت مین
بعید تر ہے جیسے کہ آفتاب کی روشنی آئینے پر دیکھکر لڑکے چاہتے ہین کہ پکڑین اور جھٹ اُسکی روشنی پر ہاتھ
رکھکر مٹھی بند کرلیتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اُسکو پکڑ لیا جب ہاتھ کھولتے ہین وہی خالی کی خالی پاتے
ہین اور اُس روشنی کا کچھ بھی اثر نہین پاتے اور فرمایا حضوری حق کی فاضلتر ہی یقین حق سے کیونکہ
حضور دل مین جاگزین ہوتا ہی اور غفلت کا وہان دخل نہین اور یقین حضوری ہوتا ہی کہ کبھی آتا ہے اور
کبھی جاتا ہی حاضرین درگاہ مین رہتے ہین اور اہلِ یقین بر درِ درگاہ اور فرمایا عاقل لوگ خدای تعالے
کے حکم پر زندگانی کرتے ہین اور زاہد لوگ خدای تعالیٰ کی رحمت مین اور عارف خدای تعالیٰ کی قربت مین
اور فرمایا جو کہ خدا کو پکارتا ہی اور جانتا ہی اُسکو اُسکے غیر سے آرام و قرار پانا حرام ہی اور فرمایا تمھین
توفیق ہو جیو کہ تم اپنے نیک عملون پر غرور کرنے سی باعث فساد باطن اسرار کے پرہیز کرو۔ ابلیس اسی
وجہ سے لعنتی ہوا۔ اور فرمایا مینے توانگری کی درخواست کی اور اُسکو علم مین پایا اور فخر و بزرگی کو چاہا
اور اُسکو فقر مین پایا اور عافیت کی التماس کی اور اُسکو زہد مین پایا اور قلت حساب کی آرزو کی اور
اُسکو خاموشی مین پایا اور راحت کی خواہش کی اور اُسکو ناامیدی مین پایا اور فرمایا آدم علیہ السلام کے
وقت سے قیامت تک لوگ دل کے بارے مین گفتگو کرتے ہین اور کرتے رہین گے لیکن مین ایک ایسے
شخص کو چاہتا ہون کہ مجھے وصیت کرے کہ دل کیا ہی یا کس طرح کا ہی نہین پاتا ہون۔ لوگون نے
آپسے توحید کی حقیقت پوچھی۔ فرمایا کہ وہ گمانون سی بھی بہت نزدیک ہی لیکن وہ دور ہی اسوجہ سے
کہ حقائق ہے۔ نقل ہے کہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم سب خیال کرتے ہو کہ میری
موت تمھاری موت کے مثل ہوگی کہ بیمار پڑوگے لوگ تمھاری بیمار پرسی کو آئینگے میری موت

اسطرح نہوگی کیونکہ مین اسپر آمادہ ہون کہ مجھے پکارین اور مین حاضر ہون ایک روز آپ چلے جارہے تھے ایکبارگی آپ کی زبان سے نکلا لبیک اور لیٹ گئے شیخ ابوالحسن قرنی نے کہا کہ مین نے آپ سے کہا کہ آپ کلمۂ شہادت پڑھیے آپ مسکرائے اور فرمایا مجھسے کہتا ہے کہ کلمہ پڑھ اسکی عزت کی قسم کہ میرے اور اسکے درمیان عزت کے پردے کے سوا کوئی چیز حائل نہین ہے اور جان بحق تسلیم کی اسکے بعد حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ڈاڑھی پکڑکر کہا افسوس کہ مجھ ایسا حجام اولیاء اللہ کو تلقین شہادت کرے وای برحال من وای برحال من اور نہایت بیقراری کے ساتھ روئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

باسٹھوان باب حضرت شیخ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ مفتی ہدایت وہ مہدی ولایت وہ عارف عقل و شرع وہ عارف اصل و فرع وہ معطی محتاج حضرت شیخ نساج رحمۃ اللہ علیہ اکثر مشائخ کے اُستاد تھے اور وعظ و نصیحت مین بیان شافی رکھتے تھے اور عبارت مہذب اور خلق اور حلم بے نہایت پرہیزگاری اور مجاہدہ بڑے درجے کا اور کلام پُر تاثیر رکھتے تھے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ دونون نے انکی مجلس مین توبہ کی آپ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بباعث تعظیم و عظمت اُنکی کے بھیجا آپ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور حضرت ابوحمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان مین مبالغہ کیا ہے اور آپ کو اسواسطے ابوخیر نساج کہتے تھے کہ آپ اپنے مولد سے حج کے ارادے پر روانہ ہوئے جب کہ کوفے مین پہونچے آپ ایک میلی پھٹی گدڑی پہنے تھے آپ کا رنگ کالا تھا ایک شخص نے آپ کو دیکھکر اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ کوئی پاگل و احمق ہے آپ سے پوچھا کہ تو غلام ہے آپ نے فرمایا ہان پھر کہا کہ کیا اپنے آقا سے بھاگا ہے آپ نے فرمایا ہان۔ کہا مین تجھے اپنے پاس رکھ لون تاکہ جب تیرا خواجہ ملے اُسکے حوالے کرون آپ نے فرمایا مجھے تو

ایک مدت گذر گئی کہ اسی آرزو مین ہون کہ کوئی ایسا ملے کہ مجھے میرے آقا تک پہونچا دے کسنے
کہا اچھا اب تو میرا غلام ہے اور خیر تیرا نام ہے آپ چلے اور اس خیال سے کہ مومن جھوٹ نہین
بولتا یہ ضرور مجھکو میرے آقا تک پہونچا دیگا اُسکے ہمراہ اُسکے گھر گئے اُسنے آپ کو کپڑا بُننا سکھایا
آپ برسون اُسکا کام کرتے رہے جب کہ وہ پکارتا خیر آپ جواب مین فرماتے لبیک۔ وہ شخص
آپکے اس طرح پر فرمانے سے نہایت شرمندہ ہوتا اور جب خیال کرتا آپ کو اور فراست سے پرکھتا اور
دیکھتا کہ آپ عبادت مین بہت مشغول رہتے ہین۔ آخرکار ایک روز آپ سے کہنے لگا کہ اے خفت ہون
مینے غلطی کی آپ ہرگز اس لائق نہین ہین کہ میرے غلام ہون پھر آپ وہان سے مکہ معظمہ کو گئے اور
اُس درجے کو پہونچے کہ حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خیر خیرنا یعنے خیر ہمارا فرماتے تھے اور
آپ اس نام کو یعنی خیر کو بہت پسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ ایک مسلمان نے
میرا نام یہ رکھا ہو اور مین اُسکو بدل دون ورنہ آپ کا اصل نام ابو الحسن محمد بن اسمٰعیل تھا۔
نقل ہے کہ آپ کبھی پیشہ جولاہے کا کرتے کبھی دجلے پر جاتے مچھلیان آپکے قریب آجاتین اور
کچھ چیزین آپکے واسطے لاتین ایک روز آپ ایک بڑھیا کا گاڑھا بُنتے تھے اُس بڑھیا نے کہا
اگر مین اسکی مزدوری لاؤن اور آپ نہ ملین تو کسکو دیجاؤن آپنے کہا دجلے مین ڈال دینا
اتفاق سے جب وہ بڑھیا مزدوری لیکر آئی آپ موجود نہ تھے اُسنے دجلے مین ڈالدی آپ جب کہ
دجلے کے کنارے گئے ایک مچھلی وہ سیم لیکر آئی اور آپکے حوالے کی مشائخ نے جب یہ سُنا تو کہنے لگے
کہ وہ قابل قبول نہین اُسکو بازیچے مین مشغول کیا ہے یہ سب حجاب ہین یہ فریدالدین عطار کہتا ہے
کہ اس قسم کی باتین نشانِ حجاب ہوسکتی ہین مگر اور دوسرے کے لیے نہ خیر نساج کے واسطے جیسے کہ
حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نہ تھین۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین ایک رات کو گھر
مین تھا میرے دل مین خیال آیا کہ حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ دروازے پر ہین مینے اس خطرے کو
اپنے دل سے دور کیا یہانتک کہ تین مرتبے یہی خیال آیا تب تو مین باہر آیا حضرت جُنید رحمۃ اللہ
علیہ دروازے پر موجود تھے آپ نے فرمایا کہ کیون تو پہلے ہی خطرے مین باہر نہ آیا۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایکبار ایک مسجد میں داخل ہوا ایک درویش مجکو چمٹ گیا اور کہنے لگا اے شیخ مجپر بخشش کر کہ مجھے ایک بڑی محنت درپیش آئی ہے یعنے بلا کو میرے سے لیا ہے اور عافیت اور سلامت اسکی عوض میں مجکو عطا کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ مینے جو اسکے حال پر غور کی تو معلوم ہوگیا کہ ایک دینار کی اسکو فتوح حاصل ہوئی تھی۔ اور فرمایا کہ خوف حق تعالی کا تازیانہ یعنے کوڑا ہے ایسے بندوں کے لیے کہ بے ادبی کے خوگر ہوگئے ہوں تاکہ اس سے درست ہوجاویں اور فرمایا کہ عمل کے کمال کی علامت وہ ہے کہ اس عمل میں کرتا ہے سوائے عاجزی اور تقصیر کے نہ دیکھے نقل ہے کہ حضرت خیر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی جب آپ کی وفات نزدیک پہونچی مغرب کی نماز کا وقت تھا حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپنے سر تکیے سے اُٹھا کر کہا عفاک اللہ یعنے اللہ تعالی آپ کو معاف کرے ذرا ٹھہریے اور پھر اپنا کام کیجیے اسلیے کہ میں اور آپ دونوں اُسکے فرمانبردار بندے ہیں آپ کو حکم ہوا ہے کہ اسکی جان قبض کر مجکو ارشاد ہوا ہے کہ جب وقت نماز کا آوے نماز ادا کر جو کچھ کہ آپ کو فرمایا ہے ہرگز نہیں ٹلتا اور جو کچھ مجکو ارشاد ہوا ہے فوت ہوا جاتا ہے ذرا کی ذرا صبر کیجیے کہ وضو کرکے نماز پڑھ لوں پھر آپنے وضو کیا اور نماز پڑھی اور جان بحق تسلیم کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا خدای تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے یہ مت پوچھو۔ تمھاری دُنیا کے نجس سے نجات پاگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ترسٹھواں باب حضرت ابو حمزۃ الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شریف اقران و پیشوا خوان وہ ممکن طریقت وہ متوکل حقیقت وہ کعبہ سلمانی حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بہت بڑے مشائخوں سے تھے اور اکابر طریقت اور رفیع القدر تھے اور بڑی عالی ہمت اور فراست میں مثل نہ رکھتے تھے اور توکل میں نہایت درجے کو پہونچے تھے اور تجرید میں کامل تھے اور آپکی ریاضت و کرامت

بہت ہی ادب آپکے مناقب بیشمار ہیں اور خلوتہای شائستہ رکھتے تھے اور آپنے حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ کو
دیکھا تھا اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے تھے نقل ہے کہ آپ ایکبار توکل پر جنگل میں سفر کررہے تھے آپنے یہ نیت دل میں عہد
کر لیا تھا کہ راہ میں کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگونگا اور نہ کسی کی طرف توجہ کرونگا اور اسی طرح تمام راہ کو
طے کرونگا نہ آپکے پاس ڈول تھا نہ رسی کچھ چاندی آپکی جیب میں تھی کہ آپکی بہن صاحبہ نے آپکو
دی تھی ایکبارگی آپکو خیال آیا اور آپنے اپنے سے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ وہ کہ آسمان کو بغیر ستون کے
قائم کیے ہے تیرے پیٹ کو بغیر تیری پوشیدہ چاندی کے نگاہ نہیں رکھ سکتا آپنے اُسیدم اُس چاندی کو
پھینک دیا اور روانہ ہوئے کہ میں راہ میں ایک کنواں تھا اُسمیں جا رہے لیکن خدا کے فضل سے کچھ ضرر آپکو
نہ پہونچا کیونکہ یقین کامل تھا۔ جب تھوڑی دیر گذری تو نفس شور کرنے لگا آپ خاموش بیٹھے رہے
ایک شخص جب قریب اُس کنوئیں کے آیا تو اُسنے اس خیال سے کہ کنواں راہ میں ہے کوئی اسمیں گر نہ پڑے
چند کانٹے کے درخت اُکھاڑ کر اُسپر رکھدیے اور کنوئیں کو ڈھانک دیا نفس نے رونا شروع کیا اور کہا کہ
حق تعالے فرماتا ہے کہ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ آپنے فرمایا کہ توکل اس سے برتر ہے کہ نفس کی
عاجزی اور مکاری سے باطل ہو وجہ کہ کنوئیں کے اوپر نگاہ رکھتا تھا کنوئیں کے اندر بھی نگاہ رکھ سکتا ہے
اور آپ توکل کے قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور سر جھکا لیا نفس کو نہایت بے چینی رہی لیکن آپ براہ
توکل پر قائم رہے دفعۃً ایک شیر آیا اور اُس کنوئیں کا سر کھولا اور اپنے پنجے کنوئیں کے کنارے پر مضبوط
جما کر پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیے آپنے فرمایا کہ میں بلی کی ہمراہی نہ کرونگا آپکو الہام ہوا کہ خلاف عادت
ہے بس اسکو پکڑ کر اوپر چڑھ جا آپ نے اُسکو پکڑا اور اوپر چڑھ آئے ایک آواز سنی کہ یا حمزۃ الیس ھذا
احسن نجّیناک من التلف بالتلف یعنی جب تو نے ہمپر توکل کیا ہمنے اسکو ذریعے سے کہ تیرا قاتل تھا
تجکو نجات دی پھر شیر نے منھ خاک پر رگڑا اور چلا گیا۔ نقل ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز
ابلیس کو دیکھا کہ ننگا لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو رہا ہے آپنے فرمایا اے ملعون تجھے ان مردوں سے شرم
نہیں آتی اُسنے کہا یہ آدمی نہیں ہیں آدمی تو وہ ہیں کہ مسجد شونیزیہ میں بیٹھے ہیں کہ انھوں نے میرے
جگر کو جلا دیا ہے حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد شونیزیہ میں گیا تو دیکھے حضرت ابوحمزہ کو دیکھا

کہ سر گریبان میں جھکائے ہیں جونہی آپ نے مجھے دیکھا فرمایا جھوٹ کہا اُس ملعون نے کیونکر اولیاء خدا اُس سے عزیز تر ہیں کہ ابلیس کو اُنپر اطلاع ہو۔ نقل ہے کہ آپ احرام کی نیت فرماتے اور برابر ایک سال تک ایک کملی کے درمیان رہتے جب سال پورا ہوتا آپ باہر آتے اور احرام کو باطل کرتے اور پھر احرام کی نیت کر لیتے۔ لوگوں نے آپ سے اُنس کو پوچھا آپ نے فرمایا کہ اُنس یہ ہے کہ خلق کے ساتھ زندگی کرنے سے دل تنگی پیدا ہووے اور فرمایا غریب وہ ہے کہ اسکو اقربا اور علاقہ دار و دن سے وحشت ہووے اور حق تعالےٰ کی اُنسیت میں اُسکا دل لگا رہے اور فرمایا کہ جو موت کی دوستی دل میں جانشین کرتا ہے باقی رہنے والی چیزوں کو اسکا دوست بناتے ہیں اور فنا ہونیوالی چیزوں کو اسکا دشمن کرتے ہیں اور فرمایا توکل یہ ہے کہ صبح کو کہ اُٹھے شام کا خیال اسکو نگذرے اور جب رات ہوجاوے تو صبح کا خیال اسکو نہ آوے ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی آپ نے فرمایا بڑا سامان کر اُس سفر کا کہ درپیش ہے آپ نے نیشاپور میں وفات فرمائی اور حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسایہ میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

چونسٹھواں باب حضرت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ رکن روزگار وہ قطب ابرار وہ فرید دہر وہ وحید عصر وہ ہم عاشق اور ہم معشوق حضرت شیخ وقت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بہت بڑے مشائخوں سے تھے مولد آپ کا طوس تھا شہر بغداد میں بھی رہے سب کا اتفاق ہے کہ آپ اولیاء اللہ سے تھے حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے اور آپ خود بھی اقطاب سے تھے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ بتائیے قطب کون ہے آپ نے کچھ ظاہر نکیا لیکن قرینے سے ایسا پایا گیا کہ وہ خود ہیں کیونکہ آپ چالیس اہل تمکین کی خدمت میں سرگرم رہے تھے اور اُنسے بہت فائدے حاصل کیے تھے اور ظاہری اور باطنی علوم میں کامل تھے اور مجاہدے اور تقوی میں کامل رتبہ رکھتے تھے اور حضرت محاسبی اور سری سقطی رحمہم اللہ کے صحبت یافتہ تھے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرد پیر میرے پاس آیا اُسکی گفتگو دلچسپ اور نہایت شیریں تھی اور بڑا تیز اور فصیح تھا مجھ سے کہنے لگا کہ جو آپکے دل میں خطرہ گذرا ہو مجھ سے کہو میں نے اُسکی بات سُنکر میرے

دل میں آیا کہ یہ شخص جہودی ہے میں نے حضرت جریری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس سے یہ کہدوں وہ مانع ہوئے کہ نہیں یہ بات کہنا برا مانے گا میں نے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ وہ کہتا ہے کہ جو کچھ تمھارے دل میں آیا ہے مجھسے کہو میں کیا کروں آخرکار میں نے اُس مرد سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ جو دل میں گذرا ہے مجھسے کہو لاچار میں کہتا ہوں میرے دل میں تو یہ گذرا ہے کہ تم جہودی ہو یہ سنکر تھوڑی دیر وہ مرد سر جھکائے رہا اور پھر سر اُٹھا کر کہا آپ نے سچ فرمایا اور یہ کہکر کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا اور مسلمان ہو گیا پھر کہنے لگا کہ میں تمام دُنیا میں پھرا اور تمام ملتوں اور مذہبوں کو دیکھا کسی میں کچھ نہ پایا لاچار آپ بزرگوں کی خدمت میں آیا کہ آپ کو بھی آزماؤں میں نے آپ کو آزمایا اور حق پر پایا۔ کلمات حضرت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ۔ جو کوئی کہ سوا خدا کے شاد ہوگا اُسکی ساری خوشی مبدل بغم ہوگی اور جسکو خدائے تعالیٰ کی خدمت میں اُنس نہوگا ہمیشہ اُسکو وحشت رہیگی۔ جو کہ دل خدا سے باندھے گا خدائے تعالیٰ اُسکے تمامی اعضا کو گناہ سے محفوظ رکھے گا اور فرمایا جو کہ پرہیزگاری کا پابند ہوگا دُنیا سے رُوگردانی اُسپر آسان ہوگی اور فرمایا تقویٰ وہ ہے کہ گوشۂ چشم سے دُنیا کی لذّات کی طرف نظر نکرے اور دل میں بھی اُنکا خیال نلاوے اور فرمایا مومن کی عزت و حرمت کرنا خدائے تعالیٰ کی عزت و تعظیم کرنا ہے اور بندے کی تعظیم خدا کی عظمت اور تقویٰ کی حقیقت تک پہونچاتی ہے اور فرمایا باطل میں نظر کرنا معرفت کو دل سے دور کرتا ہے اور فرمایا جسکی کہ مددگار خدا کی دوستی ہوگی کوئی اُسپر غالب نہوگا اور فرمایا دُنیا کو وحشت کا داغ لگایا ہے تاکہ خدا کے فرمانبرداروں کا اُنس خدائے تعالیٰ ہی کے ساتھ رہے دُنیا کے ساتھ نہو اور فرمایا چاہیے کہ خوف رجا سے زیادہ ہو کیونکہ حق تعالےٰ نے بہشت کو پیدا کیا ہے اور دوزخ کو اور جب تک کہ دوزخ سے نہ گذر ریگا بہشت میں نہ پہونچیگا اور فرمایا وہ چیز کہ جس سے عارف نہایت درجہ ڈرتا ہے حق تعالیٰ کی قربت سے ہے اور فرمایا معرفت کے درخت کو فکر کا پانی دینا چاہیے اور غفلت کے درخت کو نادانی کا پانی اور توبہ کے درخت کو ندامت کا پانی اور محبت کے درخت کو موافقت کا پانی دینا چاہیے۔ اور فرمایا اگر کرامت کا آرزومند مقام توبہ و استغفار میں ثابت قدم نہیں ہوا ہے نادانی و جہل کے جھنڈے کا اُٹھنے والا ہے اور فرمایا جو کہ مقام

توبہ کے درست کرنے کیلیے خواستگار ارادت کا ہے غفلت کے میدان میں چکر کھانے والا ہے
اور فرمایا زاہد وہ ہے کہ سوائے خدائے غالب اور بزرگ کے کوئی چیز اسپر فرمانروا نہو اور فرمایا
جب سے کہ تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے عمر کے ضائع کرنے ہی میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ
وعلی التابعین والمحبین اجمعین۔

پچاسواں (۵۰) باب حضرت عبد اللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شیخ ملت و قطب دولت و زینت اصحاب و رکن ارباب و صبح مشرق شرقی حضرت عبد اللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے استاد تھے اور بزرگ قدیموں سے اور اولیا کے استاد اور صوفیائے کرام کے معتمد علیہ تھے ولایت میں مشہور تھے مریدوں کی تربیت کرنے میں مشہور و معروف لوگوں کے دلوں میں آپ کی حرمت و عظمت بہت تھی اور توکل و تجرید میں درجہ کمال رکھتے تھے صفائے ظاہر و باطن میں کوئی مثل آپ کے نہ تھا آپ کے دو مرید حضرت ابراہیم خواص رح اور حضرت ابراہیم شیبانی رح آپ کے کمالات کا نمونہ ہیں آپ دونوں کے پیر تھے آپ کے کلمات رفیع ہیں اور براہین واضح آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی ہوئی آپ کے کام عجیب و غریب تھے کسی چیز کو کہ جس کو آدمی کا ہاتھ لگ جاتا نہ کھاتے ہاں گھاس کی جڑیں کھاتے تھے آپ کے مرید جہاں کہیں گھاس کی جڑیں پاتے آپ کے واسطے لیجاتے آپ گھاس کی جڑ کھانے کے خوگر ہو گئے تھے آپ ہمیشہ سفر کرتے آپکے یار آپکے ہمراہ رہتے ہمیشہ احرام باندھے رہتے آپ کے کپڑے میلے نہوتے بال اور ناخن نہ بڑھتے

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک گھر مجھے میراث میں ملا تھا میں نے اسکو پچاس دینار پر فروخت کرکے دیناروں کو کمر میں باندھا اور جنگل کی طرف روانہ ہوا جنگل کے درمیان ایک اعرابی مجھے ملا مجھ سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے میں نے اپنے دل میں کہا سچ کہنا بہتر ہوگا میں نے کہا میرے پاس پچاس دینار ہیں اس نے کہا مجھے دے میں نے اسکو دیدیے اس نے انھیں کھولکر دیکھا پھر اپنا اونٹ بٹھایا اور مجھ سے کہا اسپر سوار ہو اور وہ دینار مجھکو واپس کر دیے میں نے کہا کیوں کیا ہوا

گر و ابس کرتے ہو لگے لگا کہ تیرے سچ بولنے پر مجھکو رحم آگیا اور میرا دل تیری محبت سے بھر گیا پھر میرے ساتھ حج کو آیا اور مدت تک میرے ساتھ رہا اور اولیاء حق سے ہوا۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں ایکبار جنگل میں جا رہا تھا مینے ایک غلام کو کہ خوش و خرم چلا جا رہا تھا اور اسکے پاس کچھ کھانے پینے کو اور سواری نہ تھی مینے کہا ای آزاد مرد کہاں جاتے ہو اسنے کہا اپنے داہنے بائیں نظر کر کیا سوای خدا کے اور بھی کوئی ہے۔ نقل ہے کہ آپکے چار بیٹے تھے آپنے چاروں کو پیشہ سکھایا ایک شخص نے کہا ای خواجہ یہ پیشہ انکے لائق نہیں ہے آپنے فرمایا کہ کوئی پیشہ سیکھ جانے دو تا کہ ضرورت کے وقت انکے کام آئے اور میری بعد یہ کہکر کہ ہم فلان کے بیٹے ہیں صدیقوں کا دل نہ دکھائیں۔ آپکے کلمات یہ ہیں۔ آپنے فرمایا مراقبے سے اوقات کا آراستہ کرنا نہایت افضلترین اعمال ہے۔ اور فرمایا جو کہ دعوی بندگی کا کرتا ہو اور ابھی اسکی کوئی مراد باقی ہو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہی کیونکہ بندگی کا لفظ ایسے شخص پر صادق آتا ہے کہ اپنی مرادات سے فانی ہو کر خدا تعالی کی خواہش کے موافق باقی ہوا ہو اور اسکا نام وہ ہو کہ اسکے خداوند تعالی نے رکھا ہو اور اسکی نعمت وہ ہو کہ جو اسکو حق تعالی نے عطا کی ہو اور وکیلان قضا و قدر جس طرح کہ اسکو آداب بندگی میں درست و راست پائیں اسکے واسطے خود سے نہ نام ہو اور نہ کلام۔ اور سارے آدمیوں میں خوار ترین وہ درویش ہے کہ تونگروں کے ساتھ چاپلوسی کرے اور بڑا بزرگ شخص وہ ہے کہ خلق کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آئے اور فرمایا درویشان خدا پرست خدا تعالی کے امین ہیں زمین میں اور خدا تعالی کی محبت ہیں اُسکے بندوں پر اور انکی برکت سے بلا خلق سے منقطع ہوتی ہے اور فرمایا جس درویش نے کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی ہو اگرچہ اسنے کوئی عمل اعمال فضائل سے نہ کیا ہو تو بھی اسکی ذرہ بھر نیکی عابدوں اور مجاہدوں کی عبادت سے افضل ہے اور فرمایا کہ مینے دنیا سے زیادہ منصف کسی کو نہیں دیکھا کہ جب تک اسکی خدمت کرو خدمت کرتی ہے اور جب اسکی خدمت سے باز رہو وہ بھی باز رہتی ہے اور فرمایا صوفیاء کرام کی جماعت تمامی جماعتوں سے زیادہ دانا ہے کہ آپ کو عشق کی آگ میں جلا کر باقی ہوئی ہے۔ آپنے طور سینا پر

وفات پائی اور مزار شریف آپ کا وہین ہے۔ اللہ کی رحمت کاملہ آپ پر نازل ہو۔

چھیاسٹھوان باب حضرت ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ اولیاؤن کے معتمد علیہ و صوفیون کے خلاصہ و پیشوا تھے مقبول و کرامت کے مخصوص و شیخ یگانہ حضرت ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے بزرگ مشائخون سے تھے اور طریقت کے جوانمردون سے۔ اور مجاہدے مین کامل تھے آپ کی تصانیف بہت ہین اور معاملات مین معتبر اور مشہور تھے آپ کے مبارک کلمات زبانون پر جاری ہین۔ حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اکمل تھے آپ کے کلمات یہ ہین۔ خلق کی قرارگاہ غفلت کا میدان ہے اور انکا اعتماد گمان اور تہمت پر اور انکے نزدیک ایسا ہے کہ انکا کام حقیقت پر ہے اور انکا کلام مکاشفے اور اسرار پر اور فرمایا تین چیزین توحید کی اصل و بنیاد ہین خوف اور رجا اور محبت۔ خوف کی زیادتی گناہ کے ترک کا باعث ہوتی ہے عذاب کے وعدون پر نظر کرنے کی وجہ سے اور رجا کی زیادتی عمل صالح کا باعث ہوتی ہے ثواب اور نیک عوض پانے کے خیال سے اور محبت کی زیادتی یاد الٰہی کی کثرت کا باعث ہوتی ہے حق جل شانہ کے احسانات پر غور کرنے سے پس خائف رنج والم کی کثرت سے نہین گھبراتا۔ اور راجی طلب سے باز نہین آتا اور محب ذکر خدا سے تسکین نہین پاتا بلکہ ہمیشہ زیادہ کرنے کی کوشش مین رہتا ہے پس خوف ایک آگ ہے منوّر اور رجا ایک نور ہے منوّر اور محبت کا کیا کہنا نور الانوار یعنے روشنیون کی روشنی اجالون کا اجالا ہے اور فرمایا سعادت کی علامت یہ ہے کہ بندے پر عبادت کا ادا کرنا سہل معلوم ہو اور جملہ کاروبار مین سنت پر عمل کرنے کو دشوار نہ جانے اور نیکوکارون کا دوست ہو اور اپنے بھائیون کے ساتھ خوش اخلاق اور خدای تعالی کی راہ مین سخی اور دینے والا اور اپنے مسلمان بھائیون کے کام مین مددگار اور اپنے اوقات کی نگہداشت مین چست و چالاک ہو اور فرمایا بدبخت وہ ہے کہ اپنے ان گناہون کو ظاہر کرے کہ جو لوگون کے دل سے فراموش ہوگئے ہون اور فرمایا ولی وہ ہے کہ اپنے حال سے فانی ہووے اور خدای تعالی کے مشاہدے

سے باقی اور حق تعالیٰ اسکے اعمال کا متولی ہووے اور اسکو اپنے اوپر کچھ اختیار نہ ہووے اور فرمایا عارف وہ ہے کہ اپنے دل کو حق تعالیٰ کے حوالے کیے ہووے اور تن کو خلق کی خدمت کے لیے چست و چالاک کیے ہووے اور فرمایا نیک گمان لیجانا خدا پر معرفت کی نہایت ہے اور گمان بد لیجانا نفس پر معرفت کی اصل ہے اور فرمایا جو کہ اپنے مالک کے دروازے پر ہمیشہ بیٹھا رہے گا ضرور ہے کہ اسکے لیے دروازہ کھلے گا اور جو کہ خدائے تعالیٰ پر صبر کریگا ضرور ہے کہ واصل بحق ہوگا۔ اور فرمایا صاحب استقامت ہو نہ صاحب کرامت کیونکہ نفس تمہارا کرامت چاہتا ہے اور خدائے تعالیٰ استقامت اور فرمایا رضا سرائے عبودیت ہے اور صبر اسکا دروازہ اور تسلیم و تفویض اسکا مکان و دالان۔ اور موت دروازے پر ہے اور فراغت سرائے میں اور راحت مکان و دالان میں اور فرمایا بخل کے تین حرف ہیں ایک تو بے ہے اور وہ بلا ہے دوسرے خے ہے اور وہ خسران یعنی ٹوٹا و نقصان ہے تیسرے لام ہے اور وہ لوم یعنی ملامت ہے پس بخیل ایک بلا ہے اپنی ذات کے ایک زیانکار ہے اپنے نفاق سے اور ایک ملامتی ہے اپنے بخل سے آپکے کلمات ختم ہوئے۔ اللہ کی رحمت آپ کی جان پر ہو۔

سٹھواں باب حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ صاحب مقام استقامت وہ عالی ہمت با استقامت وہ شیخ عالم و فریق وہ رکن کعبہ تحقیق وہ قبلہ روحانی حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مکہ تھے اور پیر زمان اہل ورع اور تقوی اور زہد و معرفت میں یکتا تھے اور حجاز کے بزرگ مشائخوں سے تھے اور طریقت میں صاحب تصانیف تھے اور صاحب تمکین اور ولایت میں صاحب مقام تھے اور فراست میں صاحب کمال اور مجاہدہ اور ریاضت میں بزرگوار اور انواع علوم میں کمال حاصل کرکے علم حقائق اور معرفت میں حضرت جنید و ابوسعید خراز و نوری کے (رحمۃ اللہ علیہم) صحبت یافتہ تھے آپکو چراغ حرم سے لقب کیا ہے آپ شروع سے تمام تک مکہ معظمہ میں رہے ہیں آپ کی

عادت تھی شروع شام سے آخر رات تک نماز پڑھتے اور قرآن ختم کرتے آپ نے بارہ ہزار قرآن مجید طواف میں ختم کیے تھے اور بیس برس تک مکہ معظمہ میں ناودان یعنی پرنالہ یا پتنالہ کے نیچے بیٹھے رہے تھے اس تیس برس میں آپ رات دن میں صرف ایکبار وضو فرماتے تھے اور برابر تیس برس تک جاگتے رہے۔ آغاز حال میں آپ نے اپنی والدہ صاحبہ سے اجازت چاہی تاکہ حجاز کے سفر کو جاویں انھوں نے اجازت دیدی آپ روانہ ہوئے ایک رات جنگل میں آپ کو نہانے کی حاجت ہو گئی آپ کو خیال آیا کہ میں والدہ سے کچھ عہد و پیمان کر کے نہیں آیا صرف اجازت چاہی اور روانہ ہوا آپ وہیں سے گھر کی طرف لوٹے جب گھر کے دروازہ پر پہونچے تو ماں کو دیکھا کہ دروازے کے پیچھے رنجیدہ و غمگین بیٹھی ہیں آپ نے فرمایا اماں آپ نے مجھکو اجازت نہیں دی تھی انھوں نے فرمایا بیٹا میں نے تمکو اجازت تو دی تھی لیکن کیا کروں میں گھر کو بغیر تمھارے نہیں دیکھ سکتی ہوں میں دروازہ کے پیچھے یہ نیت کر کے بیٹھی تھی کہ جب تک کہ تم نہ آؤ گے یہاں سے نہ اٹھوں گی۔ ناچار آپ ماں کی رضاجوئی کے خیال سے رہ گئے جب انھوں نے وفات پائی تو آپ کو ماں کی رضاجوئی سے بیفکری حاصل ہوئی آپ روانہ ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بیابان میں ایک مردہ درویش دیکھا کہ ہنس رہا تھا میں نے کہا کہ تو مردہ ہو کر ہنستا ہے اس نے جواب دیا ہاں محبت خدا کی ایسی ہی ہے حضرت ابوالحسین مزین رحمۃ اللہ علیہ ایسا فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں بغیر سواری اور توشے کے توکل پر گیا جب میں ایک حوض کے کنارے پر پہونچا تو میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے تو میں بھی خوب ہوں کہ جنگل کو بغیر سواری اور توشہ کے طے کر رہا ہوں اسی حوض کے کنارے سے کسی نے مجھکو للکارا کہ اے حجام لا تحدث نفسک بالاباطیل میں نے جو مڑ کر دیکھا تو حضرت کتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے میں نے توبہ کی اور خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے اپنے بدن میں بہت کمزوری معلوم ہوئی میں نے کہا کہ چلوں طواف کروں اور دعا مانگوں میں طواف میں مشغول ہوا اور میں نے بہت ہی عاجزی اور انکساری سے دعا مانگنی شروع کی تھا ایک جگہ وہ قریب [illegible] ہوا کہ جسکی

وجہ سے میں سوال کرنا بھول گیا پھر ایک ہاتف نے آواز دی کہ جس حال میں کہ ہمنے تجکو اپنی دوستی میں لے لیا ہی تو کیوں ہماری سوا اور چیز کو ہمسے مانگتا ہی۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کچھ خیال تھا کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا فتیٰ الا علی شرط مروت اور فتوت وہ تھی کہ اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر لیکن تو بھی خلافت اُنکو دیدیتے تاکہ اسقدر خونریزی نہوتی جب کہ میں صفا اور مروہ کے درمیان رہتا تھا ایک رات مینے وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت مع اپنی چاریار صحابیوں کے تشریف لائے اور مجھ سے معانقہ فرمایا پھر آنحضرت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ کون ہیں مینے عرض کی حضرت ابوبکر ہیں یا رسول اللہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارت کی مینے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا مینے عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ کیا میں شرما گیا بباعث اُس غبار کے جو میرے دل میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ برادری کی نسبت دی ہم ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے جب آپ چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا آؤ تاکہ کوہ ابوقبیس پر چلیں ہم کوہ ابوقبیس پر گئے اور کعبے کو دیکھا جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مینے اپنے آپ کو کوہ ابوقبیس پر پایا اور اُس غبار سے اپنے سینے میں ذرہ کے برابر اثر نہ دیکھا۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس رہتا تھا مجھے اُسکا رہنا برا معلوم ہوا مینے کچھ چیز اُسکو دی تاکہ اُسکی برائی میرے دل سے دور ہو جاوے دور نہوئی آخر میں اُسکو اپنے ہمراہ گھر میں لے گیا اور مینے کہا ای عزیز میرے سر اور آنکھ پر اپنا قدم رکھ اُسنے کہا میں یہ نکرونگا مینے بہت اصرار کیا تب اُسنے اپنا قدم میرے منھ پر رکھا اور دیر تک رہنے دیا تاکہ وہ گرانی میرے دل سے دور ہو گئی اور اُسکی دوستی نے میرے دل میں جگہ کی میرے پاس دو سو درم حلال کمائی کے جمع ہوئے تھے میں اُسکے پاس لے گیا اور اُسکی جانماز کے گوشے پر رکھکر کہا کہ اپنے خرچ میں لاؤ اُسنے اکبارگی کن انکھیوں سے میری طرف دیکھکر کہا مینے اسوقت کو ستر ہزار دینار دے کر خریدا ہے

تو چاہتا ہے کہ اس تھوڑے سے مال سے مجھکو فریب دے پھر اُٹھا اور جا نماز کو جھٹک دیا اور چلدیا ایسے
کبھی ایسی کسی کی عزت اور اپنی ذلت نہین دیکھی جیسی کہ اُسوقت کہ مین اُن درہمونکو سمیٹ رہا تھا نقل ہے
کہ آپکا ایک مُرید تھا جبکہ حالت نزع اُسپر طاری تھی یکایک اُسنے آنکھین کھولدین اور کعبے کی طرف
دیکھنے لگا ناگاہ ایک اونٹ نے اُسکے لات ماری اور اُسکی دونون آنکھونکے ڈھیلے باہر آپڑے
اُسیوقت آپکو الہام ہوا کہ اِس حالت مین ارادت غیبی سے مکاشفہ حقیقی اُسکو ہورہا تھا اُسنے کعبے کی
طرف دیکھا تنبیہ اُسکو کی کیونکہ رب البیت کے حضور مین بیت کا نظارہ کرنا روا نہین نقل ہے کہ ایک روز
ایک مرد پیر بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوا اور بڑی ٹیپ ٹاپ سے چادر کندھے پر ڈالے حضرت کتانی رحمۃ اللہ
علیہ کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ ای شیخ آپ وہان کیون نہین چلتے کہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے
اور سب لوگ وہان بیٹھے ہین اور احادیث سُن رہے ہین تاکہ آپ بھی سُنین کہ ایک بزرگ پیر آئے ہین
اور معتبر احادیث بیان فرماتے ہین حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُنکر سر اُٹھایا اور کہا ای شیخ کن
شخصون سے وہ روایت کرتے ہین اُن مرد پیر نے کہا کہ عبدالرحمٰن اور معمر اور زہری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم
سے اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا ای شیخ آپ دراز اسناد لائے جو کچھ وہ وہان ساتھ اسناد
کے احادیث فرماتے ہین ہم یہان بے اسناد کے سُنتے ہین مرد پیر نے کہا آپ کس سے سُنتے ہین آپنے
فرمایا حَدَّثَنِیْ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّیْ یعنے میرا دل میرے رب سے بیان کرتا ہے مرد پیر نے کہا آپ اسپر دلیل کیا رکھتے
ہین آپنے فرمایا دلیل یہ ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہین یہ سُنکر اُن پیر مرد نے فرمایا کہ مین اسوقت
تک خیال کرتا تھا کہ خداوند تعالیٰ کا کوئی ولی نہین ہے جسکو مین نہ پہچانتا ہون لیکن آج یہ عقدہ
کھل گیا کہ مینے آپکو نہ پہچانا اور آپنے مجھکو پہچان لیا بس مین جان گیا کہ خدا ی تعالیٰ کے بہت سے ایسے
دوست ہین کہ وہ مجھکو پہچانتے ہین اور مین اُنکو نہین پہچانتا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نماز مین بیٹھے
ایک چالاک گرہ کٹ آیا اور آپکے کندھون سے چادر اُتار بازار کو راہی ہوا تاکہ اُسکو فروخت کرے
فی الفور اُسکے دونون ہاتھ سوکھ گئے واپس آیا آپ جب تک نماز ہی مین تھے چادر آپکے کندھون پر
ڈال کر خاموش بیٹھ گیا جن لوگون نے کہ یہ دیکھا تھا کیفیت پوچھی اُسنے بیان کی لوگون نے کہا

کہ آپ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تو معذرت کرے جبکہ آپ نماز سے فارغ ہوئے وہ
رُو رُو کر کہنے لگا مجھ پر رحم فرمایئے آپ نے فرمایا بھائی کیا ہوا اُسنے سارا ماجرا بیان کیا آپ نے سُنکر
فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی عزّت و جلال کی قسم ہر کہ نہ مجھکو تمھارے لیجانے کی خبر اور نہ لانے کی خبر
پھر آپ نے دُعا فرمائی کہ الٰہی وہ لے گئی ہوئی چیز کو واپس لایا اب آپ بھی اُسکو وہ چیز کہ
آپ نے اُس سے لے لی ہی عطا فرمایئے اُسیدم اُسکے ہاتھ اچھے ہوگئے۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
مینے ایک جوان صاحب جمال کو خواب مین دیکھا پُوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مَین تقویٰ ہون مینے
کہا تم کہاں رہتے ہو اُسنے کہا غمگینون کے دل مین۔ اُسیوقت مینے ایک نہایت بدصورت عورت کو
دیکھا پُوچھا تم کون ہو اُسنے کہا معصیت یعنی خندہ ہون مینے کہا تم کہان رہتی ہو کہا اہل نشاط
کے دل مین جب مَین بیدار ہوا تو مینے عہد کیا کہ کبھی نہ ہنسون گا مگر جسوقت کہ خندہ غالب ہو۔
نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک رات اکانوے بار مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور
مینے آنحضرت سے مسائل پُوچھے اور ایک اور رات کو بھی مینے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا مینے پُوچھا کہ کیا کرون کہ خدای تعالیٰ میرے دل کو ہوا و ہوس سے مار دے تو آپ نے ارشاد کیا
کہ ہر روز چالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ
اَبَدًا پڑھا کرو۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک روز ایک درویش میرے پاس آکر رونے لگے
اور کہا کہ مَین دس روز سے فاقے سے ہون اور کچھ نہین کھایا ہے اس اثنا مین میرے مُنھ سے بعض
یارون کے سامنے بھی بھوک کی شکایت نکل گئی میرا بازار مین جو گذر ہوا مینے ایکدرم پڑا دیکھا اُسکو
اُٹھا لیا اُسپر لکھا تھا کہ کیا خدا تیری بھوک پر واقف نہین ہے کہ تو لوگون سے شکایت کرتا پھرتا ہے
آپ کے کلمات یہ ہین کسی نے آپ سے وصیت چاہی آپ نے فرمایا چاہیے کہ کل روز قیامت کو یا بعد از
مرگ سوا خدا کے تیرا کوئی نہو گا اسیطرح تو آج کے روز اُسکا ہو رہ اور فرمایا مخلوق سے اُلفت
و اُنس پکڑنا باعث عذاب ہے اور اہل دُنیا کی نزدیکی معصیت اور اُنکی طرف میل کرنا اور
جھکنا مذلت و خواری ہے اور فرمایا وہ چیز کہ جسمین کوئی خواہ کوئی ہو خواہ غنی اور خواہ

شامی ہو خواہ عراقی تیرے خلاف نہیں دُنیا میں دو زہد ہیں اور سخاوت نفس اور نصیحت مردان
اور فرمایا زاہد وہ ہے کہ اگر کچھ بھی نہ پاوے تو بھی شاد و خرم رہے اور جد و جہد کو موت کے دم تک
لازم جانے اور شدائد پر صبر کرے اور عمر بھر راضی برضائے مولیٰ رہے اور فرمایا تصوف
سراسر خلق ہے جسمیں خلق زیادہ ہوگا تصوف زیادہ ہوگا اور فرمایا صوفی ظاہر میں مقید و
گرفتار و بندہ ہیں اور باطن میں مجرد و آزاد اور فرمایا فراست پیدا ہونا یقین کا ہے اور
دیدار غیب دان اثر ایمان کا ہے اور فرمایا محبت ایثار ہے محبوب کے واسطے اور فرمایا تصوف صفوت
اور مشاہدت ہے اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ اسکی عبادت اُسکے نزدیک جنابت و گناہ ہے جس سے
استغفار لازم آوے اور فرمایا استغفار ایک توبہ ہے اور توبہ ایک اسم ہے جامع چھ معنی کو اول گذرے
گناہ پر شرمندہ ہونا دوم پھر گناہ نکرنے پر پختہ نیت کرنا سوم خدا کے فرمودہ کو کہ ضائع کیا ہے
اسکا ادا کرنا چہارم مخلوق کے حقوق جو برباد کیے ہیں اُنکا ادا کرنا پنجم گوشت اور چربی کہ حرام
نوالوں سے اُسکے جسم پر بڑھی ہے اُسکا گھلانا اور دور کرنا ششم جسم کو عبادت سے دُکھ دینا
جس طرح کہ معصیت کے ذائقہ پایا تھا اور فرمایا اول وجد حلو ہے یعنے شیرین اور میانہ اُسکا مُر یعنے
تلخ اور آخر اُسکا سقم یعنے بیماری اور فرمایا توکل دراصل متابعت علم کی ہے اور حقیقت میں کامل ہونا
یقین کا اور فرمایا عبادت کے بہتر باب ہیں اُنکا بہتر باب اُس سے حیا ہے خدای تعالیٰ کے ساتھ اور
فرمایا خداوند تعالیٰ کی عبادت سے خداوند تعالیٰ کا جاننا افضل و بزرگتر ہے اور فرمایا بھوک کی غذا
خدا کے ذکر کا لقمہ ہے یقین کے منھ میں کہ توحید کی حالت میں اُس لقمے کو رضا کے دسترخوان سے
اُٹھایا ہو یا نیک گمانی حق تعالیٰ کی کرامت پر۔ اور فرمایا ہرگز حق تعالیٰ بندوں کی زبان
دعا کے لیے کشادہ نہیں کرتا اور عذر خواہی میں مشغول نہیں کرتا جب تک کہ مغفرت کا دروازہ
اُنپر کشادہ نہیں کرتا اور فرمایا جو کوئی کہ قناعت کے مقابلے میں حرص کو ترک کرتا ہے عزت اور
مروت پر فتح حاصل کرتا ہے اور فرمایا جب محتاجی ساتھ خدا کے درست ہو جاتی ہے اُسکی عنایت بھی
درست ہو جاتی ہے اسلیے کہ اِن دو کا کمال موقوف ہے ایک دوسرے پر اور فرمایا غفلت سے

آگاہی کے وقت کا ورد اور حظ نفسانی سے انقطاع اور علیحدگی و تجریدگی کے خوف سے لرزنا جن اور انس کی عبادت سے فاضلتر ہے اور فرمایا بندگی کا لباس اعمال ہیں جسکو کہ خدائے تعالیٰ نے قسمت کے وقت مین اپنی رحمت سے دور کیا آج کے روز عمل کو ترک کرتا ہی اور جسکو کہ نزدیک کیا اعمال پر اقدام کرتا ہی اور مثل پیشے کے سمجھتا ہی اور فرمایا دنیا کو آزمائش پر قسمت کیا اور بہشت کو تقویٰ پر اور فرمایا مرید کے لیے تین چیز خوب ہین ایک تو خواب اسکا وقت غلبے کے ہووے دوسری اسکا کھانا وقت فاقے کے تیسرے اسکا بولنا وقت ضرورت کے یعنے جب تک کہ خوب نیند کا غلبہ نہووے نہ سووے اور جب تک کہ خوب بھوک نہ لگے نہ کھاوے اور جب تک کہ بولنے کی ضرورت نہ پڑے نہ بولے آور فرمایا شہوت دیو کی مہار ہی جسنے کہ مہار کو پکڑا گویا کہ دیو سے مل گیا اور فرمایا تن سے دنیا مین رہ اور دل سے آخرت مین آور فرمایا جب خدائے تعالے نے توفیق چاہی شروع ساتھ عمل کے کر اور فرمایا ہمنے دین کی بنیاد تین چیز پر پائی حق پر عدل پر صدق پر حق اعضاؤن پر ہے عدل دل پر صدق عقل پر۔ یعنی حق سوائے ظاہر کے نہین رکھ سکتے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نحن نحکم بالظاہر یعنی ہم حکم کرتے ہین ظاہر پر۔ ابلیس و حضرت ادریس دونون عالم باطن مین تھے جب تک ظاہر نہوئے معلوم ہوا کہ ابلیس باطل پر ہی اور حضرت ادریس حق پر ہین آور عدل دل پر ہی دل عدل کو قسمت کر سکتا ہے موافق ہر ایک کے۔ اور صدق عقل سے علاقہ رکھتا ہی اسلیے کہ کل روز قیامت کو صدق کا سوال عاقلون ہی سے ہوگا اور فرمایا وجود عطا ہونا بندے کو حق سے حق تعالیٰ کا شہود ہی حق پر کیونکہ حق ہر ایک چیز پر دلیل ہے اور کوئی چیز سوا حق کے دلیل نہین ہی حق پر اور فرمایا خدا کی ایک ہوا ہی کہ اسکو باد صبح کہتے ہین کہ اسکا خزانہ زیر عرش ہی سحر کے وقت مین چلتی ہی اور ہر زاری اور نالہ اور استغفار کو سمیٹ کر حق تعالیٰ کے حضور تک پہونچاتی ہی آور فرمایا استغفار کے محل مین شکر کرنا گناہ ہے اور شکر کے محل مین استغفار کرنا گناہ ہی۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ عالم زندگی مین آپ کا عمل کیا تھا کہ آپ اس درجے کو پہونچے آپ نے فرمایا اگر مین قریب مرگ نہ ہوتا

نہ کرتا۔ فرمایا میں نے چالیس برس تک اپنے دل کی دربانی کی اور خدا کے سوا ہر چیز کو اس سے دور کیا یہاں تک کہ میرا دل خدا تعالیٰ کے سوا سب کو بھول گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ آپ کی روح پر ہو۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ۔

اڑسٹھواں باب حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ احدیت کی بارگاہ کے مقرب وہ صمدیت کی درگاہ کے مقدس وہ درگاہِ الٰہی کے سربلند و ممتاز وہ خداوند عالم کے مقبول و چیدہ وہ محقق لطیف قطب وقت حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخوں کے شیخ تھے اور یگانۂ عالم اور ظاہری اور باطنی علوم میں پیشوا اس زمانے کے اور اہل طریقت کے مرجع تھے بزرگ شان رکھتے تھے اور عالی و بلند خاطر بڑی شوکت کے شخص تھے آپ کی خوبیاں اور بزرگیاں اس قدر نہیں ہیں کہ احاطۂ تحریر میں آ سکیں یا کوئی انکو گن سکے یا بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ آپ طریقت میں صاحبِ اجتہاد تھے اور طریقت میں مذہب خاص رکھتے تھے اور صوفیائے کرام کی ایک جماعت تکیہ آپ پر رکھتی ہے آپ ہر چلے میں اسرارِ حقیقت میں ایک کتاب تصنیف فرماتے اور ظاہری علوم میں بہت عجیب و غریب تصنیفات رکھتے ہیں تمام کے مقبول و بہت مشہور شخص تھے اور جو مجاہدے کہ آپ نے کیے قوتِ بشری سے باہر ہیں اور وہ تفکر حقائق اور اسرار میں آپ کو تھی اس زمانے میں کسی کو حاصل نہ تھی اور گویا کہ آپ کے بعد فارس میں کوئی ایسا شخص نہ رہا کہ قابلِ مثال ہوتا آپ شاہی خاندان کے تھے۔

آپ نے مجرد تن تنہا بہت سے سفر کیے رُویم اور جریری اور ابن عطاء اور جنید اور منصور حلاج رحمہم اللہ کو دیکھا آغاز میں کہ دین کے درد نے آپ کا دامن پکڑا ایسے دین کا شوق پیدا ہوا ہر ایک رکعت میں دس ہزار بار قل ھو اللہ پڑھتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ صبح سے شام تک ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے بیس برس تک ٹاٹ کا لباس پہنے رہے ہر سال میں چار چلّے کھینچتے جس روز کہ آپ نے وفات پائی ہے چالیس چلّے پورے کھینچ چکے تھے آخری چلّے میں داصل بحق ہوئے ٹاٹ کا لباس

بدن کے بدن ہی مین رہا آپکے زمانے مین ایک بزرگوار تھے محققوں سے لیکن علمای طریقت
نہ تھے پیر بزرگ تھے شہر فارس مین رہتے تھے انکو لوگ محمد ذکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کبھی وہ بزرگوار
مُرقع نہین پہنتے تھے لوگون نے حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ حضرت مُرقع پہننے مین
کچھ شرط ہے اور مُرقع پہننا کسکو سزاوار ہے آپنے فرمایا ہان مُرقع پہننے مین وہ شرط ہے کہ محمد ذکری
رحمۃ اللہ علیہ سفید پیراہن مین بجالاتے ہین اور ہم اس طاط مین بھی نہین جانتے ہین کہ بجالا سکین۔
آپ کو خفیف اسوجہ سے کہتے تھے کہ ہر رات کو آپکی غذا افطار کے وقت مین سات منقے کے دانون سے
زیادہ نہوتی تھی سبکبار رہتی سبک روح سبک حساب۔ ایک رات آپنے خادم سے فرمایا منقے لاؤ اُس خادم
نے کہین آٹھ دانے منقے کے لاکر آپکے حوالے کیے آپ کھا گئے اُس رات آپ کو عبادت مین مزہ ہر رات
کے مثل نہ آیا آپ تاڑ گئے کہ آج مین آٹھ دانے منقے کے کھا گیا خادم کو بُلا کر اس سے پُوچھا اُسنے
عرض کی کہ کل مین آٹھ دانے منقے کے لایا تھا آپنے فرمایا کیون اُسنے کہا کہ مینے آپکو نہایت
کمزور دیکھا میرے دل مین رحم آیا اسلیے ایک دانہ آپکو بڑھا کر دیا کہ آپ مین قوت آجاوے
آپنے فرمایا بھائی تم میرے دوست نہین ہو بلکہ دشمن ہو کیونکہ اگر میرے دوست ہوتے تو چھ
دانے منقے کے دیتے پھر اُسکو خدمت سے خارج فرما کر دوسرا خادم اُسکی جگہ مقرر فرمایا۔ آپنے فرمایا
کہ چالیس برس سے خاص اور عام میرے معتقد ہین بے حساب نعمتین مجھے لا لا کر دین پر مین اسطرح جیا کہ
کبھی زکوٰۃ مجھپر واجب نہ ہوئی۔ آپنے فرمایا کہ جب میرا ارادہ حج کا ہوا اور مین بغداد مین پہونچا
اتنا پندار میرے سر مین تھا کہ مین حضرت جُنید کی زیارت کو نہ گیا جب جنگل مین گیا تو مجھے بہت
زور کی پیاس لگی میرے پاس ایک لوٹا تھا ڈوری اُسمین بندھی تھی مجھے ایک چشمہ نظر آیا کہ
ہرن اُسپر پانی پی رہا تھا جب مین اُسکے سر پر پہونچا تو پانی نیچے کو اُتر گیا مینے کہا یا اللہ
عبداللہ کا مرتبہ ایک ہرن سے بھی کم ہے آواز آئی کہ ہرن کے پاس ڈول رسی نہ تھی تیرے پاس
سب کچھ موجود ہے مجھپر ایک حالت طاری ہو گئی اُسیوقت مینے لوٹا رسی پھینکدی اور روانہ ہوا
ندا آئی کہ ہم تجھے آزماتے تھے کہ تجھ مین کتنا صبر ہے اب لوٹ اور پانی پی مین جو لوٹ کر آیا

تو پانی کو چشمے کے کنارون سے اُبلتا پایا مینے خوب چھک کر پیا بھی اور وضو بھی کیا پھر مجکو
مدینہ منورہ تک طہارت کی حاجت نہوئی جب کہ مین مکہ معظمہ سے واپس آیا اور جامع مسجد بغداد
مین پہونچا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مجھپر پڑی فرمایا کہ تم صبر کرتے تو پانی تمھارے قدمون کے
تلے سے برآمد ہوتا۔ آپنے فرمایا کہ ایام جوانی مین ایک شخص میرے آگے آیا اور مین بھوکا تھا وہ
تاڑ گیا کہ یہ بھوکا ہے اور مجھے اپنے گھر لے گیا کھانا تیار تھا لیکن گوشت سڑ گیا تھا میرا دل نہین
چاہتا تھا کہ وہ گوشت کھاؤن پر کرتا کیا وہ میزبان لقمے بنا بنا کر میرے مُنھ مین دیتا تھا اکبارگی
جو اسکی نظر میرے چہرے پر پڑی جان گیا شرمندہ ہوگیا اور مین بھی شرمندہ ہوا مین اُٹھ کھڑا ہوا۔
باہر آیا اور یارون کے ساتھ حج کا عزم کیا جبکہ ہم قادسیہ مین پہونچے راہ بھول گئے کئی رات دن
کچھ کھانے کو نہ ملا ہمنے خیال کیا کہ بس اب مر جاینگے آخر ہم ایک قبیلے مین پہونچے ایک کتا
چالیس دینار کو مول لے کر ذبح کیا اور اسکو بھون بھان کر مجھے بھی تھوڑا سا دیا جون ہی
کہ مینے چاہا کہ کھاؤن مجھے اُس درویش کا خیال آیا کہ مجکو مہمان لے گیا تھا اور شرمندہ ہوا تھا
مینے اسیوقت توبہ کی توبہ کرنا ہی تھا کہ راہ مل گئی جب کہ ہم حج سے واپس آئے تو مینے
اُس درویش کو تلاش کر کے بہت معذرت کی نقل ہے کہ آپنے فرمایا ایکبار مینے لوگون سے
سُنا کہ شہر مصر مین ایک بوڑھا اور ایک جوان دونون مراقبے مین ہین مین وہان گیا مینے
دو شخصون کو دیکھا کہ رو بقبلہ بیٹھے ہین مینے تین بار سلام کیا اُنھون نے مطلق جواب نہ دیا
مینے کہا تمکو خدا کی قسم کہ تم میرے سلام کا جواب دو یہ سُنکر اُس جوان نے سر اُٹھایا اور کہا اے
ابن خفیف دُنیا تھوڑی ہے اور اُس تھوڑی سے تھوڑی ہی باقی ہے اِس تھوڑی سے حصہ بڑا
حاصل کر شاید تو تو بیفکر ہے کہ میرے سلام کو آیا ہے بس یہ کہکر پھر سر جُھکا لیا مین بھوکا
پیاسا تھا لیکن یہ سُنکر سب بھوک پیاس بھاگ گئی پھر مینے اُنکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی
اور عرض کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائین اُس جوان نے کہا کہ اے ابن خفیف ہم اہل مصیبت
ہین ہمین زبان نصیحت کی کہان ہم تو خود محتاج اِسکے ہین کہ کوئی ہم ہی کو آکر

نصیحت کرے۔ پھر مین تین روز تک وہان رہا نہ تو مینے کچھ کہا یا نہ سُو نے۔ پھر مینے
کہا کہ مجھے نصیحت دو اُس جوان نے سر اُٹھا کر کہا کہ صحبت ایسے شخص کی طلب کر کہ اُسکا
دیدار تجھے خدا کی یاد دلا دے اور حق تعالی کی شوکت تیرے دل مین پیدا کرے اور
تجکو اپنے عمل کی زبان سے عامل بنا دے نہ گفتار کی زبان سے۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا
کہ مین ایک سال روم مین تھا ایک روز جنگل کی طرف گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک راہب کا
جنازہ لائے اور اُسکو جلایا جب جلکر راکھ ہو گیا لوگون نے وہ راکھ اُٹھا اُٹھا کر اندھون کی
آنکھ مین لگائی فی الفور وہ اندھے بینا ہو گئے اور بیمارون نے جو کھائی تو بھلے چنگے ہو گئے
مجھے تعجب ہوا مینے کہا یہ تو باطل پر ہین پھر یہ کیسے ہے اُسی رات کو مینے خواب مین جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مینے کہا یا رسول اللہ آپ یہان کہان آپ نے فرمایا کہ
تیرے ہی لیے آیا ہون تب مینے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ اثر صدق
اور ریاضت کا ہے کہ مذہب باطل مین ہے اگر یہ صدق و ریاضت مذہب حق مین ہوتی تو کیا
کچھ اثر ہوتا اور فرمایا کہ مینے ایک رات حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ
تشریف لائے ہین اور مجکو اپنے قدم مبارک کے اشارے سے جگاتے ہین اور مین آپکے جمال
مبارک کا نظارہ کر رہا ہون آپ فرماتے ہین کہ جو ایک راہ کو جانتا ہے لیکن اُسپر رفتار نہین کرتا
اور سلوک سے باز رہتا ہے حق تعالی اُسکو ایسا سخت عذاب کریگا کہ کسی ایک کو اہل عالم سے
نکریگا۔ نقل ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤن کے دونون انگوٹھون پر نماز
پڑھی ہے حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پیرو سنت نبوی تھے چاہا کہ اسطرح نماز ادا کرین
ایک رکعت اسطرح پڑھی دوسری نہ پڑھ سکے آپنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ آنحضرت فرماتے ہین کہ وہ نماز یعنے دونون انگوٹھون پر کھڑے ہو کر نماز کا ادا کرنا
مخصوص میرے واسطے ہے تو ایسا مت کر۔ نقل ہے کہ آپنے ایکبار آدھی رات کو خادم سے کہا کہ جا
ایک عورت کو لے آ کہ مین اُس سے نکاح کرونگا۔ خادم نے کہا مین تو کسی کو نہین جانتا ہون ہان ایک

لڑکی ہی اگر اجازت ہو اُسکو بُلوا لاؤن آپنے فرمایا بُلوا لاؤ وہ جاکر بُلا لایا آپنے اُسکے ساتھ نکاح کیا سات مہینے کے بعد ایک فرزند پیدا ہوا اور مرگیا آپنے خادم سے فرمایا کہ لڑکی سے کہو کہ اگر چاہے تو طلاق لے لیوے اور اگر نہین چاہتی تو رہے خادم نے کہا اے شیخ یہ تو فرمائیے کہ اسمین کیا راز تھا کہ آپنے آدھی رات کو حکم دیا کہ ایک عورت کو بُلا لا آپنے فرمایا کہ مینے خواب مین قیامت کو دیکھا کہ قائم ہے اور بیشمار خلق درماندہ اور غرق گناہ ہے ناگاہ ایک لڑکا آیا اور اپنے باپ کا ہاتھ اُن تمام مین سے پکڑ کر راہی ہوا اور آناً فاناً مع اپنے باپ کے پل صراط سے اُس پار چلا گیا مینے بھی چاہا کہ میرے ایک لڑکا ہو وے اب میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ نقل ہے کہ آپنے چارسو نکاح کیے تھے کیونکہ آپ شہزادے تھے جب توبہ کی اور آپ کا حال درجہ کمال کو پہونچا عورتین آپ کا تقرب چاہتی تھین دو دو تین تین نکاح مین آتی تھین لیکن ایک عورت کہ وزیرزادی تھی آپکے نکاح مین چالیس برس تک رہی ایک دن اُن عورتون نے کہ آپکے نکاح مین تھین آپسمین پوچھا کہ شیخ تمھارے ساتھ خلوت مین کیا معاملہ کرتا ہے سب نے کہا کہ ہمین اُسکی صحبت سے کچھ خبر نہین شاید وزیرزادی کو کچھ خبر ہو اُس سے پوچھا اُسنے کہا کہ جس روز کہ شیخ نے میرے گھر مین آنے کا ارادہ کیا مجکو خبر کی مینے کھانا پکایا اور بناؤ سنگار کیا جب تشریف لائے مینے کھانا آگے دھرا آپ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین مین کر کے اپنے سینے اور پیٹ پر پھیرا آپکے شکم پر اٹھارہ گرہین پڑی ہوئی تھین آپنے فرمایا اے لڑکی نہین پوچھتی کہ یہ کیا ہین مینے پوچھا آپنے فرمایا یہ سب صبر کی شدت سے ہین کہ مینے ہر گرہ لگائی ہے ایسی صورت سے اور ایسے کھانے سے کہ تو میرے آگے لائی ہے بس یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے پھر مجھے جرأت نہوئی کہ کچھ پوچھون کیونکہ آپ بڑے درجے کے مرتاض تھے۔ نقل ہے کہ آپکے دو مرید تھے لوگ ایک کو احمد کہہ اور ایک کو احمد مہ کہتے تھے آپ احمد کہہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے اصحاب کو اُس سے غیرت آتی تھی کیونکہ احمد مہ بڑا ریاضت کش اور مودہ کار عقیل تھا آپنے قیافے سے معلوم کیا فرمایا کہ آؤ مین تمکو دونون کی خوبی دکھاؤن پھر آپنے احمد مہ کو آواز دی اُسنے جواب مین لبیک کہا یعنے حاضر ہون آپکی خدمت مین آپنے فرمایا میان اونٹ جو خانقاہ کے

دروازے پر کھڑا ہے اُسکو اُٹھا کر خانقاہ کے کوٹھے پر پہونچادو آپ سنے کہا بھلا حضرت اونٹ خانقاہ کے
کوٹھے پر کیسے جا سکتا ہے آپ نے فرمایا اچھا بھائی رہنے دو پھر آپ نے احمد کبیر کو آواز دی اُس نے کہا
لبیک۔ آپ نے فرمایا بھائی وہ اونٹ کہ خانقاہ کے دروازے پر ہے اُسکو اُٹھا کر خانقاہ کی چھت پر
پہونچادو۔ یہ سنتے ہی احمد کبیر نے کمر باندھی اور آستین چڑھائی اور باہر گیا اور اونٹ کے پیٹ کے تلے
دونون ہاتھ ڈالکر اُٹھانا چاہا پر اُسکو حرکت بھی نہ دے سکا آپ نے فرمایا بس بھائی چلے آؤ معلوم ہو گیا
پھر آپ اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے کہ دیکھا احمد کبیر نے بساط بھر کسطرح ہمارا حکم بجالایا اور اعتراض نکیا
صرف ہمارے حکم پر نظر کی نہ اپنے کام پر کہ ہو سکے گا یا نہیں۔ اور احمد مہ کو دیکھا کہ حجت کرنے لگا اور مناظرے
کے لیے آمادہ ہوا بس ظاہری حال سے باطن کا مطالعہ کر لو۔ نقل ہے کہ ایکبار آپکے یہان ایک مسافر
آیا سیاہ خرقہ بدن مین سیاہ عمامہ سر پر غرض سیاہ ہی پیراہن سیاہ ہی ازار پہنے آپ کو اُسکا لباس
دیکھکر غیرت آئی فرمایا بھائی تم سیاہ لباس کیون پہنے ہو اُسنے کہا میرے فرمانروا مر گئے ہین یعنی نفس اور
ہوا اور کہا اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنے تو نے دیکھا اُسکو جسنے اپنی خواہش کو خدا بنایا ہے۔
آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اُسکو باہر نکالدو چنانچہ باہر نکالدیا پھر فرمایا کہ بُلالاؤ بُلالائے پھر فرمایا کہ باہر نکالدو
باہر نکالدیا حاصل کلام آپ نے اِسیطرح ستر بار حکم دیا کہ بُلالاؤ اور نکالدو وہ درویش ذرا بھی رنجیدہ
نہوا سترویں بار آپ نے اُٹھکر اُسکے سر کو بوسہ دیا اور معذرت کی اور فرمایا کہ تمھین سیاہ لباس پہننا
زیب دیتا ہے کہ تم اِس ستر بار مین اِس خواری و ذلت پر ذرا بھی رنجیدہ نہوئے۔ نقل ہے کہ دو صوفی
دور دراز ملک سے آپ کی زیارت کے عزم پر روانہ ہوئے جب آپ کی خانقاہ مین پہونچے آپ کو خانقاہ مین
نہ پایا لوگون سے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ آپ عضد الدولہ کے گھر گئے ہین اُنھون نے کہا ہا ہین شیخ کا
بادشاہون کے پاس کیا کام۔ ایک طرح کا خیال اُنکے دل مین پیدا ہو گیا پھر اُنھون نے باہم کہا کہ
آؤ ذرا شہر مین گھوم آئین بازار مین جارہے تھے جب ایک درزی کی دُکان کے قریب پہونچے تو اُنکے
دل مین آیا کہ خرقے کی جیب سی لیوین کیونکہ اُنکے خرقے کی جیب پھٹ گئی تھی اُسکی دُکان پر
گئے اتفاق سے اُس درزی کی قینچی کھوئی گئی لوگون نے اِن دونون صوفیون کو پکڑ لیا اور

عضد الدولہ کے دربار مین لے گئے حضرت خفیف جب تک وہان تشریف رکھتے تھے عضد الدولہ نے حکم دیا کہ ان صوفیون کے ہاتھ کاٹ ڈالو آپنے فرمایا کہ ان بیچارے صوفیون کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بیچارے بے گناہ ہین آپ کے فرمانے کے موافق چھوڑ دیے گئے پھر آپنے اُن صوفیون سے فرمایا کہ بھائی تمھارا خیال درست تھا لیکن مین بادشاہ کے پاس ایسے ہی کامون کے لیے آتا ہون کہ جسکو دیکھا وہ دونون آپکے مرید ہو گئے۔ آگاہ ہی جو کوئی مردانِ خدا سے بد اعتقاد ہوا مقہور ہوا نقل ہے کہ ایک بار آپکے یہان ایک مسافر آکر اُترا اُسکو دست آنے شروع ہوئے رات مین بحالش بار آپ اسکو پاخانے لیگئے جبکہ پچھلی رات ہوئی کہین آپ کی آنکھ لگ گئی مسافر کو پاخانے کی حاجت ہوئی شیخ کو آواز دی آپ حاضر نہ تھے بہت زور سے چلّایا اور کہنے لگا کہان چلا گیا تجھپر لعنت ہو آپ خواب سے چونک پڑے اور جھٹ طشت اُٹھایا اور اُسکے پاس بہت ڈرتے ڈرتے لیگئے مریدون نے کہا حضرت اُسنے تو ایسے الفاظ آپ کی شان مین استعمال کیے کہ ہم سب غصے کے مارے اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور آپ کا یہ حال ہے کہ چپ ہین اور لرزان۔ آپنے فرمایا بھائی میرے کان مین تو یہ آواز آئی کہ اُسنے کہا تجھپر رحمت ہو۔ آپکے کلمات یہ ہین۔ کہ فرمایا حق تعالیٰ نے ملائکہ اور جن اور انسان کو پیدا کیا اور عصمت اور کفایت اور حیلت کو بھی پیدا کیا پھر ملائکہ سے ارشاد فرمایا ان تینون چیزون سے جو تمکو پسند ہو اختیار کر لو انھون نے عصمت کو اختیار کیا پھر جنون کو حکم کیا کہ تم بھی جو پسند کرو اختیار کر لو انھون نے بھی عصمت کو اختیار کیا ارشاد ہوا کہ اسکو تو ملائکہ نے اختیار کیا ہی ناچار جنون نے کفایت کو اختیار کیا پھر انسانون سے فرمایا کہ تم بھی اختیار کرو انسانون نے بھی عصمت کو اختیار کیا ارشاد ہوا کہ عصمت تو ملائکہ نے اختیار کی ہی اور کفایت جنون نے اب باقی رہی ہی حیلت پس انسانون نے حیلت کو اختیار کیا یہی وجہ ہی کہ حیلہ بازی کرتے ہین نقل ہے کہ ابو احمد صغیرؒ نے کہا کہ اے شیخ مجھے وسوسے بہت ستاتے ہین آپنے فرمایا جن صوفیون کو کہ مینے دیکھا ہی دیو پر غلبہ رکھتے تھے اب دیو صوفی پر غلبہ کرتا ہی اور فرمایا صوفی وہ ہی کہ صوف پہنے اُون پہنے صفا یعنی صفا سے باطن پر اور ہوا کو چکھا دے وہ الفت جفا کا اور دنیا کو ڈالے پیچھے قفا کے اور گزر جاوے اور فرمایا کہ جہان ہونا

دنیا سے عین راحت کے وقت نقل کرنے کے دنیا سے اور فرمایا تصوف یہ ہے کہ قسمت کے لکھے کے ظہور میں نے پر صبر کرنا اور مالک جبار کے ہاتھ سے لینا۔ اور بیابان اور کوہسار کا طے کرنا اور فرمایا رضا کی دو قسم ہیں ایک رضا تدبیر میں حق کے ساتھ دوسری رضا حق سے حق کی تقدیر میں اور فرمایا جو کچھ کہ غیب سے کشف ہوتا ہے اُسکو تصدیق کرنا ایمان ہے اور فرمایا ترک راحت اور رنج دائمی کا نام ارادت ہے اور فرمایا وصلت وہ ہے کہ محبوب کے ساتھ ایسا اتصال حاصل ہو کہ تمامی چیزیں کہ سوای حق تعالیٰ کے ہیں بھول جائے اور فرمایا سوال کے وقت میں شان و شوکت کا ترک کرنا انبساط ہے اور فرمایا جو چیز کہ خدا کے تعالیٰ سے دور کرنیوالی ہے اُس سے دور رہنا تقویٰ ہے اور فرمایا خدا کی عبادت سے نفس کا توڑنا اور نفس کو عبادت کے ثواب کے خیال سے روکنا ریاضت ہے اور فرمایا جس چیز پر کہ قابو نہیں ہے اُسکا طلب کرنا اور جس چیز پر کہ قابو ہے اُس سے بے پروا رہنا قناعت ہے اور فرمایا زہد راحت پانا ہے باہر آنے سے ملک سے اور فرمایا اندوہ و رنج تن کو خوشی سے باز رکھتا ہے اور فرمایا حق تعالیٰ کے وصل کی امید پر شاد ہونا رجا ہے اور فرمایا ملک کی نیستی اور صفات سے باہر آنا فقر ہے اور فرمایا یقین حقیقت اسرار ہے غیبی حکمتوں پر لوگوں نے پوچھا کہ عبودیت کسکو کہتے ہیں آپنے فرمایا اپنے سارے کاموں کو خدا کے تعالیٰ کی سپرد کرنا اور مصیبتوں پر صبر کرنا عبودیت ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی درویش تین روز کے فاقے کے بعد اپنے گوشے سے باہر آوے اور جسقدر کہ اُسکو ضرورت ہو اُسیقدر کا سوال کرے اُسکے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں آپنے فرمایا کذاب ہے اور فرمایا جو کچھ ملے کھاؤ اور خاموش رہو اگر درویشی آگئی رسوا ہو جاؤگے۔ نقل ہے کہ آپنے وفات کے وقت خادم سے فرمایا کہ میں نہایت ہی گنہگار بندہ ہوں اپنے آقا سے بھاگا ہوا جب مرجاؤں ایک طوق میری گردن میں ڈالنا اور ہتکڑی اور بیڑی میرے ہاتھ اور پاؤں میں اور پھر مشکیں باندھ کر میرا منھ قبلے کیطرف کرکے بٹھانا شاید کہ وہ جل شانہ غفور رحیم اپنے فضل سے مجھکو بخشدیوے جب آپنے وفات فرمائی خادم نے چاہا کہ وصیت کے موافق عمل کرے غیب سے ہاتف نے آواز دی کہ او بے خبر خبردار زنہار ایسا مت کرنا تو ہمارے عزیز کو خوار کیا چاہتا ہے خادم باز رہا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر اور آپکے جملہ پیروان پر ہو اور سلام ہو جملہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں پر۔

اٹھتروان باب حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ ولی قبلۂ ولایت وہ صفی کعبۂ ہدایت وہ متمکن عاشق وہ متدین صادق وہ مشاہدۂ حقائق مین ہمہ تن بصیری حضرت شیخ وقت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ وقت تھے اور برگزیدۂ زمانہ تھے درمیان ہمسرون کے اور واقف تھے دقائق طریقت کے مقبول تھے ہر خاص و عام مین کامل تھے ادب مین اور ہر نوع علم مین کمال رکھتے تھے فقہ مین مفتی اور امام تھے اور علم اصول مین مہارت بے نہایت رکھتے تھے طریقت مین استاد تھے حد یہ ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدون سے فرمایا کہ وہ میرا ولیعہد ہے حضرت عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے آداب کے ایسے متصف تھے کہ آپنے فرمایا کہ بیس برس ہو گئی کہ مینے خلوت مین بھی پانون دراز نہین کیا کہ حسن ادب حق تعالی کے ساتھ اولی تر ہے نقل ہے کہ ایک سال آپکا مکہ معظمہ مین قیام ہوا نہ سوئے اور نہ بات کی نہ دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے نہ پانون پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپسے پوچھا کہ آپ ایسے سخت کام کے کیونکر متحمل ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ میرے باطن کے صدق نے میرے ظاہر کو ایسا قوی بنا دیا ہے جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس عالم سے رحلت فرمائی آپکو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ بٹھایا۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے ایک روز ایک سفید باز دیکھا چالیس برس سے اُسکے شکار کے خیال مین ہون پر اُسکا کہین پتہ نہین پاتا۔ لوگون نے کہا کہ یہ کیا راز ہے آپنے فرمایا کہ ایک روز مین عصر کی نماز سے فارغ ہوا تھا کہ ایک جوان خانقاہ کے دروازے سے داخل ہوا ننگے پانون بال بکھرے زرد چہرہ پہلے اُسنے وضو کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر مغرب کے وقت تک سر گریبان مین جھکائے بیٹھا رہا جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اُسنے نماز پڑھی اور پھر سر گریبان مین جھکا کر بیٹھ گیا اُس رات کو خلیفہ کے یہان سے صوفیون کی دعوت کا پیغام آیا تھا مینے اُسکے پاس جا کر کہا اے درویش مین خلیفہ کے یہان دعوت مین جاتا ہون تم بھی چلوگے اُسنے جواب دیا کہ مجھے خلیفہ کی دعوت کی پروا نہین ہے ہان اگر آپکا جی چاہے تو تھوڑا سا حلوا مجھے لا دیجیے مینے

اپنے دل میں کہا کہ شاید تو مسلم ہی کہ اسکو ہمارے ساتھ جانے سے انکار ہی اور حلوا مانگتا ہی مینے پھر اسکے
کہنے پر توجہ نہ کی اور دعوت میں چلا گیا جب میں واپس آیا تو دیکھا کہ وہ اسیطرح سر جھکائے بیٹھا ہی مینے
اسکو کچھ نہ کہا اور جاکر سو رہا مینے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دو بزرگ
آپکے ہمراہ تھے اور بہت لوگ آپکے قدم بقدم وہ دو بزرگ ایک تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور دوسرے موسیٰ کلیم اللہ
علیہما السلام تھے اور بیس ہزار ایک سو نبی اردگرد بیٹھ گئے اور سلام کیا آنحضرت نے میری طرف سے منہ پھیر لیا
مینے عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے کیا خطا ہوگئی کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ ہمارے دوستوں میں سے
ایک نے تجھ سے حلوا مانگا اور تو نے سیاہ دلی کی تھی اسیوقت خواب سے چونک پڑا اور رونے لگا ناگاہ مسجد میں آہٹ
میرے کان میں آئی مینے غور سے جو دیکھا تو وہی درویش تھے کہ باہر کو جارہے تھے مینے کہا جناب ذرا ٹھہر جائیے
میں ابھی حلوا لاتا ہوں انھوں نے پلٹ کر کہا سچ ہے جبکہ کوئی درویش بیس ہزار ایک سو پیغمبر انکو سفارشی
لاوے تب کہیں آپ سے حلوا پاوے یہ تو بڑا مشکل کام تھا یہ کہا اور چلدیئے نقل ہے کہ جامع مسجد بغداد میں
ایک درویش رہتے تھے ہمیشہ خواہ جاڑا ہوتا خواہ گرمی ایک ہی پیرہن میں بسر کرتے لوگوں نے ان سے
سبب پوچھا انھوں نے کہا کہ میں بھی اچھے لباس پہننے پر حریص تھا مینے ایک رات خواب دیکھا کہ میں بہشت
میں جارہا ہوں ایک جماعت کو دیکھا کہ دسترخوان پر بیٹھی ہے مینے چاہا کہ انکے ساتھ موافقت کروں میں بیٹھنے لگا
ایک فرشتہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تم کہاں بیٹھا چاہتے ہو تم انکی صحبت کے قابل نہیں ہو مینے کہا کیوں اس
فرشتہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ عمر بھر ایک ہی پیرہن میں رہے ہیں اور تو تو رنگ برنگ کی پوشاک پہننے والا ہے
جب میں جاگا تو مینے نذر کی کہ اب عمر بھر اس پیرہن کے سوا نہ پہنونگا نقل ہے کہ ایکبار حضرت جریری
رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے ایک جوان نے اٹھکر کہا حضرت میرا دل گم ہوگیا ہے دعا کیجئے کہ مل جاوے آپ نے فرمایا
بھائی ہم سب اسی مصیبت میں مبتلا ہیں اور فرمایا قرن اول میں معاملہ دین پر تھا اب دین گھس گیا اور
قرن دوم کے لیے معاملہ وفا پر تھا وہ بھی نہ رہی قرن سوم کے لیے معاملہ مروت پر تھا وہ بھی اٹھ گئی
قرن چہارم کے لیے معاملہ حیا پر تھا وہ بھی جاتی رہی اب وہ لوگ رہ گئے ہیں کہ انکا معاملہ ہیبت پر کرتے
ہیں اور فرمایا جو کہ نفس کے کہے پر کان لگاتا ہے اور شہوات کے حکم کا پابند ہوتا ہے اسکو ہوا کے قیدخانے میں

نیند کرتے ہین اور خداے تعالیٰ تمام فائدونکو اُسکے دل پر حرام کردیتا ہی اور نہ کلام حق سے مزہ پاتا ہے
نہ اُسکی دُعا مقبول ہوتی ہی اور جو کہ راضی برضا ہوتا ہی اپنی قدرت بھر خداوند تعالیٰ اُسکو اُسکی مشقت سے زیادہ
بزرگی عطا فرماتا ہی ایک شخص نے کہا حضرت اصل کار دل کیا ہی فرمایا وہ اصل معارت ہے کہ خدا کو دیکھتا ہی اور اُسکی
نعمت کا مشاہدہ کرتا ہی اور فرمایا توکل معائنہ ہونا اضطرار کا ہی اور فرمایا صبر وہ ہی کہ نفس کے آرام کے لیے محنت
اور نعمت مین فرق نکرے دونوں حال مین۔ اور صبر سکون نفس کا ہی بلا مین اور فرمایا اخلاص یقین کا پھل ہے
اور ریا شک کا ثمرہ اور فرمایا شکر کے ادا کرنے سے آپکو نہایت عاجز جاننا کمال درجہ شکر ہی۔ لوگون نے عزلت کے
پوچھا آپنے فرمایا زحمتون سے باہر نکلنا اور سر کا نگاہ رکھنا ہی اگر تجھپر رحمت نکرین اور فرمایا عام لوگونکی جنگ
نفس کے وسوسون سے ہی اور ابدال کی جنگ فکر سے اور زاہدون کی جنگ شہوات سے۔ اور تائبون کی جنگ لغزشون سے۔
اور مریدون کی جنگ مین پینے اور لذات سے اور فرمایا ایمان کی سلامتی اور دین کا نتیجہ اور تن کی درستی
تین چیز مین ہی ایک کفایت کرنا دوسرے منہیات سے پرہیز کرنا تیسرے غذا کا نگاہ رکھنا اور فرمایا جو کہ خدا پر
کفایت کرتا ہی اُسکا باطن درستی پاتا ہی اور فرمایا جو کہ منہیات سے پرہیز کرتا ہی اُسکا باطن روشن ہوتا ہے
اور جو کہ غذا کو اندازے سے کھاتا ہی اُسکا نفس محنت کش بنتا ہی پس کفایت کرنے کا عوض معرفت کی
پاکیزگی ہی اور تقویٰ کا انجام حسن خلقت اور پرداشت کا نتیجہ تندرستی اور اعتدال طبیعت۔ اور فرمایا
اصول کا دیکھنا فروع کے سمجھنے پر موقوف ہے اور فروع کا درست کرنا اصول کی مطابقت پر موقوف ہی
اور راہ نہین ہے طرف مقام مشاہدہ اور وصول کے مگر ساتھ تعظیم اُس چیز کے کہ خداے تعالیٰ نے اُسکی تعظیم
کی ہی وسائل اور وسائط اور فروع سے اور فرمایا جس بندہ کو خداے تعالیٰ اپنے انوار سے زندہ کرتا ہے
وہ ابد تک نہین مرتا۔ اور جس بندہ کو کہ اُسکی بے برگی اور بے سامانی کی وجہ سے مارتا ہی وہ ابد تک نہین زندہ
ہوتا اور فرمایا عارفون کی جاے بازگشت ابتدا ہی مین خدا کی طرف ہوتی ہی اور عوام النّاس کی
جاے بازگشت نومیدی کے بعد خدا کی طرف ہوتی ہی اور فرمایا جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حق
حق کو مشاہدہ فرمایا حق کے ساتھ حق سے باقی ہوئے بغیر مکان اور زمان کے کیونکہ آنحضرت کو
ایسا حضور حاصل ہوا کہ وہ نہ حضور ہی اور نہ مکان ہر وصف سے مجرد و پاک ہو گئے حق تعالے لے

کے اوصاف میں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَاب۔

باب ستر حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ قتیل اللہ فی سبیل اللہ وہ شیر بیشہ التحقیق وہ شجاع صفدر صدیق وہ غرقہ دریائے مواج حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ عجیب شان کے شخص تھے اور آپ کے واقعات عجیب و غریب ہیں آپ کا شیوہ مخصوص آپ ہی کے لیے تھا کہ سوز و اشتیاق میں غرق تھے اور فراق کے شعلوں کی لپٹ سے مست اور بیقرار تھے آپ شوریدہ روزگار عاشق صادق پاکباز تھے وجد و حال سے سرشار تھے آپ کی بڑی بڑی ریاضتیں اور کرامتیں ہیں بڑے عالی ہمت اور بلند قدر تھے آپ کا کلام پاکیزہ اور تصانیف بہت ہیں عبارات مشکل اور کلمات مغلق ہیں اور حقائق اور اسرار اور معانی اور معارف میں سخت کامل تھے اور آپ کے کلام میں فصاحت اور بلاغت وہ ہے کہ کسی کے کلام میں پائی نہیں جاتی بڑی بلند نظر فراست اور دانائی میں بھی بے مثال تھے آپ کی ساری عمر بلا میں گذری اوّل سے آخر تک اکثر مشائخ نے آپ کے کار میں انکار کیا اور کہا کہ اسکو تصوف سے بہرہ نہیں ہے مگر حضرت ابن عطاؒ اور عبداللہ خفیفؒ اور شبلیؒ اور ابوالقاسم نصر آبادی اور تمامی متاخرین نے بجز جنید کے آپ کو قبول کیا ہے اور حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابوعلی فارمدی اور امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ آپ کا کار سراسر راز تھا اور بعض کو آپ کے مقدمہ میں سکوت ہے جیسے کہ استاد ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر وہ مقبول تھے خلق کی رد سے مردود نہ ہونگے اور اگر مردود تھے خلق کی قبول سے مقبول نہ ہونگے بعض نے آپ کو جادوگر بتایا ہے اور بعضے ظاہر بینوں نے آپ پر کفر باندھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ اصحاب حلول سے تھے اور بعض کا مقولہ ہے کہ آپ کا تکیہ اتحاد پر تھا لیکن جسنے بو بھی توحید کی سونگھی ہوگی وہ ہرگز آپ پر خیال حلول اور اتحاد کا نہ کریگا اور جو کہ یہ کہتا ہے وہ خود توحید سے بیخبر ہے اور اسکے مفصل بیان کرنے کے لیے ایک بڑے بیان کی ضرورت ہے اور اس کتاب میں اسکی گنجائش نہیں ہے ہاں البتہ بغداد میں زندیقوں کی

ایک جماعت نے حلول اور اتحاد کے خیال مین گمراہ ہوکر اس بات کا دعوی کیا ہے کہ ہم حلاجی ہین اور ہمارا طریقہ وہی ہے کہ حضرت حسین منصور کا تھا اور حالانکہ آپکے کلام کو مطلق نہین سمجھا ہے پر افسوس ایسے بہکے ہین کہ مرنے اور جلنے کو آپ کی تقلید سمجھکر باعث فخر خیال کرتے وہ شخص تو ہیچ مین اسی واقعے مین کہ حضرت حسین بن منصور پر واقع ہوا مبتلا ہوئی اگر راست پوچھو تو تقلید اس واقعہ مین شرط نہین ہے مجکو بڑا تعجب آتا ہے کہ جو شخص کہ اس بات کو کہ ایک درخت سے انی انا اللہ کی آواز نکلے جائز رکھتا ہے درحالیکہ درخت درمیان مین نہین ہے وہ کیون نہین جائز رکھتا اسکو کہ حضرت حسین بن منصور سے صداے انا الحق بلند ہوا اور حسین بن منصور درمیان مین نہو۔ دوسرے یہی خیال کرنا چاہیے کہ جسطرح کہ حق تعالے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے تکلم فرمایا اسیطرح حضرت حسین بن منصور کی زبان سے بھی کلام فرمایا۔ اور ایسا خیال کرلیا جائے تو یہان نہ حلول کو گنجایش ہے نہ اتحاد کو اور بعض کا قول ہے کہ حسین بن منصور حلاج اور ہین اور حسین منصور ملحد اور کیونکہ حسین ملحد بغدادی تھا استاد محمد زکریا کا اور رفیق ابو سعید قرمطی کا اور وہ جادوگر تھا اور شہر واسط مین اسکا نشو ونما ہوا حضرت عبد اللہ خفیف رح نے کہا ہے کہ حسین بن منصور عالم ربانی ہین اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم اور حلاج ہر دو ایک چیز ہین ہان اتنا فرق ہے کہ مجکو دیوانہ بتایا مینے خلاصی پائی اسکو عاقل ٹھہرایا وہ عاقل ہوکر ہلاک ہوا اگر حسین بن منصور درحقیقت مطعون ہوتے یہ دونون بزرگوار انکے حق مین ایسا نفرماتے بس ہمکو ان دونون بزرگونکی گواہی کافی ہے حضرت حسین بن منصور اوتاد تھے ہمیشہ عبادت اور ریاضت مین رہے آپ معرفت اور توحید کے بیابان مین اہل صلاح کی صورت مین اور شرع اور سنت کے پیرو تھے اگرچہ آپسے ایک ایسی بات ذوق وشوق کی غایت مین کہ خلاف شریعت تھی ظہور مین آئی تو بھی آپ کو بیدینی نہین کہہ سکتے اسلیے کہ کہنے والا درحقیقت اسکا کوئی اور ہی تھا نہ وہ۔ پوشیدہ نہ رہے کہ بعض مشائخ نے کہ آپ کو دور و مہجور کیا ہے اسکا باعث دین و مذہب تھا بلکہ ان مشائخ کا حسد تھا اور رشک کہ آپ سے کمال استغراق پر رہے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ظاہر ہے۔ آپ پہلے تستر مین آئے اور حضرت عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مین ہے پھر قصد بغداد کا کیا اول سفر آپنے اٹھارہ برس کی عمر مین کیا

پھر تستر سے بصرہ میں گئے اور بصرہ سے دو حرم میں گئے اور وہاں حضرت عمرو بن عثمان مکی کی صحبت میں
اٹھارہ مہینے رہے اسی اثنا میں حضرت یعقوب الاقطع نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا پھر جب کہ حضرت
عمرو بن عثمان مکی آپ سے باعث گنج نامہ لیجانے کے کہ بے اطلاع انکی لے گئے تھے اور آگے ہم اسکا ذکر کرینگے
رنجیدہ ہوئے تو آپ بغداد میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو
خلوت اور سکوت کی تعلیم فرمائی آپ چندے روز تک انکی صحبت میں رہے پھر قصد حجاز کا کیا اور ایک سال تک
وہاں مجاور رہے پھر صوفیہ کی جماعت کے ساتھ بغداد کو آئے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا انھوں نے
جواب نہ دیا اور فرمایا کہ بہت جلد تو لکڑی کا سر سرخ کریگا یعنے سولی پر چڑھے گا آپ نے فرمایا کہ جس روز کہ میں سولی کا
سر سرخ کرونگا آپ بھی اہل ظاہر کا لباس پہنیں گے جیسا کہ نقل ہے کہ جب علما نے فتویٰ دیدیا کہ حسین منصور
قابل دار کے ہے اور قتل کرنے کے سوائے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کہ آپ صوفیائے کرام کے لباس میں تھے آپ نے
اسپر اپنے دستخط نہیں کیے تھے خلیفہ کے سامنے جب پیش کیا گیا تو اُسنے کہا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط
ضرور چاہیے حضرت جنید خانقاہ سے اُٹھکر مدرسہ میں گئے اور علما کا لباس پہنکر اس استفتا پر لکھا کہ نحن نحکم
بالظاہر یعنی ظاہر حال پر وہ قتل کرنے کے قابل ہے اور فتویٰ ظاہر پر ہے باطن کا حال خدا جانتا ہے
کہتے ہیں کہ حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھنے اور اسکا جواب نہ پانے کا بہت
ملال ہوا کہ آپ بغیر اجازت حضرت جنیدؒ کے اپنی بیوی کو لیکر تستر چلے گئے اور ایک سال تک وہاں رہے
لوگ آپکے بہت معتقد ہو گئے اور بہت ماننے لگے لیکن آپ کسی بات میں اہل زمانہ کا پاس نہ کرتے تھے
اسوجہ سے لوگ آپ سے حسد کرنے لگے اور دوسرا سبب لوگوں کی دشمنی کا آپ سے یہ بھی ہوا کہ عمرو بن عثمان نے
آپکے بارہ میں کئی خط خوزستان کو لکھے اور آپکی بہت کچھ مذمت انمیں لکھی اہل خوزستان کی
نظروں میں آپکو حقیر کر دیا آپ کو بھی ان باتوں سے ملال ہوا آپ نے صوفیوں کا لباس اتار کر قبا
پہن لی اور دنیاداروں کے ساتھ مشغول ہوئے آپ کو تمام ایک ہی نظر آنے لگا پانچ سال گم
ہو گئے اور اس مدت میں کبھی خراسان میں کبھی ماوراء النہر اور ایران و توران میں کبھی [illegible]
سیستان اور کرمان میں رہے پھر فارس میں آئے اور اہل فارس کو نفیس کتابیں تصنیف کر کے دیں

اہواز کو نصیحت فرمائی خاص اور عام کے نزدیک مقبول ہوئے خلق کے روبرو اسرار حقیقت بیان فرمائے اسلیے آپ کو حلاج الاسرار سے ملقب کیا ہے پھر بصرہ تشریف لے گئے اور دوسری بار مرقع پہنا اور مکہ معظمہ کا قصد کیا اس سفر میں بہت سے اصحاب مرقع آپ کے ہمراہ ہوئے جب مکہ معظمہ میں پہنچے تو حضرت ابو یعقوب نہر جوری نے آپ کو سحر سے منسوب کیا پھر آپ بصرہ کو آئے اور ایک سال تک بصرہ میں رہے پھر اہواز میں گئے وہاں آپ نے فرمایا کہ اب مجکو بلاد شرک کی طرف چلنا چاہیے تاکہ خلق کو خدا کی طرف دعوت کروں ہندوستان میں تشریف لائے پھر خراسان کو ہوتے ہوئے ماوراء النہر میں اور وہاں سے ماچین میں گئے اور خلق کو خدا کی طرف دعوت کی اور انکو کتابیں تصنیف کر کے دیں جب آپ واپس آئے تو گرد و نواح عالم سے آپ کو لوگ خط لکھتے ہندو آپ کا القاب ابو المغیث لکھتے تھے اور اہل چین ابو المعین اور اہل خراسان ابو المہیر اور اہل پارس ابو عبد اللہ زاہد اور اہل خوزستان حلاج الاسرار اور بغداد میں آپ کو ملقب بہ مصطلم کیا تھا اور اہل بصرہ نے محیر غرض اسی طرح ایک ایک القاب آپ کے واسطے ہر ایک نے مقرر کیا تھا پھر آپ نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور دو برس تک وہاں رہے جب واپس آئے تو آپ کی حالت بدل گئی اور اس حالت سے دوسرے رنگ پر چلے کہ خلق کے روبرو ایسی باتیں بیان کرتے کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتیں چنانچہ ایسا نقل کیا ہے کہ حضرت حسین منصور کو پچاس شہروں سے باہر نکالا ہے اور آپ پر وہ زمانہ گذرا ہے کہ کسی پر نہ گذرا ہوگا آپ کو حلاج اسوجہ سے کہتے تھے کہ ایکبار آپ کا گذر ایک روئی کے ڈھیر کی طرف سے ہوا آپ نے اشارہ فرمایا آناً فاناً میں روئی سے بنولے جدا ہو گئے اور بہت عمدہ دھنی گئی لوگ حیرت میں رہ گئے نقل ہے کہ آپ رات دن میں چار سو رکعت نماز پڑھتے اور اسقدر رکعات کا ادا کرنا اپنے اوپر فرض سمجھتے لوگوں نے پوچھا حضرت یہ تو فرمایئے کہ اس درجے کے شخص اور ایسے رنج و تکلیف میں مبتلا اسکا باعث کیا ہے آپ نے فرمایا کہ دوستوں کے حال میں رنج و راحت اثر نہیں کرتے کیونکہ دوست فانی صفت ہوتے ہیں نہ رنج محسوس ہو نہ راحت۔ نقل ہے کہ آپ نے پچاس برس کی عمر میں فرمایا کہ میں نے اب تک کوئی مذہب نہیں لیا تھا پھر ان مذہبوں میں جو دشوار تر چیز تھی اسکو میں نے اختیار کیا ہے اور آج میری عمر پچاس

زمانے مین کہ آپ ریاضت کشی تھے بیس برس تک ایک ہی دلق پہنے رہے ایک روز لوگون نے
بزبردستی اُسکو آپکے بدن سے اُتارا اُسمین اتنی بڑی بڑی جوئین پڑ گئی تھین کہ ایک کو جو تولا تو
نِصف رتی وزن مین تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شخص آپکی ملاقات کو آیا دیکھا کیا ہے کہ ایک بچھو
آپکے آس پاس پھر رہا ہے اُس شخص نے چاہا کہ اُسکو مار ڈالے آپنے منع فرمایا اور کہا کہ بھائی یہ تو
بارہ برس سے میرا مصاحب ہے اور اسیطرح میرے گرد چکر کھایا کرتا ہے۔ نقل ہے کہ رشید خرد سمرقندی جگہ حج کو
جارہے تھے راہ مین وعظ فرمایا اور روایت کی کہ حلاج چار سو صوفیای کرام کے ہمراہ جنگل مین سفر کر رہے تھے چند
روز تک کچھ کھانے کو نہ ملا جب بھوک نے سب کو مجبور کیا تو عرض کی کہ خواجہ ہمکو بھُنی سِری چاہیے آپنے
فرمایا قطار باندھکر بیٹھ جاؤ سب بموجب ارشاد صف بستہ بیٹھے آپ ہاتھ پیچھے لیجاتے تھے اور بھُنی سِری
اور گرم گرم دو دو روٹیان ہر ایک کے روبرو رکھتے جاتے تھے یہانتک کہ چار سو آدمیون کے اسیطرح ہر ایک کے
آگے دو دو روٹیان اور ایک ایک سِری رکھدی سب نے خوب چھک کر کھایا۔ ایکبار کہا کہ خواجہ ہمکو
خُرما کی تمنا ہے آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھکو جھاڑ لو مثل درخت کے آپکو ہلایا اتنے چھوارے گرے کہ سب
سیر ہو گئے پھر سب روانہ ہوئے اور جہان کہین کہ آپ اپنی پیٹھ کسی جھاڑی سے لگاتے فی الفور خرمای تر
اُسمین پھل جاتے۔ نقل ہے کہ ایک جماعت نے جنگل مین آپ سے کہا کہ ہمکو انجیر چاہیئں آپنے ہاتھ
پھیلائے اور ایک طباق تازی انجیرون کا بھرا لا کر اُنکے آگے دھر دیا اور ایکبار حلوے کی درخواست کی
آپنے ایک گرم حلوے کا بھرا طباق اُنکے آگے دھر دیا اصحاب نے کہا حضرت اسیطرح کا حلوا تو بغداد کے
باب الطاق مین ہوتا ہے آپنے فرمایا میرے نزدیک باب الطاق بغداد اور بادیہ یعنی جنگل دونون
ایک ہین کہتے ہین کہ ایک حلوائی وہان یعنی باب الطاق بغداد مین بیٹھا تھا ایک طباق اُسکے
حلوے کا غائب ہو گیا وہ حیرت مین رہا کہ کوئی میرے پاس تک نہین آیا میرے حلوے کا طباق کہان گیا
اُسنے وہ تاریخ لکھ لی اور صبر کیا اتفاق سے چند روز کے بعد اُسنے وہ طباق آپ کے اصحاب کے
پاس دیکھا تو پوچھا کہ تمنے یہ کہان سے پایا اور کب پایا اصحاب نے روز تاریخ بیان کی تو وہی تا
[illegible] پھر فارس مین آئے اور اہل فارس کو نفیس کتابین تصنیف کر

زیارت کو دوڑ آیا اور مرید ہو گیا۔ نقل ہے کہ ایکبار حجاز کے سفر مین چار ہزار آدمی آپکے ہمراہ تھے جب مکہ مین پہونچے آپ برہنہ سر ننگے بدن ایک برس تک برابر دھوپ مین کھڑے رہے گودا ہڈیون سے گھل گھل کر پتھرون پر ٹپکتا تھا اور کھال پھٹی جاتی تھی آپ وہان سے حرکت بھی نہ کرتے تھے ہر روز لوگ ایک پانی کا آبخورہ اور ایک روٹی کی ٹکیا آپکو دیتے آپ اُسکے کنارے کھا لیتے اور باقی کو آبخورے پر رکھدیتے۔ اور کہتے ہین کہ ایک بچھو نے آپکے سینہ مین گھر بنایا تھا پس عرفات مین آپنے فرمایا یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یعنے اے رہنما حیرتمندون کے اگر مین کافر ہون تو میری کافری کو زیادہ کر۔ اور جب آپنے دیکھا کہ ہر شخص اُس روز دعا مانگ رہا ہے آپ خاموش سر ریت کے ٹیلے پر رکھے دیکھا کیے اور جب دیکھا کہ سب لوٹ گئے تو آپ نے خلوت مین ایک آہ بھری اور کہا اے بادشاہ اے عزیز مین تجھکو پاک جانتا ہون اور پاک کہتا ہون تمام تسبیح کرنے والون کی تسبیح سے اور تمامی مہللون یعنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے والون کی تہلیل سے اور تمامی صاحب پندارون کے پندار سے اور کہا الٰہی تو جانتا ہے کہ مین کیسا عاجز ہون تیرے شکر کے مواضع سے یعنی ہرگز تیرا شکر مجھسے ادا نہین ہو سکتا۔ تو ہی میری عوض اپنا شکر آپ ہی کر کہ شکر وہی ہے اور بس۔ نقل ہے کہ ایکروز آپنے جنگل مین حضرت ابراہیم خواصؒ کو دیکھا پوچھا کس کام مین مشغول ہو انھون نے کہا توکل کے مقامات کو درست کر رہا ہون آپنے فرمایا کہ تو نے ساری عمر تو پیٹ کے دھندے مین ختم کردی توحید مین کب فانی ہوگا یعنے توکل کی اصل نہ کھانا ہے اور تو نے ساری عمر پیٹ کے کام مین آخر کی خواہ کھانے مین اور خواہ نہ کھانے مین توحید مین کب فنا ہوگا۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے ایک روز فرغانہ متصوفہ سے ایک متصوفی مرغ کو دیکھا مینے اُس سے پوچھا تم کس چیز سے اُسکی طرف پرواز کرتے ہو اُسنے کہا انہی پرون اور بازون سے کہ میرے ہین مینے اُس سے کہا کہ ان پرون اور بازون کو کاٹ ڈال کیونکہ وہ حق تعالیٰ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے یعنی کوئی چیز اُسکے مثل نہین ہے تو ان پرون اور بازون سے تو نہ پہونچ سکے گا۔ نقل ہے کہ حضرت حسین منصورؒ نے فرمایا کہ ابلیس جاتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسکو دیکھکر فرمایا اے مردود تو نے کیون

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تا کہ مردود ہوتا آپنے جواب دیا کہ میں نے جو انہیں کیا میں نے نظر اُس
عزاسمہٗ کی جانب سے دوسری طرف نہ کی میں آپکا ایسا تھوڑی ہوں کہ جب آپ دیدار کے خواہاں ہوئے تو
وہاں سے ارشاد ہوا اُنظُر اِلَی الجَبَلِ یعنے جبل کی طرف دیکھ آپ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو گئے اور تکنے لگے
مجکو جب حکم ہوا کہ سجدہ کر تو میں نے کہا کہ میں تو آپکے سوا کسیکو نہ سجدہ کرونگا اور نہ آپکے سوا کسی کی طرف
دیکھونگا۔ لوگوں نے حضرت منصور سے پوچھا آپ موسیٰ علیہ السلام کی بابت میں کیا کہتے ہیں آپنے فرمایا وہ حق
پر تھے پھر لوگوں نے پوچھا کہ فرعون کے باب میں کیا کہتے ہو آپنے فرمایا اُسنے بھی سچ کہا لوگوں نے کہا حضرت
اسکا مطلب کیا ہے آپنے فرمایا دو قسم کے لوگ ہیں کہ چل رہے ہیں طرف ابد کے اُس راہ پر کہ چلایا ہے انکو
روز ازل میں لوگوں نے پوچھا کہ کیا عارف کو وقت ہے آپنے فرمایا نہیں کیونکہ وقت صاحب وقت کی
صفت ہے اور جو کوئی کہ اپنی صفت پر آرام و قرار پکڑے وہ عارف نہیں اسکا مطلب ہے کہ لِی مَعَ اللّٰہِ
وَقتٌ یعنے مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے لوگوں نے پوچھا کہ راستہ خدا کی طرف کا کیا ہے آپنے
فرمایا وہ دو قدم ہے ایک قدم دنیا سے اُٹھانا اور دوسرا قدم آخرت سے۔ بس ہوگئے واصل بحق ہوگئے اور
مولیٰ تک جا پہونچے۔ لوگوں نے پوچھا فقر کیا ہے آپنے فرمایا کہ فقر یہ ہے کہ ما سوی اللہ سے مستغنی ہو اور اللہ تعالیٰ
کی طرف ناظر ہو۔ اور فرمایا صوفی وحدانی الذات ہے نہ وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ کوئی اُسکو اور فرمایا
صوفی وہ ہے جو اشارہ حق سے کرے حالانکہ خلق اشارہ حق کی طرف کرتی ہے یعنے وہ خود درمیان
میں محو ہو گیا اور فرمایا معرفت اُسکو کہتے ہیں کہ تمامی موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے اور فرمایا
جب بندہ مقام معرفت کو پہونچتا ہے غیب سے اُسکو وحی آتی ہے اور اسکے باطن کو گونگا بناتے ہیں تاکہ
خدای تعالیٰ کے خطرے کے سوا اور کوئی خطرہ اسکے دل میں نہ گذرے اور فرمایا جو کوئی کہ نور ایمان سے حق کو
ڈھونڈھتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی آفتاب کو ستاروں کی روشنی سے ڈھونڈھے۔ اور فرمایا حکمت
تیر ہے اور مومنوں کے دل نشانے اور تیر انداز خدای تعالیٰ جسکی نسبت خطا کا گمان کرنا خطا ہے اور فرمایا
صاحب فراست پہلی ہی نظر میں مقصود کو پاتا ہے اور اسکو کوئی گمان اور شک باقی نہیں رہتا اور فرمایا
مومنوں کے اخلاق یہ ہیں کہ انکو تونگری کا قصد نہ ہووے اگر ہووے تو فاقہ میں قانع رہے اور فرمایا سب سے

بدخلق وہ ہے کہ خلق کا ظلم و جفا سہین اور کرے بعد اسکے کہ حق تعالیٰ کو جانا ہووے اور فرمایا توکل
وہ نہین ہے کہ جب شہر مین کسی کو جانے آوے تو اولیٰ تر اپنے سے کھاوے مین نہ کھاوے اور فرمایا کدورت کی آمیزش سے
عمل کا پاک و صاف کرنا اخلاص ہے اور فرمایا زبان گویا خاموش دلون کی ہلاکت ہے اور گفتگو عمل سے متعلق ہے
اور افعال شرک سے متعلق اور حق جدا ہے ان سب سے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ۔ یعنی نہین
یقین لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر اسکے ساتھ شریک بھی کرتے ہین اور فرمایا بینندون کی بصیرت اور عارفون کی
معرفت اور علماے ربانی کا نور اور سابقان ناجی کا طریق ازل سے لیکر ابد تک اور جو ہین کہ دونون کے
درمیان ہے ذات واحد سے ہے لیکن کون جانتا ہے لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ اور
فرمایا عالم رضا مین ایک بڑا اژدہا ہے کہ اسکو یقین کہتے ہین اٹھارہ ہزار عالم اسکے حلق مین مثل ایک
ذرّہ کے ہے بیابان مین اور فرمایا اگر اسکا اندوہ صورت بنکر نظر آوے تمامی انبیا اور اولیا ایسے
اسکی طرف متوجہ ہو جاوین کہ کسی ایک کو بہشت یاد نہ آوے اور فرمایا اسطرح ہم ہمیشہ اسکی بلا کی طلب
مین رہتے ہین جسطرح کہ بادشاہ ولایت کی طلب مین رہتے ہین اور فرمایا آزاد وہ ہے کہ بندگی کے تمامی مقامات
کو طے کر گیا ہو اور بجالایا ہو اور فرمایا خاطر حق گزین وہ ہے کہ کوئی چیز اسکو اسکی طرف سے روک نہ سکے
اور فرمایا مرید اپنی توبہ کے سائین ہے اور مراد عصمت کے سائین اور فرمایا مرید وہ ہے کہ اسکے کشوفات پر
اسکا اجتہاد سبقت رکھتا ہو اور مراد وہ ہے کہ اسکے کشوفات اسکے اجتہاد پر سابق ہون اور فرمایا مراد
کا وقت مراد کی کشتی کے دریا کی صدف ہے کل روز قیامت کو ان صدفون کو میدان قیامت مین
زمین پر پٹک کر آزماوینگے اور فرمایا دنیا کا ترک کرنا زہد نفس ہے اور آخرت کا چھوڑنا زہد دل ہے
اور اپنی خودی کا ترک کرنا زہد جان ہے اور فرمایا جو داغ زہد کا کہ انبیا علیہم السلام کے دل پر دیا ہے
ابتک ویسا داغ کسی کے دل پر نہین لگا۔ لوگون نے پوچھا دست دعا دراز تر ہے یا دست عبادت۔
آپنے فرمایا ان دونون ہاتھون کو کسی جگہ بھی پہونچ نہین ہے اسلیے کہ اگرچہ دعا کے ہاتھ کو
وصول کے دامن تک رسائی ہے پر مردان راہ خدا کے نزدیک وہ شرک ہے اور اسیطرح عبادت کے
ہاتھ کو تکلیف شرعی اور شرطی کے دامن تک رسائی ہے پر مردان راہ خدا کو پسند نہین ہان جو

ہاتھ کہ آفرینش سے بلند زیادہ ہو پہنچے اگر پوچھو تو وہ سعادت ہے اور فرمایا اُسوقت تو سزاوار عنایت ہو سکتا ہے کہ ایک بال کے ذریعے دونوں جہان کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالے اور اولاً جبتک کہ تو مجہول نہوگا حاصل نہیں ہو سکتا اور اُسوقت میں کہ جسمیں ایک بال کی برابر تجھ سے نہو سکے تو ہرگز سزاوارِ عنایت نہوگا اور فرمایا نہ جدا ہے بشریت اُس سے اور نہ ملی ہے اُس سے اور فرمایا وہ ذات ہے کہ جس پر کہ جاتی ہے ایک سوئی کے ناکے سے ظاہر ہوتی ہے اور جس سے کہ جاتی ہے آسمان اور زمین میں اُس سے پوشیدہ ہوتی ہے اور اُسکو نظر نہیں آتی پس یاد رکھ کہ تو مغرور نہو کہ خدائے تعالیٰ سے اور نہ نومید ہووے اُس سے۔ اور نہ اُسکی محبت کا دعویٰ کرو اور اُسکو پسند مت کر کہ تو اُسکا محب نہووے اور اُسکا اثبات مت کر اور اُسکی نفی بھی مت کر اور خبردار ہو جا کہ تو توحید سے پرہیز کرے اور فرمایا کسیکو جائز نہیں کہ ایک کو دیکھے یا ایک کو یاد کرے یا کہو کہ میں نے ایک کو پہچان لیا اُس ایک کو کہ جملہ احاد اُس سے ظاہر ہیں۔ اور فرمایا اسماء خدائے تعالیٰ کے اس سبب سے کہ ادراک ہیں ہم ہیں اور اس اعتبار سے کہ حق ہے حقیقت ہے۔ اور فرمایا ہوا حیاتِ نفس ہے اور حق حیاتِ دل ہے اور حقیقت حیاتِ جان ہے اور فرمایا وہی راگ اور گیت جو مجوب کیے ہیں لوگوں کو باعثِ ذوق و شوق بنجاویں اگر حق تعالیٰ اپنے فضل سے اُنکو علوم قدرت پر آگاہی عطا فرمادیوے اور اگر اُنپر حقیقت سے کوئی چیز کشف فرمادیوے تو تو دیکھے سب مُردہ ہی نظر آویں اور فرمایا جو کہ اعمال پر نظر کرتا ہے معمول سے مجوب ہوتا ہے اور جو کہ معمول پر نظر کرتا ہے اعمال سے محجوب ہوتا ہے اور فرمایا انبیاء علیہم السلام غالب ہیں احوال پر اور مالک اُنپر پس گردش دیتے ہیں احوال کو نہ احوال اُنکو اور جو علاوہ انبیاء علیہم السلام کے ہیں احوال اُنپر غالب ہیں یہی وجہ ہے کہ احوال اُنکو گردش دیتے ہیں نہ وہ احوال کو۔ نقل ہے کہ صبر کو آپ سے پوچھا آپنے فرمایا صبر وہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر سُولی پر بھی چڑھاویں تو بھی اُف نکرے پر عتقاد رکھتا ہے کہ تعجب ہے کہ یہ معاملہ آپ ہی کے ساتھ کیا گیا اور آپنے آہ بھی نکی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس گئے تاکہ آپ کو قتل کریں آپنے فرمایا یا ابوبکر ذرا ہاتھ کو تھامے کیونکہ میں نے ایک بڑے کام کا قصد کیا ہے اور نہ اس کام کا دیوانہ ہو رہا ہوں [illegible]

ایسے مفتون کو کہ جو خود مرنے پر آمادہ ہو کوئی مارتا ہی آپ سے مجھے مت ماریے خلق یہ باتین سنکر متحیر ہوئی بہتیرے منکر ہوے اکثر معتقد بھی تھے عجیب و غریب کام آپ سے ظہور مین آنے لگے ہر ایک زبان پر آپ کی کیفیت جاری ہوئی کوئی کچھ کوئی کچھ کہتا تھا خلیفہ کے روبرو بھی آپ کا حال مختلف طور سے بیان کیا گیا اور سب نے اتفاق کر کے آپکے قتل کا فتویٰ دیا اور اس بات کو سند ٹھہرایا کہ وہ انا الحق کہتا ہی پھر آپ سے کہا کہ ہو الحق کہو آپ نے فرمایا واقعی وہ ہمہ اوست ہی کہا ہی لیکن تم کہتے ہو گم ہوا ہی وہ گم نہین ہوا بلکہ حسین ہی گم ہوا ہی بحر محیط بھی کہین کم ہوتا ہی یا گم ہوتا ہی ہرگز نہین لوگون نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر کہا کہ حضرت اس کلام کی کہ منصور کہتا ہی کوئی تاویل بھی ہوسکتی ہی تم اُنھون نے فرمایا تم اس مقدمہ مین دخل نہ دو تا کہ وہ قتل کیا جائے کیونکہ یہ روز تاویل کا نہین ہے پس محمد داؤد اور ایک جماعت علما کی آپ کی مخالف ہو گئی اور معتصم سے آپکے حالات بہت ہی بُری طرح پر بیان کیے اور اُسکا وزیر جسکا نام علی بن عیسیٰ تھا آپ پر بہت غصے ہوا اور آپ کو ایک سال تک قید خانہ مین رکھا لیکن اس اثنا مین لوگ برابر آپکے پاس جاتے اور مسائل پوچھتے اور حالات دریافت کرتے رہی آخر خلق کو ممانعت کر دی کہ کوئی آپکے پاس نہ آوے پانچ مہینے تک کوئی آپکے پاس نہ گیا مگر ہان اس مدت مین حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ کا آدمی باری باری سے آپکے پاس گئے اور کہا کہ کہلا بھیجا ہی کہ آپ اس بات سے معذرت کیجیے تا کہ آپ قید سے رہا ہو جاویں آپ نے فرمایا جو کہ یہ کہتا ہی کہ معذرت کر اس سے جا کر کہدو کہ تو ہی معذرت کر تا رہ حضرت ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنکر رو دیے اور فرمایا ہم خود ایک حسین منصور مین نقل ہے کہ پہلی رات کو جسمین آپ قید ہوئے لوگون نے آکر دیکھا آپ گم تھے ہر گوشہ اُس مکان کا جسمین آپکو قید کیا تھا چھان مارا آپ کا پتہ نہ پایا تھک کر بیٹھ رہے پھر دوسری رات کو آکر جو دیکھا تو نہ قید خانے کو پایا اور نہ آپ کو اور بھی حیران ہوئے تیسری رات آکر کیا دیکھتے ہین کہ قید خانہ بھی موجود ہی اور آپ بھی پوچھا کہ آپ پہلی اور دوسری رات کہان رہے کہ ہمنے آکر دیکھا نہ قید خانے کو پایا نہ آپ کو اب جو دیکھتے ہین تو دونون موجود ہین آپ نے فرمایا ہان تم سچ کہتے ہو پہلی رات مین حضور مین تھا اور دوسری رات خود حضور

یہان جلوہ فرماتے اسوجہ سے قیدخانہ بھی گم تھا اب مجھے پھر یہان لائے ہین حفظ شریعت کے واسطے آؤ اپنا کام کرو۔ نقل ہے کہ آپ قیدخانے مین دن رات مین ہزار رکعت نماز ادا کرتے لوگون نے پوچھا آپ تو کہتے ہین کہ مین حق ہون پھر یہ نماز کسکی پڑھتے ہین آپنے فرمایا ہم ہی خوب جانتے ہین قدر اپنی۔ نقل ہے کہ ایک رات قیدخانے مین تین سو شخص قید تھے آپنے فرمایا اے قیدیو مین تمکو آزاد کردون اُنھون نے کہا آپ ہین تو کیا کرینگے آپ خود ہی ہوجایئے اگر یہ قدرت رکھتے ہو آپنے فرمایا مین خداوند کی قید مین ہون اور شریعت کا لحاظ رکھتا ہون وگرنہ چاہون تو ایک اشارے سے یہ سب طوق و بیڑیان توڑ ڈالون پھر آپنے اُنگلی کا اشارہ کیا اُن سب کی بیڑیان ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین اُنھون نے کہا یہ تو فرمایئے اب ہم جائین کدھر سے قیدخانے کا دروازہ تو بند ہے آپنے ایک اور اشارہ کیا چارون طرف کھڑکیان نظر آنے لگین فرمایا لو چلے جاؤ لوگون نے کہا آپ نہین چلتے آپنے فرمایا کہ مجکو اپنے آقا کے ساتھ ایک راز ہے کہ بغیر سولی پر چڑھے اُسکا حل ہونا نا ممکن۔ لوگون نے جو صبح کو آکر دیکھا تو کسی قیدی کا پتا نہ پایا پوچھا قیدی کہان ہین آپنے فرمایا ہمنے سب کو آزاد کردیا کہا آپ کیون نہ چلے گئے آپنے فرمایا ہماری صاحب کا ہم پر عتاب ہے اسلیے ٹھہری ہین۔ یہ خبر خلیفہ کو پہونچی اُسنے حکم دیا کہ جلدی درے مار کر اُسکو قتل کرو وگرنہ بڑے فساد برپا ہوجانے کا خیال ہے تا کہ یہ شور و شر رفع ہو۔ آپ کو قیدخانے سے باہر نکالا اور تین سو درے ماری آپ جسطرح کہ کھڑے تھے کھڑے رہے ذرا حرکت نہ کی اُس کوڑے مارنے والے کا قول ہے کہ ہر کوڑا کہ مینے آپ کو مارا ایسی ایک فصیح آواز سُنی کہ یا ابن منصور لا تخف یعنی ای ابن منصور مت ڈر حضرت پیر عبدالجلیل صفار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُنکر فرمایا ہے کہ میرا اعتقاد کوڑے مارنیوالے پر بہ نسبت حضرت حسین ابن منصور کے بہت زیادہ ہے اسلیے کہ مین حیران ہون کہ اُسکو شریعت کے معاملے مین کیا دستگاہ حاصل تھی کہ یہ آواز سُنتا تھا اور اُسکا ہاتھ چھوٹتا نہ ٹھیرتا تھا اور کوڑے مارنے سے باز نہ رہتا تھا پھر آپ کو لے گئے کہ سولی پر چڑھا دین ایک لاکھ آدمی جمع تھے آپ سب کی طرف نظر فرماتے تھے اور کہتے تھے حق حق حق انا الحق ایک درویش سب کو چیرتا پھاڑتا اندر گیا اور پوچھا

عشق کیا ہے آپ نے فرمایا تو آج دیکھے گا اور کل دیکھے گا اور پرسوں دیکھے گا یعنے اُس روز آپ کو سُولی دی اور دوسرے روز آپ کی لاش کو جلایا اور تیسرے روز خاک کو ہوا میں اڑایا یعنے عشق یہ ہے آپ کے خادم نے اُس حال میں وصیت چاہی آپ نے فرمایا نفس کو کسی چیز میں مشغول رکھو ورنہ وہ تجھکو کسی ایسے کام میں کہ کرنے کے لائق نہو گا مشغول کریگا اور یاد رکھ کہ اپنی نگاہداشت کرنا کام بڑے زبردستوں کا ہے آپ کے صاحبزادے نے کہا ابا مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا اے فرزند وصیت وہ ہے کہ اہل جہان نیک اعمال میں کوشاں ہیں تو ایسے کام میں کوشش کر کہ اُسکا ذرہ جن اور انس کے تمام عملوں سے بہتر ہو اور وہ کچھ نہیں ہے مگر ہاں علم حقیقت کا ایک ذرہ۔ پھر آپ سُولی کی طرف خراماں خراماں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ چلے لوگوں نے پوچھا کہ آپ ایسے وقت میں ایسے خوش کیوں ہیں آپ نے فرمایا کہ اب ہم اپنے خیمہ گاہ کو جا رہے ہیں اس سے بڑھکر اور کونسی وقت خوشی کا ہو سکتا ہے اور آپ بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

اشعار

ندیمی غیر منسوب الی شیء من الحیف	سقانی مثل ما یشرب کفعل الضیف بالضیف
فلما دارت الکاس دعا بالنطع والسیف	کذا من یشرب الراح مع التنین بالصیف

یعنی میرا دوست ذرا بھی ظالم نہیں ہے اُسنے مجکو وہ شراب دی کہ مہمان مہمان کو دیتا ہے جب کاسہ کے کئی دَور ہو چکے تو تلوار اور نطع مانگا۔ کہ سزا ایسے شخص کی جو مقابل میں اژدہے کے ماہ تموز میں پرانی شراب پیتا ہی ہے۔ جب آپ کو سُولی کے نیچے لے گئے آپ نے باب الطاق سے دار کو بوسہ دیا اور پھر قدم سیڑھی کے پایے پر رکھا لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے آپ نے فرمایا مردوں کی معراج سر دار ہے۔ آپ ایک چادر کمر سے باندھے تھے اور ایک چادر کندھے پر پڑی تھی آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور قبلے کی طرف رُخ کر کے مناجات کی اور فرمایا جو کچھ چاہا پایا جب سُولی پر چڑھے آپکے مریدوں کی جماعت نے پوچھا کہ آپ ہم لوگوں کے بارے میں کہ آپکے معتقد ہیں اور اُن لوگوں کے بارے میں کہ آپکے منکر ہیں اور آپ کو سنگسار کرینگے کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تمکو ایک ثواب اور انکو دو ثواب حاصل ہونگے اسلیے کہ تمکو صرف میرے ساتھ ایک نیک گمان ہے اور وہ لوگ توحید کی قوت اور شریعت کی سختی سے لرز رہے ہیں اور شرع میں توحید اصل ہے اور حسن ظن فرع ہے نقل ہے کہ کسین آپ کی نظر

جوانی مین ایک عورت پر پڑ گئی تھی آپ نے فرمایا ہائے وہ کیا حال تھا جو میرے اوپر گذرا کہ بعد
مدت مدید کے اسکا عوض اب لیتے ہین پھر آپ نے سیڑھی سے نیچے کی طرف دیکھا اور خادم سے کہا
جو کوئی اس طرح اوپر دیکھے گا اسیطرح نیچے دیکھیگا پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپکے روبرو آئے اور
بلند آواز سے کہا کہ اَلَم نَنہَکَ عَنِ العَالَمِین۔ اور کہا مَا التَّصَوُّفُ اے حلاج آپنے فرمایا کمترین درجہ
تصوف کا یہ ہے کہ تو دیکھ رہا ہے کہا کہ بلند ترین درجہ کونسا ہے آپ نے فرمایا تجھے وہانتک پہنچ نہین
پھر لوگون نے پتھر پھینکنے شروع کیے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سب کی موافقت کو ایک مٹی کا
چھوٹا سا ڈھیلا اٹھا کر آپ کی طرف پھینکا حضرت حلاج نے ایک آہ بھری لوگون نے پوچھا کہ حضرت
اتنے لوگون نے پتھر آپکے مارے آپنے کچھ آواز منھ سے نہ نکالی اب اس ذراسی مٹی کے ڈھیلے پر آہ بھرنے کا
سبب کیا ہے آپنے فرمایا وہ لوگ نہین جانتے اسوجہ سے معذور ہین اور اسکے ناگوار گذرنے کا یہ سبب ہے
کہ وہ جانتا ہے کہ نہین پھینکنا چاہیے پھر دار کی سیڑھی پر آپکے ہاتھ کاٹے آپ ہنسے لوگون نے کہا یہ ہنسنے
کا کیا موقع ہے آپنے فرمایا یہ ظاہری ہاتھ کاٹنے آسان ہین ایسے مرد ہین کہ ہمارے صفات کے ہاتھ کو جس نے
ہمت کا تاج عرش کے سر سے اتارا ہے قطع کرین پھر آپکے دونون پانون کاٹے آپ مسکرائے اور فرمایا
اگرچہ مینے دنیا کا سفر ان پانون سے کیا ہے لیکن انکے علاوہ دوسرے قدم بھی رکھتا ہون جو اب بھی
دونون جہان کا سفر کرسکتے ہین اگر تم قدرت رکھتے ہو تو ان قدمونکو کاٹو۔ پھر دونون ہاتھ خون آلودہ
منھ کو ملتے تھے یہانتک کہ آپ کی کلائیان اور منھ خون سے لتھڑ گیا لوگون نے کہا آپ ایسا کیون کرتے ہین
آپنے فرمایا بہت خون مجھ سے بہ گیا مین ایسا خیال کرتا ہون کہ میرا منھ زرد ہوگیا ہوگا تم خیال کروگے
کہ یہ زردی بباعث خوف کے ہے اسلیے مین خون منھ کو ملتا ہون کہ تمھاری نظرون مین سرخرو دکھائی
دون کیونکہ مردون کے چہرے کا غازہ انکا خون ہے۔ لوگون نے کہا کہ ہمنے مانا کہ منھ کو تو آپ اسلیے سرخ کرتے
ہین یہ تو بتایئے کہ کلائیون کو کیون خون سے لتھیڑا ہے آپنے فرمایا وضو کرتا ہون لوگون نے کہا کیسا
وضو آپنے فرمایا رَکعَتَانِ فِی العِشقِ لَا یَصِحُّ وُضُوءُهُمَا اِلَّا بِالدَّمِ یعنے عشق مین دو رکعت ہین کہ وضو انکا
درست نہین مگر ساتھ خون کے پھر آپ کی آنکھین نکالین ایک قیامت لوگون مین برپا ہوگئی بعضے

ڈرتے تھے یعنے پتھر پھینکتے تھے پھر چاہا کہ آپ کی زبان کاٹیں۔ آپنے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ کہ مین ایک بات
کہہ لون آپنے آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا الٰہی اتنا رنج کہ یہ لوگ تیرے لیے مجکو دُکھ دے رہے ہین تو ان کو
بے نصیب مت کیجیو۔ اور اس دولت سے انکو بے نصیب مت کیجیو الحمد للہ کہ اگر میرے ہاتھ اور پاؤن کاٹے تو تیری
راہ مین کاٹے اور اگر میرا سر تن سے جدا کرتے ہین تو تیرے جلال کے مشاہدے مین کرتے ہین واسکے بعد
پھر آپکے کان اور ناک چہرے سے جدا کی لوگ پتھر مارتے ہی تھے کہ ایک بوڑھی چھاگل ہاتھ مین لیے آئی
جون ہی کہ اُسکی نظر حضرت منصورؒ پر پڑی چلائی ارے اسکو پتھر مارو اور خوب زور سے مارو اس مکار
نابکار کا حق تعالیٰ کی باتون سے کیا کام۔ آپ کا آخری کلام یہ تھا حب الواحد افراد الواحد حب الواحد
افراد الواحد یعنے یکتائی کی دوستی یکتا کرکے دیکھتی ہی یکتا کو یکتائی سے اور یہ آیت پڑھی یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ۔ یعنے جلدی کرتے ہین اُسکی جو
ایمان نہین لاتے اُسپر اور جو لوگ کہ ایمان لائے ڈرتے ہین اُس سے اور جانتے ہین کہ وہ تحقیق
حق ہے۔ یہی آپ کا آخری کلام تھا۔ پھر آپکی زبان کاٹی۔ مغرب کا وقت تھا کہ خلیفہ کا حکم آیا کہ
اُسکا سر تن سے جدا کر دو۔ سر کاٹنے کے وقت آپنے ایک قہقہہ مارا اور جان بحق ہوئے۔ یہان
یہ سب شور و غل ہی مچاتے رہے وہان آپنے قضا کا گیند رضا کے میدان مین ڈالا اور ہر ایک
عضو سے آپکے شور انا الحق کا پیدا ہوا پھر ہر ایک عضو کو پارہ پارہ کر ڈالا صرف ایک گردن
اور پشت باقی رہی اسیطرح پشت اور گردن سے آواز انا الحق آتی تھی دوسرے روز کہا کہ ایسا نہو
کہ کوئی فتنہ برپا ہو پس آپکے کل اعضا کو بھی اکٹھا کر کے جلایا اُس راکھ سے بھی وہی آواز آتی تھی
اور وقت قتل کے جو قطرہ کہ خون کا زمین پر ٹپکا تھا اُسمین انا الحق کا نقش بنا تھا جس طرح اُس
درویش کا کہ سر کاٹا تھا اُسکے خون سے اللہ اللہ کا نقش بنا تھا آخر کار مجبور ہوئے اور آپکی راکھ کو
اُٹھا کر دجلے مین ڈالا پانی کی سطح پر وہی نقش بننے لگے اور ایک جوش و خروش پیدا ہوا آپنے
عالم حیات مین اپنے خادم سے کہا تھا کہ جب میری راکھ کو دجلے مین ڈالینگے تو پانی مین وہ جوش و خروش
پیدا ہوگا اور وہ طغیانی ہوگی کہ سارا بغداد غرق ہو جائیگا تو جب یہ حالت دیکھے تو میری گدڑی دجلے کو جا

جاکر دکھاؤ دریا ایک آفت برپا ہو گی خادم نے جب دیکھا کہ پانی مین جوش پیدا ہوا فی الفور آپ کی گدڑی لیجاکر دجلے کو دکھائی پانی ٹھہر گیا اور وہ سب اکھ اکٹھا ہو کر کنارے آ لگی لوگون نے اُس راکھ کو نکالکر زمین مین دفن کیا کسیکو اہل طریقت سے یہ درجہ حاصل نہین ہوا ایک بزرگ نے اہل حقیقت کی طرف خطاب فرماکے کہا ہی کہ جب منصورؒ کے معاملے پر نظر کرتا ہون کہ اُسکے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا تو مین حیران ہوتا ہون اور نہین جانتا ہون کہ روز قیامت کو ان مدعیون کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا حضرت عباسہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کل قیامت کو حسین بن منصور کو قیامت کے میدان مین زنجیرون سے باندھکر لائینگے کیونکہ اگر بغیر باندھے لاوینگے تو تمامی قیامت کے میدان اُلٹ پلٹ کر دیگا نقل ہے کہ ایک نے مشائخون سے فرمایا ہی کہ جس رات کو منصور کو دار پر چڑھایا ہی مین اُس رات صبح تک دار کے نیچے نماز مین مشغول رہا جب دن نکلا تو ایک ہاتف نے آواز دی اطلعناہ علی سر من اسرارنا فافشی سرنا فھذا جزاء من یفشی سر الملوک یعنی ہمنے اُسکو اطلاع دی ایک راز پر اپنے رازون سے اور اُسنے اُس راز کو ظاہر کیا یہی ہی سزا ایسے شخص کی کہ جو بادشاہون کا راز ظاہر کرے نقل ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین اُسی رات کو آپ کی قبر پر گیا اور تمام رات نماز پڑھی جب تڑکا ہوا تو مینے مناجات کی اور کہا الٰہی یہ ایک مومن بندہ تھا اور عارف اور موحد اور محبت ایسے بلا مین اُسکو مبتلا کیون کیا حضرت شبلیؒ فرماتے ہین کہ یہ کلمات میری زبان ہی پر تھے کہ مجکو اونگھ آگئی مینے خواب مین ایسا دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور حق تعالےٰ کا حکم ہوتا ہی کہ یہ معاملہ ہمنے منصور کے ساتھ اسلیے کیا کہ ہمارا راز غیر سے کہتا تھا اور وہ راز کہ جو اُسکو دریائے دجلہ مین ہمسے کہنا چاہیے تھا اغیار سے کہتا تھا۔ اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے ایک دربار آپ کو خواب مین دیکھا مینے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا مجھے صدق کے محل مین اُتارا اور نوازش فرمائی مینے کہا اُن لوگونکے ساتھ کیا کیا آپنے فرمایا ہر دو جماعت پر رحمت فرمائی ایک جماعت پر تو اسلیے رحمت فرمائی کہ اُنھون نے مجھے جانا اور مجھپر مہربانی کی اور دوسری جماعت پر اسلیے رحمت کی کہ اُنھون نے مجکو نہ جانا اور حق کے واسطے مجھسے عداوت کی یہ دونون جماعت کے لوگ معذور تھے

اسلیے قابل رحمت ہوئے۔ ایک اور شخص نے آپ کو خواب مین دیکھا کہ آپ قیامت کے میدان مین کھڑے تھے ایک جام آپ کے ہاتھ مین اور ستر جن پر غشین۔ تو پوچھا یہ کیا معاملہ ہو کہا کہ وہ جام سربریدون کو دیتا ہو۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب منصور رحمۃ اللہ علیہ کو دار پر چڑھایا تو مینے دیکھا کہ ابلیس آپ کے سامنے آیا اور کہا ای شیخ آپنے انا الحق کہا اور مینے انا خیر کہا آپ پر رحمت کی اور مجھپر لعنت اسکا سبب کیا ہو آپنے فرمایا تو نے انا اپنے ہی واسطے اور خودی سے کہا اور مینے اپنے سے خودی کو دور کیا یہی فرق ہو کہ مجھپر رحمت کی اور تجھپر لعنت اسمین نکتہ ہو جان جاؤ کہ مین بننا خوب نہین اور مین پنے کو اپنے سے دور کرنا نہایت خوب ہے۔ اللہ کی رحمت انکی روح پاک پر ہو۔

اکھتروان باب حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ معظم مسند عنایت وہ موحد مقصد ولایت وہ بحر رموز دقائق وہ خضر کنز حقائق وہ دارای صفت قاصنی و واسطی قطب جہان حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخون سے کامل ترین تھے اور شیخ الشیوخ اپنے وقت کے اور عالی ترین اصحاب اور بہت بڑی ہمت رکھنے والے تھے حقائق اور معارف مین کسی شخص نے آپ سے آگے قدم نرکھا اور توحید اور تجرید اور تفویض مین سب پر سابق تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے پیشوا اور مقدم تھے کہتے ہین کہ آپ فرغانہ کے باشندے تھے شہر واسط مین قیام پذیر ہوئے ہر ایک کی زبان سے موصوف اور ہر دل مین مقبول تھے کیونکہ جسمین نفسانیت نہین ہوتی کوئی اُس سے عداوت نہین کرتا۔ عبارات آپ کی ادق اور اشارات مشکل اور معانی عجب اور کلمات بلند تھے کہ ہر شخص کو قدرت نہ تھی کہ سمجھ سکے اور ہر فن علوم مین کمال رکھتے تھے اور جو ریاضتین اور مجاہدے کہ آپنے کھینچین اور کیے امکان سے باہر ہین اور توجہ کہ تمامی امور مین حق تعالی کی طرف رکھتے تھے کسی کو میسر نہ تھی اور توحید کا ذکر کسی نے آپ سے بہتر نہین کیا۔ نقل ہے کہ آپ کو ستر شہرون سے باہر کیا اور جس شہر مین کہ جاتے تھے جلدی سے آپ کو نکالتے تھے جب آپ باورد مین پہونچے تو ٹھہرے وہانکے لوگ آپکے معتقد ہوگئے

آپ نے اُنکے روبرو وعظ کہنا شروع کیا پر افسوس کہ اُنھون نے آپکے کلمات کو نہ سمجھ کر عجیب عجیب باتین نکالین آخرکار آپ وہان سے بھی راہی ہوے اور مَرو کی طرف گئے اہلِ مرو نے آپکے کلام کی باریکی کو سمجھا اور آپ آخر عمر تک وہان رہے ۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ جب سے کہ ابوبکر واسطی بالغ ہوا ہے دن اُسپر کھانے کی گواہی نہین دیسکتا ہے اور رات اُسپر سونے کی گواہی نہین دیسکتی ہے اور آپنے فرمایا کہ مین ایک روز ایک باغ مین دینی کام کے لیے گیا ایک چھوٹی سی چڑیا میرے سر پر آکر اُڑنے لگی مینے یون ہی اُسکو پکڑ لیا اور ہاتھ مین لیے رہا اسی اثنا مین ایک اور چھوٹی چڑیا آئی اور میرے سر کے اوپر ایک شاخ پر بیٹھکر چیخنے لگی مجھے خیال ہوا کہ یا تو یہ اسکا بچہ ہے یا اُسکا جوڑا مجھے ترس آیا مینے جو اُسکو چھوڑا تو مُردہ مجھے نہایت رنج ہوا اور اُسی گھڑی سے بیمار پڑ گیا اور ایک برس تک بیمار رہا ایک رات مینے جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا مینے کہا یا رسول اللہ پورا ایک برس ہو گیا ہے کہ مین نماز بیٹھکر ادا کرتا ہون نہایت کمزور ہو گیا ہون اور بیماری نے اپنا پورا پورا اثر مجھ مین کر لیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ اُسکا سبب ہے کہ شکت منک عصفورٌ فی الحضرة یعنی ایک چڑیا نے تیری شکایت حضور مین کی ہے معذرت بے سود ہوگی اسکے بعد ایک بلی نے گھر مین بچے دیے تھے مین بیماری کی حالت مین تکیے سے لگا بیٹھا تھا اور کچھ فکر مین تھا اسی اثنا مین مینے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بلی کے بچے کو منھ مین لیے جاتا ہے مینے اپنی لاٹھی اُس سانپ کے ماری اُسکے منھ سے بلی کا بچہ چھوٹ گیا اُسی دم بلی آئی اور اپنے بچے کو منھ سے اُٹھا لے گئی مین تو اُسیوقت تندرست ہو گیا اور بیماری گھٹنے لگی اور مینے نماز بھی کھڑے ہو کر ادا کی مینے اُسی رات کو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا مینے عرض کی یا رسول اللہ مین تو آج اچھا ہو گیا آپنے فرمایا اسکا سبب یہ ہوا کہ شکرت منک ہرةٌ فی الحضرة یعنی ایک بلی نے حضور مین تیرا شکریہ ادا کیا ۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز گھر مین اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے اُس گھر مین ایک روزن تھا ایک دھوپ اُس روزن سے آئی اور ایک لاکھ ذرّون کے قریب تھرتھراتے نظر آئے آپنے فرمایا تمھین اِن ذرّون کی حرکت سے کچھ تشویش تو نہین معلوم ہوتی اصحاب نے عرض کیا نہین آپنے فرمایا مرد موحد وہی ہے کہ اگر

دونون جہان اور دونون عالم اور جو کچھ کہ اُسکے اندر ہی اسطرح حرکت مین آوے تو ذرہ کے برابر اسکے
دل مین پریشانی نہ سماوے اگر موحد ہی۔ اور فرمایا اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا اَکْثَرُ غَفْلَۃً مِّنَ النَّاسِ لِاَنَّھُمْ یَذْکُرُوْنَہٗ یعنے
خاص حق کی یاد کے یاد کرنیوالے انکو اسکی یاد کے فراموش کرنیوالوں سے غفلت زیادہ ہوتی ہی اسلیے کہ جب ذاکر
حق کو یاد رکھتا ہی اگر اُسکے ذکر کو بھول بھی جاوے تو نقصان نہین ہان البتہ یہ نقصان ہی کہ حق تعالی کے
ذکر کو یاد رکھے اور اُسکو بھول جاوے کہ یہ ذکر غیر مذکور کا ہوگا پس حق سے روگردانی کرنا ذکر کے تصور سے حق کو
نہ یاد کرنیوالے کی غفلت سے زیادہ تر غفلت ہے کیونکہ حق کو بھولنیوالا یہ نہین سمجھتا کہ مین حق کے حضور مین حاضر
ہون پس بے حضور کا یہ سمجھنا کہ مین حضور مین حاضر ہون اُس شخص سے جو سمجھتا ہی کہ مین حضور مین حاضر نہین
ہون زیادہ غفلت کی بات ہی یہی وجہ ہی کہ طالبان حق کی ہلاکت اُنکی تصور باطل مین ہی جہان کہ تصور
بڑھا کام گھٹا اور جہان کہ کام بڑھا تصور گھٹا۔ اور تصور کی حقیقت عقل کی تہمت سے وابستہ ہوتی ہی اور
عقل تہمت سے حاصل ہوتی ہی اور تہمت کو اس تہمت کے ساتھ کچھ نزدیکی نہین اور بندہ خواہ حاضر ہو خواہ غیر حاضر
ذکر کی اصل یہ ہی کہ جب غیر حاضر اپنے سے غائب ہوا اور حق سے حاضر تو وہ ذکر مین نہین بلکہ مشاہدہ مین ہے
اور جب اپنے سے حاضر ہوا اور حق سے غیر حاضر تو وہ ذاکر نہین اگرچہ ذکر کرے اسلیے کہ وہ غیر حاضر ہی اور حاضر نہونا
سراسر غفلت ہی۔ نقل ہے کہ ایک روز آپنے ایک بیمارخانہ مین ایک دیوانے کو دیکھا کہ وہ ہای ہو کر رہا تھا
اور چیخین مار رہا تھا آپنے فرمایا کہ ایسی بھاری بھاری بیڑیان تو تمھارے پاؤن مین پڑی ہین اسپر
بھی تم خاموش نہین رہتے ہای ہو مچاتے ہو یہ کیا موقع ہی اُسنے کہا آپ بڑے نادان ہین بیڑیان میرے
پاؤن مین پڑی ہین میرے دل پر تو نہین ہین۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ یہودیون کے قبرستان کی طرف
جارہے تھے کہین آپکے منہ سے نکل گیا کہ یہ قوم معذور ہی اور انکو کوئی عذر نہین ہے لوگون نے اس بات کو
سُن لیا آپکو کھینچتے قاضی کے دروازے تک لے گئے قاضی نے آپکو ڈانٹا کہ کیا بات ہی کہ آپنے کہی
کہ یہود معذور ہین آپنے فرمایا جبکہ اسکا حکم ہو معذور ہین۔ نقل ہے کہ آپکا ایک مرید تھا ایکبار جمعے
کے روز جامہ غسل کرکے مسجد کی طرف روانہ ہوا اتفاق سے راہ مین گر پڑا تمام چہرہ اسکا چھل گیا ناچار
اسکو پھر لوٹنا پڑا آیا غسل کیا آپنے فرمایا اس صدمہ سے خوش رہ کیونکہ جب تیری سے خوش ہین تو تکلیف

تجھے سے ہوسکتا ہو یں اور اگر تیرے ساتھ ایسا معاملہ نہ کریں تو جان کہ تجھ سے فارغ ہیں۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ نیشاپور میں آئے حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ تمہارے پیر نے تم کو کیا تعلیم فرمائی ہے انھوں نے کہا یہ کہ عبادت ہمیشہ بجالاؤ اور تقصیرات پر نظر رکھو آپ نے فرمایا یہ تو گبر محض ہے کیوں نہ یہ کہا کہ خدا کے دیدار کے مشاہدہ اور اسکی معرفت کی رغبت نہیں دلاتا۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ مرو کا آپ کی زیارت کے خیال سے کیا تو فرمایا کہ اس شہر کے لیے ڈھیلے تو بچے ہیں پھر ابوخادموں نے عرض کیا خواجہ کیا مرو میں ڈھیلے نہیں ملتے یا اور کوئی راز ہے حضرت ابوسعید نے فرمایا وہ قرارگاہ حضرت شیخ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ اپنے وقت کے موحدوں میں ہیں خاک مرو کی خاک کا اس میں جائز نہیں رکھتا کہ زندہ خاک سے استنجا کرے اس خاک کو نجس کروں۔ حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات یہ ہیں کہ فرمایا حق کی راہ میں خلق نہیں ہے اور خلق کی راہ میں حق نہیں ہے۔ اور فرمایا جس نے کہ رخ اپنی طرف کیا دین کی طرف اپنی نسبت کی اور جس نے کہ رخ دین کی طرف کیا اپنی نسبت اپنی ہی طرف رکھی کہ جہاں کہیں کہ تو ہی تو ہو جتنا تیری ہی کو ہے اور خلاف راہ ہے اور جہاں کہیں کہ نامرادی ہو مجال دین وہیں ہے۔ اور فرمایا شرع توحید اور حق توحید شرع توحید کا گذر دریائے نبوت تک ہے۔ اور حق توحید بحر محیط ہے شریعت کی راہ سمع بصر قال شناخت حال کے اسباب سے پر ہے اور یہ سب اسباب اثبات کے خواہاں ہیں پس غیر واثبات سے شرک پایا جاتا ہے اور وحدانیت شرک سے منزہ اور پاک ہے جسکو کہ ایمان کہتے ہیں وہ شرک ہے وجہ میں روان ہے ایمان بڑی شئے ہے بشرطیکہ خدا کے ساتھ ہو ورنہ شرک ہے ہرگز پسند نہیں اسیطرح معرفت علم حال۔ اور یہ مخلوق آفرینش کے دریا میں ڈوبی ہوئی ہے اور انکی دستگیری کا اسباب انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے جسکی بدولت خلقت اور بشریت کے دریا سے گذر کر وحدانیت کے سمندر میں غرق ہوتے اور بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں کہ پھر پتا نہیں ملتا کہ کہاں گئی شرع توحید مثل چراغ کے ہے اور حق توحید مثل آفتاب کے جس طرح کہ جب آفتاب اپنے جہان آراستہ کرنیوالے چہرے سے نقاب کو اٹھاتا ہے چراغ کا نور نیستی کے جہان کی طرف راہی ہوتا ہے حالانکہ چراغ موجود ہوتا ہے پر اسکا ہونا نہ ہونا یکسان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ چراغ کے نور کو آفتاب کے نور کے ساتھ کیا نسبت ہے اسیطرح شرع توحید خودیت پر ہے حق

محویت پذیر نہین زبانِ ظاہری محویت پذیر ہی زبان باطنی محویت پذیر نہین - اور جب مرد دل تک
پہونچتا ہی زبان گونگی ہو جاتی ہی اور دل و جان سے محو ہو جاتا ہی اسوقت جو کچھ کہتا ہی اللہ کی جانب سے
ہو جاتا ہی اور یہ بات ذات مین نہین صفات مین ہی صفت بدل جاتی ہی لیکن ذات نہین بدلتی جیسے
جب کہ آفتاب پانی پر چمک کر پانی کو گرم کرتا ہی پانی کی صفت بدل جاتی ہی یعنی پانی کی ذات نہین بدلتی - اور
فرمایا حق تعالی نے اغیار کے حق مین کہ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ یعنی صورت مین زندہ ہین اور صفت مین
مُردہ ہین زندگانی وہ ہو کہ ذات حیات سے متمتع ہووے - اور وہ یعنی اغیار وجود کی حیات سے نقصان
پاتے ہوے ہین اور یہ بھی اس فقرہ کا ترجمہ ہو سکتا ہی کہ وہ یعنی اغیار عالم ہستی مین زندہ مشہور ہین ورنہ
عالم بالا کے اعتبار سے مُردہ ہین - اور حق تعالی مومنون کی خبر دیتا ہی بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے بلکہ وہ
زندہ ہین اپنے رب کے پاس - پس مرد کو لازم ہی کہ حق تعالی کی راہ مین جانباز ہو معدومی اختیار کرے
یہ جماعت صوفیائے کرام کی معدوم ہی موجود ہی اور جماعت بیگانون کی موجود ہی معدوم ہی جو کوئی کہ
اپنے سے زندہ ہی زندہ رہیگا ابد تک کالبد کی موت عدم نہین نہ کالبد کا عدم عدم ہی جہان کہ وجود ہی
جان نا محرم ہی بیچاری کالبد کا تو کیا ذکر اور فرمایا توحید وجود کی شناخت کی قدرت کسی شخص کو نہین
کسکی مجال ہی کہ وجود کے صحرا مین قدم رکھے جیسا کہ مشائخ نے کہا ہی اِثْبَاتُ التَّوْحِیْدِ فَسَادٌ فِی التَّوْحِیْدِ
یعنے ثابت کرنا توحید کا فساد ہی توحید مین اور ایک پیر فرماتے ہین اَکْبَرُ ذَنْبِیْ مَعْرِفَتِیْ اِیَّاہُ یعنے میرا
بڑا گناہ پہچاننا میرا اُسکو ہی کہ اپنے وجود کے مقابلے مین اُسکے وجود کا خطبہ پڑھتا ہی اپنے شرک پر
گواہی دیتا ہی اور جو کہ اُسکے وجود کے مقابلہ مین اپنے وجود کا خطبہ پڑھتا ہی اپنے کفر پر مُہر کرتا ہی اور
جو کہ اُسکی ہستی کے مقابلے مین اپنی ہستی دیکھتا ہی کافر ہے - اور جو کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین اُسکی
ہستی طلب کرتا ہی ناشناختہ ہے - جسنے آپ کو دیکھا اُسکو نہ دیکھا اور جسنے اُسکو دیکھا آپ کو نہ دیکھا
اور جسنے بیخود ہو کر اپنی جان اُسپر نثار کی مرتبۂ عزت کو پہونچا حق تعالی نے اُسکو اپنی پاک درگاہ سے
خلیفہ بنا کر بھیجا تاکہ انسانیت کی ولایت مین اُسکا نائب ہو اور اُسکو یعنی حق تعالی کو خلق کو دکھاوے
اور خود درمیان نہ رہے پس ایسے نائب کو نہ عبارت ہو اور نہ اشارت نہ زبان ہو نہ دل نہ دیدہ ہو

نہ حرف ہو نہ صوت ہو نہ کلمہ نہ صورت نہ فہم نہ خیال نہ شرک۔ اگر عبادت کرے کفر ہووے اور اگر اشارت کرے شرک ہووے اور اگر کہے میں جانتا ہوں نادانی ہووے اور اگر کہے میں نے پہچانا ہے فضولی ہووے اور اگر کہے میں نے نہیں پہچانا مخذول و مردود ہووے ایک عدم ہووے کہ وجود میں اور ایک وجود ہووے عدم میں نہ موجود ہووے حقیقت پر اور نہ معدوم ہو حقیقت پر اور کبھی موجود ہووے حقیقت پر اور کبھی معدوم۔ عبارت محرم راہ توحید نہیں ہے اور مشنود یعنی سننا محرم راہ توحید نہیں ہے اور دانست محرم راہ توحید نہیں ہے خیال۔ توہم۔ ظن یہ سب حدوث کی گرد سے لتھڑے ہیں اور توحید اپنی پاکی کے جہان میں پاک ہے اور منزہ ہے گفت شنود عبارت اشارت دید۔ صورت خیال حس حیات وغیرہ سے یہ تمامی بشریت کی لوث سے آلودہ ہیں اور شناخت توحید بشریت کی لوث سے پاک و منزہ ہے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کا یہ تقاضا ہے کہ آئیت بشریت کے ساتھ وہ کام کرے کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے فرعون کے ساحروں کے ساتھ کیا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ یعنی حق تعالیٰ غالب ہے اپنے کام پر حق تعالیٰ کا نور تمامی چیزوں کو اپنی بنیاد میں لیے کہہ رہا ہے کہ وجود کے صحرا میں مت آؤ کہ غیرت کی آگ سب کو جلا دیگی ہم خود تمھارا رزق تمکو پہونچا رہے ہیں اسرار مشائخ روضۂ توحید ہے نہ عین توحید جہان کہ اسکی کبریائی اور بزرگی کا ذکر ہے خلق کا وجود و عدم ہر دو ایک ہے۔ اور جہان کہ جبروتی کا ذکر ہے خلق کا افتقار اور انکسار اور افتخار ایک ہے۔ یہ خلق وہان کہ قدرت ہے آشکارا ہے اور جہان کہ توحید ہے فانی اپنا انکار نہیں کر سکتے کیونکہ اپنے انکار میں قدرت کا انکار ہے۔ اپنا اثبات بھی نہیں کر سکتے کیونکہ توحید میں فساد پڑتا ہے نہ روئے اثبات ہے نہ روئے نفی۔ یہی مثبت یہی منفی۔ قدرت تجکو ظاہر کرتی ہے۔ وحدانیت معزول کرتی ہے۔ اور فرمایا تمامی آسمانوں اور زمینوں میں تسبیح اور تہلیل کی زبان ہے۔ لیکن دل نہیں ہے۔ دل وہ معنی ہے کہ سوائے حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کے کسی کو نہیں ہے اور دل وہ ہے کہ راستہ شہوت اور نعمت اور ضرورت اور اختیار کا تجھپر بند کرتا ہے اور رہنما تیرا ہوتا ہے دل کی زبان چاہیے کہ تجھے اپنی طرف بلاوے نہ قول کی زبان۔ مرد چاہیے کہ گونگا ہو کر گویا ہووے۔

ہوکر گنگ - مردوہ ہی کہ اُس معبود کو جو اُسکے پیرہن مین ہی یعنے نفس کو دابے اور اُسپر غضب کرے اور
اپنے اوپر قہر کرنے مین کوشش کرے نہ شیطان پر لعنت کرنے مین ابلیس کہتا ہی کہ اے بندے تیرے چہرے
کا آئینہ بناکر تیرے آگے رکھا ہی اور تیرے چہرے کا آئینہ بناکر میرے آگے رکھا ہی مین تجکو دیکھکر اپنے اوپر
روتا ہون اور تو مجکو دیکھکر اپنے اوپر ہنستا ہی پس طریقت کی راہ اُس سے سیکھ کیونکہ اُسنے غیر حق کے سامنے
سر نہ جھکایا اور راہ باطل پر نہ چلا عالم کی ملامت قبول کی - اور اپنی راہ مین مرد نکلا - تو تو اپنے دل سے
فتوی لے کہ اگر دونون جہان تجپر لعنت کرین تو تیرا دل چھوٹے گا یا نہین یعنی ذرا اپنے دل مین غور کر کر
تجکو ہر دو جہان کی ملامت اور لعنت پر کیا کچھ ملال ہوگا پس سنبھل اور اس راہ مین قدم مت رکھ اور اگر
تو خیال کرتا ہی کہ یہ بات باعث ملالت خاطر نہوگی تو بسم اللہ یہ شربت پی اگر تو دونون جہان مین
ایک گھانس کی پتی کو بھی حقارت کی آنکھ کے خلاف دیکھے گا عہد الست کی کنجی واپس کیے ہوئے
ہوگا یعنے اگر ان دونون جہان کی ادنی سے ادنی شے کو تو نے نظر قبول سے دیکھا تو ایسا سمجھ لے
کہ عہد الست کے خلاف کیا اور بالکل عہد کو توڑ دیا جب تک کہ بال بال سے کہ تیرے تن پر ہے تو نافر
اور رُو گردان نہووے اور وہ بھی یعنی ہر بال تیرا منکر ہو جاوے تیری تولا اور دوستی حضرت عزوعلا
کے ساتھ کامل نہوگی - ایسی چیز کو مت طلب کر کہ وہ چیز خود تیری طلب مین ہی یعنے بہشت - اور نہ
اُس چیز سے مت بھاگ کہ وہ چیز تو خود تجھ سے بھاگتی ہی یعنے دوزخ تو حضرت کبریائی ذوالجلال سے
اُس چیز کی درخواست کر کہ جب وہ تیری ہو جاوے تو تو ساری چیزون کو اپنے آگے کمر بستہ دیکھے اور
فرمایا ہر ایک جزو تیرا اجزا سے ایسا ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے جزو کے حق مین محو ہو کیونکہ دوئی
دین کی راہ مین شرک ہی نہ زبان جانے کہ آنکھ نے کیا دیکھا اور نہ آنکھ جانے کہ زبان نے کیا اور کہا
اسیطرح ہر چیز کہ تیرے سے نسبت رکھتی ہی شواہد آیت مین محو ہو جاوے - محو اور فقر کا ذکر کرتے ہین
یہ ایک بہت بڑا ظلم ہی ایک دوسرے کو نفی کرتے ہین اور آپ کو اثبات کر بتاتے ہین - نشان اُسکا کہ مرد
کو صحرائے حقیقت مین لائے ہون وہ ہی کہ تمامی دشمنون اور بیرون کو اسطرح اُسکی آنکھ کے
آگے سے اٹھایا ہو کہ وہ سوا تمامی چیزون کے ہو کہ کوئی چیز سوائی اُسکے - اور فرمایا گویندہ

حقیقت مین وہ ہی کہ اُسکی گفتار اُس تک پہونچے اور اُسکو سخن نہ رہا ہو اور وہ اپنے اُس سخن کہنے سے آزاد ہوا اور سخن کہ رُخ طرف حضرت کے رکھتا ہو وہ ہوتا ہی کہ سُننے والے کو ملال نہین نہین کرتا اور مخالف اور موافق کی مہربانی کرتا ہی اور کہنے والے کو تقویت زیادہ ہوتی ہے اور جو سخن کہ سُننے والے کو مفلس کرے اور ہر دو عالم کو اُسکے ہاتھ سے باہر کرے یہ سخن نفس کے فتوی یعنی حکم سے کہتا ہی اور نفس معرفت کی زبان سے وہ سخن خلق کے درمیان ظاہر کرتا ہی کہ وہ اپنے غرور مین گرفتار رہے اور خلق اسکے غرور کے پناہ مین ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ یعنے ایک کا غرور دوسرے سے زیادہ ہو جاتا ہی جو کوئی اس کہنے والے کی بات سُنتا ہی زندگانی کے چشمون سے جو چشمہ اُسکے سینے مین ہی خشک ہو جاتا ہی ہرگز اُس چشمے سے حکمت نہین اُبلتی۔ جو کہ اپنے گھر سے باہر آوے اور پھر راستہ اپنے گھر کا جانتا ہو کہ اُسکی طرف واپس آ سکے ایسے شخص کو طریقت مین سخن کہنا مسلم نہین ہے۔ درویش دل کے نور سے چلتا ہی لوگ عصا کے ذریعے سے چلتے ہین اسلیے کہ اندھے ہین۔ اور جو کہ جانتا ہی کہ کیا کہتا ہی اور کہان سے کہتا ہے اور کسکے سامنے کہتا ہی اُس شخص کو سخن مسلم ہووے۔ اور جسطرح کہ عورت کو حیض ہوتا ہی اسیطرح مُریدون کو راہ ارادت مین حیض ہے اور وہ حیض مُرید کو سخن سے ساقط کر دیتا ہی اور کوئی ہوتا ہی کہ اُسی مین رہ جاتا ہی اور ہرگز پاک نہین ہوتا اور کوئی ہوتا ہی کہ اُسکو حیض نہین ہوتا ہمیشہ طاہر رہتا ہی کسی چیز کو وہ منقبت نہین ہے کہ سخن کو اور سخن ایک صفت ہے صفاتِ ذات سے اور تمامی انبیا علیہم السلام متکلم یعنے کلام کرنیوالے ہوئے ہین ولیکن ہمکو سخن اُس شخص کے ساتھ ہی کہ دعوی کرے کہ اُسکو زبان غیب ہے۔ مرد کو چاہیے کہ گویندہ اور خاموش ہووے اور خاموش گویندہ کیونکہ یہ سخن گویائی اور خاموشی کے سوا ہی۔ پہلے زبان کا چشمہ چاہیے کہ بند رہے تا کہ دل کا چشمہ کُشادہ ہووے ہزارون زبانون فصیح کو کہ اللہ اللہ کہنے والی ہین تو زبانیہ یعنے داروغہ دوزخ کے ہاتھ مین دیکھیگا دوزخ مین پر ایک دل خداشناس بانور کو تو نہ دیکھیگا دوزخ مین مرید صادق کو پیرون کی خاموشی سے زیادہ فائدہ ہوتا ہی بہ نسبت اُنکی گفتار کے اور فرمایا ایک خلعت بھیجا زہر آمیختہ۔ جیسے کہ کسی کو شربت دیوین زہر ملا ہوا۔ ایک کو کرامت ایک کو فراست ایک کو حکمت ایک کو شناخت جو کوئی کہ خلعت کا عاشق ہوا اُس چیز سے کہ مقصود ہے باز رہا اور رہ

تمامی مقامات عالم شرع مین ہین اُن لوگون کیلیے کہ شرع کی روشنی مین چلتے ہین زہد ورع توکل تسلیم تفویض رضا اخلاص یقین یہ تمامی بھی داخل شرع ہین۔ اور منزل اہل روح کی وہ ہے کہ دل کی سواریون پر سفر کرین۔ اور یہ تمامی روح کی درگاہ پر فراش ہین پردے اُٹھاتی ہین تاکہ روح کی ضیا د روشنی سے نزدیک اور نزدیک تر ہووین اور وہ لوگ کہ روح کے مرکب پر سفر کرتے ہین اِن احوال اور صفات کو وہان گذر نہین وہان نہ زہد ہی نہ ورع نہ توکل نہ تسلیم نہ مثل انکے مردون کی رفتار چاہیے کہ روح پر ہو جیسے مرکب اُسکا کہ روح ہی نشان پذیر نہین ہے جوکہ تجکو راہ سے کوئی خبر دیوی اپنے نفس کی صفات سے خبر دیتا ہی کیونکہ یہ حدیث وبات نشان پذیر نہین ہے طلب سے پاک ہی اور نظر سے پاک ہے جسکو کہ تو دیکھے طلب کا کمر بند کمر پر باندھی ہے ہر چند زیادہ بڑھے گا دور تر پڑیگا کیونکہ بندون کو سُنا دیا ہی کہ ہمارا کام علت سے پاک ہی اور نظر علت ہی ہمنے تمھاری طلب کو وجود کے دامن پر باندھا ہے کرم کے حکم سے اور ہمنے نمود کو دید کے دامن پر باندھا ہی نمود وہ ہوتا ہی کہ تمکو نظر مین لاتا ہے نہ نظر علت دیدہ ہووے اور فرمایا یہ خلق عبودیت کے عالم مین غوطہ زن ہوئی کوئی شخص تہ تک نہین پہونچا اور کوئی شخص اِس عبودیت کے دریا کو عبور نہ کرسکا جب تو اِسکے راز کو جان جائیگا بندگی تجھ سے درست آویگی اور اہل حقیقت کی راہ عدم مین ہی جب تک کہ عدم انسان کا قبلہ نہو راہ نظر نہ آوے۔ اور اہل شریعت کی راہ اثبات مین ہی جو کوئی کہ اپنی ہستی کی نفی کرتا ہی زندیقون مین جا ملتا ہی لیکن حقیقت کی راہ مین اپنے اثبات کی ہستی نہین چاہیے جو کوئی کہ حقیقت کی راہ مین اپنے کو اثبات کرتا ہی کفر مین پڑتا ہی شریعت کی درگاہ پر اثبات چاہیے کرنا اور حقیقت کی درگاہ پر نفی۔ دیدۂ ظاہر سوائے ظاہر کے نہین دیکھتا اور دیدۂ صفت سوائے صفت کے نہین دیکھتا اور یہ ذکر سوا ذات کے ہی اور سوائے صفت کے چاہیے کہ تیرے سینے کے دریا سے ایک نہنگ نکلے ذات کو نگل جانیوالا اور صفات کو نگل جانے والا اور صورت کو ہضم کر جانے والا تاکہ ہر وصف اور صورت کہ عالم مین ہی اُسکو نگل جاوے تب کہین مرد وان ہووے وَلَا تُبْقِیْ فِی الدَّارِ دَیَّارًا۔ دولت سعادت عدم مین پوشیدہ ہی اور شقاوت وجود مین عدم کی راہ قہر مین ہی اور وجود کی راہ لطف مین۔ اور یہ خلق عاشق وجود اور بھاگنے والی عدم سے ہی۔

اسلیے نہ عدم کو جانتے ہین نہ وجود کو۔ یہ چیز جسکو کہ خلق وجود جانتی ہی حقیقت کے اعتبار سے وجود
نہین ہے۔ بلکہ عدم ہی۔ اور جس چیز کو کہ عدم جانتی ہی وہ عدم نہین ہے عدم ان جوانمردون کا
محو پر اشارہ کرتا ہی کیونکہ عدم ہونا عین وجود ہی اور محو ہونا عین اثبات ہی پر ذات اسکی حدوث سے
پاک نہین۔ بلکہ ایک ایسا وجود ہی کہ اسکا ایک طرف حیات کی رقم رکھتا ہی۔ لم یکن فکان۔ اور فرمایا
مرید اول قدم مین مختار ہوتا ہی جب بالغ ہوتا ہی اختیار اسکو نہین رہتا۔ اسکا علم اپنی جہل و نادانی
کو دیکھتا ہی ہستی اسکی اپنی نیستی کو دیکھتی ہے اسکا اختیار اپنی بے اختیاری کو دیکھتا ہی اس سے
زیادہ بیان کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس معنی سے عبارت اور اشارت محروم ہین۔ یہ معنی نہ قابل اشارت
ہین نہ قابل عبارت نہ قابل حال نہ بود نہ نبود۔ اگر تو چاہی کہ مجاہدے کو جانے نہ جانیگا کیونکہ
ملک ہند اور روم مین مجاہدہ ہی۔ اور ملک اسلام مین مشاہدہ و نفر ہی کہ جس مجاہدے مین کہ مشاہدہ
نہووے وہ مجاہدہ نہووے جیسے کہ کوئی شخص کسی چیز کو پیشاب سے دھووے اور خیال کرے کہ پاک ہو گئی میل
کچیل چھٹ جاویگا پر وہ چیز ناپاک کی ناپاک ہی رہے گی۔ ایسے ہی ظاہر مرد کا باطن مرد کا ہے جبان کہ قدم
ان جوانمردون کا ہی تمامی مرید مشترک ہین اور ساتھ ریا کے اس ارادے کے مریدون کا ارادہ اور شرک
کے ہی وہ ایمان کی ضد ہی اور وہ کفر ہی اور توحید کی ضد ہی اور وہ تشبیہ ہی اور شک و یقین کی ضد
شک ہی یہ تمام حجابات ہین۔ یہ سب دروازے درگاہون مین ہین کہ مریدون کو ان پر گذرنا چاہیے اور
ان زنارون کو کاٹنا چاہیے۔ جس کام مین کہ ہوائے نفس ہی سمین موافق ہو ساتھ دل کے۔ دل کو اٹھا
اس سے۔ اور وہ کام کہ اسمین خلاف نفس ہے اسکو قبول کے خزانے مین بھیجتے ہین۔ اگرچہ عبادت کی
صورت نہ رکھتا ہو۔ اُولٰئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات۔ اور فرمایا تمام چیزین کہ جنکا کچھ نام ہے
اور وجود مین ایکن قدرت کی مٹھی مین ذرے سے بھی کمتر ہین اور فرمایا جب حق ظاہر ہوتا ہی عقل
معزول ہو جاتی ہی حق جسقدر مرد سے نزدیک تر ہوتا ہی عقل بھاگتی ہے کیونکہ عقل عاجز ہی اور
ظاہر ہے کہ عاجز کی دریافت بھی عاجز ہے اور ربوبیت کی معرفت مقربان حضرت کے نزدیک عقل کا
باطل ہونا ہے کیونکہ عقل عبودیت کے قائم کرنے کا آلہ ہے نہ حقیقت کے دریافت کرنے کا آلہ۔

اور جسکو کہ بندگی کے قائم کرنے میں مشغول کیا اور اُس سے حقیقت کی دریافت چاہی عبودیت و بندگی اُس سے فوت ہوئی اور حقیقت کی معرفت تک نہ پہونچا اور فرمایا فاضلترین عبادت غائب ہونا ہے اوقات سے اور فرمایا ہم ظاہر آئے ہوئے ازل و ابد کے ہیں اور اسمیں شک نہیں ہے اور ازل نشان ربانی ہے وقت ازل الآزال میں وہ کہ خلق کو اسکے دیکھنے کے لیے بلایا اور فرمایا سخن راہ معاملت میں نیک ہے لیکن حقائق میں ایک ہوا ہے کہ بیابان شرک سے نکلتی ہے۔ اور نکوئی ہے کہ عالم بشریت سے ظاہر ہو اور فرمایا چار چیزیں ہیں کہ مناسبت نہیں رکھتیں اور عارف کے حال سے لاحق نہیں ہوتیں زہد صبر توکل رضا کیونکہ یہ چار چیزیں صفت قالبوں کی ہیں صفت روح اس سے منزہ ہے اور فرمایا کہ فرزند ازل و ابد کا ہونا بہتر ہے فرزند اخلاص و صفا و صدق و حیا ہونے سے اور فرمایا حق کی راہ میں نیست ہونا تجرید اور توحید میں ہونے سے بہتر ہے کیونکہ وہاں لحاظ باقی ہے اور وہ ایک منزل اور مقام یا مشرب گاہ ہے اور فرمایا جسنے کہ واحد کی یگانگی اور وحدانیت کو پایا وہ مقصود حق ہوا اور جسنے کہ صفت نعت جلال اُسکی کو پایا حق اُسکا مقصود ہوا اور فرمایا ہر گناہ کہ بہو رعایت اور عنایت اُسکی اصل اور جڑ کو تہ و بالا کرتی ہے اور ذرا بھی نشان اُسکا باقی نہیں چھوڑتی اور فرمایا خداوند عزّ وجلّ اگر تجھکو افلاس کی خواری اور درماندگی اور شکستگی میں دیکھے بہتر اُس سے کہ علم کے غرور اور معاملت کی عزت کے جلوے میں اور فرمایا جس کسی کا کہ مقصود یگانگی سے سوای ذات خدا کے ہو وہ شخص زیان کار اور نگونسار ہے۔ اور حق دار حق تعالے کو ایک کہنے کا وہ ہے کہ جسکی زبان سے بے قصد اور نیت لفظ ایک نکلے اور راہ حق میں نیست ہووے اور اپنی ہستی سے فنا اُسوقت یگانگی کا لفظ اُسکے حق میں قیام پکڑے بغیر اُسکی ہستی اور نیت کے کیونکہ یہاں ہستی کا کام کیا ہے۔ اور فرمایا جیسا کہ راست کہنے والوں نے راست کہا حقائق اور اسرار عارفوں میں دروغ کہا حق کی حقیقت میں اور فرمایا سب سے بڑا خلق وہ ہے کہ تو تقدیر کے ساتھ لڑے اور جنگ کرے یعنی جو کچھ کہ تقدیر ازلی ہو تو چاہے کہ اُسکے خلاف ظہور میں آئے اور جو کچھ کہ قسمت میں لکھا جا چکا ہے تو چاہے کہ تغلب اور آرزو اور دعا کے زور سے اُسکو مٹا دیوے اور فرمایا یہ قوم چار قسم پر ہے ایک نے پہچانا اور طلب کیا اور پایا

اور دوسری نے طلب کیا اور نہ پایا اور تیسری نے نہ پایا اور بھی کسی چیز کے ساتھ آرام نہ پایا مگر
اُسی کے ساتھ چوتھی نے پہچانا اور طلب کیا کیونکہ وہ عزیز تر اس سے ہے کہ طلب دور ہوئی اور
آشکارا تر اس سے ہے کہ طلب کرنے کو دخل ہو اور فرمایا جب میرا تیر عہد و وفا پر قائم ہو مجھکو کچھ خوف
و پروا نہو اُن حادثون سے کہ زمانے مین ظہور کرتے ہین اور فرمایا جس وقت کہ طمع کی تاریکی زائل
ہو جاتی ہے نفس حجاب مین پڑتا ہے تمامی خطاؤن نفسانی سے اور فرمایا معرفت کی دو قسم ہین ایک
معرفت خصوص اور دوسرا معرفت اثبات۔ لیکن معرفت خصوص مشترک ہے اور وہ شرکت معرفت اسما اور
صفات اور دلائل اور نشانات اور روشن قبحت اور حجابات کے اور معرفت اثبات وہ ہے کہ اسکی
طرف راہ نہین ہے نعت قدیم سے ظاہر ہوتی ہے اور جب ظاہر ہوتی ہے بعد ظہور اُسکے تیری معرفت نیست
اور ناچیز ہو جاتی ہے کیونکہ تیری معرفت محدث ہے اور جب صفت اور نعت قدیم تجلی کرتی ہے تمام محدثات
نیست ہو جاتے ہین کیونکہ جو چیز کہ سبب ہے اُسکا عوض ہووے اور عوض خارج ہے فضل سے اور فرمایا تمامی
اندیشون کو ایک کر اور ایک ہی پر قرار لے اور تمامی دیکھنے کو ایک ہی پر لا کیونکہ تمام دیکھنے والون
کی نظر ایک سے زیادہ نہین ہے جیسا کہ ارشاد ہوا مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ یعنے تم
سب کا بنانا اور مرے پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا اور فرمایا روح اپنی عالم کون سے باہر نہین
آئی ہے اگر باہر آئی ہوتی دل بھی آئے ہوتے اور یہ بات ہر شخص کے پیالے مین نہ سماوے اور
فرمایا چیزون کا ظہور مین لانیوالا اور کامون کا سربراہی کرنیوالا کامون اور چیزون کا ظاہر کر
اور تو چاہتا ہے کہ اُسکا شریک ہووے اور فرمایا ہر موجود کا حجاب وجود اُسکا ہے اپنی خودی سے اور
فرمایا جب حق دلون پر ظاہر ہوتا ہے خوف اور رجا زائل ہوتی ہے اور فرمایا عوام الناس
عبودیت کی صفات ہی مین چکر کھاتے ہین اور خواص صفات ربوبیت کے گرم ہین تا کہ
مشاہدہ کرین سوائے صفات حق کے کیونکہ عوام الناس اُن صفتون کو برداشت نہین کر سکتے
بسبب اسرار اپنے کے اور اس دوری کے کہ اُنکو ساتھ حق سے حاصل ہے اور فرمایا جب ربوبیت
سرائر پر تجلی کرتی ہے جملہ رسوم کو محو کرتی ہے اور اُنکو اجاڑ دیتی ہے اور فرمایا جب تو نظر کریگا طرف

خدای تعالی کے جمع ہوگا اور جب نظر کریگا اپنی نفس پر متفرق ہو جائیگا اور فرمایا خلق کو جمع کرو اپنی علم مین
حالانکہ وہ متفرق ہین حکم مین اپنی اور مشہودون مین اپنی بلکہ حقیقت مین تفرقہ ہی اور تفرقہ جمع اور فرمایا
ازل اور ابد اور اعمار اور اوقات اور آہور جملہ مثل ایک برق کے ہین نعوت مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ معہ شئی غیر اللہ اور فرمایا نسبتون مین شریفترین
وہ ہی کہ تو نسبت ڈھونڈھے ساتھ حق کے ساتھ عبودیت کے اور فرمایا افضل طاعات حفظ اوقات ہی اور
فرمایا مخلوق اگرچہ عظیم قدر ہووے اور بزرگ مرتبہ جب حق اسکو ادب کرتا ہی نیست و نابود ہو جاتی ہی اور
فرمایا کون ہی جو کہ کسی کہ جسنے قدرت سے منازعہ کیا ہی اور فرمایا جو کہ خدا کو بہشت کے واسطے پوجتا ہی وہ اپنے
نفس کا مزدور ہے اور جو کہ خدا کو پوجتا ہی خدا کے واسطے وہ خدا سے جاہل ہی یعنے خداوند تعالی تیری
عبادت سے بے نیاز و بے پروا ہی اور تو خیال کرتا ہی کہ اسکے واسطے کام مین ہی حالانکہ تو کام اپنے ہی واسطے
کر رہا ہی اور فرمایا وہ شخص سب سے زیادہ خدا سے دور ہی کہ خدا کو بہت یاد کرتا ہی یعنے من عرف اللہ
کل لسانہ یعنے جسنے خدا کو پہچانا گونگا ہوا زبانی ذکر حقیقی ذکر نہین بلکہ ذکر حقیقی وہ ہی کہ ظاہری
زبان گونگی ہو اور غیبی زبان گویا یعنی ذکر کرنا اسکا غیر اسکا ہی اور فرمایا تعظیم حق تعالی کی وہ ہے
کہ نہ تو تو دونون جہان کی چیزون سے کسی چیز کی طرف دیکھے اور نہ دونون جہان کے اسباب سے کسی
سبب پر نظر کرے اور فرمایا جمال اور جلال کی رگڑ سے روح پیدا ہوئی اور فرمایا اگر ایک کافر کی بھی جان
آشکارا ہووے تمامی اہل عالم اسکو سجدہ کرین سمجھین کہ حق ہی اسکے حسن لطافت کے باعث سے اور فرمایا
ہر تن تاریک ہی اور اسکا چراغ دل ہی اور جسکو کہ دل نہین ہے وہ ہمیشہ تاریکی مین ہی اور فرمایا
خلق کے حالات دکھلان قضا وقدر نے اس حکمت سے تقسیم کیے ہین کہ حیلہ اور حرکت کو اسکی دریافت
مین مجال نہین ہی اور فرمایا مین بیزار ہون ایسے خدا سے کہ میری طاعت پر مجھسے خوش اور میری
نافرمانی پر مجھ سے غصے ہو یعنی وہ میری قید مین ہی کہ مین کیا کرتا ہون نہین نہین بلکہ دوست روز
ازل سے دوست ہین اور دشمن روز ازل سے دشمن اور فرمایا جو کہ اپنی کو نہ سمجھے گا کہ مین خدا کی ملک
ہون اور تمامی اشیا کو خدا کی ملک نہ دیکھے گا خدا کے فضل سے تمامی اشیا سے بے نیاز ہوگا اور فرمایا

ہر دون کی بقا اور حیات خدا ہی سے ہی بس چاہیے کہ خدا سے خدا مین فنا ہو دے اور فرمایا جب تک تو جانے کہ مین خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہون شرک کرتا ہی خدا کے ساتھ بلکہ فنا و فنا مین ہے اور فرمایا نفس کی تقصیرات اور لغزشون کو دیکھنا اور نفس کو ملامت کرنا شرک ہی اور فرمایا ہرگز محبت درست نہوگی جب تک کہ اغراض کا نفس مین اثر رہیگا اور شواہد کا دل مین مرتبہ بلکہ سچی محبت وہ ہے کہ محبوب کے مشاہدے کے استغراق مین تمامی چیزون کو فراموش کرکے محبوب سے محبوب مین محب فنا ہو جاوے اور فرمایا تمامی صفتون مین رحمت ہے مگر محبت مین کہ اسمین کچھ رحمت نہین ہی قتل کرتے ہین پھر مقتول سے دیت یعنی خونبہا چاہتے ہین. اور فرمایا عبودیت وہ ہی کہ اعتماد اٹھ جاوے حرکت اور سکون اپنے سے جہان یہ دونون صفتین مرد سے ساقط ہوئین عبودیت کے حق کو پہونچا اور فرمایا مقبول توبہ وہ ہی کہ مقبول لیعنے پیش کی گئی ہو گناہ سے پہلے اور فرمایا خوف اور رجاء دو زبردست حاکم ہین کہ بے ادبی و گستاخی سے باز رکھتے ہین اور فرمایا توبۂ نصوح وہ ہی کہ اسکے صاحب پر یعنے توبۂ نصوح کرنیوالے پر معصیت کا اثر باقی نہ رہے نہ باطن مین اور نہ ظاہر مین. اور جسکو کہ توبۂ نصوح نصیب ہوئی پھر اسکو اپنی صبح اور شام سے چاہے کیسی ہی ہو خوف نہین. اور فرمایا تقویٰ وہ ہی کہ اپنے تقوی سے تقوی یعنے پرہیز و خوف کرے اور فرمایا جو زاہد کہ اہل دنیا پر تکبر کرتے ہین وہ زہد مین صرف مدعی ہین اسلیے کہ اگر دنیا کی انکے دل مین کچھ وقعت نہوتی تو اپنی اس روگردانی کے سبب سے کہ اس سے یعنے دنیا سے کی ہی دوسرون پر تکبر نکرتے اور فرمایا تو کہانتک اپنی شوکت کو بڑھاویگا بباعث کہنے کے کہ مین اس چیز سے روگردان ہوا اور فلان چیز سے نافر ہوا کہکر اری احمق خدای تعالیٰ کے نزدیک وہ کل ایک مچھر کے پر سے زیادہ نہین ہے اور فرمایا صوفی وہ ہی کہ سخن اسکا معتبر ہووے اور دل اسکا منور فکر سے اور فرمایا بندے کو معرفت حق درست نہوگی جب تک کہ اسمین صفت مشغولی بحق کی یا نیازمندی کی باقی رہیگی یعنے اسکی مشغولی اسکی نیازمندی کے ساتھ حجاب ہووے اور فرمایا جسنے خدای تعالیٰ کو پہچانا وہ منقطع ہوا بلکہ گونگا ہوا اور فرمایا جو کہ محل انس تک نہ پہونچ سکا ہرگز اسکو وحشت نہوگی تمامی اکوان سے اور فرمایا طاعت پر عوض کی امید رکھنا فضل کے فراموش

کرنے کے سبب ہوتا ہی اور فرمایا قسمتین کی گئی ہین اور صفتین پیدا ہوئی ہین جب قسمت مقدر ہی
پھر سعی اور کوشش سے کیا مل سکتا ہی اور فرمایا جس کسیکو بندگی کرنا اُس سے چاہتے ہین اور حقیقت
حق تعالے کو جاننا دونون مقام سے ضائع رہتا ہی اور فرمایا مینے عارفون کے دلون کے معدن
یعنے کھان کو تلاش کیا مینے ہوای روح ملکوت مین دیکھا کہ اُدھر سے تھی قرب مین خدای تعالی
کی اور اُسی سے باقی تھے اور اُسی کی طرف اُنکی رجوع و بازگشت تھی اور فرمایا جب تک کہ
مرد ایسا نہو جاوے کہ عرش سے لیکر ثری تک ذرہ ذرہ اُسکی توحید کا آئینہ نہو جاوے اور ہر ذرے
مین اُسکو نہ دیکھے توحید اُسکی درست نہووے اور فرمایا جہان تک ہوسکے رضا سے کام لو ایسے
نہ ہو کہ رضا تم سے کام لے کہ محجوب ہو جاؤ گے لذت رویت سے۔ اور مطالعۂ حقیقت سے۔
یعنی جب رضا سے لذت پائی شہود حق سے باز رہا اور فرمایا خبردار طاعت کی لذت اور اُسکی
عبادت کی حلاوت پر فریفتہ نہو جانا کہ وہ زہر قاتل ہے اور فرمایا کرامات پر شاد ہونا دانی اور
غرور کی علامت ہے۔ اتصال سے لذت پانا غفلت کی ایک نوع ہی اور فرمایا اُس قوم سی مت ہو کہ
اُسکے انعام کا مقابلہ کرتی ہی اپنی طاعت اور عبادت سے۔ ہان فرزندان ازل ہو فرزندان عمل نہو
عمل کہ دل کی حرکات سے تعلق رکھتا ہی اُس عمل سے کہ اعضا کی حرکات کے تابع ہو شریف تر ہے اگر
فعل کو حق تعالی کے نزدیک کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس تک
خالی نہ رہتے۔ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ تو بالکل عمل سے دست بردار ہو جا عمل ضرور کیے ہی جا اور فرمایا
جو کہ قسمت سے لایا جو کچھ کہ اُسکے لیے روز ازل مین لکھا گیا ہی سوال اور دعا سے فارغ ہی اور فرمایا مین
اس ایمان کے اعتبار سے مومن ہون کہ حق تعالی نے مجھ سے نہ جانا اسلیے کہ اُس جانے ہوئے پر
کہ مین جانتا ہون مجکو اعتماد نہین ہے اور فرمایا بندہ کہتا ہی اللہ اکبر یعنے خدای تعالی اُس سے
بزرگتر ہی کہ اُسکے ساتھ اِس فعل کے ذریعے سے مل سکین یا اس فعل کے ترک سے اُس سے علیحدہ ہو سکین
اسلیے کہ ملنا اور علیحدہ ہونا اُس سے حرکات پر موقوف نہین ہی ولیکن قضای سابق ازلی سے
وابستہ ہی اور فرمایا جیسے لڑکا رحم مادر سے باہر آوے یعنے پاک و بے عیب بے گناہ اسیطرح کل قیامت کو

مرد کی سعادت کی دولت کا حال ہوگا کہ اللہ والون کی محبت اُسکے وقت سے باہر آوے گی اور
فرمایا مرد تین جماعت مین منقسم ہین اوّل وہ قوم ہو کہ خدا نے اُسپر احسان رکھا انوار ہدایت سے
پس وہ معصوم و بے گناہ ہین کفر اور شرک اور نفاق سے اور دوسری جماعت وہ قوم ہو کہ احسان رکھا
خدای تعالی نے اُسپر ساتھ انوار عنایت کے پس وہ بھی معصوم ہو صغائر اور کبائر سے اور تیسری جماعت وہ
قوم ہو کہ خدای عزوجل نے احسان رکھا اُسپر کفایت سے پس وہ بھی معصوم ہو خواطر فاسد اور حرکات
اہل غفلت سے اور فرمایا فقر کو حقیر جاننا جلد غصہ کرنا جاہ طلبی تقاضای نفس ہے اور یہ خلع عبودیت
ہووی اور کوشش کرنا ساتھ آلمیت کے اور فرمایا جسنے کہ اُسکو پہچانا غائب ہوا اور جو کہ اُس کے
شوق کے سمندر مین غرق ہوا گل گیا اور جسنے کہ عمل کیا واسطے خدا ہی کے ثواب سے مشرف ہوا اور جو
غضب مین آیا گرفتار عذاب ہوا اور فرمایا بلندترین مقام خوف وہ ہو کہ ڈرتا ہو کہ خدای تعالے مجکو
غصے سی دیکھ رہا ہے۔ عذاب مین گرفتار کریگا اور رُوگردانی کریگا اور فرمایا خوف کی حقیقت موت کے
وقت مین ظاہر ہوگی اور فرمایا علامت صادق کی وہ ہو کہ ظاہراً بھائی مسلمانون سی ملا رہے اور
باطناً خدای تعالی کے ساتھ اور فرمایا خلق عظیم وہ ہو کہ کسی کے ساتھ خصومت نکرے اور کسیکو اُسکے
ساتھ خصومت نہو فوت معرفت سے اور فرمایا فزع اکبر ندای قطعیت ہووے کہ خدا کریگا کہ ای اہل بہشت
خُلُوْدٌ وَّ لَامَوْتَ یعنی تم ہمیشہ بہشت مین رہو تمکین موت نہین اور ای اہل دوزخ خُلُوْدٌ وَّ لَامَوْتَ
یعنے تم ہمیشہ دوزخ مین رہو تمکو موت نہین. پھر کہینگے اِخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ اور فرمایا شرمندہ
جو پسینہ نکلتا ہو وہ اُسکی شرم سی زیادہ ہو اور فرمایا معارضہ وقت سے ازلی اختیار جس چیز پر ہوا ہے
بہتر ہے اور فرمایا وہ نیکی کہ جسپر تمام نیکیان ختم ہین اور اگر وہ نہو تو ساری نیکوئیان ناتمام اور
بری نظر آوین استقامت ہے اور فرمایا وہ چیز کہ تیری نفس کا حصہ ہو دکیلان قضا و قدر نے تجکو بھی ہے
اور کشادہ کیا اُس چیز کو کہ تیری نفس کا حصہ و نگی اور فرمایا فراست ایک روشنائی ہو کہ دلون مین اُسکے
ذریعے سے رسائی ہے اور ایک معرفت ہو کہ متمکن ہے اسرار مین غیب سے طرف غیب کے لیجاتی ہے
تاکہ اُسکے ذریعے سے اُن چیزون کو وہان دیکھے کہ حق تعالی اُسکو دکھاتا ہو یہانتک کہ خلق

کے دل کی بات کہتا ہے اور فرمایا اَوْ لَا اِس قوم کے لیے اشارت تھی بغیر حرکات ہوئی
اب سوائے حسرات کے باقی نہ رہا اور فرمایا اب اس قوم نے اپنی بے ادبی کا نام اخلاص
رکھا ہے اور غلبۂ حرص کا انبساط نام کیا ہے اور پست ہمتی اور کم ظرفی کا جلدی۔ تمامی
راہ راست سے بہک کر راہ بد پر چلنے لگے انکو دیکھکر زندگی وبال معلوم ہوتی ہے اور روح
نقصان باقی ہے اگر بات کرتے ہین تو غصے سے اگر خطاب کرتے ہین تو تکبر سے۔ انکا نفس انکے
دل سے خبر دیتا ہے اور انکی حرص ندا کر رہی ہے کھانے کی اس چیز سے کہ باطن مین انکے ہے
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اور فرمایا ہم ایسے زمانے مین مبتلا ہوئے کہ نہ تو اسمین ادب باقی ہے
اور نہ اسلام نہ اخلاق اہلبیت اور نہ احکام صاحبان مروت اور فرمایا ایک بڑا تھیلا تیار کیا
اور کتون کو اسمین بھرا اور تھوڑے سے فرشتونکو بھی ان کتون کے ساتھ تھیلے مین بند کر دیا
ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ کتون سے جدا رہین تاکہ انکی صحبت اور دوستی سے بچین مگر کہان
بچ سکتے ہین۔ لوگون نے ایمان کو پوچھا آپنے فرمایا ایمان چالیس برس آتش پرستی مین گذارنا
چاہیئے تاکہ مرد ایمان کے کامل درجے تک پہونچے لوگون نے کہا حضرت اسکا مطلب کیا ہوا۔
آپنے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قبل چالیس برس کے وحی نازل ہوئی اس سے
یہ خیال نکرنا چاہیئے کہ آن حضرت کو اُس زمانے مین (یعنی اللہ سے پناہ چاہتا ہون ایسی
باتون سے) ایمان نہ تھا۔ توبہ توبہ اگر یہ خیال کیا جائے سراسر باطل و لغو ہے۔ ہان البتہ وہ
کمال کہ آنحضرت کو نبوت کے بعد حاصل ہوا قبل از نبوت وہ کمال حاصل نہ تھا۔ تم اے لوگو
صاحب نفس امارہ کے ہو اور نفس گبر ہے حدیث کے حکم سے۔ جب تک کہ نفس کی گبرگی سے خلاص
نہ پاؤ گے ایمان حقیقی تک نہ پہونچو گے لوگون نے پوچھا حضرت کسی نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے سے بھی بڑھکر مرتبہ پایا آپنے فرمایا کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے درجے تک بھی نہین پہونچا آگے بڑھنے کا تو کیا ذکر ہے جو کہ دعوی کرے کہ کوئی آنحضرت کے
مرتبے سے آگے بڑھا یا بڑھیگا وہ بے دین ہے کیونکہ نہایت درجۂ اولیا شروع درجۂ انبیا کا ہے

لوگوں نے پوچھا کون کہا نامرغوب تر ہو آپ نے فرمایا خدائے عزوجل کے ذکر کا وہ نقد کرو لیقین کے ہاتھ سے معرفت کے دسترخوان سے اٹھائے اور ایسی حالت میں کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان ہو وے نقل ہے کہ وفات کے وقت میں لوگوں نے کہا کہ ہمکو وصیت کیجیے فرمایا خدائے تعالیٰ کی ارادت کو اپنی میں نگاہ رکھو دوسرے نے وصیت چاہی۔ آپ نے فرمایا اپنے انفاس مداوقات کی نگاہبانی کو نگاہ رکھو واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب ۔۔

بہتروان باب حضرت ابو عمرو نجیل رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ عامل جد و جہد وہ کامل نذر و عہد وہ فرد وحدانیت وہ مرد فردانیت وہ مطلق عالم قیل شیخ وقت حضرت ابو عمرو نجیل رحمۃ اللہ علیہ اپنی زمانہ کے بڑے مشائخوں سے تھے اور صوفیائے کرام کے بزرگوں سے تھے۔ ورع اور معرفت اور ریاضت اور کرامت میں بڑی شان رکھتے تھے زندہ دلوں کے مقبول تھے نیشاپور کے باشندے تھے آپ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں سے تھے کہ آخر میں وفات پائی آپ ہی تھے آپ بڑی باریک بین تھے جیسا کہ نقل ہے کہ حضرت شیخ ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سماع سنا کرتے آپ نے فرمایا اے ابو القاسم تم یہ سماع کیوں سنا کرتے ہو انھوں نے کہا کہ سماع کا سننا اس سے کہ ہم بیٹھیں اور غیبت کریں اور سنیں بہتر ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کہیں تم سماع میں ایسی حرکت کر بیٹھو کہ نادرست ہو تو وہ تو ستر برس کی غیبت سے بھی بڑھکر ہوگی نقل ہے کہ آپ نے عہد کیا تھا کہ چالیس برس تک خدائے تعالیٰ کی رضامندی کے سوا کسی چیز کا خواہاں نہونگا آپ کی ایک صاحبزادی تھی آپ نے اسکا نکاح حضرت عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کر دیا تھا اتفاق سے صاحبزادی اسہال میں مبتلا ہوئی تمام طبیب اسکے علاج سے عاجز ہے ایک رات کہیں حضرت عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے نکل گیا کہ تمہاری بیماری کا علاج تو تمہارے والد ماجد کے ہاتھ میں ہے انھوں نے پوچھا کیونکر حضرت عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ اگر ایک گناہ کریں تو فی الفور یہ بیماری دور ہو جاوے انھوں نے کہا

کہ یہ خوب عجیب و غریب بات آپ نے کہی کہ تمکے گناہ کرنے سے میں اچھی ہو جاؤں ذرا مفصل کہیے کہ اسمیں راز کیا ہے حضرت عبد الرحمن سلمی نے فرمایا کہ آپکے والد صاحب نے عہد کیا ہے کہ چالیس برس تک حق تعالی کی رضامندی کے سوا نہ چاہونگا. اگر اس عہد کو توڑ کر تمہارے لیے دعا کریں حق تعالی تمکو شفا عطا کرے یہ سنکر اسی آدھی رات کے وقت ڈولی میں سوار ہوئیں اور باپ کے گھر آئیں آپنے دیکھکر فرمایا بیٹی بیس برس تمکو اپنے خاوند کے گھر گئے ہوگئے تم کبھی نہیں آئیں آج کیا باعث ہے کہ تم آدھی رات کو یہاں آئیں انھوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں باپ رکھتی ہوں آپ جیسا اور خاوند رکھتی ہوں عبد الرحمن جیسا کہ امام وقت ہے اور آپ جانتے ہیں کہ زندگی سب کو عزیز ہوتی ہے چنانچہ مجکو بھی بہت عزیز ہے کہ اسی سبب آپ کو اور عبد الرحمن کو دکھتی ہوں میں نے سنا ہے کہ آپکے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ اس عہد کو توڑ ڈالیں اور میرے لیے دعا کریں تاکہ حق تعالی مجکو شفا عنایت کرے آپنے فرمایا بیٹی عہد کا توڑنا ناروا ہے اور فرض کیا جائے کہ اگر تم دعا سے اچھی بھی ہو جاؤ تو کیا آج نہ مروگی کل مروگی پس جو مرنیوالا ہے اسکے لیے مرنا ہی بہتر میری پیاری بیٹی جاؤ اور مجکو گناہ میں مبتلا نہ کرو کیونکہ اگر میں عہد توڑ ڈالونگا تو تو بری ٹھہریگی اے بیٹی. آپ کی صاحبزادی صاحبہ یہ سنکر رخصت ہوئیں اور رخصت کے وقت کہا میں جانتی ہوں کہ اب میں نہ بچونگی میری موت قریب آگئی ہے میں آپ سے آخری رخصت ہوتی ہوں آپنے فرمایا جاؤ واللہ حافظ میں بھی تمھارے جنازے کی نماز میں شریک ہونگا حاصل کلام اپنے گھر آئیں خدا کا کرنا ایسا ہوا اسیوقت سے بیماری مبدل بصحت ہونے لگی اور بالکل تندرست ہوگئیں اور آپ کی وفات کے چالیس برس بعد تک زندہ رہیں. بیت آنجا کہ سبب شفای تو بود بود * کی مادر و کی پدر بجاے تو بود بود *

ترجمہ اے شافی مطلق و حکیم برحق جسپر کہ تیری ذرا سے فضل کی نظر ہو وہاں ماں اور باپ بیچارے کیا ہیں کہ تیرے مقابلے میں اسکے دردخواہ بنیں. آپکے کلمات بہت بلند ہیں اور آپ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا کسی شخص کا قدم عبودیت میں صافی نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے تمامی کاروبار کو ریا ہی ریا نہ دیکھے اور اپنی تمامی حالات کو دعوی ہی دعوی نہ جانے اور فرمایا

جو حال کہ نتیجہ علم کا نہو اگرچہ کیسا ہی عظیم و بزرگ کیون نہو اُسکا نقصان اُسکے صاحب کو زیادہ اُسکے نفع سے ہوتا ہی اور فرمایا جو کہ فرض کو اُسکے وقت پر ادا نہین کرتا حق تعالی اُس فرض کی لذت اُسپر حرام کرتا ہی اور فرمایا آفت بندہ اُسکے نفس کی رضا مین ہی اور فرمایا جو کہ اپنے آپکو بزرگ سمجھتا ہی اُسکا گناہ اُسپر آسان ہو جاتا ہی اور فرمایا جبکہ کسیکا دیدار تجھے مہذب نکرے یقین جان کہ وہ مہذب نہین ہے اور اُسنے تحصیل ادب نہین کی ہی اور فرمایا اکثر خراب باتین ہوتی ہین کہ ظہور کرتی ہین انتہا مین ضرور ابتدا کی فساد سے ہوتی ہین اسلیے کہ جبتک کسی چیز کی بنیاد مضبوط نہین ہوتی انتہا مضبوط نہین ہوتی پس شروع ہی سے محترز رہا چاہیے اور فرمایا جو کہ خلق کے روبرو اپنی جاہ و مرتبے کے ترک کرنے پر قادر ہی اُسکے واسطے دُنیا کا ترک کرنا اور اہل دُنیا سے رُوگردان ہونا آسان ہی اور فرمایا جو کہ حق تعالے پر قائم رہے گا ہرگز کبڑا نہوگا اور جو کہ کبڑا ہوا اُس ذوالجلال سے ہرگز راست نہوگا اور فرمایا جسکی فکر صحیح ہوگی گویائی اُسکی صدق کے ساتھ اور عمل اُسکا اخلاص کے ساتھ ہوگا اور فرمایا جو کہ چاہتا ہی کہ پہچانے کہ کتنی ہی اُسکی معرفت کی قدر نزدیک خدای تعالے کے اُس سے کہو کہ دیکھ کتنی ہی قدر ہیبت خدای تعالی کی تیری نزدیک وقت خدمت و طاعت کے اور فرمایا اُنس پکڑنا ساتھ غیر اللہ کے وحشت ہی اور فرمایا فروترین مرتبۂ توکّل حُسنِ ظن ہے ساتھ خداے عزّ و جلّ کے اور فرمایا تصوُّف صبر کرنا ہے امر و نہی کے احکام مین۔ واللہ اَعلَمُ بالصَّواب۔

ستّروان باب حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ صاحب ہمّت وہ نائب اُمّت وہ کوہ حلم وہ بحر علم وہ دولت یار ازلی و ابدی شیخ وقت حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زمانے کے عالم فقہی اور علم طریقت مین یکتا حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ اصحاب سے تھے اور انواع علوم مین متبحر اور اصناف حقائق مین متعین آپکے کلمات بلند ہین آپنے فرمایا کہ تصوّف کے

ایک سو تیس نسخے میری پاس ہین لوگون نے پوچھا حضرت کوئی کتاب حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
کی کتابون سی بھی آپ کے پاس ہے آپنے فرمایا نہین کیونکہ مین انکو صوفیای کرام کے حلقے مین نہین
شمار کرتا ہون بلکہ وہ مشائخ کے امین اور مقبول تھے۔ نقل ہے کہ آپنے ساٹھ حج کیے تھے
آپ کا ایک مرید تھا اسکو حمزہ علوی کہتے تھے ایک رات حمزہ نے قصد کیا کہ اپنے گھر جاوے آپنے فرمایا
کہ آج کی رات یہین رہو حمزہ نے اپنے دل مین خیال کیا تھا کہ گھر چلکر مرغ ذبح کیجیے اور پکائیے
تاکہ بال بچے صبح کو کھائین جب آپنے اسکو یہ حکم دیا کہ یہین رہو تو اسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ
اب مجکو کل صبح کی نماز کیا بلکہ چاشت کے وقت تک یہان ٹھہرنا پڑیگا اور اس مین بہت دیر
ہوجائیگی بال بچے بھوکے بیٹھے رہین گے اور میری راہ تکتے رہینگے اس خیال کے بعد پھر اسنے
عرض کی کہ حضرت اب تو مجھے جانے دیجیے آپنے فرمایا نہین آج کی رات یہین رہو اسنے کہا حضرت
مجھے ایک ضروری کام درپیش ہے آپنے فرمایا اچھا تمھین اختیار ہے اپنے گھر آیا اور مرغ کو ذبح کرکے
ہانڈی مین چولھے پر چڑھایا جب صبح ہوئی تو ایک لڑکی سے کہا ہانڈی اتار لا اور کھانا لا لڑکی
ہانڈی چولھے سے اتار کر لا رہی تھی کہ پانون جو پھسلا ہانڈی ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری
اور پھوٹ گئی اور سارا سالن بکھر گیا حمزہ نے یہ دیکھ کر کہا خیر مرغ ہی کو اٹھا لاؤ ہم اسکو دھوکر
کھالین گے اتنے مین ایک کتا دروازے سے آیا اور مرغ کو لے بھاگا حمزہ افسوس کرکے کہنے لگا
بیجانے دو اب مین شیخ کی خدمت مین جاتا ہون اسلیے کہ مرغ تو گیا تو گیا شیخ کی خدمت تو نہ جائے
جب آپکے روبرو آیا تو آپنے فرمایا بھائی جو کہ ایک گوشت کے ٹکڑے کے لیے مشائخ کے دل کا
پاس نہین کیا کرتا ہے حق تعالی اسکے اس گوشت کو کتون ہی کو کھلایا کرتا ہے متاثر ہوا اور توبہ کی
نقل ہے کہ ایک روز آپنے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ تصوف
کیا ہے آن حضرت نے فرمایا وہ ایک حالت ہے کہ اسمین عین ربوبیت ظاہر ہوتی ہے اور
عین عبودیت فانی ہوجاتی ہے۔ اور فرمایا تصوف نفس کو طرح دینا عبودیت مین ہے اور
باہر آنا بشریت سے اور نظر کرنا خدای تعالے پر کامل طور سے لوگون نے آپ سے پوچھا

تلوین فقر کیا ہے آپ نے فرمایا تلوین فقرا میں ایک مقام ہی واسطے ترقی کے اسی لیے جو کہ تلوین سے بے بہرہ ہوتا ہی ترقی سے محروم رہتا ہی اور فرمایا جب کسی درویش کو دیکھو کہ بہت کھاتا ہی جان جاؤ کہ تین چیز سے خالی نہیں ہی۔ یا تو وہ وقت کہ اسپر گذر چکا ہی اسوقت میں ایسی حالت میں مبتلا رہا ہے کہ چاہیے بالعد اسکے ایسی حالت میں مبتلا ہوگا کہ راہ سے نیچے اتر جاویگا۔ یا اپنے حال میں موافقت نہیں رکھتا ہی لوگون نے آپ سے توکل کو پوچھا آپ نے فرمایا توکل وہ ہی کہ اگر کوئی چیز ہووے اور اگر نہووے دل دونون حالت میں یکسان رہے بلکہ اگر نہووے تو ایک طرح کی خوشی اسمین ہووے اور اگر ہووے تو ایک طرح کی پژمردگی۔ بلکہ توکل استقامت ہی ساتھ خدا تعالی کے ہر دو حالت میں۔ اور فرمایا دنیا اور آخرت کی خیر ایک ساعت کے صبر میں ہی اور فرمایا فتوت حقیر سمجھنا نفس کا ہی اور تعظیم کرنا اہل اسلام کا اور فرمایا عقل وہ ہی کہ تجکو دور کرے جگہون ہلاک سے اور فرمایا خدا کے خالص بندے ہو تاکہ غیرون سے نہو۔ اور فرمایا سعی و کوشش دینی بھائیون کے واسطے کرنا چاہیے نہ اپنے نفس کے واسطے اور فرمایا بزرگ ہمت جو جس سے مردان خدا کے مقام تک پہونچ سکتے ہو نہ مجاہدات سے اور فرمایا بندہ معاملے کی لذت نپاویگا جب تک کہ نفس کی لذت کا فریفتہ ہے یہی وجہ ہی کہ اہل حقیقت نے ان علاقونکو قطع کیا ہے کہ انکو قطع کر ڈالے مجھے حق تعالی سے پہلے اس سے کہ وہ علاقے انکی راہ میں حائل ہون اور فرمایا جو کہ اپنی معرفت میں جہد و کوشش نہین کرتا اسکی خدمت قبول نہین کرتے اور فرمایا جسکی کہ روح صالح ہوتی ہی وہ تمام حالتون مین صدق کے ساتھ نفس سے مطالبہ کرتا ہی اور جسکی کہ روح معرفت ہوتی ہی پہچانتا ہے جاے درد اور جاے صدور کامون کے۔ اور جسکی کہ روح مشاہدہ ہوتی ہی علم لدنی سے مکرم ہوتا ہے۔ نقل ہے کہ آپ کے پاس ایک نگینہ تھا وہ جلے میں گر پڑا۔ آپ کو ایک دعا یاد تھی آپ نے اس دعا کو پڑھا وہ نگینہ اپنی کتاب میں پایا حضرت ابو نصر سراج نے فرمایا ہی کہ آپ کا مرقد مبارک شونیزیہ میں ہے جہان کہ حضرت سری سقطی اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہما کا مزار شریف ہے۔

چوہترواں باب حضرت ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ بیش رو صف رجال و بدرقہ راہ کمال و دیبکہ بادیۂ بلا و مرد مرتبۂ رضا و طلیعۂ فقر کے مطلع شیخ محق حضرت ابو الخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ بڑی بزرگ مشائخون سے تھے اور بزرگانِ ہمسرون مین او مقبول و محمود آپکی کرامات اور ریاضات بہت ہین جنکو بیان کرنا خالی از طوالت نہین ہے آپ بڑے صاحب فراست تھے اصل باشندے مغرب کے تھے حضرت ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مین رہے ہوئے تھے درندے اور جنگلی جانور اور پرندے آپسے بہت ہلے ملے رہتے شیر اور اژدہے تک آپکے پاس آتے جاتے اور مختلف جانور آپکے پاس آیا کرتے۔ نقل ہے کہ آپ جب کوہ لبنان پر تھے ایکبار بادشاہ وہان کا آیا اور اُسنے اپنے معمول کے موافق ایک ایک دینار ہر ایک کے ہاتھ پر دھرنا شروع کیا جب آپ تک پہونچا تو اُسنے ایک دینار آپکو بھی دیا آپنے وہ دینار اپنے ایک رفیق کی گود مین ڈال دیا پھر شہر کی طرف روانہ ہوئے ایسا اتفاق ہوا کہ آپنے بغیر وضو کے کلام مجید اُٹھا لیا جب بازار کے درمیان پہونچے تو وہان کہین لوگ چورون کو کہ ایک قوم کا مال چُرا کر چھپے ہوئے تھے تلاش کر رہے تھے اور بڑی بھیڑ لگ رہی تھی لوگونکے دل مین جو کچھ خیال آیا تو ان سب صوفیون کو گرفتار کر لیا آپنے کہا بھائی ان سب کا سرگروہ مین ہون تم انکو چھوڑ دو اور مریدون سے فرمایا چاہیے یہ میرے ساتھ کیسا ہی معاملہ کرین تم دم نہ مارو وہ لوگ شیخ کو لے گئے اور آپ کا ہاتھ کاٹا جب کہ بعد کو انکو شیخ کا حال معلوم ہوا کہ بے گناہ ہین تو بہت پشیمان ہوئی اور بڑی معذرت کی جب آپ گھر آئے تو آپکے بال بچون نے یہ حال دیکھکر بہت واویلا کی آپنے فرمایا خبردار چپ رہو کیونکہ یہ جای مبارک بادی کی ہے نہ جای ماتم پرسی کی۔ اسلیے کہ اگر میرا ہاتھ نہ کاٹتے تو دل کاٹا جاتا کیونکہ اس ہاتھ نے خیانت کی تھی کہ بغیر وضو کے کلام مجید کو اُٹھا لیا تھا اور لشکری کی چاندی پھر اسی کی گود مین ڈالی تھی۔ نقل ہے کہ ایکبار آپکے ہاتھ مین ایک پھوڑا نکلا

طبیبوں نے کہا کہ ہاتھ کاٹنا چاہیے آپ رضامند ہوئے مریدوں نے طبیبوں سے کہا آپ ذرا توقف کیجیے یہ نماز میں مشغول ہوں تو کاٹ لینا انکو کاٹنے کی خبر بھی نہوگی جب آپ نماز میں مشغول ہوئے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا جب کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے ہاتھ کٹا پایا۔ آپکے کلمات یہ ہیں۔ فرمایا دل صاف نہوگا مگر خداوند تعالیٰ کے ساتھ نیت کے صحیح کرنے سے اور تن صاف نہوگا مگر اولیا کی خدمت سے اور فرمایا دلوں کے لیے مقام ہیں ایک دل ہے کہ اُسکا مقام ایمان ہے اور اُسکی علامت یہ ہے شفقت کرنا تمامی مسلمانوں پر اور کوشش کرنا مسلمانوں کے کاموں میں اور انکی مددگاری کرنا اور وہ کام کرنا جسمیں اہل اسلام کی بہتری ہو اور ایک دل ہے کہ اُسکا مقام نفاق ہے اور اُسکی علامت کینہ۔ فریب۔ دغابازی۔ حسد ہے اور فرمایا دعویٰ ایک ایسی رعونت ہے کہ پہاڑ بھی اسکو نہیں اُٹھا سکتا اور کوئی شخص بزرگ مرتبے کو نہیں پہونچتا مگر ہاں وہ شخص کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ پوری موافقت کرتا ہے اور آداب عبودیت بجا لاتا ہے حق تعالیٰ کے فرائض کو کامل طور سے ادا کرتا ہے اور صحبت نیکوکاروں کے ساتھ رکھتا ہے اور بدوں سے دور رہتا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

چھہتروان باب حضرت ابو عبداللہ محمد بن الحسین الترو غندی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ شاہ صادق اور وہ عارف عاشق وہ صاحب قبول اور وہ تمامی اصول وہ ہمہ روز میں آرزومندی حضرت محمد بن الحسین الترو غندی رحمۃ اللہ علیہ یگانہ عہد اور زمانہ کے وقت تھے اور بزرگان مشائخ طوس سے تھے اور بزرگ اصحاب سے ورع اور تقویٰ اور تجرید میں کامل تھے کرامات اور ریاضات پسندیدہ رکھتے تھے حضرت ابو عثمان طبری رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے آپنے بہت مشائخوں کو دیکھا تھا۔ آپکے کلمات یہ ہیں۔ فرمایا مرید طلب کے رنج میں ہے لیکن مسرور ہے نہ رنج و عذاب اور فرمایا صوفی بخداوند موجود ہو اور زاہد بنفس اور فرمایا حق تعالیٰ نے ہر بندہ کو اپنی معرفت کے موافق مقدار اُس کام کے کہ در پیش رکھتا ہے ایک حصہ بخشتا ہے اور اُسکی مددگاری کے لیے

بلا مین اسکا سامان رکھا ہی موافق مقدار اس معرفت کے کہ اسکو بخشی ہی تاکہ اسکی وہ معرفت اسکی مددگاری کرنیوالی ہووے اس بلا مین اور فرمایا کہ کشوف ہی اور معانی مستور اور فرمایا جوکہ حق سبحانہ وتعالی کے فرمان کو جوانی مین ضایع کرتا ہی حق سبحانہ وتعالی اسکو پیری مین خوار رکھتا ہی اور فرمایا جوکہ ایک جوان مرد کی خدمت ایک روز صدق دل سے کرتا ہی اوس ایک روز کی برکت اسکی ساری عمر کو کفایت کرتی ہی پس حال ایسے شخص کا کیا ہوگا کہ جو تمام عمر خدمت صدق و مروت ہی کرتا رہے اور اپنے سارے اوقات کو جوانمردون ہی کی خدمت اور حضوری مین صرف کرے اور فرمایا کچھ انس نہین ہے برادرون کے اجتماع مین فراق کی وحشت کے سبب سے اور کوئی وسیلہ نہین ہے خدائے تعالی سے ملنے کا سوای خدای تعالے کے اور فرمایا جسنے کہ دنیا کو ترک کیا واسطے جاہ دنیا کے وہ بڑا ہی حریص اور محب دنیا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

چھترواں باب حضرت قطب الاولیا ابی اسحاق ابراہیم ابن شہریار گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

آپ اہل طریقت اور حقیقت کے پیشرو اور پیشوا تھے آپکے خصائل اور فضائل اور مناقب اور حال کی شرح اس سے زیادہ ہی کہ شمار مین آسکے حقیقت اور معرفت کے علم سے آراستہ تھے اور بھی شریعت اور سنت کی متابعت کے ساتھ معاملہ پسندیدہ رکھتے تھے اور بھی ریاضت اور تجرید مین فراست اکمال درجے پر تھی۔ اور مشایخ کے مقامات اور احوال اور آداب مین ایک آیت تھے اور بڑے اخلاق اور خصائل کے شخص تھے بہت مشایخ عجم کی صحبت مین رہے آپ کی قبر مبارک کو تریاک اکبر کہتے ہین اسلیے کہ جسنے حق تعالی کی بارگاہ مین آپکے طفیل سے دعا مانگی حق تعالی نے اپنے فضل سے اسکی حاجت روائی کی اور اسکی مراد برآئی۔ نقل ہے کہ جس رات کو آپ تولد ہوئے اوس گھر مین کہ جسمین پیدا ہوئے ایک نور دیکھا کہ ستون کی صورت مین آسمان سے جا ملا اور اس ستون مین شاخین تھین اور ہر شاخ سے

ایک طرف کو نور پھیلتا تھا آپ کے والدین مسلمان تھے لیکن آپ کے دادا آتش پرست تھے۔
نقل ہے کہ لڑکپن میں آپ کے والد صاحب نے آپ کو ایک معلم کے پاس بھیجا کہ آپ کو کلام مجید
پڑھا دے آپ کے دادا مانع ہوئے اور کہا کہ کوئی ہنر سکھانا بہت مناسب ہوگا کیونکہ نہایت غریب
و درویش تھے لیکن آپ کی رغبت یہی ہوئی کہ کلام مجید پڑھیں آپ نے اپنے ماں باپ اور دادا سے کہا
کہ میں تو سوائے کلام مجید کے کوئی کام نہ سیکھوں گا جب انھوں نے آپ کی رغبت ادھر پائی ناچار
راضی ہوئے آپ کو علم کی تحصیل کا ایسا کچھ شوق ہوا کہ سب لڑکوں سے پہلے مکتب میں جاتے رفتہ رفتہ
خلیفہ ہوگئے اور آخرکار اس درجے کو پہونچے کہ سب پر سبقت لیگئے آپ نے فرمایا جو کہ طفلی اور جوانی
میں حق تعالیٰ کا مطیع ہوگا پیری میں بھی ویسا ہی اسکا مطیع رہیگا اور اسکا باطن معرفت کے
نور سے منور ہوگا اور حکمت کے چشمے اسکے دل سے اسکی زبان پر جاری ہونگے اور جو کہ طفلی اور جوانی میں
عصیان و نافرمانی کریگا اور پیری میں توبہ کریگا اسکو مطیع کہینگے لیکن حکمت کی کمال شائستگی اسکو
دیر میں حاصل ہوگی اور کہتے اور فرمایا ابتدا میں کہ میں تحصیل علم کرتا تھا میں نے چاہا کہ طریقت ایک
شخص سے حاصل کروں اور اس شیخ کے طریق اور خدمت کو لازم پکڑوں میں نے دو رکعت نماز استخارے
کی پڑھی اور سر سجدے میں رکھا اور میں نے کہا خدایا مجھکو آگاہ کر کہ ان تین شخصوں یعنے حضرت
عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے
رجوع کروں کس شیخ کی طرف کروں میں سو گیا میں نے ایسا دیکھا کہ ایک شخص آئے اور ایک اونٹ انکے
ساتھ تھا اور اسپر کتابوں کا بوجھ لدا تھا مجھ سے کہا یہ کتابیں اس شیخ یعنے حضرت ابی عبداللہ خفیف
رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں اور یہ سب کتابیں اس اونٹ سمیت آپ کو بھیجی ہیں جب میں جاگا سمجھ گیا کہ
انکی خدمت کی طرف اشارہ اور حوالہ ہے بعد اسکے حضرت شیخ اکار رحمۃ اللہ علیہ آئے اور حضرت
شیخ ابی عبداللہ رح کی کتابیں شیخ رح کے پاس لائے یقین زیادہ ہوا اور انکی طریقت میں اختیار کی
اور انکی پیروی میں سرگرم ہوا۔ نقل ہے کہ آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ تو درویش ہو اور تو
قدرت نہیں رکھتا کہ ہر مسافر کہ آئے اسکی مہمان کرے ایسا نہو کہ تو اس کام میں اپنی عہداری میں

تھا جو موجود تو آپ سنکر خاموش ہو رہے کچھ جواب نہ دیا اتفاق سے ماہ رمضان میں ایک مسافروں کی جماعت آ گئی اور کچھ موجود نہ تھا اور شام قریب تھی یکایک ایک شخص آیا و نیل پوری بکی ہوئی روٹیوں کے اور مُنقّے اور انجیر لایا اور کہا کہ یہ درویشوں اور مسافروں میں صرف کیجیے جب آپ کے والد نے یہ دیکھا ترک ملامت کیا اور قوی دل ہوئے اور کہا جہانتک ہو سکے خدمت خلائق کی کرو حق تعالے تمکو ضائع نہ چھوڑیگا۔ نقل ہے کہ آپ نے جب چاہا کہ مسجد تعمیر کریں خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور مسجد کی نیو رکھد رہے ہیں دوسرے روز آپ نے اتنی بڑی مسجد کی کہ جسمیں صف آ دین بنیاد ڈالی پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مع اصحاب کے تشریف لائے اور مسجد کو اُس حد سے کشادہ تر کیا بعد اسکے آپ نے اس سے کشادہ تر مسجد بنائی۔ نقل ہے کہ جب آپ نے ارادہ حج کا کیا بصرہ میں مشائخ کی ایک جماعت حاضر ہوئی دسترخوان بچھا گیا پختہ گوشت بھی حاضر تھا آپ نے گوشت نہ کھایا مشائخون نے خیال کیا کہ شیخ گوشت نہیں کھاتا ہے بعد اسکے کہ جب اُن مشائخون نے ایسا گمان کیا آپ نے فرمایا کہ اپنی نفس اپنے تنہائی میں بھی گوشت نہ کھانا چاہیے جب کہ لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ وہ گوشت نہیں کھاتا پھر آپ نے عہد کیا اور جب تک زندہ رہے گوشت نہ کھایا اسیطرح کھجور سے بھی نذر کی تھی نہیں کھاتے تھے اور شکر سے بھی ایکبار اسیطرح عہد کیا تھا نہیں کھاتے تھے ایکبار آپ بیمار پڑے طبیب نے کہا شکر کھائیے بہت کچھ طبیب نے کہا لیکن آپ نے نہ کھانا تھی نہ کھائی آپ نے کبھی خورشید مجوسی کی نہر سے کہ حاکم گازرون کا تھا پانی نہ پیا۔ نقل ہے کہ آپ نے مریدون کو وصیت کی تھی کہ ہرگز کوئی چیز تنہا نہ کھائیں۔ نقل ہے کہ ایک مرید نے اجازت چاہی کہ میں اپنے رشتہ دارون کی ملاقات کو جایا چاہتا ہوں آپ نے اسکو اجازت نہ دی ایسا اتفاق ہوا کہ وہ چلا گیا اسکے رشتہ دارون نے کہیں تنباہر کا پایا تھا اُسنے بھی اُنکے ساتھ چند لقمے تنباہہ کے کھائے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے ایک درویش سے تنبیہ کر بیٹھا اور جرم بھی اُسی پر ثابت ہوا کہ اُسکے کرینے تھا جرمانے میں وہ درویشون کو دینے پڑے برہنہ رہ گیا

آپ نے جب اُسکو دیکھا فرمایا تبا ہ کیا کرتا ہی مین آیا۔ نقل ہے کہ آپ کی غذا کے واسطے غلّہ کوہِ قدس سے لاتے تھے اور اُسکو بطور بیج کے مباح زمینون مین بوتے تھے آپ بقدر ضرورت اُس سے غذا تناول فرماتے جامہ مین بھی اسیطرح احتیاط فرمایا کرتے ہر سال حلال تخم سے کاشتکاری کرتے اور آپ کا جامہ اُسی کا ہوتا اور آپ یا تو گھانس کا یا اُون کا لباس پہنتے تھے بڑے صاحب ورع اور تقوی تھے۔ نقل ہے کہ ابتدا مین آپکے اصحاب نہایت بیچارگی اور فقر و تنگی کی وجہ سے سبز گھانس کھاتے تھے یہانتک کہ گھانس کی سبزی اُنکے پوست سے جھلکنے لگی تھی اور پُرانے چیتھڑے سمیٹ کر لاتے اور اُنکو پاک کرکے اپنا ستر ڈھانکتے تھے آپنے سنہ ۴۲۶ھ چار سو چھبیس مین اتوار کے روز ۲ چھٹوین ذیقعدہ کو ۷۷ ستتر برس کی عمر مین اس جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت فرمائی بعض نے ۸۳ تہتر برس کی عمر شریف بیان کی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہ نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے ایک خُراسان کا عالم بھی موجود تھا اور بہت لوگ جمع تھے سب پر ایک ذوق و شوق کا عالم طاری تھا اسی اثنا مین اُس عالم خُراسانی کے دل مین گذرا کہ مین ایک بڑا مفسّر اور عالم ہون اور علم بھی شیخ سے زیادہ رکھتا ہون کیا وجہ ہی کہ یہ احوال اور قبول اور جمعیت کہ شیخ کو حاصل ہے مجھکو نہین ہی آپ تاڑ گئے اُسنے منبر سے قندیل کی طرف نظر کی اور فرمایا ای درویشو اے یہ قندیل کا پانی تیل کے ساتھ مناظرہ کر رہا ہی کہ کیا وجہ ہی کہ مین تجھ سے عزیز تر نہین ہون اسلیئے کہ تمامی مخلوقات کی زندگی مجھسے وابستہ ہی اور اسپر تیری یہ گستاخی کہ میرے سر پر چڑھکر بیٹھا ہی تیل جواب دیتا ہی کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ مینے طرح طرح کے رنج کھینچے ہین ذرا خیال تو کر بویا گیا ہون کاٹا گیا ہون کوٹا گیا ہون اُسکے بعد کولھو مین میرا ستر پیلا گیا ہی اُسکے بعد دیکھو اپنے آپ کو جلا رہا ہون اور دوسرون کو روشنی دے رہا ہون یہی سبب ہین کہ جنکی وجہ سے مینے تجھپر برتری پائی ہی۔ جب آپ وعظ فرما چکے منبر سے نیچے تشریف لائے تو وہ عالم خُراسانی آپ کے قریب آئے اور توبہ کی اور بہت معذرت کی۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایکروز میرے دل مین گذرا کہ مین کیون صدقات

لیتا ہون اور اُسکو درویشان مقیم اور مسافرون پر صرف کرتا ہون مجھے اس لینے اور دینے
سے کیا کام ایسا نہو کہ کوئی قصور اسمین ہوجاوے اور قیامت کے روز اُسکے عذاب اور حساب مین
مبتلا ہون مینے چاہا کہ درویشون سے کہدون کہ بھائی ہر شخص اپنے وطن کو جاوے اور وہان جاکر
یاد الٰہی مین مشغول ہو مین سو گیا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ
آنحضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ یا ابراہیم لے اور دے اور خوف مت کر۔ نقل ہے کہ دو شخص
آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور ہر ایک اُنمین طامع دُنیا تھا آپ منبر پر وعظ فرما رہے تھے
آپنے اُسی وعظ کے درمیان فرمایا کہ جو کہ ابراہیم کی زیارت کرنا چاہے کہ یہ اُسکی زیارت خالصاً
خدا کے واسطے ہووے دُنیا کی کسی طرح کی طمع درمیان مین نہووے اور جو کہ دُنیا کی طمع سے آویگا اُسکو کچھ
ثواب نہوگا پھر آپ کلام مجید کا ایک پارہ ہاتھ مین لیے تھے فرمانے لگے کہ اس خدا کے حق کی قسم کہ
جسکا یہ کلام ہی کہ جو کچھ اُسنے اس کتاب مین اوامر اور نواہی کے احکام فرمائے ہین مین بجا لایا ہون
قاضی طاہر اُس وعظ مین موجود تھا اُسکے دل مین گذرا کہ شیخ نے نکاح نہین کیا ہی بھلا کیسے سب
اوامر اور نواہی بجا لایا ہی آپ قاضی طاہر کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالی نے ایک
اس بات کو مجھے معاف فرمایا ہی اور فرمایا مین اکثر جنگلون مین عبادت کرتا ہون جبکہ سجدے
مین سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہون ریت اور ڈھیلے سے اُس زمین کے سُنتا ہون کہ میرے ساتھ
تسبیح کر رہے ہین۔ نقل ہے کہ ایک بار ایک جہودی مسافرانہ آپکے یہان آیا تھا اور مسجد کے
ستون کی اوٹ مین چھپکر بیٹھ گیا تھا آپ ہر روز کھانا اُسکے واسطے بھیجتے تھے ایک مدت
کے بعد اُسنے اجازت چاہی کہ جاؤن آپنے فرمایا ای جہودی کیون جاتے ہو کیا یہ جگہ تمکو پسند
نہین آئی جہودی شرمندہ ہوا اور کہنے لگا حضرت آپنے کیسے جانا کہ مین جہودی ہون اور جبکہ
آپ جانتے تھے کہ جہودی ہون تو آپ نے یہ سب تواضع مدارات میرے ساتھ کیون کی آپنے
فرمایا بھائی دُنیا مین کوئی بھی ایسا شخص ہوگا کہ جسکو دو روٹیان نہ ملتی ہونگی۔ نقل ہے کہ نصیر
ابو الفضل حلبی ایکبار آپکی زیارت کو آیا آپنے فرمایا کہ شراب پینے سے توبہ کر اُسنے عرض کی

کر یا شیخ ابن ندیم وزیر فخر الملک کا ہدن ڈرتا ہوں کہ ایسا نہو کہ توبہ ٹوٹ جائے آپ نے فرمایا توبہ کر اگر اسکے بعد تجکو اسکے جلسے مین شراب پینے کو کہین تو تو مجھے یاد کیجیو اُسنے توبہ کی اور چلا گیا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ شراب خوارون کے جلسے مین حاضر تھا لوگون نے بہت کچھ اصرار کیا کہ شراب پیجیے ایکبارگی اُس ندیم نے کہا شیخ آپ کہان ہین اُسیوقت ایک بلی دوڑتی آئی اور شراب کے شیشے سے ایسی ٹکرائی کہ ٹوٹ گیا اور شراب سب بکھر گئی اور مجلس درہم و برہم ہو گئی میر ابو الفضل دیلمی نے جب یہ کرامات دیکھی تو بہت رویا وزیر نے کہا کیون روتا ہی آپ نے اپنا حال وزیر سے بیان کیا وزیر نے اُس سے کہا بہت خوب تو اسیطرح ابھی توبہ پر قائم رہ اور پھر کبھی اُس سے شراب پینے کو نہ کہا۔ نقل ہے کہ ایک باپ اور بیٹا آپ کے پاس آئے کہ توبہ کرین آپ نے فرمایا کہ جو میرے آگے توبہ کرے گا اور پھر توبہ توڑ ڈالے گا دُنیا اور آخرت دونون جہان مین عذاب اور رنج مین گرفتار ہوگا۔ پھر اُن دونون نے توبہ کی اور چلے گئے ایسا اتفاق ہوا کہ توبہ توڑ ڈالی ایک روز آگ جلا رہے تھے آگ اُنکو لگ گئی اور دونون جلکر خاکستر ہو گئے نقل ہے کہ ایک روز ایک پرندہ آپ کے ہاتھ پر آ بیٹھا آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ پرندہ مجھ سے بیخوف ہی میرے ہاتھ پر آ بیٹھا اسیطرح ایک روز ایک ہرن چھلانگین مارتا لوگون کے درمیان سے ہوتا ہوا آپ کے پاس آ کھڑا ہوا آپ نے اپنا دست مبارک ہرن کے سر پر پھیرا اور فرمایا میری دیکھنے کو آیا ہے پھر خادم سے فرمایا کہ جاؤ جنگل مین لیجاکر اسے چھوڑ آؤ۔ نقل ہے کہ آپ کے جسم اطہر سے ایسی ہی خوشبو آتی تھی کہ مشک اور عود کی خوشبو اسکے آگے مات ہوتی تھی اور جہان سے کہ آپ کا گذر ہوتا تھا وہ جگہ بس خوشبو سی بس جاتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ مجھے عجب آتا ہے اُس شخص سے کہ اپنی پاک جامے کو ایسے رنگ سے رنگین کرتا ہے کہ اسمین شبہہ ہو یعنی رنگ نیل جسوقت کہ آپ یہ فرما رہے تھے نیلی چادر اوڑھے تھے پس فرمایا کہ اس چادر کا رنگ نیل حلال نیل سے ہے کہ میرے واسطے کرمان سے لاکے ہین اور فرمایا جو کہ اپنا حساب نہین کرتا ہے کھانے اور پینے اور پہننے مین اسکا حال مثل حال چارپایون کے ہے اور فرمایا حق تعالی نے

ذکر کو دل میں ٹھہرا اور دنیا کو ہاتھ میں اور ایسا مت بن کر حق تعالیٰ کے ذکر کو زبان پر ٹھہرائے اور دنیا کو دل میں اور فرمایا مومن کی بینائی دل کے نور سے ہوتی ہے اسلیے کہ آخرت غیب ہے اور نور دل غیب اور غیب کو غیب سے دیکھ سکتی ہیں اور فرمایا عارف کا کمترین عذاب وہ ہے کہ ذکر کی حلاوت اس سے چھین لیویں اور فرمایا دنیادار بندوں کو اعضا کی عیب کے سبب سے رد کرتے ہیں اور اسکے ظاہر پر نظر کرتے ہیں اور حق تعالیٰ بندوں کو دل کے عیب کے سبب رد کرتا ہے اور انکے باطن پر نظر فرماتا ہے و اِذا رَأیتھم تُعجبکَ اَجسامُھُم۔ اور فرمایا اے قوم کیا اچھا ہو کہ تم ہر چیز سے کہ ہے پلٹ کر خدا کی طرف رجوع کرو کیونکہ تمکو دنیا اور آخرت میں اس سے چارہ نہیں ہے اور فرمایا آج کے روزگار زروں میں اکثر آتش پرست ہیں اور مسلمان اتنے تھوڑے ہیں کہ انکو گن سکتے ہیں لیکن بہت جلد دیکھوگے کہ مسلمان بہت کثرت سے ہونگے اور آتش پرست گنتی کے۔ نقل ہے کہ جو بیس ہزار آتش پرست اور یہود آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور فرمایا مردود سے کرلیتا ہے اور دیتا ہے اور یتیم مردود ہو کر دیتا ہے اور نہیں لیتا ہے اور نامردود ہے کہ نہ دیتا ہے اور نہ لیتا ہے اور آپنے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس مسجد سے آسمان تک ایک سیڑھی لگی تھی لوگ اترتے تھے اور اس سیڑھی سے آسمان پر جاتے تھے اور فرمایا حق تعالیٰ نے اس جگہ کو وہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ جو قصد زیارت اس جگہ کا کریگا جو مقصد کہ دینی یا دنیوی رکھتا ہوگا حق تعالیٰ اسکو پورا کریگا اور فرمایا اے حیدر دریں دنیا میں اگر تجکو برہنگی اور گرسنگی اور ذلت اور فاقہ ہو تجے صبر کر کیونکہ جلدی سے گذر جائیگا اور تو آخرت کی نعمتوں کو پہونچے گا اور فرمایا تین گروہ فلاح نہ پائینگے۔ بخیل۔ کاہل۔ ملول۔ اور فرمایا کوشش کرو کہ اگر سابقوں سے نہیں بن سکتے ہو تو پھر حال انکی دوستی سے تو باز نہ رہو المرءُ معَ مَن اَحبّ اور فرمایا کوشش کرو دنیا میں تاکہ غفلت سے بیدار رہو کیونکہ آخرت میں پشیمانی بے سود ہوگی۔ اور فرمایا تمامی نیک کاموں میں برادران اسلام کو مقدم رکھ تا کہ حق تعالیٰ کل قیامت کو تجے مقدم رکھے اور فرمایا مومن جب تک دنیا کی لذات کو ترک نہ کریگا حق تعالیٰ کے ذکر کی

لذت نہ دیگا اور فرمایا حق تعالیٰ نے ہر بندہ کو ایک عطا دی اور مجکو مناجات کی لذت عطا فرمائی۔ اور ہر شخص کو اُنس ساتھ ایک چیز کے دیا اور مجکو اُنس اپنے ساتھ دیا اور فرمایا بار خدایا سب لوگ تجکو پکارتے ہین اور طلب کرتے ہین تو کس کے لیے ہی اور کس شخص کے ساتھ ہے پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ حق تعالیٰ اُسکے ساتھ ہی جو خلا اور ملا مین اُسکے ذکر سے غافل نہین رہتا جب اُسکا حکم سنتا ہی اُسکی بجا آوری مین دوڑتا ہی اور جب ممانعت دیکھتا ہی اُس سے باز رہتا ہی اور فرمایا اسمین کوشش کر کہ تورات کے درمیان اُٹھے اور وضو کرے اور چار رکعت نماز ادا کرے اور اگر نفس نہ مانے دو رکعت پڑھ اور یہ بھی نہو سکین توجب تو بیدار ہو یہ پڑھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک شیر کو باندھ آپ کی خانقاہ کے آگے سے لیے جاتے تھے آپ نے جو دیکھا فرمایا ای شیر تو نے کیا قصور کیا ہی کہ اس قید اور جال مین گرفتار ہوا ہی پھر فرمایا ای قوم اپنے حال پر تکیہ مت کر دکیونکہ شیطان کے جال بہت ہین کہ ہم اُنکو نہین پہچانتے ہین بہت سے شیران طریقت شیطان کے جال مین گرفتار ہوئے ہین اصحاب رُدوبے۔ اور فرمایا خداوندا اگر تو قیامت مین میرے ساتھ نکوئی کرے تو میرے سب دوستون اور یارون کو مجھ سے ملا دیو تا کہ ہم سب باہم خوش ہون اور تیرے فضل اور رحمت سے ہم سب باہم بہشت مین داخل ہون۔ اور اگر حال دوسری طرح پر ہی تو مجھے ایسی راہ سے دوزخ مین بھیجیو کہ کوئی مجھے نہ دیکھے تا کہ میرے دشمن شادمانی نکرین اور فرمایا جسپر کہ ہوای شہوت غالب ہے چاہیے کہ نکاح کرے تا کہ فتنے مین نہ پڑی اگر میرے سامنے دیوار اور عورت یکسان نہوتی تو مین بھی نکاح کرتا اور فرمایا کہ مین دریا مین ڈوبے ہوئے کے مثل ہون کہ کبھی کبھی خلاص کی امید رکھتا ہون اور کبھی ہلاک کے خوف سے ڈرتا ہون اور کہا حق تعالیٰ فرماتا ہی اے میرے بندے جملہ عالم سے رُو گردانی کر اور ہماری درگاہ کی طرف رُخ لا کیونکہ تجھے مجھ سے کسی حال مین چارہ نہین ہے کب تک مجھ سے بھاگتا پھریگا اور میری طرف سے مُنہ پھیرتا رہے گا اور فرمایا وہ شخص بڑا بدنصیب ہے کہ دُنیا سے جاوے اور حق تعالیٰ کے اُنس اور مناجات کی لذت نہ چکھی ہو

اور جسنے کہ اسکو پہچانا ہمیشہ سلام کہتا رہتا ہی اور فرمایا کیونکر نہ ڈرے بندہ کہ ایک جانب اُسکے
نفس اور شیطان ہی اور ایک جانب اُسکے سلطان۔ اور وہ درمیان مین عاجز اور بیکس اور فرمایا جسکا
کہ کام دُنیا مین آراستگی سے ہوگا اُسکا آخرت کا کام آراستگی سے ہوگا اور جسکے کہ دونون جہان
کے کام آراستگی کے ساتھ ہون اُسکا کیا کہنا۔ اور فرمایا جو کہ دنیا کے بادشاہ پر دلیری کرتا ہے اُسکا
مال لوٹا جاتا ہی اور جو کہ صالحون کے ساتھ دلیری کرتا ہی اور اُنکے ساتھ مخالفت کرتا ہی دین اُسکا
جاتا ہی اور ایمان اُسکا خطرے مین پڑتا ہی اور فرمایا اُن لوگونکی نزدیکی ہو کر خوشامدی ہین پرہیز کرو
کیونکہ اُنسے بڑے فتنے اور آفتین پیدا ہوتی ہین اور فرمایا سخی کی ہتھیلی کا سر کشادہ ہوتا ہے اور
اُسکے ہاتھ کشادہ اور بہشت کے دروازے اُسپر کشادہ۔ اور بخیل کی ہتھیلی کا سر بند رہا ہوتا ہی
اور اُسکے ہاتھ عطا کرنے سے بند اور بہشت کے دروازے اُسپر بند اور فرمایا خداوندا تیری
نعمتین ہمپر بیشمار ہین منجملہ اُنکے تو نے توفیق دی ہی کہ زبان سے تیرا ذکر کرتا ہون اور دل
سے تیرا شکریہ ادا کرتا ہون اور تو خداوند قادر کریم ہے اور ہم بندے ہین عاجز و مسکین۔
شکر و سپاس تیری نعمتون کا یہ بھی فضل تیرا ہی ہے اور فرمایا جو کہ ایک مسلمان بھائی
کے مارنے کو دست دراز کرے وہ ہم سے نہین ہے اور فرمایا چار شخصون کے آگے خالی ہاتھ
نہ جانا۔ ایک عیال۔ دوسرے بیمار۔ تیسرے صوفی۔ چوتھے بادشاہ۔ اور فرمایا جبکہ تو دیکھتا ہی
کہ تیرا ہاتھ مخالفت مین مشغول ہے اور زبان کذب اور غیبت مین اور دوسرے اعضا ہوا
نفس کی موافقت مین۔ الہام۔ کشف۔ عطا کہان سے تجھکو حاصل ہوگا اور فرمایا حق تعالی
عذاب کرتا ہے عام کو اور عتاب کرتا ہے خاص کو اور جب تک کہ عتاب ہی ہنوز محبت باقی ہی۔
نقل ہے کہ جب کوئی آپ کی خدمت مین آتا کہ سلوک سیکھے آپ اُس سے فرماتے ای فرزند
درویشی اور صوفی ہونا ایک سخت کام ہی گرسنگی اور تشنگی اور برہنگی مین مبتلا ہونا پڑے گا۔
اور ذلت و خواری کھینچنا پڑے گی اور تجکو گدا کہین گے اگر تم ان سب باتون کی برداشت
کر سکتے ہو تو داخل ہو ورنہ جس طرح کہ اب کام مین مشغول ہو مشغول رہو اور خدا کی عبادت کرتے رہو

اور فرمایا ڈرتے رہو اور کسی کے ساتھ بدی مت کرو کیونکہ اگر کوئی کسی کے ساتھ بدی کرتا ہے حق تعالیٰ اُس پر ایک شخص کو مقرر کرتا ہے تاکہ اُس سے اُس بدی کا بدلہ لیوے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا۔ فرمایا حق تعالیٰ کے خزانۂ غیب میں ایک شراب ہے کہ ہر سحر کو اپنے اولیا کو پلاتا ہے وہ اُس شراب کو پی کر کھانے پینے سے بے پروا ہو جاتے ہیں اور فرمایا خدا کا دوست ہرگز دُنیا کا دوست نہیں ہوتا اور دُنیا کا دوست ہرگز خدا کا دوست نہیں ہوتا۔ آپ یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ عَامِرًا بِذِكْرِكَ وَ اَوْلِيَائِكَ وَ اَصْفِيَائِكَ اِلَى الْاَبَدِ وَاجْعَلْ قُوْتَنَا وَ قُوْتَهُمْ يَوْمًا بِيَوْمٍ مِّنَ الْحَلَالِ مِنْ حَيْثُ لَا يُحْتَسَبُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَحَابِّيْنَ فِيْكَ وَ مِنَ الْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيْكَ وَ مِنَ الْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيْكَ بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَانْظُرْ اِلٰى حَوَائِجِهٖ كَمَا يَنْظُرُ الْاَرْبَابُ فِيْ حَوَائِجِ الْعَبِيْدِ وَ اِلٰى مَا يَعْمَلُ مِنَ الذُّنُوْبِ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَ بِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ يَا مَنْ اِذَا دُعِيَ اَجَابَ وَ اِذَا سُئِلَ اَعْطٰى هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا عَنْ بَابِ الْاَطِبَّاءِ وَ عَنْ بَابِ الْاُمَرَاءِ وَ عَنْ بَابِ الْاَغْنِيَاءِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بَيْنَ النَّاسِ مَغْرُوْرِيْنَ وَ لَا عَنْ خِدْمَتِكَ مَحْجُوْرِيْنَ وَ لَا عَنْ بَابِكَ مَطْرُوْدِيْنَ وَ لَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرَجِيْنَ وَ لَا مِنَ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَ ارْحَمْنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اور فرمایا الٰہی تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تیری درگاہ سے درخواست کی کہ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ تو نے اُنکی دُعا قبول کی اگرچہ میں ابراہیم خلیل نہیں ہوں پر تو تو ربِّ جلیل ہے میں بھی تجھ سے دُعا کرتا ہوں اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اَنْ تَجْعَلَ

بِہٰذَا الْوَادِی الْقَفْرِ وَالْمَکَانِ الْوَعِرِ اَہْلاً وَعَامِرًا بِذِکْرِکَ وَاَوْلِیَائِکَ مِنْ عِبَادِکَ وَاَصْفِیَائِکَ
اور اگرچہ یہ مکان مکان تک نہیں ہے لیکن وادی قفر سے تو خالی نہیں خیرات سے اسکو
بے نصیب مت فرما اور اہل اس بقعہ کو امن میں کر دُنیا اور آخرت میں اور مکر شیطان سے
بچا اور کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ دُعَائِیْ مَرْفُوْعًا وَنِدَائِیْ مَسْمُوْعًا وَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ
تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَھِمَّتُھُمْ وَاقِفَۃٌ عَلَیْہِ حَتّٰی یَشْتَغِلَ فِیْہِ الْخَیْرَاتُ وَیُدَوِّمُ اِقَامَۃُ الطَّاعَاتِ۔
اور فرمایا میں کیونکر حق سے نہ ڈروں۔ حبیب۔ خلیل۔ کلیم۔ صلوات اللہ علیہم ڈرتے رہے
اور روح علیہ السلام ڈرتے ہیں اور فرمایا اہل دُنیا متاع دُنیا کو دوست رکھتے ہیں اور میں
ذکر خدا کو اور قرآن پڑھنے کو دوست رکھتا ہوں اور فرمایا اس حدیث کے معنی میں کہ
اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ۔ فرمایا چونکہ شیطان پلید ہے اور خون بھی
پلید لہذا پلید پلید میں گذرتا ہے لیکن حق تعالے کا ذکر پاک ہے اور روح بھی پاک لہذا
پاک پاک میں گذرتا ہے اور فرمایا ہر شخص کی کرامت وہ ہے کہ حق تعالیٰ اُسکے ہاتھ پر
نیکیاں جاری کرے اور جس شخص سے کہ ایسے نیک کام ظاہر ہوں کہ دوسرے اس طرح کے
نیک کام کرنے سے قاصر ہوں وہ کرامت مخصوص ہے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت دستور ہے
کہ دوست نجاست اور پلیدی کو دوست سے جدا رکھتا ہے اسکی کیا وجہ ہے کہ حق تعالیٰ بندۂ مومن کو
گناہ سے آلودہ کرتا ہے اسمیں جو راز ہو بیان فرمائیے آپ نے فرمایا کہ یہ بھی حق تعالیٰ کی حکمتوں سے
ایک حکمت ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تاکہ لطف اور رحمت حق تعالیٰ کی ظاہر ہو اور
طاعت کی قدر کو پہچانے۔ اور جب بھوکا اور پیاسا رہے تو کھانے اور پانی کی قدر جانے
اور فرمایا عبادت حظ نفس ہے اور اشارت حظ روح ہے عبادت بدن سے علاقہ رکھتی ہے اور
اشارت روح سے لوگوں نے پوچھا جب رزق قسمت کیا گیا ہے پھر سوال اور طلب کی حق تعالے
سے کیا حاجت ہے آپ نے فرمایا تاکہ عزت اور شرف مومن کا ظاہر ہووے جیسا کہ ارشاد ہوا
لَوْ اَعْطَیْتُکَ مِنْ غَیْرِ مَسْئَلَۃٍ لَمْ تَعْرِفْ کَمَالَ شَرَفِکَ لٰکِنْ اَتَیْتَ بِالْعَجْزِ لِتَعْرِفَنِیْ فَاُجِیْبُکَ۔

یعنے ہین اگر تجکو بغیر سوال کیے عطا کرتا تو نہ ظاہر ہوتا کمال شرف تیرے کا بس تینے حکم کیا تجکو کہ مجھسے دُعا مانگے تاکہ مین تجھے جواب دون اور فرمایا تصوف لے کے لباس مرقع سے یہی وجہ ہی کہ صاحب مرقع کے دیکھنے سے ایک طرح کی آرزو اور شوق پیدا ہوتا ہی نقل ہی کہ ایک روز آپ جا رہے تھے بہت مرد اور لڑکے آپ کی زیارت کو جمع ہو گئے لوگون نے پوچھا حضرت یہ بچے بے عقل آپ کو کیسے پہچان گئے کہ زیارت کو جمع ہوئے ہین آپ نے فرمایا بھلا مجھے کیونکر نہ پہچانینگے کہ مین انکے لیے رات کو جبکہ وہ سوتے ہوتے ہین کھڑے ہو کر خیر و صلاح کی دُعائین مانگتا ہون اور آپ نے فرمایا مجاہدہ کی انتہا وہ ہی کہ ہر کوشش و مشقت کو کر رکھتے ہین بخشدین اس شخص کو کہ ہر محنت اور مشقت سے پاک ہی یعنے حق تعالے اور اس بخشش کی غایت روح ہی اور فرمایا ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہی لوگون نے پوچھا اگر بادشاہون کے مصاحب اور عطائے وار کوئی چیز آپکے پاس لا کر کہین کہ یہ حلال کمائی کی ہی آپ قبول فرمائین یا نہین آپ نے فرمایا نہین اسلیے کہ انھون نے اپنی مصلحت کو ترک کیا ہی اور جب کہ اپنی صلاحیت کی فکر مین نہین ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ دوسرے کی صلاح کا خیال رکھینگے اور فرمایا جو کہ حق تعالی کے سوا دوسرے کی خدمت مین عزت کا جویان ہی قبل از مرگ اس دُنیا ہی مین اس عزت طلبی کے عوض مین خوار و ذلیل ہوگا آپ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے قطعہ مُصَاحَبَۃُ الْغَرِیبِ مَعَ الْغَرِیبِ ٭ کَمَنْ بَنَی الْبِنَاءَ عَلَی الثَّلْجِ ٭ فَذَابَ الثَّلْجُ وَانْهَدَمَ الْبِنَاءُ ٭ وَقَدْ عَزَمَ الْغَرِیبُ عَلَی الْخُرُوجِ ٭ یعنے مسافر کی صحبت مسافر کو مثل اسکے ہی کہ جیسے بنا کیا مکان برف پر جب گلی برف اور گرا مکان تب قصد ارادہ کریگا مسافر کوچ کا۔ اور فرمایا چاہیے کہ تو ہمیشہ شرعی علوم کی تحصیل مین مشغول رہے کیونکہ اہل طریقت اور حقیقت کو کسی حال مین علوم سے چارہ نہین ہے اور بعد اسکے ہر علم سیکھ جانے ریا سمعہ سے پرہیز کرے۔ فائدہ جو کام کہ کی رادے سے کیا جاوے اسے ریا کہتے ہین اور جو سُنایا جاوے اُسے سمعہ کہتے ہین مثلاً بلند آواز سے کوئی شخص لوگون کے سُنانے کو

قرآن شریف پڑھتا ہو تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ قرآن شریف خوب پڑھتا ہے اور مقصود عبادت یا ختنا
یا اور غرض نہو اور جو کچھ کہ تو جانتا ہے اُسکو پوشیدہ مت کر اور ہمیشہ رضائے حق تعالیٰ کا طالب رہ۔
اور اُس علم پر عمل کرنے کی کوشش میں لگا رہ ورنہ تو ایک قالب بے روح کا۔ اور دیکھ خبردار خبردار
ہرگز علم اور عمل کو کسی دنیوی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ مت ٹھہرائیو۔ اور اُس سے بچا رہ کہ علم
اور عمل تیرا ہمیشہ ہووے کہ اُسکے ذریعے سے تو کچھ حاصل کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کہ آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرتا ہے آبرو اُسکی جاتی رہتی ہے اور اُسکا نام نیکی سے نہیں
لیتے اور اُسکا نام اہل دوزخ کے درمیان لکھتے ہیں اور جو کہ دنیا کے کام سے آخرت کو
طلب کرے اُسکے لیے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ اور علم کے پڑھنے کے بعد کوئی چیز فاضلتر
حلال کے طلب کرنے سے نہیں ہے کھانے اور لباس میں کیونکہ عمل حرام خوار کا قبول نہیں
کرتے۔ اور اُسکی دعا قبول نہیں کرتے اور چاہیے کہ تو ہمیشہ مسکینی کے لباس میں رہے
اور آراستگی اور زینت کو یکبارگی ترک کرے۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ تیری عزت
طاعت کی طلب اور حق تعالیٰ کی بندگی میں ہے اور چاہیے کہ ہمیشہ قناعت کو اختیار
کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں بدترین وہ جماعت ہے
کہ اُسکا تن نعمت میں اُگا ہوا ہو اور اعضا کی پرورش کی فکر میں گرفتار ہو۔ اور دیکھ جہانتک
ہو سکے کوشش کیجیو تو درویشوں اور صالحوں کے ساتھ صحبت رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ہمیشہ اس اُمت کا نگاہبان و محافظ ہے جب تک کہ تین کام
نکرینگے۔ ایک تو نیک مردوں کی زیارت کو نہ جاویں دوسرے بہتر لوگ مردوں کو بزرگ نہ جانیں
تیسرے اہل طریقت اور اہل حمایت سُنّت کے اقارب امیروں اور ظالموں کے ساتھ میل
جول نکریں اور اگر یہ افعال کرینگے حق تعالیٰ خواری اور درویشی اور رسوائی اُنپر مقرر کریگا
اور ایسے زبردست کے جنگل میں اُنکو سونپے گا کہ ہمیشہ اُنکو رنج پہنچاتا رہے۔ اور خبردار
ہرگز نامحرم عورتوں اور بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں پر نظر نہ کیجیو کیونکہ وہ ایک تیر ہے

شیطان کے پیرون سے اور ہرگز اہل بدعت کے ساتھ نشست برخاست رکھیو اور ہمیشہ امر معروف کرتا رہیو۔ اور دوستونکو نصیحت کرتا رہیو اور کوشش کیجیو کہ صبح اور رات کے وقت قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہو کہ قرآن شریف کے پڑھنے والے اور سننے والے پر رحمت برستی ہے اور کوشش کیجیو کہ ہر رات کو نماز پڑھے کہ بہت بڑے اجر اور فضیلت سے بھری ہے اور خدا کرے تو ایسا ہوجائے کہ لوگون سے گوشہ نشینی اختیار کرے اور دیکھ جہان تک ہوسکے گوشہ نشینی مین کوشش کرتا کہ شیطان تجھکو کبھی رسوائیون کے بیابان مین نڈالے اور اگر یہ تجھ سے نہین ہوسکتا تو مردون کی طرح کمر ہی باندھ اور خدا کی خلق کی خدمت مین مشغول ہو۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی آپ کے مرید آپ کی خدمت مین جمع ہوئے آپ نے فرمایا کہ مین عنقریب دنیا سے کوچ کرونگا مین تمکو اسوقت چار وصیتین کرتا ہون اُنکو قبول کرلو اور بجالانا اول یہ کہ جو شخص کہ میرا جانشین ہو اسکو وقار اور تمکین سے رکھنا اور اُسکا فرمان بجالانا اور ہر صبح کو کلام مجید کی تلاوت پر مداومت کرنا اور اگر کوئی غریب اور مسافر آنکلے تو اسکو بہت عزت اور بزرگی کے ساتھ اُتارنا اور ہرگز اسکو دوسری جگہ نہ اُترنے دینا اور دیکھو باہم ایک دوسرے کے ساتھ دل برا نکرو۔ نقل ہے کہ آپکے پاس ایک کتاب تھی کہ آپنے اُسمین نام توبہ کرنے والون اور مریدون اور دوستون کا لکھ رکھا تھا آپکے وصیت کی کہ اس کتاب کو میرے ساتھ قبر مین رکھدینا چنانچہ آپکے فرمانے کے موافق آپ کی قبر مین رکھی گئی۔ نقل ہے کہ وفات کے بعد آپ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا اول بخشش و کرامت کہ تحبیر فرمائی یہ تھی کہ جن لوگون کے نام کرنے اُس کتاب مین لکھ رکھے تھے اُن سب کو بخشدیا۔ نقل ہے کہ آپ دُعا فرمایا کرتے خداوندا جو شخص کہ میرے پاس کسی حاجت کو آوے اور مجھ سے ملاقی ہو اُسکے مقصود اور مطلوب کو روا کیجیو اور اُسپر اپنی رحمت نازل فرمائیو۔ حق تعالے آپ کی عزیز روح کو پاک کرے۔

ستترواں باب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ بحر اندوہ وہ راسخ تر از کوہ وہ آفتاب الٰہی وہ آسمان نامتناہی وہ اعجوبہ ربانی قطب وقت حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے سلطان اور ابدال اور اوتاد کے قطب تھے اور اہل طریقت و حقیقت کے پیشوا تھے اور بڑے بھاری بھرکم اور کوہ صفت تھے اور معرفت اور توحید اور تحقیق میں نہایت کامل تھے اور ہمیشہ تن کو ریاضت اور مجاہدے سے آراستہ اور دل کو حضور اور مشاہدے سے پیراستہ رکھتے۔ بڑے عالی ہمت اور بزرگ مرتبت تھے حضرت عزت میں آشنائی عظیم رکھتے تھے اور حضرت خداوند کے حضور میں ایسے کچھ گستاخ تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ نقل ہے کہ شیخ بایزید ہر سال دہستان کی زیارت کو جاتے تھے کیونکہ وہاں شہدا کے مقبرے ہیں جب انکا گذر خرقان پر ہوتا تو رکتے اور سانس اوپر کو کھینچتے جیسے کوئی کسی چیز کی خوشبو لینے کے وقت کرتا ہے انکے مرید پوچھتے کہ حضرت ہمکو تو کوئی بو نہیں آئی آپ کیا سونگھتے ہیں وہ فرماتے کہ اس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی بو سونگھائی دیتی ہے اسکی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے اور تین درجے مجھ سے بڑھ کر ہوگا بار عیال داری کھینچے گا درخت لگائے گا کھیتی کرے گا۔

نقل ہے کہ آپ کا بیس برس تک یہ معمول رہا کہ عشا کی نماز جماعت کے ساتھ خرقان میں پڑھکر حضرت بایزید کے روضے کی زیارت کو بسطام جاتے اور جب وہاں پہونچتے تو مرقد کے پاس کھڑے ہوکر کہتے اے بار خدایا اس خلعت سے کہ تو نے بایزید کو عطا فرمایا ابوالحسن کو بھی ایک حصہ دے پھر واپس آتے اور صبح کی نماز اسی عشا کے وضو سے خرقان میں ادا کرتے اور آپ جب حضرت بایزید کے مرقد کے پاس سے روانہ ہوتے تو ہرگز پشت انکی قبر کی طرف نہ کرتے اسی طرح انکے مرقد کی طرف منہ کیے الٹے قدم خرقان تک واپس آتے بارہ برس کے بعد

حضرت بایزیدؒ کی قبر سے ایک آواز آئی کہ اے ابوالحسن اب وہ وقت آگیا کہ تو بیٹھے آپ نے
کہا اے بایزیدؒ ہمت بخشئے کیونکہ میں اُمّی ہوں شریعت کے رموز سے کچھ زیادہ نہیں
جانتا ہوں آواز آئی کہ اے ابوالحسن جو کچھ کہ مجھکو عطا ہوا تیری ہی برکتوں سے تھا حضرت
ابوالحسنؒ نے کہا کہ آپ تو مجھ سے اُنتالیس برس پہلے تھے انھوں نے فرمایا ہاں یوں ہی ہے
لیکن میں جب خرقان کی طرف گذرتا تھا ایک نور دیکھتا تھا کہ خرقان سے آسمان کی جانب
بلند ہوتا تھا میں تین برس سے خداوند تعالیٰ سے ایک حاجت مانگ رہا تھا جو پوری نہ ہوتی تھی
مجھے الہام ہوا کہ اے بایزید اس نور کی حرمت کو شفیع لا میں لایا حاجت بر آئی حضرت شیخ ابوالحسنؒ
نے فرمایا میں جب خرقان میں آیا تو چوبیس روز میں میں نے تمام کلام مجید پڑھ لیا اور ایک اور
روایت ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا سورۂ فاتحہ شروع کیجیے جب خرقان تک پہونچے تو
کلام مجید ختم کیا۔ نقل ہے کہ حضرت ابوالحسنؒ کے پاس ایک باغ تھا ایک بار جو آپ نے
بیلچے سے کھودا چاندی نکلی دوسری بار سونا تیسری بار مروارید اور جواہر نکلے آپ نے فرمایا
خداوندا ابوالحسن اسپر فریفتہ نہوگا مجکو دین اور دنیا اگر دونوں ملینگے تو بھی اے خداوندا
تجھ سے روگردان نہوگا کبھی ایسا ہوتا کہ آپ بیل کو زمین پر ہل چلانے کے لیے جوتے وقت
نماز آتا آپ نماز کو چلے جاتے بیل اسی طرح پھرتا رہتا جب آپ نماز سے فارغ ہوکر آتے
زمین تیار پاتے۔ نقل ہے کہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے شیخؒ سے کہا آؤ میں آپ
دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس درخت کے اوپر سے پھاندیں اور وہ درخت ایسا
عظیم الشان تھا کہ ہزار گوسفند اُسکے سایہ میں بیٹھ سکتی تھیں آپ نے فرمایا آؤ تا کہ ہم دونوں حق تعالیٰ
کے لطف کے ہاتھ پکڑ کر اس دونوں جہان پر سے پھاندیں کہ نہ بہشت کی طرف توجہ
کریں نہ دوزخ کی طرف۔ ایک روز شیخ المشائخ حضرت ابوالحسنؒ کے پاس آئے ایک
طشت پانی سے بھرا آپ کے آگے دھرا تھا شیخ المشائخؒ نے ہاتھ اس پانی میں ڈالکر
ایک زندہ مچھلی باہر نکالی اور آپ کے آگے دھر دی آپ نے کہا کہ ہاتھ تنور میں ڈالا ہاتھ

اُس تنور مین ڈالکر زندہ مچھلی نکالی اور فرمایا پانی سے زندہ مچھلی نکالنا سہل ہے آگ سے نکالنا چاہیے۔ شیخ المشائخ نے کہا آؤ اِس تنور مین گھسین دیکھین زندہ کون نکلتا ہے آپ نے فرمایا عبد اللہ آؤ تا کہ ہم اپنی نیستی مین غوطہ لگائین دیکھین کہ اُسکی ہستی کے ساتھ زندہ ہو کر کون نکلتا ہے یہ سنکر شیخ المشائخ نے دم نہ مارا۔ نقل ہے کہ شیخ المشائخ نے کہا کہ تیس برس ہو گئے کہ مین شیخ کے خوف سے نہین سویا ہون اور جس قدم مین کہ مینے قدم رکھا ہے اُسکا قدم اپنے قدم سے آگے دیکھا ہے دس برس سے مین چاہتا ہون کہ بسطام مین اُس سے پہلے حضرت بایزیدؒ کی زیارت کو پہونچون نہین سکتا ہون کیونکہ وہ مینے حضرت ابو الحسن خرقانی سے بسطام تک کہ تین فرسنگ کا فاصلہ ہے مجھ سے پہلے پہونچتا ہے حالانکہ کبھی کوئی مجھ سے پہلے وہان تک نہ پہونچا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ یارون کے درمیان فرماتے تھے جو کہ طالب اس حدیث کا ہے بس اُسکا قبلہ یہی ہے بلکہ سب کا اور آپنے چارون اُنگلیون کو پکڑ کر ایک اُنگلی سے اشارہ فرمایا۔ یہ بات شیخ المشائخ کو پہونچی اُنھون نے عبرت کی راہ سے فرمایا کہ جبسے دوسرا قبلہ ظاہر ہو گیا تو اب ہم اُس قبلے کا راستہ کہ قدیمی ہے بند کیے دیتے ہین۔ اُس سال حج کا راستہ بند ہو گیا جسنے کہ ارادہ حج کا کیا یا تو چورون نے اُسکو راہ مین لوٹ لیا یا ہلاک ہوا حاصل کلام کوئی خانہ کعبہ تک پہونچنے نہ پایا۔ لوگون نے آکر حضرت شیخ المشائخ سے کہا کہ یہ مخلوق کی ہلاکت کس پر تصور کرین۔ اُنھون نے فرمایا کہ جہان کہ ہاتھی اپنے پہلو پر گرا کرتے ہین چند مچھر ہلاک ہی ہو جایا کرتے ہین کچھ پروا کی بات نہین ہے مر جانے دو۔ نقل ہے کہ ایکبار ایک جماعت سفر کو جاتی تھی حضرت ابو الحسنؒ سے کہا حضرت راہ خوفناک ہے آپ ہمین ایسی دعا سکھا دین کہ جسکی برکت سے ہم بلا و آفت سے امان مین رہین آپنے فرمایا جب کسی بلا کا سامنا ہو ابو الحسنؒ کو یاد کرنا اُس جماعت کو یہ بات پسند نہ آئی روانہ ہوئی اتفاق سے راہ مین چورون نے آ گھیر لیا اور قریب تھا کہ سب کا مال و اسباب لیکر راہی ہون اُن مین سے ایک شخص نے

اس حال میں آپ کو یاد کیا یاد کرنا ہی تھا کہ چوروں کی نظروں سے غائب ہو گیا چوروں
نے غل مچایا کہ ای تو عجیب واقعہ پیش آیا کہ وہ مرد جسکا ہم مال و اسباب چھیننے کو تھے مع اسباب
و سواری غائب ہو گیا کہاں چلا گیا پتا نہیں ملتا حاصل کلام وہ مرد تو بچ گیا اور باقی
سب لوٹے گئے یہاں تک کہ ننگے تن رہ گئے جب وہ شخص جماعت کو نظر آیا تو سلامت حال تھا
پوچھنے لگے کیا ہوا تو کہاں چلا گیا کہ سلامت رہا اسنے شیخ کو یاد کرنے اور غائب ہونے کا سارا
حال انکے روبرو بیان کیا جب وہ جماعت لوٹ کر شیخ کے پاس پھر آئی تو پوچھا کہ حضرت
خدا کے واسطے فرمائیے کہ اسمیں راز کیا تھا کیونکہ ہم تو سب خدای تعالے کو پکارتے رہے لٹ گئے
اور اس شخص نے آپ کو یاد کیا اور بچ گیا آپنے فرمایا بھائی تم حق تعالی کو پکارتے ہو بطرف
زبان سے پکارتے ہو نہ بدل سے اور ابوالحسن دل سے پکارتا ہے بلکہ دل کے بھی دل سے
پس تم ابوالحسن کو یاد کرو کہ ابوالحسن تمہارے واسطے خدا کو یاد کرے اور تم اپنے مقصد پر
کامیاب ہو کیونکہ اگر مجازاً اور عادت کے طور پر ہزار بار بھی خدای تعالی کو پکارو گے مفید نہوگا۔
نقل ہے کہ ایک بار آپکے ایک مرید نے اجازت چاہی کہ میں کوہ لبنان پر جاکر قطب عالم کی
زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں آپنے اسکو اجازت دی جب کوہ لبنان پر پہونچا دیکھا کہ
ایک جماعت رو بقبلہ بیٹھی ہے اور ایک جنازہ اسکے آگے دھرا ہے لیکن اس جنازے کی نماز
نہیں پڑھتی ہے مرید نے پوچھا کہ حضرات آپ اس جنازے کی نماز کیوں نہیں پڑھتے انھوں نے
کہا بھائی قطب عالم کا انتظار ہے کیونکہ یہاں پنج وقتہ نماز کے امام قطب عالم ہوتے ہیں مرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ ای لو میں تو انکے مرقد کی زیارت کو آیا تھا اب چشم دید انکے
دیدار سے بھی مشرف ہونگا تھوڑی ہی دیر کے بعد سب لوگ کھڑے ہو گئے مرید نے جو غور
سے دیکھا تو آپ ہی تھے کہ امام کی جگہ کھڑے اللہ اکبر فرماتے تھے یہ حالت دیکھکر مرید پر ایسی
دہشت سوار ہوئی کہ بیخود ہو گیا جب اپنے آپ میں آیا تو دیکھا کہ وہاں تو مردے کو دفن بھی
کر چکے ہیں اور آپ تشریف لے گئے ہیں مرید کو شک ہوا کہ شاید اور کوئی ہو تو لوگوں سے

پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے اُنھون نے کہا تم بڑے نادان ہو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ تھے مرید نے پھر پوچھا کہ کیا اب پھر آوینگے لوگون نے کہا ہان پھر نماز کے وقت تشریف لاوینگے تب تو مرید رو کر کہنے لگا کہ مین تو اُنکا مرید ہون ہای مجھ سے یہ گستاخانہ کلمہ اُنکے روبرو نکل گیا ہی آپ لوگ میری سفارش کردینا کہ مجھے پھر خرقان کو لیجائین کیونکہ مدت سے مین سفر مین ہون۔ جب وقت نماز آیا تو آپ تشریف لائے مرید شیخ کو دیکھتے ہی آگے بڑھا اور سلام کیا اور آپ کا دامن ہاتھ سے پکڑ لیا اور لرزنے لگا اور آپکے خوف سے کچھ بول نہ سکا آپ نے فرمایا اچھا اس شرط پر کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہی کسی پر ظاہر نکرے مینے حق تعالی سے التجا کی ہے کہ اس جہان مین مجکو خلق سے پوشیدہ رکھے اور مخلوق سے کوئی شخص مجکو نہ دیکھے مگر بایزید کیونکہ وہ زندہ ہے اس عالم مین نقل ہے کہ ایک شخص حدیث کی سماعت کو عراق جانا چاہتا تھا آپ سے مشورت کی آپنے فرمایا عراق جاکر کیا کروگے یہین کسی سے پڑھ لو اُسنے کہا حضرت یہان ایسا کوئی محدث نظر نہین آتا عراق مین تو بڑے بڑے نامی گرامی ہین آپنے فرمایا کہ بھائی ایک تو مین ہی اَن پڑھا شخص ہون کہ حق تعالی نے مجھے سب کچھ عطا فرمایا لیکن اُسکا احسان نہ جتایا مگر تمان اپنا علم جو عنایت کیا اُس پر بہت کچھ اپنا احسان بیان فرمایا۔ اُسنے کہا حضرت آپنے حدیث کس سے پڑھی آپنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے دل مین کچھ یہ بات نہ کھپی رات کو جو سویا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین جوانمرد بات راست کہا کرتے ہین دوسرے روز وہ مرد آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حدیث پڑھنا شروع کیا کبھی کبھی آپ کسی مقام پر فرماتے یہ حدیث پیغمبر صاحب کی نہین ہے وہ پوچھتا حضرت یہ آپنے کیسے جانا آپ فرماتے کہ جب تک تم حدیث پڑھتے ہو میری دونون آنکھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو ابروی مبارک پر رہتی ہین جبکہ مین ابروی مبارک کو پُر شکن دیکھتا ہون سمجھ جاتا ہون کہ آپ اس سے بیزار ہین حضرت عبداللہ انصاری رح کہتے ہین کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا

کہ مجھپر ایک جرم کی تہمت لگائی اور پابزنجیر کرکے بلخ کی طرف لے چلے مین تمام راہ سوچتا چلا جاتا تھا کہ میرے پانون سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے کہ انمین زنجیرین پڑی ہین جب مین شہر کے درمیان پہونچا تو دیکھا کہ لوگ پتھر لیے کوٹھون پر کھڑے ہین کہ مجھکو سنگسار کرین سو مجھے الہام ہوا کہ آہا فلان روز تو شیخ کا مصلے بچھا رہا تھا تیرا پانون مصلے پر پڑ گیا تھا مینے فی الفور توبہ کی مینے دیکھا کہ لوگونکے ہاتھ مین پتھر اسیطرح رہ گئے اور میری طرف پھینک نسکے اور خدا کے فضل سے رہا بھی ہو گیا کہ حاکم کا حکم آیا کہ بے جرم ہے چھوڑ دو - نقل ہے کہ جسوقت شیخ ابوسعید آپکے یہان مع چند آدمیون کے پہونچے اسوقت سوا چند ٹکیون روٹی کے اور کچھ موجود نہ تھا آپنے بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ ان روٹیون پر چادر ڈالدو اور جسقدر روٹیون کی کہ ضرورت پڑے اسکے نیچے سے نکالکر دیتی جائیو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا اور سبنے خوب سیر ہو کر کھایا بعض نے یون نقل کیا ہے کہ بہت آدمی دسترخوان پر تھے خادم برابر روٹیان لالاکر سب کے آگے دھرتا جاتا تھا لیکن آپ کی چادر کے ڈالنے سے یہ کچھ برکت آگئی تھی کہ روٹیان باقی ہی نظر آتی تھین حالانکہ وہان صرف گنتی کی روٹیان تھین ایکبارگی خادم نے چادر جو اٹھائی تو ایک ٹکیا بھی نام کو نہ تھی آپنے یہ دیکھکر فرمایا تونے بڑی غلطی کی اگر تو چادر نہ اٹھاتا تو اسیطرح قیامت تک اسکے نیچے سے روٹیان لیے جاتے اور کم ہوتین جب کھانے سے فارغ ہوئے شیخ ابوسعید نے کہا اجازت ہے کہ کچھ سرود گا دین نقل ہے کہ آپ کبھی سرود نہ سنتے تھے مگر حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت چاہنے پر آپنے فرمایا کہ ہمکو سماع کی پروا نہین ہے پر اب تم کہتے ہو - خیر سہی - قوالون نے ڈھولکی بجاکر ابیات پڑھنا شروع کین حضرت ابوسعید نے کہا حضرت اب وقت برخاست ہے آپ کھڑے ہوئے تین بار آستین جھٹکی اور سات بار زمین پر قدم مارے خانقاہ کی دیوارین ہلنے لگین شیخ ابوسعید نے یہ حال دیکھکر کہا حضرت بس کیجیے کہ مکان ڈھے جائیگا پھر کہا کہ مین خدا کی عزت و بزرگی کی قسم کھاتا ہون کہ آسمان اور زمین آپکے ساتھ رقص مین آ دین آپ نے فرمایا کہ سماع ایسے

شخص کے واسطے مباح ہو کہ اوپر سے لیکر عرش تک اور نیچے سے لیکر تحت ثریٰ تک کشادہ دیکھے پھر اصحاب سے فرمایا اگر تم سے کہیں کہ یہ رقص کیون کرتے ہو تو کہنا اُس قوم کی موافقت کیلیے کرا ٹھ گئی اور ایسی اور ایسی تھی۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ ابو سعیدؒ اور حضرت شیخ ابو الحسنؒ ہر دو صاحبون کے دل مین آیا کہ اپنے قبض اور بسط کو باہم بدلین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے حالت اوّل بدل ہوگئی حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ رات سے صبح تک سر زانو پر دھرے روتے رہے اور حضرت شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ رات بھر نعرہ مارتے اور رقص کرتے رہے حضرت ابو سعیدؒ صبح کو آئے اور حضرت ابو الحسنؒ سے کہا آئیے اور میرا خرقہ مجکو واپس دیجیے کیونکہ مجھے طاقت غم و اندوہ کی نہین آپ نے فرمایا بسم اللہ اور پھر بغلگیر ہوئے اور اوّلا بدلا ہوگیا پھر آپ نے فرمایا ای ابو سعیدؒ تم کل قیامت کو پہلے میدان قیامت مین نہ آنا کیونکہ بالکل میرے چھپا ہو پہلے مجھے آنے دینا کہ مین جاکر قیامت کے شور و غوغا کو ٹھنڈا کرون پھر تم آنا اگر کسی شخص کو یہ وہم گذرے کہ حضرت ابو الحسنؒ قیامت کے شور و غوغا کو کیا کم کرینگے تو یہ عطار کہتا ہے کہ جبکہ خداوند تعالیٰ نے ایک کافر کو یہ قوت عطا فرمائی کہ اُسنے ایسے پہاڑ کو کہ چار فرسنگ مین تھا زمین سے اُکھاڑ کر چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے سر پر دے مارے ایک مومن سے کیا عجب ہے کہ قیامت کے شور و غوغا کو بجھا دے پھر حضرت شیخ ابو سعیدؒ آپ کے پاس سے رخصت ہوئے۔ ایک پتھر آپکی درگاہ پر پڑا تھا حضرت ابو سعیدؒ نے آپ کی تعظیم و احترام کے لحاظ سے اپنی ڈاڑھی اُسپر ملی غرض اُنکی اس امر سے یہ تھی کہ مین تو آپ کے روبرو اس درجے کا شخص ہون کہ آپ کی خانقاہ شریف کو اپنی پلکون اور ڈاڑھی سے صاف کرون اور اس بات کو اپنے لیے باعث فخر کا سمجھون حضرت ابو الحسنؒ نے اُنکی حرمت کے لحاظ سے فرمایا کہ اس پتھر کو وہان سے اُٹھا کر محراب مین لگا دین چنانچہ لگا دیا گیا جب رات گذری تو صبح کو کیا دیکھا کہ وہ پتھر وہین اپنی جگہ پر پڑا تھا پھر آپ کے حکم سے محراب مین لگا دیا گیا پھر صبح کو جو دیکھا تو وہان اپنی جگہ پر پڑا تھا اسی طرح تین بار کیا لیکن پتھر پھر اپنی جگہ تھا حضرت ابو الحسنؒ نے فرمایا اب مت لگاؤ وہین رہنے دو

شیخ ابو سعید کا لشکر بہت ہے پھر فرمایا کہ راہ اس طرف سے بند کردو اور دوسری طرف دروازہ کھول دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ **نقل ہے** کہ حضرت شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے رخصت کے وقت فرمایا کہ میں نے تمکو اپنے زمانے کا ولی گردانا تیس برس سے میری حق تعالےٰ سے یہ آرزو تھی کہ ایسے شخص کو مجھ سے ملا دے کہ جس سے میں اپنے دل کا راز کہوں پر کوئی ایسا محرم دراز دار نہیں ملتا تھا کہ اس سے کہتا شکر ہے خدای تعالےٰ کا کہ اُسنے تمکو بھیجا اور میں نے تم سے کہا۔ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے روبرو بالکل بات نہیں کی مریدوں نے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ آپنے شیخ کے سامنے زبان تک نہ ہلائی حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجکو صرف سُننے کو بھیجا تھا اور فرمایا کہ ایک سمندر سے ایک بیان کرنیوالا کافی ہے اور فرمایا کہ میں ایک پختہ اینٹ تھا اب خرقان سے گوہر ہوکر لوٹتا ہوں۔ **نقل ہے** کہ حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے بہت مجمع تھا حضرت شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بھی وہیں موجود تھے آپنے اس وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں نے کہ اپنی خودی سے نجات پائی ہے بالکل پاک ہوگئے ہیں گویا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوئے ہیں بلکہ عالم ارواح سے آج ہی اس عالم میں آئے ہیں اور اگر تم چاہو تو میں کہوں ای لو ایک تو جو شخص کہ اپنی خودی سے پاک ہوئے حضرت ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان صاحبزادے کے والد ماجد ہی ہیں۔ **نقل ہے** کہ حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں جب خرقان میں داخل ہوا تو حضرت ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے خوف سے میں تو بالکل گونگا ہوگیا قدرت بولنے کی نہ رہی مجھے گمان ہوا کہ میں اپنی ولایت سے معزول ہوگیا۔ **نقل ہے** کہ شیخ ابو علی سینا حضرت ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سُنکر خرقان میں آئے جب آپ کے مکان پر گئے آپ لکڑیاں لینے جنگل کو گئے ہوئے تھے پوچھا شیخ کہاں ہیں آپ کی بی بی صاحبہ یہ سنکر بہت جھنجھلائیں اور کہا اُس زندیق کذاب کو شیخ کہاں ہیں شیخ کہاں ہیں کہنے والا کون آیا ہے کہا لکڑیاں لینے جنگل گیا ہے حضرت شیخ ابو علی سینا کے دل میں گذرا کہ خدا خیر کرے

جب بی بی ہی کا خاوند کے ساتھ یہ حال ہے نہیں معلوم کہ کیسا شخص ہے پھر بوعلی سینا
جنگل کی طرف گئے دیکھا کہ شیخ ایک شیر کی پشت پر لکڑیوں کا انبار لادے چلے آتے ہیں
شیخ بوعلی سینا کے یہ دیکھکر چھکے چھوٹ گئے جب اوسان بجا ہوئے تو کہا حضرت یہ تو
فرمائیے کہ آپ ایسے اور پھر آپ کی بی بی صاحبہ کا آپکے ساتھ یہ معاملہ کل حال کہہ سنایا
آپنے فرمایا بھائی اگر میں ایسی بھیڑنی کا بارنہ کھینچوں تو بھلا یہ شیر میرا بار کاہے کو کھینچے
پھر آپ مکان پر آئے حضرت بوعلی سینا بیٹھے باتیں ہونے لگیں اور بہت دیر تک ہوتی
رہیں آپ لیے کہیں دیوار بنانے کو مٹی بھگوئی تھی ایکبارگی آپنے فرمایا کہ آپ مجھے معاف
فرمادیں کیونکہ مجھے یہ دیوار بنانا ہی اور جھٹ آپ دیوار پر چڑھ گئے اتفاق سے کسولی
آپکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری حضرت ابوعلی سینا اُٹھے تاکہ اُس کسولی کو اُٹھاکر آپ کو
دیں یہاں یہ اُٹھتے ہی رہے وہاں کسولی زمین سے اُٹھکر آپکے ہاتھ میں پہونچی۔ یہ دیکھکر
ابوعلی سینا حیرت میں رہ گئے اور بہت آپکے معتقد ہوئے نقل ہے کہ عضدالدولہ نامی
بغداد میں ایک وزیر تھا اُسکے پیٹ میں درد اُٹھا ساری حکیم وطبیب جمع ہوئے پر درد
دور دفع نہوا آپ کی نعلین پاک لیجاکر اُسکے پیٹ پر ملیں فی الفور حق سبحانہ وتعالی نے اُسکو صحت
عطا فرمائی۔ نقل ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپکے پاس آکر عرض کی کہ حضرت آپ اپنا خرقہ
مجھے پہنا دیجیے آپنے فرمایا پہلے ایک مسئلے کا جواب دو پھر یہ بھی سہی پھر آپ نے فرمایا
اگر ایک مرد عورت کی چادر اوڑھ لے تو عورت ہوجائے گا یا نہیں اُسنے کہا نہیں۔
آپ نے فرمایا اسی طرح اگر ایک عورت مرد کی چادر اوڑھ لے تو مرد نہو گی پس جس صورت
میں کہ تم مرد نہیں ہو میرا خرقہ پہننے سے تمکو کیا فائدہ ہوگا وہی نامرد کے نامرد رہوگے۔
نقل ہے کہ ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہا حضرت مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں خلق کو
دعوت کروں آپ نے فرمایا جب تم خلق کو حق تعالی کی طرف دعوت کرنا تو خبردار کہیں
اپنی طرف نہ کرنا اُسنے کہا حضرت بھلا کہیں اپنی طرف بھی دعوت کرسکتے ہیں آپ نے فرمایا

کیون نہین اگر دوسرا آدمی دعوت کرے اور تجکو اُسکا دعوت کرنا ناپسند آوے سمجھ جا کہ خلق کو اپنی طرف تو دعوت کر رہا ہے نہ حق تعالیٰ کی طرف۔ نقل ہے کہ ایکبار سلطان محمود نے ایاز سے وعدہ کیا تھا کہ مین اپنا خلعت تجکو پہناؤنگا اور تیری تلوار اپنے سینے پر رکھکر غلامون کی طرح تیرے سر پر کھڑا ہونگا جب محمود شیخ کی زیارت کو آیا تو ایک قاصد کو بھیجا اور اُس سے کہدیا کہ جا کر یون عرض کیجیو کہ سلطان محمود غزنی سے آپ کی زیارت کو یہان آیا ہے آپ ذرا قدم رنجہ فرما کر بادشاہ کے خیمے تک تشریف شریف ارزانی فرمادین اور قاصد سے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر نہ آدین تو یہ آیت پڑھ دینا قولہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قاصد حاضر ہوا اور پیغام ادا کیا آپنے فرمایا مجھے معاف رکھو قاصد نے آیت مسطورہ پڑھی آپنے فرمایا کہ محمود سے کہدو کہ مین اسقدر اَطِیْعُوا اللّٰہَ مین مستغرق ہون کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ مین شرمندگی و شرمساری رکھتا ہون اُولِی الْاَمْرِ کا تو کیا ذکر ہے۔ قاصد واپس آیا سلطان محمود کو کل حال کہہ سُنایا محمود کا دل بھر آیا پھر حکم دیا کہ چلو ہم ہی اُنکی زیارت کو وہان چلین وہ اُن لوگون سے نہین ہین کہ ہمنے خیال کیا تھا پھر اپنا لباس ایاز کو پہنایا اور اُسکا لباس آپ پہنا اور دس لونڈیون کو مردانہ لباس پہنا کر ہمراہ لیا اور خود بھی اُسی جماعت کے ساتھ مسلح ہو کر روانہ ہوا جب آپ کی خانقاہ کے اندر آیا السلام علیکم کہا آپنے وعلیکم السلام کہا پھر تعظیم کو کھڑے ہوئے اور محمود کی طرف کہ غلامانہ لباس پہنے تھا متوجہ ہوئے اور ایاز کی طرف کہ شاہی لباس رکھتا تھا مطلق توجہ نہ کی محمود نے کہا کہ آپنے بادشاہ کی تعظیم نہ کی آپنے فرمایا یہ تو تمامی دام ہے سلطان نے کہا ہان بیشک دام ہے لیکن آپ ایسے پرندے نہین کہ اُسمین گرفتار ہون پھر آپنے محمود کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آگے آؤ جب محمود آگے گئے تو کہا کہ کچھ فرمایئے آپ نے فرمایا پہلے اِن نامحرمون کو باہر بھیجیے محمود نے اشارہ کیا سب لونڈیان باہر گئین پھر محمود نے کہا حضرت کوئی نقل و حکایت حضرت بایزید کی فرمایئے آپنے فرمایا بایزید نے ایسا فرمایا ہے

کہ جسنے مجھے دیکھا ہو بدبختی کی زد سے بخیر ہوا۔ محمود نے کہا کیا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ کا درجہ زیادہ ہی کہ ابوجہل اور ابولہب ور کئی ایک منکروں نے آنحضرت کو دیکھا اور بدبخت کے بدبخت ہی رہے۔ آپنے فرمایا ای محمود دیکھو ادب کا لحاظ رکھو تصرف اپنی ولایت ہی مین رکھو یہ مقام آپکے تصرف سے اعلی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز چار دن صحابہ کرامؓ کے کسی نے نہین دیکھا اور دیکھو اسپر یہ دلیل ہے وَتَرٰہُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۔ یعنے ای محبوب تو اُنکو دیکھتا ہی جو تیری طرف نظر کرتے ہین حالانکہ وہ تجکو نہین دیکھ سکتے۔ محمود کو یہ بات پسند آئی کہا مجھے نصیحت دیجیے آپنے فرمایا چار چیزون کا خیال رکھو۔ اوّل پرہیز ممنوعات سے دوم نماز باجماعت سوم سخاوت چہارم شفقت خدای تعالے کی مخلوق پر۔ محمود نے کہا آپ میری لیے دُعا فرمایئے آپنے فرمایا مین خود یہ دعا کیا کرتا ہون اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ محمود نے کہا دعای خاص کیجیے آپنے فرمایا اے محمود تیری عاقبت محمود ہو پھر محمود نے ایک اشرفیون کا توڑا نذر کیا آپنے جو کی ٹکیان محمود کے آگے رکھکر فرمایا کھاؤ محمود نے آپکے ارشاد کے موافق لقمہ توڑکر منھ مین رکھا دیر تک چباتا رہا پر اسکے حلق سے نوالہ نیچے نہ اُترتا تھا آپنے فرمایا شاید حلق مین اٹکتا ہے محمود نے کہا ہان آپنے فرمایا تو چاہتا ہی کہ میرے بھی حلق مین یہ اشرفیون کا توڑا یون ہی اٹکے اسکو اُٹھا لے کیونکہ مین اسکو طلاق دے چکا ہون۔ محمود نے کہا کچھ تو قبول فرمایئے آپنے فرمایا نہین مین کچھ نہین لونگا پھر محمود نے کہا کہ اچھا آپ اپنا کچھ تبرک تو مجکو مرحمت فرمایئے آپنے اپنا ایک پیراہن سلطان محمود کو دیا محمود نے وقت رخصت کے کہا حضرت آپ کی خانقاہ بہت خوب ہے آپنے فرمایا اتنی بڑی سلطنت کے ہوتے کیا اس جھونپڑے کے بھی خواہان ہو پھر آپ تعظیم کے لیے چلتے وقت کھڑے ہوئے محمود نے کہا حضرت جب مین آیا تو آپنے توجہ بھی نہ فرمائی اب یہ تعظیم کیسی اس بخشش و عنایت کا باعث کیا ہی اور اس بے التفاتی کا سبب کیا تھا آپنے فرمایا آتے وقت تو تم بادشاہی کی

دعوت مین اور امتحان کو آئے تھے اور اب جاتے وقت انکساری اور درویشی کے ساتھہ جاتے ہو درویشی کی دولت کا آفتاب تمپر چمک رہا ہو اسلیے اوّل مرتبہ تمھاری بادشاہی کی وجہ سے مین نہین کھڑا ہوا اب تمھاری درویشی کی وجہ سے کھڑا ہوتا ہون پھر سلطان محمود روانہ ہوا۔ نقل ہے کہ جب سلطان محمود سومنات پر حملہ آور ہوا تو اسکو یہ اندیشہ ہوا کہ میری یہان شکست ہوگی کیونکہ اسکے مخالف سرکش اور بڑی بیباک تھے ایکبارگی جو اسکو کچھہ خیال آیا تو جھٹ گھوڑی سے اُتر پڑا اور ایک گوشہ مین جاکر منھہ خاک پر رگڑا اور وہی پیراہن کہ جو حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو دیا تھا اپنے ہاتھہ مین لیکر کہا الٰہی اس خرقے کے صاحب کی آبرو کا صدقہ مجکو ان مخالفون پر فتحمندی عطا فرما جو کچھہ مجھے یہان سے مال غنیمت دستیاب ہوگا سب درویشون کو دونگا یکایک مخالفون مین باہم کچھہ ایسا شور و شر اور نااتفاقی پیدا ہوئی کہ خود ہی باہم لڑ لڑ کر مرنے لگے اور جدھر جسکا منھہ اُٹھا بھاگ نکلا یہانتک کہ اہل اسلام کا لشکر فتحیاب ہوا۔ اُس رات کو محمود نے خواب مین دیکھا کہ شیخؒ فرماتے ہین کہ ای محمود تو نے اس ذرا سے کام کے لیے حضرت جلّ جلالہٗ کی بارگاہ مین میری خرقے کا طفیل دیا یہ خوب نہین کیا اری غافل اگر تو اُس ساعت مین یہ درخواست کرتا کہ اسکا طفیل سارے کفّار مسلمان ہوجائین تو سب کے سب مسلمان ہوجاتے۔ نقل ہے کہ ایک رات کو آپنے فرمایا کہ ای لو اسوقت فلان بیابان مین ڈاکوؤن نے راستہ لوٹ لیا اور کتنے ہی شخصون کو زخمی کر ڈالا جب یہ خبر تحقیق کی گئی تو اُسی طرح تھی کہ آپنے فرمایا تھا لیکن عجب یہ ہو کہ اُسی رات کو آپکے صاحبزادے صاحب کا سر کاٹکر چوکھٹ پر رکھہ گئے اور آپ اس معاملے سے بالکل بیخبر رہے اسی وجہ سے آپ کی بی بی صاحبہ اس امر پر آپ کی منکر ہوئین اور کہنے لگین کہ کیا ذکر کرتے ہو ایسے شخص کا کہ اتنے فرسنگ کی خبر دیتا ہو جسکو کہ خبر نہوئی کہ کون اُسکے بیٹے کا سر کاٹ کر اُسکی چوکھٹ پر رکھہ گیا۔ آپنے فرمایا بی بی تم سچ کہتی ہو اسوقت کہ مین دیکھہ رہا تھا پردہ اُٹھا تھا اور

اسوقت کہ لڑکے کو شہید کیا پردہ پڑا تھا۔ کہتے ہین کہ جسوقت کہ لڑکے کے شہید ہونے کی خبر آپ کی بی بی صاحبہ کو پہونچی مارے غم کے بے حال ہو گئین اور جب کہ سر کٹا ہوا اپنے لڑکے کا دیکھا فی الفور اپنی زلف کاٹ کر لڑکے کے سر پر ڈالی اور زار زار روئین آپ نے بھی اُس رنج و الم مین اپنی ریش مبارک سے چند بال نوچ کر لڑکے کے سر پر ڈالے اور فرمایا کہ یہ رنج ہم دونون نے بویا تھا تمنے اپنی زلف کاٹی مینے بھی تمھاری موافقت کی۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ نے مع دُرویشون کے سات روز تک کچھ نہ کھایا یون ہی فاقے سے خانقاہ مین بہت سے دُرویشون کے ساتھ بیٹھے رہے ساتوین روز ایک مرد آیا اور ایک بورا آٹے کا اور گوسفند لایا اور آواز دی کہ یہ صوفیون کے لیے لایا ہون آپ نے فرمایا جو کہ تم سے صوفی ہو لیوے مین تو اس قابل نہین ہون کہ صوفی ہونے کا دم مارون یہ سُنکر کسی شخص کو اُسکے لینے کی جرأت نہوئی آخر واپس لے گیا۔ نقل ہے کہ ایک عورت کے دو بیٹے تھے اُنھون نے باہم اتفاق کیا تھا کہ ایک رات کو مین والدہ کی خدمت کرونگا اور تو خدا کی عبادت اور دوسری رات کو تو والدہ کی خدمت کریگا مین خدا کی عبادت چنانچہ اسی قرارداد کے موافق ایک رات بڑا بھائی مان کی خدمت کرتا تھا دوسری رات چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو حق تعالے کی عبادت سے بہت کچھ حلاوت حاصل ہونے لگی ایک رات اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا برادر عزیز آج تمھاری باری ہے کہ حق تعالی کی عبادت کرو اور میری باری ہے کہ والدہ صاحبہ کی خدمت کرون لیکن کیا اچھا ہو کہ آج کی شب تم اپنی خدمت میرے سپرد کرو اور میری خدمت اپنے ذمے لو اُسنے کہا بہت اچھا۔ غرض ایک دوسرے کے کام مین مشغول ہوا بڑے بھائی نے جو اس رات کو سر سجدے مین رکھا ایک آواز سنی کہ ہمنے تیرے بھائی کو بخشدیا اور اُسکے طفیل مین تجھکو بھی بخشدیا اُسنے کہا یہ کیا مین تو خدا کی عبادت مین مشغول ہون اور وہ ماں کی خدمت مین اور پھر طفیل۔ ارشاد ہوا یہ سب سچ ہے لیکن دیکھ تو جو یہ ہماری عبادت کر رہا ہے ہم اس سے بے پروا ہین پر تیری ماں

تیرے بھائی کی خدمت کی محتاج ہی۔ نقل ہے کہ چالیس برس تک آپ نے سر تکیے پر نہ رکھا برابر عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہی ایکبارگی آپ نے فرمایا کہ مین آرام کرونگا تکیہ لاؤ مرید یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور پُوچھا ای شیخ آج کیا ہی آپنے فرمایا کہ آج کی شب ابو الحسن نے حق تعالی کی بے نیازی اور استغنا کو مشاہدہ کیا اور فرمایا تیس برس ہو گئے کہ کوئی خطرہ حق تعالی کے سوا میرے دل مین نہین گذرا۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک مرقّع پُوش ہوا سے اُترکر آپکے آگے پاؤن زمین پر مارنے لگا اور کہنے لگا کہ مین جنید وقت ہون شبلی وقت ہون آپ بھی یہ دیکھکر کھڑے ہو گئے اور پاؤن زمین پر مار کر کہنے لگے کہ مین خدای وقت ہون مصطفاے وقت ہون۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مطلب اسکا وہی ہی کہ ہم حضرت منصورؒ کے انا الحق کے بارے مین مفصّل لکھ چکے ہین کہ وہ مقام محویت مین تھے۔ اگر اولیاء اللہ سے سُنّت کے خلاف بھی ظاہر ہو تو بھی انکو مطعون نہ کرنا چاہیے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسُ الرَّحمٰنِ مِن قِبَلِ الیَمَنِ۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ کے باطن مین ندا کی کہ ای ابو الحسن تو خلقان اور منکر و نکیر سے نہین ڈرتا ہی آپ نے کہا مین مُردون سے نہین ڈرتا جیسے کہ جوان و مست اونٹ گھنٹے کی آواز سے نہین ڈرتا ہی۔ پھر ندا آئی کہ تجھے قیامت اور اُسکے دھڑکون کا بھی خوف نہین۔ آپنے کہا الٰہی مینے ایسا سُنا ہے کہ جب آپ قیامت کے روز مجھکو خاک سے نکالین اور مخلوق کو میدان قیامت مین حاضر کرین مین اُس محل مین اپنے ابو الحسنی کے پیراہن کو اُتارکر وحدانیت کے سمندر مین غوطہ لگاؤن تاکہ تمامی واحد ہی واحد ہو ابو الحسن نہو پس اُس صورت مین خوف اور بشارت کے فرشتے کسکے روبرو جائینگے۔ نقل ہے کہ ایک رات آپ نماز مین تھے ایک آواز سُنی کہ کیون ای ابو الحسن تو چاہتا ہے کہ جو کچھ ہم تیری نسبت جانتے ہین خلق پر آشکارا کر دین تاکہ وہ تجھکو سنگسار کرین آپ نے فرمایا خداوندا آپ چاہتے ہین کہ جو کچھ کہ مین آپ کی رحمت کے بارے مین جانتا ہون اور آپکے کرم سے دیکھتا ہون خلق کے روبرو کہدون تاکہ پھر کوئی

شخص آپ کو سجدہ ہی نہ کرے فرماتے ہین کہ مینے ایک آواز سنی کہ نہ تو کہہ نہ مین کچھ کرون
نقل ہے کہ ایک بار آپ فرماتے تھے الٰہی ملک الموت کو میرے پاس مت بھیجیے گا کیونکہ مین
جان اُسکو نہین دونگا اسلیے کہ نہ اُس سے لی ہے نہ اُسکو واپس دونگا مینے جان تجھ سے لی ہے
تیرے سوا نہ دونگا اور فرمایا میرے باطن مین ندا کی کہ ایمان کیا ہے مینے کہا اے خداوند وہ ایمان
کہ تو نے عطا فرمایا ہے ہمارے لیے کافی ہے اور فرمایا ندا آتی ہے کہ تو ہمارا ہے اور ہم تیرے مین
جواب دیتا ہون کہ نہین بلکہ تو خداوند قادر ہے اور مین عاجز بندہ اور فرمایا حق تعالیٰ نے
خلق سے بندگی کا نشان چاہا اور مجھ سے خداوندی کا نشان اور فرمایا مین جب عرش کے
گرد تک پہونچا ملائکہ کی صفین کی صفین استقبال کو آئین اور بہت فخر سے کہنے لگین کہ ہم
کروبیان ہین اور ہم روحیان ہین مینے کہا کہ ہم الٰہیان ہین سب کے سب شرمندہ ہو گئے
اور مشائخ میرے اس جواب سے شاد ہوئے اور فرمایا مینے تین چیزون کی غایت کو نہ جانا
ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجون کی غایات کو دوسری نفس کے مکر کے درجے کی
غایت کو تیسرے معرفت کی غایت و انتہا کو اور فرمایا جب میری خاک کے ڈھیر کو جمع کیا تو
ایک ہوا بڑے زور سے آئی اور ساتون آسمان اور زمین کو مجھ سے بھر دیا اور مین درمیان
سے گم ہو گیا اور فرمایا حق تعالیٰ نے مجھکو ایسے قدم عطا فرمائے کہ جنکی بدولت عرش سے ثریٰ تک
گیا اور ثریٰ سے عرش تک واپس آیا لیکن مجھے خبر نہین کہ کہان گیا اور کدھر آیا پس حضرت
حق تعالیٰ سے ندا ہوئی کہ جس شخص کے کہ قدم ایسے اور سیر ایسی ہو ظاہر ہے کہ کہان تک
پہونچ سکتا ہے. مینے عرض کیا عجب دراز سفر ہے کہ مینے کیا اور عجب کوتاہ سفر ہے کہ مینے کیا
کہ بہت کچھ چلتا ہون پر جہان کا تہان ہون اور فرمایا مینے چار ہزار سخن حق تعالیٰ سے سنے
اگر دس ہزار تک نوبت پہونچتی تو نہین معلوم کہ کیا ظہور مین آتا اور فرمایا مین اپنے اوپر
اسقدر قادر تھا کہ مینے چاہا کہ سیاہ ٹاٹ روئی دیبا ہو جائے ہو گیا شکر ہے حق تعالیٰ کا
کہ اب بھی وہی حال ہے اور فرمایا کہ مینے دل کو دُنیا اور آخرت سے قطع کیا اور خدا کی طرف

واپس لے گیا اور فرمایا جسکو کہ حق تعالےٰ کے ساتھ اتنی راہ ہو کہ زمین کی آسمان تک اور آسمان سے عرش تک اور عرش سے قاب قوسین تک اور قاب قوسین سی مقام نور تک اور وہ با وجود اس سب کے اگر آپ کو اور اپنی خودی کو مچھر کے برابر دکھاوے نیک مرد نہین۔ اور فرمایا مین اُمتی ہون لیکن بالاے حق ہون یعنے مین بنا میرا سب کا سب حق مین محو ہے حقیقت مین اور جو کچھ کہ باقی رہا ہے خیال ہی خیال ہے اور بس اور فرمایا کہ مجھ مین یہ کچھ درد ہے کہ اگر میرے درد کا ایک قطرہ باہر آوے تو جہان مین وہ طوفان برپا ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین ہوا تھا اور فرمایا اُسوقت مین کہ مین تمھارے درمیان سے نکل کر کوہ قاف کے پیچھے اقامت گزین ہوا ہونگا میرے لڑکون سے ایک کی روح قبض کرنے کو ملک الموت آئے گا اور جان نکالنے کے وقت سختی کرے گا مین قبر سے ہاتھ نکالکر خداے تعالی کا لطف اُسکے لب و دندان پر چھڑکون گا اور فرمایا جیسے جیسے کہ خداے تعالےٰ کی ملک سے ایک چیز میری طرف رجوع کر رہی ہے ویسے ویسے مین بھی خداے تعالےٰ کی طرف پھر رہا ہون اور فرمایا اے باری تعالےٰ اگر تو مجھے کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو ایسی چیز عطا فرما کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر قیامت تک کسی شخص کو عطا نہ فرمائی گئی ہو کیونکہ مین کسی کا پس ماندہ و جھوٹا نہیں کھا سکتا اور فرمایا جو نیکوئی کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر اس دم تک اور اس دم سے قیامت تک خدا نے پیرون کے ساتھ کی وہ تنہا تمھارے پیر کے ساتھ کی اور جو نیکوئی کہ تمام پیرون کے مریدون کے ساتھ کی وہ تنہا تمھارے ساتھ کی اور فرمایا ہر شب نماز شام سے آرام نہین لیتا ہون جب تک کہ اپنا حساب حق تعالےٰ کو نہین دیتا ہون اور فرمایا مینے اپنے عمل کو اخلاص مین نہ دیکھا جب تک کہ اپنے کو آفریدہ تنہا نہ دیکھا اور فرمایا اگر حق تعالیٰ قیامت کی روز تمامی خلق کو میرے طفیل سے بخشے تو بھی مین ان آنکھون کو کہ آگے جھکائے ہون نہ پھیرونگا اور مڑکر نہ دیکھونگا بباعث اُس بلندی ہمت کے کہ درگاہ خدا مین مجکو حاصل ہے

اور فرمایا ای لوگو تم ایسے مرد کے حق مین کیا کہتے ہو کہ قدم نہ ویرانے مین رکھتا ہے
اور نہ آبادی مین اور حق تعالی نے اسکو ایسے مقام مین رکھا ہی کہ قیامت کے روز
اسکو حق تعالی اٹھائیگا اور تمامی ویرانے اور آبادی کی خلق اسکے نور مین اٹھے گی
اور تمامی خلق کو اسکے طفیل سے بخشین گے حالانکہ وہ دعا نہین کرتا اس جہان مین اور
شفاعت نکریگا اس جہان مین اور فرمایا اس دنیا مین ایک جھاڑی کے نیچے اپنے خداوند
کے ساتھ زندگانی کرتا ہون اور اس حالت کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہون کہ بہشت مین
طوبی کے نیچے زندگی بسر کرون درحالیکہ اس جل شانہ سے بیخبر ہون اور فرمایا کبھی مجھکو اسی
میری گوشے مین وہ قوت وطاقت اس خداوند عز وجل سے عطا ہوتی ہی کہ اگر چاہون
تو آسمان کو پکڑ کر گھسیٹ لون اور اگر چاہون تو تحت ثری تک اتر جاؤن اور کبھی ہوتا ہے
کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہون اور خدا کی طرف متوجہ کر کے کہتا ہون اس تن اور خلق کے مقابل کے
لیے ہے یہ اتنی بڑی سلطنت کیا ہستی رکھتی ہی اور فرمایا مین چکھنے والا ہون اور خود گم
اور سننے والا ہون اور خود ناپدید اور فرمایا جو کام کرتا ہون اسمین کرامت ظاہر ہوتی ہی
کبھی ایسا ہوا کہ مینے ہاتھ ہوا مین پھیلایا ہو اور ہوا میرے ہاتھ مین سونے کا ریزہ نہ کر
نہ دکھائی دی ہو حالانکہ مینے نہ کبھی مٹھی اس ارادے سے بند کی ہوگی اور نہ اس قصد
سے ہاتھ پھیلایا ہوگا کیونکہ یہ سب کرامت ہی اور جو کہ کرامت کا شائق بنتا ہی اسکے منھ پر دروازہ
بند کرتے ہین اور پھر اسکو درگاہ مین دخل نہین دیتے اور فرمایا چاہتا ہون کہ نیچے
اتر جاؤن یا ناپدید ہو جاؤن دونون جہان سے یا ایسا ہو جاؤن کہ تمام ہی ہو رہون۔
خبردار تو مردہ دل اور آسایش طلب نہ بنے۔ اور فرمایا مینے سفید پتھر سے مسئلے پوچھے اسنے
چار ہزار مسئلون کا جواب مجھکو دیا مینے سب جوابات کو کرامت سے سمجھا اور فرمایا رات دن کی
چوبیس گھڑیاں ہین مین ایک گھڑی مین ہزار ہزار بار مرا تئیس گھڑیون کا شمار کیا ہے
تا دن چوبیس گھڑی مین اتنی بار مرا اور فرمایا لوگ اس امید پر کہ منزل پر پہونچین دن کو

روز و رات کو نماز کرتے ہین لیکن مین اپنی منزل آپ ہی ہو رہا ہون اور فرمایا کہ جب اب تک کی مین کل باتین یاد رکھتا ہون کہ اپنی ماں کے پیٹ مین چار مہینے کا ہو کر پیٹ مین پھر اچھلا اور اسوقت کی بھی کہ اس عالم سے باہر چلا گیا ہونگا قیامت تک واقعات تیرے سامنے مشرح بیان کرونگا اور فرمایا آدمی کہتے ہین فلان شخص امام ہے یاد رکھو کہ امام نہوگا مگر وہ شخص کہ تمامی مخلوق سے کہ عرش سے لیکر ثریٰ تک اور پورب سے لیکر پچھم تک باخبر ہو اور فرمایا مین آدمیون ملائکہ جنات چرند پرند خلاصہ یہ ہے کہ تمامی جاندارون اور مخلوق سے کہ پیدا کیے گئے جہان کے کنارے پہ زیادہ روشن نشان دے سکتا ہون بہ نسبت اُن چیزون کے کہ میرے پاس ہین۔ اور فرمایا ترکستان سے لیکر شام تک اگر کسی کی اُنگلی مین کانٹا لگے یا پاؤن مین ٹھوکر یا دل مین کوئی اندوہ وغم ہو وہ اُنگلی میری اُنگلی ہے اور اُس قدم کی چوٹ میری چوٹ ہے اور وہ اندوہ وغم میرے دل مین ہے اور اگر اندوہ وغم کسی دل مین ہے وہ دل میرا دل ہے اور فرمایا مین اس راز و نیاز کو کہ مجکو حق تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر کہون تو لوگ باور نکرین اور جو کچھ کہ حق تعالے کو میرے ساتھ ہے اگر مین اُسکو کہون گویا ایک آگ ہو کر روئی مین رکھدی تعجب ہے کہ اپنے آپے مین رہکر اُسکا کلام زبان سے کہون اور شرماتا ہون کہ اُس کے روبرو کھڑے رہکر اُسکا کلام کہون کہ مین اُس قافلے مین نہون کہ جسکے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہون۔ اور فرمایا خلائق کو ابتدا ہے اور انتہا۔ ابتدا مین جو کرتے ہین اُسکا بدلا آخر مین پاتے ہین۔ حق تعالیٰ نے مجکو ایک ایسا وقت عطا فرمایا ہے کہ اوّل اور آخر میرے وقت کا آرزومند ہے اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ بہشت اور دوزخ نہین ہے بلکہ یہ کہتا ہون کہ بہشت اور دوزخ کا میرے نزدیک کچھ رتبہ و محل نہین ہے کیونکہ وہ دونون پیدا کیے ہوئے ہین اور اُس رستے مین کہ مین ہون آفریدہ کو دخل نہین ہے اور فرمایا نہ مین خاص سے کہسکتا ہون کیونکہ افشاے راز کرینگے اور نہ عام سے کہسکتا ہون کیونکہ اُس تک راہ نہ لیجا سکینگے۔ اور نہ اپنے آپ ہی سے کہسکتا ہون کیونکہ وہ عجب و حیرت مین مستغرق ہوگا اور اوّل تو مین وہ

زبان ہی نہین رکھتا ہون کہ جس سے اُسکا ذکر مفصّل کرسکون اور فرمایا جسوقت کہ حق تعالی نے اپنے فضل سے مجھپر لطف فرمایا ملائکہ شرما گئے حق تعالی نے مجھے اُنسے پوشیدہ کیا اور نیست کیا اور آفرینش سے باہر لے گیا بعد اسکے اپنے ساتھ اپنے کہتا تھا اور کرتا تھا اور اگر وہ نہوتا کہ حکم اُسکا ایسا ہی کراماً کاتبین کہان سے مجھے دیکھتے - اور فرمایا مین رحم یعنے بچّہ دان مادر مین جلکر راکھ ہوگیا جب روے زمین پر آیا پگھلا اور گلا جب حدِ بلوغ کو پہونچا بوڑھا ہوا اور فرمایا تمامی حق تعالی کی آفرینش مثل کشتی کے ہی اور مین اُسکا ملّاح ہون اور اس کشتی کے باہر مجھے مشغول نہین کرتے کیونکہ مین اسی مین ہون اور فرمایا حق تعالی نے مجھے ایسی فکر عطا کی کہ مین نے ہر مخلوق کو کہ حق جلّ شانہٗ نے پیدا کیا ہی اُسین دیکھا پس مین اُسی شغل مین شب و روز ہورہا پھر وہ فکر میری بینائی ہوئی پھر شرح پھر انبساط اور محبّت اور ہیبت ہوئی پھر گرانباری بعد اسکے مین اُسکی یگانگی کی فکر مین پڑا پھر اُس مقام پر پہونچا کہ فکر حکمت ہوگئی پھر صراط المستقیم اور شفقت بر خلق ہوگئی چنانچہ مینے اپنے سے زیادہ کسیکو اُسکی خلق پر مہربان و شفیق نہ دیکھا پس مینے کہا کیا اچّھا ہوتا کہ تمامی خلائق کے عوض مین مرجاتا تاکہ خلق کو موت کے زہر کی تلخی نہ چکھنا پڑتی اور تمام خلائق کے بدلے مجھسے حساب و کتاب لیتے تاکہ خلق کو حساب کی سختی نہ دیکھنا پڑتی اور کیا خوب ہوتا کہ سب خلق کی عوض مجھپر عذاب کرتے تاکہ خلق کو دوزخ کا عذاب نہ جھیلنا پڑتا اور فرمایا حق تعالی اپنے دوستونکو ایسے مقام مین رکھتا ہی کہ وہان مخلوق کا گذر نہین اور ابو الحسن اس گفتگو مین صادق ہی اگر مین اُسکے لطف کا کچھ ذکر کرون خلق مجھکو دیوانہ کہے جو کچھ کہ مینے کھایا اور پہنا اور دیکھا اور سُنا اور ہر چیز سے کہ اُسنے پیدا کی ہی مجھ سے حجاب نکیا اور فرمایا حق تعالی نے مجھے فرمایا کہ تجھے بدبختون کو نہ دکھاؤنگا اور اُس شخص کو دکھاؤنگا کہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور مین اُسکو دوست رکھتا ہون اب مین دیکھ رہا ہون کہ کس کس کو لاتا ہے جس شخص کو کہ آج اس حرم تک لایا کل اُسکو وہان میرے ساتھ حاضر کریگا مینے کہا الٰہی مجھے اپنے پاس اُٹھا لے ندا آئی کہ اے ابوالحسن میرا تجھپر حکم ہی تجکو اسیطرح رکھونگا

تاکہ جسکو کہ مین دوست رکھتا ہون آوے اور تجھکو دیکھے اور اگر تجھ تک نہ آسکے تو
تیرا نام ہی اُسکو سُنواوُن تاکہ تجھکو دوست پکڑے کیونکہ مینے تجھکو اپنی پاکی سے پیدا کیا ہے
تجھکو دوست نہ رکھین گے مگر پاک لوگ اور فرمایا جب تک حق تعالی نے مجھے دوستی مین نہ لیا
مجھے خلق کا دوست نہ کیا اور فرمایا جب مین تن سے حق تعالی کے حضور مین گیا مینے دل
کو پکارا حاضر ہوا پس ایمان اور یقین اور عقل اور نفس آئے مین دل کو ان چارون کے درمیان
لایا اُسنے یقین اور اخلاص کو اختیار کیا اور اخلاص نے عمل کو اختیار کیا تب مین حق تک
پہونچا پھر ایسا مقام میسر ہوا کہ اپنی ہستی کو بھول گیا سب حق ہی حق مینے دیکھا پس وہ چار
چیزین کہ وہان لے گیا تھا میری محتاج ہو گئین اور فرمایا مین ہر چیز سے کہ حق تعالے کے
سوا ہے تارک و جُدا ہوا پھر اُسوقت مینے اپنے آپ ہی کو پکارا حق تعالی سے جواب سُنا مین جان گیا
کہ خلق سے درگذرا مینے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کا نعرہ بلند کیا اور محرم ہوا پھر حج کیا اور وحدانیت
مین طواف کیا بیت المعمور نے میری زیارت کی کعبے نے میری تسبیح کی ملائکہ نے میری ثنا
کی پھر ایک نور ظاہر ہوا کہ حق تعالے کا مقام اُسمین تھا جب مین اُس مقام تک پہونچا مجھمے
کچھ باقی نہ رہا تھا اور فرمایا تمام عبادات اور کرامات کو جو اجر و ثواب ہے ظاہر ہے اور ذکر اولیا
کو کہ واسطے حق تعالی کے ہے اجر و ثواب ظاہر نہین اور فرمایا پہلے مینے ایسا جانا کہ ایک
امانت میرے سپرد کی ہے جب خوب دیکھا تو جانا کہ اپنی خداوندی مجھپر رکھی تھی اور فرمایا اگر
تمھارے سامنے اپنے معاملے سے کچھ نشان نہین بیان کرتا ہون بلکہ خداوندی پاکی اور
اُسکی دوستی اور رحمت کا نشان تمکو دیتا ہون کہ موج پر موج آتی ہے اور کشتی پر کشتی
ٹوٹتی ہے اور فرمایا پچاس برس ہوتے ہین کہ حق تعالے سے اس طرح سے سخن
کہہ رہا ہون کہ میرے دل اور زبان کو اس سخن سے کچھ خبر نہین اور فرمایا ستّر سال
مینے اس طرح حق تعالی کے ساتھ زندگانی کی کہ ایک سجدہ شرع کے خلاف نہین کیا اور
ایک نفس نفس کی موافقت پر نہ مارا اور تجبیر اسطرح کی کہ عرش سے ثریٰ تک میرے لیے ایک قدم کیا

اور فرمایا حق تعالی سے مینے ایک خواہش کرائی میرے بندے اگر اندوہ وغم کے ساتھ تو
میرے آگے آئیگا تجکو شاد کرونگا اور ساتھہ فقر اور نیاز کے آئیگا تجکو توانگر کرونگا
جبکہ تو بالکل اپنے سے دست بردار ہوگا آب وہوا کو تیرے زیر حکم کرونگا اور فرمایا
ایک مرتبہ تمامی روے زمین کے خزانون کو حاضر کیا کہ مجھ جوان کو دکھائے مینے کہا
خداوندا مین اسپنے فریفتہ ہونگا پھر حق تعالی سے خطاب ہوا ای ابوالحسن دنیا اور آخرت
سے تجھے حصہ نہین ہر ان دونون کے عوض مین تیری لیے ہون اور فرمایا حق تعالے
نے میری زندگی کو میری آنکھ مین گناہ کرکے دکھایا اور فرمایا جب سے کہ مینے دنیا سے
ہاتھہ اٹھایا ہے تب سے اسکی طرف ہرگز نہین گیا ہون اور جب سے کہ مینے اللہ کہا تب سے
کسی مخلوق کی طرف متوجہ نہین ہون۔ اور فرمایا جو کچھ کہ بندون کے علمون سے تھا مین
حق تعالی کی توفیق سے سب کو بجالایا ہون اور جو کچھ کہ اُس جل شانہ کی عنایات سے تھا
تمام بندون کے ساتھہ اسنے اپنے فضل سے مجھ اکیلے کو عطا فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی معاملے
سے کہتا ہون کبھی عطا سے۔ کیونکہ جہان کہ مین ہون خلق کو وہان گذر نہین ہے۔
آپنے ایک شخص سے فرمایا کیا تو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھہ صحبت رکھنا چاہتا ہے۔
اُسنے کہا ہان آپنے فرمایا اپنی عمر کے ساٹھہ برس کہ تونے برباد کیے ہین پھر نئے سرے
سے حاصل کر اے نادان حق تعالی نے کہ تجکو پیدا کیا تو اُسکی صحبت کو چھوڑکر خضر
علیہ السلام کی صحبت کا خواہان بنا ہے جبکہ مجھے صحبت اُس جل شانہ کے ساتھہ نصیب
ہوئی ہرگز مجھے یہ آرزو ہوئی کہ کسی مخلوق کے ساتھہ صحبت رکھون۔ اور فرمایا خلائق
میری ستایش یا نکوہش نہین کر سکتی کیونکہ جو کچھ کہ مجھسے بیان کرے گی مین اُسکے
خلاف ہونگا اور فرمایا وقت تمام چیزون کو پہونچتا ہے پر کوئی چیز وقت تک نہین
پہنچتی اور خلق وقت کی پابند ہے اور ابوالحسن خداوند وقت ہے اگر کچھ اپنے وقت
سے کے مخلوقون مین بھاگ پڑجائے جوانمردون کی جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

وقت سے حق تعالیٰ کی ہستی تک اقرار دیتی ہے اور فرمایا جب میں نے اُسکی ہستی کو دیکھا مجھے
میری ہستی دکھائی دی۔ اور جب میں نے اپنی نیستی کو دیکھا اُسنے اپنی ہستی اور خداوندی
مجھے دکھائی میں اس نادرہ میں ششدر رہ گیا یکبیک حق تعالیٰ سے دل میں ندا آئی کہ
اپنی ہستی پر اقرار دے میں نے کہا خداوندا تیرے سوا کون ہے کہ تیری ہستی پر اقرار دے کیونکہ
خود تو ہی نے فرمایا شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے جب یہ راہ مجھپر گشادہ
کی روشنی اس راہ کی اتنی دور تک تھی کہ ہر سال میں گویا کفر سے نبوت تک جاتا تھا اور
فرمایا رات دن کی کہ چوبیس گھڑی ہیں میرے نزدیک ایک دم کے برابر ہیں اور وہ دم
حق سے اور حق کے ساتھ ہے میرا دعویٰ خلق کے ساتھ نہیں ہے اگر قدم وہان رکھوں کہ
ہمت ہے اس مقام پر پہونچوں کہ مقرب ملائکہ کو وہان راہ نہو اور فرمایا اُن لوگون کو کہ
وہان تک لائے میں نے اُن سب کو با نور و منور دیکھا بعض کو بہت زیادہ اور بعض کو بہت کم میں نے
عرض کی الٰہی جو کچھ کہ تو نے اُنہیں پیدا کیا ہے پھر اُنپر ظاہر فرما ارشاد ہوا ابوالحسن دنیا کی
حالت اسی روش پر ہے اگر میں اُنکو پھر اُنکو دکھاؤں دنیا اُجڑ جاوے اور فرمایا میں نے اپنے
بشیرہ ہو کر اپنے آپ کو پانی میں ڈالا نہ ڈوبا۔ آگ میں بھی ڈالا آگ نے بھی مجھکو نہ جلایا چار دن میں نے
دس روز تک کچھ نہ کھایا تب بھی نہ مرا بعد اسکے میں نے اپنا سر عجز کی چوکھٹ پر رکھا اُس وقت
وہ کشایش نمود ہوئی کہ ایسے درجے کو پہونچا کہ بیان سے باہر ہے اور فرمایا میں نے راہ پر
کھڑا ہوا زمین اور آسمان کی مخلوق کے اعمالون کو دیکھا اُنکا معاملہ میری نظر میں کچھ بھی
نہ آیا بہ نسبت اُس چیز کے کہ میں نے اُسکی ملک و ملکیت سے دیکھا پس حق تعالیٰ سے ندا آئی
کہ تو اور ساری مخلوق میرے نزدیک ایسی ہے کہ یہ سب تیرے نزدیک ہیں اور فرمایا میں
نہ عابد ہوں نہ زاہد نہ عالم ہوں نہ صوفی خداوندا تو ایک ہے میں اُس تیری یکتائی سے
ایک ناچیز ہوں اور فرمایا وہ کیونکر مرد ہو سکتا ہے کہ خداوند کے حضور میں اس طرح نہ کھڑا ہو
کہ آسمان اور زمین اور پہاڑ کھڑے ہیں اور جو کر لیے آپ کو نیکو دیکھیں انگشت نما کرتا ہے

دو لیکن نہیں ہے کیونکہ نیکی صفت خداوندی کی ہے اور فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ کرامت
ممتاز ہو ایک روز کھانا کھا اور تین روز مت کھا تیسرے روز کھانا کھا پانچ روز مت کھا
پانچویں روز کھا چودہ روز مت کھا چودھویں روز کھا مہینہ بھر مت کھا مہینہ بھر میں کھا
چالیس روز مت کھا چالیسویں روز کھا چار مہینے مت کھا چوتھے مہینے کھا سال بھر مت کھا
بعد اسکے ایک چیز ظاہر ہوگی شکل سانپ کے ایک چیز کو منھ میں لیے تیرے منھ میں دیدے گی
بعد اسکے تجھکو اشتہا ہی نہ ہوگی اور فرمایا جب میں مجاہدے میں تھا اور میرا پیٹ خشک ہوگیا تھا
وہ سانپ ظاہر ہوا میں نے عرض کی الٰہی میں کوئی چیز واسطہ اور ذریعے سے نہیں چاہتا پس
ایک طرح کی حلاوت میرے معدے میں پیدا ہوئی خوشبودار زیادہ مشک سے شیریں زیادہ
شہد سے پھر وہ راز میرے حلق سے ظاہر ہوا میں ندا آئی کہ اے ابوالحسن ہم تیرے لیے خالی
معدے سے کھانا لاینگے اور پیاسے جگر سے پانی دینگے اگر نہ وہ ہوتا کہ اسکا حکم یوں ہی
ہوچکا ہے تو میں وہاں سے کھاتا کہ خلق نہ دیکھتی اور فرمایا میں نے اپنے عمل کو اخلاص سے نہیں
دیکھا جب تک کہ بغیر اس جل شانہٗ کے کسی کو دیکھا جب خلق سے غائب ہوگیا اور تمامی اسی
اس کو دیکھا اخلاص ظاہر ہوا پھر جب میں نے اسکی بے نیازی کی طرف نظر کی تو تمامی خلائق
کے اعمال کو مچھر کے پر کے برابر نہ دیکھا اور جب اسکی رحمت کی طرف دیکھا تو تمامی خلائق کو
رائی کے دانے کے برابر وزن اور قدر میں نہ دیکھا پس ان پردوں سے وہاں کیا ہوگا اور
فرمایا میں خداوند تعالیٰ کے کام سے عجب میں رہا کہ کتنے ہی سال عقل مجھ سے لے لی اور
مجھے خلق کو عقلمند دکھلاتا رہا۔ اور فرمایا الٰہی کیا اچھا ہوتا کہ دوزخ اور بہشت نہ ہوتے
تاکہ کھل جاتا کہ خداوند پرست کون ہے اور فرمایا خداوند تعالیٰ نے مجھے ایک بازار ظاہر کیا
اس بازار میں بعض کہنے کے لائق تھے اور بعض سننے کے قابل اور بعض جاننے
کے قابل پس ایک دریائے عظیم میں گرا وہ بازار میرے آگے سے اٹھا لیا پس خداوند نے
سرگی مجھ پر ظاہر کی اپنے اول اور آخر سے قیامت دیکھی جو مجھ کو اول مجھکو دیا آخر میں بھی

وہی مجھکو دیا پھر میرے سر کے بال سے لیکر پاؤن کے ناخن تک بیل صراط کردیا اور فرمایا
جب تو اپنی خودی سے گذر گیا تو نے صراط اور دوزخ کو واپس کردیا اور فرمایا ہر شخص کو
خداوند تعالیٰ سے رستگاری و نجات حاصل ہو پر مجھے اندوہ دائمی حاصل ہو خدای تعالے
قوت عطا فرمادے تاکہ اس بھاری بوجھ کو کھینچون اور فرمایا مین خداوند تعالیٰ کے کام
سے عجب مین رہا کہ ابتدا مین اتنے بار اس تن کے پوست مین رکھے بغیر میری آگاہی کے
پھر آخر مین مجکو آگاہ کیا تب مین ایسا متحیر ہو گیا یا دلیل المتحیرین زدنی تحیرا۔ اور فرمایا
میرے سر کی کلاہ عرش ہی اور میرے ہر دو پاؤن تحت ثری اور ہر دو ہاتھ مشرق اور مغرب
اور فرمایا حق تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے گنتی سے باہر ہین جسقدر کہ بندے ہین
ہر ایک کو طرف حق تعالے کے ایک راہ ہی پس مین ہر راہ مین گیا مینے ایک قوم کو دیکھا
مینے عرض کی خداوندا مجھے ایسی راہ مین باہر لے چل کہ مین اور تو ہی ہون خلق کو اسمین
راہ نہو حق تعالیٰ نے اندوہ وغم کی راہ میری آگے رکھی اور فرمایا اندوہ وغم ایک بڑا
بھاری بوجھ ہے اسکو کھینچ نہ سکین گے اور فرمایا جو کہ حق تعالیٰ کے نزدیک مرد ہی خلق
کے نزدیک طفل ہے اور جو کہ خلق کے نزدیک مرد ہی وہان نامرد ہے اور اس بات کا خیال رکھو
کہ مین ایسے وقت مین ہون کہ اسکا بیان نہین ہو سکتا اور فرمایا جو کوئی کہ میری باتین
سنکر خیال کریگا کہ مینے خدا کی تعریف کی ہی اُسکا سر نکالین گے اور جو کوئی خیال کریگا کہ مینے
اپنی تعریف کی ہی اسکا دل نکالین گے کیونکہ یہ میری باتین ایسے پاک دریا سے ہین کہ خلق
کی ملکیت سے اُسمین ذرہ نہین ہے اور فرمایا مینے عافیت تنہائی مین پائی اور سلامت
خاموشی مین اور فرمایا میرے دل مین ندا آئی ای ابا الحسن میرے فرمان پر قائم رہ کیونکہ مین
وہ زندہ ہون کہ کبھی نہ مرونگا تاکہ تجھے ایسی حیات عطا کرون کہ اسمین مرگ نہووے
اور جس چیز سے کہ تجھے منع کیا ہی اس سے دور رہ کیونکہ میرے مُلک ودربار شاہی کو زوال
نہین ہے تاکہ تجکو وہ مُلک عطا کرون کہ اسکو زوال نہو اور فرمایا جسنے کہ مجکو پہچانا اور

دوست رکھا حق کو دوست رکھا اور حق نے اُسکو دوست رکھا اور جو کوئی کہ جوانمردون کی
صحبت مین بیٹھا حق تعالی کی صحبت مین بیٹھا اور فرمایا جب میری زبان حق تعالے کی
توحید اور ذکر مین کشادہ ہوئی مینے آسمانون اور زمینون کو دیکھا کہ میری گرد اگرد طواف
کرتے تھے اور خلق اُس سے بیخبر اور فرمایا میرے دل مین ندا کی کہ خلائق مجھسے بہشت طلب
کرتے ہین اور ایمان کے شکر مین قیام نہین کیا ہے اور دوسری چیز طلب کرتے ہین اور فرمایا
صبح کو عالم زیادتی علم کی طلب کرتا ہے اور زاہد زیادتی زہد کی طلب کرتا ہے اور ابو الحسن اس
فکر مین ہوتا ہے کہ ایک مسلمان بھائی کے دل کو ایک طرح کی خوشی و مسرت پہونچا دے اور فرمایا
جو کہ یہان آتا ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا جانے کہ قیامت کے روز مین کھڑا رہونگا جب تک کہ اُسکو
نجات نہ دلا لونگا بہشت مین قدم نہ رکھونگا اور اگر ایسا اعتقاد نہین کر سکتا ہے تو اُس سے
کہدو کہ یہان مت آ اور مجھے سلام مت کر اور فرمایا ایک ایسی چیز مجھمین آئی کہ اُسنے مجھکو
تین روز مردہ بنایا اُس چیز سے کہ یہ خلق اُس سے زندہ ہے دُنیا اور آخرت مین پھر مجھکو وہ
زندگانی عطا فرمائی کہ اُسمین موت کو دخل نہین اور فرمایا اگر مین ایک بات علمای نیشاپور کے
آگے کہون تو پھر کوئی منبر پر نہ چڑھے اور فرمایا مینے خداوند تعالی اور خلق کے ساتھ ایسی صلح
کی ہے کہ کبھی اُنسے جنگ نہ کرونگا اور فرمایا اگر مجھکو اس بات کا خوف نہوتا کہ خلائق مجھکو کہے گی
کہ بایزید کے درجے کو پہونچا ہے اور اسمین صورت بیحرمتی کی ہے تو مین جو کچھ بایزید نے
حق تعالی سے کہا ہے اور سُنا ہے تمھارے سامنے کہتا اسلیے کہ جہان بایزید کا اندیشہ گیا ہے
ابو الحسن کا وہان قدم پہونچا ہے اور فرمایا بایزید نے کہا ہے کہ نہ مقیم ہون نہ مسافر حالانکہ مین
اُسکی یگانگی مین مقیم ہون اور اُسکی یکتائی مین سفر کرتا ہون اور فرمایا جب کہ حق تعالے نے
مجھے میری سے باہر لایا ہے بہشت میری طلب مین ہے اور دوزخ میری خوف مین ہے اور اگر بہشت
اور دوزخ یہان کہ مین ہون گذر کرین دونون اپنے باشندگان سمیت مجھمین فانی ہوجاوین
اور فرمایا کہ ندا آئی ای ابو الحسن ہم سب چیزین تجھکو دین مگر خداوندی مینے عرض کی

اے خداوندا اس واد و دہش کو درمیان سے باہر کیجیے کیونکہ یہ بات بیگانون کے لائق ہے اور
اس سے مجھے غیرت آتی ہے کہ بیگانہ دار رہون آور فرمایا خلق وہ بات کہتی ہے جو انکو خداے تعالے
کے ساتھ ہے اور ابوالحسن وہ بات کہتا ہے کہ حق کو اسکے ساتھ ہے آور فرمایا تیس برس ہو گئے کہ
مین خلق کی طرف رُخ کیے بات کہہ رہا ہون خلق تو اس گمان مین ہے کہ مین اُس سے باتین
کہہ رہا ہون اور مین درحقیقت حق تعالی کے ساتھ باتین کہہ رہا ہون آپنے ایک بات مین کبھی
اس خلق کے ساتھ خیانت نہین کی ہے اسلیے کہ باطن سے حق تعالی کے ساتھ رہا ہون ہے آور اگر
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہان تشریف لاوین تو بھی مجھے خاموشی بجا ہے آور فرمایا میرے
باپ اور مان حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندون سے تھے لیکن جہان کہ مین ہون نہ آدمی ہون
اور نہ آدم۔ خداوند تعالی کے ساتھ راستی جوانمردی ہے اور بس آور فرمایا ایک روز مین چت
لیٹا تھا عرش کے گوشہ سے ایک چیز قطرہ قطرہ میرے منھ مین ٹپکتی تھی اور اسکی حلاوت میرے باطن
مین پیدا ہوتی تھی آور فرمایا مین اور بایزید اور اویس قرنی ایک کفن مین تھے آور فرمایا تمام جہان
مین جو شخص کہ زندہ مجکو نظر آیا وہ بایزید تھا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ یہ آیت پڑھتے تھے کہ
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ آپنے فرمایا کہ میرا بطش یعنے حملہ اُسکے بطش سے سخت تر ہے کیونکہ وہ
عالم کو پکڑتا ہے اور مین اُسکی کبریائی کے دامن کو پکڑتا ہون آور فرمایا کہ میرے دل پر عشق کا ایسا
نشان ہے کہ جہان مین نے کسیکو اُسکا رازدار نہ پایا کہ اُس سے کہون آور فرمایا قیامت کے روز
حق تعالی مجھ سے فرمائیگا کہ میرے نزدیک آ اور جو کچھ مانگتا ہے مانگ مین عرض کرونگا خداوندا تو
عالم تر ہے ارشاد ہوگا کہ مینے تیری ہمت تجکو دی حاجت مانگ مین عرض کرونگا الٰہی اُس جماعت
کو چاہتا ہون کہ میرے وقت مین تھی اور وہ جماعت کہ میرے بعد قیامت تک میری زیارت کو آئی
آور وہ جماعت کہ نہین آئی اور وہ جماعت کہ جسنے میرا نام سُنا آور وہ جماعت بھی کہ جسنے میرا
نام نہ سُنا پس حق تعالے سے خطاب ہوگا کہ تو نے دنیا مین وہ کام کیے کہ تیرے کیے اب ہم بھی
وہ کرینگے کہ تو کہے گا پس حق تعالے سب کو میرے آگے حاضر فرماویگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

فرماوینگے اگر تو چاہے تو تیرے واسطے ابھی آگے جگہ خالی کروں مین عرض کرونگا یا رسول اللہ
مین دنیا مین آپکے پیچھے تھا یہان بھی آپکے پیچھے رہونگا پھر ایک نور کا بچھونا بچھاوینگے
ابوالحسن مع اپنے خرقہ پوشون کے وہان استادہ ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُن
پیروان کو کہ اولین اور آخرین مین مثل اُسکے نہین ہوے ظاہر فرماوینگے حق تعالی ابوالحسن کو
اُسکے مقابلے مین لاکے فرماویگا اے محمدؐ یہ تیرے ضعیف ہین اور ابوالحسن ہمارا ضعیف ہے اور فرمایا
حق تعالے نے میری طرف خطاب کیا کہ جنھون نے کہ تیرے رُود سے پانی پیا ہے اُن سب کو
تیرے طفیل سے ہمنے بخشدیا۔ اور فرمایا قیامت کے روز مین اپنے زیارت کرنے والون کی
شفاعت نہ کرونگا بلکہ وہ خود شفاعت دوسرون کی کرینگے اور فرمایا جسنے کہ ہمارا کلام سُنا ہوگا
اور سُنے گا اور سُنتا ہوگا اُسکا ادنی سے ادنی درجہ یہ ہوگا کہ قیامت کے روز اُس سے
حساب نہ کرینگے اور فرمایا کہ میرے باطن مین ندا کی کہ ہمنے کل چیزین تجھکو عطا کین
سواے خفیۃ کے تین بار مکرر سہ کرر یون ہی ندا کی کہ عجز الخفیۃ اور فرمایا کبھی مین ابوالحسن
اُسکا ہون اور کبھی وہ ابوالحسن میرا ہے یعنی جب ابوالحسن مقام فنائیت مین ہوتا ہے
ابوالحسن اُسکا ہوتا ہے اور جب مقام بقائیت مین آتا ہے جو کچھ کہ دیکھتا ہے تمامی خود ہی کو
دیکھتا ہے اور جو کچھ ابوالحسن کہ دیکھتا ہے وہی ہوتا ہے اور فرمایا مینے سات لاکھ
سیڑھیان بے نہایت لگائین تب حق تعالے تک پہونچا یا وجود اُسکے کہ مین قدم
سیڑھی کے پہلے پایہ پر رکھتے ہی حق تعالی تک پہونچا تھا اور فرمایا لوگون کے
درمیان باہم خلاف ہے کہ کل کو اُسکو دیکھینگے یا نہین۔ ابوالحسن معاملہ نقد کرتا ہے
اور فرمایا اے خداوندا اگر تو مجھے محبت کی بساط پر رکھے گا مین اسیر تیری دوستی مین
شکست ہوجاؤنگا اور اگر ہیبت کی بساط پر رکھے گا مین دیوانہ ہوجاؤنگا تیرے
وہ پہلے ہان البتہ جبوقت کہ نور انبساط ظاہر ہوگا ہر دو حالت مین مین ہی ہونگا اور
اُس حال مین میرا مین ہونا تو ہی ہے اور فرمایا خداوندا ایک شخص ہین کہ اُنھون نے مجھے

تیری ہی طرف بلایا لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سوائے اُنکے میں نے تمامی خلائق
آسمانی اور زمینی کو تیری طرف بلایا اور یہ بیان حقیقت ہے اثبات شریعت کے ساتھ
اور ابوالحسن درمیان میں غائب اور فرمایا میں نے خداوند تعالےٰ کی طرف رُخ کرکے عرض کی
الٰہی خوشی تیری ہی ذات پاک سے ہر بہشت میں اور فرمایا حق تعالےٰ سے ندا آئی کہ میں نے
تمامی خلائق کے گناہ معاف کر دیے مگر اُس شخص کے کہ جس نے میری دوستی کا دعوےٰ
کیا تھا پھر تو میں نے بھی کہا اگر اُس طرف سے معافی ظاہر نہیں ہے تو اس طرف سے بھی
ندامت ظاہر نہیں ہے کوشش کرتا کہ ہم بھی کوشش کریں کیونکہ ہم جو کچھ کر چکے ہیں
اُس سے پشیمان نہوں گے اور فرمایا خداوند قیامت کے روز ہر شخص کا علاقہ و
تعلق ٹوٹ جائے گا مگر وہ علاقہ کہ میرے اور تیرے درمیان ہے ہرگز نہ ٹوٹے گا
اور فرمایا الٰہی تیری نعمت فانی ہے اور میری نعمت باقی ہے کیونکہ تیری نعمت میں
ہوں اور میری نعمت تو ہے اور فرمایا الٰہی قیامت کے روز پیغمبر علیہم السّلام نور کے
منبروں پر بیٹھیں گے اور لوگ اُنکا نظارہ کرینگے اور اولیا نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے
اور خلق اُنکو دیکھے گی اور ابوالحسن یگانگی کی بساط پر بیٹھے گا تاکہ خلق تیرا نظارہ کرے
اور فرمایا الٰہی میں چیزیں میری غیروں کے ہاتھ میں مت ڈال ایک تو میری جان کہ
میں نے اُسکو تجھ سے لیا ہے ملک الموت کو نہ دونگا دوسرے جبکہ رات دن تو میری ساتھ ہے
کراماً کاتبین کا درمیان میں کیا کام تیسرے میں منکر و نکیر کا سوال نہیں چاہتا کیونکہ
اگر میں تیرے یقین کا نور اُنکو دوں تجھپر ایمان نہ لاویں پس میں اُنسے دست بردار
ہوں اور فرمایا اگر بندہ تمام مقاموں کو کہ حق کی پاکی سے بھرے ہیں طے بھی کر جاوے
تو بھی حق تعالےٰ کی ہستی سے اُسپر کچھ ظاہر نہو جب تک جو کچھ کہ اُس سے لیا ہو اُسکو
واپس نہ دیوے یعنی فانی نہووے اور فرمایا خداوندا مجھے ایسے مقام پر مت رکھ کہ میں
کہوں خلق اور حق یا کہوں میں اور تو اپنے فضل سے مجھکو ایسے مقام میں رکھ کہ میں نہ میرا

درمیان مین بتوسط تیری تو ہو۔ اور فرمایا خداوندا اگر خلق کو آزردہ کرون جب مجھے
دیکھین راستہ کترا کے نکلجا دین اور مینے اسقدر تجھکو آزردہ کیا اور تو میرے ساتھ ہی ہے
کیونکہ یہ راہ پاکون کی ہے اور فرمایا الہی مین تجھ مین جنگل مارتا ہون تاکہ تجھ سے ظاہر ہون درمیان
تمامی مخلوق کے یا فرد بنجاؤن ایسا کہ ناپید ہوجاؤن اور فرمایا جب دو ہوتے ہین دوسرا اسکا
ہمتا ہوتا ہے جب ایکسی ہوتا ہے بے ہمتا ہوتا ہے اور فرمایا الہی جو کچھ کہ میری ملکیت تھا مینے
اسکو تیری کار مین صرف کیا اور جو کچھ کہ تیری ملکیت سے تھا وہ بھی تیری کار مین صرف کیا تاکہ میرا مین بیچ
درمیان سے اٹھ جائے اور تو ہی تو باقی رہے اور فرمایا مین ہر جگہ مین تیرا بندہ ہون اور تیرے
رسول کا چاکر اور تیری خلق کا خادم اور فرمایا مینے چار تکبیرین کہین ایک تو دنیا پر
دوسری خلق پر تیسری نفس پر چوتھی آخرت پر پانچوین دید طاعت پر بس اسقدر کہ خلق کے
ساتھ کہہ سکتا ہون باقی رہین اٹھتر انکو کہنے کی طاقت نہین اور فرمایا مین چالیس قدم
چلا ایک قدم تو ان چالیس قدم سے تحت الثریٰ سے عرش تک تھا دوسرے قدمون کو بیان نہین کر سکتا
اور فرمایا خداوندا جب تو مجھے یاد کرے تو میری جان قربان تیری ذکر پر ہوجیو اور جب میرا دل تجھے
یاد کرے تو میرا نفس اور تن میرے دل پر قربان ہوجیو اور فرمایا الہی جب کہ میرا تن درد کرتا ہے تو تو
مجھے شفا دیتا ہے جب کہ مین تو ہی ہون اور درد ہو شفا مجھے کون دے اور فرمایا خداوندا تو نے مجھکو
اپنے واسطے پیدا کیا ہے اور مین ماں کے پیٹ سے تیرے ہی واسطے پیدا ہوا ہون مجھے کسی مخلوق کا
شکار مت کرنا اور فرمایا الہی بعضے تیرے بندے نماز اور طاعت کو دوست رکھتے ہین اور بعضے
حج اور غزا کو اور بعضے علم اور سجادے کو جب مجھے تو تو ایسا کردے کہ میری زندگی اور دوستی سوا
تیرے نہو وے اور فرمایا خداوندا اگر کوئی تن اور کوئی دل نور کا ہوتا تو بھی تیری خدمت کے
قابل نہوتا پس کیونکر ایسا پریشان دل اور تن تیرے لائق ہوسکتا ہے اور فرمایا خداوندا تیرے
دوستون سے کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ تیرا نام جس طرح کہ لینا چاہیے لیتا ہے تاکہ مین اپنی
بینائی کو اسکے قدمون کے نیچے ڈالون اور فرمایا خداوندا مین دنیا مین جہان تک کہ

قدرت رکھتا ہون ڈینگ ماردون گا تو کل قیامت کو جو کچھ چاہی میرے ساتھ کرنا۔ اور فرمایا الٰہی ایک جماعت ہی کہ قیامت کے روز شہید اُٹھے گی جو تیری راہ مین مقتول ہوئی ہی مین قیامت کے روز وہ شہید ہونگا کہ تیری شوق کی شمشیر کا قتل کیا ہوا ہونگا اور ایسا درد رکھتا ہون کہ جب تک تیری ہستی باقی ہی وہ درد باقی ہے اور فرمایا تمامی کامون مین اوّل طلب ہوتی ہی پھر یافت مگر یہان اوّل یافت ہی پھر طلب۔ نامردون کے پانوٴن مین چلتے چلتے آبلے پڑگئے اور مردون کے جوتون مین گھٹے پڑ گئے اور فرمایا ایک شخص ہوتا ہی کہ ستر برس مین ایکبار آگاہی پاتا ہی اور ایک ہوتا ہی کہ پچاس سال مین اور ایک ہوتا ہی کہ چالیس سال مین اور کوئی ہوتا ہی کہ تیس برس مین اور کوئی ہوتا ہے کہ دس برس مین اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک سال مین ایک بار اور کوئی ہوتا ہے کہ ہر ماہ مین ایک بار اور کوئی ہوتا ہے کہ نماز کے وقت سے نماز کے وقت تک اور کوئی ہوتا ہے کہ اُسپر حکم چلاتا ہے اور اُسکو اس جہان کی خبر نہین ہوتی اور فرمایا خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہدینا کہ مین مرد ہون جب تک کہ ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ اوّل تکبیر تو خراسان مین باندھی اور سلام کعبے مین پھیرے اور تو اوپر سے عرش تک دیکھے اور نیچے سے ثریٰ تک دیکھے اُسوقت تو جانے گا کہ بے نمازی ہون تو مین ہون اور نامرد ہون تو مین ہون اور فرمایا بعضی خلائق کعبے مین طواف کرتی ہی اور بعضی بیت المعمور مین طواف کرتی ہی اور بعضی عرش کے گرد اور جوانمرد اُسکی یگانگی مین طواف کرتے ہین اور فرمایا سب مسلمان نماز پڑھتے ہین اور روزہ رکھتے ہین لیکن مرد وہ شخص ہے کہ ساٹھ برس اُسپر اسطرح گذر جاوین کہ فرشتہ اُسپر کچھ نہ لکھے باوجود اسکے اُسکو حق تعالیٰ سے شرمانا چاہیے اور حق کو ایک لمحہ فراموش نہ کرنا کہتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا کہ سال بھر سجدے مین رہتا تھا۔ اور دوسرا تھا کہ وہ دو سال تک سجدے مین رہتا تھا لیکن مشاہدہ یہی ہے

کہ اس اُمّت کو نصیب ہے کہ بندے کی ایک ساعت کی ذکر اُسکے سال بھر کے سجدے
کے برابر ہوتی ہے اور فرمایا چاہیے کہ تو اپنے دل کو دریا کی موج کے مانند دیکھے
پس ایک دہکتی آگ موج کے درمیان سے ظاہر ہوگی تخم کو اُس آگ مین جلا پس سوختہ
کے درمیان سے ایک وفا کا درخت پیدا ہوگا اور میوہ بقا کا اُس درخت سے ظاہر اور
حاصل ہوگا پس جب تو وہ میوہ کھائیگا اُس میوہ کا رس حلق سے اُترنا ہو کر تو اُسکی
یگانگی مین فانی ہوجائیگا اور فرمایا حق تعالی کے روے زمین پر ایسے بندے ہین
کہ توحید کی قوت سے اُنکے دل مین ایک ایسا نور کشادہ ہے کہ اگر عرش سے ثری تک
جو کچھ کہ ہے اُس نور مین گذر کرے تو وہ نور سب کو اسطرح جلا ڈالے جس طرح کہ مُرغ کے پر
کو آگ جلاتی ہے اور فرمایا جو کچھ کہ اولیاؤن کے اندر رہتا ہے اگر اُس سے ذرے
کے برابر اُنکے دونون لبون کے درمیان باہر آوے تمامی مخلوق زمین اور آسمان
کی گھبرا جاوے اور فرمایا حق تعالے کے ایسے بندے بھی ہین کہ جب رات کو اندھیرے
گھر مین زمین پر لحاف اوڑھ کر لیٹتے ہین آسمان کے ستارون اور ماہ کی رفتار
دیکھتے ہین اور طاعت اور معصیت خلائق کی دیکھتے ہین جو فرشتے زمین سے آسمان پر
لیجاتے ہین اور خلائق کی روزی دیکھتے ہین کہ آسمان سے زمین پر آتی ہے اور اُن
ملائکہ کو کہ آسمان سے زمین پر آتے ہین اور پھر طرف آسمان کے جاتے ہین۔ دیکھتے ہین
اور آفتاب کی رفتار زمین کے نیچے دیکھتے ہین اور فرمایا مردانِ خدا ہمیشہ زندہ رہتے
اور رہین گے اور خطاب الستُ بربکم بعض نے اسطرح سُنا کہ نہ ہمہ منم یعنے کیا سب
مین ہی نہین ہون یعنے ہون اور فرمایا حق تعالی اپنے اولیا کے ساتھ لطف کرتا ہے
لیکن اُسکا لطف اُسکے مکر کے مانند ہوتا ہے اور فرمایا جو کہ خداے تعالے کی مدد سے خدا کو
دیکھتا ہے خلق کو موجود نہین دیکھتا اور فرمایا مثال جان کی مثل اُس مُرغ کے ہے کہ ایک پر
اُسکا مشرق مین ہو اور ایک پر مغرب مین اور پاؤن تحت ثریٰ پر اور سر اُس جگہ کہ نشان

نہیں دے سکتے اور فرمایا دوست جب دوست کے پاس حاضر ہوتا ہو تمامی دوست کو دیکھتا ہو
اور خود کو نہیں دیکھتا اور فرمایا جسکے دل میں کہ یہ اندیشہ آوے کہ اُسکو استغفار کرنا چاہیے
وہ دوستی کے لائق نہیں اور فرمایا جوانمردوں کے راز کو حق تعالی اس جہان میں اور اس
جہان میں آشکارا نہ کریگا اور وہ خود بھی آشکارا نہ کرینگے اور فرمایا تھوڑی سی تعظیم بہت سے
علم اور عبادت اور زہد سے بہتر ہے اور فرمایا جب حق تعالی نے موسی علیہ السلام کو فرمایا
لن ترانی تمامی جوانمردوں کی زبان کو اس سوال کے پیش کرنے سے خاموش کر دیا اور فرمایا
جوانمردوں کی آنکھیں حق تعالی کے غیب پر لگی رہتی ہیں تا کہ وہاں سے وہ چیز اُنکے دل پر
نازل ہو کہ انبیا اور اولیا علیہم السلام نے اُسکا ذائقہ چکھا ہو اور یہ بھی اُسکا مزہ چکھیں
اور حق تعالی نے جوانمردوں کے دل پر وہ بارِ گران رکھا ہو کہ اگر اس بار کا ایک ذرہ
تمامی مخلوق کے اوپر رکھدیں فانی ہوجاویں چونکہ اُنکو اولیا کو خود نگاہ رکھتا ہو وہ اُسکی رکو
کھینچ سکتے ہیں ورنہ ہڈیاں اور پٹھے اُنکے آپس سے جدا ہوجاتے اور فرمایا حق تعالے کے
روئے زمین میں ایسے بندے ہیں کہ جب وہ خدا کو یاد کرتے ہیں شیر اُسکی ہیبت سے دھاڑنے سے
باز رہتے ہیں اور مچھلیاں چلنے سے باز رہتی ہیں اور آسمان کے ملائکہ میں تہلکہ پڑجاتا ہے
آسمان اور زمین اور ملائکہ اس ذکر کے نور سے منور ہوتے ہیں اور کبھی تو ایسا ہوتا ہے
کہ زمین لرز اُٹھتی ہو لوگوں کو خیال گذرتا ہو کہ بھونچال آگیا اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ عرش سے
ثری تک کانپ اُٹھتا ہو اور فرمایا تین جگہ ملائکہ اولیا سے ہیبت زیادہ رکھتے ہیں ایک تو
ملک الموت نزع کے وقت میں دوسرے کراماً کاتبین لکھنے کے وقت میں تیسرے منکر و نکیر
سوال کے وقت میں اور فرمایا جسکو کہ حق تعالی سرفراز فرماتا ہو اُسکو وہ پاکی عطا کرتا ہے
کہ جسمیں آلودگی اور تاریکی کو دخل نہیں ہوتا اور وہ قدرت دیتا ہو کہ جو کچھ کہتا ہو درمیان
کاف اور نون یعنی لفظ کن کے ہوتا ہو اور فرمایا میرا آلی خداوند تعالی کی طرف سے کہ اے
میرے بندے جس چیز کو کہ تو دل کی سستی سے ڈھونڈھ رہا ہو نہیں پاسکتا اسلیے کہ اُسکا اول

اور آخر نہین ہین تو کیسے اسکو پاسکتا ہی اور یہ راہ ایسی راہ ہی کہ اسمین خداوند تعالی ہی
کی مدد سے خداوند تعالے تک پہونچ سکتا ہی کوئی بندہ اپنی قوت سے ایک قدم بھی اس راہ
مین چل سکے کیا مجال اور فرمایا جب مینے اپنی عمر کی طرف دیکھا تو اپنی ستر برس کی طاعت
کو ایک ساعت کے برابر دیکھا اور جب اپنی معصیت کی طرف دیکھا تو اپنی عمر کو نوح علیہ السلام کی
عمر سے دراز تر پایا اور فرمایا جب تک کہ مینے یقین سے نہ جانا کہ میرا رزق اسیر ہے مینے
ہاتھ کو کام سے نہین روکا اور جب تک کہ مینے خلق کی عجز کو نہین دیکھا مین نے پشت
خلائق کی طرف نہین کی - اور فرمایا اسطرح زندگانی کرو کہ کراماً کاتبین کو واپس بھیجدو -
اور اگر اسطرح نہین کر سکتے ہو تو اسطرح ضرور زندگانی کرو کہ رات کے وقت تو دیوان انکے
ہاتھ سے لو اور جسکو کہ چاہو مٹا دو اور جو چاہو لکھدو اور اگر یہ بھی نہین کر سکتے ہو تو
سب سے ادنی بات یہ ہی کہ ایسے تو بنجاؤ کہ جب ملائکہ حق تعالی کے حضور مین لوٹ کر
جائین تو عرض کرین کہ نیکی کی اور بدی نہین کی اور فرمایا مردان راہ خدا کو اندوہ اور
شادی نہین ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہی تو اسی جل شانہٗ سے ہوتی ہے اور فرمایا
خداوند تعالی کے ساتھ صحبت رکھو خلق کے ساتھ مت رکھو اسلیے کہ دوست رکھنے کے
لائق خداوند ہی ہی اور فرمایا کوئی ہوتا ہی کہ تین روز مین پہنچ جاتا ہی اور لوٹ آتا ہے
اور کوئی ہوتا ہی کہ ایک رات اور دن مین اور کوئی ہوتا ہی کہ ایک لمحے مین جاتا بھی ہے
اور آتا بھی ہے اور یہ قدرت ہی اور فرمایا جب تک حق تعالی جل جلالہٗ بندے کو خلائق کے
درمیان رکھتا ہی اسکی فکر خلق سے جدا نہین ہوتی مگر ہان جب کہ اسکے دل کو تمامی خلق
سے جدا کرتا ہے پھر مخلوق مین اسکی فکر نہین رہتی اسکی فکر خداوند تعالے کے ساتھ
رہتی ہی یعنے اسکے دل مین فکر باقی نہین رہتی اور فرمایا حق تعالی قادر ہی کہ کسی کو ایک
جگہ مین رکھے اور اسکو تمامی جگہین اسی جگہ سے دکھادے اور فرمایا حق تعالی ہر مومن کو
ہیبت اور رعب و داب چالیس ملائکہ کا عطا کرتا ہی اور یہ کمتر درجہ ہی کہ اسکو عطا کرتا ہے

اور اُس ہیبت کو خلق سے پوشیدہ رکھتا ہو تاکہ خلق اُنسے ملے جُلے اور فرمایا اگر کوئی ایک جگہ بیٹھا ہوا ور نظر اُسکی لوح محفوظ پر پڑے تو روا ہی اور فائدے حاصل کرے لیکن تعریف کا خواہان نہو اور فرمایا اگر حق تعالیٰ جَلّ جلالہٗ و عظم شانہٗ کو تو عقل سے پہچانیگا علم تیرے ساتھ ہوگا اگر ایمان سے پہچانیگا راحت تیرے ہمراہ ہوگی اور اگر معرفت سے پہچانیگا درد عظیم تیرے ہمراہ ہوگا اور فرمایا علی دہقان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ آدمی ایک ناصواب اندیشے کے کرنے سے ستر سال راہ حق تعالیٰ سے دور پڑتا ہی اور فرمایا کسی کو اُستاد نہیں بنایا کیونکہ میرا رہنما اور اُستاد حق تعالیٰ ہی لیکن میںنے خدمت سب پیرون کی کی۔ نقل ہی کہ ایک دانشمند نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ عقل اور ایمان اور معرفت کی جگہ کہان ہی آپ نے جواب فرمایا کہ تم اُنکی رنگت بیان کرو میں تمکو اُنکی جگہ بتاؤن یہ سُنکر دانشمند رُو دیا۔ لوگون نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ رسیدہ مرد کیسے ہوتے ہین اور وہ کون ہین آپ نے فرمایا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکہ آنحضرت تو وہ محبوب کبریا ہین کہ نہ ایسا کوئی ہوا ہے اور نہوگا۔ مرد وہ ہی کہ کوئی مخلوق دُنیا مین اُسکو نہین پاتی۔ اور یاد رکھو جب تک مخلوق رہیگا ہر کوئی اُسکو پاسکیگا یعنے عالم امر سے ہو نہ عالم خلق سے اور فرمایا مرد جس مقام مین کہ ہین کچھ وہان سے نہین کہتے جب نیچے آتے ہین تو کلام کرتے ہین تاکہ سُننے والے کی سمجھ مین آوے اور فرمایا خلق فخر کرتی ہی اُس چیز پر کہ جانتی ہی جب تک کہ جانتی ہی کہ کچھ نہین جانتی جبکہ جان گئی کہ کچھ نہین جانا تو اپنی دانش سے شرمائی ہی اُسوقت معرفت درجۂ کمال کو پہونچتی ہے اور فرمایا حق تعالےٰ کو وہم سے جاننا لائق نہین گمان سے جاننا ممکن نہین خبردار کہین تو کہنے لگے کہ مین اُس جَلّ شانہٗ کو جانتا ہون درحالیکہ تو اُسکو نہ جانتا ہوگا۔ خداے تعالےٰ کو اسطرح جاننا لائق ہی کہ جسقدر تو پاک عزّ اسمہٗ کو جانتا جاے یون ہی کہتا جاے کاشکے مین اُسکو اس سے بہتر جانتا۔ اور فرمایا سعید بندہ وہی ہی کہ اپنے خداوند سے زندگانی مین لوٹے نہ مرکے اور فرمایا جب حق تعالےٰ

بندے کو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے سفر اور قیام اُس بندی کا اُسکی نگاہ نگی بین ہوتا ہے یعنے سفر اور اقامت اُسکی خفیہ ہوتی ہے اور فرمایا جو دل کہ بیمار حق کا ہووی بڑا مبارک دل ہے اسلیے کہ اُسکی شفا بھی حق تعالیٰ ہوگا اور فرمایا جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ زندگانی کرتا ہے دیکھنے کے قابل جو چیزین ہین اُن سب کو دیکھتا ہو اور سُننے کے قابل جو باتین ہین اُن سب کو سُنتا ہو اور کرنے کے لائق جو کام ہین اُن سب کو کرتا ہو اور جاننے کے لائق جو باتین ہین اُن سب کو جانتا ہو اور فرمایا صوفیاے کرام کے انکار کے آگے دوسرون کی زمین اور آسمان کے برابر طاعت کچھ وقعت نہین رکھتی پس مقام تامل ہے کہ جب انکار اس درجے پر ہو تو طاعت اُن بزرگان دین کی کس مرتبے پر ہوگی اور فرمایا اس راہ مین ایک بازار ہے کہ اُسکو بازارِ طریقت جوانمردان کہتے ہین وہان اچھی اچھی صورتین ہین جب بندے یعنی سالکین وہان پہونچتے ہین وہان قیام نہین کرتے اور پوشیدہ نہ ہو وہ صورتین کرامات ہین طاعت ریاضت کہ ہو عبادات ہین دُنیا ۔ آخرت ۔ لطف ۔ بہشت وغیرہ ہین ۔ جہان کہ انکی طرف سالک نے رخ کیا رہا پھر حق تعالیٰ تک پہونچنا محال پس بندے کے لیے وہی بہتر کہ تمامی خلق کو چھوڑ کر خدا کے ساتھ خلوت نشین ہو سر تجدید مین رکھے اور لطف کے سمندر سے عبور کرے جہانتک کہ وہ چیزین کہ حق تعالیٰ سے بیگانہ ہین نہین حرکت کرتا چلا جائے یہانتک کہ اُسکی وحدانیت مین ایسا مستغرق ہو کہ خود درمیان مین نہ رہے اور فرمایا علم کے لیے ایک ظاہر ہو وہ وہی ہے کہ علماے ظاہر کہتے ہین اور ایک باطن ہو وہ وہی ہو کہ جوانمرد کہتے ہین اور ایک باطن کا بھی باطن ہو اور وہ جوانمردون کا راز ہے حق تعالیٰ کے ساتھ کہ خلقت کو وہان راہ نہین ہے اور فرمایا جب تک تو دُنیا کا طالب ہے گا دُنیا تجھپر بادشاہ رہے گی اور جب تو اُس سے رُوگردانی کریگا تو اُسپر بادشاہ بنیگا اور فرمایا فقیر وہ شخص ہو کہ اُسکو دُنیا اور آخرت سے سروکار نہو اور اُسکی رغبت ان دونون کی طرف نہو کیونکہ دُنیا اور آخرت اُس سے حقیر تر ہین کہ اُنکو دل کے ساتھ کوئی بھی نسبت اور تعلق

نہین ہو سکتا اور فرمایا جسطرح کہ تجھسے نماز نہین طلب کرتے ہین وقت کے پہلے اسیطرح تو بھی روزی مت طلب کر وقت سے پہلے اور فرمایا جوانمردی ایک ایسا دریا ہی کہ تین چشمے اس سے جاری ہین ایک تو سخاوت دوسری شفقت بر خلائق تیسرے بے نیازی از خلق اور نیازمندی بحق اور فرمایا نفس کہ بندی سے نکلکر حق تعالی تک جاتا ہی بندے کو آسایش پہونچاتا ہی لیکن وہ نظر کہ حق تعالی سے بندی کی طرف آتی ہی بندے کے لیے رنج اور بلا ہوتی ہی اور فرمایا حال والے کو حال سے خبر نہین ہوتی اور اگر خبر ہووی وہ علم ہووی نہ حال اور فرمایا یا تو کسی کو حق تعالے کی طرف راہ ہی یا کسی کو حق تعالی کی طرف راہ نہین ہے۔ تمامی مخلوق کو ابو الحسنؒ مین جگہ ہے مگر ابو الحسنؒ کو ایک قدم کی بھی جگہ اپنے مین نہین ہے۔ اور فرمایا حق تعالے جس قوم سے کہ ایک کو سرفراز فرماتا ہی ساری قوم کو اُسکے طفیل مین بخشتا ہے اور فرمایا ایک قوم کو اپنی دوستی مین لیا اور گھوڑی پر سوار کیا تا کہ رعیت کی داد دیتا رہے اور ایک قوم کو اپنی دوستی مین لیا اور اُنکو خلق سے جدا کیا اور ارشاد کیا کہ گوشے مین بیٹھو اور رخ میری طرف کرو اور فرمایا مرد کہ عروج پکڑتے ہین پاکی سے پکڑتے ہین نہ عمل کی زیادتی سے اور فرمایا اگر ذرے کے برابر اپنی خوبی کو تجھپر ظاہر کرے تو عالم مین تجھے کوئی نہ ملے گا کہ تو وہ خوبی اس سے سُنے یا اس سے کہے اور فرمایا علما کہتے ہین کہ ہم وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین لیکن درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہم ہین کیونکہ جو جو صفات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تھین بعض ہم رکھتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقیر تھے اور فقر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اختیار فرمایا ہمنے بھی اپنے اوپر اختیار کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با سخاوت تھے با خلق نیکو تھے۔ اور بے خیانت تھے اور با دیدار حق جل جلالہٗ تھے رہنمای خلق تھے بے طمع تھے خیر اور شر کو حق تعالی کی طرف سے دیکھتے تھے خلائق کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیش و راحت نہ تھا اپنے وقت کے پابند نہ تھے خلق جن چیزون سے ڈرتی ہی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اُن چیزون سے نہین ڈرتے تھے اور جن چیزون کے ساتھ کہ خلق اُمید رکھتی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمید نہ رکھتے تھے اور کسی چیز پر غرّہ نہ تھا یہی تمامی صفات
جوانمردون مین ہین اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بے نہایت دریا تھے کہ اگر
ایک قطرہ اُس دریا سے باہر آتا تو تمامی عالم اور اہل عالم غرق ہوجاتے اور فرمایا اس قافلے
مین کہ ہم ہین اس قافلے کا مقدمہ یعنی پیش رو حق تعالیٰ ہے اور بعد حق تعالیٰ کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور درمیان مین کتاب یعنی کلام مجید اور سُنّت نبوی ہے اور بعد
اُسکے متابعت صحابۂ کرام اور رفقاے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم القیام۔ خوش حال
اُن لوگونکا کہ اِس قافلے مین ہون اور اُنکی جانین یون باہم پیوستہ ہون لیکن ابوالحسن
کی جان نے کسی فریدہ کے ساتھ پیوند نہین کیا اور فرمایا بہت کوشش کرنا چاہیے تاکہ تو
جانے کہ تو اُسکے لائق نہین ہے اور بہت سے مشاہدے چاہیین تاکہ تو دیکھے کہ تو اُسکے سزاوار نہین ہے
اور فرمایا اگر تو دعوی کریگا تجھسے معنی و دلیل طلب کرینگے لیکن جب معنی و دلیل ظاہر ہوگی۔
تو وہان نہ دعوی رہیگا اور نہ کچھ پس جوکہ اس دعوی پر باہر آتا ہے اُسکو عیب لگاتا ہے اور
فرمایا جو کچھ تو چاہتا ہے جاہ لیکن جوانمردی وہ ہے کہ بندے کو نفس اور جاہ نہو دے کیونکہ قیامت
کو خلق دشمن خلق کی ہے لیکن ہمارا خصم خداوند ہے جبکا کہ خصم وہ ہووے معاملہ کبھی فیصل نہو دے
اُسنے ہمکو خوب مضبوط پکڑا ہے اور ہمنے بھی اُسکو خوب مضبوط پکڑا ہے اور فرمایا خداے تعالےٰ
کے ساتھ عالی ہمت رہ کیونکہ عالی ہمتی سب چیزین تجکو دے گی مگر خداوندی۔ اور اگر وہ
کہے تو کیا چاہتا ہے کہ مین تجکو دون تو کہہ کہ داون و دہم صفت خلق کی ہے بس کہہ اللہ
بے جاے اللہ بے خواست اللہ بے ہمہ چیزے اللہ لیکن ہستی اُس شخص کو سزاوار ہے
کہ جسنے محبت پی ہو۔ اور فرمایا تو کب تک کہتا ہے گا صاحب راے اور صاحب حدیث
ایک بار کہہ اللہ بے خودی سے یا کہہ اللہ اُسکے لائق اور فرمایا بعضے آتے ہین گناہ
کے ساتھ اور بعضے آتے ہین طاعت کے ساتھ لیکن یہ وہ طریقت نہین ہے کہ اس مین

کسی چیز کو سمائی ہو- تو بہر دو کو فراموش کریں کیا باقی رہا- اللہ اور فرمایا جو کہ وقت گفتار کے یا اندیشے کے خدای تعالی کو اپنے ساتھہ نہین دیکھتا ہو ان دونون جگہون مین بڑی بڑی آفتون مین گرفتار ہوتا ہو آور فرمایا سب خلق چاہتی ہو کہ یہان سے یعنی اس دُنیا سے کچھ ایسی چیز وہان یعنی آخرت مین یجاوے کہ لائق وہان کے ہو اور یہان سے کوئی ایسی چیز وہان نہین یجا سکتے کہ لائق وہان کے ہو مگر ان یہان سے ایک چیز وہان لیجانا چاہیے کہ وہان غریب نادر ہو اور وہ نیستی ہو آور فرمایا امام وہ ہو کہ جسنے سب راہین طی کی ہون- آور فرمایا کہ آسمان اور زمین کی خلائق کی طاعات سے وہان کیا زیادتی اور رونق ظاہر ہوئی ہو کہ تیری طاعات سے وہان زیادتی اور رونق ظاہر ہوگی اپنی عبادت کے معاملے پر کیا گردن بلند کرتا ہے اری معاملہ اتنا تو چاہیے کہ شریعت کا حق تو کچھہ تجھپر باقی نہ رہے- اور علم اتنا بس ہے کہ تو امر و نہی کو جانے اور یقین اسقدر کافی ہے کہ تو جان جائے کہ جو کچھہ روزی کہ تیری مقسوم مین ہو بیشک تجکو پہونچے گی- اور زہد سے اسقدر کافی ہے کہ تو جان جائے کہ جو کچھہ کہ تو کھاتا ہو تیری روزی ہو تا کہ تو اپنے دل مین نہ کہے کہ اس سے کھاؤنگا یا وہ کھاؤنگا آور فرمایا اگر حق تعالی کسی بندے کو اسقدر مرتبہ عطا فرمادے کہ وہ علیین تک پہونچے پھر اگر اس بندے کے دل مین یہ گذرے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میرے رفیقون سے کوئی مجکو اس مرتبے پر دیکھتا- وہ نیک مرد نہین آور فرمایا اگر تو چاہے کہ آسمان اور زمین اور اُسکے اہل کی صفت پہچانے اُسکے بعد خدا ے تعالی کو جانے راہ تجھپر دراز ہوگی بہتر ہو کہ یقین کے نور سے چل تا کہ راہ تجھپر کوتاہ ہووے آور فرمایا ہیبت کے مقام مین کھڑا ہو اور کہہ اللہ تا کہ تو فنا ہووے آور فرمایا ہر ایک چیز پر کفایت ہووے اُسوقت کہ تو پانی کے چشمے پر گذر کرتا ہے اُس پر مت گذر بلکہ گذر دریا پر کر اور پانی سے اپنے خون جگر پر کفایت کرتا رہ تا کہ وہ کہ تیرے پیچھے آوے جانے کہ عاشق اور مست اور سوختہ اس راہ گئے ہین آور فرمایا جب تو

نیکون کا ذکر کرتا ہے ایک سفید ابر آتا ہو اور رحمت برستی ہو اور جب تو حق تعالے کا
ذکر کرتا ہے ایک سبز ابر نمودار ہوتا ہو اور عشق برستا ہو اور نیکون کا ذکر عام کے لیے
رحمت ہو اور خاص کے لیے غفلت ہے اور فرمایا مومن کا گلہ ہر کوئی کرتا ہو سوائے تین کے
ایک حق تعالے دوم حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سوم مومن پاکباز اور فرمایا غر
پانچ ہین اول پاؤن سے ہو دوم دل سے سوم ہمت سے چہارم دیدے پنجم فنائی نفس سے
اور فرمایا مینے عرش کی طرف دیکھا تاکہ مردون کے درجون کی نہایت دریافت کرون مینے
درجون کی نہایت مین دیکھا کہ سب مردانِ خدا وہان بے نیاز تھے اور یاد رکھو مردون کی
بے نیازی اُسکا غایت درجہ ہو جب کہ اُنکی نظر خداوند تعالی کی پاکی پر پڑتی ہو اپنی بی نیازی
کو دیکھ پاتے ہین اور فرمایا وہ مرد کہ حق تعالی تک گئے ضرور کوئی ایسی چیز خداوند تعالے
سے اُنپر نازل ہوئی کہ جو کچھ کہ اُمین تھا اُس چیز کی برکت سے اُنسے باہر گیا اور فانی ہوا
جیسے خیرات روزہ نماز تسبیح دُعا وغیرہ کیونکہ ملک خدا سے جو چیز آتی ہو سب کی جاے
اپنی کر لیتی ہے بعد اسکے جو طاعت کہ اُنسے وجود مین آتی ہو نہ اُنسے ہو نہ اُنپر ہے اور
وہ دیکھنے سے اُس طاعت کے فانی ہوتے ہین اور فرمایا ہزار مرد شرع مین چلتے ہین تب کہین
ایک ظاہر ہوتا ہے کہ شرع اُسمین چل رہی ہے اور فرمایا صوفی کے لیے ننانوے ۹۹ عالم
ہین۔ ایک عالم اُن سے عرش سے ہو ثری تک اور مشرق سے غرب تک دوسری باقی رہے
اٹھانوے سو وہ بیان سے باہر ہین اور فرمایا صوفی مثل روز کے ہو لیکن اُسکو آفتاب
کی حاجت نہین ہو اور مانند روشن رات کے ہو پر اسکو چاند اور ستارون کی حاجت نہین ہے
اور فرمایا جسکو کہ حق تعالے چاہتا ہو کہ راہ اُسکو دکھاوے پس بیشک راہ اُسپر کوتاہ
ہو جاتی ہو اور فرمایا کھانا پینا جوانمردون کا حق تعالی کی دوستی ہو وی اور فرمایا جو شخص کہ
غائب ہو اگر اُسکا ذکر کرین زیب دیتا ہے گروہ شخص کہ حاضر ہو اُسکا ذکر کچھ نہین کر سکتے
اور فرمایا حق تعالی اپنے اولیا کے دل پر نور سے بینائی رکھتا ہو پھر اُس بینائی پر دوسری

بینائی رکھتا ہے اور اسیطرح اُس بینائی پر دوسری بینائی رکھتا ہو یہانتک کہ تمامی بینائی اسکی
خداوند خود ہوجاتا ہو اور فرمایا حق تعالیٰ نے اپنی ہستی سے کچھ ایک چیز اپنے مُردون مین
ظاہر کی ہے اگر کوئی معترض کہے کہ یہ حلول ہے تو یہ عطار کہتا ہو کہ اسپر دلیل نور اللہ کا ہو
کہ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیھم من نورہ ۔ اور فرمایا جب حق تعالیٰ بندے کو اپنی
طرف بلاتا ہو اگر چاہتا ہو راہ اُسپر کشادہ فرماتا ہو اور فرمایا حق تعالیٰ تمامی انبیا علیہم السلام
اور اولیا رحمہم اللہ کو پیاسا لاتا اور پیاسا لیجاتا ہو اور فرمایا یہ وہ دریا نہین ہو کہ کوئی کشتی کو
ڈوبنے سے بچالے گیا ہو ہزار دن اس دریا کے کنارہ پر غرق ہوئے ایک بھی دریا تک
نہ پہونچا ۔ یہان خدای تعالےٰ ہو اور بس ۔ اور فرمایا جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
بہشت مین تشریف لیجاوینگے خلائق کو ملاحظہ فرماوینگے تو بہت سی مخلوق ہوگی کہ اُنکو
دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بار فرماوینگے الٰہی یہ قوم کس طرح سے بہشت مین داخل
ہوگئی یہ قوم کس طرح سے یہان آگئی ۔ ارشاد ہوگا کہ میری رحمت سے اور جسکو کہ ہم اپنی رحمت
سے بہشت مین داخل کرتے ہین دوسرے ہی دروازون سے داخل کرتے ہین چونکہ جوانمرد
فانی ہوتی ہین لہٰذا حق تعالےٰ اُنکو ایسی راہ سے لیجائیگا کہ اُس راہ مین خلق کو دخل نہوگا
اور فرمایا بندے سے حق تعالےٰ تک ہزار منزلین ہین اوّل منزل کرامات اُسکی ہو اگر بندہ
کم ہمت ہوتا ہے پہلی ہی منزل پر اُترپڑتا ہو اور تمامی مقامات سے محروم رہتا ہو اور
فرمایا دو طریق ہین ایک طریق ہدایت دوسرے طریق ضلالت ۔ پس راہ ضلالت وہ ہے
کہ بندے سے خدا کی طرف ہووے اور راہ ہدایت وہ ہو کہ خدا سے بندہ کی طرف ہووے
پس اگر کوئی کہے مین خدا تک پہونچا ہون وہ نہین پہونچا اور جو کوئی کہے مجکو
خدا تک پہونچایا ہے شاید کہ پہونچا ہو اور فرمایا جسنے کہ اُس جل شانہٗ کو پایا پھر خود باقی
نہ رہا اور جسنے کہ اُسکو پایا نہ مرا ۔ اور فرمایا غیب کے عالم سے ذرّے کے برابر عشق آیا اور سب
محبون کے سینون کو ڈھونڈھا کسی شخص کو محرم نہ پایا پھر غیب کو واپس گیا اور فرمایا ہر شب بہ زبان

ایک ایسا شخص ماں کے رحم یعنے بچہ دان سے ظہور کرتا ہو کہ وہ حق کی یگانگی کے لائق
ہوتا ہے اور فرمایا حق تعالی کے ایسے بندے ہین کہ مشرق اور مغرب اور اعلی اور ثری
اُنکے سینون کے گوشے مین کچھ وقعت نہین رکھتا اور فرمایا جس دل مین کہ خدا کے سوا اور
کوئی چیز بھی ہے اگر تمامی طاعت سے بھرا ہو تو بھی مردہ ہو اور فرمایا چالیس برس ہو گئے
کہ میرے اور میرے دل کے درمیان جدائی واقع ہوئی ہو اور فرمایا تین چیزون کا نگاہ رکھنا
دشوار ہے اوّل حق تعالی کے راز کو خلق سے باوجود صحبت خلق کے پوشیدہ رکھنا دوم
زبان کو خلق کے ساتھ نگاہ رکھنا سوم عمل کی پاکی کو نگاہ رکھنا اور فرمایا کوئی چیز بندے اور
حق تعالی کے درمیان حجاب نہین کر سکتی مگر نفس اور سارے مرد نفس کے ہی شاکی رہے ہین
حق تعالی کے سامنے اور پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اسی کے شاکی رہے ہین اور فرمایا
دین کو شیطان سے وہ فتنہ نہین ہو کہ دو شخصون سے ایک عالم حریص دوسرا زاہد بے علم اور فرمایا
دیکھو ابلیس سے بیخطر نہ رہو کیونکہ وہ سات سو درجون مین معرفت سے سخن کہتا ہو اور فرمایا
سب سے بڑا کام خداوند تعالی کا ذکر ہے بعد اسکے سخاوت اور تقوی اور صحبت صالحون کی
اور فرمایا اگر تو ہزار فرسنگ بھاگے اس خیال سے کہ سلطانیون سے کسی کو نہ دیکھو تو تو نے
یہ کام بڑے فائدے کا کیا ہوگا اور فرمایا مومن کی زیارت کرنا ستر حج کے ثواب کے برابر
سمجھنا چاہیے کیونکہ مومن کی زیارت کا ثواب ہزار دینار کے صدقہ دینے سے زیادہ ہے
اور جب کہ مومن کی زیارت نصیب ہو یقین جانے کہ حق تعالے نے اُسپر رحمت فرمائی ہے
اور فرمایا پانچ قبلے ہین مومنون کا قبلہ خانہ کعبہ ہے اور دوسرے پیغمبرون اور انکی اُمت
کا قبلہ بیت المقدس تیسرے ملائکہ کا قبلہ آسمان مین بیت المعمور چوتھے دعا کا قبلہ عرش۔
پانچوین جوانمردون کا قبلہ خداوند تعالی جل جلالہٗ قال اللہ تعالی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ
اور فرمایا یہ راہ حق تعالے کی تمامی بلا اور خطرہ ہے دس جگہ زہر کھانا پڑتا ہے لیکن
گیارھوین جگہ شکر ہے اور فرمایا جب تک تجھے نہ پکارین مت ڈھونڈھ کیونکہ جو کچھ کہ تو

ڈھونڈھے گا اگر اُسکو پابھی جاوے گا وہ تجھ ہی مین رہے گا اور تیرے ہی مثل ہوگا۔
اور فرمایا بڑا نافع علم وہ ہی کہ تو اُسکا وابستہ ہووی اور اُسپر عمل کری اور عملون مین سے
بہتر عمل وہ ہی کہ تجھپر فرض ہے اور فرمایا جب بندہ اپنی عزت خدا کو دیتا ہی خدائے تعالے
اپنی عزت اُسکی عزت پر رکھکر پھر بندے کو دیتا ہی تاکہ خدای تعالی کی عزت سے عزیز ہووے
اور فرمایا خردمند خدائے تعالی کو دل کے نور سے دیکھتے ہین اور دوست یقین کے نور سے
اور جوانمرد معائنہ کے نور سے لوگون نے پوچھا آپنے خداوند کو کہان دیکھا آپ نے فرمایا
وہان کہ اپنے آپ کو نہ دیکھا اور فرمایا کچھ لوگ تھے کہ اُنھون نے پانے کا نشان دیا افسوس
نہ سمجھے کہ ہمارا یہ نشان دینا کہ پالیا یہی ایک حجاب ہے اور فرمایا کہ جسکے دل مین اندیشہ حق
اور باطل کا آتا ہے اُسکو ہم رسیدون سے نہین شمار کرتے اور فرمایا مین یہ نہین
کہتا ہون کہ عمل نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ کہتا ہون کہ تو جانے کہ جو کچھ کہ تو کرتا ہی خود تو کرتا ہی
یا تیری ساتھ کرتے ہین جو کچھ کہ تو خود کرتا ہی وہ تجھے دیتے ہین اُسکا کرنا مثل اُس سوداگر کے
ہی کہ اپنے آقا کے مال سے تجارت کرتا ہی جبکہ پونجی آقا کو لوٹا دیگا خود تہیدست و مُفلس
رہ جاویگا اور خالی ہاتھ اپنے گھر کو جاویگا اور فرمایا اوّل تیری خداوند ہی اور آخر بھی تیرے
خداوند ہی اور درمیان مین بھی وہی خداوند ہے تیرا بازار اُسی سے رواہی بغیر تیرے
اور جو کہ اپنا حصہ بازار دیکھے گا اُسکو وہان راہ نہین ہی اور فرمایا عبادت تمام مجاہدون
کی تین چیز سے باہر نہین ہی یا تو طاعت تن ہی یا ذکر زبان یا فکر دل پس اُنکی مثال مثل
اُس پانی کے ہی کہ دریا مین گیا اور ملگیا پھر پتا نہین کہ کہان گیا جملہ معاملے تیرے اور
اُن جوانمردون کے اِسیطرح غرق اور ناپیدا ہو دینگے۔ پس جوانمردی وہ ہی کہ تو اپنے
فعل کو نہ دیکھے کیونکہ تیرا فعل مثل چراغ کے ہی اور وہ دریا مثل آفتاب کے جب آفتاب
نکلتا ہی پھر چراغ کی حاجت نہین رہتی۔ اور فرمایا اے جوانمرد ہوشیار ہو کہ حق تعالی کو
مرقع اور سجادے سے نہ دیکھہ سکو گے پس جو کہ اس دعوی کے لیے باہر آتا ہی آزمایش مین

آتا ہی اور فرمایا جسنے نفس کی ایک آرزو کو پورا کیا ہی ہزار اندوہ وغم اُسکو حق تعالیٰ کی راہ مین کھانے پڑینگے اور فرمایا جبکہ حق تعالیٰ خلائق کی روزی تقسیم کرتا تھا اندوہ وغم کو جوانمردون کا حصہ کیا اور اُنھون نے لیسے جوانمردون نے اُسکا یعنی اندوہ وغم کا شکریہ ادا کیا اور اُسکو قبول کیا۔ اور فرمایا جوانمردون کو حق تعالیٰ کی راہ مین اسقدر خوشی ہی کہ لوگونکی صحبت سے بیزار ہین اور خلق سے اپنا احوال کو چھپاتے ہین جبکہ مشہور ہوجاتی ہین اور لوگ اُنکو جان جاتے ہین تو اُنکا عیش ایسا ہوجاتا ہی جیسا کہ بے نمک کا کھانا آور فرمایا حق تعالےٰ تمھین توفیق دے کہ تم اپنے نیک اور بد عمل کو بھول جاؤ اور ہمیشہ خدا کی یاد مین مشغول رہو اور فرمایا جوانمرد ہاتھ عمل سے نہین اُٹھاتے جب تک کہ عمل ہاتھ اُنسے نہین اُٹھاتا اور فرمایا بندے کا حق تعالےٰ کی تقدیر پر رضامند ہونا ایسے ہزار ہا عمل سے بہتر ہے کہ حق تعالیٰ کے یہان مقبول ہون افضل و اعلیٰ ہی اور فرمایا کہ اگر حق تعالےٰ کے احسان کے دریا کا ایک قطرہ تجھپر ٹپک پڑے تو پھر تجھے اِس تمام عالم مین نہ تو کسی چیز کی خواہش رہے نہ یہ حاجت کہ کسیکی بات سُنے یا کسی کو دیکھے اور فرمایا دُنیا مین کوئی چیز سخت تر اِس سے نہین ہے کہ تیری کسی کے ساتھ خصومت ہووے اور فرمایا نماز اور روزہ بزرگ ہی لیکن کبر اور حسد کو دل سے نکال ڈالنا زیادہ بزرگ ہی اور فرمایا معرفت کی تین قسم ہین ایک تو وہ معرفت ہی کہ شریعت کے ساتھ آمیختہ ہی دوسرے وہ معرفت ہی کہ شریعت کے ساتھ برابر ہے تیسرے وہ معرفت ہی کہ شریعت سے دور تر ہی پس مرد کو چاہیے کہ اِن ہر سہ کو دیکھا ہوا ہووے تاکہ ہر شخص کے ساتھ وہ جانتے کہ اُسکا مقام ہووے اور فرمایا ایک بار خدا کو یاد کرنا ہزار تلوار مُنھ پر کھانے سے سخت تر ہے اور فرمایا دیدار وہ ہی کہ تو اُسکے سوا کسی کو نہ دیکھے اور کلام بے مشاہدہ نہووے اور فرمایا ریاضت مردون کو چالیس برس تک ہی دس برس تک ریاضت کرنا چاہیے تاکہ زبان راست و درست ہووے اور دس برس تک ریاضت کرنا چاہیے تاکہ گوشت کہ اُسکے بدن پر چڑھا ہی اُس سے گھٹے اور دس برس تک ریاضت کرنا چاہیے تاکہ دل

حق تعالی کے ساتھ راست ہووی اور دس برس تک ریاضت کرنا چاہیے تاکہ اسکے تمامی احوال صلاحیت پر آوین۔ جو کہ اسطرح چالیس برس صدق اور اخلاص سے ریاضت کریگا امید وہ ہی کہ ایسی بانگ اسکے حلق سے برآویگی کہ اسمین ہمہ انسو دے اور فرمایا بہت روؤ اور کم ہنسو اور بہت خاموش رہو اور کم بولو اور بہت داد و دہش کرو اور کم کھاؤ اور بہت بیداری کرو اور کم سوؤ اور فرمایا جو کہ حق تعالی کے کلام کی خوشی و حلاوت کے بغیر چکھے اس جہان سے باہر گیا وہ شخص تمامی نیکوئیون اور راحت سے بےنصیب رہا اور اسکو کچھ بھی نہ ملا اور فرمایا زندگانی خلائق کے ساتھ نرمی اور ملنساری کے ساتھ چاہیے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیروی اور متابعت اور آداب کے ساتھ اور حق تعالی کے ساتھ پاکی سے کیونکہ وہ پاک ہے۔ اور پاکون کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا یہ راہ پاکون کی ہے اور دیوالون اور مستون کی۔ کیونکہ حق تعالی کے ساتھ یہی باتین خوب ہین۔ اور فرمایا خدا کی یاد جان سے ہو اور پیروی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے ہو اور فرمایا کوشش کر کہ مرنے سے پہلے تو یہ تین باتین اپنے مین دیکھے ایک تو یہ کہ تو اسکی محبت مین اپنے آنسو مثل خون کے دیکھے دوسرے یہ کہ تو اسکی ہیبت سے اپنا پیشاب مثل خون کے دیکھے تیسرے یہ کہ اسکے احکام کی بجا آوری اور ریاضت اور بیداری مین تو نے اپنے جسم کے اعضا کو گلا دیا ہو اور فرمایا خداوند تعالی کو اسطرح یاد کر کہ دوسری بار یاد نہ کرنا پڑے یعنے فراموش مت کر تاکہ تجھے یاد نہ کرنا پڑے اور فرمایا فردون کے کمال کی غایت کے تین درجے ہین ایک وہ کہ تو اپنے آپ کو ایسا جانے کہ حق تعالی اسکو جانے اور ربنا اور ہم کسی کو نہین جانتے کہ وہ اپنے کو ایسا جانتا ہو اور دوسرے وہ کہ تو اسکا ہو رہے اور وہ تیرا تیسرے یہ کہ تو کچھ بھی نہو اور سب وہی وہ ہو۔ اور فرمایا بات مت کہہ جب تک کہ بات کا سننے والا اپنے آپ کو اپنا صاحب نہ دیکھے اور بات مت سن جب تک کہ کہنے والا بات کا خداوند کو نہ دیکھے۔ اور فرمایا جو کہ ایکبار کہتا ہے اللہ اسکی زبان اسطرح جلجاتی ہے کہ دوسری بار نہین کہہ سکتا۔

پھر جو تو دیکھے کہ دوسری بار کہتا ہو وہ خداوند کی ثنا ہو کہ بندے کی زبان پر جاری ہے
اور فرمایا جوانمردون کا درد ایسا اندوہ ہو کہ دونون جہان مین نہین سماتا اور وہ اندوہ وہ ہو
کہ چاہتے ہین کہ اسکو یاد کرین اُسکے لائق اور نہین سکتے۔ اور فرمایا اگر تیرا دل خدا تعالی
کے ساتھ مشغول ہووے ساری دُنیا بھی تیرے پاس ہو نقصان نہ کریگی اگرچہ تو لباس فاخرہ
پہنے۔ اور اگر تو ٹاٹ پہنے ہو اور مفلس ہو پر دل خدا کے ساتھ مشغول نہو اس سے تجھے
کچھ منفعت نہوگی اور فرمایا جب تو اپنے کو خدا کے ساتھ دیکھے اسکا نام وفا ہو۔ اور جب
تو خدا کو اپنے ساتھ دیکھے اسکا نام فنا ہے۔ اور جب تو خدا کو دیکھے اور اپنے آپ کو
نہ دیکھے اسکا نام بقا ہے۔ اور فرمایا جسکو کہ تو اس خلق کے مقابل کو دیکھتا ہے وہ
خداوند تعالی کے سامنے مرد ہو اور جو کہ اس خلق کے سامنے مرد ہو وہ خداوند تعالی کے
نزدیک نامرد ہے۔ اور فرمایا مرد وہ ہو کہ اسکو آزاد کرتے ہین تاکہ برخوردار ہووے اور چھوڑ بھی
دیتے ہین تاکہ دیکھے اور مرد وہ ہو اگر چاہے داخل ہووے اور اگر چاہے باہر آوے اور مرد
وہ ہو کہ جب داخل ہوتا ہو پھر اُسکو نہین چھوڑتے کہ باہر آوے اور فرمایا حق تعالی نے
خلائق کو اپنے فعل سے آگاہ کیا اگر اپنے سے بھی آگاہ کرتا کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا
نہ رہتا بسبب ہیبت اور تحیر مین غرق ہو جاتے اور فرمایا اگر بیٹھو تو ایسے شخص کے
ساتھ بیٹھو کہ آتش محبت سے سوختہ ہو یا درد کے سمندر مین ڈوبا ہو۔ اور فرمایا درویش
وہ ہو کہ اُسکے دل مین اندیشہ نہو گے اور گفتار اسکو نہو۔ سننے اور شنوائی اُسکو نہو کھانے
اور کھانے کا مزہ اسکو نہو حرکت اور سکون اندوہ اور شادی اُسکو نہو۔ اور فرمایا خلائق
صرف صبح اور شام عبادت مین مشغول ہوتی ہو اور اسپر یہ کہتی ہو کہ ہم اُسکے تلاش مین
تلاشی تو درحقیقت وہ ہو کہ وہ اُسکو ہر وقت ڈھونڈھتا ہی رہے اور فرمایا ایک مہر
مُنھ پر لگا تاکہ تو کوئی بات نہ کہے سوائے اُس خداوند کے اور اسیطرح ایک مہر دل پر لگا
تاکہ تو کوئی چیز نہ سوچے سوا اُس خداوند کے۔ اور اسیطرح ایک مہر معدے اور اعضا پر لگا

تا کہ تو عمل نہ کرے مگر ساتھ اخلاص کے خدا کے واسطے اور نہ کھائے سوائے حلال کے
اور فرمایا جب دانشمند کہین من تو نیم من ہو اور جب وہ کہین نیم من تو تو چوتھائی من ہو
اور فرمایا اگر تو بالکل اپنی ہستی سے فانی ہوجاوے اور نہ رہے اسوقت سب تو ہی تو ہو
اور حق تعالی فرماتا ہے سب خلائق کو مینے پیدا کیا ہے لیکن مینے صوفی کو نہین پیدا کیا ہے
یعنے معدوم آفریدہ شدہ اور فرمایا صوفی ایک ایسا دل رکھتا ہے کہ اس سے اچکا گیا ہے
ایک ایسا تن رکھتا ہے کہ اس سے لیا گیا ہے ایک ایسی جان رکھتا ہے کہ سوختہ ہے اور فرمایا
خداوند تعالے کے ساتھ ایک دم رہنا آسمان اور زمین کی تمامی خلائق کی عبادت سے
بہتر ہے اور فرمایا جو کچھ کہ تو واسطے خدا ہی کے کرے اخلاص ہے اور جو کچھ کہ تو خلق کے
دکھانے کے واسطے کرے ریا ہے اور فرمایا عمل مثل شیر کے ہے پر جب تو اسکی گردن پر پاؤن
رکھے لومڑی ہوجاوے اور فرمایا پیرون نے کہا ہے کہ مرید جب علم کے زور پر کام کرے اُسکے
کام پر چار تکبیر کر اور گیا گذرا جان اور فرمایا وہ راہ کہ بہشت کو جاتی ہے نزدیک ہے اور وہ
راہ کہ حق تعالی کی طرف جاتی ہے دور ہے اور فرمایا چاہیے کہ ایک روز مین تو ہزار بار مرے
اور پھر زندہ ہووے شاید کہ ایسی زندگانی پاوے کہ کبھی نہ مرے اور فرمایا جب تو اپنی
ہستی اُسکو دیتا ہے اور فانی ہوتا ہے وہ بھی اپنی ہستی تجکو عطا فرماتا ہے اور فرمایا جو کہ سفر
زمین پر کرتا ہے اُسکے پاؤن مین آبلے پڑتے ہین اور جو کہ سفر آسمان کا کرتا ہے اُس کے
دل پر آبلے پڑتے ہین اور فرمایا جو کہ تنہا بیٹھکر اپنے خداوند کے ساتھ مشغول ہوتا ہے
اُسکو جان جاؤ کہ وہ اپنے خداوند کو ہر چیز سے اور ہر شخص سے کہ ہے زیادہ دوست رکھتا ہے
اور فرمایا وہ راہ کہ خداوند سے بندے کی طرف آتی ہے وہ ہے کہ تیری کرامت اور معرفت اور
شہادت تجھپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے آپ کو تجھپر ظاہر کرتا ہے بس جہان کہ تمامی مخلوقات سے
اپنے آپ کو تجھپر ظاہر کیا یہ وہ حالت ہے کہ بیان سے باہر ہے اور فرمایا حق تعالی اپنے
لطف کو دوستون کے لیے رکھتا ہے اور اپنی رحمت کو عاصیون کے لیے رکھتا ہے اور فرمایا

اپنے خداوند کا آشنا بن کیونکہ جب کوئی مسافر ایسے شہر مین پہونچتا ہی کہ وہان اُسکا کوئی دوست ہوتا ہے قوی دل ہوتا ہی اور فرمایا خداوند کی دوستی اُسکے دل مین نہین سمائی جسکو کہ اُسکی خلق پر شفقت نہین ہوتی اور فرمایا جو کہ دُنیا اور عمر کو خداوند کے کام مین صرف نہین کر سکتا اُس سے کہدو کہ تو دعوی مت کر کہ پل صراط سے جھٹ پٹ گذر جاؤنگا۔ نقل ہے کہ ایک شخص خراسان سی عازم مکہ ہوا آپنے اُس سے فرمایا کہان جاتا ہی اُسنے کہا مکے کو آپ نے فرمایا کیون اُسنے کہا خدا کو طلب کرونگا۔ آپنے فرمایا خراسان کا خدا کہان ہی کہ خدا کی طلب مین تجھے حجاز کو جانا پڑا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُطْلُبُوا العِلْمَ وَلَوْكَانَ بِالصِّينِ یعنی طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو۔ یہ نہین فرمایا کہ خدا کی تلاش مین ایک جگہ سے دوسری جگہ جاؤ اور فرمایا وہ ایکدم کہ جسمین بندہ حق تعالے سے شاد ہووے برسون کی نماز اور روزون سے فاضلتر ہے اور فرمایا تمامی مخلوقات مومن کے لیے حجاب اور دام ہی نہین معلوم کون سے حجاب اور دام مین رہ جاوی اور فرمایا وہ شخص کہ جسکی رات اور دن بغیر کسی مومن کے آزار دینے کے بسر ہوئی گویا کہ وہ اُس رات و دن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا اور اگر کوئی کسی مومن کو آزار پہونچاتا ہے حق تعالی اُسکی اُس روز کی عبادت کو نہین قبول فرماتا ہے اور فرمایا ایمان کے بعد کہ حق تعالی بندے کو بہت بڑی عطا سے سرفراز فرماتا ہی وہ پاک دل اور راست زبان ہی کہ اس سے بڑھکر اور چیز نہین ہو سکتی اور فرمایا جو کہ اس جہان مین خداوند تعالی اور رسول علیہ السلام اور پیرون رحمہم اللہ سے شرم و حیا رکھتا ہی اُس جہان مین حق تعالے اُس سے شرم رکھیگا اور فرمایا تین قومون کو خداوند تعالی کے حضور مین پہونچنا ہی اوّل صاحب علم و مجرد۔ دوّم صاحب مُرقّع و سجّادہ سوّم اہل کسب و ہنر وگرنہ فراغ و کاہلی نفس مرد کو ہلاک کرتی ہے اور فرمایا ٹاٹ پہننے والے اور مرقع رکھنے والے بہت ہین لیکن وہان تو راستی یا دل اور اخلاص عمل کو دخل ہے نہ ہر دخل کو کیونکہ

اگر ٹاٹ پہننے اور جو کی روٹی کھانے ہی پر صوفی بننا منحصر ہوتا تو ضرور تھا کہ جملہ اُون والے اور جو کھانے والے جانور صوفی ہی ہوتے اسلیے کہ سب پلاس پوش اور جو خوار ہیں اور فرمایا مجھے ہرگز کوئی مرید نہیں چاہیے کیونکہ میں دعویٰ مرشدی کا نہیں رکھتا ہوں میں تو صرف یہی کہتا ہوں کہ اللہ بس۔ اور فرمایا اگر اپنی ساری عمر بھر میں ایکبار بھی تو نے اپنے خدا کو آزردہ کیا ہو تو تجھے لازم ہے کہ ساری باقی عمر اُسکی معذرت میں رہتا رہے کیونکہ اگر معاف بھی کر دے تب بھی یہ حسرت کا داغ نہ مٹے گا کہ ہائے میں نے ایسے خداوند جل جلالہ کو کیوں آزردہ کیا اور فرمایا صحبت اور خدمت کے لائق وہ شخص ہے کہ آنکھ سے اندھا کان سے بہرا زبان سے گونگا ہووے اور فرمایا خلق کی طاعت تین چیز سے ہے نفس سے۔ دل سے۔ زبان سے پس چاہیے کہ ہمیشہ ان تینوں سے خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے تاکہ بعد از مرگ روز قیامت کو بحساب و کتاب بہشت میں لیجاویں اور فرمایا متحیر مثل اُس مرغ کے ہے کہ اپنے آشیانے سے دانے کی تلاش میں جاوے اور دانہ پاوے اور اپنے آشیانے کا راستہ بھی بھول جاوے یونہی بھٹکتا پھرے۔ اور فرمایا غریب وہ ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین میں کوئی شخص اُسکے ساتھ ایک بال برابر موافقت کرنے والا نہووے اور میں نہیں کہتا ہوں کہ میں غریب ہوں ہاں البتہ میں وہ ہوں کہ زمانے اور اُسکے لوگوں کے ساتھ موافقت کرنے والا نہیں ہوں اور زمانہ بھی مجھ سے موافقت نہیں رکھتا ہے اور فرمایا جو کہ مشتاق خداوند تعالیٰ کا ہے اگر اُسکو دنیا و مافیہا دیویں تو بھی وہ خوش نہوگا اور فرمایا حق تعالیٰ سے بندہ کو نہایت درجے کے تین مقام ہیں اوّل وہ کہ جب دیدار سے شرف اندوز ہوتا ہے کہتا ہے اللہ دوم وہ کہ بیخودی سے کہتا ہے اللہ سوم وہ کہ خدا سے خدا کو کہتا ہے اللہ۔ اور فرمایا حق تعالیٰ کو بندہ چار چیز سے پیش آتا ہے تن سے مال سے دل سے زبان سے پس اگر تو تن خدمت میں خدا کی دیوے اور زبان اُسکے ذکر میں رکھے کچھ حصول نہو جب تک کہ تو دل اُسکے حوالے نہ کرے اور جو کچھ کہ تو رکھتا ہے سخاوت نہ کرے جبکہ تو ان چاروں چیزوں

اسکی راہ میں صرف کرے تو چار چیزیں اس جل شانہٗ سے مانگ محبت اور ہیبت اور زندگانی کرنا اسکے ساتھ اور زراہ اسکی یگانگی میں اور فرمایا یہ غفلت خلق کے حق میں رحمت ہے کیونکہ اگر ذرہ بھر آگاہ ہو دیں جل جاویں اور فرمایا حق تعالی نے خون کئی پیغمبروں کا بہوایا اور کئی پیغمبروں کے گلو پر تلوار چلوائی اور یہی تازیانہ دست وستون کو مارا اور فرمایا پروا نہ کر وہ بڑا عیار ہے تو بھی عیار بن اور اسکے دامن کے سوا کسیکا دامن مت پکڑو اور فرمایا حق تعالی نے ہر شخص کو ایک چیز کے ساتھ مشغول کیا ہے اور اپنے سے جدا رکھا ہے پس اے جوانمردو اپنے آپ کو کسی چیز کے ساتھ سوای حق تعالی کے مشغول مت کرو اور مرد ہو کر خدا کی طرف قدم بڑھاؤ تاکہ تم اس جل شانہٗ سے محروم نہ رہو اور تمکو کسی چیز کے ساتھ مشغول کرکے اپنے سے جدا نہ رکھے اور فرمایا بہت لوگ ہیں کہ روی زمین پر پھرتے چلتے ہیں اور مردہ ہیں اور بہت شخص ہیں کہ زمین کے پیٹ میں سوتے ہیں اور زندہ ہیں اور فرمایا عالم لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں بعض کے واسطے سال بھر کا کھانا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذخیرہ فرمایا ہے اور فرزند بھی رکھتے تھے ہم کہتے ہیں واقعی یہ سب درست ہے مگر عجب تو یہ ہے کہ باوجود ان سب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس اس جہان فانی میں تشریف فرما رہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہر دو جہان سے برداشتہ رہا اور بیخبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گویا کہ یہ سب مردہ تھے جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر رکھتے تھے حق تعالی ہی سے رکھتے تھے اور فرمایا جہاں کہیں نظر کرو خدا ہی خدا ہے اور فرمایا جسکا دل کہ اسکے شوق میں جلکر راکھ ہوتا ہے محبت آتی ہے اور اس راکھ کو اٹھا کر زمین اور آسمان کو اس سے پر کرتی ہے پس اگر تو چاہتا ہے کہ دیکھنے والا اور سننے والا اور کہنے والا ہو وہ وہاں موجود ہونا چاہئے لیکن مجردی اور جوانمردی ضرور ہے اور فرمایا اول قدم وہ ہے کہ کیے خدا اور اس کے غیر کو بھول جاوے دوسرا قدم انس ہے اور تیسرا قدم جلکر مٹنا اور فرمایا تو کبھی آتا ہے

گناہوں کا نشتہ پیٹھ پر لادے ہوئے اور کبھی آتا ہے عبادت کا بستر بغل میں مارے ہوئے اے بوکب تک گناہ اور طاعت کا ذکر۔ چھوڑ اس دھندے کو۔ گناہ کو رکھ ایک کنارے اور رحمت کے دریا میں غوطہ لگا۔ اور عبادت کو ایک جانب رکھ اور بے نیازی کے سمندر میں کود پڑ بس اب رہا کیا اپنی ہستی کو اختیار کر اور اُنکی ہستی سے سر نکال اور فرمایا اگر جبرئیل علیہ السلام فدا کریں کہ مثل تمہاری ہوا ہے اور ہوگا تم اُنکا کہنا سچ جانو لیکن خدا کے مکر سے بیخوف مت ہو اور نفس کی آفتوں اور شیطان کے عمل سے یاد رکھو جب تک شیطان لعین فریب دیتا ہے خداوند تعالے فریب نہیں دیتا لیکن جب کہ شیطان فریب نہیں دیسکتا حق تعالی کرامت سے فریب دیتا ہے اور اگر کرامت بھی نہیں فریب دیتا تو اپنی لطف سے فریب دیتا ہے بس جو کہ اس پر فریفتہ ہوئے جوانمرد ہے اور فرمایا غیب میں ایک ایسا بڑا دریا ہے کہ تمامی خلائق کا ایمان گھاس کی پتی کے مثل ہے اُس دریا کی سطح پر اور ہوا آتی ہے اور اسکو لہراتی ہے اور کناروں پر ڈال دیتی ہے اور فرمایا جوانمردی ایک زبان ہے بے بول کی ایک بینائی ہے بغیر دیدار کی ایک تن ہے بے کردار ایک دل ہے بے اندیشہ ایک چشمہ ہے عظیم القدر دریا کا۔ اور فرمایا عالم علم کو اختیار کرتا ہے اور زاہد زہد کو اور عابد عبادت کو اور ان ہی چیزوں کو اُسکے سامنے پیش ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں خبردار تو ہو اکہ پاکی سے نہ اختیار کیجیو اور پاکی ہی کو اُسکے سامنے پیش کیجیو کیونکہ وہ پاک ہے اور بے نیاز اور فرمایا جسکی کہ زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے وہ اپنی جان اور دل اور نفس پر قادر نہیں ہوتا اُسکا وقت اُسکا خادم ہوتا ہے اور بینائی اور شنوائی اور گیرائی اُسکی حق ہوتا ہے اور جو کچھ کہ اُسکی شنوائی اور بینائی کے درمیان ہوتا ہے سوائے حق تعالی کے جل جاتا ہے کچھ نام کو بھی باقی نہیں رہتا قل اللہ ثم ذرہم اور فرمایا اگر کوئی پوچھے کہ فانی باقی کو کیونکر دیکھتا ہے تو اُس سے کہہ کہ آج اس جہان میں بندہ فانی خداوند باقی کو پہچانتا ہے کل کو وہی شناخت نور ہوگی اور اُس عالم بقا میں بقا کے نور سے باقی کو دیکھیگا اور

فرمایا خدا کے اولیاؤں کو ہر شخص نہیں دیکھ سکتا مگر وہ شخص کہ محرم ہوتا ہے جیسے کہ تیرے اہل کو نہیں دیکھ سکتے مگر وہ شخص کہ محرم ہوں اور مرید جسقدر پیر کی تعظیم میں مبالغہ زیادہ کرتا ہے اسی قدر اُسکو دیدار زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا سب لوگ مچھلیاں پکڑنے دریا پر جاتے ہیں اور یہ جوانمرد خشکی میں پکڑتے ہیں اور لوگ کھیتی خشکی پر کرتے ہیں اور یہ جماعت دریا کی سطح پر کرتی ہے اور فرمایا ہزار مرادیں اس جہان کی ترک کرنا چاہییں تاکہ اُس جہان کی ایک مراد کو پہونچے اور ہزار شربت زہر کے پینا چاہییں تاکہ ایک شربت ذائقہ دار چکھے اور فرمایا افسوس ہے کہ اتنے ہزار سرہنگ اور عیار اور مہتر اور سالار اور خواجہ اور بوڑھے اور جوان غفلت کے کفن میں لپٹ کر حسرت کی قبر میں سوئیں اور ایک بھی اُن سے دین کی سرہنگی یعنے سرداری کے لائق نہو اور فرمایا زندگانی اور مشاہدہ اور پاکی اور فنا اور بقا یہ سب موت کے اندر ہیں اسلیے کہ جب حق ظاہر ہوتا ہے سوائے حق تعالیٰ کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی اور فرمایا تلخی اور ترشی جب ہی تک ہے کہ تو خلق کے ساتھ ہے اور جہان بشریت سے درگذرا پھر تو زندگانی خدا ہی کے ساتھ ہے اور فرمایا زندگانی کاف اور نون کے درمیان چاہیے کہ جہان موت کا نام ہی نہیں اور فرمایا وہ شخص کہ نماز کرتا ہے اور روزہ رکھتا ہے خلق سے نزدیک ہوتا ہے اور فرمایا معرفت سے حقیقت تک ستر ہزار درجے ہیں اور حقیقت سے عین حقیقت سے آگاہ ہونے تک ایسے ایسے ہزار ہزار درجے ہیں کہ ہر ایک کے طے کرنے کے لیے ایک عمر درکار ہے مثل عمر نوح علیہ السلام کے اور ایک صفائی مثل صفائی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا دل کے تین درجے ہیں ایک فانی ہے اور وہ فقر کا ناداگاہ ہے اور دوسرا نعمت کا ہے اور وہ توانگری کا نادا ہے اور تیسرا باقی ہے اور وہ حق تعالیٰ کا ناداگاہ ہے اور فرمایا مجھے نہ تن ہے نہ دل اور نہ زبان بس نامرادیں جو ہیں کا مجھے خدا ہی ہے اور فرمایا مجھے نہ دنیا ہے نہ آخرت مرادیں اور دنیا خدا ہی ہے اور فرمایا کام کرنے والے بہت ہیں لیکن رندے نہیں ہیں

اور اگر بدزدسے بہت ہین تو بیسار نہی نہین ہین۔ پس جوانمردی وہ ہی کہ کرے اور لیجاوے اور سپرد کرے۔ اور فرمایا عشق ایک ایسا دریا ہی کہ خلق کو اُسمین گذر نہین ہے اور ایک ایسی آگ ہی کہ جان کو اُس سے خبر نہین ہے اور ایک ایسی آور دیرہ ہی کہ بندی کے کسب و ہنر کو وہان گذر نہین ہے اور فرمایا ہنسنے کی جا ہے ہو اُسپر کہ کہتا ہی کہ حق تعالی کو دلیل سے پہچان سکتے ہین اسلیے کہ خدا کو خدا ہی سے پہچان سکتے ہین نہ کہ مخلوق سے اور فرمایا جو کہ عاشق ہوا خدا کو پایا اور جسنے کہ خدا کو پایا اپنے کو فراموش اور گم کیا اور فرمایا جو کچھ کہ لوح محفوظ مین ہی وہ حصہ لوح کا اور خلق کا ہی جوانمرد وہ ہین کا حصہ وہ نہین جو لوح محفوظ مین ہے حق تعالے اُسنے ایک ایسی بات کہتا ہی کہ لوح مین نہین۔ اور فرمایا یہ وہ طریق نہین ہے کہ زبانی ہووے کہ اُسپر اقرار لاوے یا بینائی ہووے کہ اُسکو دیکھے یا شناسائی ہو کہ اُسکو پہچانے یا ہمت اندام کو یہان راہ ہو کیونکہ یہ تمامی اُس جل شانہٗ کی ملکیت ہے ہو اور جان اُسکے فرمان مین ہی یہان خدا ہی خدا ہی اور بس۔ اور فرمایا ایک جماعت قرآن مجید کی تفسیر مین مشغول ہی لیکن جوانمرد اپنی تفسیر مین مشغول ہین اور فرمایا عالم درحقیقت وہ عالم ہی کہ اپنے آپ ہی کو عالم ہو دانا ہو نہ وہ کہ علم سے عالم ہو اور فرمایا اندوہ و غم کا درخت لگاؤ شاید کہ آخرت مین پھلے اور غمزدے اور بیٹھو اور روتے رہو شاید کہ آخرت مین اُس وقت تک پہونچو اور کہین کہ کیون روتے تھے کہ تمھارے لیے یہ سب کچھ موجود ہی اور فرمایا اندوہ و غم اسلاح ہاتھ آتا ہی کہ تیری تمامی سعی و کوشش اُسمین صرف ہو گو تو اُسکے کام مین پاک بنے اور پھر تو جہانتک نظر کریگا اپنے کو پاک نہ پائیگا اور اُس عزّ اسمہ کے لائق نہ سمجھے گا پس اندوہ و غم تجھے لاحق ہوگا اور فرمایا تمامی پیغمبر اور اولیا علیہم السلام جو اس عالم مین آئے اور گئے تمامی اُسکے اندوہ مین تھے کیونکہ چاہتے تھے کہ اُسکو جانین پر جو جاننے کا حق تھا اُس طرح نہ جان سکے پس اندوہ مند ہی اور فرمایا حق تعالے کے کل نام بزرگ ہین لیکن بندے کا بزرگ تر نام نیستی ہی کیونکہ جب بندہ نیست ہو جاتا ہی اور بشریت سے گذر جاتا ہی اور اُسپر کچھ باقی نہین رہتا اُسوقت

اسکی ہستی بیگانگی ہو جاتی ہے لوگون نے لیکر سے پوچھا آپنے فرمایا کہ حق تعالے کا لطف ہی
مگر حق تعالی اپنے اولیائے مگر نہیں کرتا اور فرمایا محبت کی غایت یہ ہے کہ اگر جہان کے تمام
دریاؤن کی شراب اسکے حلق مین ڈالین تو بھی اسکی پیاس کم نہو بلکہ زیادہ طلب کرے
اور حق تعالی کے غیر کو منہ پھیرے اور کسی کرامت پر مغرور نہووے اور فرمایا جوانمرد وہ ہے
کہ اگر حق تعالی ہزار کرامتین اسکے ایک بھائی کو عطا کرے اور ایک کرامت اسکو عطا فرماوے
تو وہ اپنی اس ایک کرامت کو بھی ایثار اپنے اس بھائی پر کردیوے لوگون نے پوچھا ای شیخ کیا
آپکو موت سے خوف ہے کہ نہین آپنے فرمایا مردہ کو موت سے خوف کہان۔ کیونکہ ہر وعید کہ
حق تعالی نے خلق کو موت اور قیامت اور دوزخ وغیرہ سے فرمائی ہے میرے رنج و مصیبت کے
سامنے کچھ حقیقت نہین رکھتی اور ہر وعدہ کہ خلق سے آسائش و راحت اور بہشت وغیرہ کا
کیا ہے میری امید کے مقابل کچھ بھی نہین ہے اور فرمایا اگر تمسے کہین کہ اس صحبت کی عوض
کہ ابوالحسن کے ساتھ تمنے رکھی ہے کیا چاہتے ہو۔ ہر ایک نے ایک چیز بتائی۔ آپنے فرمایا
اگر مجھ سے پوچھین گے کہ ان جوانمردون کی صحبت کے عوض تو کیا چاہتا ہے تو مین عرض
کرونگا کہ مین تو انہی سب کو چاہتا ہون۔ نقل ہے کہ آپنے ایک دانشمند سے
پوچھا کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہے یا خدا تجکو۔ اسنے کہا مین خدا کو دوست رکھتا ہون
آپنے فرمایا جا اسکے گرد گھوم کیونکہ جو کوئی کہ کسیکو دوست رکھتا ہے اسکے پیچھے پیچھے پھرتا ہے
نقل ہے کہ ایک روز آپنے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ بہتر چیز کونسی ہے اسنے کہا کہ مین نہین
جانتا آپنے فرمایا جو کہ ایسی بے علمی پر مرے اسکے لیے بڑا خوف ہے اور فرمایا سب سے بہتر چیز
وہ دل ہے کہ اسمین کچھ بدی نہو۔ ایک روز آپنے اپنے یارون سے فرمایا اگر تمہارا
دھاگا ٹوٹ جایا کرے تو اسی کو دیا کرو کہ جوڑ دیوے لوگون نے پوچھا کہ فاوحی الی عبدہ
ما اوحی کے معنے کیا ہین آپنے فرمایا کہ خداے تعالے نے فرمایا ای محمد مین اس سے
بزرگتر ہون کہ تجھ سے یہ کہا مجکو پہچان۔ اور تو اس سے بزرگتر ہے کہ یہ کہا

خلق کو میری طرف دعوت کر لوگون نے پوچھا کہ اسکا نام کس طرح لیوین۔ آپ نے فرمایا
کہ حق تعالےٰ کا نام بعض نے فرمانبرداری سے لیا اور بعض نے یقین سے اور بعض نے
دوستی سے اور بعض نے خوف ورجا سے کیونکہ وہ سلطان ہے لوگون نے کہا کہ حضرت جنید
ہُشیار آئے اور ہشیار گئے اور حضرت شبلی مست آئے اور مست گئے آپ نے فرمایا
اگر جُنید اور شبلی رحمہما اللہ سے سوال کرین کہ تم دُنیا مین کس طرح آئے اور کسطرح گئے
وہ آنے اور جانے کی نسبت کچھ نہ کہہ سکین کیونکہ اُنکو اپنے آنے اور جانے کی خبر ہی
نہین۔ اُسی وقت ایک ہاتف نے آواز دی کہ تو نے راست کہا کیونکہ جو کوئی کہ خدا سے
باخبر ہوتا ہے اُسکے غیرون سے بیخبر ہوتا ہے۔ لوگون نے پوچھا دعوی بدتر ہے یا گناہ۔
آپ نے فرمایا دعوے عین گناہ ہے۔ لوگون نے پوچھا بندگی کیا ہے آپ نے فرمایا
عمر کو نامرادی مین بسر کرنا۔ لوگون نے پوچھا پھر ہم کیا کرین کہ بیدار ہووین آپ نے
فرمایا کہ تم عمر کو ایسا تصور کرو کہ ایک نفس ہے اور وہ نفس بھی ایسا کہ لب و دندان مین
ہو بجا ہے۔ لوگون نے پوچھا بندگی کا نشان کیا ہو آپ نے فرمایا جہان کہ مین ہون
نشان خداوندی ہو بندگی کے نشان کا ذرا بھی پتا نہین لوگون نے پوچھا فقر کا نشان
کیا ہو آپ نے فرمایا دل کا ایسا سیاہ ہونا کہ پھر اُسپر دوسرا رنگ اپنا رنگ نہ جما سکے اور
فرمایا توکل وہ ہو کہ شیر اژدہا آتش دریا کشیہ یہ پانچون تیرے نزدیک ایک ہون
کیونکہ عالم توحید مین سب ایک ہین چاہیے کہ توحید مین حتی الامکان سعی و کوشش
کرے اگر راہ مین غرق بھی ہوجائے تو پروا نہین کیونکہ تو نے جز النفع حاصل کیا ہوگا
اور فرمایا مین تمام دن بیٹھا اُسکی طرف اشارے کیا کرتا ہون اور فرمایا جو اندیشہ کہ حق تعالےٰ
کے سوا میرے دل مین آتا ہو اُسکو دل سے مار کر دور کرتا ہون اور فرمایا مین ایسے مقام
مین ہون کہ مجھی کا راز تک کہ بادشاہت مین کیون پیدا کی ہے مجھپر پوشیدہ نہین ہے
جا تم سو اس سے مطالب کیا ہو بیٹے ابوالحسن باقی نہین رہا ہے اور اپنے سے بیخبر

اور حق سے باخبر ہوا ہے مین درمیان مین نہین ہون جب تو جو کچھ ہاتھ مین لیتا ہون
کہتا ہون خدا وندا اسکو میرے تن کا عوض مت کر اور فرمایا مینے پچاس برس تک
خداوند کے ساتھ ایسے اخلاص سے صحبت رکھی کہ کسی مخلوق کو اسمین راہ نہ تھی جب عشا کی
نماز ادا کرچکتا نفس کو دونون پاؤن پر رکھے رہتا صبح تک اور صبح سے شام تک
عبادت مین کھتا اور اس مدت مین جب بیٹھا دونون پاؤن پر بیٹھا نہ آلتی پالتی مارکے
یہانتک کہ ایسی شایستگی حاصل ہوئی کہ میرا ظاہر یہان خواب مین رہتا اور ابوالحسن بہشت
کی سیر کرتا اور دوزخ کا معائنہ کرتا اور دونون جہان میرے لیے ایک ہوگئے جب تک حق تعالے
کے ساتھ رہا اور فرمایا یہ پہلا طریق نیاز کا تھا بعد اُسکے خلوت اُسکے بعد اندوہ پھر دیدار
پھر بیداری اور فرمایا میرا ورد تھا کہ ظہر سے عصر تک پچاس رکعت نماز پڑھتا پھر جب
بیداری ظاہر ہوئی اُن تمام کو قضا کرنا پڑا اور فرمایا چالیس برس ہوگئے کہ مین نے
اپنے واسطے روٹی اور کھانا نہین تیار کیا مگر ان مہمانون کے واسطے اور آپ کو اُنکے
مہمان کا طفیلی بنایا اور فرمایا اگر جہان کی ساری نعمتون کا ایک نوالہ بناکر مہمان کے منھ
مین دیوین تو بھی ابھی مہمان کا حق باقی ہو اور اگر مشرق سے مغرب تک جاوین تاکہ ایک
مرد کی خدا کے واسطے زیارت کرین تو بھی یہ کچھ بڑا کام نہ کیا ہو اور فرمایا چالیس برس ہوگئے
کہ میرا نفس ایک گھونٹ ٹھنڈی پانی کا یا ایک گھونٹ کھٹے دہی کا مانگ رہا ہے اور مینے
اُسکو نہین دیا ہے نقل ہے کہ آپ کا دل چالیس برس سے بینگن کی آرزو کرتا تھا اور
نہ کھاتے تھے آخرکار ایک روز آپ نے اپنی والدہ صاحبہ کے بہت اصرار کرنے سے بینگن
کھایا اُسی روز آپ کے صاحزادے کا سر کاٹ کر دہلیز پر رکھا گیا آپ نے جو دوسرے روز
سر جادو دیکھا بہت بلند آواز سے فرمایا بیشک وہ ہانڈی کہ ہمنے چڑھائی ہے اُس
ہانڈی مین اس سر سے کمتر چیز نہ پکا نا چاہیے پھر فرمایا دیکھو مین نے تم سے نہین کہا تھا
کہ میرا معاملہ اُسکا ایسا آسان نہین ہے اور تم کتنی تعین کہ بینگن کھالے اور فرمایا مین نے

ستر برس حق تعالی کے ساتھ اس طرح زندگی کی ہے کہ ایک دم بھی نفس کی مُراد کے موافق نہیں چلا ہون. نقل ہے کہ شیخ سے پُوچھا کہ آپ کی مسجد اور دوسری مسجد ون مین کیا فرق ہے آپ نے فرمایا اگر شریعت کی راہ سے پُوچھو تو سب برابر ہین اور اگر معرفت کی راہ سے پُوچھو تو اس مسجد کا بیان بڑا طول طویل ہے مینے دیکھا کہ اور مسجد ون سے نور پیدا ہو کر آسمان کی طرف جاتا تھا اور اس مسجد کا قُبہ اُسکے لطف سے متجلّی ہو کر آسمان سے گذرتا تھا جس روز کہ یہ مسجد بنکر تیار ہوئی اور مین اگر اسمین بیٹھا ملائکہ آئے اور ایک سبز جھنڈا استادہ کیا کہ اُسکا سر عرش سے جا ملا اور اُسی طرح اُسے لگائے رکھتے ہین اور لگائے رکھین گے قیامت تک اور فرمایا ایک روز حق تعالی نے مجھے ندا فرمائی کہ جو بندہ کہ تیری مسجد مین آوے گا اُسکا گوشت پوست آگ پر حرام ہے اور جو بندہ کہ تیری مسجد مین دو رکعت نماز ادا کرے گا تیری زیست کی حالت مین یا بعد از مرگ تیرے قیامت کے روز عابد ون مین اُٹھے گا اور فرمایا مومن کے لیے ہر جگہ مسجد ہو اور ہر روز جمعے کا روز اور ہر ماہ ماہِ رمضان یعنے جہان کہین کہ رہے خدای تعالے کے ساتھ رہے اور فرمایا اگر مین اس دُنیا سے باہر جاؤن اور مجھپر چار سو دینار کا قرض ہو اور مدعی قیامت کے روز میرا دامن پکڑین مین اُسکو اس سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ ایک سائل کو رد کرون اور اُسکی حاجت پُوری نکرون اور فرمایا اگر قیامت کے روز مجھسے کہین گے تو کیا لایا مین کہون گا کہ تُو نے ایک کُتے کو دُنیا مین میرا مصاحب کیا تھا مین خود ہی اس سے عاجز تھا اور اُسکی نگہبانی کرتا تھا تا کہ وہ مجکو اور تیرے بندون کو نکاٹے اور ایک طبیعت نجاست سے بھری تو نے مجکو دی تھی مین ساری عمر اُسی کے پاک کرنے مین مشغول رہا اور فرمایا مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو کہ قیامت کے روز تمام خرابا تیون کے گناہ کے سبب مجھے عذاب کرین اور فرمایا لوگ کہتے ہین کہ الٰہی تین موقعون پر ہماری مدد فرمانا جانکنی کے وقت۔ قبر مین۔ اور قیامت کے روز اور مین کہتا ہون خداوندا ہر وقت مین توجہ

فریادرس ہو اور فرمایا ایک رات مینے حق تعالےٰ کو خواب مین دیکھا مینے کہا الٰہی ساٹھ برس
ہوگئے کہ مین تیری اُمید اور محبت مین زمانہ گذار رہا ہون اور تیری شوق مین عمر کاٹ
رہا ہون حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ساٹھ برس ہوگئے کہ تو نے ہماری محبت کی طلب کی ہے تو
عجب کیا ہی ہم تو تجھے جب کہ تو ہماری صور علمیہ ہی تھا دوست رکھتے ہین اور فرمایا ایک بار اور
مینے حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھا ارشاد فرمایا ای ابوالحسن تو چاہتا ہی کہ مین تیرا ہو جاؤن مینے کہا نہین
فرمایا اچھا یہ چاہتا ہی کہ تو میرا ہو جائے مینے کہا نہین ارشاد ہوا کہ اولین اور آخرین اِس
اشتیاق مین جل گئے کہ مین کسی کا ہو جاؤن تو نے مجھ سے یہ کیون کہا کہ نہین۔ مینے کہا
خداوندا یہ اختیار کہ تو مجھے دیا چاہتا ہے یہ تیرا مکر ہے کیونکہ تو کسی کے اختیار سے کوئی
کام نہین کرتا اور فرمایا کہ مینے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجکو جیسا کہ مین ہون دکھاوے
پس اُس جل شانہٗ نے مجکو مجھے دکھایا کہ مین ایک میلے ٹاٹ کے لباس مین ہون مینے
پہلے تو خوب غور سے دیکھا پھر کہا مین یہی ہون آواز آئی کہ ہان پھر مینے کہا الٰہی وہ سب
ارادت۔ محبت۔ شوق۔ تضرع وزاری۔ کہان ہی ایک آواز آئی کہ وہ سب ہمارا ہی تو تو یہی ہے
جو ہے اور فرمایا جب مینے اُسکی ہستی کی طرف دیکھا تو مجکو اپنی ہستی سے باہر لایا پس مینے
اپنی نیستی کی طرف دیکھا میری نیستی سے بھی باہر لایا پس مین آکر اپنے اندوہ و غم کے زانو کے
پیچھے بیٹھ گیا بڑی ہی افسردہ دلی کے ساتھ اور مینے کہا کہ یہ کار میرا کار نہین ہی۔ نقل ہے
کہ جب شیخ رحؒ کی وفات کا وقت نزدیک آیا آپ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ یہ میرا خون بھرا دل
چیرتے اور جہان کی خلق کو دکھاتے تا کہ جانتے کہ خداوند کے ساتھ بُت پرستی روا ست
نہ آویگی پھر وصیت کی کہ مجھے تیس۳۰ گز نیچے زمین مین دفن کرنا کیونکہ یہ زمین بسطام کی زمین سے
اونچی ہی بڑی بے ادبی ہوئے کہ میری قبر حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی رہے پس
ایسا ہی کیا کہ جب آپنے وفات فرمائی تو آپ کو آپ کے فرمانے کے موافق تیس۳۰ گز نیچے زمین مین
مدفون کیا دوسرے روز بڑے زور سے ایک کوندا چمکا اور لوگون نے ایک بہت بڑا پتھر

سفید رنگ کا آپ کے مرقد مبارک پر رکھا دیکھا اور شیر کے قدم کے نشان پائے جاتا کہ شیر آیا ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ شیر کو دیکھا کہ آپکے روضۂ مبارک کے ارد گرد پھرتا تھا اور یہ ایک عام خبر ہے کہ شیخ رح نے فرمایا کہ جو ہاتھ میری تربت کے پتھر پر رکھکر حاجت چاہیگا روا ہوگی اور مجرب ہے۔ نقل ہے کہ بعض نے شیخ کو خواب میں دیکھکر پوچھا حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا میرا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دیا مینے عرض کی کہ تو مجھے نامے میں مشغول کرتا ہے تو تو مجکو پہلے اس سے کہ مینے عمل کیے جانتا ہے کہ مجھ سے کیا عمل ہونگے میرا نامہ کراماً کاتبین کے حوالے کر کہ وہ پڑھتے رہیں اور مجھے رہا کر تاکہ تیری ساتھ باتیں کرتا رہوں۔ نقل ہے کہ محمد بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بیمار تھا اور نفس آخر کے خیال سے نہایت غمگین اور اُداس آپ تشریف لائے فرمایا کیوں اسقدر ہراسان کیوں ہو اچھے ہوجاؤگے مینے کہا حضرت موت کا خوف ہے آپ نے فرمایا موت سے ہرگز خوف کرنا نہ چاہیے اور دیکھو اگر میں تم سے تیس برس پہلے بھی مرجاؤنگا تو تمھاری جانکنی کے وقت حاضر ہونگا تم مرنے سے ہرگز خوف مت کرنا حضرت محمد بن الحسین رح کہتے ہیں میں اچھا ہوگیا۔ نقل ہے کہ جب شیخ کو وفات کیے تیس برس ہوچکے تھے کہ محمد بن الحسین کی حالت جانکنی کی تھی کہ اُنکے صاحبزادے نے دیکھا کہ وہ اُسی جانکنی کی حالت میں سیدھے کھڑے ہوگئے اور کہا آئیے آئیے وعلیکم السلام۔ اُنکے صاحبزادے نے پوچھا حضرت آپ کس کو دیکھتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا بیٹا شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعدے کے موافق بعد مدت ہولی کہ کیا تھا تشریف لائے ہیں تاکہ میں موت سے نہ ڈروں اور ایک جماعت جوانمردوں کی آپ کے ساتھ ہے یہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوئے قدس اللہ سرہٗ حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات یہ ہے

بو الحسن رح بود آنکہ خرقانی	شد تاریخ صاحب خرقان
خوش شنیدم مثال اوثانی	بو الحسن زیب جای فردوس و جنان ۴۲۴ھ

اٹھتروان باب حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ غرق بحر دولت وہ برق ابر عزت وہ گردن شکن مدعیان وہ سرفراز متقیان وہ برتر عالم حسی وعقلی شیخ عالم ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ شہر بغداد مین کہ جسکو مدینۃ الاسلام کہتے ہین پیدا ہوئے اور وہین ہوش سنبھالا۔ آپ طریقت مین بڑے دبدبے کے شخص تھے اور اہل تصوف کے امام اور معتبر مانے گئے ہین آپ کی جاے ولادت مین اقوال مختلف بھی ہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ آپ اپنے وقت مین یکتا اور جہان علم مین بے ہمتا تھے اور آپ کے نکات اور عبارات اور رموز اور اشارات اور ریاضات اور کرامات احاطۂ تحریر تقریر سے باہر ہین جو جو مشائخ کہ آپکے زمانے مین تھے آپ اُنکے دیدار وصحبت سے مشرف ہوئے تھے علوم طریقت مین یگانہ اور بے مثل تھے بہت سی حدیثین آپ نے لکھی تھین مالکی مذہب رکھتے تھے آپ ایک حجت تھے خلائق کے لیے کہ جو ریاضت کہ آپ نے کی ہر نوع مین اول سے آخر تک صفت مین آئی آپ مردانہ تھے اور کبھی کسی طرح کے فتور یا ضعف نے آپ کے حال مین راہ نہ پائی اور شوق کے آگ کی تیزی نے کسی چیز سے آپ کو تسکین نہونے دی آپ کی عمر شریف ستاسی برس کی ہوئی اور آپ نے تین سو چونتیس ۳۳۴ سنہ مین ماہ ذی الحجہ مین وفات پائی اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا مینے تیس برس تک فقہ اور حدیث پڑھی یہانتک کہ ایک آفتاب میرے سینے سے طلوع ہوا پھر مین اُستادون کے پاس گیا اور اُن سے خدا کے علم کا خواہان وجویان ہوا کسی نے مجھکو کچھ نہ بتایا کیونکہ وہ خود نہ جانتے تھے بلکہ یون کہنے لگے کہ ہر چیز کا ایک نشان ہے غیب کا کچھ نشان نہین مجھے اس بات سے بڑا اچنبھا آیا اور مینے کہا کہ آپ صاحب اندھیری رات مین ہین اور مین صبح روشن مین ہون افسوس کہ مینے اسکا شکریہ ادا نہ کیا اتنی ولایت چھوڑ کے سپرد کی پھر اسکو سنتے ہی وہ بگڑ گئے اور کہا یہ میرے ساتھ جو کچھ کہ کیا۔ نقل ہے کہ آپ نے

جہّال اور عوام الناس کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں پائیں اور ہمیشہ خلق کے شور و شر و ردّ و قبول میں مبتلا رہے اور ہمیشہ لوگ آپ کے قتل پر آمادہ رہے کیونکہ آپ کی بعض باتیں حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کے ساتھ ملتی تھیں۔ آپکا شروع شروع واقعہ یہ ہی کہ آپ امیر نہاوند کے تھے ایک بار بغداد سے نامی گل امیروں اور سرداروں کی طلب میں گئے چنانچہ جملہ دیگر سردار اور آپ بھی خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوئے خلیفہ نے سب کو خلعت دیے اور رخصت کیا شاید کہ ایک امیر کو چھینک آئی اُسنے کہیں خلعت کی آستین اور دامن سے مُنھ اور ناک کو پاک کیا یہ خبر خلیفہ کو پہونچی کہ ایسا کیا اُسنے حکم دیا کہ اسکا خلعت اُتار لو اور عمل سے معزول کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حضرت شبلی رح نے جو یہ معاملہ دیکھا چونک اُٹھے اور خیال کیا کہ جو شخص کہ مخلوق کے دیے ہوئے خلعت کے ساتھ ذراسی بے ادبی کرتا ہی تو اُسکا یہ حال ہوتا ہی کہ حکومت سے معزول کیا جاتا ہی خلعت چھینا جاتا ہے خوار و بیعزت کیا جاتا ہی بھلا جو شخص کہ جہان کے بادشاہ کے خلعت کے ساتھ بے ادبی کریگا اُسکا کیا حال ہوگا آپ فی الفور خلیفہ کے حضور میں واپس گئے اور فرمایا اَیُّہَا الْاَمِیْر تو کہ ایک مخلوق ہی اس بات کو نہیں پسند کرتا کہ تیری خلعت کے ساتھ بے ادبی کیجائے اور ظاہر ہی کہ تیرے خلعت کی قدر بادشاہ عالم کے خلعت کے سامنے کیا ہی پس آپنے جو مجھے اپنی معرفت اور دوستی کا خلعت عطا فرمایا ہے ہرگز نہ پسند کریگا کہ میں اسکو ایک مخلوق کی خدمت میں میلا کروں بس یہ کہکر آپ باہر تشریف لائے اور حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں توبہ کی ایک حالت ذوق و شوق کی آپ پر ہویدا ہوئی حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا جبکہ آپ حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو پہونچے آپ نے کہا لوگوں سے گوہر کا نشان آپکے پاس دیا ہی آپ یا تو وہ گوہر یوں ہی عطا فرمایئے یا بقیمت فروخت کیجئے حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر میں فروخت کروں تو تو لے نہ سکیگا کیونکہ تیرے

پاس اسقدر قیمت نہیں ہے اور اگر مفت دوں تو تو اُسکی قدر نہ جانے گا کیونکہ مفت پایا ہوا بیقدری سے برباد کردیگا لیکن ہاں مَردوں کی طرح یکسرے قدم بنا اور آپ کو اِس دریا میں ڈال تاکہ صبر اور انتظار کے بعد وہ گوہر تیرے ہاتھ آئے پھر آپ نے عرض کی حضرت فرمایئے اب میں کیا کروں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ ایک سال کبریت فروشی کرو۔ آپ نے ایسا ہی کیا جب ایک سال پُورا ہوگیا تو پھر حضرت جُنیدؒ نے فرمایا جاؤ ایک سال دریوزہ گری کرو لیکن اسطرح پر کہ کسی چیز کے ساتھ مشغول ہونا۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آخر سال یہ حالت ہوئی کہ بغداد کے تمام بازار میں دریوزہ گری کی لیکن کسی نے آپ کو کچھ نہ دیا آپ نے یہ سب حال حضرت شیخ جنیدؒ سے عرض کیا حضرت جُنیدؒ نے سُنکر فرمایا ابتو تمہاری قدر و قیمت جان گئے کہ خلق کے نزدیک کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رکھتے ہو اب دیکھو دل ان میں مت لگانا اور انکو کسی چیز پر بھی فوقیت نہ دینا پھر فرمایا کہ تمنے نہاوند میں امیری اور حاکمی کی ہے جاؤ وہاں کے لوگوں سے معافی چاہو آپ گئے اور ساری شہر میں پھرے اور ایک ایک گھر پر جاکر مرد و عورت و بچے سب سے معافی چاہی سوا ایک شخص کے کہ وہ وہاں موجود نہ تھا آپ نے اُسکے عوض ایک لاکھ درم خیرات کیے پر آپکے دل کو چین نہ پڑا بیقرار ہی رہے جب آپکے چار سال یوں گذر چکے تو حضرت جُنیدؒ نے فرمایا کہ ابھی تم میں کچھ جاہ طلبی باقی ہے جاؤ اور ایک سال گدائی کرو پھر آپ ایک سال تک گدائی کرتے رہے اور جو کچھ کہ آپ کو ملتا آپ شیخؒ کے پاس لیجاتے شیخؒ درویشوں کو دیدیتے اور آپ کو ہر رات بھوکا رکھتے جب سال ختم ہوا تو حضرت شیخؒ نے فرمایا اب میں تمکو اپنی صحبت میں رکھوں گا پر اس شرط پر کہ درویشوں کی خدمت کرتا ہوگا پھر آپ ایک سال تک درویشوں کی خدمت کرتے رہے پھر شیخؒ نے فرمایا یا ابکر اب تیرے نفس کا مرتبہ تیرے نزدیک کتنا ہے آپ نے عرض کی کہ حضرت میں اپنے آپ کو ساری خلق سے ادنیٰ درجے کا جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں یہ سنکر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تمہارا ایمان

درست ہوا۔ **نقل ہے** کہ آپ آغاز حال مین لفظ اللہ کے ایسے شائق اور دلدادہ تھے کہ جو کہتا تھا اللہ آپ اُسکا مُنھ شکر سے پُر کرتے تھے اور لڑکون کو شکر بانٹا کرتے تاکہ وہ کہین اللہ پھر چند روز تک آپ کا یہ دستور ہوگیا کہ جو کہتا تھا اللہ آپ اُسکا مُنھ روپے اشرفی سے بھر دیتے تھے پھر ایک ایسی غیرت آپ مین سمائی کہ ننگی تلوار لیے پھرتے کہ جو کہے گا اللہ مین اُسکا سر کاٹ ڈالون گا لوگون نے پوچھا حضرت آپ اِس سے تو پہلے شکر اور زر دیتے تھے اب کیا ہوا کہ ایسا فرماتے ہین کہ جو کہے گا اللہ مین اُسکا سر تن سے جُدا کر دونگا آپنے فرمایا شروع مین مینے ایسا گمان کیا تھا کہ وہ اُس جلّ شانہٗ کا نام حقیقت اور معرفت کی راہ سے لیتے ہین لیکن اب معلوم ہوا کہ غفلت اور عادت سے کہتے ہین اور مین جائز نہین رکھتا ہون کہ غفلت سے اُس عزّ اسمہٗ کا نام لیا جائے آپ جہان کہین نقش اللہ دیکھتے بوسہ دیتے اور تعظیم کرتے پس ایک ہاتف نے آواز دی کہ کب تک مشغولِ اسم رہیگا اگر تو مرد طالب ہے تو قدم مسمّی کے طلب مین رکھ۔ جب آپنے یہ ندا سُنی تو عشق غالب ہوا اور شوق چھا گیا آپ جا کر دجلے مین کود پڑے ایک لہر جو آئی تو کنارے پر جا پڑے پھر آپ آگ مین کود پڑے پر نہ جلے اسیطرح آپنے بہت مُہلک مقامون مین چاہا کہ آپ کو ہلاک کرین حق تعالی نے آپ کو بچا بچا لیا آپ کو اور بھی زیادہ بیقراری ہوتی گئی۔ آپ باواز بلند کہتے وَیلٌ لِّمَن لَا یَقتُلُہُ المَاءُ وَ النَّارُ وَ السِّبَاعُ وَ الجِبَالُ یعنے افسوس ہے اُس شخص پر کہ جسکو نہ پانی قتل کرے نہ آگ نہ درندے نہ پہاڑ ایک ندا سُنی کہ مَن کَانَ مَقتُولُ الحَقِّ لَا یَقتُلُہٗ غَیرُہٗ۔ یعنے جو کہ مقتولِ حق ہے نہین قتل کرسکتا ہے کوئی اُسکو کہ حق کے سوا ہے۔ پھر آپ ایسے دیوانے ہوگئے کہ دس بار آپ کو زنجیرون سے باندھا پر آپ کو کسی طرح چین نہ پڑتا تھا پھر آپ کو شفاخانے مین لے گئے اور ایک مکان مین مدت تک قید رکھا اور سب یہ کہتے تھے کہ شبلی دیوانہ ہوگیا ہے آپ فرماتے کہ مین تمھارے نزدیک دیوانہ ہون اور تم میرے نزدیک دیوانے ہو انشاء اللہ میری دیوانگی زیادہ ہوگی۔ **نقل ہے** کہ ایک روز ایک جماعت آپ کے پاس گئی جبکہ آپ قید مین تھے آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو انھون نے کہا

ہم آپ کے دوست ہیں آپ نے پتھر اٹھا کر انکی طرف پھینکا سب کے سب بھاگ گئے آپ نے فرمایا اے جھوٹو میری دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور میری بلا پر صبر نہیں کرسکتے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ ایک انگارا لیے تھے لوگوں نے پوچھا حضرت یہ آگ آپ ہاتھ میں کیوں لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاتا ہوں کعبے کو جلا دونگا تاکہ سب لوگ صاحب کعبہ کی طرف متوجہ ہوں دوسرے روز کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ایک لکڑی جسکے دونوں سرے دھڑ دھڑ جل رہے تھے ہاتھ میں لیے تھے اور کہتے تھے کہ بہشت اور دوزخ دونوں کو جلاؤنگا تاکہ سب خلق بندگی بغیر کسی سبب کے کرے۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ کا گذر ایک درخت کے نیچے ہوا ایک فاختہ اُس پر بیٹھی کوکو کر رہی تھی یہ آواز جو آپ کے کان میں پہونچی بیخود ہوگئے اور کئی رات دن اُس درخت کے نیچے ہو ہو کہا کیے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے آپنے فرمایا ایک فاختہ اس درخت پر بیٹھی کہتی ہے کوکو۔ یعنے پوچھتی ہے وہ کہاں ہے وہ کہاں ہے میں بھی اُسکی موافقت کو کہتا ہوں۔ ہو ہو۔ کہتے ہیں کہ جب تک آپ خاموش نہوئے فاختہ خاموش نہولی گویا اُس میں بھی ایک شوق سما گیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک بار لڑکوں نے پتھر جو مارے آپ کا پاؤں زخمی ہوگیا خون بہنے لگا ہر قطرہ خون کا کہ زمین پر ٹپکتا تھا نقش اللہ کا نمود ہوتا تھا۔ نقل ہے کہ عید کے روز آپ سیاہ لباس پہنے وجد و حال میں تھے لوگوں نے پوچھا حضرت عید کے روز آپ نے سیاہ لباس کیوں پہنا ہے آپ نے فرمایا خلق کی مصیبت پر کہ خدا سے غافل ہے۔ کہتے ہیں کہ ابتدا میں آپ سیاہ لباس پہنتے تھے جبکہ توبہ کی مرقع پہنا آپ عید کے دن اُس سیاہ لباس سے فرماتے تھے کہ سیاہی نے سیاہی میں ہمکو اس حال پر پہونچایا پس ہم درمیان میں غرق ہوگئے نقل ہے کہ آپ شروع میں مجاہدہ کی حالت میں نمک آنکھوں میں ڈالا کرتے تاکہ آپ کو نیند نہ آوے کہتے ہیں کہ سات من نمک تھوڑا تھوڑا کرکے آنکھ میں ڈالا تھا اور آپ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھپر تجلی کرکے ارشاد کیا کہ جو سوئے گا غافل ہے اور غافل محجوب ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ ایک چھچی لیے تھے اور اس سے اپنی ابرو کا گوشت نوچتے تھے حضرت جنید

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کیا کرتے ہو آپ نے عرض کیا کہ حقیقت ظاہر ہوئی ہو اور مین اُسکی طاقت نہین رکھتا ہون اسلیے یہ کام کرتا ہون کہ شاید ایک دَم مجھے امن دیوین۔ نقل ہے کہ آپ آغاز حال مین زار زار رُویا کرتے اور آہین بھرا کرتے حضرت شیخ جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کی درگاہ سے ایک امانت بطور ودیعت کے شبلی کو دی گئی تھی چاہا کہ اُس مین خیانت کرے اُسکو آہ و زاری مین مُبتلا کیا ہی کیونکہ شبلی عین اللہ ہے درمیان خلق کے۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت جُنیدؒ کے مُرید حضرت جُنیدؒ کے آگے حضرت شبلیؒ کی موجودگی مین حضرت شبلیؒ کی مدح کرتے تھے کہ صدق اور شوق اور عالی ہمتی مین اُس کے مثل کوئی نہین ہے حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم نے غلطی کی ہو وہ مردود اور خدا سے دُور ہے۔ پھر حضرت جُنیدؒ نے فرمایا کہ شبلی کو یہان سے نکالو وہ جب شبلیؒ باہر گئے حضرت جُنیدؒ نے مُریدون سے فرمایا کہ اس مدح سے کہ تمنے شبلی کی کی یہ میرا کہنا سو درجے بڑھکر ہے تم اُس مدح سے اُسکو ہلاک کیا چاہتے تھے گویا کہ تمھاری مدح اُسکے واسطے مدح نہ تھی بلکہ ایک تلوار تھی کہ تمنے اُسپر کھینچی تھی کہ جس سے اُسکا نفس سرکش بن جاتا اور وہ ہلاک ہوجاتا مینے ایک ڈھال اُسکے آگے کی تا کہ ہلاک نہووے۔ نقل ہے کہ ایک تہ خانہ تھا آپ اُس مین جاتے اور ایک چھڑی کا گٹھا اپنے ہمراہ لیجاتے جسوقت کہ ذرا بھی غفلت اپنے دل مین پاتے ایک چھڑی اُس گٹھے سے نکالکر اپنے آپ کو مارتے بہت بار ایسا ہوتا کہ سب کی سب چھڑیان ٹوٹ جاتین پھر آپ ہاتھ پانون دیوار پر دے دے مارتے۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ خلوت مین تھے کسی شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے پوچھا کون ہی اُسنے کہا ابوبکر آپ نے فرمایا اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہون تو بھی مین دروازہ نہ کھولونگا اور اندر آنے نہ دونگا جائیے تشریف لیجائیے زیادہ تکلیف نہ اُٹھائیے آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا اور فرمایا عمر گذر گئی کہ چاہتا ہون کہ حق تعالیٰ کے ساتھ ایسی خلوت مجھکو نصیب ہو کہ شبلی درمیان مین نہو

اور فرمایا چالیس برس سے آرزو یہ ہے کہ ایک دم خدا کو جانون اور اُسکو پہچانون اور فرمایا میرا آئینہ گاہ عجز و نیاز ہے اور فرمایا میرا لاٹھی پکڑ کے چلنے والا انکسار ہی اور فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ مین پہاڑ مین چھپا ہوتا تا کہ لوگ مجھکو نہ دیکھہ پاتے اور فرمایا میری خواری یہودون کی خواری سے بدتر ہی اور فرمایا اگر کارکان مین کوئی بدی پاوین وہ شبلی کے گناہ سے ہے۔ اور فرمایا مین چار بلاؤن مین مبتلا ہوا ہون نفس۔ دنیا۔ ہوا۔ شیطان۔ اور فرمایا مجھپر تین مصیبتین پڑی ہین ایک یہ کہ حق میرے دل سے دور ہو دوسرے یہ کہ باطل حق کی جگہ آکر بیٹھا ہے تیسرے یہ کہ ایسا نفس کافر رکھتا ہون کہ اس مصیبت کے علاج کرنے سے فارغ ہی اور اُسکو اس درد کے دوا کرنے کا ذرا بھی خیال نہین ہے۔ اور فرمایا خداوندا دُنیا اور آخرت دونون کو مجھے بخش تا کہ مین دُنیا کا ایک نوالہ بنا کر ایک یہودی کے منھہ مین رکھدون تا کہ دونون پردے خلق کے آگے سے اُٹھہ جاوین اور مقصود تک پہونچے اور فرمایا دل دُنیا اور آخرت سے بہتر ہے کیونکہ دُنیا محنت کا گھر ہے اور آخرت نعمت کا گھر ہے اور دل معرفت کا محل ہے اور فرمایا اگر مین بادشاہ کی خدمت نہ کیے ہوتا تو مشائخ کی خدمت نکر سکتا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نیا لباس پہنے تھے ایک بارگی آپنے اُسکو اُتار کر آگ مین رکھدیا جل گیا لوگون نے آپسے کہا کہ مال کا ضائع کرنا شریعت مین روا نہین ہے آپنے فرمایا حق تعالی نے ارشاد کیا ہی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم ح ہے یعنے جس چیز پر کہ تیرا دل مائل ہے اُس چیز کو تیرے ساتھ آگ مین جلاؤن گا اس وقت میرا دل اس جامے پر مائل ہوا ایک غیرت آئی اُسکو جلایا۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز بازار گئے اور ایک کہنہ مرقع ڈیڑھ دانگ کو خریدا اور ایک ٹوپی آدھے دانگ کو خریدی پھر بازار کو بیٹھکر آواز لگانے لگے کون ہے کہ ایک صوفی کو دو دانگ کے عوض مول لے نقل ہے کہ جب آپکے احوال نے قوت پکڑی آپ لوگون کے سامنے وعظ فرمانے لگے اور عوام الناس کے روبرو حقیقت بیان کرنے لگے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو

ملامت کی کہ تمنے ان باتون کو تہ خانون مین پوشیدہ رکھا ہو تم ایسے آئے کہ عوام الناس کے آگے منبرون پر چڑھ چڑھ کر کہنے لگے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین ہی کہتا ہون اور خود مین ہی سنتا ہون اور میرے سوا دونون جہان مین کون ہو۔ اسلیے کہ یہ بات کہ مین حق سے کہتا ہون حق ہی کی طرف جاتی ہو اور شبلی درمیان مین نہین حضرت جنید نے فرمایا ای شبلی اگر یون ہو تو تجکو سزاوار ہے اور فرمایا جسکا دل کہ دنیا اور آخرت مین لگا ہو اسکو ہماری مجلس مین بیٹھنا حرام ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نے مجلس کے درمیان بہت بار اللہ اللہ کہا ایک درویش نے کہا کسواسطے لا الہ الا اللہ نہین کہتے آپ نے ایک نعرہ مار کر کہا مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو کہ مینے لا ہی کہا ہو اور میرا نفس بند ہوگیا ہو اور اسی گھبراہٹ مین گذر جاؤن اس بات نے اس درویش مین ایسا اثر کیا کہ کانپ اٹھا اور جان بحق ہوا اس درویش کے رشتہ دار آئے اور شیخ کو دار العدالت مین لے گئے آپ اپنے وجد کے غلبون مین ایک مست کی طرح چلے جاتے تھے جب عدالت مین پہونچے تو ان لوگون نے آپ پر اس جوان کے خون کا دعوی کیا۔ خلیفہ نے شیخ سے فرمایا۔ تم کیا کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا ایک جان تھی عشق کی آگ کے شعلے سے انتظار بقاء جلال حق تعالی مین بالکل جلی ہوئی اور تمامی علائق سے جدا ہوئی ہوئی اور صفات اور آفات نفسانی سے فانی ہوئی ہوئی اور طاقت سے بے طاقت بنی ہوئی اور صبر سے بے صبر ہوئی ہوئی۔ درگاہ کے متقاضی اسکے باطن اور سینے پر چھائے ہوئے۔ اس بات کے سننے سے ایک کوندا جلال بنا ہوا کہ اسکی جان پر چمکا اس سوختہ جان مرغ کی طرح اسکے قالب سے اڑگئی شبلی کا اس درمیان مین کیا جرم اور کیا گناہ خلیفہ نے حکم دیا کہ جلدی شبلی کو واپس لیجاؤ کیونکہ اسکی بات سے ایک ایسی صفت اور حالت میرے دل پر ظاہر ہوئی ہے کہ خوف ہو کہ بیہوش ہو جاؤن نقل ہے کہ جو شخص آپکے آگے توبہ کرتا اور سلوک طریقت کا طلب کرتا آپ اس سے

فرماتے کہ جنگل میں جا اور توکل کر اور تجرید کے ساتھ خانۂ کعبہ کا حج کر کے آ تب تو کہیں میری صحبت کے قابل ہوگا اور آپ بغیر توشہ اور سواری کے اسکو جنگل کی طرف اپنے یاروں کے ہمراہ روانہ فرماتے لوگوں نے آپ سے کہا حضرت آپ یہ خلق کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ اُنکے آنے کا مطلب میرے پاس یہی ہوتا ہے کہ خداشناسی حاصل ہو نہ یہ کہ میری مصاحبت۔ اور اگر کہیں انکی مراد میری مصاحبت ہو تو یہ عین بت پرستی ہے بلکہ اُنکے واسطے اس سے وہی حال کہ جسمیں وہ ہیں افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ موحد فاسق بہتر ہے رہبان زاہد سے بہرحال انکا مقصود میرے پاس آنے سے یہی ہوتا ہے کہ حق کو پائیں اب اگر راہ میں ہلاک بھی ہونگے تو بھی اپنے مقصد سے محروم نہ رہیں گے اور اگر مصیبتیں جھیل کر واپس آئینگے تو ان سفر کی تکالیف نے انکو ایسا راست بنایا ہوگا کہ جہاں اگر دس برس مجاہدے کرتے تو بھی ایسے راست نہوتے۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میں بازار میں گذرتا ہوں اکثر خلق کی پیشانی پر سعید اور شقی لکھا دیکھتا ہوں کبھی کبھی آپ نعرہ مارتے اور فرماتے آہ افلاس آہ افلاس آہ افلاس۔ لوگوں نے پوچھا افلاس کس سبب سے آپ فرماتے من مجالسۃ الناس ومن استیناس الناس ومن مخالطۃ الناس ومحادثتہم ومحادثتہم یعنے خلق کو ساتھ ہمنشینی افلاس ہے خلق کے ساتھ اُنس رکھنا افلاس ہے خلق کے ساتھ میل جول رکھنا افلاس ہے خلق کے ساتھ بات چیت کرنا افلاس ہے خلق کی خدمت کرنا افلاس ہے نقل ہے کہ ایک روز آپ نے ایک دولتمند دنیاداروں کی جماعت کو دیکھا کہ عیش و تماشے میں مشغول تھی آپ نے ایک نعرہ مارا پھر فرمایا افسوس ہے ان دلوں سے کہ غافل و بیخبر ہیں خداوند تعالےٰ کے ذکر سے اسی لیے انکو مردار اور دنیا کی پلیدی کا فریفتہ بنایا ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز لوگ ایک جنازہ لیے جاتے تھے ایک شخص پیچھے پیچھے یہ کہتا ہوا آہ من فراق الولد۔ چلا جاتا تھا حضرت شبلی نے جو یہ سنا تو اپنے منہ اور زور پر طمانچے

بار بار کرنے لگے۔ آہ من فراق الاحبۃ اور فرمایا کہ ابلیس میرے پاس آیا اور کہا خبردار تجھے تیرے اوقات کی صفائی مغرور نہ بناوے کیونکہ اُسکے نیچے آفتوں کی تاریکیاں ہیں نقل ہے کہ ایک بار ایک گیلی لکڑی آگ میں آپ کے آگے جلتی تھی کہیں اُس لکڑی کے دوسرے سرے سے کچھ تری ظاہر ہوئی جیسے کہ گیلی لکڑی کے جلنے کے وقت اکثر ظاہر ہوا کرتی ہے آپنے اپنے مُریدوں سے مخاطب ہوکر فرمایا اے مدعیو اگر تم سچ کہتے ہو کہ ہمارے دل شوق کی آگ سے پُر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ تمھاری آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیخودی کی حالت میں حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور حضرت جُنید کی دستار مبارک کو پریشان کیا لوگوں نے کہا یہ کیا کیا آپ نے فرمایا مجھے خوب اور بھلی نظر آئی اسلیے مینے اُسکو پراگندہ کیا کہ میری نظر میں پسندیدہ نہ معلوم ہو۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ بیخودی کے عالم میں حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر گئے حضرت جُنید کی بی بی صاحبہ اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھیں چاہا کہ پردے میں ہو وین حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سر کھلی بیٹھی ہو جانے کی حاجت نہیں کیونکہ اس جماعت کے مست بہشت و دوزخ سے بیخبر ہوتے ہیں حضرت شبلیؒ گھر میں چلے آئے اور باتیں کرنے لگے پھر خود بخود رونے لگے اُسوقت حضرت جُنیدؒ نے بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ اب پردے میں ہو جاؤ کیونکہ اب اُسکو پھر اُسکی اصلی حالت میں لا رہے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مَن طَلَبَ وَجَدَ یعنے جسنے تلاش کیا پایا حضرت شبلیؒ نے فرمایا لَا بَل مَن وَجَدَ طَلَبَ یعنے یوں نہیں بلکہ یوں کہو جسنے پایا اُسنے طلب کیا۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا دیکھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا حضرت جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تمھارا عمل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نماز مغرب کی سنت کے

دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور یہ آیت پڑھتا ہوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ الخ۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مرتبہ تمنے اسی کی بدولت پایا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نے وضو کرکے ارادہ مسجد کا کیا ندا آئی کہ ایسا وضو اور پھر یہ گستاخی کہ ہمارے گھر میں جایا چاہتا ہے آپ لوٹے۔ ندا آئی کہ تو ہماری درگاہ سے لوٹا جاتا ہے کہاں جاوے گا۔ آپ نے ایک نعرہ مارا ندا آئی کہ ہمیں طعنہ مارتا ہے۔ آپ ایک جگہ میں چُپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ ندا آئی کہ صبر و تحمل کا دعویٰ کرتا ہے آپ نے فرمایا اَلْمُسْتَغَاثُ بِكَ مِنْكَ یعنے میری فریاد تجھ سے تجھی سے ہے۔ نقل ہے کہ ایک درویش تھکا ہارا مفلس بیچارہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ دین کی وفاداری کے حق کا واسطہ میری فریاد رسی کرو اور بتاؤ کہ میں کیا تدبیر کروں کہ نہایت ہی مجبور و تنگ ہوں۔ اب میں کیا کروں یا یوس ہو کر راہ سے لوٹ جاؤں آپ نے فرمایا اے درویش کا فری کے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے تو نے نہیں سنا کہ فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔ یعنی خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ اس درویش نے کہا بس اب میں بیفکر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں حضرت جل شانہ کو آزماتا ہے تو نے نہیں سنا فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اس درویش نے کہا پھر آپ ہی بتائیے کہ کیا تدبیر کروں۔ آپ نے فرمایا جا حضرت عزاسمہٗ کے آستانے پر سر رکھے دے اور پڑا رہ یہاں تک کہ تیری جان نکل جاوے شاید کہ تجھے کشایش کی ندا ہو کہ مَنْ عَلَى الْبَابِ یعنی ہمارے دروازے پر کون ہے۔ نقل ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار حضرت ابوالحسن حضری رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت دی کہ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک آپ کے پاس ہیں پھر آپ نے اُنسے فرمایا کہ دیکھو اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کہ تم میرے پاس رہو اگر حق تعالےٰ کے سوا دوسرے کا خیال تمہارے دل میں گذرے تو تمکو میری صحبت میں بیٹھنا حرام ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ

فرمودن کے ساتھ ایک جنگل میں جا رہے تھے ایک کھوپڑی دیکھی اس پر لکھا تھا خسر الدنیا والآخرۃ۔ آپ نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ یہ سر کسی نبی یا ولی کا ہو۔ پوچھا آپ کس طرح سے کہتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں ایک راز ہو جب تک کہ اس جل شانہٗ کی راہ میں دنیا اور آخرت کو برباد نہ کرو گے اس تک نہ پہونچو گے۔ نقل ہے کہ ایکبار آپ بیمار پڑے طبیب نے آپ سے کہا پرہیز کیجیے آپ نے فرمایا کس چیز سے پرہیز کروں اس چیز سے کہ میری روزی نہیں ہے یا اس چیز سے کہ میری روزی ہو جو چیز کہ میری روزی ہو اس سے تو ظاہر ہے کہ پرہیز نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو قسمت میں لکھی ہے ضرور ہی پہونچے گی اور اگر جو تقدیر میں نہیں ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے تو ظاہر ہے کہ وہ خود نہ پہونچے گی۔ نقل ہے کہ ایک روز راہ میں فقاعی آواز لگا رہا تھا کہ لم یبق الا واحد یعنے سوا ایک پیالی کے اور نہیں ہے یہی ایک پیالی باقی رہ گئی ہو۔ آپ نے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور فرمایا ہاں لم یبق الا واحد یعنے آگاہ ہو کہ صرف ایک ہی باقی رہ گیا ہو۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پانچ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے کہا کیا آپ نے نیا مذہب ایجاد کیا کہ یہ پانچ تکبیریں کہیں آپ نے فرمایا چار تکبیریں مردہ پر تھیں اور ایک تکبیر جہان اور اہل جہان پر۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ کئی روز تک آپ غائب رہے ڈھونڈھتے پھرے پتا نہ پایا آخر کار ہیجڑا محال میں آپ کو پایا پوچھا کہ حضرت بھلا یہ جگہ آپ کے لائق ہو آپ نے فرمایا بیشک یہ جگہ میرے قابل ہے کیونکہ جیسے کہ یہ مخنث دنیا میں نہ مرد ہی ہیں نہ عورت ایسے ہی میں بھی اس دنیا میں نہ مرد ہوں نہ عورت بس تم ہی بتاؤ کہ میرے لیے اس سے اچھی جگہ اور کہاں ہو سکتی ہو۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نے لڑکوں کو دیکھا کہ ایک اخروٹ پر باہم جھگڑ رہے ہیں آپ نے فرمایا بھائی ذرا صبر کرو تاکہ میں اس اخروٹ کو تم دونوں کو بانٹ دوں جب آپ نے اسکو توڑا اتفاق سے کھوکھلا نکلا ایک آواز سنی کہ اگر حصے بانٹنے والے ہو تو آپ حصہ بانٹو

کھوکھلا

کر اندر سے کچھ سمجھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا تمام جہان کی خلق سے کوئی جماعت کم حوصلہ
زیادہ رافضی اور خارجی سے نہیں کیونکہ دوسروں نے کہ خلافت کیا انکے حق مین کیا
اور باتین انکے بارے مین کہین اور یہ دونون جماعتین تو اپنا وقت خلق کی طرفداری مین
برباد کر رہی ہین اور فرمایا کہ ایک عمر ہو گئی کہ مین چاہتا ہون کہ حسبی اللہ کہون لیکن
جب کہنا چاہتا ہون میرے دل مین گذرتا ہی کہ کیون جھوٹ بکتا ہی چپ رہجاتا ہون۔
نقل ہے کہ آپ بہت نمک آنکھون مین ڈالا کرتے تھے لوگون نے کہا شاید آپ کو
آنکھین درکار نہین ہین آپ نے فرمایا کیا ہوگا لوگون نے کہا اندھے ہو جاؤ گے
آپ نے فرمایا کچھ پرواہ نہین جس چیز کا کہ میرا دل شائق بینا ہے وہ اِن آنکھون
سے پوشیدہ ہے۔ نقل ہے کہ لوگون نے آپ سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ ہم
ہمیشہ آپ کو بے چین پاتے ہین ظاہر ہے کہ یا تو وہ آپ کے ساتھ نہین ہے
یا آپ اُسکے ساتھ نہین ہین آپ نے فرمایا اگر مین اُسکے ساتھ ہوتا تو مین مین
ہوتا لیکن مین محو ہون اُس چیز مین کہ وہ ہے اور فرمایا مین بہت بار خیال کیا
کرتا تھا کہ مین حق تعالے کی محبت مین طرب و خوشی کرتا ہون اور اُسکے مشاہدے
کے ساتھ اُنس پکڑتا ہون اب مین جان گیا کہ لذت و اُنس تو ہم جنس کے ساتھ
ہوا کرتا ہے اور فرمایا بڑی عجب بات یہ ہے کہ کوئی حق تعالے کو پہچانے پھر اُسکو
آزردہ کرے اور فرمایا مُرید کا کام اُسوقت تمام ہوتا ہے کہ اُسکا حال سفر اور حضر
مین یکسان ہو اور حاضر اور غائب اُسکو ایک ہووے۔ نقل ہے کہ حضرت شبلی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو تراب جنگل مین بھوکے رہے تمامی جنگل طعام ہوا آپ نے
فرمایا یہ رفقی تھا اگر محل تحقیق مین ہوتا کہتا۔ اِنّی اَظَلُّ عِنْدَ رَبِّی فَھُوَ یُطْعِمُنِی وَ
یَسْقِیْنِی حضرت ابو العباس دامغانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے شیخ نے وصیت کی
کہ تو تنہائی اختیار کر اور اپنا نام اِس قوم کے دفتر سے باہر کر اور منہ طرف

دیوار سے کہ اسوقت تک کہ مرے. نقل ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی سے کہا کہ تم حق تعالے کو کس طرح یاد کرتے ہو جبکہ اسکے یاد کرنے کی صدق اور ماہیت تم کو حاصل نہیں ہے آپ نے کہا کہ مین مجاز سے اسکو اسقدر یاد کرتا ہون کہ وہ مجکو حقیقت سے ایکبار یاد کرتا ہے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رہنے دو کیونکہ اس درگاہ پر کبھی خلعت ہے اور کبھی تازیانہ. نقل ہے کسی نے شیخ سے کہا کہ دنیا شغل و اشتغال کے واسطے ہے اور آخرت احوال کے واسطے پس راحت کب ہوگی آپنے فرمایا کہ دنیا کے اشغال سے دست بردار ہو جاؤ تاکہ آخرت کے احوال سے نجات پاؤ. نقل ہے کہ لوگون نے کہا کہ آپ ہمارے سامنے توحید مجرد کا بیان زبان حق منفرد مین بیان فرمائین آپنے فرمایا افسوس ہے اسپر کہ توحید سے خبر دیوے عبارت مین اسکو ملحد کہنا چاہیے. اور جو کہ اشارہ کرے اسکی طرف اسکو ثنوی کہنا چاہیے. اور جو کہ ایما کرے اسکی طرف اسکو بت پرست کہنا چاہیے. اور جو کہ اسکے باب مین کلام کرے اسکو غافل کہنا چاہیے اور جو کہ اس سے خاموش ہووے اسکو جاہل کہنا چاہیے اور جو کہ ایسا گمان کرتا ہے کہ اس تک پہونچ گیا اور آخر نے اسکو پایا اسکو ناکام و نامراد کہنا چاہیے اور جو کہ اسکی نزدیکی کا اشارہ کرتا ہے اسکو دور سمجھنا چاہیے اور جو کہ اپنے وجد و حال کا اظہار کرتا ہے اسکو گمراہ خیال کرنا چاہیے اور فرمایا یاد رکھو کہ جو کچھ کہ وہم سے دریافت کرین اور عقل سے جانین وہ تمامی بیکار و بے سود ہے اور محدث و مصنوع ہے مثل تمہارے بے فائدہ اسلیے خدا تو وہی ہے کہ عقل و وہم و خیال و قیاس و گمان مین نہ آوے اور فرمایا تصوف وہ ہے کہ ایسا ہے جیسا کہ اسوقت تھا کہ وجود مین نہین آیا تھا. اور فرمایا تصوف شرک ہے کیونکہ تصوف دل کی نگہبانی ہے غیر سے اور غیر نہین ہے اور فنا ناسوتی ہے اور ظہور لاہوتی ہے. اور فرمایا تصوف نگاہ رکھنا قوتون لیئے حواس کا ہے اور نگاہ رکھنا انفاس کا اور فرمایا صوفی

اسوقت صوفی ہوتا ہے کہ تمامی خلق کو اپنی عیال دیکھے یعنی سب کا بار بردار رہے اور
فرمایا صوفی وہ ہے کہ خلق سے منقطع ہوا اور حق سے متصل جیسا کہ موسی علیہ السلام کو خلق
سے منقطع کیا واصطنعتک لنفسی یعنی پسند کیا تجکو اپنے واسطے چن لیا۔ اور اپنے ساتھ انکو پیوند
دیا کہ لن ترانی اور یہ محل تحیر ہے اور فرمایا صوفی اطفال ہین حق تعالی کے لطف کی
کنار و گود مین اور فرمایا تصوف اپنے آپ کو ہستی کے دیکھنے سے باز رکھنا ہے اور
فرمایا تصوف ایک سوزندہ برق ہے اور فرمایا تصوف حق تعالی کی درگاہ مین
ہمہ تن بیٹھنا ہے اور فرمایا حق تعالے نے داود علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میرا ذکر خاص
ذاکرون کے لیے ہے اور میری بہشت خاص مطیعون کے واسطے اور میری زیارت خاص
مشتاقون کے واسطے اور میری محبت خاص محبون کے واسطے اور فرمایا محب ایک دہشت ہے
ایک لذت مین اور ایک حیرت ہے نعمت مین اور فرمایا محبت رشک لیجاتا ہے اسلیے کہ تجھ ایسا
ایک کیا لائق اسکے ہے کہ اسکو دوست رکھے اور فرمایا محبت یہ ہے کہ جس چیز کو کہ تو
دوست رکھتا ہے محبوب کے لیے خرچ کرے اور فرمایا جو کہ محبت کا دعوے کرتا ہے اور پھر
محبوب کے سوا اور چیز کو طلب کرتا ہے وہ محبوب کے ساتھ مسخری کرتا ہے اور فرمایا ہیبت
دلون کو گلانے والی ہے اور محبت کی آگ جانون کو گھلانے والی ہے اور شوق نفسون
کو گلانے والا ہے اور فرمایا جسکے نزدیک کہ توحید صورت نہین باندھتی ہرگز
توحید کی بو تک نہ سونگھے گا اور فرمایا توحید حجاب موحد کا ہے جمال احدیت
سے اور فرمایا اس سبب کہ توحید تجھ سے درست نہین آتی کہ تو اسکو اپنی طرف
طلب کر رہا ہے اور فرمایا معرفت کی تین قسمین ہین ایک معرفت حق تعالے کی
اور وہ محتاج ہے ذکر کی۔ دوسری معرفت نفس کی اور وہ محتاج ہے فرائض کے
ادا کرنے کی اور تیسری معرفت امن کی اور وہ محتاج ہے اسکے احکام اور قضا پر
رضا دینے کی اور فرمایا جب حق تعالے چاہتا ہے کہ بلا کو عذاب کرے اسکو عارف کے

دل مین لاتا ہے اور فرمایا عارف وہ ہے کہ کبھی تو ایک مچھر کی تاب نہ لا سکے اور کبھی ساتون آسمانون اور زمینونکو ایک پلک کی نوک پر اُٹھا لیوے لوگون نے کہا حضرت آپ کبھی ایسا فرماتے ہین اور کبھی ویسا۔ اسکا سبب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہم کبھی باخود رہتے ہین اور کبھی بیخود۔ اور فرمایا عارف کو نشان نہین اور محب کو گلہ نہین اور بندے کو دعوی نہین اور ترسندہ کو قرار نہین اور کسیکو حق تعالی سے گریز نہین۔ اور فرمایا خدا کی معرفت کو اول ہے اور اُسکی کوئی انتہا نہین آور فرمایا کسی نے حق تعالے کو نہین پہچانا ہے کیونکہ اگر اُسکو پہچانتا اُسکے غیر کے ساتھ مشغول ہوتا۔ اور فرمایا عارف وہ ہے کہ دُنیا کی ازار بنائے اور آخرت کی چادر پھر دونون سے مجرّد ہووے اور حق تعالی کے ساتھ منفرد آور فرمایا عارف سِوائے حق تعالی کے بینا اور گویا نہین ہوتا اور اپنے نفس کا اُسکے سِوا کوئی محافظ نہین دیکھتا اور اس کے غیر سے بات نہین سُنتا آور فرمایا عارف کا وقت مثل زمانۂ بہار کے ہے گرج گرجتی ہے ابر برستا ہے گو ندا چمکتا ہے ہوا چلتی ہے گل وپھول کھلتے ہین بلبل چہچہاتے ہین۔ ہو بہو حال عارف کا ایسا ہی ہے آنکھ روتی ہے لب ہنستے ہین دل جلتا ہی سر ہلتا ہے ہمیشہ نام دوست کا کہتا ہے اور اُسکے دروازے پر چکر کھاتا ہے آور فرمایا دعوت تین ہین۔ دعوتِ علم۔ دعوتِ معرفت۔ دعوتِ معاینہ۔ اور فرمایا علم ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی ذات سے اپنے نفس کو جانے آور فرمایا عبارت زبان علم ہے اور اشارت زبان معرفت آور فرمایا علم الیقین وہ ہے کہ ہمکو پیغمبرون کی زبان مبارک سے پہونچا ہے آور عین الیقین وہ ہے کہ بواسطہ قلوب کے اسرار مین ہدایت کے نور سے پہونچے آور حق الیقین وہ ہے کہ اس عالم مین اُسکی طرف راہ نہین ہے آور فرمایا ہمت خدا کا طلب کرنا ہے جو اسکے سِوا ہے وہ ہمت نہین ہے آور فرمایا صاحب ہمت کسی چیز پر مائل نہین ہوتا لیکن صاحب ارادہ جلد مائل ہو جاتا ہے

اور فرمایا فقیر وہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی چیز سے مستغنی نہووے اور فرمایا
درویشون کے چار سو درجے ہین سب سے ادنی درجہ یہ ہے کہ اگر ساری دنیا اسکی ہوجاوے
اور تمام لوگ اسکو کھائین پیئین پس اسکے دل مین آوے کہ کیا اچھا ہوتا کہ مین ایک
روز کا کھانا اٹھا رکھتا اسکا فقر حقیقی نہووے اور فرمایا جمعیت کلی کو حقیقت کہتے ہین
اور وہ فردانیت کی ایک صفت ہے اور فرمایا شریعت یہ ہے کہ تو اسکی عبادت کرے
اور طریقت یہ ہے کہ تو اسکو طلب کرے اور حقیقت یہ ہے کہ تو اسکو دیکھے اور فرمایا
مذکور کے مشاہدے مین اسکے ذکر کو بھولنا ایک فاضلترین ذکر ہے اور فرمایا حق تعالے
کے ساتھ بیٹھنا بغیر کلے اور کلام کے ہے اور فرمایا صابر اہل درگاہ سے ہے اور راضی
اہل پیشگاہ سے اور مفوض اہل البیت ہے اور فرمایا یہ بات اس مرغ کے مانند ہے
کہ پنجرے مین ہو ہر طرف سے نکلنا چاہے پر نکل نہ سکے اور فرمایا زہد غفلت ہے کیونکہ
دنیا ناچیز ہے ناچیز مین زہد کرنا غفلت ہووے اور فرمایا زاہد وہ ہے کہ دنیا کو فراموش کرے
اور آخرت کو یاد نہ لاوے اور فرمایا جو کچھ مقدر مین ہے ضرور پہونچے گا اور جو کچھ مقدر
مین نہین کتنی ہی محنت و مشقت پیش پہونچاؤ ہرگز نہ ملے گا پس زہد کس چیز پر ہے
اور فرمایا زہد یہ ہے خالق اشیا کی طرف اشیا سے دل کو پھیرے اور فرمایا دنیا مین
استقامت دیکھنا قیامت کا ہے یعنے حق تعالی نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر فرمایا
اسپر قائم رہنا استقامت ہے اور فرمایا صادق کی علامت یہ ہے کہ حرام کو منہ سے باہر
ڈالے اور فرمایا انس یہ ہے کہ بندے کو اپنے سے وحشت ہووے اور فرمایا جو کہ اسکے
ذکر سے انس رکھتا ہے بھلا وہ اسکے برابر کب ہوسکتا ہے کہ جو مذکور سے انس رکھتا ہو
لوگون نے آپ سے پوچھا کہ عارف کو جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے وہ کس طرح تحقیق ہوا آپنے
فرمایا جو چیز کہ ثابت نہو کس طرح تحقیق ہو اور کس طرح سکون پکڑے بندہ اس چیز سے
کہ ظاہر نہو اور کس طرح ناامید ہووے اس چیز سے کہ پوشیدہ نہووے یہ بات ظاہری ہے

باطن مین اور باطنی سے ظاہر مین اور فرمایا خلق جو اشارہ کہ حق کی طرف کرتی ہے وہ اشارہ مردود ہی مگر جو اشارہ کہ حق سے حق کی طرف ہو اور اُنکو اسمین دخل نہو وہ اشارہ مقبول ہے اور فرمایا بندگی کا بندگی کی آنکھہ مین ظاہر ہونا عبودیت ہی اور حق تعالی کی صفات کا اسپر ظاہر ہونا مشاہدہ اور فرمایا لحظہ حرمان ہی اور خطرہ خذلان اور اشارہ ہجران اور کرامات عذر خدا منع کرنے والی قُرب خدا کو اور یہ تمام مکر ہے وَلَا یَأمَنُ مَکرَ اللّٰہِ اِلَّا القَومُ الخَاسِرُونَ ط اور فرمایا ہر نعمت کے نیچے تین مکر ہین اور ہر ایک طاعت کے نیچے چھہ مکر اور فرمایا عبودیت اُٹھہ جانا تیری مُراد اور ارادے کا ہے اُس جل شانہٗ کی ارادت کے مقابلے مین اور تیرے اختیار کا ٹوٹ جانا ہی اُسکے اختیار کے مقابلے مین اور تیری آرزوؤن کا ترک ہی اُسکی قضا کے مقابلے مین اور فرمایا حق تعالی کے ساتھہ کلام مین گستاخ ہونا انبساط ہے اور فرمایا لوگون سے اُنس پکڑنا افلاس کی علامت ہی اور بغیر حق تعالے کے ذکر کے زبان کا ہلنا وسواس ہے اور فرمایا قُرب کی علامت ماسوی اللہ سے کا فنا ہے اور فرمایا جوانمردی یہ ہی کہ تو خلق کی مصلحت کو اپنی مصلحت کے مثل چاہی بلکہ اُس سے بڑھکر اور فرمایا کلام۔ کلام دل کا ہی اور رجا کا بلند تر مرتبہ حیا ہی اور فرمایا بشریت کی غیرت اشخاص کے لیے ہی اور غیرت الٰہیت بروقت ہی کہ ضائع کی ماسوی اللہ مین اور فرمایا خوف وصل مین زیادہ سخت ہی خوف سے ہجر مین اور فرمایا کسی روز خوف مجھپر غالب ہوا کہ اُس روز مین حکمت اور عبرت کے دروازے میرے دل پر کشادہ ہوئے۔ اور فرمایا شکر یہ ہے کہ تو نعمت کو نہ دیکھے بلکہ منعم کو دیکھے اور فرمایا جو سانس کہ بندہ مولی سبحانہٗ کی موافقت مین لیتا ہے وہ سانس تمام عابدون کی قیامت تک کی عبادت سے افضل اور اعلی ہوتی ہے اور فرمایا ہزار سال گذشتہ اور ہزار سال آیندہ سے یہ وقت کہ جسمین تو ہی تیرے لیے غنیمت ہی ہوش رکھہ کہ تجھکو کسی مخشم غم سے دُکھہ کا نہ دین یعنی عالم ارواح مین ماضی و مستقبل ایک ہی ہی اور فرمایا جو کہ ایک گھڑی

رات میں غفلت سے سوتا ہے وہ آخرت کی بزار رسالہ راہ سے پیچھے پڑا ہوا اور فرمایا اہل معرفت
کے لیے ایک پلک جھپکانے بھر کی بھول شرک ہے اور فرمایا جسطرح کہ خلق کا محجوب
حق تعالی سے حجاب میں ہے اسیطرح حق تعالے کا محجوب خلق سے حجاب میں ہے اور جسکو کہ
بلا کی نے اُچکا ہو گا مثل اس شخص کے کہ جسکو اُسکی مغفرت اور رحمت کے انوار نے
اُچکا ہو اور فرمایا جو کوئی حق سے تلف ہووے حق تعالی اُسکو خلف ہووے اور فرمایا جو کوئی
کہ حق سے حق میں فانی ہوتا ہے ربوبیت فانی ہوتا ہے عبودیت کا تو کیا ذکر ہے۔ اور فرمایا
ایک جماعت ہے کہ وعظ کے جلسوں میں ایک عادت کے طور پر جمع ہوتی ہے اور جو کچھ کہ کہا جاتا ہے
اُسکو رسم کے طور پر سنتی ہے وہ اس بیٹھنے اور سننے سے کسی چیز کی مستحق نہیں ہوتی مگر
بلا کی۔ اور فرمایا خدا کرے تو ایسا ہو جائے کہ ہمیشہ اللہ تعالی کا ملازم رہے اور ماسوی اللہ
سے دست بردار ہووے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ٥ اور فرمایا اُسوقت
مجھکو آسودگی حاصل ہو کہ میں اُسکا ذاکر کسیکو اپنے سوا نہ دیکھوں یعنی سب میں ہی میں
رہوں۔ اور فرمایا اگر میں حق تعالے کا مرتبہ پورا پورا جان جاتا تو کسی ماسوی اللہ سے
نہ ڈرتا اور فرمایا میں نے دو شخصوں کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہا اے شبلی جو کہ یوں اور
یوں کرتا ہے وہ غافلوں سے ہے اور فرمایا ایک عمر ہو گئی کہ میں اس آرزو میں ہوں
کہ حق تعالے کے ساتھ ایک ایسی سانس لوں کہ دل کو بھی اُس سے خبر نہ ہو پر نہیں لے سکتا ہوں
اور فرمایا اگر ساری دُنیا کا ایک نوالہ بنا کر ایک چھوٹے شیر خوار بچے کے منہ میں دوں
تو بھی میرا دل اُسپر رحم کھاوے کہ اُسکا پیٹ نہ بھرا ہو گا بھوکا رہ گیا ہو گا۔ اور فرمایا
اگر ساری دُنیا میرے پاس ہو اور میں ایک جہودی کو دوں اور وہ قبول کر لیوے
تو میں اُسکا بڑا احسان اپنے اوپر سمجھوں اور اُسکا نہایت ممنون ہوں اور فرمایا کل
کائنات کی یہ کائنات نہیں کہ میرے دل پر گذر سکے بھلا اُسکے دل پر کسطرح گذر سکتی ہے
کہ جو حق تعالی کو جانتا ہو۔ نقل ہے کہ ایک روز شوق و وجد کے غلبے میں مضطرب

اور متحیر تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ای شبلی اگر تو اپنا کام حق تعالیٰ پر چھوڑ دے
راحت پاوی آپ نے کہا ای شیخ اگر حق تعالیٰ میرا کام مجھپر چھوڑ دے تو البتہ راحت پاؤن
حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شبلی کی تلوار سے خون ٹپکتا ہی۔ نقل ہے کہ ایک روز
ایک شخص یارب یارب کہہ رہا تھا آپ نے فرمایا تو کب تک کہتا رہیگا یارب ارے وہ جو
کہہ رہا ہی عبدی عبدی ذرا اُسکو بھی تو سُن اُسنے کہا کہ مین اُسی کو تو سُن رہا ہون اسی لیے
تو یہ کہہ رہا ہون آپ نے فرمایا تو اب تو معذور ہے کہا کر اور فرمایا خداوندا اگر تو آسمان کو
میری گردن کا طوق بنا دے اور زمین کو میرے پاؤن کی بیڑی اور سارے جہان کو
میرے خون کا پیاسا کرے تب بھی تو مین تیرے سے رُوگردان نہونگا۔ نقل ہے کہ جب
آپ کی وفات نزدیک پہونچی آپ کی دونون آنکھون کے آگے تاریکی چھاگئی آپ راکھ
مانگ مانگ کر سر پر ڈالتے تھے اور اسقدر بیقرار تھے کہ بیان مین نہین آسکتا پوچھا اسقدر
اضطراب کا باعث کیا ہے آپ نے فرمایا مجھے ابلیس پر رشک آرہا ہی اور میری جان غیرت
کی آگ مین جلی جاتی ہے کہ مجھ ایسا پیاسا یہان بیٹھا ہوا ور وہ اپنی مِلک سی ایک دوسرے
کو یون نوازے کہ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ ہ یعنے تحقیق تیری اوپر میری لعنت
قیامت تک ہے لعنت کی نسبت ابلیس کے ساتھہ نہین دیکھہ سکتا ہون مین چاہتا ہون
کہ میرے لیے ہوتا اسلیے کہ خلعت اضافت لعنتی کہ ابلیس کو دیا ہی اگرچہ لعنت ہی ہے تو
اُس دوست کی طرف سے وہ یعنی ابلیس اُسکے لائق کیسے ہوسکتا ہی۔ پھر آپ خاموش
ہوگئے تھوڑی ہی دیر نہ گذری ہوگی کہ پھر بیقرار ہوئے اور فرمایا دو ہوا مین چل رہی
ہین ایک ہوا لطف کی اور ایک ہوا قہر کی۔ جسپر کہ لطف کی ہوا چلتی ہے اُسکو مقصود تک
پہونچاتی ہے اور جسپر کہ قہر کی ہوا چلتی ہے عذاب مین گرفتار ہوتا ہے اب دیکھیے
ہوائے لطف آتی ہے یا ہوائے قہر اگر ہوائے لطف نے گذر کیا تو تو بہت نامرادی اور
سختی اُسکی امید پر کھینچ سکتا ہون اور اگر خدانخواستہ کہین ہوائے قہر کا گذر ہوگیا تو تو مرتا

پست سختیاں اور بلائیں اُسکے آگے کیا ہیں پھر آپ نے وفات کے وقت فرمایا کہ
مجھے وضو کراؤ جب وضو کرا رہے تھے کہیں ڈاڑھی مبارک میں خلال کرنا بھول گئو آپ نے
اُنکو یاد دلایا۔ نقل ہے کہ جس رات میں کہ وفات پائی تمام رات یہ بیت پڑھتے
رہے۔ بیت۔ کل بیت انت ساکنہ غیر محتاج الی السرج ٭ وجہک المامول حجتنا یوم
تاتی الناس بالحجج ٭ ترجمہ جس گھر میں کہ تو رہے اُس گھر کو چراغ کی حاجت نہیں ٭
تیری وہ حسین صورت کہ جسکی امید ہے ہمارے لیے حجت کافی ہے اُس روز کہ جس میں لوگ
اپنی اپنی حجتوں کے ساتھ آوینگے۔ پھر بہت لوگ آئے آپ پر نماز پڑھنے کو اور حالانکہ
آپ نے ابھی وفات نہ فرمائی تھی آپ نے فراست سے دریافت کیا اور فرمایا کہ عجب کار ہے
کہ مُردوں کی جماعت زندے پر نماز پڑھنے کو آئی ہے پھر حاضرین نے کہا کہ کہو لا الٰہ الا اللہ
آپ نے فرمایا جب غیر ہی نہیں نفی کسکی کروں کہا حضرت حکم شریعت یوں ہی ہے کلمہ
پڑھیے۔ آپ نے فرمایا سلطان محبت کہتا ہے کہ میں رشوت نہ قبول کرونگا۔ پھر ایک
شخص نے بہت بلند آواز سے کہا کہو لا الٰہ الا اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مُردہ آیا ہے
کہ زندے کو تلقین و پند کرے۔ پھر ایک گھڑی کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ کس طرح
ہیں۔ آپ نے فرمایا محبوب سے جا ملا اور جان دیدی۔ نقل ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھا
پوچھا کہ منکر و نکیر سے کیا سوال و جواب ہوا آپ نے فرمایا کہ آئے اور پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے
میں نے کہا میرا خدا وہ ہے کہ جسنے تمکو اور تمام فرشتوں کو حکم کیا تو تمنے میرے باپ آدم علیہ السلام
کو سجدہ کیا اور میں آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا اور تمکو دیکھتا تھا پس اُنھوں نے کہا
اسنے تو جواب تمامی اولاد آدم کا دیدیا۔ پھر واپس گئے۔ دوسرے شخص نے شیخ کو خواب
میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا باوجود اُن سب
دعووں کے جو میں نے کئے تھے مجھ سے کچھ مطالبہ نہ فرمایا مگر ہاں البتہ اس بات پر کہ
ایک روز میں کہہ بیٹھا تھا کہ کوئی نقصان اس سے بڑھ کر نہوگا کہ تو بہشت سے باز رہے

اور دوزخ میں جائے مجھیر عتاب فرمایا اور ارشاد ہوا کہ سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ میرے دیدار سے باز رہیں اور محجوب ہو دیں اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ تم نے آخرت کے بازار کو کیسا پایا آپ نے فرمایا بالکل بے رونق ہے بجز سوختہ جگروں اور شکستہ دلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ یہاں سوختہ جگروں پر مرہم رکھتے ہیں اور ٹوٹوں کو پھر جوڑتے ہیں اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ رحمۃ اللہ علیہ

باب اُناسی حضرت ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ عالم عارف وہ حاکم خائف وہ امیر زمرۂ کبراوہ نگینہ حلقۂ فقرا وہ زبدۂ اشیاخ شیخ وقت ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ امام بحق تھے اور یگانۂ زمان اور بڑے درجے کے آپ کو طاؤس الفقرا سے ملقب کیا ہے آپ کی صفت اور نعت تحریر اور تقریر سے باہر ہے آپ فنون علم میں کامل تھے اور ریاضات اور معاملات میں ایک بزرگ شان رکھتے تھے اور حال اور قال اور علم التحقیق میں ایک آیت تھے کتاب لمع آپ کی تصنیف ہے آپ نے حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا۔ اور اور بھی بڑے بڑے مشائخ سے ملے تھے طوس کے باشندے تھے۔ ایک بار آپ ماہ رمضان المبارک میں بغداد میں آئے لوگوں نے مسجد شونیزیہ میں ایک خلوت خانہ آپ کو دیا اور آپ کو درویشوں کا امام بنایا آپ نے عید تک درویشوں کی امامت کی اور تراویح میں پانچ قرآن ختم کیے۔ خادم ہر رات کو آتا اور ایک ٹکیا آپ کے حجرے کے دروازے پر رکھ جاتا آپ اٹھا کر اندر ایک کونے میں رکھدیتے جب عید کی نماز پڑھکر آپ کہیں کو راہی ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ تیسوں ٹکیاں ایک کونے میں دھری ہیں سب متعجب رہ گئے۔ نقل ہے کہ ایک بار جاڑے کے موسم میں آپ فقرا ہدایا

کے سامنے معرفت کا ذکر فرما رہے تھے ایکبار گی آپ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ
آپ نے آگ پر کہ آپ کے سامنے دھک دھک جل رہی تھی سجدۂ شکر کے لیے سر
رکھدیا سب مرید ڈر گئے اور خیال کیا کہ آپ کا چہرۂ مبارک جھلس گیا ہوگا جبکہ آپ نے
سجدہ سے سر اٹھایا تو بال بھی کا نہ ہوا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس درگاہ میں اپنی آبرو
گرادے گا ہمیشہ سر فراز رہے گا اور ہرگز آگ اسکے منھ کو نہ جلا سکے گی۔ اور فرمایا عشق ایک ایسی
آگ ہے عاشقوں کے دل و سینے کے اندر کہ جب غلبہ پکڑتی ہے ہر چیز کو کہ خدا تعالیٰ کے سوا
ہوتی ہے جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور اس راکھ کو بھی باہر نکال پھینکتی ہے اور فرمایا کہ میں نے ابن سالم
سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ نیت خدا کے ساتھ ہے اور خدا سے ہے اور خدا کے واسطے ہے
اور جو آفت کہ نماز میں واقع ہوتی ہے نیت سے ہوتی ہے اور اگرچہ بہت ہووے اس کو موازنہ
نہیں کر سکتے اس نیت کے ساتھ جو خدا کے لیے ہووے اور خدا کے ساتھ ہووے اور
فرمایا لوگ آداب میں تین قسم کے ہیں ایک اہل دنیا کہ ادب انکے نزدیک فصاحت
اور بلاغت اور نگہداشت علموں کی اور رسموں کی اور سیر ملوک اور اشعار وغیرہ کی ہے
دوسرے اہل دین کہ ادب انکے نزدیک طہارت دل کی نگہبانی اسرار کی تادیب اعضا کی
اور نگہبانی حدود کی اور چھوڑنا خواہشوں نفسانی کا اور ریاضت نفس کی ہے تیسرے
خاص بندے خدا کے کہ ادب انکے نزدیک نگہبانی وقت کی اور پورا کرنا عہد کا اور کم
توجہ کرنا خواطر پر اور ٹھہرنا طلب اور اوقات حضور اور مقام قرب میں نہایت ہی
شائستگی کے ساتھ ہے۔ نقل ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ جو
جنازہ کہ میری قبر کے نزدیک لایا جاوے گا مغفور ہووے گا اب تک طوس
میں یہ رسم ہے کہ ہر جنازے کو پہلے آپ کے مرقد مبارک کے آگے لاکر رکھتے
ہیں پھر دفن کرتے ہیں۔ آپ کا کلام تو بہت کچھ ہے یہ چند کلمے بطور تبرک کے
لکھے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ ؎

باب اسی حضرت ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ گستاخ درگاہ وہ مقبول اللہ وہ کامل معرفت وہ عامل مملکت وہ قطب اصحاب شیخ وقت ابو العباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ عالم کے شیخ اور بڑے مشائخ تھے اور اپنے وقت کے صدیق۔ اور فتوت اور مروت مین بڑا درجہ رکھتے تھے نفس کے عیبون کے بڑے پرکھنے والے تھے۔ ریاضت۔ کرامت۔ فراست۔ معرفت مین ایک بلند شان رکھتے تھے۔ آپ کو ملقب بہ عامل مملکت کیا ہی۔ آپ حضرت شیخ ابی سعید ابی الخیر قدس اللہ روحہ کے پیر تھے۔ نقل ہے کہ آپ نے شیخ ابی سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اگر تم سے پوچھین کہ تم خدا کو پہچانتے ہو خبردار ہرگز مت کہنا کہ مین پہچانتا ہون کیونکہ یہ شرک ہی اور یہ بھی مت کہنا کہ نہین پہچانتا ہون کیونکہ یہ کفر ہے۔ ہان ایسا کہنا کہ اعرفنا اللہ تعالے ذاتہ بفضلہ یعنے اللہ تعالی نے اپنی ذات کی شناسائی ہمکو اپنے فضل سے عطا کی اور فرمایا جس طرح ہوسکے تم چار و ناچار اپنے خداوند کا خلق اختیار کرنا ورنہ ہمیشہ رنج مین رہوگے اور فرمایا اگر حق تعالے تیری خیر و بہتری چاہتا ہوگا علم کو تیرے اعضا مین نگاہ رکھے گا اور پھر تیرے اعضا ایک ایک تجھ سے لیویگا اور اپنی طرف کر لیوے گا اور نیستی تجھکو دکھاوے گا تاکہ تیری نیستی مین اپنی ہستی کو تجھپر آشکارا کرے پس تو اپنی صفات سے خلق دیکھے گا اور خلق کو قدرت کے میدان مین مثل ایک گیند کے پاویگا اور جانے گا کہ گیند کا گردش دینے والا گیند والا ہے اور فرمایا ہر شخص خداوند سے آزادی طلب کرتا ہی اور مین بندگی طلب کرتا ہون کیونکہ اسکا بندہ اسکی بندگی ہی مین سلامت رہ سکتا ہے اور آزاد جائے خطر اور ہلاک مین ہے اور فرمایا ہمارے اور تمھارے درمیان فرق صرف ایک بات کا ہی تم ہماری سامنے کہتے ہو اور ہم اسکے سامنے کہتے ہین تم ہمکو دیکھتے ہو اور ہمسے سنتے ہو اور ہم اسکو دیکھتے ہین اور اسی سے سنتے ہین۔ ورنہ

تمھارے ہی جیسے ہم بھی آدمی ہین اور فرمایا پیر تیرا آئینہ ہین اُنسے تو اُسیقدر دیکھ سکتا ہے
کہ جسقدر تیری ارادت کا نُور ہے اور فرمایا مُرید کے لیے ایک دُرویش کی خدمت مین رہنا
سَو رکعت نماز نفل ادا کرنے سے بہتر ہو اور ایک نوالہ کھانے کا کم کھانا تمام رات نماز نفل
پڑھنے سے بہتر ہے اور فرمایا ہم بہت سی چیزون کی حُرمت اور عزت رکھتے ہین حالانکہ
ذرّے کے برابر وہان نہین ہوتے اور فرمایا صوفی آستے ہین ہر شخص کو کچھ چیز یا مرتبہ
چاہیے مجھے نہ کچھ چیز درکار ہے نہ مرتبہ چاہیے اور ہر شخص کو کرامت یا ریاست چاہیے
لیکن مجھے یہ چاہیے کہ مَین مَین نہ رہون اور فرمایا میری طاعت اور معصیت دو چیز سے
وابستہ ہے جب مَین کھاتا ہون تو مادہ تمام معاصی کا اپنے مین پاتا ہون اور جب
نہین کھاتا ہون اور ہاتھ کھانے سے رُوکتا ہون تمام عبادتون کی اصل کو اپنے مین
موجود پاتا ہون۔ **نقل ہے** کہ ایک مرتبہ آپ علم ظاہر کو یاد کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا
کہ یہ وہ جوہر ہے کہ تمام پیغمبرون علیہم السّلام کی دعوت اسی پر رہی اگر اس جوہر کا
ایک ذرّہ پردۂ توحید سے ظہور مین آوے تو یہ تمام عدم کے پردے مین رُوپوش ہو
اور فرمایا وہ نہ معرفت ہے نہ بصیرت نہ نور نہ ظلمت نہ فنا بلکہ وہ ہست کی ہستی ہے
اور فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُردہ نہین ہین تیری آنکھون کا حصّہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مُردہ ہے اور فرمایا حق تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہین کہ اُنھون نے
دُنیا اور دُنیا کی زینت کو خلق پر چھوڑا ہے اور سراے آخرت اور بہشت کو مطیعون پر
وقف کیا ہو اور خود خداوند تعالےٰ کے ساتھ قرار پکڑا ہے اور کہتے ہین کہ ہمارے لیے
یہی کافی نہین ہے کہ عبودیت کی رقم ربوبیت کی درگاہ سے ہماری جان پر پہنچی ہے
ہم تو اُسکے سوا ایک اور چیز کے طالب ہین اور فرمایا خوش حال اُس بندے کا کہ جسکو
اُسکی ہستی سے اطلاع دی اور فرمایا جوانمرد خلق کے لیے راحت ہین نہ وحشت کیونکہ اُنکو
حق تعالےٰ سے مصاحبت ہو اور خدا ہی سے خلق کو دیکھتے ہین اور فرمایا نیکون کی

صحبت اور بزرگ مقامات کی زیارت بندے کو حق تعالیٰ کے نزدیک کرتی ہے اور فرمایا
ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو کہ جسکی صحبت سے تمہارا ظاہر اور باطن معرفت کے نور سے
منور ہو اور فرمایا حق تعالےٰ حضرت آدم علیہ السلام کے ہزاروں فرزندوں سے کسی
ایک کو اپنا خاص بناتا ہے اور فرمایا دُنیا ایک ناپاکی ہے اور دُنیا کی ناپاکی سے بھی
زیادہ ناپاک وہ دل ہے کہ اُسکو حق تعالےٰ نے دُنیا کے عشق مین مبتلا کیا ہو اور فرمایا
طمع کرنا نامردی ہے اور فرمایا جس قدر کہ بندہ خالق سے نزدیک تر ہے خلق سے
نزدیک عاجز تر ہے اور فرمایا ساری خلائق وقت اور خاطر کی پابند ہے اور وقت
اور خاطر خود ہی ہے اور فرمایا تمام پیغمبرون علیہم السلام کی دعوت سرتاپا حق ہے لیکن
خلق کی صفت سے اگر حقیقت نشان کرے اور ظاہر ہووے تو نہ حق ہے اور نہ باطل
اور فرمایا جب تک کہ مین اور تو باقی رہے اشارت بھی ہو اور عبارت بھی اگر مین پنا
اور تو پنا اُٹھ جائے تو پھر نہ اشارت رہے نہ عبارت اور فرمایا اگر تجھ سے اس سے
آگاہی ہو جاوے تو پھر تو نہ کہہ سکے کہ مجھکو اُس سے آگاہی ہے اور فرمایا رات اور دن
کی ساعتون مین کوئی ایسی ساعت نہین کہ جسمین خدائے تعالےٰ کا فیضان تجھپر نہین
اگر خدائے تعالیٰ تجھکو اپنے احکام کا عامل بنا دے تو تو پھر کیا گنہگار جمنبد ہو اور اگر یہ
اُسکا فضل ترے اوپر نہو تو لائق ہے کہ ساری خلق تیری مصیبت پر روئے اور فرمایا
جو کہ خداوند تعالیٰ کے ہو اور کچھ شے طلب کرے اُسکے وہ خدا ہین اور فرمایا خدا کو خدا ہی
ڈھونڈھے خدا کو خدا ہی پکارے خدا کو خدا ہی جانے اور فرمایا اگر خداوند تعالیٰ تیری
کی نسبت ذرا بھی عرش سے نزدیک ہوتا تو خدائی کے لائق نہوتا اور فرمایا مین اہل
سعادت کے ذریعے سے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچا ہون اور اہل شقاوت
کے وسیلے سے خداوند عزّ و علا تک اور فرمایا مین تم سے ادب کا خواہان نہین کیونکہ وہ بڑی
بے سلیقہ یا ور ہووے کہ اپنے دودھ پینے والے بچے سے ادب چاہے تم سے ادب کا

چاہتا اُسی کو زیب دیتا ہے کہ تم جیسا اور تمھارے مثل ہو اور فرمایا کہ ابلیس سپر خداوند
کا کشتہ ہے اپنے خداوند کے کشتے پر شمشیر مارنا جوانمردی نہو اور فرمایا کہ اگر خداوند تعالےٰ نے
قیامت کے روز حساب کتاب میری حوالے کرے تو تم دیکھو کہ مین کیا کرون سب کو آگے
کرون اور ابلیس کو کھڑا کرون لیکن مین جانتا ہون کہ نہ کریگا اور فرمایا ہرگز کسی نے
مجھکو نہین دیکھا ہے اور جوکہ مجھکو دیکھتا ہے اپنی صفت مجھ سے دیکھتا ہے اور فرمایا وہ ایک
سجدہ کہ حق جل وعلا مجھسے کرائے اپنی ہستی اور میری نیستی سے . بزرگتر ہو دی ہر چیز سے
کہ پیدا کی اور پیدا کریگا اور فرمایا مین حضرت آدم علیہ السّلام کے فخر کا باعث ہون اور
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قرۃ العین کہ حضرت آدم علیہ السّلام مجھپر فخر کرینگے کہ یہ
میری ذرّیت سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھین روشن ہونگی کہ یہ میری
اُمّت مین ہے اور فرمایا میرا جھنڈا بزرگ ہے مین باز نہ رہونگا جبتک آدم علیہ السّلام
سے حضرت محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک میرے جھنڈے کے نیچے نہ لاؤ ں یہ سخن اُسطرح کا
ہے کہ حضرت شیخ بایزیدؒ نے فرمایا لِوَآئِی اَعْظَمُ مِنْ لِوَآءِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ اور فرمایا کہ مین غیب کے
دریا کے کنارے کھڑا تھا اور ایک بیلچہ میرے ہاتھ مین تھا پس ایک بار مینے بیلچہ
لگایا عرش سے ثریٰ تک اُس ایک بیلچے مین اُکھاڑا چنانچہ دوسری بار کہ بیلچہ لگایا کچھ
باقی نرہا تھا یہ ادنیٰ درجہ زہد کا ہے یعنے جو چیز کہ ظاہر مین تھی پہلے ہی قدم مین میرے
آگے سے اُٹھ گئی۔ اور فرمایا کل قیامت کو حق تعالیٰ ایک قوم کو بہشت مین اُتارے گا
اور ایک قوم کو دوزخ مین پھر بہشت اور دوزخ کی مہار پکڑ کر دونون کو غیب کے دریا مین
ڈالے گا اور فرمایا جہان کہ خداوند تعالےٰ ہووےگا روح ہوگی اور بس نقل ہے کہ پوچھا
کہ قیامت کے روز جب بہشتی بہشت مین جاوینگے اور دوزخی دوزخ مین تو جوانمرد کہان
ہونگے۔ آپ نے فرمایا جوانمرد وہ اشخاص ہین کہ اُنکو نہ دنیا مین جگہ ہے نہ آخرت مین۔
نقل ہے کہ ایک مرد نے قیامت کو خواب مین دیکھا بہت آپ کو میدان مین

ڈھونڈھا نہ پایا۔ دوسرے روز آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا جب کہ ہم نابود ہیں
پھر بھلا تو کیسے ہمکو اسمین پا سکتا ہے اور مین اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے
کہ قیامت مین لوگ مجکو پا سکین۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ خلوت مین
خداوند تعالیٰ کی یاد مین مشغول تھے مؤذن نے کہا قد قامت الصّلوٰۃ۔ آپ نے فرمایا
یہ کیسا مجھپر دشوار ہے کہ صدر و پیشگاہ سے لوٹ کر درگاہ مین آؤن پھر آپ خلوت سے
نماز کے واسطے باہر تشریف لائے اور نماز ادا کی رحمۃ اللہ علیہ۔

باب اکاسّی حضرت ابو اسحاق ابراہیم ابن احمد الصوفی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ سالک بادیہ تجرید وہ نقطہ دائرۂ توحید وہ محتشم علم و عمل وہ محترم حکیم ازل وہ صدیق توکّل و اخلاص
قطب وقت ابراہیم خواص اپنے زمانے مین یگانہ تھے اور اولیاء اللہ کے مقبول اور بزرگوار تھے اور
طریقت مین بڑے ثابت قدم اور حقیقت مین کامل تھے اور اپنے زمانے کے اشخاص کے ممدوح
سب آپ کو رئیس المتوکلین کہتے تھے آپ توکّل مین درجہ کمال رکھتے تھے آپ صرف سیب
کی بو پر جنگل طے فرماتے تھے آپ ہم زمانہ حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ اور نوری رحمۃ اللہ علیہ
کے تھے بہت سے بڑے بڑے مشائخ سے آپ نے ملاقات کی۔ معاملات اور حقائق مین
صاحب تصنیف بھی ہین آپ کو خواص اسلیے کہتے تھے کہ آپ اکثر زنبیل بنا کرتے تھے۔
آپ نے بہت بار تجرید و توکّل پر بادیہ نوردی کی۔ شہر رَے مین سنہ ۲۹۱ ہجری مین آپ نے
رحلت فرمائی رحمۃ اللہ علیہ۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خضر علیہ السّلام نے میری
مصاحبت چاہی مینے قبول نہ کیا اور مین ڈرا کہ مبادا میرے توکّل مین خلل واقع ہو
اور مینے نہ چاہا کہ حق تعالیٰ کے سوا میرے دل مین دوسرے کا مرتبہ اور عظمت جاگیر ہو

اور باوجود اس کے آپ سوئی تاگا قینچی ڈورا ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے اور فرماتے کہ یہ
چیزیں توکل میں خلل انداز نہیں اور فرمایا کہ میں نے جنگل میں ایک عورت کو دیکھا کہ وجد و حال
کی حالت میں سر برہنہ پریشان و دیوانہ وار پھر رہی ہے میں نے کہا ای کنیزک سر ڈھانک۔
اُسنے کہا ای خواص اپنی آنکھوں کو بند کر میں نے کہا میں عاشق ہوں اور عاشق کا آنکھ بند کرنا شیوہ
نہیں۔ اسوقت بے اختیار نظر تجھ پر جا پڑی اُسنے کہا میں مست ہوں اور مست سر نہیں
ڈھانکا کرتے۔ میں نے کہا کس شراب خانے سے مست ہوئی ہے اُسنے کہا ای خواص کیا یہاں کوئی
اور شراب خانہ بھی ہے۔ ہل فی الدارین غیر اللہ۔ میں نے کہا ای کنیزک تو میری ساتھ رہا چاہتی ہے
اُسنے جواب دیا چل چل لے خواص نیت ڈانواڈول مت کر میں اُمنین کی نہیں ہوں
کہ مرد کی خواہاں ہوں بلکہ میں وہ ہوں کہ فرد کی خواہاں ہوں۔ نقل ہے کہ کسی نے
آپ سے ایمان کی حقیقت پوچھی آپ نے فرمایا اسوقت اسکا جواب میرے پاس نہیں ہے
کیونکہ جو کچھ کہونگا عبارت ہوگا میں چاہتا ہوں کہ اسکا جواب عمل سے دوں۔ میں نے مکہ معظمہ
کا قصد کیا ہے تو بھی میرے ساتھ چل راہ میں تجھے اس سوال کا جواب مل رہے گا۔ اس مرد
نے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ ہو لیا جب ہم ایک بیابان میں پہونچے ہر روز دو روٹی کی
ٹکیاں اور ایک آبخورہ پانی کا موجود ہوتا آپ ایک ٹکیا مجھکو دیتے اور ایک اپنے واسطے
رکھ چھوڑتے ایک روز بیابان کے درمیان ایک بوڑھے شخص ہمکو ملے جوں ہی کہ اُنکی نظر
حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی جھٹ گھوڑے سے اُتر پڑے اور آپ سے ملاقی ہوئے تھوڑی
دیر تک باہم باتیں ہوتی رہیں پھر وہ بوڑھے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوئے میں نے پوچھا
حضرت یہ کون تھے آپ نے فرمایا تمھارے سوال کا جواب میں نے کہا کیونکر آپ نے فرمایا
یہ خضر علیہ السلام تھے میری مصاحبت میں رہا چاہتے تھے میں نے اس ڈر کے مارے کہ
ایسا نہو کہ میرے توکل میں خلل پڑے اور حق تعالیٰ کے سوا دوسرے پر اعتماد پیدا ہو
اُنکی صحبت کو منظور نہ کیا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں بیابان میں جارہا تھا۔

میں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک مرغ کی صورت میں ہیں اور اڑے چلے جاتے ہیں جوں ہی کہ میں نے انکو دیکھا اپنا سر جھکا لیا تاکہ میرا توکل باطل نہو دیروہ فی الفور میرے پاس آئے اور کہا کہ اگر تم مڑکر بھی میری طرف دیکھتے تو میں تمھارے پاس نہ آتا پس میں نے انکو سلام بھی نہ کیا تاکہ توکل میں خلل نہ پڑے اور آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا پیاس کی مجھپر یہ شدت ہوئی کہ میں گر پڑا اور بیہوش ہوگیا جب ذرا افاقہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار میرے منھ پر پانی کے چھینٹے دے رہا ہے میں نے آنکھیں کھولدیں اُس سوار خوبرو نے ٹھنڈا پانی مجھے پلایا اور مجھ سے کہا کہ آپ میرے ردیف ہوں اور اُسوقت میں حجاز میں تھا حاصل کلام میں اُسکے پیچھے سوار ہولیا چند روز کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ مدینۂ منورہ آگیا اُسنے مجھ سے کہا کہ اب تم یہاں اُتر جاؤ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میرا سلام پہونچانا اور فرمایا میں ایک روز جنگل میں ایک ایسے درخت کے نیچے پہونچا کہ وہاں پانی تھا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بڑا شیر میری طرف چلا آتا ہے میں راضی بقضائے الٰہی ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ جو اُسکو منظور ہوگا ہوگا میں اُسپر راضی دشاکر ہوں جب وہ شیر میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ لنگ کرتا ہے میرے آگے زمین پر لیٹ گیا اور چِلّانے لگا میں نے جو بغور دیکھا تو اُسکا ہاتھ سوجا ہوا تھا اور ایک پھوڑا اُسمیں تھا میں نے ایک لکڑی لیکر اُسکے پھوڑے کو کونچا دیا وہ پھوٹ گیا پیپ اُس سے بھی جب بالکل پیپ سے خالی ہوگیا میں نے اپنی گدڑی سے ایک پارچہ پھاڑکر اُسپر باندھ دیا وہ شیر اُٹھا اور چلدیا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے دو بچوں کو اپنے ساتھ لیے چلا آتا ہے وہ میرے پاس آکر میرے ارد گرد پھرنے اور دُم ہلانے لگے اور روٹی کی ٹکیا جو منھ میں لیے تھے میرے آگے دھردی۔ **نقل ہے** کہ ایک مرتبہ آپ مع ایک مُرید کے بیابان میں سفر کر رہے تھے ایک روز کہیں شیر کے دھاڑنے کی آواز سُنائی دی مُرید کی تو آواز سُنتے ہی رنگت فق ہوگئی وہاں ایک درخت تھا وہ دوڑکر اُس

درخت پر چڑھ گیا اور اسکی ایک شاخ پر جا بیٹھا مگر بدحواس۔ آپ ذرا بھی نہ گھبرائے مصلے
بچھا کے نماز کی نیت باندھ لی۔ شیر آپ کے قریب آیا تاڑ گیا کہ فرمان خاص رکھتا ہے
تھوڑی دیر تک آپ کو تکتا رہا آپ اپنے نماز مین مشغول رہے پھر چلدیا جب آپ اس
مقام سے روانہ ہوئے راہ مین کہین آپ کو مچھر نے ڈنک مارا آپ بلبلانے لگے مرید
نے کہا حضرت عجب معاملہ ہے کہ کل تو آپ شیر سے نہ ڈرے اور آج مچھر کے ڈنک پر یہ فریاد ہے
آپ نے فرمایا ارے غافل کل مین اپنے آپ مین نہ تھا مجھے بیخبر بنایا تھا اور آج مین اپنے
آپ مین ہون اور مجھکو باخبر بنا رکھا ہے۔ حامد اسود کہتے ہین کہ مین ایکبار سفر مین
حضرت خواص کے ہمراہ تھا اتفاق سے ایسے مقام پر پہونچے کہ وہان سانپون کی کثرت
تھی آپ نے ایک پہاڑ کی کھوہ مین مقام کیا اور بیٹھے مین بھی وہین ٹھہرا جب رات ہوئی
تو سانپ اپنی اپنی بانبیون سے نکلے مینے آپ کو آواز دی آپ نے فرمایا خدا کو یاد کر
مینے ایسا ہی کیا سب سانپ ادھر ادھر کو چلدیے جب رات گذری دن ہوا تو کیا دیکھتا ہون
کہ ایک بڑا سانپ گنڈلی مارے آپکے پاس بیٹھا ہے مینے کہا حضرت آپ کو خبر نہ ہوئی
کہ یہ موذی آپ کے پاس بیٹھا رہا آپ نے فرمایا آج کی رات سے کوئی رات خوشتر
میرے لیے نہ تھی۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص نے کہا کہ مینے ایکبار دیکھا کہ ایک جُون حضرت خواص کے
دامن پر پھر رہا ہے مینے چاہا کہ اسکو مارون آپنے فرمایا خبردار اسکو مت مارنا کیونکہ
سب چیزین ہماری حاجتمند ہین ہم کسی کے حاجتمند نہین بجز خدا کے۔ نقل ہے کہ آپنے
فرمایا کہ ایکبار مین بیابان مین سفر کر رہا تھا راہ بھول گیا بہت پھرا راستہ نپایا اسی طرح
چند روز پھرتے پھرتے گذر گئے پر راہ نہ ملی آخرکار مجھکو ایک گھریلو مرغ کی آواز سنائی دی
مین خوش ہوا اور اس طرف کو راہی ہوا وہان ایک شخص مجھے نظر پڑا دوڑ کر میرے پاس آیا
اور میرے اس زور سے گردنی ماری کہ مین بلبلا اٹھا اور گویا کہ گردن ٹوٹ گئی مینے کہا
خداوندا جو کہ تجھپر توکل کرے اسکے ساتھ یہ معاملہ کرین مینے ایک آواز سنی کہ جب تک

تونے پھر توکل رکھا عزیز رہا اب کر تونے گھر یا مرغ کی آواز پر توکل کیا یہ گردنی کھائی مین
ویسی ہی رنج کی حالت مین روانہ ہوا چلا جاتا تھا ایک ندا سُنی کہ ای خواص ذرا دیکھ تو سہی
تو اسی سے رنجیدہ ہوا تھا۔ مینے جو نظر کی دیکھا کہ اُس گردنی مارنے والے کا سر میرے آگے
پڑا تھا۔ اور فرمایا کہ مینے شام کے راستے مین ایک خوبصورت پاکیزہ لباس جوان کو دیکھا
اُس جوان نے مجھ سے کہا کہ مین آپکے ہمراہ سفر کیا چاہتا ہون مینے کہا بھوکا رہنا پڑیگا۔
اُسنے کہا بہت اچھا۔ پھر مین اور وہ چار روز تک باہم بے کھائے پیے سفر کرتے رہے
چوتھے روز ایک مقام پر دسترخوان پُر از طعام نظر پڑا مینے اُس سے کہا آؤ کھاؤ اُسنے کہا
مینے تو نیت کی ہی کہ جب تک واسطہ درمیان مین رہیگا مین نہ کھاؤنگا مینے کہا ای جوان
یہ تو بڑی نازک بات تونے سوچی ہی محال ہے اُسنے کہا ای ابراہیم دیوانگی مت کر کہ
خداوند تعالے لائے پر کھنے والا موجود ہی معلوم ہوگیا کہ توکل سے تیری پاس کچھ بھی نہین ہے
پھر کہا ادنی درجہ توکل کا یہ ہی کہ جب سختی و فاقہ تجھے پیش آئے حیلہ نہ ڈھونڈھے اور اُسمین
توکل کرے یہ تجھے بس ہے اور فرمایا کہ مین ایکبار ایک بیابان مین توکل پر جارہا تھا
مینے ایک جوان کو دیکھا کہ اُسنے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور کہا اگر تو اجازت دے
تو مین تیری صحبت مین رہون اور وہ جوان ترسا تھا مینے کہا کہ جہان مین جارہا ہون تجکو
راہ نہین ہے اُسنے کہا کچھ پروا نہین مین چلونگا فائدہ سے خالی نہوگا بس ایک ہفتہ
باہم چلے۔ آٹھوین روز اُسنے مجھ سے کہا ای زاہد حنیفی جرأت کر اور اپنے خداوند سے کچھ
مانگ۔ کہ مین بھوکا ہون آپ فرماتے ہین کہ مینے مناجات کی کہ خداوندا حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مجکو اس ترسا کے روبرو شرمندہ نہ کر تا فی الفور ایک
طباق روٹیون سے بھرا ہوا اور بھُنی مچھلیان تازی تحفہ ازے پانی کا آبخورہ اُس پر
دھرا ہوا نظر آیا ہم دونون نے بیٹھکر کھایا اور روانہ ہوئے جب پھر سات روز گذر گئے
تو مینے کہا کہ ای ترسا اب تو بھی اپنی کرامات دکھا اُس جوان نے یہ سنکر عصا کی ٹیک

لگا کر اب ہلاکت ہے اور ایک طباق ظاہر ہوا روٹی اور مچھلی اور تازی کھجوریں اور پانی
کے دو آبخورے اسپر دھرے تھے میں اس سے حیرت میں گیا اس راہب نے کہا آپ کھائیے
میں شرمندگی سے نہ کھایا اُسنے کہا تم کھاؤ میں تمکو دو خوشخبریاں دونگا ایک یہ ہو کہ آپ
مجھے کلمۂ شہادت پڑھائیے تاکہ میں مسلمان ہوجاؤں اور جھٹ اُسنے زنار کاٹ ڈالا اور کہا
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری بشارت یہ ہے کہ
میں نے کہا خداوندا اس پیر کی آبرو کا صدقہ مجھے شرمندہ نہ کرنا پس یہ جو کچھ موجود ہوا ہے
آپ کی برکت اور کرامت سے موجود ہوا ہو پھر ہم دونوں نے کھایا اور مکہ معظمہ کی طرف
روانہ ہوئے اور جب مکہ معظمہ میں پہونچے تو اُسنے وہاں کی مجاوری اختیار کی اور
فرمایا کہ میں ایک بار بیابان میں جارہا تھا راہ بھول گیا میں نے ایک شخص کو دیکھا
کہ اُسنے مجھے سلام کیا اور کہا تو راستہ بھول گیا ہے میرے پیچھے پیچھے چلا آ جب میں
چند قدم چلا تو وہ شخص غائب ہوگیا میں نے غور جو کیا تو ٹھیک راہ پر تھا پھر اسکے بعد
میں راستہ نہ بھولا اور نہ راہ میں بھوک اور پیاس مجھکو لگی اور فرمایا ایک بار میں
ایک راہ میں جارہا تھا رات کے وقت ایک ویرانے میں جا نکلا ایک بڑا شیر نظر پڑا
میں نہایت گھبرایا ایک ہاتف نے آواز دی کہ ڈرمت ستر ہزار فرشتے تیری ساتھ
ہیں کہ تیری حفاظت کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک بار جنگل میں ایک بدصورت
شخص کو دیکھا میں نے کہا تو کون ہو اُسنے کہا میں ایک بیچارہ بُوڑھا ہوں مکہ معظمہ کو
جاتا ہوں میں نے کہا تیرے پاس توشہ و سواری نہیں ہے اُسنے کہا ہماری جماعت کے سب
لوگ اسی طرح سے توکل پر سفر کررہے ہیں جیسے کہ آپ میں نے کہا توکل کیا ہو اُسنے کہا
خدائے تعالےٰ ہی سے لینا۔ نقل ہے کہ ایک درویش نے کہا کہ میں نے حضرت خواص سے کہا
کہ میں سفر میں آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا لیکن شرط یہ ہو کہ ہم دونوں
میں سے ایک حاکم ہووے دوسرا مطیع تاکہ راہ کے کاروبار بخوبی انجام پاتے رہیں۔

وہ درویش یون کہتا ہی کہ مینے یہ سنکر کہا کہ اچھا امیر آپ ہوجیے مین مطیع رہونگا یہ کہکے روانہ ہوئے جب منزل پر پہونچے تو آپنے مجھسے کہا بیٹھو اور آپ جاکر پانی کھینچ لائے جاڑے کا موسم تھا لکڑیان چُن لاکر آگ روشن کردی اسیطرح آپ راہ مین ہر کام خود کرلاتے مین اگر ارادہ کرتا بھی کہ مین کرون تو منع فرماتے اور خود ہی اُس کام کو انجام دیتے اور اگر مین بہت اصرار کرتا تو آپ فرماتے شرط ہوچکی ہی کہ مین امیر رہون اور تم مطیع رہو۔ ایک بار راہ مین بارش بڑے زور سے ہوئی آپنے اپنا مُرقع اُتار کر میرے سر پر تانا اور رات بھر اسیطرح تانے کھڑے رہے مین نہایت ہی شرمندہ ہوتا تھا لیکن چونکہ شرط ہوچکی تھی دم نہ مار سکتا تھا جب دن ہوا تو مینے کہا حضرت آج سے مین امیر بنونگا اور آپ مطیع آپ نے فرمایا بہت اچھا جب منزل پر پہونچے تو آپ پھر اُسی طرح خدمت کرنے لگے۔ مینے کہا آپ امیر کے فرمان کے خلاف کیون چلتے ہین آپنے فرمایا کہ امیر کی نافرمانی تو وہ ہووے کہ امیر کو اپنی خدمت کے لیے کہون حاصل کلام آپ اسیطرح مکہ معظمہ تک میرے ساتھ سلوک فرماتے رہے جب وہان پہونچے تو مین شرم کے مارے آپکے پاس سے بھاگ گیا۔ آپنے مقام منا مین مجھکو دیکھا آپنے فرمایا خدا تمکو توفیق دے کہ تم درویشون سے اسطرح کا سلوک کرو کہ مینے تمسے کیا اور فرمایا کہ مین ایک روز شام کے اطراف مین گذرا انار کے درخت دکھائی دیے لیکن انار ابھی کھٹے تھے میرا دل بہت للچایا لیکن چونکہ کھٹے تھے مینے نہ کھائے ایک بیابان مین پہونچا ایک شخص کو دیکھا لُنجا ٹُنڈا مصیبت مین گرفتار لاغر و نزار کیڑے اسکے جسم سے بھڑ رہے بھڑین اسپر بھنبھنا رہی ہین اور ڈنک مار رہی ہین مجھے اسکی حالت دیکھکر اُسپر رحم آیا مینے کہا اگر تو کہے تو مین تیرے لیے جناب باری مین دعا کرون اسنے کہا مجھے منظور نہین مینے پوچھا کیون اسنے کہا لِاَنَّ اِنَّمَا خِیَرَۃُ اِخۡتِیَارِیۡ وَالۡبَلَاءُ اِخۡتِیَارُہٗ وَاَنَا اَخۡتَارُ اِخۡتِیَارَہٗ عَلٰی اِخۡتِیَارِیۡ یعنے عافیت مجھے پسند ہی اور بلا اُسے پسند ہی پس مینے اسکی پسند کو اپنی پسند پر پسند کیا۔ مینے کہا اگر تم کہو تو ان بھڑون کو تم سے جدا کرون

اُسنے کہا اے خواص پہلے انار شیرین کی آرزو اپنے دل سے جدا کر پھر کہیں میری تندرستی چاہ
پہلے اپنے دل کو سالم بنا پھر میرا درد مند ہو مینے کہا تمنے کس طرح جانا کہ مین خواص ہون اور
انار کی آرزو رکھتا ہون اُسنے کہا جو شخص کہ خدای تعالے کو پہچان جاتا ہے کوئی چیز اُس پر
پوشیدہ نہین رہتی مینے کہا کہ تمھارا حال اِن بھڑون اور کیڑون کی موجودگی مین کیسا ہے
اُسنے کہا بھڑین ڈنک مارتی ہین اور کیڑے گوشت کھائے جاتے ہین لیکن جبکہ اُسکی مرضی
اِسی مین ہے بہت خوب ہے۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مینے ایک مرتبہ بیابان مین ایک
شخص کو دیکھا پوچھا کہ کہانسے آتے ہو اُسنے کہا شہر ساغون سے مینے کہا کس کام کو آئے ہو
اُسنے کہا کہ مینے نوالے بنا بنا کر اپنی مان کے مُنھ مین رکھے ہین میرے ہاتھ لتھڑ گئے ہین سو
آیا ہون کہ آب زمزم سے دھوؤن مینے کہا ہاتھ دھونے کے بعد کیا کروگے اُسنے کہا
کہ رات کو لوٹ جاؤنگا اور اپنی مان کا بچھونا بچھاؤنگا کیونکہ میرے سوا اُسکا کوئی خادم
نہین ہے بس یہ کہا اور غائب ہوگئے۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی کہ روم
مین ایک راہب ستر برس سے بتخانے مین گوشہ گزین ہے مینے اُسکے دیکھنے کا ارادہ کیا جب
وہان پہونچا تو اُس راہب نے کھڑکی سے سر باہر نکالکر مجھسے کہا کہ اے ابراہیم تم میرے
پاس کیون آئے ہو مین راہب نہین ہون مین تو کُتّے کا رکھوالا ہون اپنے نفس کے
کُتّے کے شر کو خلق سے جُدا کیے ہوئے ہون مینے کہا خداوندا تو قادر ہے کہ اُسکو ہدایت
دیوے اِس ضلالت و گمراہی کی حالت مین پھر اُسنے کہا اے ابراہیم تو کب تک مردون کو
تلاش کرتا پھرے گا جا اپنے آپ کو تلاش کر اور جب تو اپنے آپ کو پاجائے تو اپنے
نفس کا چوکیدار بن کیونکہ ہر روز یہ نفس کی خواہشین تین سو ساٹھ طرح کا اُلو ہیئت کا
لباس بدل بدل کر بندے کو ضلالت مین پھنسانا اور اپنے دام مین لانا چاہتی ہین۔
نقل ہے کہ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ مین ایک بیابان مین جا رہا تھا مجھے بڑے زور کی
بھوک لگی ایک بڈھی میرے آگے آیا اور کہا اے بڑے بیٹے یہ تو تم کی تقاضا کھانے کا کیا ہے

کہ تو کر رہا ہے میں نے کہا کئی روز ہو گئے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا آپ نے کہا تو نہیں جانتا کہ دعویٰ مدعیون کے پردے کو پھاڑتا ہے تجھے توکل کے دعویٰ کے ساتھ کیا سروکار ہے فقط اور فرمایا مین حق تعالے سے درخواست کرتا ہون کہ مجھے دائمی حیات اس دُنیا مین عطا کرے تاکہ مین مدام اُسکی بندگی مین مشغول رہون جب آدمی بہشت مین داخل ہوکر اُسکی نعمتون مین مشغول ہوکر حق تعالی کو بھول جاوین مین دُنیا کی بلاے عظیم مین آداب شریعت کی حفاظت کے ساتھ عبودیت مین قیام کردن اور ہمیشہ حق تعالے کی یاد کرتا رہون اور فرمایا ہاتھ ساکن اور دل فارغ طلب کر اور جہان کہین چاہے جا تارہ اور فرمایا جو کہ حق تعالے کو پہچانے موافق شناخت کے وفاے عہد لازم پکڑے اور حق تعالی پر اعتماد کرے اور اُسی کے ساتھ چین و قرار پکڑے اور فرمایا بہت علم کا ہونا اُسکو عالم نہیں کہتے بلکہ عالم وہ ہے کہ اُسکا عمل علم کے موافق ہو اور سُنّت کی پیروی پر ثابت قدم ہو اگرچہ علم تھوڑا رکھتا ہو اور فرمایا تمامی علم اِن دو کلمون مین جمع ہے ایک تو یہ کہ جس چیز کی حق تعالی نے تجھے تکلیف نہیں دی تو اُسین تکلیف نکرے دُوسری یہ کہ جس چیز کو تجھپر فرض اور لازم کیا ہے تو اُسکو ضائع نکرے اور اُسکے ادا کرنے مین کوتاہی نکرے اور فرمایا جو کہ حق تعالی کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے اور اُسکے غیر کے ساتھ آرام و قرار پاتا ہے حق تعالی اُسکو ایک سخت بلا مین گرفتار فرماتا ہے پس اگر اُس سے توبہ کرتا ہے اور خداے تعالے کی طرف رجوع کرتا ہے حق تعالی اُن بلاؤن شدید کو اُس سے دور کرتا ہے اور اگر حق تعالی کے غیر کے ساتھ ہی آرام رہتا ہے حق تعالی خلق کے دل سے اپنی رحمت کہ جسکے باعث وہ اُسپر مہربان ہوتے ہین اُٹھا لیتا ہے اور لوگون کو اُسکی طرف سخت دل بنا دیتا ہے اور طمع کا لباس پہناتا ہے پھر تو اُسکی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ہمیشہ مانگتا خلق کا بنا رہتا ہے اور لوگ اُسپر مہربانی و شفقت نہیں کرتے آخر کو یہ نوبت پہونچتی ہے کہ اُسکی زندگی خود اُسکو دُوبھر ہو جاتی ہے اور سواے ندامت اور تاسف کے آخرت مین اُسکے پاس کچھ نہ ہوگا

اور فرمایا جو کہ ایسا ہے کہ دُنیا میں اُسپر روتے ہیں آخرت مین خندان ہوگا اور فرمایا جو کہ اپنے
آپ کو لوٹا تارک شہوات ثابت کرتا ہو جھوٹا ہے اور فرمایا جو کہ توکل پر ثابت قدم ہوگا ضرور
ہو کہ اُسکے توکل کا اثر دوسرے پر بھی پُورا پُورا پڑے اور فرمایا توکل ثبات ہو مجی الاموات کے
آگے اور فرمایا کلام مجید اور سُنّت نبوی کے موافق عبودیت مین ثبات اور استقلال کرنا
صبر ہے اور فرمایا مُراعات یعنی نگہبانی سے مُراقبہ اور مُراقبے سے اخلاص ظاہری اور باطنی
حاصل ہوتا ہے اور فرمایا ارادون کا محو کرنا اور حاجات و تمامی صفات بشریت کو
بھلا دینا محبت ہی اور فرمایا دل کی دوا پانچ چیزین ہین قرآن پڑھنا اور اُسمین غور و تامل
کرنا ہمیشہ پیٹ کو کھانے سے خالی رکھنا رات کو قیام کرنا صبح کے وقت مین دعا و زاری
کرنا نیکون اور صالحین کے ساتھ صحبت رکھنا اور فرمایا کہ اس بات کو صبح کے وقت کی
زاری مین ڈھونڈھو اور اگر وہان نپاؤ تو اور کہین مت ڈھونڈھو کہ نپاؤ گے نقل ہے
کہ آپ اکثر سینے پر ہاتھ مار کر فرماتے واشوقاہ جو کہ مجھے ہمیشہ دیکھتا ہی مین اُسکو نہین
دیکھتا ہون نقل ہے کہ آپ سے پُوچھا کہ کہانسے کھانا کھاتے ہو آپنے فرمایا وہان سے
کہ بچہ مان کے پیٹ مین کھاتا ہی اور صحرائی جانور صحرا مین ارشاد فرمایا ہی اللہ برتر نے
و یرزقہ من حیث لا یحتسب یعنے رزق دیتا ہی اُسکو ایسی جگہہ سے کہ خیال مین نہ آوے
نقل ہے کہ آپ سے پُوچھا کہ متوکل کو طمع ہوتی ہی آپنے فرمایا اس سبب سے کہ طمع صفت
نفس ہے دل مین آتی جاتی تو ضرور ہی پر اُسکو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتی کیونکہ اُسکو
طمع کے پچھاڑنے کی قوت ہوتی ہی بباعث نا امید ہونے کے اُس چیز سے کہ آدمیون
کے ہاتھ مین ہی نقل ہے کہ آپ کو آخر عمر مین جبکہ جامع مسجد رَے مین تھے اِس قدر کی
پیچش ہوئی کہ آپ دن رات مین ساٹھہ بار غسل فرماتے اور ہر بار دو رکعت نماز ادا کرتے
پاخانے کی حاجت ہوتی جاتے جب آتے غسل فرماتے لوگون نے آپ سی پوچھا کہ آپ کا
دل کسی چیز کو چاہتا ہے آپ نے فرمایا ہان بھنی کلیجی کو پھر آخر غسل کرکے جان بحق ہوئے

پس از وفات آپ کو ایک گھر میں لے گئے ایک بزرگ آئے ایک روٹی کا ٹکڑا آپ کے تکیے کے نیچے سے برآمد ہوا یہ دیکھکر ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر میں یہ روٹی کا ٹکڑا نہ دیکھتا تو زنہار آپ کے جنازہ کی نماز نہ پڑھتا کیونکہ اس بات کا نشان ہوتا کہ آپنے اسی توکل میں وفات پائی اور وہاں سے عبور نہیں کیا۔ مرد کو لازم ہے کہ کسی صفت پر ٹھہر نہ جائے کہ چلنے والا رہے نہ توکل میں مقام کرے اور نہ دوسری کسی صفت میں کیونکہ ایک ہی صفت پر ٹھہر جانا خوب نہیں۔ نقل ہے کہ ایک نے مشائخ رحمہ سے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا حق جل شانہٗ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپنے فرمایا اگرچہ مینے عبادت بہت کی اور توکل پر رہا لیکن جب میں اس عالم سے باہر گیا طہارت اور وضو کے ساتھ گیا اور ہر عبادت کا کہ مینے کی تھی ثواب عطا کیا لیکن اس طہارت کے عوض میں مجھکو ایسے مقام میں اتارا کہ تمامی بہشت کے درجوں سے اعلیٰ تھا پھر خدا کی کہا ابراہیم یہ بڑی عطا و نوازش کہ ہمنے تجھپر کی اسوجہ سے کی کہ تو پاک ہمارے حضور میں آیا پاکوں کے لیے اس بارگاہ میں درجہ اور رتبہ عظیم ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم بالصواب

باب باسٹھ حضرت ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ ستودہ رجال وہ برگزیدہ جلال وہ صاحب دولت زمانہ وہ عالی ہمت یگانہ وہ مجرد شدہ از کینہ وری شیخ وقت ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے پیر تھے اور یگانہ روزگار تمامی کمال اور خصال میں برگزیدہ تھے اور ریاضت۔ مشاہدت۔ حرمت۔ خدمت میں ایک آیت تھے بہت سے مشائخ رحمہ کے صحبت یافتہ تھے اور ہر ایک کے مقبول اور پسندیدہ تھے ۲۹۹ھ دوسو ننانوے میں آپنے وفات فرمائی اور بقول بعض ۲۷۹ھ دوسو اناسی میں نقل ہے کہ آپ خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے جب کوئی مسافر پہونچتا آپ اس سے دریافت فرماتے کہ تم مسافر ہو یا مقیم

اگر مسافر ہو چلے آؤ ورنہ یہ خانقاہ تمھاری جگہ نہیں ہے کیونکہ جب تم چند روز رہو گے اور میں تمسے خوگر
ہو جاؤنگا اسوقت تم چاہو گے کہ جاؤ میں تمھاری جدائی کی برداشت نکر سکون گا۔ نقل ہے کہ
کسی نے آپ سے دعا چاہی آپ نے فرمایا جاؤ خداوند عزّ و علا کے دروازے پر جاؤ تا کہ تمکو ممشاد کی دعا کی
حاجت نہ پڑے اسنے کہا حضرت یہ تو فرمائیے کہ خداوند کی درگاہ کہاں ہے آپ نے فرمایا وہاں کہ
تو نہو تو وہ مرد چلا گیا اور ایک گوشے میں جا بیٹھا خدا کا فضل اسکا دستگیر ہوا سعادت کی دولت
سے مالا مال ہو گیا اور حق تعالیٰ کے ساتھ آرام و قرار اسکو حاصل ہوا اتفاق سے ایک بار
ایک بڑا سیلاب آیا لوگ پراگندہ ہوئے آپ کی خانقاہ بلندی پر تھی سب لوگوں نے
آپ کی خانقاہ کی طرف رخ کیا اسی اثنا میں آپ نے اس جوانمرد کو دیکھا کہ پانی پر مصلے
بچھائے چلا آتا ہے آپ نے پوچھا کہو کیا حال ہے اس جوانمرد نے جواب دیا حضرت یہ سب
آپ ہی کا توفیق ہے اور پھر آپ پوچھتے ہیں کیا حال ہے حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی دعا کی
برکت سے ما سوی اللہ سے مستغنی بنا دیا ہے اور اس درجے کو پہونچایا ہے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے
ہیں آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے جانا کہ درویشوں کا کام تمامی جد و جہد ہے ہرگز کسی
درویش کے ساتھ مزاح و دل لگی نہیں کی اور فرمایا ایک مرتبہ ایک درویش میرے پاس آیا
اور کہا کہ اے شیخ میں چاہتا ہوں کہ آپ فرما دیں کہ میرے لیے حلوا تیار کریں بے اختیار
میرے منھ سے نکلا کہ ارادت اور اسکے ساتھ حلوا یہ سنتے ہی وہ درویش جھکا اٹھ کر چلدیا۔
یہ کہتا چلا جاتا تھا ارادت اور حلوا چلتے چلتے ایک بیابان کی طرف نکل گیا اور یہی کہتے
کہتے کہ ارادت اور حلوا جان بحق ہوا جب مجھکو یہ خبر ملی تو میں سوچا کہ میں نے خوب نہ کیا
میں نے توبہ اور استغفار کی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مجھپر تھوڑا سا قرض ہو گیا تھا اسکی وجہ سے میرا
دل متفکر رہتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھسے کہتے ہیں اے بخیل اسقدر قرض کو ہم
ادا کر دینگے تو اپنا دل متفکر مت رکھ اور جسقدر تجھے ضرورت پڑے لیتا رہ تیرا یہی کام ہے
کہ تو لیوے اور ہمارا یہی کام ہے کہ ہم دیویں آپ فرماتے ہیں کہ پھر اسکے بعد میں نے کسی بقال

یا نانبائی وغیرہ سے حساب نہ کیا جو کچھ وہ لوگ کہتے کہ یہ ہمارا چاہیے ہین وہ دیدیا کرتا۔
آپکے کلمات عالی ہین آپ نے فرمایا کہ اصنام یعنے بُت مختلف ہین بعض آدمیون کا صنم
یعنے بُت تو انکا نفس ہی ہو اور بعض کا صنم اُنکا فرزند ہو اور بعض کا صنم اُنکا مال ہو اور بعض کا صنم
اُنکی بیوی ہو اور بعض کا صنم اُنکی تجارت اور اُنکا حرفہ یعنے پیشہ اور بعض کا صنم اُنکی نماز
اور روزہ اور زکوۃ اور حال پس ہر ایک شخص مخلوق سے ایک بُت پر ان بُتون سے فریفتہ
ہو اور کسیکو ان بُتون سے چارہ نہین ہے مگر ہان اُس شخص کو کہ اپنے نفس کو کسی حال
اور کسی محل مین نہ دیکھے اور اپنے افعال و اعمال پر کچھ اعتماد نکرے اور جو کچھ کہ اُسکے نفس سے
ظہور مین آوے خیر اور شر سے اُس فعل پر اپنے نفس سے راضی نہووے بلکہ ہمیشہ اپنے نفس کو
ملامت کرنیوالا ہووے اور فرمایا مُرید کے آداب یہ ہین کہ پیرون کی حُرمت کرے اور اپنے
بھائیون کی حُرمت کا لحاظ رکھے اور تمام شبہون سے دست بردار رہے اور شریعت
کے آداب اور اُسکی پیروی کو پیش نظر رکھے۔ اور ہواے نفسانی کی موافقت سے
برکران رہے اور فرمایا مین کبھی کسی پیر کی خدمت مین حاضر ہوتا مگر ہان اپنے تمامی علم
اور حالت سے خالی ہوکر اور اُسکے کلمون اور برکتون کا منتظر اور سُننے والا ہوکر اور
اُسکا یہ ثمرہ پاتا کہ بڑے بڑے فائدے ظہور پاتے اور فرمایا جو کہ پیر کے آگے جائے گا اور
اُسمین کچھ اپنی قدر اور خودی کی بُو باقی ہوگی اُس پیر کے کلام کے فائدون اور صحبت کی
برکتون سے محروم رہیگا اور فرمایا کہ اہل صلاح کی صحبت مین دل کی صلاح پیدا ہوتی
ہو اور اہل فساد کی صحبت مین دل کا فساد ظاہر ہوتا ہے اور فرمایا علائق کے اسباب
تین ہین۔ موانع یعنے جس چیز کی ممانعت کی جائے اُسکی طرف انسان بہت راغب ہوتا ہو
جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ سے ظاہر ہے اور مسبوق پر نظر کرنے سے اور فراغت
کے زائل ہونے سے اور فرمایا بہتر حال آدمی کا وہ ہو کہ نفس عاجز ہو خلق کی طرف سے
توجہ اُٹھی ہوئی ہو خداوند تعالی کے فضل پر جملہ کاروبار مین نظر ہو اور فرمایا دل کی فراغت

ان چیزون سے خالی ہونے مین ہے کہ دُنیا کے لوگ اُنکی طرف مائل ہین اور درحقیقت وہ چیزین فضول ہین اور ناکارہ اور فرمایا اگر کوئی شخص اوّلین اور آخرین کے علم اور حکمت کو جمع کرے اور اولیا اور سادات کے احوال کا دعویٰ کرے ہرگز عارفون کے درجے کو نہ پہونچے گا جب تک کہ اُسکا دل حق تعالیٰ کے ساتھ قرار نہ پکڑے گا اور اُسکو ان چیزون مین پائداری اور ثابت قدمی حاصل نہو گی کہ جنکی ذمہ داری حق تعالیٰ نے اُسکے ساتھ کی ہے اور فرمایا معرفت کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ سچے دل سے محتاجی و فقر اختیار کرے اور فرمایا معرفت تین طرح سے حاصل ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ اُمور مین فکر کرے کہ اُنکو کس طرح پر اندازہ کیا ہے اور دوسرے مقادیر مین کہ کس طرح اُنکو مقدر کیا ہے تیسرے خلق مین کہ کس طرح اُنکو پیدا کیا ہے اور فرمایا جمع وہ ہے کہ خلق کو توحید مین جمع کیا ہے اور تفرقہ وہ ہے کہ شریعت مین اُنکو متفرق کیا ہے اور فرمایا حق کی راہ دور ہے اور اُسپر صبر کرنا مشکل اور فرمایا حکمانے حکمت کو خاموشی اور فکر سے حاصل کیا ہے اور فرمایا انبیا علیہم السّلام کی روحین کشف اور مشاہدے کی حالت مین ہین اور صدیقون کی روحین قربت اور اطلاع مین اور فرمایا تصوّف یہ ہے کہ دل کو صاف کرین اور جو اعمال کہ پسندیدہ خدا ہین عمل مین لادین اور لوگون کے ساتھ صحبت نہ رکھین مگر ناچاری سے اور فرمایا تصوّف تو انگری دکھانا ہے اور مجہولی پسند کرنا و انسگی اختیار کرنا ہے کہ خلق نہ جانے اور ایسی چیزون کا ترک کرنا کہ بیکار ہین اور فرمایا توکّل طمع کا رخصت کرنا ہے ہر چیز سے کہ طبیعت اور نفس اور دل اُسپر مائل ہون اور فرمایا فقر کی شرط وہ ہے کہ جب بھوکا ہووے نماز پڑھے اور جب طاقت نہ رکھے تُو سو رہے کیونکہ حق تعالیٰ درویش کو تین چیز سے خالی نہین رکھتا یا قوت دیتا ہے یا غذا دیتا ہے یا موت کہ گذر جاوے۔ نقل ہے کہ آپکی وفات کے وقت پوچھا کہ آپ کیسے ہین آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھتے ہو پھر کہا کہ پڑھیے لا الٰہ الا اللہ آپ نے منہ پھیر لیا اور دیوار کی طرف مڑ گئے اور فرمایا

کرمین سراپا تجھ مین فانی ہوا ایسے شخص کا بدلا کہ تجھکو دوست رکھے یہی ہے اور فرمایا تین برس سے بہشت کو میرے سامنے پیش کر رہے ہین اور مینے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر نہین دیکھا ہے اور تیس برس ہو گئے کہ اپنے دل کو کھوئے بیٹھا ہون اور یہ آرزو نہین کی ہو کہ دل کو پھر پاؤن اسلیے جبکہ تمامی صدیقون نے یہ آرزو کی ہو کہ دل کو حق تعالی مین گم کرین مین کس طرح دل کے ڈھونڈھنے کی آرزو کر سکتا ہون پھر وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

تراسیؔ باب حضرت ابو اسحق ابراہیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ سلطان اہلِ تصوف وہ برہانِ بے تکلف وہ امام زمانہ وہ ہمام یگانہ وہ خلیل ملکوت روحانی قطب وقت حضرت ابراہیم شیبانی رحمۃ اللہ علیہ پیر وقت اور شیخ مطلق اور مشار الیہ اور پسندیدہ اوصاف رکھنے والے اور مقبول طریقت تھے مجاہدہ اور ریاضت مین بزرگ شان رکھتے تھے اور تقوی اور ورع مین ایک آیت تھے حضرت عبد اللہ مبارکؒ فرماتے تھے ابراہیم خدا کی حجت ہے فقرا پر اور اہل آداب و معاملات پر۔ وجد و حال نہایت رکھتے تھے اور ہمیشہ مراقبے مین رہتے اور ہر وقت آپ کا محفوظ تھا آپ کا مقولہ ہے کہ مین چالیس برس تک حضرت ابو عبد اللہ مغربیؒ کی خدمت مین رہا لیکن ان چالیس سال مین مینے وہ چیزین کہ لوگ کھاتے ہین نہین کھائین نہ میرے بال بڑھے اور نہ ناخن دراز ہوئے اور نہ میرا خرقہ میلا ہوا اور مین اتنی مدت کسی چھت کے نیچے سوای خانہ کعبہ کی چھت کے نہین سویا اور آپ نے فرمایا کہ اسی برس ہوئے مینے کوئی چیز اپنی خواہش سے نہین کھائی اور آپ نے فرمایا کہ مین ایک مرتبہ شام مین تھا میرا دل چاہا کہ مسور کی دال کھاؤن فی الفور مسور کی دال کا پیالہ حاضر کیا مین اسکو کھا کر بازار کی طرف گیا چند مشکے رکھے ہوئے دیکھے جب مین انکو غور سے دیکھنے لگا تو لوگون نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھتے ہو اس مین شراب ہے

مینے یہ سنکر اپنے دل مین کہا کہ اب مجھپر یہ لازم ہوگیا کہ انکو توڑ ڈالون مین کھڑا ہو گیا اور شراب کے مٹکون کو توڑ ڈالا سب شراب بہ گئی اُس مرد نے پہلے یہ گمان کیا کہ مین بادشاہ وقت ہون خاموش رہا لیکن بعد کو جو اُسے معلوم ہوا کہ بادشاہ نہین ہے اُسنے لپک کر مجھے پکڑ لیا اور ابن طرلون کے پاس مجھکو لے گیا اُسنے حکم دیا میرے دو سو چھڑیان ماریں اور بعد اسکے قید خانے مین بھیجدیا مین ایک مدت تک اُسمین رہا یہانتک کہ شیخ ابی عبد اللہ مغربیؒ کا وہان گذر ہوا اُنھون نے میری سفارش کی مجھکو رہا کر دیا پھر جو مین شیخ کی خدمت مین گیا فرمایا تجھے کیا ہو گیا تھا مینے کہا کہ مسور کی دال پیٹ بھر کر کھائی تھی جسکے عوض مار پڑی اور قید رہا اُنھون نے فرمایا شکر کر سستا چھوٹا۔ نقل ہے کہ جب آپ حج کا قصد فرماتے تو پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کو جاتے پھر مکہ معظمہ مین تشریف لیجاتے اور حج ادا فرماتے اور پھر مدینہ منورہ کو آتے اور فرماتے السّلام علیک یا رسول اللہ روضۂ مبارک سے آواز آتی وعلیک السّلام یا پسر شیبان۔ آپنے فرمایا ہی کہ مین ایک روز حمام مین گیا جب مین غسل کر رہا تھا مینے ایک خوبصورت چاند کا ٹکڑا جوان کو دیکھا کہ اُسنے حمّام کے ایک گوشے سے پکار کر کہا کہ میان کب تک یہ ظاہر کی شست وشو مین مشغول ہوگے جاؤ باطن کی طہارت حاصل کرو اور ماسوی اللہ سے اسکو پاک کرو۔ مینے کہا تم جن ہو یا انسان ہو یا فرشتے کہ اسقدر خوب اور نیک ہو اُسنے جواب دیا کہ مین اُنمین سے کوئی نہین ہون البتّہ وہ نقطہ ہون کہ بسم اللہ کی با کے نیچے ہی مینے کہا پس یہ سب مملکت تمھارے لیے ہی اُسنے کہا اچھا ابراہیم ذرا اپنی بنیاد سے باہر آؤ تا کہ مملکت دیکھو۔ اور آپنے فرمایا ہی کہ علم فنا اور بقا وحدانیت کے اخلاص پر موقوف ہی اور عبودیت کی درستی پر اور جو کچھ اسکے علاوہ ہی غلطی مین ڈالتا ہے اور زندیق بناتا ہی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہتا ہی کہ ہستی سے آزاد ہوجاوے اُس سے کہو کہ حق تعالیٰ کی عبادت اخلاص سے کرے کیونکہ جو کوئی عبودیت مین ثابت قدم ہوتا ہے

ماسوی اللہ سے آزاد ہوتا ہی اور فرمایا جو کوئی کہ صرف اخلاص کا ذکر ہی ذکر کرتا ہو اور
خود اپنے عمل مین اخلاص کا خواہان نہین ہوتا ہی حق تعالے اسکو مصیبت مین مبتلا کرتا ہی اور
اسکو اُسکے بھائیون اور ہمسرون کے روبرو بے عزت کرتا ہی اور فرمایا جو کوئی کہ مشائخ کی
خدمت کو ترک کرتا ہی جھوٹے دعوون مین مبتلا ہوتا ہی اور اُن دعوون کے سبب سے رسوا اور بدنام
ہوتا ہی اور فرمایا جو کہ چاہتا ہی کہ نکمی اور ناحق باتون سے برکران ہووے اُس سے کہدو احکام شرعی
پر عمل کرے اور فرمایا کمینہ وسفلہ وہ ہی کہ حق تعالی کی نافرمانی کرتا ہی اور حق تعالی سے نہین
ڈرتا ہی اور جب کسی کے ساتھ عطا کرتا ہی تو اُسپر احسان رکھتا ہی اور فرمایا بزرگی تواضع مین ہے
اور غرور تقوی مین اور آزادی قناعت مین اور فرمایا جب خوف کسی دل مین قرار
پکڑتا ہی تو شہوتون کی جگہ کو اسمین جلاتا ہی اور دنیا کی رغبت اسمین باقی نہین رہتی اور
فرمایا آدمی کا ایک سر و راز ہے درمیان بندہ اور حق تعالی کے پس جب بندگی کرا سکے
سر و راز پر کوئی واقف نہو سوے خداوند تعالی کے۔ اور فرمایا جو بندہ کہ مسجد مین بہت
بیٹھتا ہے اور عبادت مین مشغول رہتا ہی خداوند تعالے اسکو اُسکے عوض مین بہشت
عطا کریگا اور جو بندہ کہ خدا کے واسطے اپنے بھائی مسلمانون کی زیارت کرتا ہے اُسکو
حق تعالے بہشت مین اپنے دیدار سے مشرف فرماویگا۔ نقل ہے کہ لوگون نے آپ سے
دعا کی درخواست کی آپنے فرمایا۔ وقت کی مخالفت بے ادبی ہے پھر دعا کیونکر کرون۔
کسی نے آپ سے التماس کیا کہ کچھ وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا خداوند تعالے کو ہمیشہ
یاد رکھ اور کبھی اسکو فراموش مت کر اور اگر تجھ سے یہ نہین ہوسکتا ہی تو موت کو یاد رکھ
اور فراموش مت کر۔

چوراسی باب حضرت ابو بکر صیدلانی
رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ فلک عبادت وہ خورشید سعادت وہ چشمۂ رضا و منبع افادہ شیخ زمانی حضرت ابوبکر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشائخوں سے تھے اور نہایت صاحب جمال تھے کہ آپکے زمانے میں کوئی آپکا نظیر و مثل نہ تھا ورع اور تقوی اور مشاہدہ میں یگانہ تھے آپ کی اصل فارس سے تھی اور نیشاپور میں آپ نے سنہ تین سو چالیس میں وفات کی حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ آپکے کلمات یہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک حکمت خانہ ہے ہر ایک اپنی کشف کے موافق اس سے بہرہ ور ہوتا ہے اور فرمایا خدای تعالی کے ساتھ صحبت رکھو اور ایسا نہیں کر سکتے ہو تو ایسے شخص کی مصاحبت اختیار کرو کہ وہ خدای تعالی کے ساتھ صحبت رکھتا ہو تاکہ اسکی صحبت کی برکت تمکو خدای تعالی تک پہونچادے اور دونوں جہان میں آزاد و سرخرو ہو۔ اور فرمایا جو کہ علم کے ساتھ صحبت رکھے گا وہ ضرور امر و نہی کو دیکھے گا اور فرمایا علم جہل سے جدا کرتا ہے مگر ایسا علم کہ جو خداوند تعالی سے جدا کرے اس سے دوری ہی خوب ہے اور فرمایا کہ وصل بے فصل رہتا ہے اسلیے کہ جب فصل آیا درمیان میں وصل نہیں رہتا اور فرمایا جو کہ اپنے اور خداوند تعالی کے درمیان صدق کا لحاظ رکھتا ہے اسکا وہ صدق اسکو ایسا مشغول کرتا ہے کہ مخلوق سے فارغ ہوجاتا ہے اور فرمایا حق تعالی کی طرف کی راہیں خلق کے عدد کے موافق ہیں اور فرمایا خدای تعالی کی طرف سے بندہ کی طرف راہ ہے اور بندہ سے خدا کی طرف راہ نہیں ہے اور فرمایا خدا کے ساتھ ہمنشینی بہت کرو اور لوگوں کے ساتھ کم اور فرمایا سب میں بہتر وہ شخص ہے کہ اپنے غیر میں خیر و نیکی دیکھے اور جانے کہ راستے حق تعالی کی طرف بہت ہیں لیکن اس شخص کی راہ سب سے اچھی راہ ہے خدا کی طرف اور فرمایا بندے کو چاہیے کہ توکل کی حالت میں اپنے نفس کے قصور کو دیکھے اور خدای تعالی کے احسانات پیش نظر رکھے اور فرمایا کہ بندہ کے حرکات و سکنات خاص خدای کے لیے چاہییں مگر ان ضرورت کے وقت اضطرار کی حالت میں مضائقہ نہیں ورنہ عمر کو ضائع و برباد کرتا ہے اور فرمایا عاقل وہ ہے کہ ضرورت کے موافق بات کہے اور زیادتی سے بچو باتوں سے بچا رہے اور فرمایا جس میں خاموشی نہیں وہ فضولی میں مبتلا ہے

اگرچہ ساکن ہے اور فرمایا مُرید کی علامت یہ ہے کہ غیر جنس سے نفرت کرنے والا ہو وے اور ہمجنس کا طالب اور فرمایا مُرید کی زندگانی نفس کی موت اور دل کی حیات مین ہے اور جب دل زندہ ہوتا ہے تو نفس مرجاتا ہے اور فرمایا نفس امّارہ سے بری الذمہ ہونا ممکن نہین ہے مگر ہان خداوند تعالی کے فضل سے اُس سے عہدہ برآ ہوسکتے ہین اور اُسکی مدد اور توفیق سے اُسکے نیچے سے رہا ہو سکتے ہین لیکن مدد و توفیق خدا حاصل نہین ہوتی جب تک کہ خداوند تعالی کے ساتھ اعتقاد و ارادہ کی درستی نہو اور ماسوی اللہ سے رُوگردانی نہو اور فرمایا نفس کی قید سے چھُوٹنا بڑی نعمت ہے اسلیے کہ بہت بڑا پردہ و حجاب بندہ اور خداوند تعالی کے درمیان نفس ہے پس حقیقت ظاہر نہین ہوتی مگر نفس کے مرنے کے بعد اور فرمایا مرگ ایک دروازہ ہے آخرت کے دروازون سے اور کوئی بندہ حق تعالے تک نہین پہونچ سکتا سوا اُس دروازے کے اور فرمایا تمامی موجودات میرے لیے حجاب و پردہ و دشمن ہے پس مین کیا کرون اور فرمایا خبردار و ہوشیار رہو اُس نیکی کا مر جسمین نمایش کو دخل ہو اور فرمایا ہمت کو نگاہ رکھو کیونکہ ہمت پیشرو تمامی اشیا کی ہے اور تمامی کاروبار ہمت پر موقوف ہین اور تمامی اشیا کا مرجع ہمت ہے جب آپنے وفات پائی تو آپکے مُرید کہتے ہین کہ ہمنے چاہا کہ آپکے مزار پر ایک تختی لگادین اور آپ کا نام اُسپر لکھین جب ہم تختی لگاتے گر پڑتی اور گم ہوجاتی حالانکہ ہمسے کوئی اُسکو گراتا تھا نہ چھُوتا تھا ہمنے حضرت ابوعلی دقاق سے پوچھا کہ فرمایئے اسمین کیا راز ہے آپنے فرمایا کہ اُن بزرگ نے دُنیا مین اپنے کو چھپانا اختیار کیا تھا تم چاہتے ہو کہ اُنکو آشکارا کرو حق تعالی اُنکو مخفی و پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بچاسی باب حضرت ابوحمزہ محمد بن ابراہیم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ سالک طریق تجرید وہ سائر سبیل تفرید وہ ساکن حظیرۂ قدس وہ خازن ذخیرۂ انس وہ نقطۂ دائرۂ آزادی ستودہ عالم حضرت ابوحمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس طائفہ کے بزرگ مشائخون سے تھے اور بیداری وعظ مین جنکا کامل

رکھتے تھے اور علم تفسیر اور روایات اور حدیث میں کامل تھے حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے
مُرید تھے اور حضرت سری اور نوری اور ابوخیر نساج رحمہم اللہ کے صحبت یافتہ تھے اور اکثر مشائخوں کی صحبت سے
فیض پائے ہوئے تھے بغداد کی مسجد رصافہ میں وعظ فرماتے تھے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جب
کسی مسئلے میں شک و شبہ ہوتا تو آپ ہی کی خدمت میں تشریف لاتے تھے آپ کا کلام و بیان پُر تاثیر تھا
سنہ ۲۸۹ھ دوسو نواسی ہجری میں اس عالم فنا سے ملک بقا کی طرف رحلت فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون ہ۔
نقل ہے کہ آپ ایک روز حضرت محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے دیکھا کہ آن جناب پاکیزہ و لطیف
لباس پہنے بیٹھے ہیں اور ایک طرف کو ایک سیاہ چڑیا ایک پنجرہ میں بند ہے اتفاقاً اُس چڑیا نے آواز کی حضرت
ابو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی آواز سنکر ایک نعرہ مارا اور فرمایا لبیک یا سیدی یعنے اے میرے سردار میں
تیری خدمت میں حاضر ہوں حضرت حارث محاسبیؒ اُسیوقت ایک چھُرا ہاتھ میں لیکر اُٹھے کہ ابو حمزہ کو
قتل کریں مریدوں نے یہ امر دیکھکر حضرت محاسبیؒ کے قدموں پر گر پڑے اور بڑی منت سماجت سے چھُرا ہاتھ سے
لے لیا۔ پھر حضرت حارث محاسبیؒ نے ابو حمزہ کو کہا اے مردود مسلمان ہو مریدوں نے عرض کی حضرت
ہم تو اسکو موحد اولیا دن جانتے ہیں آپ یہ کیا فرماتے ہیں حضرت حارث محاسبیؒ نے کہا میں بھی اسکو
نیک جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اسکا باطن توحید میں مستغرق ہے لیکن اسکو ایسی بات
کیوں کرنی چاہیے کہ حلولیوں کے افعال کے مانند ہو یا انکے اقوال سے مشابہت رکھتی ہو۔ اور مرغ
کی آواز پر از خود رفتہ ہے یہ ضرور ہے جو عاشقان الٰہی ہیں وہ اُس جل شانہٗ کے کلام سے آرام و تسکین
پاتے ہیں لیکن وہ جل شانہٗ کسی میں حلول نہیں کرتا اور اتحاد اور آمیزش ذات قدیم پر جائز نہیں ہے
پھر حضرت ابو حمزہؒ نے کہا اگرچہ میں در اصل حلول و اتحاد و آمیزش سے جدا تھا لیکن چونکہ میرا فعل
گمراہ قوم کے فعل کے مثل ہوا ہے لہذا میں توبہ کرتا ہوں۔ نقل ہے کہ حضرت ابو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ میں نے حق تعالےٰ کو جہر آ دیکھا اور مجھے ارشاد فرمایا اے ابا حمزہ وسواس کی پیروی مت کر
اور مخلوق کی بلا کو پہنچ گئے ہیں کہ جب عوام الناس نے یہ بات سُنی تو حضرت ابو حمزہ رحمۃ اللہ
علیہ کو بہت تکلیف دیدی حضرت ابو حمزہؒ نے فرمایا ہم فقرا سے دوستی کرنا نہایت دشوار ہے

اور حضرت یعقوب کے سوا کوئی اُنکی دوستی پر صبر نہین کر سکتا اور فرمایا جسکو کہ خداوند تعالیٰ اپنی راہ بتاتا ہی اُسکو اُسکی راہ مین چلنا آسان ہوتا ہی اور جو کہ خدا کی راہ استدلال اور واسطے سے طلب کرتا ہی وہ کبھی راہِ خطا پر چلتا ہی اور کبھی راہ صواب پر اور فرمایا جسکو حق تعالیٰ تین چیزین عطا فرماتا ہی وہ بہت سی آفتون سے رہائی پاتا ہی پیٹ خالی۔ دل قانع۔ فقر دائم۔ اور فرمایا جب تیرے نفس نے تجھسے سلامتی پائی تو نے اُسکا حق ادا کیا اور جب خلق نے تجھسے سلامتی پائی تو نے اُنکے حقوق ادا کیے اور فرمایا صادق صوفی کی علامت یہ ہی کہ عزت کے بعد خوار ہووے اور تونگری کے بعد درویش ہووے اور شہرت کے بعد گمنام ہووے اور کاذب صوفی کی علامت اسکے برعکس سمجھو اور فرمایا کہ جب مجھپر فاقہ گذرتا تو مین اپنے دل مین کہتا کہ یہ فاقہ ہدیے کے طور پر حق تعالیٰ کی طرف سے تیری طرف آیا ہی جب مین خیال کرتا کہ میرے سے بہتر و زیادہ کسی پر فاقہ نہین ہی تب مین خوشدلی کے ساتھ اور خوشی خوشی اُس فاقے کو کھینچتا اور اُسکے ساتھ موافقت کرتا نقل ہے کہ آپ نہایت شیرین کلام تھے اور بات نہایت سنجیدہ اور خوب فرماتے تھے ایک روز ہاتف نے آواز دی کہ تو بات نہایت خوب و سنجیدہ کہتا ہی لیکن اگر خاموش رہے تو تیرے لیے بہت بہتر ہے تب سے آپ کو چپ لگ گئی اور اُسی ہفتے مین وفات فرمائی۔ نقل ہے کہ آپ جمعے کے روز وعظ فرما رہے تھے کچھ ایسا صدمہ آپ کو پہونچا کہ آپ کرسی سے گر پڑے اور وفات کی۔ رحمۃ اللہ علیہ

چھیاسی باب حضرت ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

مرد استاد علم و بیان و بنیاد کشف و عیان و گم شدۂ عشق و مودت و دلسوختۂ شوق و محبت و کامل مشتاق قطب وقت حضرت شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام اور شیخ تھے اور طریقت اور حقیقت کے سلطان تھے اور لسان الرحمن تھے احادیث اور تفسیر اور بیان اور تقریر اور وعظ اور تذکیر مین

بلند شان رکھتے تھے اور ریاضت اور کرامت میں ایک آیت تھے اور لطائف اور حقائق اور مقام اور
حال میں صاحب کمال تھے چونکہ آپ نے شیخ ابو القاسم نصر آبادی اور بہت سے مشائخوں کو دیکھا تھا
اور اُنکی خدمت میں رہ چکے تھے آپکو نوحہ گر قوم کہتے تھے اس کثرت سے درد اور شوق اور سوز
اور ذوق آپ میں تھا کہ آپ نے اپنی عمر بھر بیٹھ نہ ٹیکی۔ ابتدا میں آپ مَرو میں تھے کہ ایک واقعہ
آپ پر واقع ہوا جیسا کہ نقل ہے کہ ایک نے بزرگ مشائخوں سے ذکر کیا ہے کہ میں نے عرفہ میں
ابلیس کو دیکھا کہ خاک سر پر ڈال رہا ہے میں نے پوچھا اے لعین یہ تیرا کیا حال ہے اسنے کہا کیا کہوں
جس خلعت کا کہ میں سات لاکھ برس سے منتظر تھا اور نہایت آرزومند تھا ایک آٹا بیچنے والے کو
پہنا دیا۔ حضرت شیخ علی فارمدیؒ فرمایا کرتے کہ مجھے قیامت کے روز کوئی حجت نہوگی مگر یہ کہ میں
کہونگا کہ میں محب اور معتقد علی دقاقؒ کا ہوں حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ اگر چہ درخت خود رو کہ جسکو کسی نے نہ سینچا ہو اور نہ پرورش کیا ہو پتے لاتا ہے لیکن پھل نہیں
لاتا اور اگر پھل بھی اُسمیں لگتے ہیں تو بے مزہ ہوتے ہیں یہی حال اُس مرید کا ہوتا ہے
کہ جسنے پیر کی صحبت میں پرورش نہ پائی ہو اس سے کسی طرح کی خیر و برکت ظہور میں نہیں آتی۔
پھر فرمایا کہ میں نے یہ طریقہ حضرت شیخ ابی قاسم نصر آبادی سے حاصل کیا ہے اور اُنھوں نے
حضرت شبلیؒ سے اور اُنھوں نے حضرت جنیدؒ سے اور اُنھوں نے حضرت سریؒ سے اور اُنھوں نے
حضرت معروف کرخیؒ سے اور اُنھوں نے حضرت داؤد طائیؒ سے اور اسیطرح آپ نے چالیس
اولیاء اللہ کے نام بتائے (اللہ کی رحمت اُن سب پر ہو) اور فرمایا کہ میں کبھی بغیر غسل کیے
حضرت ابو القاسم نصر آبادیؒ کی خدمت میں حاضر نہوا۔ نقل ہے کہ آپ اکثر مَرو میں وعظ فرماتے
رہے اسکے بعد بہت سے سفر کیے سفر حجاز اور زیارت مشائخ وغیرہ۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ
آپکے پاس جامہ نہ تھا آپ برہنہ تھے حضرت عبد اللہ عمرؒ کی خانقاہ میں وارد ہوئے ایک
شخص نے آپکو پہچانا پھر تو لوگوں نے آکے آپکو گھیر لیا اور بزرگوں نے سفارش کی
کہ آپ درس فرمائیں آپ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ درس و مناظرہ کرنا ممکن نہیں ہے

پھر لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ آپ وعظ فرمائیے اور منبر لاکر بچھایا آپ جب منبر پر چڑھے تو آپ نے داہنی طرف اشارہ کرکے فرمایا اَللہُ اَکبَر اور بائیں طرف اشارہ کرکے فرمایا وَاللہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی پھر قبلے کی طرف منھ کرکے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللہِ اَکْبَرُ یہ آپ کا فرمانا تھا کہ ایک عجیب حالت پیدا ہوئی خلق ایکبارگی از خود رفتہ ہو گئی اور شور و غوغا بلند ہوا اور کتنے ہی شخص تو مر گئے کہ انکے جنازے اٹھائے گئے آپ اس شور و غوغا میں منبر سے اتر کر کسی طرف کو راہی ہو گئے بہتیرا آپ کو تلاش کیا پر نہ ملے آپ وہاں سے مرو کو آئے اور پھر مرو سے نیشاپور میں تشریف لائے نقل ہے کہ ایک درویش نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز شیخ کی مجلس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ دستار طبری باندھے ہیں یہ دیکھ کر میرا دل للچایا تو شیخ سے سوال کیا کہ توکل کیا ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ مردوں کی دستار کی آرزو اپنے دل سے دور کرے اور دستار اتار کر میرے آگے پھینک دی آپ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ میں مرو میں بیمار ہوا میرا دل چاہا کہ نیشاپور کو جاؤں ایک ہاتف نے آواز دی کہ تو اسوقت اس شہر سے باہر نہیں جا سکتا ہے کیونکہ جنوں کی ایک جماعت کو تیرا کلام پسند آیا ہے اور وہ تیری مجلس میں حاضر ہوتی ہے تجھکو انکے واسطے یہاں قیام کرنا چاہیے نقل ہے کہ جب مجلس کے درمیان کوئی ایسی چیز واقع ہوتی کہ لوگ اسکی طرف متوجہ ہوتے آپ فرماتے کہ یہ حق تعالی کی غیرت ہے کہ چاہتا ہے کہ جو چیز کہ جاری ہے وہ نہ جاوے نقل ہے کہ ایک روز آپ منبر پر چڑھے آدمی کی برائی بیان فرماتے تھے کہ انسان ظلوم اور جہول اور عجب اور حسود ہے اور اسی قسم کی باتوں کو اختیار کرتا ہے ایک درویش نے انکار کیا کہ باوصف ان تمام صفات ذمیمہ کے محل دوستی بھی تو وہی ہے آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنی خدا تعالے انکو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا تعالے کو دوست رکھتے ہیں نقل ہے کہ ایک روز آپ منبر پر فرماتے تھے اللہ اللہ ایک شخص نے کہا خواجہ خدا کیا ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا اسنے کہا جب آپ اسکو جانتے ہی نہیں ہیں تو پھر اسکا نام کیوں لیتے ہیں آپ نے فرمایا

اگر یہ نہ کہوں تو پھر کیا کہوں۔ نقل ہے کہ ایک مرد فقاعی یعنی بوزہ فروش تھا (فقاع ایک قسم کی شراب ہے جسمیں نشہ نہیں ہوتا چانولوں سے بنتی ہے) درویشوں کے کھانا کھانے کے وقت حضرت شیخ کی خانقاہ مین آتا اور بہت سی پیالیاں چار کی لاتا اور درویشوں کے ساتھ کھانے مین شریک ہوتا بعد کو اگر کچھ بچ رہتا تو اُٹھا لیجاتا ایک روز حضرت شیخ کی زبان پر گذرا کہ وہ جوانمرد فقاعی صاحب باطن ہے اُسی رات کو حضرت شیخ نے خواب مین دیکھا کہ ایک بہت اونچا محل ہے اور بزرگان دین اُسکے بالاخانے مین جمع ہین شیخ فرماتے ہین کہ مینے ہر چند چاہا کہ اوپر جاؤن لیکن نہ جاسکا اتنے مین مینے کیا دیکھا کہ وہی فقاعی آیا اور کہا کہ شیخ مجھے ہاتھ دیجیے کیونکہ یہ وہ راہ ہے کہ اسمین شیر مرد کوٹریون کے پیچھے ہین اور یہ کہکر اُسنے مجھکو اوپر لے لیا دوسرے روز شیخ منبر پر تھے کہ وہ فقاعی دروازے سے داخل ہوا۔ شیخ نے فرمایا اُسکو راہ دو کیونکہ اگر وہ کل ہماری مدد نکرتا ہم درماندہ دنگ ہوتے پھر فقاعی نے کہا کہ ای شیخ ہم تو ہر رات کو وہان ہوتے ہین آپ کہ ایک رات وہان گئے مجھکو لوگون کے روبرو رسوا کرتے ہین۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ مین راہ دور سے آپ کی زیارت کو آیا ہون آپ نے فرمایا یہ قطع مسافت معتبر نہین اپنے نفس سے ایک قدم جدا ہو کہ جملہ مقاصد حاصل ہون۔ نقل ہے کہ ایک بار ایک شخص نے شیطان کے وسوسون کی شکایت کی آپنے فرمایا کہ دنیا کے تعلق کا درخت اپنے دل سے بالکل اُکھاڑ ڈال تاکہ چڑیان اُسپر نہ بیٹھین کیونکہ جب تک کہ دنیا کے تعلق کا درخت اُگا ہے اور اُسکی محبت کی شاخین پھیلی ہین شیطان کی چڑیون سے بچنا محال ہے۔ بچنا تو اِسطرح ہو سکتا ہے کہ اُسکو جڑ سے اُکھاڑ ڈال۔ نقل ہے کہ ایک سوداگر آپ کا مرید تھا ایکبار وہ بیمار پڑا آپ اُسکی بیمار پرسی کو گئے پوچھا کہ بیماری کا سبب کیا ہوا اُسنے کہا کہ مین آدھی رات کو وضو کے ارادے سے اُٹھا کہ وضو کر کے نماز تہجد پڑھون کہ میری پیٹھ مین چمک آگئی اور سخت درد پیدا ہوا اور اُسکی شدت سے بخار بھی آگیا حضرت شیخ یہ سنکر ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تجھکو اس فضولی کے ساتھ کیا کام کہ نماز تہجد کی ادا کرے ارے سادہ لوح اس مردار

دُنیا کی خواہش کو اپنے دل سے دور کر کہ تیرے حق مین بھلا ہے اور اگر تو اسکی خواہش کو دور نکریگا بیشک کمر کے درد مین مبتلا ہوگا فرض کر کسی کے سر مین درد ہو اور وہ پانو کو لیپ لگاوے آرام حاصل کریگا ہرگز نہین یا کسی کا ہاتھ ناپاک ہو جاوے اور وہ آستین کو پاک کرے ہاتھ پاک ہو جانے گا ہرگز نہین۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ اپنے ایک مرید کے گھر گئے کہ مدت سے آپ کا منتظر تھا جب آپ تشریف لے گئے تو اُسنے کہا کہ حضرت آپ کب تک تشریف لیجائینگے آپ نے فرمایا اے بیچارے ابھی ملاقات سے آسودگی نہین ہوئی ہے کہ تو نے جُدائی کی آواز بلند کی۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک صوفی آپ کے روبرو بیٹھا تھا ناگاہ اُسکو چھینک آئی آپ نے فرمایا یرحمک ربک صوفی فی الفور جوتی پہنکر جانے کو تیار ہوا لوگون نے کہا تو کیون جاتا ہے اُسنے کہا کہ شیخ کی زبان میری حق مین رحمت سے کُشادہ ہوئی جو مقصد تھا وہ حاصل ہوا اب آیندہ مین ٹھہر کر کیا لونگا بس یہ کہا اور راہی ہوا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ ایک نیا نہایت عمدہ مُرقع پہنے بیٹھے تھے حضرت شیخ ابوالحسن نوری جو عاقل دیوانون سے تھے خانقاہ مین آئے ایک پھٹا گرد آلود پوستین پہنے تھے آپ نے خوش طبعی سے پوچھا کہ ابوالحسن آپ نے یہ پوستین کتنے کو خریدا ہے یہ سُنکر شیخ ابوالحسنؒ نے ایک نعرہ مارا اور کہا کہ حضرت آپ رعنائی مت کیجیے کیونکہ مینے اس پوستین کو تمامی دُنیا کی عوض خریدا ہے اور اگر ساری بہشت اسکے عوض ملے تو بھی نہ بیچون گا آپ نے یہ سُنکر سر آگے جھکا لیا اور زار زار روئے اور ایسا فرمایا کہ آیندہ مین کسی درویش کے ساتھ خوش طبعی نکرونگا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز ایک درویش خانقاہ مین آیا اور کہنے لگا کہ ایک کونا خانقاہ کا میرے لیے خالی کردو تاکہ مین اُسمین مقرر ہون مینے یہ سُنکر ایک گھر اُسکے لیے خالی کرا دیا وہ اُسمین گیا اور ایک گوشے کی طرف تکنے لگا اور اللہ اللہ کہنے لگا۔ آپ فرماتے ہین کہ مین پوشیدہ اُسکو دیکھنے لگا اُسنے کہا اے ابو علی دقاق مجھکو پراگندہ خاطر مت کیجیے مین یہ سُنکر لوٹ آیا اور وہ اُسی طرح اللہ اللہ کرتا رہا یہان تک کہ جان بحق ہوا

مینے آدمی کو بھیجا کہ کفن اور غسّال کو لاوی جب اندر جا کر دیکھا تو اُسکا کہین نشان نہ پایا مین حیران ہوا اور مینے کہا خداوندا تو نے ایسے شخص کو مجھے دکھایا کہ مینے اُسکو دیکھا اور وہ مر گیا اور گم ہو گیا یہ تو بتا کہ وہ کہان گیا ہاتف نے آواز دی کہ کیا ڈھونڈھتا ہی ایسے شخص کو کہ جسکو ملک الموت نے ڈھونڈھا اور نہ پایا حوُرون نے ڈھونڈھا نہ پایا فرشتون نے تلاش کی سُراغ نہ ملا مینے کہا خداوندا آخر وہ کہان گیا آواز آئی کہ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیکٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مینے ایک مرتبہ ایک پیر کو ایک ویران مسجد مین دیکھا کہ اس کثرت سے خون رُو رہا ہے کہ تمامی فرش مسجد کا خون آلودہ ہی مینے کہا ای پیر اپنے حال پر رحم کر اُسنے کہا ای جوانمرد کیا کہون میری طاقت اُسکے دیدار کی آرزو مین طاق ہی پھر اُس پیر نے ایک حکایت کہی کہ ایک آقا نے اپنے غلام پر غصہ کیا اور اُس سے ناخوش ہوا پھر سفارش کرنے والے کی سفارش سے اُسکی خطا معاف کر دی لیکن غلام برابر روئے جاتا تھا سفارش کرنے والے نے پوچھا کہ اب تو کیون روتا ہے اب تو تیری خطا معاف ہو گئی غلام یہ سُنکر چپکا ہو رہا مگر اُسکے آقا نے کہا کہ اب وہ میری رضامندی کا خواہان ہے کیونکہ جانتا ہے کہ اُسکو مجھ سے چارہ نہین ہے ۔ نقل ہے کہ ایک روز ایک جوان آپ کی خانقاہ مین آیا اور سوال کیا کہ اگر کسی دل مین گناہ کا خیال گذرے تو طہارت کے لیے کچھ نقصان رکھتا ہی آپ یہ سُنکر رو دیے اور مُریدون سے فرمایا کہ تم اسکا جواب دو زین الاسلام کہتے ہین کہ میرے دل مین آیا کہ مین جواب دون کہ ظاہری طہارت کو کوئی نقصان نہین پہونچاتا ہان البتہ طہارتِ باطن ٹوٹ جاتی ہے لیکن مین مرشد کی شرم کے مارے خاموش رہا ۔ نقل ہے آپ نے فرمایا کہ میری آنکھ مین درد ہوا اور یہ شدت ہوئی کہ مدت تک مین بیقرار رہا اور روتا جاتا رہا ناگاہ میری آنکھ لگ گئی مینے ایک آواز سُنی کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ پھر جو مین جاگا تو آنکھ مین درد مطلق نہ تھا اور پھر کبھی میری آنکھ مین درد نہ ہوا ۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مین بیابان مین راستہ بھول گیا پندرہ روز تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا

بعد اسکے تین راہ کے سرے پر پہونچا ایک لشکری بلا اُسنے مجھے شربت دیا مینے پیا اُس شربت کا پینا تھا کہ وہ تاریکی اور زبان کاری میرے دل پر غالب ہوئی کہ تین برس ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کچھ باقی ہے۔ نقل ہے کہ آپکے مریدون مین بعضے توانا تھے اور بعضے ناتوان۔ آپ جاڑے مین جو توانا تھے اور اپنی قوت پر نظر رکھتے تھے اُنکو فرماتے کہ ٹھنڈے پانی سے نہاؤ اور جو کہ ناتوان اور نازک مزاج تھے اُنپر رحم فرما کر یہ حکم اُنکو دیتے اور فرمایا کرتے ہر شخص سے محنت و مشقت اُسکی طاقت کے موافق لینی چاہیے اور فرماتے جو کہ فضالی کرنی چاہتا ہو اُسکو بہت سے برتنون اور ہانڈیون وغیرہ کی ضرورت ہو لیکن جو کہ گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھا رہنا چاہے اُسکے واسطے تھوڑا سا اسباب کافی ہو یعنے علم اگر خلق کی نمایش اور مال و مرتبہ حاصل کرنے اور نام آوری کے لیے ہو تو بہت سا سیکھنا چاہیے اور اگر صرف اسلیے ہے کہ آخرت کا توشہ حاصل ہو تو بس اسقدر کافی ہے کہ عبودیت کی شرائط معلوم ہو جاوین اور اُنپر عمل کرے اور مقصود اصلی علم سے عمل ہے اور تواضع۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ شہر مرو مین آپ کو دعوت مین بلایا تھا آپ تشریف لیجا رہے تھے ایک بڑھیا عورت راہ مین ملی کہتی تھی اے خدا بزرگ تو نے یہ تو فقر و فاقہ مجھکو عطا کیا اور اُسپر اس کثرت سے لڑکے بالے مجھکو دیے ذرا یہ تو فرما کہ اسمین کیا حکمت ہے کہ تو نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے آپ یہ سُنتے ہوئے چپکے چلے گئے جب دعوت کے مقام پر پہونچے تو فرمایا کہ ایک کھانے کا طباق بھر کر لاؤ جسنے دعوت کی تھی یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ آپ گھر لیجاوینگے اور وہان کھاوینگے حالانکہ آپکے نہ گھر تھا نہ بال بچے۔ جب طباق کھانے کا بھر کر لائے تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکو اپنے سر پر دھر کر اُس بڑھیا کے دروازے پر لے گئے اور وہ طباق اُسکے حوالے کیا ذرا غور کرنے کا مقام ہو کہ کیا عاجزی اور فروتنی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ فرماتے تھے کہ اگر کل قیامت کو حق تعالی مجھے دوزخ مین بھیجے اور کفار مجھکو طعنہ دے کر کہین کہ کہو پیر جی تم مین اور ہم مین کیا فرق ہے تو مینکو کیا جواب دینا چاہیے

اِس سے کیا پروا کہ دوزخ مقام ہو یا بہشت۔ لیکن جناب باری کا طریقہ یون جاری ہو شعر عربی
فلما اضاء الصبح فرق بیننا ۞ وای نعیم لایکدرہ الدہر ۞ عجب وہ ہو کہ باوجود اِن باتون کے
آپ فرماتے تھے کہ اگر مین جان جاتا کہ قیامت کے روز کوئی قدم میری قدم کے علاوہ ہوگا تو
مین ہر چیز سے کہ مٹنے کی ہو گرد و گردانی کرتا لیکن یہ ممکن ہے کہ اُسوقت مین کہ آپ نے یون
فرمایا ہو آپ محو عبودیت ہون اور اسوقت مین غرق ربوبیت ہون جیسا کہ نقل ہے
کہ ایک مرتبہ عید کے روز بہت لوگ عیدگاہ مین جمع تھے آپ کے دل مین ایکبارگی کچھ ولولہ اُٹھا اور
آپ یون فرمانے لگے اے خدائے بزرگ تیری عزت کی قسم ہے اگر مجھے اس بات پر آگاہی ہو جاوے
کہ کل قیامت کے روز مجھ سے آگے کوئی تیرے دیدار سے مشرف ہوگا تو اُسیوقت بلا تامل میری
جان بدن سے پرواز کر جاوے شاید کہ اِس سے آپ کی مُراد یہ ہو کہ چونکہ وہان زمان نہ ہوگا
آگے اور پیچھے دیکھنا بھی نہوگا۔ اور اِس کلام کی شرح خود اُسی مین ہے۔ لیس عند اللہ
صباح ولا مسآء۔ اور آپ کے کلمات بزرگ وعالی مین آپ نے فرمایا ہو۔ خبردار کبھی کسی مخلوق
سے اپنی ذات کے لیے دشمنی نکرنا کیونکہ اُسوقت تو نے دعوی کیا ہوگا اِسلیے کہ تجھ تو تو بھی
کسی کی مِلک ہو تو اپنی مِلک نہین ہو اور اگر تو اپنی مِلکیت کا دعوی دار ہے تو پھر بتا کہ
خدای تعالے تیرا کون ہو پس تجھے لازم ہو کہ اپنے آپ کو خدا کی مِلک سمجھکر اپنا کام اُسی کے
سپرد کرتا کہ وہ خود اپنی مِلک کا دعویدار بنے اور فرمایا کہ اِسطرح رہ کہ گویا تو مرگیا ہو اور مرے
پر بھی تین روز گذر گئے ہین اور فرمایا جو کوئی کہ معشوق کے گھر کی جھاڑو اپنے آپ کو
نہین کر سکتا وہ عاشق نہین ہے اور فرمایا جو کہ حق تعالی کے سِوا اور کسی سے اُنس و
محبت رکھتا ہو اُسکے اُنس کا حال خدای تعالی کے ساتھ ضعیف و بے اعتبار ہو اور فرمایا
کہ حق تعالی کے ذکر کے سِوا اور گفتگو کرتا ہو اُسکی وہ گفتگو لغو و بیفائدہ ہو اور فرمایا
جو شخص کہ پیر کی مخالفت کا ارادہ کرتا ہو وہ طریقت سے خارج ہو جاتا ہے اور اُسکا
تعلق پیر سے کٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی جگہ مین پیر کے ساتھ بسر کیون نہ کرتا ہو اور

فرمایا جو شخص کہ صحبت مین پیر کی رہ کر دل مین پیر کے افعال و اقوال پر اعتراض کرتا ہو پیر کی صحبت کے فوائد سے بے نصیب رہتا ہو جب تک کہ اُن اعتراضات سے توبہ نکرے یا اُسکا تاوان نہ بھرے اگرچہ یہ کہتے ہین کہ پیر کی نافرمانی کرنے سے توبہ قبول نہین ہوتی۔ اور فرمایا بے ادبی مردودی کا پھل دیتی ہو اور فرمایا جو کہ بادشاہون کے حضور مین بے ادبی کرتا ہے مصاحبت سے دربانی کے درجے پر جاتا ہو اور اگر وہان بھی بے ادبی کرے تو دربانی سے ساروانی کے درجے کو پہونچتا ہو اور فرمایا جو کہ بادشاہون سے بے ادبی کے ساتھ گفتگو کرتا ہو بہت جلد اپنی نادانی کی سزا مین قتل ہوتا ہو اور فرمایا دیکھو بغیر اُستاد اور پیر کے سلوک اور طریقت حق تعالے کے ساتھ نہایت کو نہین پہونچتی اور جسنے کہ ابتدا ہی حال مین کسی اُستاد یا پیر کی پیروی نہین کی محروم رہا جب تک کہ کسی شیخ کا مقتدی و پیرو نہوا پس ضرور ہے کہ ایک راہبر کو ڈھونڈھے تاکہ باسانی اُسکو طریقت اور مجاہدے مین دسترس حاصل ہو اور فرمایا خدمت اور بندگی درگاہ ہی تک ہو دیکھو مشاہدے کے پہونچنے پر رعب و داب کے ساتھ مشاہدہ ہو اُسکے بعد قربت کے غلبے سے افسردگی ہے پھر فنا ہے اپنی صفات سے بالکل غیبت مین۔ اور یہی وجہ ہو کہ آخر مین مشائخون کے حالات ریاضت اور مجاہدے سے مُبدّل بسکون ہوتے ہین اور اُنکا ظاہر حال پہلے طریقے سے بالکل ہی بدل جاتا ہو اور فرمایا اگر مرید آغاز حال مین ہم و غم سے تنہا رہتا ہو تو آخر حال مین ہمت سے مُعطّل و بیکار رہتا ہو اور ہم یہ ہو کہ اپنے ظاہر کو عبادت مین مشغول کرے۔ اور ہمت یہ ہے کہ اپنی باطن کو مراقبے سے جمع کرے اور فرمایا کہ طلب کی خوشی وجدان و دریافت کی خوشی سے بڑھکر ہو اسلیے کہ وجدان کی خوشی جان کے خطرے کو شامل ہے اور طلب مین امید وصال ہی اور فرمایا وصال کسی علت اور جنبہ و جہد و ریاضت پر نہین بلکہ سرشتی ہو جیسا کہ فرمایا ہو جناب عزوجل نے ہم اُن سب کو دوست رکھتے ہین اور وہ سب ہمکو دوست رکھتے ہین۔ اور اس مقام پر ذکر عبادت و جاعت و علت کا نہین فرمایا

بلکہ حسرت محبت کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہماری آج کے روز کی مصیبت کل قیامت کی اہل دوزخ کی مصیبت سے بڑھ کر ہے اسلیے کہ کل قیامت کو اہل دوزخ کا ثواب فوت ہوگا اور ہمارا آج کے روز نقد وقت حق تعالیٰ کی خدمت کے مشاہدے کا فوت ہورہا ہے ابھی تو ہی فرق کرلے ان دونوں مصیبتوں کے درمیان۔ اور فرمایا جو کہ حرام کو ترک کرے گا دوزخ سے نجات پاویگا اور جو کہ شبہے سے دست بردار ہوگا بہشت میں داخل ہوگا اور جو کہ زیادتی سے باز رہے گا حق تعالیٰ سے واصل ہوگا اور فرمایا کوئی اس مرتبے کو جوانمردی سے نہیں پہونچ سکتا اور جو کوئی کہ اس مرتبے کو پہونچ جاوے جوانمردی ہے اس سے خلاص نہیں پا سکتا اور فرمایا دمبدم بندوں پر جو شئے کہ بے طلب وارد ہوتی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے کہ اس سے روح کو روشنی حاصل ہوتی ہے اور فرمایا کہ اگر بندے نے اپنی تمام عمر میں ایک دم حق تعالیٰ کے امر کے خلاف کیا ہوگا جبکہ اسکو بہشت کے محلات میں مقام دینگے اور حسبدم کہ حسرت اس نفس کی اسپر ظاہر کرینگے وہ بہشت اسپر دوزخ ہوگی اور اگر کسی نے ساری عمر میں ایک دم صدق کے ساتھ جناب باری تعالیٰ کی عبودیت کی ہوگی اگر وہ دوزخ میں بھی ڈالا گیا ہوگا پر حسبدم کہ اس ایک نفس کو اسپر ظاہر کرینگے آگ سرد ہو جاوے گی اور وہ دوزخ اسپر بہشت بنجائے گی اور فرمایا جو کہ حاضر ہے اگر کوئی چیز اپنے واسطے اختیار کریگا اس سے اُسکا مطالبہ کرینگے۔ اور جو کہ غائب ہے اگر اختیار کرے گا پرسش نہوگی اور فرمایا اگر عذاب کرے قدرت کا اظہار ہووے اور اگر بخشدیوے رحمت کا اظہار ہووے اور فرمایا بدبخت وہ ہے کہ آخرت کو دنیا کے عوض بیچے اور فرمایا جو کہ یہ آیت سُنے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اسطرح جان ہارنے میں بخیلی کر سکتا ہے۔ اور فرمایا اِيَّاكَ نَعْبُدُ حکم کو نگاہ رکھنا شریعت ہے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ امر حقیقتی ہے اور فرمایا جبکہ حق تعالیٰ نے تمہاری تنوں کو خرید لیا اور وہ بہشت ہے پس تمکو لازم ہے کہ دوسرے کے ہاتھ اپنے آپ کو مت بیچو کیونکہ یہ بیع ناجائز ہے اور دوسرے کے ساتھ معاملے میں کچھ نفع نہوگا اور فرمایا تین مرتبے ہیں ایک سوال دوسرے دعا تیسرے ثنا سوال دنیا کے

طالب کے لیے ہو اور دعا عاقبت کے خواہان کے لیے ہو اور ثنا مولی کے طلبگار کے لیے ہو
اور فرمایا سخاوت کے مرتبے تین ہین۔ اول سخا دوم جود سوم ایثار۔ جو کہ اپنے نفس پر
حق تعالے کو قبول کرے وہ صاحب سخا ہو اور جو کہ اپنے دل پر حق تعالی کو قبول کرے صاحب جود ہے
اور جو کہ اپنی جان پر حق تعالے کو قبول کرے صاحب ایثار ہے اور فرمایا جو کہ حق کے کہنے
سے خاموش ہے وہ ایک گونگا شیطان ہو اور فرمایا اللہ تعالے تمکو توفیق دے کہ تم
بادشاہون کی صحبت سے علیحدہ رہو کیونکہ انکی راے لڑکون کی راے کے مثل ہوتی ہو اور انکی
صولت شیرون کی صولت کے مثل ہوتی ہو اور فرمایا بادشاہون کا شیوہ ایسا ہو کہ انکے ساتھ
صحبت کی طاقت نہین ہے اور انسے چارہ اور صبر نہین ہے اور فرمایا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ
کے معنے پناہ چاہنا ہے فراق اور قطعیت سے اور فرمایا تو انگرون کی تواضع درویشون
کے لیے دیانت ہے اور درویشون کی تواضع تو انگرون کے لیے خیانت ہے اور فرمایا
جب کہ ملائکہ طالب علم کے لیے پر بچھاتے ہین اگر کوئی طالب معلوم ہووے خیال کرنے کا
مقام ہے کہ اسکے ساتھ کیا معاملہ کرینگے اور فرمایا جب علم کی طلب فرض ہے معلوم کی طلب
عین فرض ہووے اور فرمایا مُرید وہ ہو کہ نہ ہووے اور کوئی مراد اور ہواے نفس کا
طالب نہووے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس آئے اسکے بعد کبھی نہ سوئے
اس لیے کہ تمامی دل ہو گئے تھے اور فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو
فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا ہو کہ تجھے قربان کرون تو انکے بیٹے نے کہا ابا جان اگر
آپ نہ سوتے تو یہ خواب نہ دیکھتے اور فرمایا دیدار خدا کا دنیا مین اسرار سے ہو اور آخرت
مین ابصار سے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ استدراج کا بیان فرماتے تھے ایک شخص نے
سوال کیا کہ استدراج کیا ہو آپ نے کہا تو نے نہین سنا کہ فلان شخص نے مدینے مین فلان کا
گلا گھونٹا تھا۔ نقل ہے کہ آخری عمر مین اسقدر درد آپ کے جسم مین پیدا ہوا کہ آپ ہر شام
کے وقت گھر کے کوٹھے پر تشریف لیجاتے کہ اب آپ کی قبر کے برابر ہے اور اسکو بیت الفتوح

کہتے ہین اور اُس کوٹھے پر سے مُنھ آفتاب کی طرف کرکے فرماتے ای سرگردان مملکت
آج تو کس طرح تھا اور تو نے ملک اور ملکوت مین کس طرح گردش کی یہ تو بتا کہ تو نے کسی جگہ مین
کوئی دیدار کا مشتاق و شیدا مجھسا بھی پایا یا کسی جگہ مین اس واقعے سے پریشان و سرگشتہ
ہونے والون کی کچھ خبر پائی غرض آپ جب تک آفتاب غروب ہوتا اسی قسم کے کلمات فرماتے
رہتے جب آفتاب غروب ہو جاتا اُتر آتے۔ نقل ہے کہ آخری عمر مین آپ کا کلام ایسا بلند ہوا
کہ لوگون کی سمجھ اُسکے سمجھنے سے قاصر تھی اور آپکے کلام کے سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے جب آپ
کسی مجلس مین وعظ فرماتے سترہ اٹھارہ آدمیون سے زیادہ نہوتے چنانچہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہین کہ جب سے ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام بلند و عالی ہوا اُسکی مجلس خلق سے خالی ہوئی۔
نقل ہے کہ آپ اوّل غلبات مین ایسا حال رکھتے تھے کہ ہمیشہ فرماتے خداوندا مجھے ایک
چیونٹی کے کار مین کر اور ایک پتی خشک گھانس کی خیال فرما اور بخشدے اور فرماتے
خداوندا تو مجھے رُسوا نہ کیجیے گا کیونکہ مینے منبر پر چڑھ چڑھ کر اس گنہگار مخلوق کے روبرو بہت کچھ
تجھ سے لاف و ڈینگ ماری ہے اور اگر تجھے یہی منظور ہے کہ مجھے رُسوا کرے تو ان اہلِ مجلس کے
روبرو تو رُسوا مت کرنا بلکہ صوفیون کے مرقّع مین کہ ایک ہاتھ مین عصا ہو اور ایک ہاتھ مین
چھاگل دوزخ کے وادی کی طرف بھیجدینا کیونکہ مین صوفیون کے لباس کو بہت پسند
کرتا رہا ہون۔ تاکہ مین وہان ہمیشہ تیری جدائی کا لہو پیون اور اُس وادی مین ہمیشہ جدائی
کے درد کا ماتم کرون اور فرماتے ای خداوندا ہمنے تو اس عالم مین اپنے نامۂ اعمال کو گناہون
سے سیاہ کیا ہے اور تو نے ہمارے سیاہ بالون کو اس عالم مین سفید کیا ہے پس اے خالق
سیاہ و سفید اپنی رحمت اور فضل سے ہمارے سیاہ کیے کو اپنے سفید کیے کے کام مین کر اور
فرماتے ای خداوندا جو کہ فی الحقیقت تجھکو جان جاوے کبھی تیری طلب سے باز نہ رہے۔ اگرچہ
اُسکو یہ یقین کیون نہ ہو جاوے کہ ہرگز تجھکو نہ پاویگا اور فرماتے خداوندا مینے مان لیا
کہ تو اپنے فضل و رحمت سے مجھے بہشت عطا کرے اور بڑے درجے کو مجھے پہونچا دے

لیکن وہ حسرت کہ میں نے تیری بندگی میں تقصیر کی ہو اور میں اس سے بہتر ہو سکتا تھا ہرگز نہوا کبھی مجھ سے جدا نہو گی۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ ابو القاسم قشیری رح نے آپ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا مجھپر رحم فرمایا اور ہر گناہ کہ میں نے اُسپر اقرار کیا بخشدیا سوائے ایک گناہ کے کہ مجھے اُس سے اقرار کرتے شرم آئی اور اُسکے سبب سے مجھے اسقدر پسینا آیا کہ تمامی گوشت میرے چہرے کا اُتر گیا اور وہ گناہ یہ ہی کہ میں نے لڑکپن میں ایک لڑکے کو شہوت کی نظر سے دیکھا تھا اور میری آنکھوں میں وہ پسندیدہ آیا تھا ایک بار ایک اور شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ بہت بیقرار تھے اور زار زار روتے تھے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے شاید کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ پھر دنیا میں لوٹ کر آدیں آپ نے فرمایا ہاں لیکن نہ اپنی بہتری کے واسطے بلکہ اسلیے چاہتا ہوں کہ کمر باندھوں اور ہر ایک کا دروازہ کھٹکھٹاؤں اور کہوں کہ غفلت سے جاگو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ تم کس سے بچھڑے جاتے ہو اسوقت ہوشیار رہو تاکہ ہمیشہ کی حسرت میں مبتلا نہو۔ اسی طرح ایک اور نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ اوّلاً ہر عمل کہ نیک و بد میں نے کیا تھا ذرہ ذرہ میرے روبرو گنا پھر کُو کُو مجھپر معافی فرمائی اور مجھکو مغفرت کے سایے میں رکھا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ستاسی٨٧ باب حضرت ابو علی محمد بن عبد الوہاب الثقفی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ اسرار الٰہی کے پرورش یافتہ وہ انوار خدائی کے خوگر دستور وہ تقویٰ کے مفتی وہ معنی کے مہدی دراہ یافتہ وہ ولی صفی حضرت شیخ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام اور زمانے کے عزیز تھے اور صحبت یافتہ حضرت ابو حفص رح اور حمدون رح کے تھے اور نیشاپور میں شیخ وقت تھے اور ظاہری اور باطنی علوم میں کمال رکھتے تھے اور فتویٰ اور علوم احادیث میں اپنے زمانے کے علماء کے پیشوا تھے۔ آپ سب سے دست بردار ہوتے

اور اہل تصوف کے علم مین مشغول ہوگئے یہی وجہ ہے کہ درمیان صوفیون کے شمار مین آئے بڑی شان رکھتے تھے اور کلمات نہایت بلند بڑے درجے کے حکیم تھے شہر نیشاپور مین سنہ ۲۸۴ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ نقل ہے کہ آپکے ہمسایے مین ایک کبوتر باز کبوتر اُڑایا کرتا تھا ایک روز وہ ایک کبوتر کے کنکر مارتا تھا آپ کی پیشانی پر آلگا۔ خون بہنے لگا آپکے مُرید یہ واقعہ دیکھکر کہنے لگے کہ حاکم کے پاس جاکر نالش کرنی چاہیے تاکہ یہ فتنہ بالکل رفع ہوجاوے آپنے ایک مُرید کو اپنے پاس بُلاکر فرمایا کہ دیکھو ایک چھڑی اس درخت سے توڑکر اُس کبوترباز کو دیدے اور کہ آیندہ کبوتر کو اس چھڑی سے ہنکایا کرے پتھر وغیرہ نہ پھینکے۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے ایک روز دیکھا کہ ایک جنازے کو تین مرد اور ایک عورت اُٹھائے ہے جس طرف کہ عورت تھی مین گیا اور اسیطرح جنازہ لیکر قبرستان مین گیا۔ جب نماز ہوچکی اور دفن کرچکے تو مینے اُنسے پوچھا کہ تمھارے ہمسایے مین مرد نہ تھے کہ مدد کرتے۔ اُنھون نے کہا ہان۔ لیکن یہ میت مخنث کی تھی اور اسکو وہ حقیر سمجھتے تھے آپنے فرمایا کہ یہ سُنکر مجھکو رحم آیا اور مینے چند درہم اور تھوڑے سے گیہون اُنکو دیے۔ مینے اُسی رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص آیا کہ اُسکا منہ چاند کے مانند تھا اور لباس عمدہ پہنے تھا مُسکراکر مجھسے کہنے لگا مین وہی مخنث ہون چونکہ خلق مجھکو حقیر سمجھتی تھی حق تعالیٰ نے مجھپر رحم فرمایا۔ آپ کا مقولہ ہے کہ اگر کوئی ساری علم تحصیل کرے اور مشائخون اور نیکوکارون کی صحبت مین بیٹھے ہرگز مردانِ خدا کے مراتب کو نہ پہونچیگا جب تک کہ نفس کو ریاضت نہ دیگا فرمان سے کسی کامل شیخ کے یا امام متقی کے یا مرد نیکوکار ناصح کے۔ اسلیے کہ جسکو کہ ادب فرماتے ہین اُسکو آداب خدمت کے اور صحبت کے سکھاتے ہین اور منہیات سے منع کرتے ہین اور اعمال کے عیوب اور آفات سے مطلع کرتے ہین اور نفس کے مکر و فریب اور خود آرائیون سے اُسکو متنبہ و آگاہ کرتے ہین اور جسکو یہ باتین حاصل نہوئی ہون وہ جملہ اُمور سے غافل ہوتا ہے پس کسی امر مین اُسکی اقتدا و پیروی کرنا جائز نہین اور فرمایا ایسے شخص سے راستی کی طمع مت رکھو کہ اسکو راستی کی تعلیم نہوئی ہو اور ادب کی توقع ایسے شخص سے مت رکھو کہ جسکو ادب

انہ سکھایا ہو اور فرمایا جو کہ مشائخ کی صحبت میں رہ کر خدمت اور ادب کے طریقون کو نگاہ نہیں رکھتا ہو انکی صحبت درنظر کے فوائد سے اور انکی برکتون سے اور انس انوار سے کہ خدا کے فیض سے انکے دلون پر وارد ہوتی ہین سب سے بے نصیب رہتا ہو اور فرمایا درکھو سیدھی اور صحیح نشانی اچھی اصل درجے سے بلند ہوا کرتی ہین پس جو کہ چاہتا ہو کہ اُسکے افعال و اعمال و کردار صحیح ہون اور سُنت کی پیروی پوری پوری کرے اُس سے کہدو کہ پہلے اخلاص اور صدق دل کو درست کر کیونکہ باطن کے خلوص کی درستی سے ظاہری اعمال کی درستی ہوا کرتی ہو اور فرمایا حق تعالی کے واسطے جو عمل و فعل کر کرو راستی اور خلوص کے ساتھ کرو اور دیکھو کوئی عمل خالص کر دو مگر پوری پوری سُنت کی متابعت سے۔ اور فرمایا کہ مرد خدا کو چار خصلتون سے غافل اور خالی نرہنا چاہیے۔ صدقِ قول۔ صدقِ عمل۔ صدقِ مودت۔ صدقِ امانت۔ اور فرمایا علم دل کی حیات ہے کہ نادانی کی تاریکی سے بچاتا ہو اور آنکھ کا نور ہو کہ ظلمت کے اندھیرے کو ہٹاتا ہو اور فرمایا دُنیا کا شغل آفت ہو اور دُنیا سے روگردانی حسرت ہو پس عاقل کو چاہیے کہ ہرگز نہ اختیار کرے ایسی چیز کو کہ جسکا حاصل دونون جہان مین بجز حسرت اور آفت اور کچھ نہو اور فرمایا افسوس ایسے شخص کے حال پر کہ جسنے اچھی چیزون کے عوض ناچیز چیزون کو خریدا ہو اور ناچیز چیزون کے عوض ایسی چیزون کو کہ سراسر نفع ہون بیچ ڈالا ہو اور فرمایا ایک وہ وقت آوے گا کہ کسی مومن کو اسمین عیش و زندگانی خوش نہوگی جب تک کہ آپ کو منافقون کا ہم صحبت نہ کرے گا۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ واللہ اعلم

اٹھاسٹی باب حضرت ابو علی احمد محمد الرودباری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ رنج کشیدۂ مجاہدہ وہ گنج گزیدۂ مشاہدہ وہ کوہ حلم وہُبر دباری وہ بحر علم و دستداری حضرت شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے سلطون سے تھے اور اہل فتوت اور ظریف ترین پیرون سے تھے اور ہر نوع علم مین اور ریاضت

اور معاملت مین اور کرامت اور فراست مین بڑی شان کے شخص تھے آپ کی اصل بغداد سے تھی
اور مصر مین ساکن تھے ہر علم مین کامل تھے اور علم حقیقت مین بڑے ماہر اور بلند تقریر تھے حضرت
شیخ جنیدؒ اور ابو الحسن نوریؒ کے صحبت یافتہ تھے بڑی بڑے شیخون کو آپ نے دیکھا تھا اور انکی
صحبت مین رہے تھے ۳۲۲ھ ہجری مین شہر مصر مین رحلت فرمائی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ نہ تو اس جماعت (صوفیای کرام) کا اجتماع وعدے پر ہی اور نہ پراگندہ ہونا اس جماعت کا
مشاورت پر ہے۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک درویش نے وفات کی جب اسکو دفن کیا تو مینے چاہا
کہ اسکا چہرہ خاک پر رکھدون شاید کہ حق تعالیٰ اسپر رحم فرما دے اس ارادے سے جو مین جھکا
دیکھا کہ وہ درویش آنکھین کھولکر مجھسے کہتا ہی آپ مجھے ذلیل کرتے ہین آگے اسکے کہ اسنے
مجھکو عزیز کیا ہی مینے کہا یہ تو فرمایئے کہ موت کے بعد زندگانی ہی اسنے کہا ہان ای ابو علی
خدائے تعالیٰ کے دوست ہمیشہ زندہ ہین اور اگر کل قیامت کو مجھے آبرو حاصل ہوئی تو مین
تیری مدد کرونگا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مین مدت تک طہارت کے وسواس کی
بلا مین مبتلا رہا۔ ایک روز مین ایک جگہ مین آفتاب کے نکلنے تک پانی کے درمیان گیارہ بار گیا
اور ہر بار وسوسہ ہوتا رہا یہانتک کہ جب آفتاب نکل آیا تو مجھکو نہایت ہی ملال ہوا
کہ میرا وضو درست نہوا کہ عبادت بطہارت اوا کرتا مینے عرض کی خداوندا۔ عافیت۔
ایک ہاتف نے ندا دی کہ عافیت علم مین ہی اور آپنے فرمایا تصوف یہ ہی کہ صوفی اون کا
لباس پہنے اور نفس کو بلا وجفا کا ذائقہ چکھادے اور دنیا کو پشت کے پیچھے ڈالے اور جناب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پوری پوری متابعت کرے اور فرمایا جو مرید کہ
پانچ روز کی بھوک پر شکایت کرے اسکو بازار مین بھیک مانگنے کو بھیجنا چاہیے اور فرمایا
تصوف۔ صفوت قرب ہے بعد کدورت بعد کے۔ اور فرمایا تصوف۔ دوست کے دروازہ پر
معتکف ہوتا ہی اور آستانے پر سر رکھنا اور وہان سے ہرگز نہ ٹلنا اگرچہ سو بار نکالین۔
اور فرمایا تصوف عطائے احرار ہے اور فرمایا خوف ورجا مرغ کے دو بازو ہین جب مرغ

ٹھہر جاتا ہی دونون بازو ٹھہر جاتے ہین اور جب ایک بازو مین کچھ نقصان آجاتا ہی تو دوسرا بازو بھی بیکار ہوجاتا ہے اور فرمایا جب مرد دونون سے رہ جاتا ہو درجۂ شرک مین پڑتا ہے اور فرمایا خوف کی حقیقت یہ ہی کہ حق تعالی کے مقابلہ مین تو غیر حق سے نہ ڈرے اور فرمایا محبت یہ ہی کہ تو اپنے آپ کو تمام با نجر محبوب کو سونپ دیوے اور تیری نظر مین تو ہی بالکل حقیر رہے اور فرمایا توحید دل کی استقامت ہی اثبات کے ساتھ یا مفارقت تعطیل اور انکار کے ساتھ اور فرمایا سب سے بڑھکر نافع یقین وہ ہی کہ حق تعالے کو تیری نظر مین بزرگ دکھاوے اور جملہ غیر کو چھوٹا اور حقیر اور نابود دکھاوے اور خوف و رجا کو تیرے دل مین قائم کرے اور فرمایا جمع سر توحید ہی اور تفرقہ زبان توحید اور فرمایا جو کچھ کہ ظاہر کرتا ہی نعمتون سے دلیل ہے اس چیز پر کہ باطن مین رکھتا ہی بے نہایت کرامتون سے اور فرمایا حق تعالے اصحابان ہمت کو دوست رکھتا ہی کیونکہ صاحبان ہمت اسکو دوست رکھتے ہین اور فرمایا ہم اس کار مین اس مقام کو پہونچے ہین کہ تلوار کی دھار سے تیز تر ہی اگر کسی طرح کی لغزش واقع ہو تو دوزخ مین گرین۔ اور فرمایا اگر اسکا دیدار ہمسے زائل ہووے تو عبودیت کا اسم ہمسے ساقط ہوجاوے یعنی ہم زندہ نہ رہین اور فرمایا جس طرح کہ حق تعالی نے فرض کیا ہی ظاہر کرنا معجزون اور روشن دلیلون کا انبیا علیہم السلام پر اسیطرح فرض کیا ہی پوشیدہ کرنا احوال اور مقامات کا اولیاؤن پر تاکہ اغیار کی آنکھ اسپر نہ پڑے اور کوئی اسکو نہ دیکھے اور نہ جانے اور فرمایا جسکی نظر کہ توحید کے طریقے پر پڑتی ہی وہ توحید اسکو دوزخ کی آگ سے نجات دیتی ہی اور فرمایا جبکہ دل دنیا کی محبت اور اسکی ریاست سے خالی ہوتا ہے حکمت پیدا ہوتی ہی اور نفس سے خدمت اور روح سے مکاشفہ ظہور مین آتا ہی اور ان تین چیزون کے بعد دیکھنا خدا کی صنعتون کا اور اسرار دین کا اور حقائق کا حاصل ہوتا ہی اور فرمایا مین امنی ہون کہ سواے اسکے بالکل خلاص پاؤن اسکی بہت آفتون سے اور فرمایا آفت تین چیز سے پیدا ہوتی ہے ایک طبیعت کی بیماری سے دوسرے ایک ہی عادت کو لازم کر لینے سے تیسرے بری صحبت سے اور فرمایا طبیعت کی بیماری حرام اور شبہے کے کھانے سے ہوتی ہی اور عادت کی بیماری حرام اور بیجا پر

نظر کرنے اور غیبت سُننے اور کہنے سے اور فسادِ صحبت خواہش نفسانی کی پیروی سے۔ اور فرمایا بندہ چار نفس سے خالی نہیں یا تو ایسی نعمت کہ موجب شکر ہووے یا ایسی منّت کہ موجب ذکر ہووے یا ایسی محنت کہ موجب صبر ہووے یا ایسی ذلّت کہ موجب استغفار ہووے اور فرمایا ہر چیز کے لیے ایک وعظ ہے اور دل کا واعظ حیا ہے اور مومن کی افضل حالت حق سے حیا ہے اور فرمایا سماع میں وجد و اسرار کا مکاشفہ ہے محبوب کے مشاہدے سے اور فرمایا صفت اور موصوف کے درمیان ایک طریق ہے پس جو کہ نظر کرتا ہے صفت پر محجوب ہوتا ہے اور جو کہ نظر کرتا ہے موصوف پر فتح و ظفر پاتا ہے اور فرمایا قبض اوّل آستانہ فنا ہے اور بسط اوّل آستانہ بقا ہے اور فرمایا مُرید وہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے اُس کے واسطے چاہا ہے وہ وہی چاہے اور جوانمرد وہ ہے کہ دونوں جہان سے کسی چیز کا طالب نہو بجز حق تعالیٰ کے اور فرمایا نیک مَردوں کے لیے بلا میں گرفتار ہونا نالائقوں کی ہمنشینی ہے۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات نزدیک پہونچی اپنے اپنا سر اپنی بہن صاحبہ کی گود میں رکھا اور آنکھیں کھول دیں اور فرمایا کہ آسمان کے دروازے کھول دیے ہیں اور بہشتوں کو آراستہ کیا ہے اور ہمارے سامنے ظاہر کر رہے ہیں اور فرشتے آواز لگا رہے ہیں کہ ہم تجھکو ایسے مقام پر پہونچائینگے کہ تیرے دل میں بھی نہ گذرا ہوگا اور بہشت کی حوریں بہشت بخھاور کر رہی ہیں اور ہمارے دیدار کا اشتیاق ظاہر کر رہی ہیں لیکن ہمارا دل یوں کہہ رہا ہے کہ بِحَقِّکَ لَا تُنظُرْ اِلٰی غَیْرِکَ یعنے تجھے تیرے حق کی قسم ہے کہ غیر کی طرف نظر نہ کیجیو۔ ایک بڑی عمر ایک کار کے انتظار میں بسر کی ہے ہم یہ سامان نہیں رکھتے کہ رشوت سے لوٹ جاویں پھر آپ نے وفات فرمائی۔ اللہ کی رحمت کاملہ آپ پر نازل ہو آمین

نواسی باب حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم الحصری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ عالم علم ربّانی وہ حاکم حکم روحانی وہ برگزیدہ حافلہ عصمت وہ نقطہ دائرہ حکمت وہ محرم صاحب سرّی

حضرت شیخ ابوالحسن حصری رحمۃ اللہ علیہ عراق کے شیخ تھے اور لسان وقت۔ اور احوال و تحقیق و عبارات اور اشارت میں کامل تھے اصل آپ کی بصرہ میں تھی لیکن بغداد میں وطن رکھتے تھے اور شہر بغداد میں سنہ ۳۹۱ ہجری میں وفات فرمائی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے کہ تمامی موجودات سے علیحدہ ہوا ور حق تعالیٰ سے آرام حاصل کرنیوالا ہو اور اپنے جملہ امور حق تعالیٰ کو سونپے ہوئے ہو اور بس۔ اور جب حق تعالیٰ کو پالیا پھر ضرورت ہی کیا ہے کہ کسی کی جانب رخ کرے۔ نقل ہے کہ احمد نصر رحمۃ اللہ علیہ کہ آپ کے مرید تھے سا ٹھ موقف کھڑے ہو چکے تھے اکثر احرام خراسان سے باندھتے تھے ایک بار حرم کے پیروں کے درمیان انکی زبان سے ایک ایسا کلمہ صادر ہوا کہ پیرون کے دل کو ناگوار گذرا اسیوقت انکو حرم سے باہر نکال دیا اور فرمایا کہ دو سو اسی بزرگان دین یہاں حرم میں موجود ہیں تو بیچارہ کون ہے کہ ایسے بزرگوں کے روبرو کلام کرے اور آپ نے بھی اسوقت دربان سے ارشاد کیا کہ اگر یہ جوان خراسانی اسکے بعد آنا چاہے تو خبردار اسکو ہرگز میرے سامنے مت آنے دینا جب احمد نصر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں آئے تو حضرت شیخ کی ملاقات کو آئے۔ دربان نے کہا کہ شیخ صاحب نے فلان وقت میں فرمایا ہے کہ تجھکو شیخ کے روبرو نہ آنے دون جب کہ حضرت احمد نصر نے یہ بات سنی گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو وہیں درگاہ کے دروازے پر پڑے رہے اور مدت تک وہیں رہے اتفاق سے ایک دن شیخ صاحب باہر تشریف لائے اور آپ نے انکو دیکھکر فرمایا کہ دیکھو اس بے ادبی کا جرمانہ یہی ہے کہ تم روم کو جاؤ اور شہر طرطوس میں ایک سال تک سؤروں کو چراؤ اور راتوں کو ویرانوں میں جاکر نمازیں پڑھو اور برابر ایک سال تک جاگتے رہو تاکہ عزیزوں کے دل تمکو قبول کریں حضرت احمد نصر نے یہ سنکر فرمایا کہ میں فرمان بردار ہوں اور ارادہ روم کا کیا۔ ناز کا لباس اتار کر نیاز کا ٹکا باندھا اور جس طرح کہ شیخ صاحب نے انکو فرمایا تھا ایک سال تک سؤر چرائے اسکے بعد شیخ صاحب کی خدمت کا ارادہ کیا جب بغداد میں پہونچے خانقاہ کے دروازے پر آئے آپ فی الفور باہر تشریف لائے اور بغلگیر ہوئے اور فرمایا یا احمد انت

وَلَدِی وَ قُرَّۃُ عَیْنِی۔ اے احمد نصر تم میرے بیٹے ہو اور آنکھ کی روشنی ہو حضرت احمد نصر رحمۃ اللہ
علیہ اس قول سے نہایت شاد ہوئے اور ارادہ مکۂ معظمہ کا کیا تا کہ ایک اور حج ادا کریں جب
مکۂ معظمہ میں پہونچے تو سکے پیروں نے استقبال کیا اور فرمایا اَنْتَ وَلَدُنَا وَ قُرَّۃُ عَیْنِنَا
اور بہت کچھ نوازش فرمائی۔ نقل ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین صبح کی مناجات مین کہا کرتا۔
الٰہی مین تجھ سے ہر حال مین راضی ہون۔ تو بھی مجھ سے راضی ہے۔ ندا آئی کہ اے دروغ گو
اگر تو ہم سے راضی ہوتا تو ہماری رضامندی کی طلب نہ کرتا اور فرمایا مجھے جوانی ہی سے
عادت وظیفہ و وظائف کی تھی اگر کبھی ایک وظیفہ ترک ہوجاتا تو مجھپر عتاب ہوتا اور فرمایا کہ مینے
تمام صاحبدلون کے دل مین نظر کی اپنے دل کو تمام دلون پر فائق پایا اور تمام صاحب
عزتون کی عزت مین نظر کی اپنی عزت کو سب کی عزت پر غالب پایا پھر فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ
الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا۔ اور فرمایا ہمارا احوال توحید مین پانچ چیز پر ہے۔ رفع حدث۔
اثبات قدم۔ ہجر اوطان۔ مفارقت احوال۔ نسیان۔ یعنی جو کچھ کہ جانتا ہے فراموش کرے۔
اور جو کچھ کہ نہین جانتا ہے اسکی تلاش مین مشغول ہووے اور بالکل خدا کے ساتھ مشغول
ہووے اور فرمایا اگر بندے کو اسی کی حالت پر چھوڑ دیتے ہین تمامی مخالفت اور عصیان
اس سے ظہور مین آتی ہے اور جبکہ توفیق اور عنایت خدا کی اسکو شامل ہوتی ہے اس سے
تمامی موافقت اور محبت ظہور مین آتی ہے اور فرمایا جب تک کہ انکار کی تلوار سے تو اسم و رسم کا
سر نہ کاٹیگا اور دل کے میدان کو ہر چیز سے کہ معلوم اور معقول ہے ہو خالی نہ کریگا حکمت
کے چشمے تیرے دل کی تہ سے جوش زن ہونگے اور فرمایا جو کہ حقیقت کی چیزون سے دعوی
کرتا ہے شواہد و براہین اسکے اسکو جھوٹا بتاتے ہین اور فرمایا مشاہدے کی حالت مین
ایک ساعت متفکر بیٹھنا ہزار مقبول حجون سے فاضلتر ہے اور فرمایا مینے بعض سے پوچھا
کہ زہد کیا ہے انھون نے کہا ترک کرنا اس چیز کا کہ مرغوب و دلپسند ہے۔ لوگون نے آپ سے
دریافت کیا کہ ملامتی کون ہین۔ آپنے نعرہ مارا اور فرمایا اگر اس زمانے مین پیغمبری جائز ہوتی

تو ضرور تھا کہ ایک پیغمبر ملا سیتون سے ہوتا اور فرمایا سماع کو دائمی تشنگی چاہیے اور شوق دائمی کہ ہر چند زیادہ پانی پیوے پیاس بڑھتی ہی جاوے اور فرمایا وہ سماع نہیں کہ ساقط ہو جاوے جب گویا خاموش رہے بلکہ سماع وہ ہے کہ دمبدم ترقی پذیر ہو نہ انقطاع گیر اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ جب اسکو حق سے وصل حاصل ہو جاوے تو پھر حوادث کا اثر مطلق اس پر ظہور نہ پاوے اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ عدم کے بعد موجود نہو اور وجود کے بعد معدوم کو نہ دیکھے اور فرمایا صوفی وہ ہے کہ اسکا وجد اسکا وجود رہا ہو اور اسکی صفات اسکا حجاب ہے یعنے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ اور فرمایا التصوف صفائی دل ہے مخالفات کی کدورت سے۔ اور فرمایا جب تک کہ ہستی موجود رہتی ہے تفرقہ اور پریشانی موجود رہتی ہے اور جب ہستی غائب ہوئی حق تعالے ظاہر ہوا اور یہ حقیقت جمع ہو کہ سوائے حق کے نہ دیکھتا ہے اور نہ سوائے اسکے اور کسی سے بات کہتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

نویں باب حضرت ابو عثمان سعید بن سلام المغربی قدس اللہ سرہ العزیز کے ذکر میں

وہ ادب خوردۂ ریاضت وہ پروردۂ عنایت وہ بینندۂ انوار حقائق وہ دانندۂ اسرار دقائق در حقیقت وارث نبی شیخ وقت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ صاحبان طریقت سے تھے اور اصحاب ریاضت کے تھے اور ذکر و فکر میں ایک آیت تھی اور ہر نوع علم میں مرتبہ بزرگ رکھتے تھے اور تصوف میں صاحب تصنیف تھے اور بڑے بڑے مشائخ کو دیکھے ہوئے تھے مدت تک حرم میں مجاور بھی رہے بڑے صاحب حال تھے کہ کسی سے آپ کی مثال نہیں ہو سکتی اور فراست اور ریاست اور دبدبہ و شوکت میں بے نظیر تھے عمر آپ کی ایک سو تیس سال کی ہوئی نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اس مدۃ العمر میں جب میں نے اپنی میں نظر کی تو کوئی خیر و نیکی اپنے میں نہیں پائی جو حال کہ لڑکپن میں تھا وہی جوانی میں برقرار پایا آپ نے نیشاپور میں وفات پائی ۳۷۳ھ ہجری میں نقل ہے کہ آغاز حال میں آپ بیس برس تک ایسے بیابانوں

اور جنگلون مین گوشہ نشین رہے کہ جہان آدمی کا گذر دشوار تھا اور اسقدر مشقت و ریاضت کھینچی کہ آپ کے بدن کا تمام گوشت گل کر گر گیا اور آنکھین ایسی معلوم ہوتین کہ دو سوراخ ہین اور آپ کی صورت دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا آدمی کی صورت ہی نہ رہی تھی اُسکے بعد آپ کو الہام ہوا کہ خلق کی صحبت اختیار کرین آپ نے مکۂ معظمہ کا قصد کیا مکۂ معظمہ کے مشائخ نے فراست سے دریافت کیا اور آپ کے استقبال کو باہر آئے آپ کو دیکھا کہ بالکل صورت بدل گئی ہو اور سوائے دم کے اور کچھ باقی نہین رہا ہی یہ دیکھکر اُن بزرگانِ دین نے فرمایا ای ابا عثمان تم نے بیس برس تک اِس طرح زندگانی کی کہ آج تک کسی شخص نے ایسا طریق نہ اختیار کیا تھا تم سب پر سبقت لیگئے اب ذرا ہمسے کہو کہ کیون تم وہان گئے اور تمنے وہان کیا دیکھا اور کیا پایا اور پھر کیون وہان سے واپس آئے آپ نے فرمایا کہ مین سُکر کے لیے گیا اور سُکر کی آفت کو دیکھا اور ناامیدی کو دیکھا اور عاجز ہوکر واپس آیا مین گیا تھا کہ اصل کو پاؤن بہت کوشش کی پر شاخ تک بھی ہاتھ نہ پہونچا بالآخر ندا آئی کہ یا ابا عثمان فرع کے گرد پھر اور مستی کے خیال مین رہ اصل کو پہونچنا تیرا کام نہین صحو حقیقی ہمارے ہاتھ مین ہی پس مین ناامید ہوکر واپس آیا ہون مشائخون نے یہ سُنکر کہا کہ بیان کرنیوالون پر حرام ہی کہ آیندہ صحو و سُکر کا بیان کرین کیونکہ تو نے جیسا کہ اُسکا حق تھا ادا کیا۔ نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ آغاز مجاہدہ مین میرا حال ایسا تھا کہ اگر مجھکو آسمان سے گرا دیتے تو مین نہایت خوش ہوتا اس سے کہ کھانا کھاؤن یا فرض نماز کے لیے وضو کرون اسلیے کہ اِن حالتون مین ذکر کی لذت مجھ سے غائب ہوتی اور ذکر کی لذت کا دور ہونا مجھپر ہر رنج و مصیبت سے سخت تر و دشوار تر ہوتا اور ذکر کی حالت مین مجھپر وہ چیزین کشف ہوتین کہ اگر دوسرے پر کشف ہوتین تو کرامت جانتا لیکن مجھکو گناہ کبیرہ سے بھی سخت تر معلوم ہوتین اور مین چاہتا کہ خواب نہ آوے تاکہ ذکر سے باز نہ رہون پس مین خواب کے دور کرنے کی یہ تدبیر کرتا کہ ایسے پتھر پر کہ ایک قدم کے برابر ہوتا اور اُسکے نیچے ایسا غار ہوتا کہ ذرا پھسلون تو ہڈیان چور چور ہو جاوین بیٹھتا

تاکہ نیچے گرنے کے خوف سے نیند غلبہ نہ کرے کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ مجھے اس پتھر پر بھی نیند آجاتی جب آنکھ کھلتی تو دیکھتا کہ ایک ایسے پتھر پر جو معلق ہوا ہے بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو حضرت ابوالفوارس رحمۃ اللہ علیہ کے میں ساتھ تھا وہ سو گئے میرے دل میں یہ گذرا کہ میرے پاس گھی ہوتا تو میں دوستوں کے واسطے فلاں چیز طیار کرتا میں نے سنا کہ حضرت ابوالفوارسؒ خواب ہی کی حالت میں فرماتے تھے۔ اس گھی کو پھینک دے جلدی پھینک دے تین مرتبہ یوں ہی فرمایا جب وہ بیدار ہوئے تو میں نے کیفیت پوچھی۔ فرمانے لگے کہ میں نے ایسا دیکھا کہ ہم سب ایک بلند محل میں ہیں اور وہاں سے درخواست کر رہے ہیں کہ جناب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوں اور دل ہیبت سے پر تھے تم بھی اس جماعت کے درمیان موجود تھے لیکن تمہارے ہاتھ میں روغن گاؤ تھا میں نے تم سے کہا کہ اس روغن گاؤ کو پھینک دو۔ نقل ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اپنے دل میں لایا کہ اگر شیخ کوئی اپنی آرزو کہیں تو میں بجالاؤں فی الفور آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں کسی سے اپنی کوئی آرزو بیان کرکے مانگوں یا کسی قسم کا کوئی سوال کروں۔ نقل ہے کہ حضرت ابوعمرو زجاجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مدت دراز تک اسطرح آپ کی خدمت میں رہا کہ ایک دم کو غیر حاضر نہ ہوا ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ کہتے ہیں ای ابوعمرو کب تک ابوعثمان کے ساتھ مشغول رہے گا اور ہماری درگاہ کی طرف سے بیٹھ موڑی رہے گا میں نے صبح کو آپ کے مریدوں کے سامنے یہ خواب بیان کیا یہ سنکر سب یکبارگی بول اٹھے کہ میں نے بھی یہی دیکھا ہے اور یہی خطاب سنا ہے سب اسی اندیشے میں تھے کہ شیخ صاحب کہیں باہر کہیں سے آپ فی الفور ننگے پاؤں گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اب تو تم سن چکے جو کچھ ارشاد ہوا اب تمکو لازم ہے کہ ابوعثمان سے گرد دان ہو اور حق کے بندہ اور اس سے زیادہ تفرقہ مجھکو مت دو۔ نقل ہے کہ امام ابوبکر فورک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ کہتا میرا اعتقاد حق تعالیٰ کے ساتھ یہ تھا کہ وہ وہ ذات ہے کہ جہت میں ہے جبکہ میں بغداد میں آیا

تو اعتقاد درست کیا کہ وہ جہت سے منزہ ہی مینے مکہ معظمہ کے مشائخ کو خط لکھا کہ مین بغداد مین از سر نو مسلمان ہوا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ نے اپنے خادم سے پوچھا کہ اگر کوئی تجھسے پوچھے کہ تیرا معبود کس حالت پر ہے تو تو کیا جواب دیگا آسنے کہا کہ مین کہونگا کہ اُسی حال پر ہے کہ ازل مین تھا آپنے فرمایا اگر پوچھین کہ ازل مین کس طرح تھا اسنے کہا مین کہونگا اُسی طرح پر کہ اب ہی آپ نے یہ سُنکر فرمایا تو نے خوب کہا۔ نقل ہے کہ حضرت عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا ایک شخص کنوین سے پانی کھینچ رہا تھا اور چرخ کی آواز آرہی تھی آپنے فرمایا ای عبد الرحمن تو جانتا ہی کہ یہ چرخ کیا کہہ رہا ہی۔ مینے عرض کی حضرت مین تو نہین جانتا کہ کیا کہہ رہا ہی آپنے فرمایا یہ کہہ رہا ہی اللہ اللہ۔ اور آپ نے فرمایا جو کہ دعوی سماع کا کرے اور اُسکو پرندون کی آواز اور درختون کا ہلنا اور ہوا کا چلنا سماع مین نہ لاوے وہ سماع کے دعوی مین جھوٹا ہی اور فرمایا جب بندہ حقیقت مین ذاکر ہوتا ہے مثل اس دریا کے ہوتا ہی کہ اس سے ہر جگہ نہر جاری ہو خداوند تعالی کے حکم سے اور وہ تمامی ہستی کو دیکھتا ہی اُس نور سے کہ اُسکو ہوتا ہی اسطرح پر کہ اگر تمامی ہستی مین ایک چیونٹی بھی حرکت کرتی ہی تو اُسکو جانتا ہی اور حقیقت یہان تمام ہوتی ہی اور ذکر سے اُسکو اسقدر لذت اور حلاوت حاصل ہوتی ہی کہ چاہتا ہی کہ نیست ہو جاوی اور موت کو آرزو سے چاہتا ہی اسلیے کہ اُس حلاوت کے ذائقے کی برداشت نہین کر سکتا نقل ہے کہ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ اس ذکر کی لذت اور حلاوت کی برداشت نکر سکے آپ خلوت سے باہر تشریف لائے اور بھاگتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کو چاہیے کہ ذاکر اپنے علم کے ساتھ شامل کرے اور جو کچھ کہ اُسکے دل مین آوے نیک اور بد سے اس کلمے کی قوت اور غلبے سے اُس سب کو دل سے دور کرے اور اس غیرت کی تیغ تیز سے اُن سب خیالات کے سر کو کاٹے کیونکہ حق تعالی ان سب سے جدا ہی۔ آپکے بلند شان کلمات یہ ہین فرمایا جسکو کہ حق تعالی کے ذکر اور معرفت سے اُنس ہوتا ہی موت آسکے اُس انس کو کچھ نقصان نہین کرتی

بلکہ سَو درجے اُنس وراحت زیادہ ہوجاتی ہو اسلیے کہ پریشانی کے اسباب درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور خالص محبت باقی رہ جاتی ہو اور فرمایا حق تعالیٰ کی درگاہ تک پہونچنے کے دو راستے ہیں۔ ایک نبوت دوسرے حدیث نبوت۔ اب نبوت تو مرتفع ہوئی اور خاتم انبیا صلوات اللہ علیہ گذرے اب حدیث ہماری ساتھ باقی رہی ہے اور اُسکی راہ مجاہدہ اور ذکر ہے بس اس کم قیمت زندگانی کو ایسے قیمتی وصال کے عوض میں غنیمت جانتا ہوں اور بدل کرنا بہت ہی آسان ہو اور نہایت ہی سہل بس یہ بیچارے کیا چیز تجھکو لائی ہو کہ اس کم قیمت زندگی کو دائمی فراق کے عوض میں اختیار کیا ہو آخر بتا تو سہی یہ جوانمرد کہ تو نے کیا دیکھا کہ اس جوانمردی کو یہاں بیچا اور فرمایا جو کہ خلوت کو صحبت پر اختیار کرے چاہیے کہ تمام اشیا کی یادگاری سے اُسکا دل خالی ہو وے مگر ہان حق تعالےٰ کی یاد سے بھرا ہو اور تمام ارادوں سے خالی ہو اور خداوند تعالیٰ کی رضا سے معمور ہو اور ہر آرزوے نفسانی سے صاف ہو اور تمامی اسباب سے پاک ہو اور اگر یہ باتیں نہوں تو خلوت اُسکے واسطے بلا اور ہلاک ہو اور فرمایا کوئی شخص خواص کے مقامات کو نہیں پہونچا جب تک کہ کوئی چیز آداب نفوس اور ریاست سے اُسیر باقی رہتی ہو اور فرمایا عاصی بہتر ہے مدعی سے۔ اسلیے کہ عاصی اپنے گناہ پر اقراری ہو اور مدعی اپنے دعوی کے درمیان گرفتار رہو اور فرمایا جو کہ دُرویشون کی صحبت سے دست بردار ہو کر توانگرون کی صحبت اختیار کرتا ہو حق تعالےٰ اُسکے دل کو موت دیتا ہو اور اندھا ہوئے۔ اور فرمایا جو کہ نفس کی خواہش وحرص سے توانگرون کے کھانے پر ہاتھ مارتا ہو اُسکو ہرگز فلاح نصیب نہیں ہوتی اور اُسکا اس بارے مین کوئی عذر قبول نہیں ہوتا مگر ہان اُس شخص کا کہ مجبوری وناچاری کی وجہ سے ہو اور فرمایا جو کہ خلق کے احوال کی طرف مشغول ہوا اُسنے اپنی حال کو ضائع کیا اور فرمایا مرد کے مجاہدہ کی مثال دل کے پاک کرنے مین ایسی ہے کہ کسی سے کہیں کہ اس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ ڈال ہر چند اندیشہ کرے کہ آسانی سے

اُکھاڑ ڈالے گا پر نہ کر سکے گا پھر اپنے دل مین کہے کہ ذرا صبر کرون کہ ایسی قوت مجھ مین
آجائے کہ اُسکو جڑ سے اُکھاڑ ڈالون اور حالانکہ جُون جُون توقف کرتا جاتا ہے درخت
قوی تر اور وہ ضعیف تر ہوتا جاتا ہی اور اُکھاڑنا دشوار تر اور فرمایا جو کہ سفر کرتا ہی اُسپر
یہ واجب ہے کہ اوّل اپنے نفس کی مُراد اور شہوت اور ہَوا سے سفر کرے کیونکہ سفر غربت ہے
اور غربت ذلّت ہی اور مومن کو روا نہین ہے کہ کسی مخلوق کے آگے اپنے آپ کو ذلیل کرے
اور فرمایا بہت سے عالم ہین کہ قدرت کے احکام اُنپر جاری ہین اور خلائق کے دلون کو دو رو ہین
ایک رو طرف عالم ملک شہادت کے ہی اور ایک رو طرف عالمِ ملکوت کے ہی جسوقت معارف قدسیہ کا
عکس اس عالم شہادت پر پڑتا ہی تو اُسکو ہیجدہ ہزار عالم کے احوال سے خبر ہوتی ہی اور اسی کو
معرفت کہتے ہین اور فرمایا راہ سلوک کے چلنے والون کے مردود ہونے کا باعث یہ ہوتا ہی
کہ اُنکے فرائض اور نوافل مین خلل آجاتا ہی۔ اور فرمایا نیکو کی صحبت یہ ہی کہ تو اپنے بھائی
مسلمان پر فراخ رکھے اُس چیز کو کہ اپنے اوپر فراخ رکھتا ہی اور جو چیز کہ اُسکے پاس ہو اُسمین
طمع نکرے اور اُسکی جفا پر تحمل کرے اور اُسکا عذر قبول کرے اور اُسکا انصاف دیوے
اور اُس سے انصاف کا طالب نبنے اور اُسکا خود مطیع رہے اور اُسکو اپنا مطیع نرکھے
اور جو کچھ اُس سے تجھکو پہونچے اُسکو بہت بزرگ شمار کرے اور جو کچھ کہ تجھ سے
اُسکو پہونچے اُسکو حقیر اور کم جانے اور فرمایا سب سے فاضلترین چیز کہ آدمیون کو اُسکا
لازم پکڑنا ضروری ہے محاسبۂ نفس ہے اور مراقبہ اور ہر کار کو علم کے موافق نگاہ رکھنا
یعنے عمل موافق علم اور فرمایا اعتکاف یہ ہی کہ خدا کے حکم کے موافق اعضا کی نگاہداشت
کرے اور فرمایا کوئی شخص کسی چیز کو نہین جانتا جب تک کہ اُسکی ضد کو نہ پہچانے۔
اور یہی وجہ ہے کہ مخلص کو اخلاص کی تمیز نہین ہوتی جب تک کہ ریا کو نہ پہچان جاوے
اور ریا سے نیچے کی چیزون کو نہ جان جاوے اور فرمایا جو کہ خوف کی سواری پر سوار
ہوتا ہے ایکبارگی نا امید ہو جاتا ہے اور جو کہ امید کی سواری پر سوار ہوتا ہی ایکبارگی

کاہل ہوجاتا ہے اور کام سے باز رہتا ہو پس مرد راہِ خدا کو چاہیے کہ کبھی خوف رکھے کبھی رجا اور کبھی ہر دو کے درمیان آور فرمایا عبودیت اتباع امر ہو مشاہدہ امر مین۔ آور فرمایا نعمت کا شکر جیسا کہ چاہیے اُسکے ادا کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پہچاننا شکر ہے آور فرمایا تصوّف قطع کرنا علائق کا ہو اور چھوڑنا خلائق کا اور ملنا حقائق سے آور فرمایا شوق کی علامت موت کا دوست رکھنا ہے راحت کی حالت مین آور فرمایا غیرت مُریدون کی صفات سے ہو اور اہل حقائق کو نہین آور فرمایا عارف معرفت کے انوار اور اُسکے علم سے روشن ہوتا ہو تو اُس سے غیب کے عجائب دیکھتا ہو آور فرمایا مرد ربّانی چالیس روز مین ایکبار کچھ کھاتا ہو اور مرد صمدانی اسّی روز مین ایک بار کچھ کھاتا ہو آور فرمایا جو کہ اولیاؤن کو مانتا ہو وہ بھی اولیاؤن سے ہوتا ہو آور فرمایا اولیا مشہور ہوتے ہین لیکن مفتون نہین ہوتے۔ نقل ہے کہ جب آپ بیمار پڑے تو طبیب کو لائے آپ نے فرمایا کہ طبیب کی مثال میرے ساتھ ایسی ہے جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی مثال اُنکے بھائیون کے ساتھ۔ کہ یوسف علیہ السّلام کے باب مین تدبیر کرتے تھے اور آخر کو وہی ہوا جو تقدیر مین تھا۔ پھر آپ نے وفات کے وقت سماع کی درخواست کی اور اُسی حالت سماع مین وفات پائی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

اکانوے باب حضرت ابو العبّاس نہاوندی رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر مین

وہ مختشم روزگار وہ محترم پرہیزگار وہ کعبہ مروّت وہ قبلۂ فتوّت وہ اساس خردمندی حضرت شیخ وقت ابو العبّاس نہاوندی رحمتہ اللہ علیہ یگانۂ عہد تھے اور معتبر مشائخ۔ اور تمکین مین قدم استوار رکھتے تھے آور ورع اور معرفت مین شان بزرگ۔ آپ فرماتے تھے کہ مین آغاز ریاضت مین بارہ سال تک ہمیشہ سر گریبان مین جھکائے رہا ہون تو ایک گوشہ میرے دل کا مجھکو دکھایا آور فرمایا کہ تمامی خلق اس آرزو مین ہو کہ حق تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو وہ ہو

اور میں اس آرزو میں ہوں کہ حق تعالیٰ مجھے ایسی توفیق دے کہ میں اپنے آپ کو دیکھوں کہ میں کیا چیز ہوں اور کہاں سے ہوں اور یہ میری آرزو پوری نہیں ہوتی ہے اور فرمایا حق تعالیٰ کے ساتھ بہت رہو اور خلق کے ساتھ کم۔ اور فرمایا فقر کا آخر تصوف کا اوّل ہے اور فرمایا تصوف یہ ہے کہ اپنے حال کو پوشیدہ رکھے اور اپنا مرتبہ و عزت اپنے بھائی مسلمانوں پر خرچ کرے۔ نقل ہے کہ کسی نے آپ سے دعا کی درخواست کی آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھکو اچھی موت عطا کرے۔ نقل ہے کہ آپ ٹوپیاں سیا کرتے اور ایک ٹوپی دو درم کو فروخت کرتے اور دو درم سے زیادہ کو نہ بیچتے اور جو شخص کہ سب سے پہلے آپکے پاس آتا آپ ایکدرم اسکو دیتے اور ایکدرم کی روٹی مول لیتے اور کسی گوشے میں کسی درویش کے ساتھ ملکر کھاتے بعدہٗ دوسری ٹوپی سینے میں مشغول ہوتے۔ نقل ہے کہ آپ کا ایک مرید تھا کہ اسکے پاس دنیا کی کچھ بضاعت تھی اسقدر کہ زکوٰۃ دینا اُسپر واجب تھا وہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت زکوٰۃ کسکو دوں آپنے فرمایا اُس شخص کو کہ جسپر تیرا دل اعتبار کرے وہ مرید یہ سنکر چلا گیا راہ میں اسکو ایک اندھا ملا کہ ننگا اور پریشان حال تھا اُسنے ایک اشرفی اسکو دی اتفاق سے دوسرے روز اس مرید کا پھر اُدھر سے گذر ہوا اس اندھے کو دیکھا کہ ایک دوسرے نابینا سے کہ رہا ہے کہ کل کے روز ایک شخص نے مجھکو ایک اشرفی دی میں شرابخانہ میں گیا اور شراب مول لیکر فلاں مطربہ کے ساتھ پی اُس مرید نے جب یہ سنا تو بہت گھبرایا حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کل حال بیان کرے پہلے اسکے کہ وہ کچھ کہے شیخ صاحب نے ایکدرم اسکو دیا اور فرمایا کہ جاؤ جو شخص کہ پہلے تمکو ملے اسکو دیدو اور یہ درم آپ کی ٹوپی کی سلائی کا تھا جب وہ گیا تو اسکو سب سے پہلے ایک سید زادے ملے اُسنے وہ درہم اُنکو دیدیا وہ لیکر چلے مرید بھی اُنکے پیچھے روانہ ہوا وہ ایک ویرانے کی طرف گئے اور ایک مردہ کلنگ کہ اُنکے دامن کے نیچے چھپا تھا اُنھوں نے اسکو وہاں ڈالدیا اس مرید نے اُنسے پوچھا کہ حضرت یہ تو فرمائیے کہ اسمیں کیا راز ہے اُنھوں نے کہا آج سات روز ہو گئے کہ میرے بال بچوں نے کچھ نہیں کھایا ہے اور یہ بات مجھکو پسند نہیں کہ سوال کی ذلت سہوں روزی کی تلاش میں نکلا اتفاق سے یہ مردہ پرندہ اِس ویرانے میں پڑا دیکھا لاچاری سے اٹھا لیا کہ بال بچوں کے

پاس لیجاؤں وہ بکا کر کھا لی لیویں جب تمنے یہ درم دیا تھے اُس برہنہ کو پھینکدیا وہ تحریر یہ سنکر حیرت میں پا اور شیخ قصاب کے پاس لوٹ کر آیا کُل کیفیت بیان کری آپنے فرمایا کچھ تیرے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے لیکن یقین ہے جان جا کہ جب تو معاملہ سرکشوں اور ظالموں کے ساتھ کرے تو لائق ہے کہ ایکا ندھا شراب خانے میں جا کر شراب پیوے اور جو کچھ کہ تینے حلال کمائی سے حاصل کیا ہو ضرور ہے کہ ایک سید زادہ حقدار اسکے ہوں اور اُسکے ذریعے سے مُردار کھانے سے بچیں اور مجبوری کے موقع پر اُنکے کھانے کے کام میں آوے۔ نقل ہے کہ ایک ترسا نے روم میں آپکی فراست کا شُہرہ سنکر چاہا کہ آپ کا امتحان کرے اُسنے ایک مُرقع پہن لیا اور ایک عصا ہاتھہ میں لیا اور حضرت ابو العباس قصاب کی خانقاہ کی طرف آیا جونہی کہ پاؤں خانقاہ کے اندر رکھا آپ بڑے غیرت مند اور تُند مزاج تھے آپنے فرمایا اے بیگانے آشناؤں کے کوچے میں تیرا کیا کام ہے۔ ترسا یہ سُنکر لوٹا اور حضرت ابو العباس نہاوندی کی خانقاہ کی طرف آیا اور یہاں اُترا آپ نے اسکو کچھہ نہ فرمایا چار مہینے تک اُسنے قیام کیا اور برابر دُرویشوں کے ساتھہ وضو کرکے نماز میں پڑھتا رہا بعد اسکے ارادہ کیا کہ جاوے حضرت شیخ نے فرمایا جب حق نان و نمک کا درمیان میں آیا ہے جوانمردی نہوگی کہ تو بیگانہ آوے اور بیگانہ ہی باہر جاوے یہ سنکر وہ ترسا صدق دل سے مسلمان ہوگیا اور آپ ہی کی خدمت میں قیام کیا اور ریاضت اور مجاہدہ اختیار کیا یہانتک کہ اولیاؤں سے ہوا

جب آپنے وفات پائی آپکا جانشین ہوا

باونوے باب حضرت ابو عمرو ابراہیم الزجاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

بزرگ مشائخ وقت تھے اور بزرگان اصحاب تصوف تھے اور ورع و معرفت اور ریاضت و کرامت میں بزرگ شان رکھتے تھے صوفیائے کرام کے مقبول تھے شیخ جنید کو دیکھا تھا اور وہ شخص کہ سب کے آخر میں حضرت ابو عثمان حیری کے شاگردوں کے مرنے میں گذرے ہیں آپ ہی ہیں مکہ معظمہ میں مجاور رہے اور وہیں سنہ ہجری میں وفات کی۔

بڑی بدخُلق تھے۔ نقل ہے کہ شیخ صاحب شیخ ابوالقاسم نصرآبادی کے ساتھ ایک مجلس سماع مین تھے شیخ نے شیخ ابوالقاسمؒ سے فرمایا آپ سماع کیون سُنتے ہین انھون نے کہا سماع سُننا اس سے تو کہین بہتر ہی کہ باہم ملکر بیٹھین اور غیبت کرین اور سُنین حضرت ابوعمروؒ نے کہا اگر سماع مین کہین ایسی حرکت ہو جاوے کہ جہانتک ممکن ہو ہم اُس حرکت کو نکرین تو برسون کی غیبت سے بدتر ہی واللہ اعلم بالصواب قدس اللہ سرہ العزیز ؎

۹۳

ترانوے باب حضرت ابوالحسن صائغ قدس اللہ سرہ العزیز کے ذکر مین

وہ مشرف خواطر واسرار وہ مقبل اکابر وابرار وہ سفینۂ بحرِ عشق وہ سکینۂ کوہِ صدق وہ ہر دو جہان سے فارغ حضرت شیخ ابوالحسن صائغ رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ روزگار تھے اور مصر مین مقیم تھے اور برگزیدہ مشائخ تھے اور اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے حضرت ابوعثمانؒ کا مقولہ ہی کہ کسی شخص کو ابویعقوب نہرجوریؒ سے نورانی تر نہین دیکھا اور ابوالحسن صائغؒ سے بزرگ ہمت تر۔ نقل ہے کہ حضرت ممشاد دینوریؒ نے کہا کہ مینے دینور مین ایک مرد کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اُسکے سر پر ایک کرگس سایہ کیے تھا جب مینے اُس مرد کی صورت دیکھی تو ابوالحسن صائغ دینوریؒ تھے۔ حضرت صائغ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ تو فرمایئے کہ غائب پر شاہد کو کیا دلیل ہے آپنے فرمایا بھلا کیونکر اُس ذات کی دلیل بیان ہوسکتی ہے کہ جو بے مثل و مانند ہو اور فرمایا ہر حال مین خداے تعالی کا احسان ماننا اور ہر طرح سے اپنے آپ کو اُنکی نعمتون کا شکر ادا کرنے سے عاجز جاننا اور سوا اُسکے کسی دوسری پناہ کا نہ مانگنا اور ہر چیز کو کم زور و کم قوت سوا خداے تعالی کے پہچاننا معرفت ہی اور فرمایا کہ مرید کی صفت وہ ہی کہ حق تعالی نے فرمایا ضَاقَتْ عَلَیْہِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْہِمْ اَنْفُسُہُمْ یعنی زمین باوجود فراخی اور کشادگی کے تنگ ہی مریدون پر اور اُنپر تنگ ہوتے ہین نفس اُنکے کہ طلب کرتے ہین ایک دوسرے عالم باہر ان دونون جہان کے اور فرمایا اہل محبت اُس

شوق کی آگ میں کہ محبوب کے ساتھ رکھتے ہیں اہل بہشت کے عیش و خوشی سے زیادہ خوش ہیں اور فرمایا اپنے آپ کو دوست رکھنا ہی ہلاک ہے اور فرمایا جو حالت کہ خوف سے وارد ہوتی ہے حال کے ذوق سے ہوتی ہے پس جب خوف ظہیر احدیث و صفات نفس حاصل ہوتا ہے اور برخاست طبیعت ہوتی ہے اور یہ بات پسندیدہ ہوتی کہ جو چیز کہ نفس کا اسمین دخل دینا ظہور پا ئے خودی کی کدورت سے تصفیہ اسکو تباہ کرتا ہے اور فرمایا آرزو اور امید طبیعت کے فساد سے ہے واللہ اعلم

چورانوے باب حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ دانای عشق و معرفت وہ دریای شوق و کرامت وہ پختہ سوختہ وہ افسردہ افروختہ وہ بندہ عالم آزادی قطب وقت حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی بزرگوار تھے اور بہت بلند حال اور بہت بلند مرتبہ اور تمام اصحاب کے نزدیک نہایت درجے کے شریف تھے اپنے زمانے میں یگانہ جہان تھے اور ہر نوع علم میں مشہور و معروف خاص کرکے علم حدیث اور روایات عالی میں کہ اسمین صاحب تصنیف تھے طریقت میں بڑی باریک بین اور بالغ فکر تھے نہایت سوز و شوق سے معمور تھے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اہل خراسان کے استاد تھے حضرت شبلیؒ کے مرید تھے اور حضرت رودباری اور مرتعش اور دیگر بزرگان دین کو دیکھے ہوئے اسوقت کے متاخرین سے کوئی آپکے برابر عبادت اور تقوی اور مجاہدے اور مشاہدے میں نہ تھا مکہ معظمہ میں مجاور رہے کہتے ہیں کہ خدا کے شوق و محبت میں غرق تھے چنانچہ ایک روز زنار کمر پر باندھکر آتش پرستوں کے آتش کدے کے آس پاس پھرتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے آپنے فرمایا کہ میں اپنے کام میں حیران ہوں میں نے بہت اس جل شانہ کو کعبے میں ڈھونڈھا نہ پایا اب اس آتش خانے میں ڈھونڈھتا پھتا ہوں شاید کہ یہاں کچھ پتہ لگے ورنہ میں ایسا ناچار ہو گیا ہوں کہ نہیں جانتا ہوں کہ کیا کروں

یہ سنکر لوگ بہت ناخوش ہوئے اور آپ کو نیشاپور سے نکالدیا۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ ایک جہودی کے پاس گئے اور فرمایا کہ آدھا دانگ مجھے دے تاکہ کوزہ خریدوں جہودی نے کہا جاؤ مجھے مت ستاؤ آپ چلے گئے پھر دوسری بار گئے اور کہا کہ اب تو ضرور ہی دے۔ پھر اُسنے کہا جاؤ مجھے مت ستاؤ آپ چلدیے پھر پلٹ کر گئے اور کہا لا دے جہودی پھر ناراض ہوا آپ چلدیے پھر گئے اور کہا کہ لا جہودی نے کہا کہ تو کیسا شخص ہے کہ آدھے دانگ کے لیے اسقدر جفا کی برداشت کرتا ہی اور یہاں سے نہیں ٹلتا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا فقیر بھی ٹلا کرتے ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ اُنپر وہ چیزیں کہ جنکی پہاڑ برداشت نہیں کرسکتے وارد ہوتی ہیں اور یہ اُنکو سہتے ہیں بھلا کہیں اس ذراسی تنبیہ و توبیخ سے کہ گھاس کی پتی کے مثل ہے اپنے مقصد سے باز رہ سکتے ہیں جہودی نے جو یہ سُنا کہا کہ آپ مجھے مسلمان کیجیے اور مسلمان ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ نے مکۂ معظمہ میں بہت خلق کو دیکھا کہ طواف میں مشغول ہی اور باہم باتیں کر رہی تھی آپ تھوڑی آگ اور لکڑی اُٹھا لائے لوگوں نے پوچھا کہ کیا کیجیے گا آپ نے فرمایا کہ کعبے کو جلاؤں گا تاکہ یہ ساری غافل مخلوق خدا کی طرف مشغول و متوجہ ہو۔

نقل ہے کہ ایک روز حرم میں ہوا زور سے چل رہی تھی آپ بیٹھے تھے ایکبارگی آپ کی نظر پردون پر جا پڑی کہ ہوا سے اُڑ رہے تھے آپ کو اُنکا اُڑنا پسند آیا آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور پردے کو پکڑکر فرمانے لگے بیت گفت ای رعنا عروس سر فراز ٭ درمیان تو کہ بنشستہ بناز ٭ آپ کو دُلھنوں کی طرح جلوہ دے رہا ہے اور جہان میں خلق کو ببول کے درخت کے نیچے گرمی اور پیاس سے ہلاک کر رہا ہے یہ اِتنے جلوے کب تک اگر تجھے خدای تعالی نے ایک بار بیتی یعنے خانۂ من کہا تو مجھکو ستو بار عبدی یعنے بندۂ من کہا ہے۔ نقل ہے کہ آپ نے شرح توکل پر کیے تھے ایک روز آپ جنگل میں جا رہے تھے آپ نے ایک کُتا بھوکا پیاسا لاغر و نزار دیکھا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا آپ نے آواز لگائی کہ کوئی ہے کہ خریدے چالیس حج کا ثواب ایک روٹی کے عوض۔ ایک شخص نے کہا ہاں

آپ نے اُسکے ہاتھ بیچ ڈالا اُسنے خرید لیا۔ اور گواہ رکھا۔ آپ نے روٹی کی ٹکیا لیکر اس کتے کو
دیدی۔ ایک بزرگ یہ واقعہ دیکھکر آئے اور شیخ کے ایک گھونسا مارکر کہا اے احمق کیا تو یہ
سمجھا ہے کہ میں نے بڑا کام کیا کہ چالیس حج ایک روٹی پر بیچ ڈالے ذرا خیال کر کہ تیرے باپ آدم
نے آٹھ بہشتوں کو دو گیہوں کے عوض میں بیچا اس روٹی میں تو ویسے ویسے ہزار دانے
ہونگے آپ نے یہ سنکر شرم سے سر جھکا لیا اور ایک گوشے میں جا کر سر جھکا کر ہو بیٹھے نقل ہے
کہ ایکبار آپ کو جبل الرحمۃ پر سخت بخار آیا اور سخت گرمی تھی چنانچہ حجاز کی گرمی تو مشہور ہے
آپ کا ایک دوست کہ عجم میں آپ کی خدمت میں تھا آپ کے سرہانے آیا اور کہنے لگا حضرت
آپ اس بخار اور گرمی میں مبتلا ہیں اگر کوئی حاجت ہو تو فرمائیے آپ نے فرمایا ہاں
جی چاہتا ہے کہ آب سرد ہو اُس مرد نے کہ یہ بات سنی سخت حیران رہا کیونکہ ایسی گرمی میں
کہ جس سے سخت پتھر پانی ہوتے تھے سرد پانی کا ملنا محال تھا آپ کے پاس سے سوچتا کہ سرد پانی
یہاں کہاں آبخورہ ہاتھ میں لیے تھوڑی دور گیا ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور فی الفور اولے
برسنے لگے یہ حالت دیکھکر وہ شخص سمجھ گیا کہ یہ حضرت ہی کی کرامت ہے اور لطف یہ تھا کہ وہ تمام
(ای ابو القاسم ۱۲)
اولے اس شخص کے آگے اکٹھا ہوتے جاتے تھے اور وہ شخص اُٹھا اُٹھا کر آبخوری میں ڈالتا جاتا تھا
جب بھر گیا تو آپکے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا میاں یہ کہاں سے لے آئے ایسی سخت گرمی میں
اُس شخص نے ساری کیفیت بیان کی آپ کے دل میں کہیں یہ خیال گذرا کہ یہ میری ہی کرامت ہے
آپ نے فی الفور فرمایا کہ اے نفس تو تو جیسا ہے ویسا ہی ہے سرد پانی چاہتا ہے اور تجھے
سرد پانی درکار ہے آگ سے گرم نہیں کرتا پھر اُس مرد سے فرمایا جاؤ مقصود حاصل ہوا
اور اس پانی کو لیجاؤ کیونکہ میں یہ پانی نہیں پیونگا وہ مرد پانی واپس لے گیا اور
آپ نے فرمایا ہے کہ ایک بار میں ایک بیابان میں جا رہا تھا میں بہت ناتوان ہو گیا اور
ناامید ہوا دن کا وقت تھا یکایک میری آنکھ چادر پر پڑی چادر پر میں نے یہ لکھا دیکھا
فسیکفیکہم اللہ فی الفور دل کو تقویت ہوئی اور قوت مجھ میں پیدا ہوئی نقل ہے

کہ ایک وقت آپ خلوت میں تھے آپ کو الہام ہوا کہ تجھکو یہ دلیری اور جرأت کسنے دی کہ جسکی وجہ سے تو ایسی ایسی لاف زنی کرتا ہے اور ہماری درگاہ سے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے تجھپر ہم ایسی بلا مقرر کرینگے کہ تو ساری جہان میں رسوا و بدنام ہوگا آپ نے جواب میں کہا خداوندا اگر تو اپنے کرم سے اس دعوی میں میرے ساتھ نرمی و موافقت نکریگا تو میں بھی اس لاف زنی سے باز نہ رہونگا۔ حضرت باری سے ندا آئی کہ تیری یہ بات ہمکو پسند آئی۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایکبار حضرت موسی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کو گیا مینے حضرت موسی کی قبر کی خاک کے ذرے ذرے سے یہ سنا کہ ارنی۔ ارنی۔ اور آپنے فرمایا کہ میں ایک روز جنگل میں جا رہا تھا مینے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا لوٹ رہا ہے مینے چاہا کہ الحمد پڑھ کر اس پر دم کروں ایکبارگی غیب سے آواز آئی کہ پڑا رہنے دو اس کمبخت کو کہ اہل بیت کا دشمن ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے ایک جوان آپ کی مجلس میں آیا کہ بڑا گانے ناچنے کا شائق تھا آپ کی گفتار نے اسمین اثر کیا ایک نعرہ مارا کہ تمام ہوگیا اور اٹھکر روانہ ہوا جب اپنی والدہ کے پاس پہونچا تو اسکے چہرے کا رنگ فق تھا اسکی ماں نے یہ دیکھکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے کوئی صدمہ پہونچا اسنے کہا اے ماں چپ رہو کیونکہ اب میرا کام تمام ہے میں گھر میں جاتا ہوں تھوڑی دیر کے بعد دو تین حمالوں کو بلانا کہ مجھکو اٹھاکر قبرستان پہونچائیں اور میرا پیراہن نہلانے والے کو دینا اور قبا قبر کھودنے والے کو اور ستار کی مضراب میری آنکھ میں گڑو کر کہنا کہ جس طرح کہ تو جا اسی طرح تو مرا اس یہ کہکر گھر میں داخل ہوا اور جان بحق ہوا۔ نقل ہے کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ علی قوال رات کو شراب پیتا ہے اور دن کو آپ کی مجلس وعظ میں آتا ہے آپ یہ بات سنکر چپ ہو رہے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ علی قوال ایک راہ میں مست پڑا تھا اور آپ چلے جاتے تھے کہیں ایک مرید آپ کا بول اٹھا کہ یہی علی پڑا ہے آپ نے اسی ملامت کرنے والے کو کہا کہ اسکو اپنی گردن پر سوار کرا اور اسکو اسکے گھر پہونچا

پر تنگ کردہ مجبور ہوا اور کچھ بن نہ پڑی ناچار اُٹھایا اور سوئی کیا جب وہ ہوش میں آیا تو آپ کی خدمت میں دوڑا آیا اور توبہ کی اور بزرگانِ دین سے ہوا۔ آپ کے کلمات بہت بلند ہیں۔ اور آپ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بندہ دو نسبت کے درمیان ہے۔ ایک نسبت حضرت آدم علیہ السّلام کے ساتھ ہے اور دوسری نسبت حضرت حق تعالی کے ساتھ۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی نسبت مواضع شہوات اور آفات ہے۔ اور حق تعالی کی نسبت مقامات کشف وعصمت وولایت ہے نسبت اوّل سے بشریت ہے اور نسبت دوم سے عبودیت حضرت آدم علیہ السّلام کی نسبت قیامت کے روز منقطع ہوگی عبودیت کی نسبت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اور تغیر پذیر نہ ہوگی۔ جب بندگی کو اپنی طرف نسبت کرتے ہیں تو اُسکا محل ومرتبہ یہ ہوتا ہے کہ فرماتے ہیں یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ہ یعنی اے میرے بندو تمکو آج کے دن خوف اور غم نہیں۔ اور فرمایا حق تعالی کے بارگران کو نہیں اُٹھا سکتے مگر حق تعالی کے بارگیر۔ جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ تعالے افرا سایر کبھن جمیعا۔ اور فرمایا جو کہ اپنی نسبت حق تعالی کے ساتھ درست کرتا ہے ہرگز طبیعت کا فتنہ وفساد اور شیطان کا وسوسہ اُسمیں اثر نہیں کرتا اور فرمایا جو کہ قدرت وہ رکھتا ہے کہ خدائے تعالی کو یاد کرے مضطر نہیں ہے کیونکہ مضطر وہ ہوتا ہے کہ اُسکے پاس کچھ سامان نہ ہو کہ اُسکے ذریعے سے خدا کو یاد کرے اور فرمایا جو کہ ظاہری علم سے مُریدوں کو اِس راہ میں راہبری کرتا ہے فاسد ہے لیکن جو کہ سر وحیات جاودانی سے راہ دکھاتا ہے گویا کہ زندگی ہے اور فرمایا اِس راہ میں کوئی گمراہ نہیں ہوا مگر ابتدا کے فساد سے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ابتدا کا فساد انتہا میں سرایت کرے اور فرمایا جب بندے پر کوئی چیز وارد ہو حق تعالے کی طرف سے تو اُسکو لازم ہے کہ بہشت اور دوزخ کی طرف نظر نہ کرے جب اُس حال سے پلٹے تو بزرگی اُسکی کہ جسکی حق تعالی نے بزرگی کی ہے بجا لاوے۔ اور فرمایا جو کہ عطا کی جانب راغب ہوتا ہے وہ بالکل ہیچ ہے۔ اور وہ کہ

عطا کرنے والے کی طرف راغب ہوتا ہے وہ اُسکا عزیز ہے اور فرمایا عبادتین کرنا مساقی
اور عفو کے واسطے قصور سے خالی نہین اسلیے کہ عبادت پر عوض وجزا چاہنا ہے۔
اور فرمایا موافقت۔ امر نیک ہے اور موافقت امر اُس سے بھی نیک زیادہ۔ اور جسکو
حق تعالیٰ کی موافقت ایک لحظہ یا ایک لمحہ حاصل ہوئی یقین ہے کہ اُسکے بعد کسی حال مین وہ
حق تعالیٰ کے ساتھہ مخالفت نکریگا۔ اور فرمایا جب صفت آدم سے خبر دی فرمایا عصیٰ
آدم ربہ اور جب اُسکے ساتھہ اپنے فضل و رحمت کے خبر دی تو فرمایا ان اللہ اصطفےٰ آدم
اور فرمایا کہ اصحاب کہف کو اسلیے جوانمرد کہا کہ خدای تعالےٰ پر بے واسطہ ایمان لائے اور
فرمایا حق تعالےٰ غیور ہے اور یہ اُسکی غیرت ہی کے سبب ہے کہ اُسکی طرف راہ نہین ہے
مگر اُسکی توفیق سے۔ اور فرمایا جو اشیا کہ دلالت کرتی ہین اُس سے کرتی ہین کہ اُسپر کچھہ
دلیل نہین ہے سواے اُسکے اور فرمایا سُنت کی متابعت و پیروی سے معرفت کو پاسکتے ہین
اور فرایض کے ادا سے قُربت کو اور نوافل کی ہمیشگی سے محبت کو پا سکتے ہین اور فرمایا
جسکو آداب نفس نہین ہوتا آداب تک نہین پہونچ سکتا اور جسکو ادب دل نہو کیونکر ادب کے
سر تک پہونچ سکتا ہے اور جسکو ادب روح نہو کیونکر محل قُربت تک پہونچ سکتا ہے بلکہ
اسکے لیے کیسے ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کی بساط کو طے کر سکے کیونکہ حق تعالیٰ کی بساط کو نہین
طے کر سکتا مگر وہ کہ ادب یافتہ ہووے فنون آداب کے اور امین ہووے سر و علانیہ مین۔
لوگون نے آپسے کہا کہ بعضے آدمی عورتون کی صحبت مین بیٹھتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اُنکی
دیکھنے سے معصوم ہین آپنے فرمایا جب تک یہ نفس باقی ہے امر و نہی اُسپر ہے اور اُس سے
بری الذمہ نہین ہو سکتا اور حلال و حرام کا حساب لگا ہے پس ایسے موقعون پر دلیری نکرے
مگر وہ کہ اُسکی حرمت سے روگردانی کیے ہو اور فرمایا کام یہ کام ہے کہ کتاب اور سُنت پر
مستقیم ہو اور ہوا و ہوس و بدعت سے دستبردار ہو اور پیرون کی حرمت کو
نظر رکھے اور خلق کو معذور سمجھے اور ورد و وظائف پر مداومت کرے اور حیلے حوالے

سے پرہیز کرے۔ لوگون نے کہا کہ جو باتین کہ بُزرگون مین ہونا چاہئین آپ مین ہین
آپنے فرمایا ابوالقاسم مین تو نہین ہین لیکن ہان اُسمین اُنکی چھُوٹ جانیکا درد ہے اور
دہانیکا افسوس۔ لوگون نے پُوچھا کہ آپ کی کرامات کیا ہین آپنے فرمایا یہ ہین کہ مجھکو
نصرآباد سے دیوانہ بناکر نیشاپور کی طرف بھیجا اور وہانسے بغداد مین حضرت شبلی رح کے
پاس پہونچایا تاکہ ہرسال دو تین ہزار آدمی میرے سبب سے خدای تعالی تک پہونچین اور
مین درمیان مین نہین۔ لوگون نے پُوچھا کہ دوستی آپ کی کیا ہی آپنے فرمایا یہ کہ مین منبر سے نیچے
اُتر آؤن اور دوسری بار نصیحت نکرون کیونکہ مین اپنے آپ کو اسکے لائق نہین جانتا ہون
لوگون نے پُوچھا۔ تقوی کیا ہی آپنے فرمایا یہ کہ بندہ ماسوی اللہ سے پرہیز کرے۔ لوگون نے
پوچھا آپ مین ہم خدای تعالی کی کچھ محبت نہین پاتے ہین آپنے فرمایا سچ کہتے ہو لیکن مین
اُسمین جلتا ہون۔ اور فرمایا محبت یہ ہی کہ چاہیے جس حال مین ہو حالت دُرویشی مین
اُس سے باہر نہ آوے اور فرمایا ایک محبت ایسی ہی کہ خون سے چھُڑاتی ہی اور ایک محبت
ایسی ہی کہ قتل کراتی ہی اور فرمایا اہل محبت حق تعالی کے ساتھ ایک ہی طریق پر قائم
ہین اگر ذرا بھی قدم بھر آگے بڑھین غرق ہوجاوین اور اگر قدم ذرا پیچھے ہٹاوین مجوب
ہوجاوین اور فرمایا جو کہ نعمت کا شکر کرتا ہی اُسکی نعمت زیادہ کرتے ہین اور جو کہ منعم کا
شکر کرتا ہی اُسکی معرفت اور محبت مین ترقی دیتے ہین اور فرمایا قُرب فی الحقیقت
اللہ ہی سے ہی کیونکہ حیلہ نتیجے اُسی سے ہین اور فرمایا راحت ایک ظرف ہی عتاب سے بھرا ہوا
اور فرمایا ہر ایک چیز کو ایک قوت ہی اور روح کی قوت سماع ہی اور فرمایا جو کچھ دل پاتا ہی اُسکی
برکتین بدن پر ظہور پاتی ہین اور جو کچھ کہ روح پاتی ہی اُسکی برکتین دل پر ظہور پاتی ہین
اور فرمایا بندے کا تن قیدخانہ ہی جب تن سے باہر آیا راحت مین پڑا پھر جہان چاہی جاوے
اور فرمایا مین بہت جہان مین پھرا اور اس بات کو تلاش کیا کسی جگہہ مین نہ پایا اور کسی کو
مین نہ دیکھا مگر نفس کی خواری مین اور فرمایا پہلے خدای تعالی کی یاد تمیز سے ہوتی۔

اور آخر کو تمیز ساقط ہو جاتی ہی اور فرمایا تمام خلق کو مقام شوق ہی اور کسی شخص کو مقام
اشتیاق نہین ہی اور جو کہ اُنکے حال مین ہوتا ہی ایسے مقام کو پہونچتا ہی کہ اُسکا نہ اثر رہتا ہی
نہ قرار اور فرمایا جو کہ چاہتا ہی کہ محل رضا کو پہونچے اُس سے کہدو کہ اُس چیز کو کہ خدائے
عزوجل کی رضا اُسمین ہی اختیار کرے اور لازم پکڑے اور فرمایا اشارت طبیعت کی
خود آرائیون سے ہی کیونکہ جس راز کو چھپانا منظور ہوا کرتا ہی اُسمین اشارہ چلا کرتا ہی اور فرمایا
مروّت فتوّت کی ایک شاخ ہی اور فتوّت یہ ہی کہ ہر دو عالم سے برگشتہ ہونا اور روگردانی کرنا
اُس چیز سے کہ اُسمین ہی اور فرمایا تصوّف ایک نور ہی حق سے کہ دلالت کرتا ہی حق پر اور ایک
خاطر ہی اُس سے کہ اشارہ کرتا ہی اُس سے اور فرمایا رجا طاعت کی طرف کھینچتی ہے اور خوف
معصیت و نافرمانی سے دور کرتا ہی اور مراقبہ حق تعالی کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہے
اور فرمایا زاہدون کو قتل سے نگاہ رکھا اور عارفون کا خون گرایا۔ **نقل ہے** کہ جناب
رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بعضے قبرستان ایسے ہین کہ فرشتے اُنکے
چارون کونون کو چار طرف سے پکڑینگے اور بغیر حساب و کتاب کے بہشت مین جھٹک دینگے اور
منجملہ اُنکے جنّت البقیع بھی ہی اسی حدیث پر نظر کرکے حضرت شیخ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
واسطے بقیع مین قبر طیّار کرائی تھی تاکہ آپ کو وہان دفن کرین اور ہمیشہ آپ اُسکی حفاظت
کرتے تھے اتفاق سے ایکبار حضرت شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ کا گذر گورستان کی طرف ہوا
آپنے وہ قبر دیکھکر پوچھا کہ یہ کسکی قبر ہی لوگون نے کہا حضرت ابو عثمانؒ کی۔ آپنے فرمایا کہ یہ عجب ماجرا
ہی کہ قبل از مرگ اپنی قبر یہان کھدواتے ہین مینے تو ایک رات خواب مین دیکھا کہ جنّت بقیع کے
جنازے ہوا مین اُڑے چلے جاتے ہین مینے پوچھا کہ یہ کیا ہی کہا کہ جو شخص کہ اِس گورستان کی
لیاقت نہین رکھتا ہی اگر اُسکو یہان دفن بھی کرتے ہین تو فرشتے اُسکو یہان سے دوسری جگہ
لیجاتے ہین اور جو کہ یہان کے لائق ہوتا ہی اگرچہ دوسری جگہ مرا گڑا ہو پر اُسکو یہان لاتے
ہین یہ جنازے کہ لائے جارہے ہین یہی سبب ہے جب آپ قبرستان سے واپس آئے تو آپنے لکھے

حضرت ابو عثمانؒ سے فرمایا کہ یہ قبر جو آپ نے کھدوائی ہے اس میں تو مجھکو دفن کرینگے اور تمکو خاک نیشاپور میں لیجاوینگے حضرت ابو عثمانؒ کو یہ بات سنکر ملال ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ لوگوں نے وہاں سے حضرت ابو عثمانؒ کو باہر نکالدیا بغداد کو چلے گئے اور وہاں بھی ایسا سبب درپیش ہوا کہ آپ رَے کو گئے پھر رَے سے نیشاپور میں آئے اور نیشاپور ہی میں وفات کی اور حیرہ میں مدفون ہوئے لیکن اسکے باب میں روایات مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ خواب جو اوپر بیان ہوا حضرت ابو القاسم نصر آبادیؒ ہی نے دیکھا اور بعض اور کسی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ نقل ہے کہ استاد اسحاقؒ زاہد خراسانی مجھے موت کا بیان بہت فرمایا کرتے تھے حضرت شیخ ابو القاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ انکو منع کیا کرتے تھے کہ آپ موت کا کیا ذکر کیا کرتے ہیں شوق و محبت کا ذکر کیا کیجیے لیکن وہ پذیرا نہ کرتے جبکہ حضرت شیخ ابو القاسم نصر آبادیؒ کی وفات نزدیک پہونچی تو ایک نیشاپور کا شخص آپکے سرہانے موجود تھا آپ نے اُس سے فرمایا کہ جب تم نیشاپور پہونچو تو استاد اسحاق زاہد نصر آبادی نے کہا ہے جو کچھ کہ آپ موت کا ذکر فرمایا کرتے ہیں ویسے ہی ہے اور بیشک مرگ ایک سخت کار ہے۔ جب آپنے وفات پائی تو آپ کو اسی قبر میں کہ ابو عثمانؒ کے واسطے تیار ہوئی تھی مدفون کیا بعد ازاں آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا مجھپر ایسا عتاب نہیں کیا کہ زبردست اور بزرگوار کرتے ہیں ہاں یہ ندا کی کہ اے ابو القاسم بعد از وصال انفصال ہے میں نے کہا یا ذوالجلال ضرور ہے کہ جب تم میں رکھا میں احد تک پہونچا۔ رحمۃ اللہ علیہ

پچانویں ۹۵ باب حضرت ابو الفضل حسن سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ حامل امانت وہ حامل دیانت وہ عزیز بے بدل وہ خطیب بے خلل وہ سوختۂ حب الوطن پیر وقت

ابوالفضل حسن رحمۃ اللہ علیہ یگانۂ روزگار تھے اور لطیفۂ زمان و جہان تھے تقویٰ اور محبت اور معنی و فتوت میں درجہ بلند رکھتے تھے اور کرامت اور فراست میں اندازے سے باہر تھے اور معارف و حقائق میں انگشت نما تھے مولد آپ کا سرخس تھا حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کے پیر تھے کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ ابوسعیدؒ پر حالت قبض (قبض وہ زمانہ کہ جسمیں نزول انوار سالک کے دل پر موقوف ہوں) طاری ہوتی تو آپ فرماتے کہ گھوڑے پر زین کسو تاکہ ہم حج کو جاویں اور آپ حضرت ابوالفضل حسنؒ کی قبر پر آتے اور طواف کرتے قبض مبتدل بہ بسط (بسط وہ زمانہ کہ جسمیں انوار الٰہی سالک کے دل پر نزول کر رہے ہوں) ہو جاتا اور جو شخص کہ حضرت ابوسعیدؒ کا اگر مرید ہوتا اور حج کا خیال اسکو گذرتا آپ اسکو حضرت ابوالفضل حسنؒ کی قبر کی طرف بھیجتے اور فرماتے اس خاک کی زیارت کر تاکہ تیرا مقصد پورا ہو لوگوں نے ایک روز حضرت شیخ ابوسعیدؒ سے پوچھا کہ آپنے یہ تمامی دولت کہاں سے پائی آپنے فرمایا کہ میں ندی کے کنارے جا رہا تھا حضرت ابوالفضلؒ اسکے دوسری جانب جا رہے تھے آپ کی نظر مجھپر پڑ گئی یہ تمامی دولت وہاں سے ہی آئی امام خرامیؒ نے نقل کی ہے کہ میں لڑکا تھا ایک محلے میں گیا اور شہتوت توڑنے ایک درخت پر چڑھ گیا اسی اثنا میں حضرت ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ کا اودھر سے گذر ہوا لیکن انھوں نے مجھے نہ دیکھا اپنے حال میں مست و سرشار جا رہے تھے ناگاہ آپنے حالت انبساط میں سر اٹھا کر کہا الٰہی ایک سال ہوتا ہے کہ تونے مجھے ایک دانگ بھی نہیں دیا کہ میں سر منڈاتا دوستوں کے ساتھ تو ایسا ہی معاملہ کرتا ہے آپ کا یہ کہنا ہی تھا کہ میںنے دیکھا کہ اس درخت کی تمام ڈالیاں اور پتے سونے کے ہو گئے آپنے یہ دیکھکر فرمایا عجب کار ہے جملہ تعریض اعراض پر موقوف ہے دل کی کشائش کے لیے تجھسے بات نہ کہنا چاہیے۔ نقل ہے کہ سرخس میں ایک جوان تھا دیوانہ اور پریشان اور نماز نہیں پڑھتا تھا لوگوں نے اس سے کہا تو نماز کیوں نہیں پڑھتا اسنے کہا پانی کہاں ہے کہ وضو کروں لوگ اسکا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں کے کنارے لے گئے اور ڈول دکھا کر کہا کہ اس سے پانی کھینچ لے۔ وہ شخص تیرہ ۱۳ روز تک رسی پر ہاتھ رکھے

بیٹھا رہا مطلق جنبش نہ کی حضرت ابوالفضل حسن رح نے فرمایا کہ اسکو اسکے گھر لیجاؤ کہ یہ قیود شرع سے مطلق الغنان و آزاد ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز لقمان سرخسی حضرت پیر ابوالفضل رح کے پاس آئے آپ کو دیکھا کہ ایک جزو ہاتھ مین لیے ہین پوچھا اس جزو مین کیا ڈھونڈھتے ہو آپ نے فرمایا وہی چیز کہ تو اسکے ترک مین ڈھونڈھتا ہو انھون نے کہا پھر یہ خلاف کیون ہے فرمایا خلاف تو ہی دیکھتا ہو کہ مجھ سے پوچھتا ہو کہ کیا ڈھونڈھتا ہو مستی سے ہوشیار رہو اور ہوشیاری سے بیدار ہو تاکہ تیرے سامنے سے خلاف اٹھ جاوے اور تو جان جاوے کہ مین اور تو کیا ڈھونڈھ رہے ہین۔ نقل ہے کہ ایک شخص حضرت ابوالفضل رح کے پاس آیا اور کہا کہ کل مینے آپ کو خواب مین مُردہ دیکھا اور جنازے پر رکھا ہوا آپ نے فرمایا چپ رہ کہ وہ خواب تو نے اپنے ہی لیے دیکھا ہو کیونکہ ہم لوگ ہرگز نہین مرتے مَنْ عَاشَ بِاللّٰہِ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا۔ یعنے جو اللہ تعالے سے جیا وہ ہرگز نہین مرتا۔ نقل ہے کہ شیخ ابوسعید رح نے کہا کہ مین سرخس مین گیا حضرت پیر ابوالفضل رح نے مجھ سے فرمایا کہ رات تک ٹھہر کہ رات اسرار کے واسطے پردہ ہوتی ہے جب رات ہوئی تو آپ نے فرمایا تو کوئی آیت پڑھ تاکہ مین اسکی تفسیر کرون مینے آیت یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ پڑھی آپ نے ایسے سات سو معنی اسکے بیان فرمائے کہ بالکل ایک دوسرے سے علیحدہ تھے اور کچھ مشابہت ایک معنی دوسرے معنی کے ساتھ نہ رکھتے تھے اسی حالت مین صبح ہو گئی آپ فرمانے لگے کہ اے لو رات تو ختم ہو گئی اور ہمنے اب تک اندوہ و شادی سے کچھ نہ کہا شعر شب رفت و حدیث ما بپایان نرسید ٭ شب راچہ گناہ حدیث ما بود دراز ٭ ترجمہ ای لو رات گذر گئی اور ہماری بات ختم نہوئی ٭ رات کی کیا خطا ہماری ہی بات لمبی تھی ٭ حضرت شیخ ابوسعید رح کہتے ہین کہ مینے آپ سے پوچھا کہ سر کیا ہے آپ نے فرمایا تو پھر مینے پوچھا کہ سر سر کیا ہو آپ نے فرمایا تو۔ نقل ہے کہ لوگون نے آپ سے کہا دعا کیجیے کہ مینہ نہین برستا آپ نے فرمایا برسے گا اسی رات کو بڑے زور سے برف برسی لوگون نے کہا یہ کیا کیا آپ نے فرمایا کہ مینے کل رات کو سرد شربت پیا تھا یعنے مین

قطب ہوں جب میں خشک رہوں تمام جہان خشک رہے۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ سلطان وقت کے واسطے دعا فرمائیے کہ نیک ہو جاوے آپ نے تھوڑی دیر تامل کیا پھر فرمایا مجھے افسوس آتا ہے اس بات سے کہ تم اسکو درمیان میں دیکھو اور فرمایا گذشتہ کو یاد مت کرو اور آئندہ کا انتظار مت کرو اور نقد وقت کو برباد مت کرو اور فرمایا عبودیت کی حقیقت دو چیزیں ہیں ایک تو اپنے آپ کو نہایت محتاج جاننا حق تعالیٰ کا۔ اور یہ اصل عبودیت ہے۔ دوسری پوری پوری پیروی جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ وہ ہے کہ نفس کو اسمیں کچھ بھی نصیب و راحت نہیں ہے۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات نزدیک پہونچی لوگوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ فلاں جگہ آپ کو مدفون کریں کیونکہ وہاں مشائخ اور بزرگوں کے مرقد ہیں آپ نے فرمایا ہرگز مجھکو وہاں دفن نکرنا میں کون ہوں کہ ایسی پاک قوم کے ہمسایہ میں مدفون ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے فلاں ٹیلے پر کہ جہاں خراباتی وغیرہ مدفون ہیں دفن کرو کیونکہ وہ خدائے تعالےٰ کی رحمت کے زیادہ مستحق ہیں دستور ہے کہ پانی پہلے پیاسوں کو پلایا کرتے ہیں۔ پس وہ محتاج ہیں۔ اور کریم عطا محتاجوں پر کیا کرتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

چھیانوے ۹۶ باب حضرت ابو العبّاس السیّاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں

وہ قبلۂ امانت وہ کعبۂ دیانت وہ مجتہد طریقت وہ مفسر حقیقت وہ آفتاب متواری شیخ عالم ابو العباس سیاری رحمۃ اللہ علیہ ائمہ وقت کے تھے اور علوم شریعت کے عالم اور معارف و حقائق کے عارف تھے بہت مشائخوں کو آپ نے دیکھا تھا اور بڑے ادب یافتہ اور ظریف ترین قوم تھے اول جس شخص نے کہ شہر مرو میں حقائق بیان کیے آپ ہی تھے آپ فقیہ بھی تھے اور محدث بھی اور ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے

مرید تھے اور آپ کا آغاز حال اسطرح پر ہے کہ آپ خاندان علم و ریاست کے تھے اور مرد دین
کسی شخص کو جاہ و قبول میں آپکے اہل بیت پر بیشی حاصل نہ تھی آپ کو اپنے والد سے
میراث بہت ملی تھی سب آپنے راہ خدا میں صرف کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک
سے ذوتار آپ کے پاس تھے کہ جنکی برکت سے حق تعالی نے آپ کو توبہ دی اور حضرت
ابو بکر واسطی کی قربت نصیب ہوئی اور اس درجے کو پہونچے کہ امام حنفی ہوکے متصوفہ سے
اس طائفے کو سیاریان کہتے ہیں آپ بڑے مرتاض اور ریاضت کش تھے۔ نقل ہے کہ ایکروز
آپ ایک بقال کی دکان پر گئے کہ اخروٹ خریدیں آپنے بقال کو سیم دی بقال نے اپنے
شاگرد سے کہا کہ اچھے اچھے اخروٹ چھانٹ لا آپ نے فرمایا کہ بھائی تم جس کے ہاتھ
اخروٹ بیچتے ہو شاگرد کو یہی تاکید کرتے ہو اُسنے کہا نہیں لیکن میں آپکے علم کے
سبب سے یہ کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے علم کو اس دو اخروٹ کے عوض فروخت
نہ کرونگا یہ فرمایا اور اخروٹ وہیں چھوڑے اور چلے آئے۔ نقل ہے کہ لوگوں نے آپ کو
جبری بتایا اور اسکی وجہ سے آپنے بہت رنج کھینچا آخرکار حق تعالی نے اس مشکل کو
آپ پر آسان فرمایا۔ آپکے کلمات سے ہیں کہ کیونکر راہ پا سکتے ہیں اس گناہ کے ترک پر کہ
لوح محفوظ پر لکھا ہو۔ اور کیونکر نجات پا سکتے ہیں اس چیز سے کہ تقدیر میں لکھ گئی ہو
نقل ہے کہ بعض حکمانے آپ سے پوچھا کہ آپ کی معاش کہاں سے ہے آپنے فرمایا
میری معاش اسکے یہاں سے ہے کہ جسکی چاہتا ہے روزی تنگ کرتا ہے بغیر کسی علت کے
اور جسکی چاہتا ہے فراخ کرتا ہے بغیر کسی علت کے اور فرمایا طمع کی تاریکی مشاہدے
کے نور کو مانع ہے اور فرمایا بندے کا ایمان راست نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس
طرح ذلت پر صابر نہ ہو جس طرح کہ عزت پر ہے اور فرمایا جو کہ اپنے دل کو صدق کے
ساتھ خدا سے لگاتا ہے حق تعالے علم و حکمت اس کی زبان پر جاری کرتا ہے
اور فرمایا خطرات انبیا کو ہوتے ہیں اور وسوسے اولیا کو اور عوام کو افکار

اور فاسقوں کو عزم و ارادہ دے اور فرمایا حق تعالے جس بندے پر کہ نظر مہربانی
سے فرماتا ہے فی الفور اُسکے مکروہات کو اُس سے دور فرماتا ہے اور جس بندے
پر کہ نظر قہر سے کرتا ہے اُسپر ایسی حالتین نمایان کرتا ہے کہ ہر شخص اُس سے نفرت
کرتا اور بھاگتا ہے اور فرمایا حق سے گفتگو نہین کرتا مگر وہ کہ محبوب ہو آپ سے
کسی نے پوچھا کہ معرفت کیا ہے آپ نے فرمایا باہر آنا معارف سے اور فرمایا
توحید وہ ہے کہ تیرے دل پر حق کے سوا نہ گذرے یعنی توحید کا غلبہ اسقدر ہو
کہ جو کچھ دل مین آوے توحید کی ترقی کا باعث ہو اور توحید کے ہی رنگ کو
اختیار کرے جیسا کہ ابتدا مین سب کچھ توحید سے نکل کر عدد کی صورت مین ہوا
یہان تمامی توحید مین ڈوب کر احد کی صورت مین ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا
کُنتُ لَہٗ سَمعًا وَّ بَصرًا اور فرمایا کسی غافل کو مشاہدے مین لذت حاصل نہین ہوتی
اس لیے کہ حق کا مشاہدہ فنا ہے کہ اُس مین لذت نہین ہے۔ لوگون نے آپ سے
سوال کیا کہ آپ حق تعالے سے کیا چاہتے ہین آپ نے فرمایا جو کچھ کہ وہ دیوے
کیونکہ گدا کو جو کچھ دیا جائے بجا و درست ہے۔ لوگون نے آپ سے پوچھا کہ مرید کو
کیا ریاضت کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ شرع کے احکام پر صبر کرنا اور بُری باتون
سے باز رہنا اور صالحین کی صحبت مین رہنا اور فرمایا عطا دو قسم پر ہے کرامت
اور استدراج۔ جو کچھ کہ تجھ سے قبول ہووے کرامت ہے اور جو کچھ کہ رد ہووے
استدراج ہے اور فرمایا اگر بغیر قرآن کے نماز جائز ہوتی تو اس بیت سے
جائز ہوتی۔ بیت۔ اتمنّی علی الزمان محالاً ٭ ان یری فی الحیوۃ طلعت حُرٍّ ٭
معنے یہ ہین۔ آغاز زمان محال سے چاہتا ہون کہ اپنی تمام عمر مین ایک آزاد مرد
کو دیکھون۔ نقل ہے کہ جب آپ کی وفات نزدیک پہونچی آپ نے وصیت کی
کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک کے دو تار کہ جنکو [illegible]

بڑی حفاظت سے رکھا ہے میرے مقبرہ میں رکھنا آپ کے انتقال کے بعد وصیت
کے موافق عمل کیا۔ آپ کی قبر آج تک شہر مرو میں موجود ہے خلق خدا اکثر اپنی
حاجت براری کے لیے وہاں جاتی ہو اور آپ کی دعا سے بڑی بڑی مشکلوں پر کشائش باقی ہے
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علے رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد
کتاب مستطاب انوار الاذکیا ترجمہ تذکرۃ الاولیا اُردو دربیان حالات و
مقالات نود و شش اولیاے کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین
بامحاورہ ترجمہ شدہ بار چہارم بمطبع مجیدی واقع کانپور محلہ پٹکا پور
حسب ایماے تاجر باوقار ذوالعزۃ والافتخار جناب مولوی حاجی
محمد سعید صاحب صانہ اللہ تعالے عن شر النوائب
تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۵۰) و باہتمام و انتظام
عاجز محمد احمد علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی
در ماہ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ ہجری
مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء
از حلیہ طبع مزین شدہ
بمنصۂ شہود جلوہ گر
گردید

عمدہ لغات قرآن

قرآن شریف کی پوری لغت جسکا نام ہی گویا عمدۃ لغات القرآن ہو حقیقت اسم با مسمیٰ ہے آجتک ایسی لغت نہین چھپی تھی اسمین ہر لفظ بلحاظ عربی اور کریم الالفاظ کی ترتیب پر سر کلام سے شروع ہوا ہی کہ تلاش مین دیر اور دقت نہو ہر لفظ کے معنی اردو مین لکھے ہین تاکہ کم فہم بھی آسانی سمجھ لین۔ یہ لغت پورے قرآن شریف کی ہے کوئی لفظ چھوڑا نہین گیا۔ اس عمدۃ لغات قرآن کی ایک ایک جلد ہر چھوٹا بڑا مسلمان کو ضرور رکھنا چاہیے قیمت چھہ آنہ

خیر المجالس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس

یہ کتاب فن وعظ گوئی مین بے مثل اور بے نظیر کتاب ہے اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابون سے بڑھکر مفید و دلچسپ ہی نہایت بسیط اور جامع کتاب ہے ہر مضمون ایسا بسیط اور مفصل ہے جسکو واعظ ایک مدت تک نہایت عمدہ اور مسلسل طریقے سے بیان کر سکتا ہے۔ جس مضمون کو شروع کیا ہے پہلے نصوص قرآنیہ سے استدلال کیا ہی اسکے بعد احادیث پھر صحابہ کرام کے آثار اور بزرگان دین اور فقہا و مجتہدین کے اقوال درج کیے ہین اسکے بعد نامورانِ اسلام کے واقعات عبرت انگیز اور سلف صالحین کے حکایات تعجب خیز متقدمین کے حالات متاخرین کے حادثات نہایت خوبی سے بیان کیے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین اور ایسی عجیب و غریب حکایتین اور نادر روایتین بیان کی ہین جسکے دیکھنے سے مرتکبین معصیت کو عبرت و نصیحت۔ اور نیک کارون کو نیکیون کی طرف رغبت و محبت ہوتی ہے جابجا بیشمار لطائف و حقائق۔ نکات و دقائق بیان کیے ہین اور مزید بران طبی مسائل جسمانی امراض کی تحقیق انکے متعلق مجرب آزمودہ نسخجات۔ معتبر اور صحیح اعمال۔ دنیا کی ہر چیز کی حقیقت ماہیت اور خاصیت خاصکر ادویہ کے منافع و فوائد۔ اسماء حسنی کی خاصیتین نہایت مفصل اور واضح بیان کی ہین۔ آخر مین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداے پیدائش سے لیکر سن وفات تک کے صحیح صحیح واقعات خلفاے اربعہ کے مناقب و فضائل اور امہات المومنین و صحابہ کے واقعات و کرامات نہایت شرح و بسط سے مذکور ہین خلاصہ یہ کہ ایک ایسی جامع اور مفید کتاب نظر سے نہین گذری اور جسکی اس کتاب پر نظر ہو وہ تمام علوم سے واقف ہو سکتا ہے اور ایسے مضامین بیان کر سکتا ہی جو ایک بڑا اور جید عالم بھی بمشکل بیان کر سکتا ہو لیکن کتاب عربی زبان مین ہونے کی وجہ سے عوام کو نفع نہوتا تھا اسلیے احقر نے ایک نہایت ادیب اور فاضل اور جید عالم سے اسکا ترجمہ نہایت سلیس اور فصیح زبان اردو مین کرایا ہی جسکی پوری خوبی دیکھنے پر منحصر ہے کتاب دو جلدون مین (۱۰۲۰) صفحون پر ختم ہوئی ہے اور قیمت باوجود ان سب خوبیون کے صرف تین روپیہ بارہ آنہ ہے عہ/۱۲

دیوان حافظ مترجم

مطبع عرصے سے جویان تھا کہ اسکا ترجمہ اردو ہو جاوے چنانچہ خوش قسمتی سے جناب مولوی منشی میرزا جان صاحب دہلوی پروفیسر مشن اسکول کانپور نے بامحاورہ نثر اردو مین ترجمہ فرمایا حق یہ ہے کہ مطبع نولکشور صرف کتا ایسا قابل تعریف ترجمہ دستیاب ہونا غیر ممکن نا ہی دیدنی ہے

قیمت دو روپیہ عہ

اعلان

شائقین تذکرۂ اولیاے کرام کی
مدت سے تمنا تھی کہ تذکرۃ الاولیا
فارسی کا جو تصنیف حضرت شاہ
فریدالدین عطار قدس سرہ کی ہی ترجمہ زبان اردو
سلیس عام فہم میں ہو جاوے تا کہ سب لوگونکو اولیاے کرام
رحمہم اللہ تعالی کے حالات اور مقالات دیکھ سنکر عبرت اور نصیحت
کامل حاصل ہو اگرچہ اسکا ترجمہ دیگر مطابع میں بھی طبع ہوا ہی لیکن وہ
بے محاورہ اور عام پسند نہیں ہو بنا بریں حسب الطلب شائقین کے منشی
مولوی میرزا جان صاحب دہلوی پروفیسر مشن اسکول کانپور (جو فارسی میں اعلی
قابلیت رکھتے ہیں) بعد دینے معاوضہ کے ترجمہ کراکے بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
داخل بھی رجسٹر سرکار کیا اور اپنے مطبع مجیدی واقع کانپور میں
ماہ محرم سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کو چھپوایا اسلئے جناب
مطابع اور تاجران کتب کی خدمت میں التماس ہے کہ اس ترجمہ
کو چھاپیں یا چھپوانیکا قصد نفرماویں بلکہ جسقدر
نسخے مطلوب ہوں شہر کلکتہ حاجی محولہ
نمبر (۵۵) یا مطبع مجیدی کانپور سے
طلب فرماویں فی جلد عمر المعلن محمد
تاجر کتب کانپور مجیدی پریس